مشکلات اُمت کے حل پر امام شعرانیؒ کی اہم تصنیف

كشف الغمة

عن جميع الأمة

مترجم

شاہ محمد چشتی

تألیف

أبي المواهب عبد الوهاب

بن أحمد بن علي الشعراني

المتوفى سنة ٩٧٣هـ

كشف الغمة

عن جميع الأمة

تأليف
أبي المواهب عبد الوهاب بن أحمد بن علي الشعراني
المتوفى سنة ٩٧٣ھ

مترجم:
شاہ محمد چشتی

نظر ثانی:
محمد محسن

حصہ اول

ادارہ پیغام القرآن
٣٠۔ اُردو بازار ○ لاہور ☎ 042-7323241

نام کتاب	....	كشف الغمہ اوّل
مصنف	....	امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	....	شاہ محمد چشتی
نظر ثانی	....	محمد محسن
طابع	....	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز
سال اشاعت	....	نومبر 2008ء
تعداد	....	300
قیمت	....	-/1000 روپے

.... ملنے کے پتے ....

حبیب پبلشنگ ھاؤس ایوان علم پلازہ ۔۔ اُردو بازار لاہور

احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک راول پنڈی

اسلامک بک کارپوریشن کمیٹی چوک راول پنڈی

فہرست

ناشرانہ اظہارِ تشکر

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ادارہ پیغام القرآن' جناب شاہ محمد چشتی سیالوی کے تراجم ''الادب المفرد''، ''رسالہ قشیریہ'' اور ''وفاء الوفاء'' کے بعد علامہ امام شعرانی رحمہ اللہ کی کتاب ''کشف الغمہ'' کا ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ یہ کتاب قارئین کے لئے نہایت قابل مطالعہ ہے چنانچہ قارئین سے امید ہے کہ اسے ہاتھوں ہاتھ لے کر اس کا مطالعہ کریں گے۔

حضرت امام شعرانی رحمہ اللہ کے حالات کے لئے ادارہ' حضرت صاحبزادہ مفتی محمد محب اللہ نوری قادری بصیر پوری مدظلہ کا نہایت شکر گزار ہے کہ انہوں نے قلتِ وقت کے باوجود نہایت معلومات افزاء حالات قلمبند فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز فرمائے اور زیادہ سے زیادہ خدماتِ دینیہ سرانجام دینے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

کتاب کو ممکن حد تک بہتر سے بہتر حالت میں لانے کی کوشش کی گئی ہے تاہم کوتاہیوں پر ہم قارئین سے معذرت خواہ رہیں گے۔

محمد محسن و برادران

ادارہ پیغام القرآن

اُردو بازار لاہور

کشف الغمہ اور اس کی اہمیت

حضرت علامہ امام عبدالوہاب شعرانی نور اللہ مرقدہ کی شخصیت کا تعارف آپ نے حضرت صاحبزادہ مفتی محمد محب اللہ نوری مدظلہ کے قلم سے پڑھ لیا ہوگا۔ یقیناً آپ حیرت ناک شخصیت کے مالک تھے صفِ اول کے شیخ اور عالم ظاہر تھے۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کی عظمت کا قائل مذاہب مختلفہ کو ہونا پڑتا ہے اور یہی لوگ ایسوں کی ہدایت کا سبب بنتے ہیں۔ انہی کا عمل کفار کے لئے قابلِ توجہ بنتا اور انہی کا علم ان کے لئے دینی کشش پیدا کرتا ہے۔

حضرت شعرانی رحمہ اللہ بہت سی کتابوں کے جامع تھے جن سے ان کی علمی حیثیت کا پتہ چلتا ہے تاہم آپ کی مختصر کتاب ''کشف الغمہ'' معلومات کے لحاظ سے کم درجہ نہیں رکھتی۔ بنیادی طور پر تو یہ کتاب مسائل شریعت پر لکھی گئی ہے لیکن بایں طور کہ ذیلی طور پر اس میں نوادرات کا ایک ذخیرہ جمع ہوگیا ہے جو ایک طرف تو آدمی کے معلومات میں اضافہ کرتا ہے اور دوسری طرف اسے حیرت زدہ کرتا چلا جاتا ہے کیونکہ اس جیسے معلومات عام کتابوں میں نہیں ملتے۔

کشف الغمہ کے بارے میں حضرت علامہ نے یہ پیشگوئی کی ہے کہ یہ کتاب حضرت امام مہدی علیہ السلام کے دور تک چلی جائے گی اور یہ کہ اس کا نام کسی صادق فقیر کے اشارے پر رکھا گیا ہے نیز یہ بھی بتا دیا ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والوں کو حضرت مہدی کی طرف رجوع کی ضرورت نہ ہوگی۔

کتاب میں موقع بہ موقع طبی نسخہ جات بھی لکھے گئے ہیں جو یقیناً مجرب ہیں' آیئے ہم ایسے نوادرات کی چند مثالیں آپ کے ملاحظہ میں لاتے ہیں۔

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام ایک ہزار کاموں کے کاریگر تھے۔

۲۔ سردیوں میں زمینی پانی گرم اور گرمیوں میں سرد کیوں نکلتا ہے؟

۳۔ کپڑا بننا کب سے شروع ہوا؟

۴۔ سب سے پہلی اذان حضرت آدم علیہ السلام نے ہند میں سنی تھی۔

۵۔ نو فرشتے سورج کی گرمی کم کرنے کے لئے ہر وقت اس پر برف پھینکتے رہتے ہیں۔

۶۔ اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام کی تاریخ۔

۷۔ نماز کے بعد امام سے مصافحہ کرنا اور جگہ بدل کر نماز پڑھنا چاہیئے۔

۸۔ حضرت آدم علیہ السلام نے زمین پر آکر سب سے پہلا پھل ''بیر'' کھایا تھا۔

۹۔ امام کے جواب میں تلاوت کرتے جانا بنو اسرائیل کا طریقہ تھا۔

۱۰۔ طوبیٰ درخت کی جڑھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھی۔

۱۱۔ سب سے آخر میں حضرت امام ابوحنیفہ کا مذہب دنیا سے اٹھایا جائے گا۔

۱۲۔ یاجوج و ماجوج کہاں رہتے ہیں؟

۱۳۔ گائے کا دودھ ہر بیماری کا علاج ہے۔

۱۴۔ غبار مدینہ کوڑھ تک سے شفاء کا باعث ہے۔

۱۵۔ حضور ﷺ کھڑے ہو کر کھانے پینے سے منع فرماتے تھے۔

۱۶۔ حوض کوثر کی آواز سننے کے لئے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لو۔

۱۷۔ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد یہ دنیا ایک سو بیس سال تک قائم رہے گی۔

ایسے بے شمار معلومات ہیں جو اس کتاب میں انمول موتیوں کی طرح بکھرے ملیں گے جن کا علم یقیناً ایمان میں تازگی پیدا کرے گا۔

مختصر فہرست دینے کا مقصد یہ ہے کہ آپ اس کتاب کو اول تا آخر نہایت دلچسپی سے پڑھیں اور اپنے علمی ذخیرے میں اضافہ کریں۔

میں نے پوری کوشش کی ہے کہ کتاب کو نہایت آسان پیرائے میں بیان کروں تاہم بشری کمزوری اور علمی کوتاہی ضرور دامن گیر رہی ہے جس پر قارئین سے اصلاح کی اُمید رکھتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ میری اس ناقص کوشش کو قبول فرما کر ہر امتی کے لئے ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین

شاہ محمد چشتی سیالوی عفی عنہ

محلہ محمود پورہ قصور

049-2772040
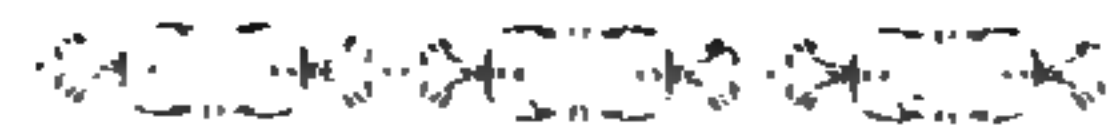
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جو بھی تعریف کی جائے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی بنتی ہے جس نے پاکیزہ شریعت کو ایسا سمندر بنا دیا ہے جس میں سے دریا اور ندیاں پھوٹتی ہیں' اس نے دلوں کی زمین پر اس کے نالے جاری کر رکھے ہیں کہ دور و نزدیک والوں کا دل اس سے مطمئن ہوتا رہے۔ یہ اس کا اپنے ایسے خاص بندوں پر احسان ہے کہ اس نے انہیں شہروں میں بکھرے شریعت کے چشموں سے بذریعہ احادیث و آثار واقف بنا دیا ہے چنانچہ وہ احادیث کو جمع کرنے کے بعد اس کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور یوں یہ شریعت وسیع تر بن چکی ہے جس سے اسلام' ایمان اور احسان کے مرتبوں کا پتہ چلتا ہے' یہ شریعت کسی مسلمان کے لئے تنگی کا سبب نہیں بنتی اور جو اس میں تنگی کا خیال رکھتا ہے وہ گویا اس پر بہتان باندھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرما رکھا ہے **وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ** (اللہ نے تم پر دین کے بارے میں کسی قسم کی تنگی پیدا نہیں ہونے دی) اور جو دین کے بارے میں کسی تنگی کی بات کرتا ہے وہ اس پر بہتان باندھتا ہے چنانچہ اسی سے پتہ چل گیا کہ شریعت گویا ایک عظیم درخت ہے جبکہ شریعت سے واقف کار علماء کے اقوال گویا اس کی شاخیں اور ٹہنیاں ہیں اور جو ان احادیث میں ٹکراؤ اور علماء شریعت کے اقوال میں اختلاف دیکھتا ہے تو وہ ناقص فہم والا ہوتا ہے کیونکہ شریعت دو طرح کے مسائل پر مشتمل ہوتی ہے' کچھ مسائل ہلکے پھلکے ہوتے ہیں اور کچھ میں دشواری دکھائی دیتی ہے' لوگ بھی دو ہی قسم کے ہوتے ہیں' ایک مرتبہ والے نہیں ہوتے جیسے عنقریب میزان کے بیان میں اس کی وضاحت آ رہی ہے تو شریعت سے متعلق دو حدیثوں یا علماءِ شریعت کے دو اقوال کو اگر کوئی شخص جمع نہیں کر پاتا تو اسے چاہیے کہ دونوں حدیثوں یا اقوال میں سے احتیاط کرنے والا اوّل مرتبہ والی حدیث یا قول لے لے جبکہ بہتر کا خلاف کرنے والا رعایت سے فائدہ اُٹھائے۔ ہمارے اس قول کا پتہ اسی کو چل سکتا ہے جو تمیز کرنا جانتا ہو۔

میں اس شخص کی طرح حمد الٰہی کرتا ہوں جس نے شریعت کے دریا سے گویا چلو بھرا ہوا ہے جس سے اس کا بدن اور دل سیر ہو چکے ہیں اور اس شخص کی طرح شکر کرتا ہوں جو شریعت محمد ﷺ سے واقف ہے اور وہاں ٹھہرا ہوا ہے جہاں شریعت واضح دکھائی دیتی ہے جسے وہ کشف اور استحسان کی نظر سے نہیں دیکھتا کیونکہ یہ دونوں طریقے ایسے ہیں کہ اگرچہ ان میں سے حاصل پر عمل کرنے میں اختیار ہوتا ہے لیکن کوتاہی سے بچنے کی صورت نہیں ہوتی اور نہ ہی امن ملتا ہے۔

میں اپنی ہر شے ویسے ہی اللہ کے سپرد کرتا ہوں جیسے ایک گناہ گار اور تقلید کرنے والا کرتا ہے اور شریعت والوں کے تمام اقوال پر واضح دلائل پیش کرتا ہے جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس سے خوش ہو جاتا ہے اور جنت میں اسے ٹھکانہ عطا فرما دیتا ہے۔

میں اس شخص کی طرح اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں' وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں' جیسے وہ شخص گواہی دیتا ہے جسے پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر کاموں کو جانتا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے جن کاموں سے خاموش ہے' صرف اپنی رحمت کی وجہ سے خاموش ہے' کسی بھول کی وجہ سے نہیں نیز یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے خاص بندے' رسول' حبیب اور ایسے خلیل ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق پر فضیلت دے رکھی ہے اور ان کی ساری اُمت کو قرآن وسنت پر عمل کرنے کی توفیق دی ہوئی ہے۔

اے اللہ آپ اور آپ کے برادر نبیوں پر درود وسلام نازل فرما نیز آپ کے صحابہ اور آل پر بہترین درود و سلام بھیج۔

بعد ازیں میں بتاتا ہوں کہ عبادت گذار فقراء اور دیگر مومنین کی ایک جماعت نے زبان حال کے ساتھ ساتھ دل میں موجود اس غم کے بارے میں مجھ سے بات کی کہ انہوں نے علماء کو سنا ہے: وہ اپنا مذہب بیان کرتے ہوئے دوسرے مذاہب کے مقابلے میں اپنے مذہب کی تائید کرتے ہیں چنانچہ وہ کہنے لگے کہ ہمارے ہاتھوں سے وہ شریعت نکل چکی ہے جو ہمارے نبی کی زبانی ہمیں پہنچی اور جس کے مطابق ہم عبادت کرتے ہیں' اس اُمت کے مجتہد لوگوں نے جو شریعت ہمیں بتائی ہے' ہمارے لئے اس پر عمل کرنا مشکل ہو گیا ہے اور ہم نے جہالت کی بنا پر بہت سے ان فقہاء کو بُرا جاننا شروع کر دیا ہے جن کے مذہب کے ہم پیروکار نہیں ہیں اور اب حال یہ ہے کہ اگر ہم ایک مذہب کی پیروکاری میں وضو کرتے ہیں تو دوسرے مذہب والے ہمیں کہتے ہیں کہ تمہارا وضو باطل اور غلط ہے' ایک مذہب کی بنا پر ہم نماز پڑھتے ہیں تو دوسرے مذہب والے کہتے ہیں کہ تمہاری نماز باطل ہے' ایک مذہب پر چل کر ہم زکوٰۃ دیتے ہیں تو دوسرے کہتے ہیں کہ تمہاری زکوٰۃ نہیں ہوئی' ایک مذہب کے پیش نظر روزہ رکھتے ہیں تو دوسرے کہتے ہیں کہ تمہارا روزہ باطل ہے' ایک مذہب پر چل کر حج کرتے ہیں تو دوسرے مذہب والے ہمارے حج کو باطل قرار دیتے ہیں' یونہی ہماری خرید وفروخت کو باطل قرار دیتے ہیں غرض سب عبادتوں اور معاملات کا حال یونہی ہوتا ہے' ہمیں پتہ نہیں چلتا کہ حق پر کون ہے کہ اسے پہچان کر اسی پر عمل کر لیں' ہر مذہب والوں کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ ہم انہی کے مذہب کے ہو رہیں اور جب ہم مشورہ لیتے ہیں تو وہ دوسرے مذہب والوں سے ہمیں نفرت دلاتے ہیں کہ ان کی تقلید نہ کرو چنانچہ عام طور پر ہم حیرت وشک میں مبتلا ہیں اور حالت یہ ہو چکی ہے کہ ہم جان ہی نہیں پاتے کہ ہمارے کام' اقوال اور عقائد شریعت کے مطابق ہیں بھی کہ نہیں۔

میں نے ان سے کہا کہ علماء کی محفلوں میں اکثر بیٹھا کرو تاکہ تمہیں اپنے کئے کاموں کی دلیل مل سکے۔ یہ سن کر انہوں نے کہا کہ ہم اکثر ان کی محفلوں میں بیٹھا کرتے ہیں لیکن ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ وہ شریعت کے بارے میں کوئی حدیث بتاتے ہوں' وہ تو دوسرے مذہب والوں کی خامیاں ہی نکالتے رہتے ہیں اور اسی میں سے ایسے معانی نکال کر فتویٰ دیتے ہیں بلکہ اس پر یوں عمل پیرا ہوتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے سمجھا ہے گویا شرعی دلیل وہی ہے پھر جو کچھ وہ سمجھے ہوتے ہیں' اسی کو اپنے امام کا مذہب قرار دیتے ہیں حالانکہ انسان کا مذہب وہی ہوتا ہے جو وہ زبانی بتاتا ہے اور مرتے دم تک اس پر قائم رہتا ہے' وہ

نہیں جو اس کے کلام سے سمجھ لیا جائے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس کے کلام سے وہ کوئی مفہوم نکالتے ہیں' وہ خود اسے پسند نہیں کیا کرتا اور نہ ہی اسے اپنی طرف سے بیان کرتا ہے چنانچہ ایسے قول کو شریعت کیونکر کہا جائے اور اس پر شریعت کے مطابق عمل کیسے کیا جائے۔ پھر ہم ان کی علمی مجلسوں میں دیکھتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کو سلام نہیں کہتے اور نہ ہی وہ کسی دوسرے کے قول کی طرف رجوع کرتے ہیں' نہ ہی اپنے شیخ کے قول کا دھیان کرتے ہیں چنانچہ ہم میں سے ایک عام آدمی جب ان کی محفل سے اٹھ کر جاتا ہے تو اسے کوئی قابلِ بھروسہ بات ہاتھ نہیں آتی۔

میں نے ان سے کہا کہ ایسے عالم کے پاس ایک مرتبہ بیٹھو اور وہ بات لے لو جس پر عام علماء کا عمل ہے اس پر انہوں نے کہا کہ ایک عام آدمی کو یہ پہچان کیسے ہوسکتی ہے کہ اکثر علماء کس بات پر چل رہے ہیں کہ وہ کچھ بات سے سکے۔ ہماری حالت تو یہ ہے کہ ایک مذہب پر چلنا چاہتے ہیں تو دوسرا مذہب بھول جاتے ہیں کیونکہ ہر ایک اپنے مذہب کو اولیت دے رہا ہوتا ہے۔

اس پر میں نے ان سے کہا کہ الگ ہو کر علم پڑھنا شروع کر دو جیسے دوسرے طالب علم پڑھا کرتے ہیں تاکہ تم بھی اکابر علماء کے درجے کو پہنچ جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ اس کے لئے ہمارے پاس وقت نہیں' ہم اپنے اہل وعیال میں مصروف ہیں' اپنے قرضے اتارنے اور ظلم سے بچنے کے لئے لگے ہوئے ہیں' ہمارا دل نہیں چاہتا کہ کسی مدرسہ میں بیٹھیں یا کسی جامع میں جائیں اور لوگوں کی میل اور صدقات کھاتے پھریں جیسے فقہاء مدرسوں میں ہوتے ہیں اور جب ہم اپنا کاروبار چھوڑ دیں گے تو لازمی طور پر کھانے کے محتاج ہو جائیں گے' ہم نے وقف مال کھا کر دیکھا ہے' وہ ہمارے دل پر برا اثر ڈالتا ہے اور پھر ہم بیٹھ بھی جائیں تو ایسی شریعت پر کاربند نہ ہوسکیں گے جو خطا سے محفوظ ہو کیونکہ علماء کے نکالے ہوئے اکثر مسائل گمان کی بنا پر ہوتے ہیں' یقینی نہیں ہوتے' یہی وجہ ہے کہ ائمۂ مذاہب سے ہم تک یہ بات نہیں پہنچی کہ انہوں نے کسی کو اپنے نکالے ہوئے مسائل میں اپنی تقلید کا حکم دیا ہو کیونکہ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ غلطی سے محفوظ نہیں ہیں' اسی لئے وہ کہتے ہیں کہ جب ہماری کلام سنت کے مطابق نہ ہو تو اسے پھینک دیا کرو۔

اس پر میں نے ان سے کہا: آخر تمہارا ارادہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: آپ ہمارے لئے ایسی کتاب لکھ دیں جس میں چاروں مشہور مذہبوں کے وہ دلائل موجود ہوں جو ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ اور ان کے خلفاءِ راشدین صحابہ کی واضح سنت سے لئے گئے ہوں۔ وہ ایسی کتاب ہو جو تمام مجتہدین کے ان اقوال سے خالی ہو جو شریعت سے ثابت نہیں تاکہ ہمیں پتہ چل سکے کہ ہمارے نبی کی شریعت کیا کہتی ہے اور پھر ہم اسی پر عمل کر سکیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہم سے اسی پر عمل کے بارے میں سوال کرے گا اور جب ہم اپنے نبی کی شریعت پر عمل کریں گے اور اس میں کسی دوسری اس چیز کی گنجائش دیکھیں گے جسے اُمت کے مجتہد حضرات نے شریعت قرار دیا ہے تو اگرچہ ان لوگوں کو شرعی مسائل نکالنے کی اجازت ہے لیکن ان کی نکالی شریعت پر کسی کو عمل کرنا ضروری نہیں' نہ ہی ان پر لازم ہوتا ہے اور نہ ہی ان پر جو ان کی تقلید کرتے ہیں کیونکہ واجب ہونا درحقیقت آقا کی طرف سے غلام پر ہوتا ہے نہ کہ بندہ کی اپنی طرف سے اس پر واجب ہوتا ہے اور آقا تو اللہ اور اس کا رسول

صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جبکہ ایک بندے کے لئے یہ مناسب نہیں ہوتا کہ اس کے سردار ہونے کا مقابلہ کرے کیونکہ وہ تو آخر سردار ہی ہوتا ہے۔

میں نے ان لوگوں کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ تم جیسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اس طور پر مجبور نہیں کرتا کہ ثابت شدہ سنت پر اطلاع پا کر اس پر عمل کرو' تمہارے لئے تو بس اتنا کافی ہے کہ علماء کے کلام کے مطابق عمل کرلو وہ تو ان اکابر اولیاء کو شریعت کے بنیادی دلائل پر خبردار ہونے کے لئے مجبور کرتا ہے جو گمان کے طریقے پر نور کشف وتعریف کی طرف نکلتے ہیں۔

انہوں نے کہا' ہم آپ کی یہ بات مانتے ہیں جو آپ نے کی ہے لیکن یہ تو اسی وقت ممکن ہے جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معاذ اللہ دنیا سے گم ہونے کی وجہ سے ان کی احادیث نہ سن سکیں۔

میں نے کہا: اگرچہ ہم اپنے نبی کی احادیث کو گم نہیں پاتے تاہم ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ مجتہدین کے تمام اقوال جنہیں انہوں نے بیان کر رکھا ہے' نور شریعت کی شعاعوں اور چمک سے لئے گئے ہیں اور یہ شریعت کی گویا شاخ ہیں اور پھر میں نے ان کے سامنے شریعت مطہرہ کی ایک مثال پیش کی اور کہا: شریعت کے اس چشمے کی مثال جس کی شاخ ہر عالم کا قول ہوتا ہے ویسے ہی ہے جیسے ایک چشمے میں مچھلی کا شکاری جال ڈالتا ہے اور علماء کے اقوال کی مثال یوں جانئے جیسے مختلف مقامات پر موجود چشمے ہوتے ہیں تو اس پہلے چشمے سے نکلنے والے تمام منتشر چشمے ہر دور میں اسی کی شاخ ہوں گے چنانچہ اقوال علماء کے ساتھ چشمہ شریعت کا حکم بھی یونہی ہے۔

یہ بات سن کر وہ کہنے لگے کہ آپ کی یہ شہادت نفیس ہے جس کا اہل کشف سے تعلق ہے جسے ہم نہیں سمجھ سکتے' ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ یوں کرنا ہو تو بلا خلاف کرتے چلے جائیں اور چھوڑنا ہو تو بلا خلاف چھوڑ دیں۔

جب ان کے ان جوابات سے میرے سامنے یہ بات واضح ہوگئی کہ وہ اپنے نبی کی سنت کی اتباع کا سچا ارادہ رکھتے ہیں اور پوری دلچسپی سے کام لے رہے ہیں تو میں نے پوری تیاری کرتے ہوئے اللہ وہاب کی مدد سے حدیث کی کتابوں سے شریعت کے بارے میں ان احادیث وآثار کو جمع کرنا شروع کر دیا جو اس کتاب کو جمع کرتے وقت مصر کے شہروں میں مل سکتی تھیں جیسے موطا امام مالک' مسند امام سعید بن داؤد (بنو ہاشم کے غلام یہ امام مالک کے ہمعصر تھے اور حضرت [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت لیتے تھے' مجھے ان سے ایک نسخہ ملا تھا جو امام محمد بن عذرہ ازدی کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا' مجھے بعض لوگوں نے بتایا کہ مصر کے حفاظ حدیث نے عمر بھر ان سے ایک نسخہ لینے کے لئے زور ڈالا لیکن کامیاب نہ ہو سکے) صحیح بخاری' مسلم' مسند امام ابو حنیفہ' مسند امام احمد' مسند امام شافعی' صحیح ابو داؤد' صحیح حاکم' صحیح ابن خزیمہ وابن حبان' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ اور وہ احادیث جنہیں ضیاء مقدسی نے لیا ہے' شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ تمام کی تمام صحیح ہیں' ان کتب کے علاوہ تمام حفاظ محدثین کی کتابوں سے بھی استفادہ کیا ہے بلکہ اپنی اس کتاب میں میں نے ان کتابوں کے علاوہ شاید ہی کوئی [illegible] حدیث لی ہو کیونکہ یہی وہ کتابیں ہیں جن سے علماء مدد لیتے ہیں اور انہی کو قبول کرتے ہیں اور کوئی قلیل مسئلہ [illegible] علاوہ [illegible] پایا جاتا ہو گا پھر ان تمام کتب وغیرہ کو اپنے اندر سمانے والی کتاب جامع الاصول

بھی سامنے ہے جو ابن اثیر کی جمع کردہ ہے پھر کتاب السنن الکبریٰ بیہقی کی ہے اور جامع کبیر جامع صغیر اور ایک کتاب زیادۃ الصغیر بھی پیش نظر ہے یہ آخری تینوں مصر کے خاتمۃ حفاظِ حدیث شیخ جلال الدین سیوطی کی ہیں۔

میں نے ان تمام کتابوں کا مطالعہ کیا اور ان سے وہ احادیث نکالیں جن کا تعلق امر نہی اور اخلاقِ حسنہ سے ہے لیکن جو اس سے زائد تھیں یعنی سیرت اور تفسیر وغیرہ تو اس کے پیچھے نہیں پڑا کیونکہ یہ چیزیں میری اس کتاب کے لئے شرط نہ تھیں چنانچہ بحمد اللہ ہماری یہ کتاب مجتہدین کے مذاہب کی عظیم دلیلوں پر مشتمل ہے اور کم از کم اس دور میں ہم محدثین کی کتابوں میں ایسی کوئی کتاب نہیں دیکھ رہے جس میں اس سے زیادہ شریعت کی احادیث اور آثار موجود ہوں کیونکہ یہ چھوٹی ہونے کے باوجود مجتہدین کے مشہور دلائل پر مشتمل ہے اور اگر تم آزمانا چاہتے ہو تو اس میں جونسا چاہو باب لو اور یہی وہی باب محدثین کی کتابوں میں دیکھو تو جو سب کچھ انہوں نے اپنی کتابوں کے کئی ابواب میں لکھا ہے وہ اس کے ایک باب میں پورے کا پورا ہوگے کیونکہ محدثین کی کتابیں صرف اس لئے طویل ہیں کہ ان میں حدیث کی سندیں ہیں اور احادیث بار بار آئی ہیں میں اپنی اس کوشش پر اللہ کا شکر کرتا ہوں۔

میں اس کتاب میں موجود احادیث کو تخریج کرنے والے اماموں کی طرف منسوب نہیں کروں گا کیونکہ میں نے صرف وہ احادیث ذکر کی ہیں جنہیں مجتہد قسم کے اماموں نے اپنے اپنے مذہبوں کے لئے دلیل بنایا ہے اور حدیث کے صحیح ہونے کے بارے میں ہمارے پاس یہی دلیل کافی ہے کہ ایک مجتہد قسم کا امام اسے اپنے لئے دلیل بنا رہا ہے جیسے کہ آگے ''میزان'' کے بیان میں آرہا ہے میں نے انہیں مختصر طور پر ذکر کیا ہے لہٰذا میں ہر حدیث سے صرف وہ حصہ ذکر کروں گا جسے بیان کرنے کے لئے وہ حصہ دلیل بنانے کے لئے ضروری تھا چنانچہ میں یوں کہا کروں گا کہ ''حضور علیہ السلام یوں کرتے تھے یا یوں فرماتے تھے یا فلاں چیز کا حکم فرماتے تھے یا روکتے تھے یا کرنے کی اجازت دیتے تھے یا ایسے کام پر سختی فرماتے تھے۔'' ایسے الفاظ سے میری مراد یہ ہوگی کہ ایسا کام حضور علیہ السلام سے واقع ہوا تھا خواہ ایک ہی مرتبہ ہوا پھر یہ کام کبھی بار بار ہوگا اور کبھی تکرار نہیں ہوگا چہ میں اس واقعہ کو جس کے بارے میں کوئی حدیث آچکی صرف اس صورت میں دہراؤں گا جب اس میں کوئی نصیحت ہوگی اس کا اعتبار ہوگا اور کوئی ادب سکھانے کی بات ہوگی اور ایک باب میں میں کسی حدیث کو نہیں دہراؤں گا صرف اس صورت میں دہراؤں گا جب اس میں کوئی ایسا ظاہر حکم ہو جو پہلی حدیث میں نہ تھا۔

مجھے جس بات نے حدیثوں کو مختصر کرنے کی طرف مجبور کیا ہے وہ یہ ہے کہ زمانے کا خیال رکھوں اور سننے والوں کا دھیان کروں جن میں سے اکثر یا تو فقیہ قسم کے لوگ ہیں یا کاروباری یا پھر عام مسلمان ہیں اور پھر میرے سامنے یہ بات بھی ہوتی ہے کہ حدیث کا مقصد جلد بیان ہو سکے۔ پھر میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کی خاطر نہ تو حدیث کی تاویل لکھی ہے اور نہ ہی اس کے منسوخ ہونے کی تاریخ لکھی ہے جیسے دوسرے علماء نے کیا ہے کیونکہ اس طرح حدیث کا مفہوم صرف وہی رہ جاتا جیسے اس عالم نے سمجھا ہے کی دوسرے کے ذہن میں نہیں اور کوئی دوسرا اس کے کلام کو منسوخ کردیتا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو خود آپ ہی منسوخ کر سکتے ہیں جیسے آپ کا قول مبارک ہے: كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا اور

جیسے یہ فرمان ہے: كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ فَادَّخِرُوْا (میں تمہیں قربانی کے گوشت کو رکھ لینے سے منع کرتا تھا تو اب رکھ سکتے ہو) اور كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْاِنْتِبَاذِ فِي الْحَنْتَمِ وَ النَّقِيْرِ فَانْتَبِذُوْا (میں تمہیں حنتم اور نقیر میں کنکر پھینکنے سے روکتا تھا' اب پھینکا کرو البتہ یہ خیال رکھو کہ کوئی نشہ دینے والی چیز نہ پیو) اور ایسی دوسری حدیثیں بھی ہیں۔

مجھے اس بات کا اعتراف بھی ہے کہ میں حضور ﷺ کی حدیث کا وہ مفہوم سمجھنے سے عاجز ہوں جو آپ کے لائق ہے کیونکہ آپ تو نہایت فصیح و بلیغ تھے کیونکہ آپ کو جامع قسم کے الفاظ اور ان کا بیان عطا ہوا تھا لہٰذا ایسے مشکل فرمان کی وضاحت کسی اور کے کلام سے کیسے کی جا سکتی ہے اور کوئی شخص وحی الٰہی کے بغیر آپ کے کلام کو منسوخ کیسے کر سکتا ہے خصوصاً ایسی حدیث جسے ائمہ دین میں سے کسی امام نے لیا ہو اور اس کے مقلد حضرات اس کی تقلید کر رہے ہوں کیونکہ یہ تو صاحب شریعت ﷺ کی بے ادبی ہو گی اور اس امام کی بھی جس نے اسے لیا ہے۔ رہا علماء کا یہ قول کہ رسول اللہ ﷺ کے آخری کام پر عمل کیا جاتا ہے اور یہی مضبوط ناسخ بنتا ہے تو یہ قول اکثر اوقات کے لئے ہے' ہر جگہ یوں نہیں ہوتا کیونکہ اگر ہر جگہ ایسا ہوتا تو اس کا مطلب یہ بنتا کہ ہم آپ کے ایک حکم کو منسوخ کر دیا کرتے جیسے وضو میں کل سر کا مسح کرنا یا کچھ حصے کا یا عورت یا عضو تناسل کو چھو کر وضو کرنا یا نہ کرنا کیونکہ یہ لازمی بات یہ ہے کہ آپ نے تو ایک ہی کام کیا تھا' دوسرا نہیں اور جب ہم نے پہلے کو منسوخ قرار دیدیا تو گویا ہم نے آپ کی نماز باطل قرار دے دی' یونہی دوسری چیزوں کا قیاس کر لو۔

میری اس بات کا حاصل یہ ہے کہ جس شخص کے دل کو اللہ نے روشنی بخشی ہے' وہ رسول اللہ ﷺ کے کلام کو دوسرے ان کلاموں کے مقابلے میں نہایت واضح اور فصیح دیکھتا ہے جس کی وضاحت بہت سے صحابہ کرام' تابعین اور مجتہد اماموں اور سب علماء نے کی ہے' وہ دیکھ رہا ہوتا ہے کہ وہ تمام کے ذہنوں میں موجود ہے اور جس کے دل میں اللہ ایسی روشنی پیدا نہیں فرماتا وہ چمگادڑ کی طرح ہوتا ہے جو رات کے علاوہ دیکھا ہی نہیں کرتا وہ اس بات کا انکار کرتا ہے کہ کوئی سورج کا نور دیکھ سکتا ہے حالانکہ یہ تو اس کی نظر کی کمزوری کی دلیل ہے وہ نور والوں کے پاس نہیں جایا کرتا چنانچہ اس شخص کے بارے میں بھی یہی کچھ کہا جائے گا جو حضور ﷺ کے کلام سمجھنے سے رک چکا ہے' وہ اسے اس وقت تک نہیں سمجھتا جب تک آپ کے کلام کی تفسیر کسی اور کے کلام سے نہ کی جائے۔ یہ تو اس بات کی دلیل ہے کہ تم حضور ﷺ کی وحی کے موقع سے دور ہو' ان قوموں میں اس وجہ سے شامل نہیں ہو کیونکہ تمہارے دل میں دنیا کی محبت ہے' تمہیں دنیا کی پلیدیوں سے پیار ہے' دنیا کی نمائش رکھتے ہو لہٰذا اصحاب شریعت کا کلام صرف وہی سمجھ سکتا ہے جس کے نزدیک سونا اور مٹی ایک جیسے ہوں اور جس کا دل ان چیزوں کی طرف مائل نہ ہو کہ وہ انہیں جمع کر لے اور ان سے خوش ہو۔ سیدی علی بن سیدی محمد وفا رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسی مفہوم کی وضاحت میں یہ اشعار لکھے ہیں جس کے بارے میں ہم نے لکھا ہے کہ یہ باطنی تاریکی ہے جو حضور ﷺ کا کلام سمجھنے سے رکاوٹ ہے

"جب ایک قوم نے چمگادڑ کے بارے میں کہا کہ مکمل حد تک وہ سورج کی روشنی سے دیکھتا ہے' ایسا شخص حق نہیں ہوتا بلکہ جھوٹ بول رہا ہوتا ہے یا ایسی بات وہ شخص کہتا ہے جو دیوانہ ہے اور اگر تم تعجب

کرو تو وہ کس سے پوچھیں کہ کیا سورج کے نور کو پلکیں قبول کر لیتی ہیں؟ اور ان سے بھی عجیب وہ لوگ ہیں جو ایسے لوگوں کے پیچھے چل رہے ہیں اور وہ کہا کرتے ہیں کہ آنکھیں اندھیروں میں دیکھتی ہیں۔''

چنانچہ انہی دو مفہوموں کے لئے جن تک میں نہیں پہنچ سکا (جو تاویل کو چھوڑنا اور حدیث کی تاریخِ نسخ ہے) میں نے سمجھنے کا معاملہ ان لوگوں پر چھوڑ دیا ہے جو عارفوں اور ساری مخلوق میں سے کامل اور سننے' دیکھنے والے ہیں' ان میں سے ہر ایک خداداد عزت کی بنا پر جو انہیں دلوں کے شیشوں کی صفائی اور اس کے زنگ صاف کرنے پر حاصل ہوا ہے' سمجھتا ہے اور سمجھ کر اللہ کے سامنے جھک جاتا ہے۔ میں نے ان صحابۂ رسول علیہ السلام کی سیرت کا ذکر آپ کی سیرت کے ساتھ کیا ہے اگرچہ آپ کی سیرت کے ہوتے ہوئے کسی غیر کی سیرت دیکھنے کی ضرورت نہیں لیکن یہ بات اسے حاصل ہوتی ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے نور پیدا کر رکھا ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ حدیث منسوخ نہیں' اگر وہ منسوخ ہوتی تو صحابہ کرام آپ کے بعد کبھی اس پر عمل نہ کرتے نیز اس میں عمل کرنے والوں اور مجتہدین کے لئے انس و محبت موجود ہے' اور فہم کا یہ باب میں نے حضور علیہ السلام کے ایسے اقوالِ مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے رہنے دیا ہے مثلاً آپ نے فرمایا: ''میں نہیں جانتا کہ تمہارے درمیان میں کب تک باقی رہوں گا لہٰذا میرے بعد آنے والے دو حضرات ابوبکر و عمر کے کہنے پر عمل کرنا نیز حضرت عمار کی سیرت پر عمل کرنا اور جو کچھ ابن مسعود کہا کریں گے' اسے سچا جاننا۔'' نیز فرمایا: ''میرے اور خلفاءِ راشدین (جو ہدایت یافتہ تھے) کے طریقے پر مضبوطی سے عمل کرنا جو میرے بعد آئیں گے' ان کے سنت کاموں پر ٹھوس طریقے سے کاربند رہنا' اپنے آپ کو نت نئے شروع ہونے والے برے کاموں سے بچانا کیونکہ ہر نیا کام ایک بدعت ہوگا (جو برائی والا ہوگا) اور ہر نیا کام گمراہی ہوگا۔'' پھر فرمایا: ''تم میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علی ہیں' حلال و حرام کے بارے میں سب سے زیادہ علم حضرت معاذ بن جبل رکھتے ہیں اور وراثت کے سب سے زیادہ واقف حضرت زید ہیں۔'' پھر فرماتے ہیں: ''میرے سب صحابہ ستاروں کی طرح ہیں' تم جس کی بات بھی مان لو گے' سیدھی راہ مل جائے گی۔''

پھر میں نے اس سلسلے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کو سامنے رکھا ہے' انہوں نے فرمایا تھا: ''سن لو جو طریقہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے دین وہی کہلاتا ہے جسے ہم نے تھام رکھا ہے' ہم اسی کی دعوت دیتے ہیں۔'' ایسی بہت سی حدیثیں اور آثار ملتے ہیں۔

ان احادیث کے ذریعے تمہیں رسول اکرم علیہ السلام کے تمام صحابہ کی سیرت پر عمل کا حکم معلوم ہو گیا اور یہ بھی پتہ چل گیا کہ ان کا قول تابعین اور ان کے بعد والوں سے پہلے ہوتا ہے کیونکہ صرف انہی کی پیروی کرنے کا خاص طور پر حکم ملا ہے' کسی دوسرے کا نہیں۔

میں نے اپنی اس کتاب کی ترتیب وہی رکھی ہے جو شریعت کی کتابوں میں پائی جاتی ہے تاکہ آسانی سے اس کے مطلب سمجھے جا سکیں اور اکثر لوگوں کو ان کا پتہ چل سکے کیونکہ شریعت کی کتابیں اکثر پیش نظر رہتی ہیں جبکہ محدثین کی کتابیں ایسی نہیں ہوتیں۔ کتاب کی ابتداء میں میں نے میزان لکھ دی ہے جو میرے علم کے مطابق کسی اور نے نہیں لکھی' یہ شریعت

مجتہدین اور تا قیامت ان کے پیروکاروں کے دلائل ثابت کرتی ہے اور یہ بات واضح کرتی ہے کہ وہ سب حضرات آسمانِ شریعت پر تیر رہے ہیں۔

عبادتوں کا چوتھا حصہ میں نے ایک جامع باب لکھ کر ختم کیا ہے جس میں عام اور خاص ہر قسم کے ذکروں کی فضیلت کا بیان کیا ہے اور پھر رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام کی فضیلت بتائی ہے۔

باب الجهاد کے آخر میں میں نے ایک **خاتمہ** لکھا ہے جس میں مختصر طور پر حضور ﷺ کی ولادت سے رسالت اور پھر وصال مبارک تک سیرت لکھی ہے۔ **فقہ الکتاب** کو ایک ایسے باب پر ختم کیا ہے جس میں آپ کے اخلاق کا بیان کیا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ آپ کی سیرت میں سے کچھ خاص قسم کا بیان کیا ہے' جیسے آپ کا کھانا' پہننا اور ان کا طریقہ اگرچہ یہ کتاب کے مختلف بابوں میں بکھری ہوئی تھی' آپ کے انہی اخلاق کے بعد وہ کچھ ذکر کیا ہے جو والدین کی بے فرمانی' صلہ رحمی' مسلمانوں کی پردہ پوشی' ہمسایوں کے حقوق اور ان کی ضرورتیں پوری کرنا' انسانوں اور حیوانوں کی طرف سے اللہ کی مخلوق پر شفقت کرنا' لوگوں کی اصلاح کرنا اور ان کے عذر سننا' بھائی بندوں اور نیک لوگوں کی زیارت کرنا' زیارت کرنے والے کی عزت افزائی کرنا' اجازت لے کر کسی کے گھر جانا' سلام کرنا اور خندہ پیشانی سے پیش آنا' گفتگو اچھی کرنا' مصافحہ کرنا' مجلس میں بیٹھنے کے آداب' لوگوں میں بڑوں کا احترام اور عزت افزائی کرنا' چھینک اور جمائی لینا' شفاعت کرنا' باہمی محبت' پیار' ایک دوسرے کی مدد کرنا اور ساتھی بننا' مریض کی بیمار پرسی کرنا جس میں کسی بھائی کو چھوڑ دینے اور پیٹھ پھیر لینے وغیرہ کا ذکر ہے' اچھے کاموں میں خرچ کرنا' کھانا کھلانا' پانی پلانا' بھلائی پر شکریہ ادا کرنا' کسی کو حقیر جاننے کی حرمت' حسد ترک کرنے کی فضیلت' راستہ سے تکلیف دہ چیز اٹھانے کا مستحب ہونا' فقیروں اور کمزوروں کی فضیلت' ان سے محبت رکھنا اور ان کے ساتھ مل بیٹھنا' دنیا سے کنارہ کشی کرنا' دنیا پر امیدیں نہ لگانا' موت کا ذکر' مردوں کے حالات' برزخ کا عذاب اور انعام' حشر ونشر' حساب وکتاب' ترازو' پل صراط وغیرہ جو قیامت میں چند ٹھہرنے کے مقام ہوں گے' یہ کل پچاس مقام ہوں گے ہر مقام گنہگار کے لئے ہزار سال کا ہوگا' جنت ودوزخ کا تعارف' دونوں کے درمیان موت کو ذبح کرنا پھر اس کے بعد آواز دی جائے گی کہ اے اہل جنت تم ہمیشہ یہیں رہو گے تمہیں موت نہیں آئے گی اور اے دوزخیو! ہمیشہ یہیں رہو گے موت نہ آئے گی۔

آپ دیکھیں گے کہ یہ کتاب بہترین ہے' شریعت کے تمام مقاصد اس میں آگئے ہیں' اس کے الفاظ میں ایک چاشنی اور مٹھاس موجود ہے اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ یہ سید المرسلین ﷺ کا کلام ہے اور جو اس میں ملاحظہ کرے گا وہ یقیناً جان لے گا کہ شریعت میں کوئی تنگی نہیں ہوتی اور نہ ہی یہ کسی مسلمان پر رکاوٹ بنتی ہے' اس سے اللہ اور اس کے رسول کا ادب کرنا آتا ہے اور یہ امت محمدیہ پر شفقت کرتی ہے' کسی بھی شخص نے کسی ایسی شے کا حکم نہیں دیا' جس کی وضاحت شریعت مطہرہ نے نہ کی ہو اور اس پر اجماع ہو جائے کیونکہ صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ اپنی دعا میں یوں فرماتے تھے ''اے اللہ! جو میری امت کے لئے مشکلات پیدا کرے اس پر سختی فرما'' اور کوئی بھی شخص امت پر اس فقیہ سے زیادہ

بھاری نہیں ہوتا جو فقیہ ہو کر ان کے لئے رکاوٹ بنتا ہو اور ان کی عبادت باطل کرتا ہو معاملات بگاڑتا ہو ان کی عورتوں کو طلاق دلاتا ہو ان کا خون بہاتا ہو اور ان کے کفر کا حکم ایسے کاموں کی وجہ سے کرتا ہو جسے اس نے اپنی عقل اور رائے سے پیدا کیا ہو جس پر کتاب اللہ اور سنت سے کوئی دلیل نہ ہو کہ ان میں سے عام آدمی پر دنیا تنگ ہو جائے اور جو ایسا کرتا ہے تو وہ حضور علیہ السلام کی مذکورہ دعا میں شامل ہو گا بایں طور کہ اللہ تعالیٰ اسے مشقت میں ڈالے گا۔ ہم اللہ سے اس بارے میں معافی کا سوال کرتے ہیں۔

کچھ سچے فقراء کے اشارے پر میں نے اس کتاب کا نام ''کشف الغمّہ عن جمیع الامّہ '' رکھا ہے اللہ تعالیٰ اسے خلوص کی بنا پر اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس کا فائدہ اس کے مؤلف' لکھنے' سننے اور دیکھنے والے کو پہنچائے' بلاشبہ وہ سننے اور قبول فرمانے والا ہے۔ مجھے ہاتفِ غیبی علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ یہ کتاب حضرت مہدی علیہ السلام کے ظاہر ہونے تک باقی رہے گی تاکہ لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں اور انہیں اکثر دینی امور میں حضرت مہدی علیہ السلام کی طرف جانے کی ضرورت نہ پڑے کیونکہ جب وہ ظاہر ہوں گے تو زمین سے اختلاف رائے ختم کر دیں گے چنانچہ ان کے دور میں خالص دین ہی رہ جائے گا اور در پردہ موجود علماء کے وہ مقلد ان کی اس وقت مخالفت کریں گے جب وہ دیکھیں گے کہ وہ اس چیز کی مخالفت کر رہے ہیں جس کی طرف ان کے امام گئے ہیں کیونکہ ان کا اعتقاد یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ ان کے اماموں کے بعد کسی کو علم میں ان سے بلند مرتبہ نہیں بنائے گا البتہ وہ ان کی فرمانبرداری میں داخل ہو جائیں گے اس خوف کی بنا پر کہ آپ کا رعب ہو گا نیز وہ یہ بھی طمع رکھیں گے کہ ان کے پاس مال ہے کیوں کہ وہ اور تلوار گویا دو بھائی ہوں گے' جو بھی ان سے جھگڑا کرے گا' ذلیل ہو جائے گا۔

حدیث پاک میں آیا ہے حضرت مہدی علیہ السلام رسول اللہ علیہ السلام کی احادیث پر عمل کریں گے' اس میں خطا نہیں کریں گے چنانچہ کسی چیز کو حلال و حرام کہتے وقت وہی بات کہیں گے جو رسولِ اکرم علیہ السلام زندہ رہنے کی صورت میں فرماتے تھے، مذہبوں میں سے ختم ہونے والا آخری مذہب حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہو گا۔

جو کچھ ہم لکھ چکے ہیں اس سے ہر انصاف پسند جان لیتا ہے کہ ہماری اس تالیف کا مقصد صحیح ہے اور یہ بھی معلوم کر لے گا کہ اگر مجتہدین کے نکالے ہوئے مسائل کا حکم وہی ہے جو اُمت پر عمل واجب ہونے کے لحاظ سے ساری واضح سنت کا ہے تو ظاہر ہوتے وقت حضرت مہدی علیہ السلام اس کو باطل قرار نہیں دے سکیں گے۔ اس میں غور کیجئے۔

چنانچہ ہر وہ راہ جس پر شارع علیہ السلام نہیں چلے' ایک اندھیرا ہے' جو بھی اس پر چلے گا' اسے یہ یقین نہیں ہو گا کہ وہ سلامت رہے گا اور تباہ و برباد نہیں ہو گا کیونکہ حضور علیہ السلام ہی امام ہیں اور وہی ایسے نور ہیں جن کی اتباع کی جاتی ہے۔ ایسا شخص جب اپنے امام کی تابعداری سے نکلے گا اور اس حد سے آگے بڑھے گا جو انہوں نے مقرر کر رکھی ہے تو وہ اسی قدر اندھیروں میں پڑے گا جتنا وہ اپنے امام کے نور کی شعاع سے دور ہو گا اور یہی وجہ ہے کہ ہم تمام مذہبوں کے اماموں کی کلام کو نور کی صورت میں دیکھتے ہیں جس میں کوئی شبہ نہیں ہے کیونکہ وہ امام رسول اللہ علیہ السلام کے قریب تھے جبکہ ان کے

علاوہ دوسروں کا کلام ایسا نہیں چنانچہ اسی معنیٰ کی بناء پر حضور ﷺ نے اپنے اس قول سے اشارہ فرمایا ہے: ''اللہ اس پر رحم فرمائے جس نے میری بات سن کر محفوظ کر لی اور پھر اسے ویسے ہی بیان کیا جسے اس نے سنا تھا۔'' یعنی حرف بحرف بیان کر دیا' اس میں کمی بیشی نہیں کی چنانچہ حضور ﷺ نے بدعتوں اور شریعت پر زیادتی کا دروازہ بند کر دیا اور اسے سمجھنے کا حکم دیا جو ان کی شریعت ہے' رسول اللہ ﷺ کی اس دعوت اور آپ کے پختہ علم پر محدثین کے علاوہ کوئی اور کامیاب نہیں ہوا جنہوں نے ان کے فعل وقول سنبھال لئے اور سند بیان کرتے ہوئے آپ سے روایت کی' رہے ان کے علاوہ لوگ تو ان کے لئے اوپر ذکر کی گئی رحمت کی دعا میں کوئی حصہ نہیں اور انہیں رسول اللہ ﷺ کے علم کی وراثت سے صرف وہی کچھ ملے گا جو اس نے واضح سنت سے جان لیا ہے نہ کہ استنباط اور رائے سے۔

ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: میرے نزدیک ضعیف حدیث بھی بندوں کی رائے سے زیادہ پسندیدہ ہے اور یہی روایت ہمیں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ملتی ہے۔

حضرت امام ابو داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت امام احمد نے عمر بھر خربوزہ نہیں کھایا' آپ سے جب اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ مجھے یہ پتہ نہیں چل سکا کہ حضور ﷺ نے اسے کیسے کھایا تھا تو میں کیونکر کھاؤں؟

ایک مرتبہ کہا گیا کہ آپ اپنے شاگردوں کے لئے شریعت کے بارے میں کوئی کتاب کیوں نہیں لکھتے؟ تو فرمایا: بھلا کسی کو کتاب اللہ اور سنت محمد ﷺ کے بارے میں کچھ کہنے کی گنجائش ہے؟ میں نے ایک مرتبہ ہاتف غیبی سے سنا' وہ مجھے [illegible] تھے: کیا تم اللہ تعالیٰ کے قول اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا کا معنیٰ بتا سکتے ہو؟ تو میں نے کہہ دیا تھا: اللہ اعلم (اللہ ہی بہتر جانتا ہے)۔ اس پر اس ہاتف نے کہا: قیامت کے دن ہر وہ نبی بچ جائے گا جس نے اپنی اُمت کو مشقت میں ڈالا ہوگا اور اس کام کا حکم دیا ہوگا جو ان کی شریعت نے نہیں بتایا ہوگا اور ہر مجتہد بھی بچ جائے گا جس نے اپنی [illegible] سے ایسے امور کو پیدا کیا ہوگا جن کی اس نے وضاحت نہیں کی ہوگی اور پھر انہیں اپنے مذہب کی طرف منسوب کیا [illegible] چنانچہ ہر وہ شخص جس نے عقل سے کوئی حکم پیدا کیا ہوگا' وہ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ سے شرم کے مارے یہ کہنا [illegible] کہ [illegible] نے نہیں نکالا' پھر ایسے شخص سے کہا جائے گا' جس نے صریح شریعت کے احکام پر استنباط کے طور پر [illegible] زیادتی کی ہوگی جو لوگوں پر مشکل بنی' کہ اس سے تمہارا کیا مقصد تھا؟ جس کے جواب میں اسے یہی کہنا پڑے گا [illegible] صرف اللہ کا قرب حاصل کرنا تھا' پھر اس سے کہا جائے گا کہ قریب اور اللہ سے نزدیکی تو قدیم چیزوں کی پیروی [illegible] علاوہ ازیں ایسے شخص کی مدد نہیں کی جائے گی جو اس چیز پر عمل کرتا ہے جو واضح سنت سے زائد ہے کیونکہ [illegible] اس شخص کی مدد کرتا ہے جو اس کے اس حکم کے ماتحت ہوتا ہے جسے اس نے اپنے رسول کی زبان پر شریعت [illegible] ہے۔

[illegible] اس میں غور کرو جو اس خطبہ میں میں نے تمہارے سامنے ذکر کر دیا ہے اور امت کے لئے آسانی پیدا کرو [illegible] نبی ﷺ نے پیدا کی تھی اور یہ اعتقاد رکھو کہ انسان اگر ہر اس چیز پر عمل کرنا چھوڑ دے جس کی پاکیزہ شریعت نے

وضاحت نہیں کی تو اس میں اس کے لئے کوئی حرج کی بات نہیں اور نہ ہی دنیا و آخرت میں اس پر ملامت کی جائے گی' ہاں اگر اس پر اُمت کا اجماع ہو جا چکا ہو تو اور بات ہے' کیونکہ ایسی صورت میں اس کی آزادی ختم ہو جائے گی اور وہ واضح شریعت کے بتائے پر عمل کرنے کے وجوب میں شامل ہو جائے گا (یعنی اس پر عمل واجب ہوگا) چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا○

''اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے' ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔''

ہم راستہ سے بھٹکنے' دلوں میں کھٹکے اور ان میں بدخیالیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں' بلاشبہ وہ بہت بخشنے والا بڑا ...ن ہے۔

میزان

اب ہم اس میزان کا ذکر کرتے ہیں جس کا وعدہ کر چکے ہیں' ہم اللہ کی توفیق سے اس نفیس میزان کا بیان کرتے ہیں جس کے ذریعے انسان تمام دلائل شریعت اور ان پر مبنی قیامت تک آنے والے مجتہدین کے اقوال کو برقرار رکھ سکے گا' اور اے برادر! تمہارے علم میں یہ بات آ جانی چاہئے کہ شریعت ہر ایک کے لئے ایک ہی جیسی اور عام ہے' اس کی نظر میں کوئی بھی مذہب' کسی دوسرے مذہب سے بہتر نہیں ہے' تقلید کرنے والے حضرات میں سے اگر کوئی یہ کہے کہ اس کے امام کا مذہب سب سے بہتر ہے تو وہ بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہوتا چلا جائے گا' ائمہ کرام کو خطا کار بنائے گا یا ان کے بیان کردہ دلائل کو کبھی تو رد کرے گا اور کبھی منسوخ قرار دے گا یا پھر ان کے راویوں پر جرح و تنقید کرے گا۔ ہم اس سلسلے میں اللہ سے عفو و درگذر کی درخواست کرتے ہیں۔

اے برادر! اس گورکھ دھندے سے آپ صرف اس صورت میں نکل سکتے ہیں کہ کسی بھی امام کے لئے اس کے مذہب کی دلیل بننے والی ہر حدیث اور اثر کو صحیح تسلیم کریں' خواہ وہ امام کوئی بھی ہو' کیونکہ یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ اگر وہ حدیث یا اثر ان کے نزدیک صحیح شمار نہ ہوتی تو وہ اسے کبھی بھی دلیل نہ بناتے جبکہ ہمارے لئے تو اس حدیث یا اثر کے صحیح ہونے کے لئے اتنی بات ہی کافی ہے کہ ایک مجتہد نے اسے دلیل بنا لیا ہے۔ اس سلسلے میں اگر کوئی اور محدث اور مجتہد اپنی روایت کی بناء پر جرح اور اعتراض کرتا ہے تو وہ نقصان دہ شمار نہیں ہوگا۔

اب اس طریقے پر اگر شریعت کے تمام دلائل آپ کے پاس موجود ہیں اور آپ ان میں پائے جانے والے تعارض سے فکرمند ہیں تو ان کو دو مرتبوں میں تقسیم کر لو' ایک عزیمت (پختہ جس پر عمل لازم ہو) اور دوسرا رخصت (جس پر عمل کرنے

نہ کرنے کی اجازت ہو) اس سے انشاء اللہ آپ کے سامنے آنے والا اختلاف اور تعارض اُٹھ جائے گا کیونکہ یہ شریعت کبھی بھی ان دو مرتبوں سے باہر نہیں نکل سکتی' حدیث میں سے ثابت ہونے والا حکم یا تو عزیمت اور احتیاط کی طرف جھکاؤ رکھے گا یا پھر ضعیف اماموں کی وجہ سے اس کا جھکاؤ رخصت کی طرف ہوگا اور اس میں تخفیف ہوگی' ہاں جہاں تک اس حدیث پر عمل کا تعلق ہے تو اس کے دونوں مرتبوں کے لئے بندے موجود ہوں گے چنانچہ جو بندے ان میں سے طاقت و ہمت رکھتے ہوں گے' ان کو سخت قسم کا خطاب ہوگا اور اس حدیث کے ذریعے حقوق وغیرہ میں انہیں عمل کا حکم ملے گا لیکن جو لوگ کمزور ہوں گے' انہیں گنجائش حاصل ہوگی (ممکن ہو تو حدیث پر عمل کریں ورنہ نہیں) لہٰذا کسی ضعیف شخص کو یوں مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ قوت والے لوگوں کے مرتبہ تک پہنچے اور نہ ہی قوت والے کو یہ حکم ہوگا کہ وہ ضعیف لوگوں کے مرتبہ پر اتر آئے' خواہ وہ چیز جس کا حکم ملا ہے مستحب ہو یا واجب اور یہ بات مختلف مذہبوں کے اقوال میں آپ کے سامنے آئے گی کہ آپ ہر اس مسئلہ کو جسے کسی مجتہد نے استنباط کے طریقے پر شرط قرار دیا ہے' اولیٰ اور احتیاط والے مرتبہ میں رکھیں گے اور اس کے مقابلے میں دوسرے مجتہد کا کلام خلافِ اولیٰ کے درجہ میں رکھیں گے' کسی اور مرتبہ میں نہیں رکھیں گے' چنانچہ آپ کو یہ کہنا ہوگا کہ یہ دونوں ہی قول صحیح اور شریعت کے موافق ہیں جیسے طہارت میں نیت کا شرط ہونا' طہارت کے لئے غیر مستعمل پانی کا شرط ہونا' وضو کرتے وقت بسم اللہ کا واجب ہونا' کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا واجب ہونا' وضو میں ترتیب اور لگاتار کئے جانے کا واجب ہونا اور جیسے خواہ آدمی محرم ہی ہو' عورت کو چھونے آلۂ تناسل کو چھونے' خون نکلنے' قے کرنے اور قہقہہ لگانے سے وضو کا ٹوٹ جانا اور جیسے خصوصی طور پر نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا' کوئی اور سورت نہ پڑھنا' اعتدال اور سات اعضاء پر لازماً سجدہ کرنا اور اس قسم کے دیگر ابواب۔

آپ اس میزان کے ذریعے ہر قسم کی آیات' اخبار' آثار اور قیامت تک آنے والے مجتہدین و مقلدین کے اقوال کو عبادات' معاملات' مناکحات' حدود' جنایات (جرائم)' دعویٰ اور بینات کے ابواب میں دیکھیں گے تو پتہ چلے گا کہ کوئی دلیل یا قول ان دو مرتبوں سے باہر نہیں ہوگا جیسے پہلے بیان ہو چکا اور تمام مذہبوں اور ان کے پیروکاروں میں اختلاف اور جھگڑا صرف اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ شریعت صرف ایک ہی درجے پر قائم ہے اور حقیقت میں صحیح راستے پر صرف ایک مذہب ہی ہے اور وہ بھی ان اقوال اور دلیلوں کی بناء پر لیکن باقی خطاء پر ہیں' پھر اس خطاء کے بارے میں انہوں نے اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ جو اجتہاد کرتے ہوئے خطاء کرے' اسے ایک اجر ملے گا' تو یہ دلیل صحیح نہیں ہوسکتی کیونکہ اس سے تو یہ مراد ہے کہ وہ اس حدیث میں خطا کرے جسے وہ تلاش کرتا رہا ہے لیکن پا نہیں سکا' یہ مطلب نہیں کہ اس نے اسے سمجھنے ہی میں غلطی کی ہے کیونکہ اگر یہ بات مان لی جائے تو وہ مجتہد شریعت ہی سے نکل جائے گا اور جب باہر ہی نکل گیا تو [illegible]' لہٰذا اتنی بات جو ہماری سمجھ میں آتی ہے' یہ ہے کہ شریعت دو طرح کی ہے جیسے ہم ثابت کر چکے اور اگر اس کا ایک ہی مرتبہ ہوتا تو یہ ہوتا یا پھر صرف سختی ہوتی' سختی کی صورت میں عذاب ہوتا اور تخفیف و سہولت دینے کی صورت میں دین کی سلامتی اور معافی نہ ملتی حالانکہ یہ شریعت بحمداللہ مخلوق کے لئے رحمت بن کر آئی ہے اور دین کی علامت بنی ہے چنانچہ

مذہب والے ایک ہی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں کیونکہ اگر ان کا امام ملنے والی رخصت یا نکالی ہوئی کو لیتا ہے تو وہ بھی اسے لے لیتے ہیں اور مذہب بنا لیتے ہیں اور پھر سب کے بارے میں چاہتے ہیں کہ اسے اپنائیں' کسی اور کو نہ اپنائیں اور اگر ان کا امام تاکیدی کام کو لیتا ہے تو وہ اسے لیتے ہیں اور انہی کی طرح اسے اپنا مذہب بنا لیتے ہیں اور ساری مخلوق سے یہ چاہتے ہیں کہ اسے ہی اپنائیں۔ اس کی سچائی یوں پرکھی جا سکتی ہے کہ اکثر وہ سائل سے کہتے ہیں کہ تمہاری خلاصی ہمارے مذہب میں نہیں اور اگر وہ ان مذکورہ دونوں مرتبوں کے صحیح ہونے سے واقف ہوتے تو وقت کے مطابق رخصت یا تاکیدی حکم کا فتویٰ و فیصلہ دیتے کیونکہ یہ ان دونوں قسموں سے باہر نہیں نکل سکتا۔

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس میزان کی قدر و قیمت جانے اور اس کی پہچان کی حقیقت کا مرتبہ جانے تو اسے چاہئے کہ چار علماءِ شریعت کو اکٹھا کرے جن میں سے ہر ایک کا ایک علیحدہ مذہب ہو اور ان کے سامنے چاروں مذہبوں کے دلائل پڑھ کر سنائے' ان علماء کے اقوال سنائے اور پھر دیکھے کہ وہ صحیح دلیلوں میں کیونکر جھگڑا کرتے ہیں اور ان میں کیسے جھگڑتے ہیں جو ان دلائل کی بنیاد ہیں' ہر ایک اپنے مذہب اور دلیلوں کو ترجیح دے گا اور دوسرے کے مذہب کو کمزور سمجھے گا' یوں ان کی آوازیں ایک دوسرے سے بلند ہونگی اور یوں لگے گا جیسے وہ الگ الگ گروہ ہیں لیکن اس میزان کی حقیقت سے واقف شخص بادشاہ بن کر بیٹھا ہو گا اور ان دو مرتبوں کا ہر مذہب پر فیصلہ کرتا ہو گا کیونکہ وہ سب اس میزان میں داخل ہوں گے اور اس کے باطنی علم پر ان کی بنیاد ہو گی۔

ہم نے چار مختلف لوگوں کو اکٹھا کرنے کی تجویز صرف اس لئے دی ہے تا کہ تم دیکھ سکو کہ ہر ایک اپنے امام کی دلیل کمزور ہونے کی صورت میں کیا کرتا ہے جو چار دلیلوں سے کم کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے سامنے اس میزان کی نفاست ہی نہیں سکتی کیونکہ وہاں سے غائب شخص کی دلیلوں کو موجود لوگ رد کریں گے اور انہیں کمزور بنائیں گے' کوئی بھی ان کا جواب نہیں دے گا اور اگر وہ شخص موجود ہوتا تو ان کا سخت رد کرتا بلکہ انہیں جھوٹا کہتا اور گالیاں دیتا لہٰذا جو شخص اس میزان کے دروازے سے شریعت کو سمجھنے آئے گا' اس کے سامنے اس ساری شریعت کا اختلاف کھل جائے گا اور وہ تمام علماءِ شریعت کو اس میزان کے دریا میں تیرتے دیکھے گا' وہ اصل شریعت سے مدد مانگ رہے ہوں گے' وہ تمام مجتہدین کی دلیلوں اور اقوال کو ثابت رکھے گا اور وہ دیکھے گا کہ ان کی دلیلوں اور اقوال میں سے کوئی بھی پاکیزہ شریعت سے خارج نہ ہو گا اور اسے پتہ چل جائے گا کہ کہ سارے مذہب شریعت پر قائم ہیں اور جو شریعت کو سمجھنے کے لئے اس دروازے سے داخل نہ ہو گا اس کا علمِ شریعت ناقص رہے گا' وہ بہت سی بھلائیوں سے محروم ہو جائے گا کیونکہ ہر وہ حدیث جو اس کے امام نے نہ لی ہو گی' اس پر وہ عمل نہیں کر سکے گا اور ایک مذہب بلاشبہ ساری حدیثوں کو اپنے اندر نہیں لیتا حالانکہ صاحبِ شریعت نے کہہ رکھا ہے کہ: جب حدیث صحیح مل جائے گی تو وہی میرا مذہب قرار پائے گی چنانچہ اس کے مذہب میں ہر وہ حدیث شامل ہو جائے گی جسے کسی بھی مجتہد نے دلیل بنایا ہے اور یہ بات امامِ شافعی رحمہ اللہ سے ثابت ہو چکی ہے تو یوں تمام مذہب اس طور پر امامِ شافعی کا مذہب اپنائیں گے بشرطیکہ وہ دین میں تعصب سے کام نہ لے چنانچہ مذہبوں کی دلیلوں کے سارے راویوں کے

مذہب والے ایک ہی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں کیونکہ اگر ان کا امام ملنے والی رخصت یا نکالی ہوئی کو لیتا ہے تو وہ بھی اسے لے لیتے ہیں اور مذہب بنا لیتے ہیں اور پھر سب کے بارے میں چاہتے ہیں کہ اسے اپنائیں' کسی اور کو نہ اپنائیں اور اگر ان کا امام تاکیدی کام کو لیتا ہے تو وہ اسے لیتے ہیں اور انہی کی طرح اسے اپنا مذہب بنا لیتے ہیں اور ساری مخلوق سے یہ چاہتے ہیں کہ اسے ہی اپنائیں۔ اس کی سچائی یوں پرکھی جا سکتی ہے کہ اکثر وہ سائل سے کہتے ہیں کہ تمہاری خلاصی ہمارے مذہب میں نہیں اور اگر وہ ان مذکورہ دونوں مرتبوں کے صحیح ہونے سے واقف ہوتے تو وقت کے مطابق رخصت یا تاکیدی حکم کا فتویٰ و فیصلہ دیتے کیونکہ یہ ان دونوں قسموں سے باہر نہیں نکل سکتا۔

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس میزان کی قدر و قیمت جانے اور اس کی پہچان کی حقیقت کا مرتبہ جانے تو اسے چاہئے کہ چار علماءِ شریعت کو اکٹھا کرے جن میں سے ہر ایک کا ایک علیحدہ مذہب ہو اور ان کے سامنے چاروں مذہبوں کے دلائل پڑھ کر سنائے' ان علماء کے اقوال سنائے اور پھر دیکھے کہ وہ صحیح دلیلوں میں کیونکر جھگڑا کرتے ہیں اور ان میں کیسے جھگڑتے ہیں جو ان دلائل کی بنیاد ہیں' ہر ایک اپنے مذہب اور دلیلوں کو ترجیح دے گا اور دوسرے کے مذہب کو کمزور سمجھے گا' یوں ان کی آوازیں ایک دوسرے سے بلند ہونگی اور یوں لگے گا جیسے وہ الگ الگ گروہ ہیں لیکن اس میزان کی حقیقت سے واقف شخص بادشاہ بن کر بیٹھا ہو گا اور ان دو مرتبوں کا ہر مذہب پر فیصلہ کرتا ہو گا کیونکہ وہ سب اس میزان میں داخل ہوں گے اور اس کے باطنی علم پر ان کی بنیاد ہو گی۔

ہم نے چار مختلف لوگوں کو اکٹھا کرنے کی تجویز صرف اس لئے دی ہے تاکہ تم دیکھ سکو کہ ہر ایک اپنے امام کی دلیل کمزور ہونے کی صورت میں کیا کرتا ہے جو چار دلیلوں سے کم کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے سامنے اس میزان کی نفاست ہی نہیں سکتی کیونکہ وہاں سے غائب شخص کی دلیلوں کو موجود لوگ رد کریں گے اور انہیں کمزور بنائیں گے' کوئی بھی ان کا جواب نہیں دے گا اور اگر وہ شخص موجود ہوتا تو ان کا سخت رد کرتا بلکہ انہیں جھوٹا کہتا اور گالیاں دیتا لہٰذا جو شخص اس میزان کے دروازے سے شریعت کو سمجھنے آئے گا' اس کے سامنے اس ساری شریعت کا اختلاف کھل جائے گا اور وہ تمام علماءِ شریعت کو اس میزان کے دریا میں تیرتے دیکھے گا' وہ اصل شریعت سے مدد مانگ رہے ہوں گے' وہ تمام مجتہدین کی دلیلوں اور اقوال کو ثابت رکھے گا اور وہ دیکھے گا کہ ان کی دلیلوں اور اقوال میں سے کوئی بھی پاکیزہ شریعت سے خارج نہ ہو گا اور اسے پتہ چل جائے گا کہ کہ سارے مذہب شریعت پر قائم ہیں اور جو شریعت کو سمجھنے کے لئے اس دروازے سے داخل نہ ہو گا اس کا علمِ شریعت ناقص رہے گا' وہ بہت سی بھلائیوں سے محروم ہو جائے گا کیونکہ ہر وہ حدیث جو اس کے امام نے نہ لی ہو گی' اس پر وہ عمل نہیں کر سکے گا اور ایک مذہب بلاشبہ ساری حدیثوں کو اپنے اندر نہیں لیتا حالانکہ صاحبِ شریعت نے کہہ رکھا ہے کہ: جب حدیث صحیح مل جائے گی تو وہی میرا مذہب قرار پائے گی چنانچہ اس کے مذہب میں ہر وہ حدیث شامل ہو جائے گی جسے کسی بھی مجتہد نے دلیل بنایا ہے اور یہ بات امامِ شافعی رحمہ اللہ سے ثابت ہو چکی ہے تو یوں تمام مذہب اس طور پر امامِ شافعی کا مذہب اپنائیں گے بشرطیکہ وہ دین میں تعصب سے کام نہ لے چنانچہ مذہبوں کی دلیلوں کے سارے راویوں کے

ساتھ اچھا گمان رکھنے کی اسے ضرورت ہے جو اپنے دین و عزت میں ہر برائی سے بَری ہو کیونکہ یوں مسلمان اس کی زبان سے بچ سکیں گے اور اللہ و رسول کے ساتھ ساتھ تمام مجتہدین اس سے خوش ہوں گے اور ان کے چہروں پر اس وقت مسکراہٹ ہوگی جب وہ قیامت کو دکھائی دیں گے کیونکہ اس نے سب کے مذہبوں کو ثابت رکھا اور سبھی کو مکمل شریعت قرار دیا ہوگا' یہی وہ طریقہ ہے جسے میں اس دور کے علماء میں ہمیشہ سے دیکھتا آ رہا ہوں چنانچہ اس اللہ کے لئے ہر تعریف ہے جس نے ہمیں شریعت پر چلنے کی سوجھ بوجھ دی اور ہمارے دلوں کو معرفت کے نور سے نور و نور کر دیا' یہ ہمارے کسی علم کی بناء پر نہیں' نہ ہی ہماری پہلی کسی نیکی کی وجہ سے ہے بلکہ یہ تو شروع ہی سے رسول اللہ ﷺ کے صدقے میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر مہربانی فرما رکھی ہے۔

ہاتف علیہ السلام نے مجھے اطلاع دی ہے کہ ہماری اس میزان کے بارے میں اس سے پہلے کسی تابعی کو بھی اس کی خبر نہ ہو سکی اور نہ ہی مجتہدین میں سے کسی کو اس کا علم ہوا' دلیل اس کی یہ ہے کہ تابعین میں بھی اختلاف ملتا ہے' مجتہدین میں باہم مناظرے ہوتے چلے آئے ہیں اور انہوں نے اپنے اپنے دلائل کی بناء پر ایک دوسرے کا رد کیا ہے' تاہم اگر وہ لوگ اس میزان کا علم رکھتے تو ان کے درمیان کوئی اختلاف نہ ہوتا کیونکہ ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے کلام کا مطلب شریعت کے ان دو مرتبوں کو پیشِ نظر رکھ کر نکال لیا کرتا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

باب 1

رسول اللہ ﷺ پر وحی اُترنا کیسے شروع ہوئی؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سنا تھا: ''جس صورت میں جبریل علیہ السلام پیدا ہوئے' اس میں میں نے انہیں صرف دوبارہ دیکھا تھا۔ جب انہیں آسمان سے اترتے دیکھا تو ان کے جسم نے زمین و آسمان کے درمیانی حصے کو بھر دیا تھا' وہ جب بھی کسی شکل میں آتے تو میں انہیں پہچان لیتا تھا' ہاں ایک موقع پر نہیں پہچان سکا جب انہوں نے آ کر اسلام' ایمان اور احسان کے متعلق سوال کیا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ جب وحی کی انتظار میں ہوتے تو اکثر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتے: ہمارے بیٹھنے کے لئے بہتر طور پر جگہ بنا دو کیونکہ جبریل انشاء اللہ ابھی اترنے والے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تھا: ہمارے لئے ٹھیک طرح سے جگہ بنا دو کیونکہ ایک ایسا فرشتہ اتر رہا ہے جو آج تک زمین پر نہیں اترا۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو دروازے پر کھڑے ہو کر اجازت مانگتے' آپ ان کی آواز سن کر پہچان لیتے' باہر تشریف لاتے اور انہیں لے کر گھر میں داخل ہو جاتے' کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ دروازے پر ان کے ہمراہ کھڑے ہو جاتے' وحی پوری ہو جاتی لیکن گھر میں داخل نہ ہوتے' ہم یہی سمجھتے کہ کوئی آنے والا حاضر ہوا ہے' آخر کار آپ خود ہی بتاتے کہ یہ جبریل تھے' تم انہیں سلام کہتے تو وہ تمہیں اس کا جواب دیتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! آپ پر وحی کیسے اترتی ہے؟ آپ نے فرمایا: کبھی تو گھڑیال جیسی آواز ہوتی ہے اور یہ میرے لئے شدید ہوتی ہے پھر ختم ہوتی ہے تو میں اسے محفوظ کر لیتا ہوں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فرشتہ انسانی شکل میں آتا ہے اور جو کچھ وہ بتاتا ہے' میں اسے محفوظ کر لیتا ہوں۔ حضرت حارث نے کہا: میں نے دیکھا کہ سخت سردی کے دن میں آپ پر وحی اتر رہی تھی' وحی ختم ہوئی تو آپ کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سنا تھا: ''ایک سچی خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہوتی ہے۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس سے آپ کا مقصد اپنی نبوت کے اجزاء بتانا تھا کیونکہ آپ اپنی بعثت

سے چھ ماہ پہلے خواب دیکھا کرتے تھے اور تیئس سال کی یہ مدتِ وحی نبوت کے چھیالیس اجزاء کا ایک حصہ بنتی ہے اور اگر مدتِ وحی تیس سال ہوتی تو آپ فرماتے کہ نبوت کے ساٹھ اجزاء میں سے یہ خواب ایک حصہ ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مزید فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے پہلے خواب ہی آنے شروع ہوئے تھے' آپ جب بھی خواب دیکھتے تو وہ واضح طور پر سچے ثابت ہوتے' پھر آپ کو تنہائی پسند آئی چنانچہ غارِ حراء میں تشریف لے جاتے اور وہاں خوب عبادت کرتے' کئی کئی راتوں ایسا کرتے پھر آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے' آپ ابھی غار ہی میں تھے کہ آپ کے پاس فرشتہ حاضر ہوا اور عرض کی' پڑھیے' آپ نے فرمایا: کیا پڑھوں؟ پھر بتایا: اس نے مجھے پکڑ کر خوب دبایا' پھر چھوڑ دیا اور کہا: پڑھیے: میں نے کہا: میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں (یا فرمایا کیا پڑھوں؟) اس نے پھر مجھے دبایا تو میں نے تکلیف محسوس کی' پھر چھوڑ دیا اور کہا: پڑھیے! میں نے پھر کہا کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں' اس پر اس نے تیسری مرتبہ مجھے دبایا اور پھر چھوڑتے ہوئے کہا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ چنانچہ رسول اللہ ﷺ وہاں سے واپس ہو کر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے' دل دھڑک رہا تھا' فرمایا کہ مجھے چادر اوڑھا دو' انہوں نے چادر اُوڑھائی تو آپ کا خوف جاتا رہا۔ آپ نے حضرت خدیجہ کو واقعہ بتایا اور فرمایا کہ مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ یہ سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا' اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں' بے وارثوں کے وارث ہیں' بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں' مہمان نوازی کرتے ہیں اور ان کی تکالیف دور کرتے ہیں پھر وہ آپ کو لے کر ورقہ بن نوفل بن اسد عبد العزّٰی کے پاس گئیں' وہ ان کے چچا زاد تھے جو دورِ جاہلیت میں نصرانی تھے' عبرانی زبان لکھنا جانتے تھے' انہوں نے اللہ کی مرضی سے انجیل کو عبرانی زبان میں لکھا تھا' بوڑھے تھے اور اندھے ہو چکے تھے' حضرت خدیجہ نے ان سے کہا: اے چچا زاد! اپنے چچا زاد کی بات سنو' انہوں نے حضور ﷺ سے کہا اے چچا زاد! کیا ہوا ہے؟ آپ نے واقعہ بیان فرمایا تو ورقہ نے کہا کہ یہی وہ فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا' اے کاش! میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی امت آپ کو نکال دے گی۔ آپ نے فرمایا: کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟ اس نے کہا: ہاں یونہی ہوگا' آج تک جو بھی آپ جیسا پیغام لے کر آیا سب لوگ اس کے دشمن ہو گئے ہیں' اگر اللہ نے مجھے مہلت دی تو میں کو پوری طرح آپ کی مدد کروں گا' اس کے بعد جلد ہی ورقہ فوت ہو گئے اور وحی آنا بند ہو گئی۔

رسول اللہ ﷺ وحی رکنے کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں چلا جا رہا تھا کہ آسمان سے میں نے آواز سنی' سر اٹھا کر دیکھا تو وہ فرشتہ دکھائی دیا جو حراء کے مقام پر میرے پاس آیا تھا' وہ زمین و آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا تھا' مجھے اس سے ڈر لگا میں واپس آیا اور کہا مجھے چادر اُوڑھا دو' اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری:

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝

[illegible] رب ہی کی بڑائی بولو اور اپنے

کپڑے پاک رکھو اور بتوں سے دور رہو۔"

اس کے بعد وحی آتی رہی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں' مجھے ابوسفیان بن حرب نے بتایا کہ ھرقل کے پاس کچھ قریشی سوار بھیجے گئے' یہ تاجر تھے' یہ سب بیت المقدس میں تھے' ھرقل نے انہیں اپنے پاس بلایا' اس کے اردگرد روم کے عظیم لوگ بیٹھے تھے' اس نے ایک ترجمان کو بلا لیا اور کہا کہ تم میں سے نسب کے لحاظ سے اس شخص کا قریبی کون ہے جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں نے کہا: نسبی لحاظ سے میں ان کا قریبی ہوں۔ ھرقل نے کہا اسے میرے قریب لاؤ اور اس کے ساتھیوں کو بھی نزدیک لے آؤ اور انہیں اس کی پیٹھ کے پیچھے بٹھا دو' پھر ترجمان سے کہا کہ انہیں کہہ دو' میں نبی بننے والے کے بارے میں اس سے پوچھوں گا' اگر یہ جھوٹ بولے تو مجھے بتا دینا' ابوسفیان کہتے ہیں: اللہ کی قسم اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ کل کو یہ لوگ مجھے جھوٹ بولنے کا طعنہ دیتے پھریں گے تو میں ضرور جھوٹ بول دیتا چنانچہ اس نے مجھ سے پہلا سوال یہ کیا کہ یہ شخص نسبی لحاظ سے تم میں کس حیثیت کا ہے؟ میں نے کہا کہ وہ عظیم نسب رکھتا ہے۔ پھر کہا: کیا تم میں سے کسی اور نے بھی ایسا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں' اس نے پوچھا: کیا اس کے آباء واجداد میں سے کوئی بادشاہ ہو گذرا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ اس نے پوچھا' یہ بتاؤ کہ اس کے پیروکار بڑے بڑے لوگ ہیں یا ضعیف وکمزور لوگ؟ میں نے کہا: کمزور لوگ ہی ہیں۔ اس نے پوچھا: ان کی تعداد بڑھ رہی ہے یا نہیں؟ میں نے کہا: بڑھتے جا رہے ہیں۔ اس نے پوچھا: کیا اس کے دین میں۔ داخل ہونے کے بعد کوئی ناراض ہو کر دین سے پھر بھی جاتا ہے یا نہیں؟ میں نے کہا: نہیں۔ پھر پوچھا: اس کے دعوائے نبوت سے پہلے تم لوگ اسے جھوٹا کہتے رہے ہو یا نہیں؟ میں نے کہا: نہیں۔ اس نے پوچھا: وہ وعدہ خلافی کرتا ہے یا نہیں؟ میں نے کہا: نہیں' البتہ موجودہ معاہدہ صلح میں ہم اسے دیکھیں گے کہ کیا کرتا ہے۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ صرف یہ ایک بات تھی جو میں نے دورانِ گفتگو کہہ دی۔

اس نے پوچھا: کیا تم نے اس سے کبھی جنگ بھی کی ہے یا نہیں۔ میں نے کہا: ہاں کی ہے۔

اس نے پوچھا: کہ تمہارا اس سے جنگ کرنا کیسا رہا؟ میں نے کہا: ہمارے درمیان جنگ ڈول کی طرح ہوتی تھی' کبھی وہ کامیاب ہوتے' کبھی ہم۔

اس نے پھر پوچھا: یہ تمہیں کس بات کا حکم دیتا ہے؟ میں نے کہا: وہ کہتا ہے' صرف ایک خدا کی پوجا کرو' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ' وہ باتیں چھوڑ دو جو تمہارے بڑے کہتے رہے ہیں' وہ ہمیں نماز کا حکم دیتا ہے' سچائی' پاک دامنی اور صلہ رحمی کا کہتا ہے۔

اس پر اس نے اپنے ترجمان سے کہا: ان سے کہو' میں نے تم سے اس شخص کے نسب کے بارے میں پوچھا تو تم نے بتایا ہے کہ وہ ایک اچھے نسب والا ہے' نبیوں اور رسولوں کا حال یونہی ہوتا ہے کہ وہ اپنی قوم میں بہترین نسب والے ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا کہ اس سے پہلے بھی کسی نے یہی دعویٰ کیا ہے تو تم نے بتایا ہے کہ نہیں' اگر اس سے پہلے کسی نے یہ دعویٰ کیا ہوتا تو میں کہتا کہ اسی کی پیروی کر رہا ہے جو اس سے پہلے ہو چکا۔ میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے آباء

واجداد میں سے کسی نے یہ دعویٰ کیا ہے تو تم نے بتایا کہ نہیں' میں کہتا ہوں' اگر اس کے آباء اجداد میں سے کسی نے یہ دعویٰ کیا ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ شخص اپنے بڑوں کی وراثت لینا چاہتا ہے۔ پھر میں نے تم سے یہ پوچھا ہے کہ کیا اس سے قبل تم اسے اس دعویٰ میں جھوٹا سمجھتے رہے ہو تو تم نے بتایا ہے کہ نہیں' اس سے معلوم ہو گیا' یہ ممکن نہیں کہ یہ شخص لوگوں کے ساتھ جھوٹ چھوڑ کر اللہ پر بہتان باندھے۔ پھر میں نے تم سے پوچھا ہے کہ کیا اچھے لوگ اس کی پیروی کر رہے ہیں یا کمزور لوگ؟ تم نے بتایا ہے کہ کمزور لوگ اس کے پیروکار ہیں' رسول حضرات کے پیروکار کمزور لوگ ہی ہوا کرتے ہیں۔

پھر میں نے تم سے پوچھا ہے کہ پیروکار گھٹ رہے ہیں یا بڑھ رہے ہیں؟ تم نے بتایا ہے کہ وہ بڑھتے جا رہے ہیں۔ ایمان کا معاملہ ایسے ہی ہوتا ہے' وہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔

میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے دین میں داخل ہو کر ناراضگی سے کوئی ہٹ بھی جاتا ہے یا نہیں؟ تو تم نے بتایا کہ نہیں' رسولوں کا معاملہ ایسے ہی ہوتا ہے کہ ایمان جب دلوں میں داخل ہو جاتا ہے تو کوئی اسے چھوڑ کر نہیں جایا کرتا۔

پھر میں نے پوچھا ہے کہ وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتا ہے؟ تو تم نے بتایا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کرنے' اس کا شریک نہ بنانے کا حکم دیتا ہے' تم کو بتوں کی پوجا سے منع کرتا ہے' نماز کا حکم دیتا ہے' سچائی اور پاک دامنی سکھاتا ہے۔

تو جو کچھ کہہ رہے ہو اگر وہ سچ ہے تو بہت جلد وہ میرے ان دو قدموں کی جگہ تک کا مالک بن جائے گا' مجھے یقین ہے کہ وہ آ چکا ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ تم میں موجود نہیں ہے' اگر مجھے یقین ہو جائے کہ میں ان تک پہنچ جاؤں گا تو میں ان کی خدمت میں حاضری کی تکلیف اُٹھالیتا اور اگر میں ان کے پاس ہوتا تو ان کے پاؤں دھوتا۔

اس کے بعد اس نے رسول اللہ ﷺ کا وہ خط منگوایا جو حضرت دحیہ کلبی کے ہاتھ شاہِ روم ہرقل کی طرف بھیجا گیا تھا' انہوں نے ہرقل کو دیا تو اس نے دیکھا' اس میں لکھا تھا:

> ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' اللہ کے خاص بندے اور رسول محمد بن عبداللہ کی طرف سے شاہِ روم ہرقل کی طرف' وہ سلامت رہے جو ہدایت کا خواہش مند ہے' اما بعد' میں تمہیں اسلام کی دعوت دے رہا ہوں' اسلام لے آؤ' سلامت رہو گے' اللہ تمہیں دوہرا ثواب عطا فرمائے گا لیکن نہیں مانو گے تو تمہاری رعیت کا گناہ تم پر ہوگا اور اے اہل کتاب! آؤ ایسی بات کی طرف جو تمہارے اور ہمارے درمیان یکساں حیثیت رکھتی ہے یعنی یہ کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کی پوجا نہیں کریں گے ' نہ ہی اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں گے اور نہ ہی اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو خدا مانیں گے' اگر یہ لوگ نہیں مانتے تو ان سے کہہ دو کہ تم گواہ رہو' ہم تو مان جانے والے ہیں۔''

ابو سفیان کہتے ہیں کہ جب اس نے اپنی بات پوری کر لی اور خط پڑھ چکا تو اس کے پاس شور برپا ہوا' آوازیں بلند ہونے لگیں' اس پر اس نے ہمیں وہاں سے نکال دیا' جس پر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا' رسول اللہ ﷺ کا کام پختہ ہو چکا ہے چنانچہ رومی بادشاہ ان سے خوفزدہ ہے' اب مجھے یقین ہو گیا تھا وہ ظاہر ہونے والے ہیں' اسی دوران اللہ تعالیٰ نے

میرے دل میں اسلام ڈال دیا۔

بیت المقدس کا نگران ابن ناطور اور ھرقل شامی نصاریٰ کے پادری تھے' اس نے بتایا کہ ھرقل جب بیت المقدس آیا تو ایک دن بوقت صبح وہ بہت برے حال میں تھا' اسے اسکے ایک جرنیل نے کہا: ہمیں تمہاری شکل اچھی دکھائی نہیں دیتی۔

ابن ناطور نے بتایا کہ ھرقل علم نجوم رکھتا تھا اور ستاروں پر نظر دوڑاتا تھا' جب لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں نے آج رات خواب دیکھی ہے اور ستاروں میں دیکھا ہے کہ ختان کا بادشاہ غالب آ گیا ہے تو بتاؤ کہ اس امت میں سے کون ختنہ کرتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ صرف یہودی ختنہ کرتے ہیں لہٰذا تمہیں ان کی فکر نہیں ہونی چاہیئے' تم اپنے ملک کے شہری حکمرانوں کو لکھ دو کہ وہ اپنے ہاں کے یہودیوں کو قتل کر دیں۔

اسی دوران ھرقل کے پاس ایک آدمی لایا گیا جسے غسان کے بادشاہ نے بھیجا تھا جس نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بتایا۔ ھرقل نے اس سے پوچھا تو کہنے لگا' دیکھو وہ ختنہ کیے ہوئے ہے یا نہیں؟ انہوں نے دیکھا تو کہا کہ وہ ختنہ کیے ہوئے ہے' عربوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ لوگ ختنہ کرتے ہیں' اس پر ھرقل نے کہا کہ یہ شخص اس امت کا بادشاہ ہے جو غالب ہوگا۔ پھر ھرقل نے روم میں اپنے ایک ساتھی کو خط لکھا' وہ علمی لحاظ سے اس کے برابر تھا اور خود حمص کو چلا گیا' وہاں اس کے پاس اس کے ساتھی کا خط پہنچا جس میں اس نے ھرقل کی موافقت کی نبی کریم ﷺ کے ظاہر ہو چکے ہیں اور لکھا تھا کہ وہ نبی ہے چنانچہ ھرقل نے حمص میں گرجا کے اندر روم کے بڑے بڑے لوگوں کو آنے کا حکم دیا اور کہا کہ گرجا کے دروازے بند کر دئے جائیں چنانچہ بند کر دئے گئے تو وہ سامنے آیا اور کہنے لگا۔ اے رومیو! اگر تم نجات اور سیدھے راستے پر چلنا چاہتے ہو اور یہ چاہتے ہو کہ تمہارا یہ ملک باقی رہے تو اس نبی کی بیعت کر لو۔ یہ سن کر وہ وحشی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف بھاگے' دیکھا تو وہ بند تھے۔ ھرقل نے جب دیکھا کہ وہ اس سے نفرت کھا گئے ہیں اور وہ ان کے ایمان لانے سے مایوس ہو گیا تو کہنے لگا: انہیں میرے پاس واپس لاؤ۔ پھر ان سے کہنے لگا: ابھی جو میں نے تم سے بات کی ہے اس سے میرا مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ تم اپنے دین میں کس قدر مضبوط ہو چنانچہ میں نے ملاحظہ کر لیا ہے کہ واقعی تم بہت پختہ ہو۔ اس پر سب نے اسے سجدہ کیا اور اس سے راضی ہو گئے۔ یہ تھا ھرقل کا انجام۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام اللہ کا پیغام لے کر آئے' پھر اپنا قدم اٹھایا اور آسمان پر رکھ دیا جبکہ دوسرا قدم زمین پر تھا' اسے نہیں اُٹھایا۔

حضور ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ سر جھکا لیتے' صحابہ کرام بھی سر جھکا لیا کرتے اور جب یہ مرحلہ گذر جاتا تو سر انور اوپر اٹھا لیا کرتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی اُترتی تو جھک جاتے اور اور سر انور پر چادر ڈال لیتے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب بھی کسی نبی کو بھیجا' جوانی میں مبعوث کیا۔

باب 2

خلوص، سچائی اور نیک نیتی کا بیان

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اخلاص کیا ہوتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں جبریل علیہ السلام سے پوچھ کر بتاؤں گا چنانچہ آپ نے جبریل سے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ میں حضرت میکائیل علیہ السلام سے پوچھ کر بتاتا ہوں' انہوں نے حضرت میکائیل علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے کہا میں رب العزت سے پوچھ کر بتاتا ہوں چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اخلاص میرا ایک راز ہے' میں اپنے خاص بندوں میں سے جس کے دل میں چاہتا ہوں' اسے رکھ دیتا ہوں۔''

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ تم سے پہلے دور میں تین شخص چلے جا رہے تھے کہ انہیں بارش نے آ لیا' وہ ایک غار میں داخل ہوئے تو وہ بند ہو گئی' اس پر ان میں سے کسی نے دوسرے سے کہا: بخدا اب تو کوئی سچائی ہی اس آزمائش سے تمہیں نکال سکتی ہے لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ اپنی کسی سچی بات کو یاد کرے چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا اے میرے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرا ایک نوکر تھا جس نے دھان پر مزدوری کی' پھر چھوڑ کر چلا گیا' میں نے اسے کاشت کر دیا اس سے اتنا مال ملا کہ میں نے اس سے ایک گائے خرید لی' وہ واپس آیا اور مجھ سے اپنی مزدوری مانگی' میں نے اسے کہا کہ وہ گائے لے لو کیونکہ میں نے تمہاری اسی مزدوری سے خریدی ہے، وہ لے گیا لہٰذا اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے تیرے خوف سے کیا تھا تو ہمیں اس غار سے نکلنے کی راہ دیدے، اس پر وہ پتھر سرک گیا لیکن اتنا نہیں کہ وہ اس غار سے نکل سکتے۔

دوسرے نے کہا اے اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی' وہ مجھے بہت پیاری لگتی تھی' میں نے اسے اپنے جال میں پھنسانے کا ارادہ کیا تو اس نے اس برے مقصد سے انکار کر دیا۔ پھر ایک سال ایسا ہوا کہ وہ میرے پاس آئی' میں نے اسے ایک سو بیس دینار دیے کہ وہ میرا مقصد پورا کرے' اس نے دینار لے لئے اور جب میں برائی کے لئے تیار ہو گیا تو اس نے کہا کہ یہ کام تمہارے لئے نکاح کے بغیر حلال نہیں ہے چنانچہ میں اس ارادے سے باز آ گیا حالانکہ وہ مجھے بہت پیاری لگتی تھی میں نے وہ دینار بھی اس سے نہیں لئے تھے لہٰذا اے اللہ! اگر یہ کام میں نے تیری رضا کی خاطر کیا تھا تو ہمیں اس مشکل سے نکال دے' پتھر ہل تو گیا لیکن اتنا نہیں کہ وہ اس سے نکل سکتے۔

اب تیسرا بولا' اے اللہ! میرے والدین بوڑھے تھے' رات کو میں انہیں دودھ پلانے سے پہلے اپنے اہل و عیال کو نہیں پلایا کرتا تھا' ایک رات میں کسی درخت کی تلاش میں دور نکل گیا' اور شام تک واپس نہ آ سکا' اس دوران وہ سو گئے' آ کر

میں نے ان کے لئے دودھ دوہا' انہیں دیکھا تو وہ سو چکے تھے' مجھے اچھا نہیں لگا کہ ان سے پہلے اپنے اہل و عیال کو دودھ پلاؤں' میں برتن اٹھائے رات بھر اس انتظار میں ان کے پاس کھڑا رہا کہ وہ جاگ جائیں' اسی دوران فجر کا وقت ہو گیا تو اے اللہ! اگر یہ کام میں نے تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہمیں اس مشکل سے نکال دے چنانچہ وہ پتھر ہٹ گیا اور وہ تینوں وہاں سے نکل پڑے۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس دنیا سے اس حالت میں جاتا ہے کہ وہ اللہ وحدہ لاشریک کے لئے خالص ہوتا ہے' نماز پڑھا کرتا ہے اور زکوٰۃ دیتا رہتا ہے تو اسے اللہ کی رضا حاصل ہوگی۔
- ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! ایمان کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ خلوص کو کہتے ہیں' پھر پوچھا یقین کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا یقین' اللہ کی ہر چیز کی تصدیق کو کہتے ہیں۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خالص دین پر چلو تو تمہیں تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا۔
- رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اس اُمت کی مدد اس کے کمزور لوگوں کی وجہ سے کی جاتی ہے' وہ دعائیں کیا کرتے ہیں' نمازیں پڑھتے ہیں اور خلوص سے کام لیتے ہیں۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ صرف وہی عمل قبول فرماتا ہے جو خالص ہو اور جو صرف اسی کی رضا کے لئے کیا جائے۔
- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ قیامت کے دن اس دنیا کو بارگاہِ الٰہی میں پیش کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس میں کئے گئے وہ عمل علیحدہ کردو جو خالصۃً اللہ کے لئے کئے گئے تھے چنانچہ ایسے اعمال الگ کردئے جائیں گے اور باقی عمل دوزخ میں پھینک دئے جائیں گے۔
- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا لوگوں کو ان کی نیت کی بناء پر اس دنیا سے اُٹھایا جائے گا۔
- رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور شکلوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھا کرتا ہے۔

اس سلسلے میں بہت سی احادیث ملتی ہیں۔ واللہ اعلم۔

باب 3

حدیثِ پاک سے بے پرواہی برتنے والے کا بیان

- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' فرماتے ہیں: جس شخص تک میری کوئی حدیث پہنچے اور وہ اسے رد کردے تو قیامت کے دن میں اس کا دشمن ہوں گا۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بتائی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے پاس میری کوئی حدیث پہنچے اور وہ اسے نہ مانے اور جھٹلا دے تو گویا اس نے تین چیزوں کو جھٹلا دیا' اللہ کو جھوٹا بنایا' اس کے رسول کو جھٹلایا اور میری بیان کی ہوئی بات کو جھٹلایا۔
- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تمہیں میری طرف سے کوئی حدیث بیان کرے جو تمہاری پہچان میں آ جائے' اس کا یوں انکار نہ کرو کہ میں نے کہی ہے یا نہیں کہی' وہ حدیث مان لیا کرو کیونکہ ایسی بات صرف میں ہی کہا کرتا ہوں جو پہچان میں آ سکے اور اس کا انکار بھی ممکن نہ ہو اور جب تمہیں ایسی حدیث ملے جس کا تمہیں انکار ہو اور پہچان میں نہ آ سکے تو اسے جھٹلا دو کیونکہ میں ایسی بات نہیں کہا کرتا جس کا انکار ہو سکے اور پہچان میں نہ آ سکے۔

باب 4

غیر اللہ کی رضا کیلئے علم سیکھنے والا گنہگار ہوتا ہے

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں' میں نے رسول اللہ اکرم ﷺ کو یوں فرماتے سنا: جو شخص وہ علم سیکھتا ہے جس سے اللہ کی رضا مطلوب ہوتی ہے اور پھر وہ اس سے دنیا کی کوئی غرض نکالتا ہے تو قیامت کے دن وہ جنت کی خوشبو سے محروم ہوگا' اسے حاصل نہ کر سکے گا۔
- ایک روایت یہ ملتی ہے: تین وہ شخص ہیں جنہیں دوزخ سب سے پہلے جلائے گا (پھر راوی نے وہ حدیث بیان کی جس میں ارشاد ہے: ایک شخص وہ ہوگا جو علم سیکھے گا اور قرآن کی تعلیم حاصل کرے گا' لوگوں کو سکھائے گا' اسے بارگاہ الٰہی میں لایا جائے گا' وہ اس کے انعامات دیکھے گا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے یہ کام کس لئے کیا؟ وہ عرض کرے گا' میں نے علم سیکھا اور سکھایا پھر تیری خاطر قرآن پڑھا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے' تو نے تو علم اس لئے سیکھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور اس لئے تلاوت کی کہ تجھے قاری کہا جائے چنانچہ ایسا کہہ دیا گیا پھر اللہ کا فرمان ہوگا اور وہ اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔
- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے علماء میں بیٹھنے اور شمار ہونے کے لئے علم پڑھایا اس لئے پڑھا کہ بے وقوفوں سے جھگڑا کرتا رہے یا اس لئے پڑھا کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں ڈالے گا۔
- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اس لئے علم نہ پڑھو کہ علم والوں میں فخر جتلا سکو' نہ ہی بے وقوفوں سے جھگڑے کے لئے پڑھو اور نہ مجلسوں کو خوش کرنے کے لئے پڑھو' جو اس مقصد کے لئے پڑھے گا' اس کے لئے جہنم ہی جہنم ہے۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا: جو غیر اللہ کی رضا کے لئے علم پڑھے یا اس کا ارادہ غیر اللہ کو راضی کرنے کا ہو تو وہ یہ سمجھ لے

کہ اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: میری اُمت میں ایسے لوگ آنے والے ہیں جو دین کی سمجھ حاصل کریں گے اور قرآن پڑھتے ہوں گے' وہ کہیں گے: ہم اہلِ دنیا کے پاس جاتے ہیں' ان سے سامانِ دنیا لیتے ہیں اور اپنے دین کی بنا پر ان سے الگ رہتے ہیں' ان کا یہ عمل ایسے ہوگا جیسے کانٹے دار درخت قتاد سے کانٹا حاصل کرلیا جاتا ہے' یونہی ان کے قریب جانے سے گناہ ہی پلّے پڑیں گے۔
- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: تین شخص دین کے لئے مصیبت ہوتے ہیں: دین کی سمجھ رکھنے والا فاجر و فاسق' ظالم امام اور جاہل عبادت گذار۔
- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: لوگوں کے پاس تین شخصوں کا قصہ بیان کیا جائے: امیر کا (حکمران)' وہ جسے حکم دیا جاتا ہے اور دکھلاوا کرنے والے کا۔

اس سلسلے میں اور بھی بہت سی احادیث ملتی ہیں۔ واللہ اعلم۔

باب 5

دین کے بارے میں جھگڑا کرنا

- حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جھگڑے کو باطل سمجھ کر ترک کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے گوشے میں گھر بنا دے گا' جو اپنے آپ کو حق پر جانتے ہوئے جھگڑا کرے گا' اس کے لئے جنت کے درمیان گھر بنائے گا اور جو اچھی عادتیں اپنائے گا اس کے لئے اعلیٰ مقام پر گھر بنائے گا۔
- ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا ترک کرتا ہے تو میں ذمہ دار ہوں کہ اسے جنت کے کسی گوشے میں گھر ملے گا' اس شخص کے لئے جنت کے درمیان گھر ملنے کا ذمہ دار ہوں جو جھوٹ کو مزاح سمجھ کر ترک کرتا ہے اور جس کی سیرت اچھی ہے' اس کے لئے جنت میں اعلیٰ مقام پر گھر ملنے کا ذمہ دار ہوں۔
- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں' ایک دن ہم کسی دینی مسئلہ میں بحث کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لے آئے اور ایسی ناراضگی فرمائی کہ اس سے قبل یوں ناراض نہ ہوئے تھے' پھر جھڑکا بھی اور فرمایا: یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے' جھگڑا کرنا چھوڑ دو کیونکہ یہ گھاٹے کا کام ہے' جھگڑا ترک کر دو کیونکہ اس سے انسان گنہ گار بنتا ہے' جھگڑا چھوڑ دو کیونکہ جب بتوں کی پوجا ہو رہی تھی تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی سے روکا تھا۔

- آپ ہی کا ارشاد ہے: ہدایت حاصل ہونے کے بعد وہی قوم گمراہ بنتی ہے جو جھگڑالو ہو جائے اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

  مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا۝

  "انہوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق جھگڑے کو"۔
- حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بہت جھگڑا کرنے والے شخص سے ناراض ہوتا ہے۔
- رسول اللہ ﷺ مشکل مسائل میں پڑنے سے منع فرماتے تھے۔
- آپ ہی کا ارشاد ہے: انسان جھگڑا کرتے رہنے سے گنہگار ہو جاتا ہے۔
- رسول اللہ ﷺ نے بتایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بتایا تھا: کام تین طرح کے ہوتے ہیں' ایک وہ کام جو تمہیں درست دکھائی دیتا ہے' ایسا کام اپنا لیا کرو' ایک وہ کام جو تمہیں کھوٹا دکھائی دیتا ہے' اس سے بچے رہو اور ایک ایسا کام ہوگا جس میں اختلاف دکھائی دے گا' ایسے کام کے لئے کسی عالم کے پاس جایا کرو۔

باب 6

عالم قرآن ہونے کا دعویٰ کرنا

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا: حضرت موسیٰ علیہ السلام بنو اسرائیل سے خطاب کر رہے تھے کہ اسی دوران آپ سے پوچھا گیا: سب سے زیادہ علم والا کون ہے' آپ نے جواب دیا کہ میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ بات اچھی نہیں لگی کیونکہ انہیں کچھ چیزوں کا علم نہیں دیا گیا تھا' بہر حال اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی انہیں بتایا کہ مجمع البحرین کے مقام پر تم سے زیادہ علم والا شخص موجود ہے۔ حضرت موسیٰ نے عرض کی' الٰہی مجھے یہ بات کیسے معلوم ہوگی؟ چنانچہ انہیں حکم ہوا کہ ایک ٹوکری میں مچھلی ڈال کر ان کی طرف چلے جاؤ' جب یہ تمہارے ہاتھ سے گم ہوئی تو وہیں ان کا ٹھکانہ ہوگا۔ حضرت ابی نے حدیث بیان کی جس میں وہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملے' انہوں نے حدیث بتاتے ہوئے کہا وہ دونوں سمندر کے کنارے چل پڑے' کشتی ان کے پاس موجود نہ تھی' اسی دوران ان کے قریب سے ایک کشتی گذری تو انہوں نے کشتی والے سے بات کی' اس نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور بغیر کرایہ کے انہیں کشتی پر بٹھا لیا۔ ایک چڑیا آئی اور کشتی کے ایک کونے پر بیٹھ کر اس نے سمندر میں ایک یا دو مرتبہ چونچ ڈالی' اس پر حضرت خضر علیہ السلام بولے اے موسیٰ! اللہ کے مقابلے میں میرا اور آپ کا علم اس چڑیا کے سمندر سے چونچ بھرنے کی سی حیثیت رکھتا ہے۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام غالب آ جائے گا' تاجر دریاؤں میں آیا جایا کریں گے پھر راہِ خدا کے گھوڑے اس میں داخل ہوا کریں گے اور پھر ایک ایسی قوم دکھائی دے گی جو قرآن پڑھتے ہوں گے' وہ کہتے پھریں گے: ہم سے بہتر قاری کون ہے؟ کون ہم سے بڑھ کر عالم ہے؟ اور دین کی سمجھ ہم سے زیادہ کون رکھتا ہے؟ پھر خود ہی صحابہ سے فرمایا: کیا تم ایسے لوگوں میں بھلائی دیکھتے ہو؟ انہوں نے عرض کی' اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: یہ لوگ اسی اُمت میں ہوں گے اور تمہی سے ہوں گے' یہ لوگ جہنم کا ایندھن ہوں گے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اکثر فرمایا کرتے: جو شخص اپنے آپ کو عالم کہے' وہ جاہل ہوتا ہے۔

باب

اپنے علم اور قول کے مطابق عمل نہ کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ دعا میں فرماتے تھے:

''اے میرے اللہ! میں غیر فائدہ مند علم' تجھ سے بے خوف دل' نہ سیر ہونے والے دل اور نہ قبول ہونے والی دعا سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک شخص پیش ہوگا اور اسے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا' اس کی آنتیں باہر نکلی ہوں گی' وہ جہنم میں یوں گھومے گا جیسے گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے' اہلِ دوزخ اس کے پاس آ کر پوچھیں گے کہ تمہارا یہ حال کس وجہ سے ہے تو وہ بتائے گا: میں تمہیں تو بھلائی کرنے کو کہتا رہا لیکن خود نہیں کی' یونہی تمہیں تو برائی سے روکتا رہا مگر خود نہیں بچا تھا۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے آسمانی سیر کرائی گئی' میں ایسے لوگوں کے قریب سے گذرا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے' میں نے جبریل سے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ تو انہوں نے عرض کی' یہ آپ کی اُمت کے وہ خطیب ہیں جو وہ باتیں کرتے تھے جن پر خود ان کا عمل نہ ہوتا تھا۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا شخص گویا قرآن پر ایمان ہی نہیں رکھتا جو حرام کردہ چیزوں کو حلال جانتا ہے۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اس وقت تک کسی بندے کے قدم اکھڑ نہ پائیں گے جب تک اس سے چار چیزوں کا سوال نہ ہو جائے گا: اس سے پوچھا جائے گا کہ اپنی عمر کیا کرتے گذاری' جوانی سے بڑھاپے تک کیا کیا' مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور کیا کچھ کیا؟

- آپ ہی کا ارشاد ہے: سب لوگوں میں سے شر پسند الگ' وہ علماء ہوتے ہیں جو شر پسند ہوں۔
- مزید فرمایا: قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ایسے عالم کو ملے گا جسے اس کا علم فائدہ نہ دے سکا۔ واللہ اعلم۔

باب

ایک اچھا طریقہ رائج کرنے والے کی عظمت

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اسلام میں کسی اچھے کام کی بنیاد رکھ دیتا ہے تو اسے اس کا اجر ملے گا اور اس کے بعد ثواب گھٹائے بغیر اسے بھی اس کا اجر ملے گا جو اس پر عمل کرے گا دونوں میں سے کسی کا ثواب گھٹایا نہ جائے گا اور جو اسلام میں کوئی بری رسم شروع کرے گا' اس پر اس کا بوجھ ہوگا اور بغیر کچھ گھٹائے اس پر بھی بوجھ ہوگا جو وہ کام کرے گا۔ دونوں میں سے کسی کا بوجھ گھٹایا نہ جائے گا۔

- ایک اور روایت میں ہے: جو شخص اچھے کام کا رواج ڈالتا ہے' اسے اس کا ثواب ملے گا اور جو اس کی زندگی اور موت کے بعد میں اس پر عمل کرے گا' اس کا بھی اسے ثواب ملے گا' ہاں وہ شخص جو کام ترک کر دے تو اور بات ہے' یونہی جو شخص کسی برے کام کا رواج ڈالے گا تو اسے اس کا گناہ ہوگا۔
- آپ ہی کا ارشاد ہے: جو میرے بعد میری ختم شدہ سنت (طریقہ) کو زندہ کرے گا' اسے وہی اجر ملے گا جو اس پر عمل کرنے والے کو ملے گا' کسی کا اجر کم نہ کیا جائے گا اور جو گمراہی کا نیا طریقہ نکالے گا جس پر اللہ اور اس کا رسول راضی نہیں تو اس پر عمل کرنے والوں کے تمام گناہوں کا بوجھ اسی پر ہوگا' اسے لوگوں کے گناہوں سے کم گناہ نہ ہوگا۔
- آپ نے مزید فرمایا: یہ بہتر کام گویا خزانے ہیں اور ان کے لئے چابیاں موجود ہیں چنانچہ ایسے شخص کو مبارک ہو جو کسی بہتر کام کے لئے چابی بنتا ہے اور جو شر کے لئے تالا بن جاتا ہے' یونہی اس شخص کے لئے دوزخ ہے جسے اللہ تعالیٰ برے کام کے لئے چابی بناتا ہے اور وہ بھلائی کے کام بند کرتا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب

علم' علماء اور طلبہ کی فضیلت و عظمت

- حضرت ... رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے اللہ تعالیٰ ایک بھلا شخص بنانے کا ارادہ کرتا ہے' اسے دین کی سمجھ دے دیتا ہے اور صرف علماء ہی اللہ تعالیٰ سے خوف کھاتے ہیں۔
- ایک اور روایت میں ہے: جب اللہ تعالیٰ کسی کو بھلا انسان بنانا چاہتا ہے تو اسے دین کی سمجھ دیتا ہے اور اس کے دل

میں اس کے لئے راہیں کھول دیتا ہے۔

- پھر فرمایا: سب سے افضل عبادت دین کی سوجھ بوجھ کی بناء پر ہوتی ہے جبکہ دین میں سب سے افضل چیز پرہیزگاری ہے۔
- ایک اور روایت میں ہے: علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بہت زیادہ ہوتی ہے اور تمہارا بہترین دین پرہیزگاری ہے۔
- ایک اور روایت ہے: بہت ساری عبادت کے مقابلے میں تھوڑا علم کافی ہوتا ہے' انسان جب عبادت کرے تو اسے دین کی سمجھ ہی کافی ہوتی ہے اور جب وہ اپنی رائے پر چلتا ہے تو جاہلانہ کام کر رہا ہوتا ہے۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا: جو شخص علم کی تلاش کر رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت تک جانے کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور جب بھی کچھ لوگ اللہ کے کسی گھر میں جمع ہو کر تلاوت کرتے اور آپس میں دور کرتے ہیں تو فرشتے ان کے گرد گھیرا ڈال لیتے ہیں' اللہ کی طرف سے ان کے دلوں میں سکون اترتا ہے' رحمت خداوندی انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی قریبی مخلوق میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔
- آپ ہی نے فرمایا: فرشتے طالب علم کے لئے اپنے پروں کو راہوں میں بچھا دیتے ہیں اور وہ اس پر خوش ہوتا ہے' پھر فرمایا: ایک عالم کے لئے زمین و آسمان کی ہر چیز اور پانی میں موجود مچھلیاں تک بھی بخشش کی دعا میں کرتی ہیں۔ نیز فرمایا: ایک عبادت گزار شخص کے مقابلے میں عالم کی فضیلت یوں سمجھے جیسے چاند کہ وہ سب ستاروں سے افضل ہوتا ہے۔
- مزید ارشاد ہے: انبیاء علیہم السلام کے وارث صرف علماء ہوتے ہیں کیونکہ انبیاء دینار و درہم تو چھوڑ کر جاتے نہیں' ان کا مالِ وراثت تو علم ہی ہوا کرتا ہے اور جو یہ ورثہ لے لیتا ہے' یوں جانو کہ اسے بہت بڑا حصہ مل گیا۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا: علم سیکھو کیونکہ اسے سیکھنا گویا اللہ سے ڈرنا ہے' اسے تلاش کرنا عبادت ہے' آپس میں اس کا ذکر کرنا تسبیح کہلاتا ہے' اس کی بحث کرنا جہاد جیسا ہے' ان پڑھ کو سکھانا گویا صدقہ ہے' اسے اہل لوگوں تک پہنچانا قربِ الٰہی کا سبب ہے اور اسی سے حلال و حرام کی تمیز اور پہچان ہوتی ہے۔
- حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اس وقت مسجد میں سرخ چادر پر تکیہ کئے تشریف فرما تھے' میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں علم کی خواہش لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا: طالب علم لائق مبارک باد ہے' فرشتے اپنے پروں میں اسے ڈھانپ لیتے ہیں' اس دوران وہ ایک دوسرے پر گر رہے ہوتے ہیں اور علم کی محبت کی بناء پر اسے آسمان دنیا پر لے پہنچتے ہیں۔
- پھر آپ نے یہ بھی فرمایا: علم کی تلاش ہر شخص پر لازم ہے اور نااہل لوگوں کو علم دینے والا یوں ہوتا ہے جیسے کوئی

اس علم کی بات کرتے ہیں تو اس کا انکار وہی لوگ کرتے ہیں جو اللہ سے دھوکا کرتے ہیں۔

باب

حدیث سننے‘ اسے آگے پہنچانے اور لکھنے کی فضیلت

علماء کے پاس بیٹھنے اور انکی عزت کرنے کی فضیلت

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کو ہمیشہ خوش رکھے جو ہم سے کچھ سن کر بعینہٖ اسے آگے پہنچا دے‘ کئی پہنچا دینے والے‘ سننے والے سے زیادہ حفاظت کرتے ہیں۔
- ایک مقام پر فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے جو ہم سے حدیث سن کر بعینہٖ اسے آگے پہنچا دیتا ہے‘ بہت سے فقہ کا علم آگے پہنچانے والے سننے والے سے زیادہ فقیہ ہوتے ہیں اور بہت سے فقیہ نہیں ہوتے۔
- ایک روایت میں یوں فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو خوش رکھے جو میری بات سن کر اسے سنبھالے‘ یاد رکھے اور ان دوسروں تک پہنچا دے جو مجھ سے سن نہیں سکے کیونکہ کچھ فقہ والے ایسے ہوتے ہیں جو خود دین کی سمجھ نہیں رکھتے۔
- ایک مقام پر فرمایا: میری طرف سے بات بتاتے وقت دھیان سے کام لو‘ صرف وہی بتاؤ جس کا تمہیں یقین ہو جائے۔
- ایک حدیث میں فرمایا: اسلام کی چکی چل رہی ہے (بول بالا ہے) عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ! ہم کیا کریں؟ فرمایا میری حدیث کو قرآن کے سامنے لانا‘ جو اس کے موافق ہوگی‘ وہ میری ہی بات ہوگی اور میں نے ہی کہی ہوگی۔
- ایک حدیث میں فرمایا: جب تم مجھ سے کوئی حدیث سنو تمہارے دل اسے مان جائیں‘ تمہارے رونگٹے کھڑے ہو جائیں‘ تمہیں اسے سن کر خوشی ہو اور تمہیں عمل سے اتفاق معلوم ہو تو میرے لئے بھی قابل عمل ہوگی ورنہ نہیں اور اگر مجھ سے ایسی حدیث سنو جس سے تمہارے دل میں انکار پیدا ہو کہ تمہارا دل اسے نہ مانے اور تمہیں اس سے خوشی نہ ہو [illegible] تو وہ میری نہ ہوگی۔
- آپ نے فرمایا تھا اسلام ابتداء میں [illegible] پھر [illegible] اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کے جانشین کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد آئیں گے میری حدیثیں روایت کریں گے اور لوگوں کو سکھائیں گے۔

حضرت [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: تم حدیث کے الفاظ آگے پہنچایا کرو اور [illegible]

- پھر یہ فرمایا: جو بھی شخص علم اس لئے سکھاتا ہے کہ کہیں وہ اس کے مرنے سے پہلے ختم نہ ہو جائے یا اس کے ختم ہونے کے اندیشہ سے اسے لکھ لیتا ہے تو وہ راہ خدا میں جہاد کرنے والے کی طرح شمار ہوتا ہے۔
- یہ بھی فرمایا: جو شخص کسی کتاب میں (میرے نام کے ساتھ) مجھ پر درود لکھتا ہے تو جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا' فرشتے اس کے لئے بخشش کی دعا کرتے رہیں گے۔
- آپ ہی نے فرمایا: جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر بہتان باندھتا ہے' وہ سمجھ لے کہ اس نے جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنا لیا ہے۔
- یہ ارشاد مبارک ہوا جب تم جنت کی کیاریوں سے گزرو تو ان سے کچھ لیا کرو' صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! یہ جنت کی کیاریاں کیا ہوتی ہیں؟ فرمایا: علم کی محفلیں۔
- ارشاد ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا تھا: اے بیٹے! علماء کی مجلس میں بیٹھا کرو اور دانا لوگوں کی باتیں سنا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ مردہ دلوں کو نورِ حکمت سے یوں زندگانی دیتا ہے جیسے موسلا دھار بارش زمین میں جڑی بوٹیاں اُگا دیتی ہے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بتایا: عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ! ان میں بیٹھنے والا کونسا ہم میں بہتر کہلائے گا؟ فرمایا: وہ جسے دیکھ کر اللہ کی یاد دلائے' جو بولے تو اس کے علم میں اضافہ ہو اور اس کا عمل اسے آخرت یاد دلائے۔

رسول اللہ ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ مجلسوں وغیرہ میں اہلِ علم اور اصلاحی کام کرنے والوں کو اولیت دیتے تھے اُحد کے دن آپ قبر میں دو دو لوگوں کو دفن کرتے وقت شہیدوں کے بارے میں فرماتے ان دونوں میں سے قرآن کون زیادہ پڑھتا تھا؟ جب بتایا جاتا تو آپ اسے پہلے دفناتے۔

- آپ فرماتے: اللہ تعالیٰ بوڑھے مسلمان کو عظمت دیتا ہے' قرآن کی حفاظت کرنے والے کو عظمت دیتا ہے جو نہ تو اس میں کھو ہی جاتا ہے اور نہ ہی الگ تھلگ رہتا ہے اور یونہی عدل و انصاف کرنے والے بادشاہ کو عظمت دیتا ہے۔
- آپ فرمایا کرتے: اپنے بڑوں کے قریب بیٹھو گے تو برکت حاصل ہوگی۔
- نیز فرماتے: ایسا شخص ہم میں شمار ہونے کے لائق نہیں جو بڑوں کی عزت نہیں کرتا' چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا' بھلائی کرنے کو نہیں کہتا اور نہ ہی برائی سے روکا کرتا ہے۔
- آپ ہی فرماتے تھے: ایسا شخص ہم میں شمار نہیں ہوگا جو ہم میں سے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کا حق نہیں پہنچانتا۔
- ایک روایت میں یوں فرمایا: وہ شخص ہمارے گروہ میں شامل نہیں جو ہمارے بڑوں کی عزت کرنا نہیں جانتا' چھوٹوں پر رحم نہیں کھاتا اور علماء کو ان کا حق نہیں دیتا۔

ہی نہیں انہوں نے عرض کی' یا اللہ مجھے معاف فرما دے' اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام ان کے گھروں کے چکر لگاتے اور ان کے گھروں میں جا کر تعلیم دیا کرتے۔

- آپ نے یہ بھی فرمایا: جب اُمت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں اور وہ باتیں چھپائیں جو انہیں میری طرف سے پہنچیں تو گویا انہوں نے وہ کچھ چھپا لیا جو اللہ نے ان پر نازل کیا۔
- آپ کا ارشاد ہے: جو علم سیکھے لیکن اسے بیان نہ کرے وہ ایسے شخص جیسا ہوگا جو خزانہ والا ہو کر خرچ نہ کرے۔ حضرت علقمہ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ایک دن مسلمانوں کے بارے میں اچھے الفاظ بولے اور پھر فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو اپنے ہمسائیوں کو دین نہیں سکھاتے' انہیں تعلیم نہیں دیتے' انہیں وعظ و نصیحت نہیں کرتے' نہ انہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور نہ ہی برائی سے روکتے ہیں (پھر فرمایا) ان لوگوں کا حال کیا ہوگا جو اپنے ہمسائیوں سے تعلیم نہیں لیتے' نہ دین کی باتیں لیتے ہیں' نہ نصیحت حاصل کرتے ہیں' بخدا لوگ اپنے ہمسائیوں کو تعلیم دیں گے' انہیں دین بتائیں گے' ان کی تعظیم کریں گے' انہیں نیکی کرنے کو کہیں گے اور برائی سے روکیں گے پھر وہ لوگ ہوں گے جو اپنے ہمسائیوں سے علم سیکھیں گے' دین کی سمجھ لیں گے اور نصیحت لیں گے' جو ایسا نہیں کریں گے انہیں دنیا میں سزا ملے گی اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ○

''لعنت کئے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں' داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر' یہ بدلہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا' جو بری بات کرتے' آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے' ضرور بہت ہی برے کام کرتے تھے۔''

پھر منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔

- آپ نے یہ بھی فرمایا تھا: علم کے بارے میں نصیحت سے کام لو کیونکہ تم میں سے کسی کا علم کے بارے میں خیانت کرنا' مال میں خیانت کرنے سے زیادہ برا ہے' اللہ تعالیٰ اس خیانت کی وجہ پوچھے گا۔

باب

دکھلاوے اور سنانے کی خاطر کام کرنا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں: میں نے عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ! مجھے جہاد اور غزوہ کے بارے میں بتائیے تو آپ نے فرمایا: اے عبداللہ بن عمرو! اگر تم صبر سے اور ثواب کی خاطر جہاد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اسی کا اجر دے گا اور اگر تم دکھاوے اور کثرت سے مال لینے کو کرو گے تو اللہ تمہیں اسی کا بدلہ دے گا۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس اُمت کو غلبہ دینِ خالص، سر بلندی اور زمین میں حکمرانی کی بشارت دی گئی ہے جو شخص اس دنیا میں آخرت کے عمل دنیا کے لئے کرے گا' آخرت میں اسے کوئی حصہ نہ ملے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں' ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میں صرف اللہ کے لئے ایک جگہ پر ٹھہرا ہوا ہوں' میں چاہتا ہوں کہ وہ میرا ٹھکانہ دیکھے' آپ نے سن کر کوئی جواب نہ دیا اور اسی دوران یہ آیت نازل ہوئی:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْلِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا

''جو اللہ سے ملاقات کا ارادہ رکھتا ہے' اسے نیک عمل کرنا ہوں گے' وہ اپنے رب کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ کیا کرے''۔

- آپ نے فرمایا تھا: جو دکھلاوے اور سنانے کی خاطر کام کرے گا' اللہ سے قیامت کو اسی کا بدلہ لے گا۔
- آپ نے فرمایا: جو کسی کی خاطر اللہ سے ریاکاری کرتا ہے' وہ اللہ سے بے تعلق ہو جاتا ہے۔
- ایک روایت میں ہے' جو ریاکاری کرتا ہے' اللہ اسے اسی کا بدلہ دے گا اور جو دنیا کو دکھلانے کے لئے کام کرتا ہے' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے سامنے اسی کا بدلہ دے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں: جو دنیا میں کسی کام کا دکھلاوا کرتا ہے' قیامت کے دن اللہ تعالی اسے اسی کا بدلہ دے گا اور فرمائے گا: دیکھو یہ تمہیں کچھ کام دے سکے گا؟

- آپ ہی نے فرمایا: جب کوئی شخص قرآن پڑھتا ہے' دین کی سمجھ حاصل کرتا ہے اور پھر کسی لالچ کی خاطر حکمران کے دروازے پر جاتا ہے تو وہ اپنی اس غلطی کے مطابق قیامت کو جہنم میں گہرا چلا جائے گا۔
- آپ ہی کا فرمان ہے: مجھے اپنی امت کے بارے میں سب سے زیادہ خوف سود کھانے کا ہوتا ہے اور دل میں چھپی خواہش یعنی ریاکاری کا رہتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: آخری دور میں کچھ ایسے لوگ دکھائی دیں گے جو دین کی بجائے دنیا کی طرف لپکیں گے' لوگوں کو دکھانے کے لئے بھیڑ کے چمڑے کا نرم لباس پہنیں گے' ان کی زبانوں میں شہد کی سی مٹھاس ہوگی لیکن دل بھیڑیوں جیسے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ (حدیثِ قدسی میں) فرماتا ہے: کیا یہ لوگ مجھی سے دھوکا کرتے ہیں اور مجھی کے خلاف کام کرتے ہیں؟ میں اپنی ذات کی قسم ذکر کر کے کہتا ہوں کہ میں انہیں ایسی آزمائش میں ڈالوں گا کہ جس کی وجہ سے بردبار بھی حیران ہو جائے گا۔
- مزید فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی پر کیے گئے اس سائے کو کبھی قبول نہیں کرے گا جس میں رائی کے برابر بھی دکھلاوا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب

ایمان اور اسلام کی حقیقت کیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیادی چیزیں پانچ ہیں:

۱۔ یہ گواہی کہ اللہ کے سوا لائق عبادت اور کوئی نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

۲۔ نماز قائم کرنا (پورے شرعی طریقے سے نبھانا)۔

۳۔ زکوٰۃ ادا کرتے رہنا۔

۴۔ ماہِ رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

۵۔ ہمت ہونے پر بیت اللہ شریف میں حج کا فریضہ ادا کرنا۔

ایک اور روایت میں یہ زیادہ ہے: حالتِ پلیدی میں غسل کرنا۔

- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت کے دروازے پر لکھا ہے کہ "لا الٰہ الّا اللّٰہ" کہنے والے کو میں عذاب نہیں دوں گا۔
- آپ سے جب ایمان کے بارے میں پوچھا گیا کہ کسے کہتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ایمان یہ ہوتا ہے کہ تم اللہ پر یقین رکھو' فرشتوں' کتابوں' رسولوں' یومِ آخرت اور اچھی و بری تقدیر کو مانو۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا: منصب احسان یہ ہوتا ہے کہ تم اللہ کی عبادت یوں کرو جیسے اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہ دیکھ پاؤ تو یہ جانو کہ وہ تو تمہیں دیکھتا ہی ہے۔
- آپ ہی نے یہ بھی فرمایا: ایک بندہ اس وقت تک ایمان والا نہیں کہلاتا جب تک چار چیزوں کا اقرار نہ کرے:

۱۔ اسے یہ گواہی دینا ہوگی کہ اللہ کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں اور میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں' مجھے اللہ نے حق مذہب دے کر بھیجا ہے۔

۲۔ موت آجانے کا یقین رکھے۔

۳۔ موت کے بعد اُٹھائے جانے کا یقین رکھے۔

۴۔ اللہ کی تقدیر پر یقین کرے۔

ایک سیاہ رنگ کی لونڈی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس کے اہل خانہ نے اسے آزاد کرنے کا ارادہ کیا' اس نے اسلام کی شکایت کی اور اس کے حال کے بارے میں مختلف باتیں کیں جس پر آپ نے اس سے پوچھا تمہارا پروردگار کون ہے؟ اس نے عرض کی' اللہ' پھر فرمایا: میں کون ہوں؟ اس نے عرض کی' آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس

پرارش، فرمایا کہ اسے آزاد کردو کیونکہ یہ ایمان والی ہے۔

- مزید فرمایا: ایمان کی چاشنی اس کو ملتی ہے جو اللہ کے پروردگار ہونے پر راضی ہوا اسلام کے دین و مذہب ہونے کو اپنائے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر خوشی کا اظہار کرے۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ایمان' توحید کا ایک باقاعدہ نظام ہے۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا: اللہ کی تقدیر پر ایمان لانا غم کو دور کر دیتا ہے۔
- آپ کا فرمان ہے: ایمان' حرام چیزوں سے اپنے آپ کو بچانے اور طمع والی چیزوں سے الگ رہنے کا نام ہے۔
- آپ فرماتے تھے: ایمان یہ ہے کہ انسان دل سے اللہ کی پہچان رکھے' زبان سے ہر چیز کا اقرار کرے اور اپنے اعضاء کے ذریعے عمل کر کے دکھائے۔
- پھر یہ بھی ارشاد ہے: اللہ کی تقدیر' توحید کے اقرار میں شامل ہے چنانچہ جو اللہ کو ایک مانے اور تقدیر پر ایمان لائے تو گویا اس نے عروۂ وثقیٰ (مضبوط رسّی) تھام لی۔
- پھر فرمایا: قدریہ فرقہ والوں پر ستر نبیوں کی زبانی لعنت کی گئی' یہ لوگ کہتے تھے کہ تقدیر کوئی چیز نہیں۔

قدریہ کی روایت میں ہے: جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ خیر و شر ہمارے ہاتھوں میں ہے' انہیں میری شفاعت سے حصہ نہیں ملے گا' نہ ہی میں ان میں شمار ہوتا ہوں اور نہ ہی وہ مجھ سے تعلق رکھتے ہیں۔

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اسلام کے بارے میں مجھے ایسی بات فرما دیجئے کہ اس بارے میں مجھے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے۔ آپ نے اسے فرمایا: تم یہ کہہ دیا کرو کہ میں اللہ پر یقین رکھتا ہوں اور پھر اسی بات پر پلّے ہو جاؤ۔

حضرت بہز کے والد حضرت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں آپ کی خدمت میں یوں حاضر ہوا ہوں کہ اپنی اولاد کی تعداد سے زیادہ مرتبہ یہ قسم کھائی ہے کہ آپ کے پاس نہیں آؤں گا اور نہ ہی آپ کا دین قبول کروں گا لیکن اب حاضر ہو گیا ہوں اور صرف وہی چیز پلّے باندھوں گا جو مجھے اللہ اور اس کے رسول بتائیں گے' اب میں اللہ کی خاطر پوچھتا ہوں کہ اللہ نے ہماری طرف آپ کو بھیجتے وقت کیا دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں تمہارے پاس اسلام لے کر آیا ہوں۔ اس نے عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ! یہ اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تم یہ کہہ دو کہ میں اپنا آپ اللہ کے سامنے جھکاتا ہوں اور پھر اتنے پر بس کر دو' نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔

- آپ نے یہ بھی فرمایا: جو ہمارے جیسی نماز پڑھے' ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارے ہاتھوں کا ذبح شدہ جانور کھائے' وہ مسلمان ہے۔

رسول اللہ نہیں کہہ دیتے' نماز قائم نہیں کرتے اور زکوٰۃ نہیں دیتے اور جب وہ یہ کام کرنے لگیں تو مجھ سے اپنے خون اور مال بچا لیں گے' ہاں کوئی ناحق کام کریں تو اور بات ہے' اس صورت میں ان کا حساب اللہ جانے۔

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک منافق کو قتل کرنے کی اجازت لینے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: کیا وہ یہ گواہی نہیں دیتا کہ اللہ کے علاوہ لائق عبادت کوئی نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں؟ اس نے عرض کی' ہاں دیتا ہے لیکن نماز نہیں پڑھتا۔ آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے جن کے قتل سے مجھے روک رکھا ہے۔

- آپ فرماتے تھے: جو لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے اور ان بتوں کا انکاری ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر جن کی عبادت کی جاتی ہے' اس کا خون بہانا اور اس کا مال حرام کر دیا گیا ہے جبکہ انہیں اللہ کے ہاں حساب دینا ہوگا۔
- آپ فرماتے تھے: لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں سے رُک جاؤ اور کسی گناہ کی وجہ سے انہیں کافر نہ کہو' جو لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں کو کافر کہے گا وہ خود کفر کے زیادہ قریب ہوگا۔
- آپ نے فرمایا تھا: مومن کو یوں سمجھو جیسے ایک کھیتی ہوتی ہے' ہوا اسے ہلاتی رہتی ہے' یونہی مومن کی بھی آزمائش ہوتی رہتی ہے جبکہ منافق دھان کی فصل جیسا ہوتا ہے کہ ہلتے ہی کاٹ دیا جاتا ہے۔
- آپ یہ بھی فرماتے تھے: مومن ایک ایسے سبز درخت کی طرح ہوتا ہے جس کے پتے نہ تو گرتے ہیں اور نہ ہی جھڑتے ہیں' یہ کھجور کا درخت ہوتا ہے۔
- آپ اکثر فرمایا کرتے: اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کی مثال بیان فرمائی کہ ''صراط'' کے کونے پر دو گھر ہیں جن کے دروازے کھلے ہوئے ہیں' دروازوں پر پردے پڑے ہیں' ایک آواز دینے والا صراط کے اوپر کھڑا ہو کر بلا رہا ہے اور ایک اس کے اوپر بلاتا ہے' اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی طرف بلاتا ہے' یہ ''صراط'' اسلام ہے' اس کے دروازے اللہ کی طرف سے حرام کی ہوئی چیزیں ہیں اور وہ پردے اللہ تعالیٰ کی قائم کی ہوئی سزائیں ہیں تو وہ اللہ کی سزاؤں میں گرفتار تب ہی ہوتا ہے جب پردہ کھل جاتا ہے' صراط کے سرے پر بلانے والا قرآن ہے اور اس کے اوپر بلانے والا اللہ کا وعظ ہے جو ہر دل مومن میں موجود ہے۔
- پھر فرمایا: اسلام غریبی کی حالت میں ابھرا اور عنقریب تم دیکھو گے کہ غریبوں ہی میں آ جائے گا لہٰذا غریب خوشیاں منائیں۔

ایک اور روایت میں کچھ یوں زیادتی ہے: یہ سن کر صحابہ نے عرض کی تھی' یا رسول اللہ ﷺ! یہ غریب لوگ کون ہوتے ہیں؟ فرمایا: یہ نیک لوگ ہوتے ہیں جن کی تعداد لوگوں میں کم ہوتی ہے اور انہیں نہ ماننے والے' ماننے والوں سے زیادہ ہوتے ہیں۔

فصل:

حضور ﷺ نے گروہوں سے بیعت لی

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا: کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعتِ رضوان کے موقع پر موجود تھے؟ انہوں نے کہا' ہاں موجود تھا' میں نے پوچھا' آپ نے کیا اوڑھ رکھا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ روئی کی قمیص تھی' اندر سے بھرا ایک جبہ تھا' ایک چادر اور ایک تلوار تھی' میں دیکھ رہا تھا کہ حضرت نعمان بن مقرن مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سرہانے کھڑے تھے انہوں نے آپ کے سر انور سے درخت کی ٹہنیاں اوپر اُٹھا رکھی تھیں اور لوگ بیعت کرتے جا رہے تھے' درخت کیکر کا تھا جسے اُم غیلان کہتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ یہ بیعت خاص طور پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں لی گئی تھی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر قریش نے حضرت عثمان کو قتل کر دیا تو میں ان کی خبر لوں گا اور ان سے لڑتا رہوں گا۔

راوی کہتے ہیں کہ ہم نے آپ سے موت قبول کرنے پر بیعت نہیں کی تھی بلکہ گروہوں پر کی تھی' ہم اس وقت تیرہ سولوگ تھے۔ آپ ہر ایک سے اس کے حال کے مطابق بیعت لے رہے تھے چنانچہ حضرت عوف بن مالک اشجعی اور اس کی جماعت نے اس مقصد پر بیعت کی کہ وہ اللہ کی عبادت کیا کریں گے اور اللہ کا شریک نہیں بنائیں گے' پانچوں نمازوں میں شامل ہوں گے' آپ کی بات سن کر اطاعت کریں گے اور کسی سے کچھ مانگیں گے نہیں چنانچہ اس بیعت کے بعد کسی کا سونٹا گر جاتا تو وہ کسی اور سے اُٹھالانے کو نہ کہا کرتا۔

حضور ﷺ نے ایک دیہاتی کی بیعت' اسلام کے نام پر فرمائی اگلے دن وہ بخار کی حالت میں حاضر ہوا اور عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ! مجھ سے آپ نے انکار فرمایا' وہ تین دن تک حاضر ہوتا رہا لیکن آپ انکار فرماتے رہے اور جب وہ پیٹھ پیچھے چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مدینہ ایک بھٹی کی طرح ہے جو اپنے اندر سے پلیدی کو نکال دیتا ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی جماعت نے اس بات پر بیعت کی کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کریں گے نہ چوری کریں گے نہ زنا کریں گے' نہ ہی اللہ کی طرف سے حرام کیے کسی شخص کو ناحق قتل کریں گے' نہ ہی ہاتھوں اور پاؤں سے برا کام کریں گے اور اگر رسول اللہ ﷺ کسی بھلائی کا حکم دیں گے تو بے فرمان نہ ہوں گے۔ اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ جو اس عہد کو پورا کرے گا' اللہ اسے اجر دے گا اور اگر اس میں سے کچھ کر گذرے اور اللہ اسے چھپائے رکھے تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہوگا' چاہے تو اسے معاف فرما دے اور چاہے تو عذاب دے اور پھر اس میں سے اللہ تعالیٰ کسی کام پر دنیا میں پکڑ کرلے تو یہ اس کے گناہ کا کفارہ ہوگا اور اللہ اسے پاک صاف کر دے گا چنانچہ لوگوں نے بیعت کی۔

بات سامنے رکھ کر بیعت کی تھی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ انصار میں سے ایک عورت نے صرف آپ سے محبت کی خاطر بیعت کی تھی چنانچہ آپ نے اس سے بھی بیعت لی تھی اور جب اُحد کا دن آیا اور لوگ مشکل میں پڑ گئے تو وہ تیزی سے نکلی' راستے میں اسے اس کا باپ' بیٹا' بھائی اور شوہر دکھائی دے جو سب کے سب قتل ہو چکے تھے' یہ معلوم نہ ہو سکا کہ پہلے کون دکھائی دیا' وہ ان میں سے جس کے قریب سے گذرتی' یہی پوچھتی کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ لوگ کہتے کہ آگے ملیں گے اور جب وہ آپ تک پہنچ گئی تو اپنے کپڑے کا دامن پکڑ کر کہنے لگی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ مل گئے تو مجھے اپنے گھر والوں کے قتل کی کوئی پرواہ نہیں۔

پھر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے دوسری مرتبہ اس بات پر بیعت کی کہ وہ تنگی و آسانی اور خوشی و غمی کے' موقع پر آپ کی بات سن کر اطاعت کریں گے اور اپنے آپ کو ترجیح نہ دیں گے' پھر اس بات پر بیعت کی کہ اپنے اہل و عیال سے کسی معاملے میں اس وقت تک جھگڑا نہیں کریں گے جب تک وہ ان سے کھلم کھلا کفر ہوتے نہ دیکھیں جس کے بارے میں اللہ کا حکم موجود ہو' پھر اس بات پر بھی کہ وہ ہر حالت میں حق بات کہیں گے' اللہ کے معاملے میں کسی سے خوف نہیں کھائیں گے۔

حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھنے' زکوٰۃ دینے' روزہ رکھنے' حج اور جہاد کرنے پر بیعت فرمائی تو میں نے عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ! میں نہ تو زکوٰۃ دے سکتا ہوں اور نہ ہی جہاد کے قابل ہوں کیونکہ میرے پاس صرف دس اونٹ ہیں جن سے میرے اہل و عیال کا گذر اوقات ہوتا ہے اور سواری کے کام آتے ہیں رہا جہاد تو میں تو ایک بزدل شخص ہوں' ڈر کر بھاگ جاتا ہوں' اندیشہ ہے کہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے حرکت دی' پھر فرمایا: اے بشیر! نہ تو صدقہ دینا چاہتے ہو' نہ ہی جہاد کرنے کا ارادہ تو جنت میں کیسے جاؤ گے؟ میں نے عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ! ہاتھ مبارک بڑھایئے کہ میں بیعت کر لوں۔ آپ نے ہاتھ بڑھایا تو میں نے ہر معاملے میں بیعت کر لی۔

حضرت امیمہ بنت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انصار کی ان عورتوں کے ہمراہ حاضر ہوئیں جو اسلام پر بیعت کرنا چاہتی تھیں انہوں نے عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ سے اس بات پر بیعت کرتی ہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ بنائیں گی' نہ چوری کریں گی' نہ زنا کاری کریں گی' نہ اپنی اولادوں کو قتل کریں گی اور نہ ہی اپنے ہاتھوں اور پاؤں سے گھڑ کر بہتان باندھیں گی اور جب آپ بھلائی کا حکم دیں گے تو ہم بے فرمانی نہیں کریں گی چنانچہ آپ نے انہیں ان شرائط پر بیعت فرمایا۔

پھر حضور ﷺ نے حضرت ہند بنت عتبہ اور عورتوں کی ایک جماعت کو بیعت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میں اس شرط پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ کا شریک نہیں بناؤ گی۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ایمان لانے کے بعد کفر نہیں ہوگا' پھر

فرمایا: چوری نہ کرنا' حضرت ہند نے عرض کی' ہم چوری نہیں کریں گی پھر فرمایا' زنا نہ کرنا' انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! یہ حرام کام کیونکر انجام دوں گی۔ پھر فرمایا: اپنی اولادوں کو قتل نہ کرنا' وہ کہنے لگیں: ہم نے چھوٹی عمر میں انہیں پالا ہے' اب بڑے ہیں تو آپ انہیں قتل کرنے کا فرما رہے ہیں۔ آپ خاموش ہو گئے اور بیعت پوری نہیں فرمائی۔

رسول اللہ ﷺ بیعت لیتے وقت عورتوں کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں نہیں لیتے تھے' ارشاد فرمایا سو عورت کے لئے بھی میرا فرمان وہی ہے جو ایک کے لئے ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ آپ نے کسی عورت کے ہاتھ کو کبھی نہیں چھوا البتہ ان سے عہد لیتے ہوئے تو فرماتے' جاؤ' میں نے تمہیں بیعت کر لیا ہے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ اپنا ہاتھ پانی کے پیالے میں رکھ دیتے' عورتیں بھی اپنے ہاتھ اس پانی میں رکھ دیتیں تو یوں آپ انہیں بیعت فرما لیتے اور ارشاد ہوتا کہ میں عورتوں کے ہاتھوں کو نہیں چھویا کرتا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ہم جب رسول اللہ ﷺ سے بات سننے اور فرمانبرداری پر بیعت کرتے تو آپ فرما دیا کرتے: ممکن حد تک اس پر عمل کرنا۔

اکثر ایسا ہوتا کہ صحابہ کے پوچھنے سے پہلے ہی آپ ان سے بیعت کے بارے میں فرما دیتے ''کیا بیعت کا ارادہ نہیں ہے؟'' وہ اپنے ہاتھ بڑھا دیتے اور آپؐ کے ارادے کے مطابق بیعت کر لیتے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک عورت اپنے چھوٹے سے بچے کو لے کر حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اسے بیعت فرما لیجئے' آپ نے فرمایا کہ یہ تو چھوٹا سا ہے' پھر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی۔

جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ پکڑا (یہ خلافت عثمان کا دور تھا) تو حضرت عبدالرحمن نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: میں آپ کی بیعت کتاب اللہ' سنت محمد ﷺ اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے طریقے پر کرتا ہوں' انہوں نے کہا: بلکہ تم میرے جہد و طاقت کو سامنے رکھ کر بیعت کرو۔ واللہ اعلم۔

باب

کتاب وسنت پر مضبوطی سے کاربند ہونا

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: سنت دو طرح کی ہوتی ہے' ایک سنت تو فریضہ میں ہوتی ہے اور ایک وہ جو غیر فریضہ میں ہوتی ہے۔ جو سنت فریضہ میں ہوتی ہے' اس کا ثبوت اور بیان قرآن میں موجود ہے' اسے لے لینا اور اس پر عمل کرنا ہدایت کا نام ہے اور اسے ترک کر دینا گمراہی ہوتی ہے لیکن وہ سنت جس کی اصل کتاب اللہ میں نہیں ہے' اسے لے لینا

فضیلت ہے اور اسے ترک کر دینا خطا نہیں کہلاتا۔

- رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں' جب تک تم ان پر عمل کرتے رہو گے' گمراہ نہ ہو سکو گے' ایک تو کتاب اللہ ہے اور دوسری اس کے رسول ﷺ کی سنت' ان دونوں میں سے ایک' دوسری سے زیادہ عظمت رکھتی ہے اور وہ اللہ کی کتاب ہے' یوں سمجھو کہ یہ آسمان سے زمین تک لٹکی ایک رسی ہے' یہ دونوں چیزیں جدا نہیں ہوں گی اور حوض پر پہنچنے تک کارآمد ہوں گی' اب میں دیکھوں گا کہ میرے بعد تم ان دونوں سے کیا سلوک کرتے ہو۔
- حضور ﷺ اکثر اپنے صحابہ کرام کو اللہ سے ڈرنے اور حکمرانوں کی بات سننے اور اسے ماننے کی تاکید فرمایا کرتے اور وصیت فرمایا کرتے تھے خواہ وہ حاکم حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو' نیز فرمایا کرتے کہ تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہیں گے' وہ بہت سارے معاملات میں اختلاف ہوتا دیکھیں گے لہٰذا ایسے میں لازم ہوگا کہ تم میری اور میرے صحابہ کرام کی سنت پر عمل کرو جو ہدایت یافتہ خلیفے ہوں گے' اسی سنت پر کاربند رہنا اور خوب مضبوطی سے اسے تھامے رہنا' ہاں نئے نئے کام شروع ہوں گے تو ان سے بچ کر رہنا کیونکہ ہر نیا کام بدعت کہلائے گا اور (برا ہونے کی صورت میں) گمراہی کا باعث ہوگا۔
- آپ یہ بھی فرمایا کرتے کہ کچھ چیزیں اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دی ہیں اور کچھ میں نے۔
- پھر فرمایا: یاد رکھو' میرے کچھ عرصہ بعد ایک آدمی کو دیکھو گے جس کے پاس میری حدیث تو ہوگی لیکن وہ اس پر عمل نہیں کرے گا' وہ تم سے کہے گا: ہمارے اور تمہارے درمیان کتاب اللہ فیصلہ کرنے کو کافی ہے' ہم تو اسے حلال جانیں گے جو اس میں پائی جائے گی اور جو اس میں حرام قرار دی گئی ہے صرف اسے حرام جانیں گے حالانکہ ایسی بات نہ ہوگی بلکہ رسول اللہ ﷺ تو کسی چیز کو ویسے ہی حرام قرار دیتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ قرار دیتا ہے' مجھے تو کتاب اللہ بھی دے گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اتنا ہی اور علم دیا گیا ہے۔
- آپ فرمایا کرتے: جو کچھ اللہ تعالیٰ قرآن میں حلال فرما چکا' وہی حلال ہے اور جسے اس نے حرام قرار دے دیا' وہ حرام ہے لیکن جس کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا' اس پر عمل کرنا معاف ہوگا لہٰذا اپنے رب کی طرف سے معافی کا فائدہ اٹھانا اور اسے قبول کر لینا کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی شے کو بھولا نہیں ہوگا۔
- آپ ہی کا فرمان تھا: جو کتاب اللہ پر عمل پیرا ہوگا' اللہ اسے گمراہ ہونے سے بچائے گا اور قیامت کے دن اسے برے انجام سے محفوظ فرمائے گا اور یہی وہ بات ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے کہ:

فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَ لَا یَشْقٰیO (سورۂ طٰہٰ: ۱۲۳)

"تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا وہ نہ بھٹکے نہ بدبخت ہو۔"

حضرت علی بن ابو طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تھا: علم کی طرف کان دھرنا اور صرف اسے بیان ہی نہ کرتے رہنا۔

حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیہ مبارکہ:

فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ (سورہ مائدہ ۱۴)

''تو ہم نے ان کے آپس میں قیامت کے دن تک بیر اور بغض ڈال دیا۔''

کے بارے میں کہا: میرے نزدیک یہ بیر اور بغض' مختلف قسم کی نفسانی خواہشات اور دین میں کئی قسم کے جھگڑے ہیں۔

- آپ نے یہ بھی فرمایا: میرے اور لوگوں کی مثال یوں سمجھو جیسے ایک شخص آگ جلائے ہوئے ہو اور جب اردگرد روشنی ہو جائے تو یہ کیڑے مکوڑے جو آگ میں گرا کرتے ہیں' اس پر گر پڑیں' وہ انہیں ہٹائے تو وہاں مزید جمع ہو جائیں' دیکھو میں تمہیں پیچھے سے جہنم میں جانے سے بچاتا ہوں لیکن تم ہو کہ اس میں گرے جا رہے ہو۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا تھا: جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز ڈالے گا' اسے رد کر دینا۔
- نیز فرمایا: کوئی قوم ہدایت یافتہ ہو کر اس وقت تک گمراہ نہیں ہوئی جب تک وہ معقول چیزوں میں نہیں جھگڑی' مطلب یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو انہیں معقول چیزوں میں جھگڑا کرنے کی طرف مائل کر دیتا ہے۔
- آپ نے یہ بھی فرما دیا تھا: میری کلام قرآن کے خلاف نہیں ہوتی جبکہ قرآن میری بات پر عمل سے روک سکتا ہے نیز قرآن کا کچھ حصہ دوسرے کچھ حصہ پر عمل سے بھی روک سکتا ہے۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا: میری کچھ حدیثیں دیگر احادیث پر عمل سے ویسے ہی روکتی ہیں جیسے قرآن۔
- آپ نے مزید فرمایا: جو بھی شخص بالشت بھر مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو گا تو گویا اس نے اپنی گردن سے اسلام کی رسّی اتار پھینکی۔
- حضرت علی کرم اللہ وجہہ اکثر فرمایا کرتے: اپنے کام ویسے ہی انجام دو جیسے پہلے دیتے رہے ہو کیونکہ میں اختلاف پسند نہیں کرتا' ایسا نہ ہو کہ تم اختلاف میں پڑ جاؤ اور میں فوت ہو جاؤں جیسے میرے دوسرے ساتھی فوت ہو چکے۔
- حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر فرمایا کرتے: جو کچھ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ہوا کرتا تھا' میں کوئی کام ایسا ہوتا نہیں دیکھ رہا کہ پہلی حالت پر ہوتا ہو' عرض کی گئی' کیا نماز بھی ویسے نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں نماز بھی ویسی نہیں رہی' تمہیں خود معلوم نہیں کہ تم اس میں کیا تبدیلی کر چکے ہو؟
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جو کوئی طریقہ اپنانا چاہتا ہے تو فوت شدہ حضرات کا اپنائے کیونکہ اب موجود زندہ لوگوں کا طریقہ خطرہ سے خالی نہیں' وہ لوگ تو حضرت محمد ﷺ کے ساتھی تھے' اس اُمت میں سے افضل تھے' ان کے دل صاف تھے' ان کے دلوں میں علم بھرا تھا اور وہ بناوٹ کرنا نہ جانتے تھے' اللہ تعالیٰ نے یہ پسند فرمایا کہ انہیں حضرت محمد ﷺ کا ساتھی بنا دے اور وہ اس کے دین کو درست طریقے پر چلائیں' تم لوگ ان کی

فضیلت کا علم رکھو ان کے نقشِ قدم پر چلتے رہو جتنا ممکن ہو ان کی عادتیں اپناؤ اور ان کی سیرت پر عمل کرو کیونکہ وہ لوگ عین سیدھے راستے پر گامزن تھے۔

- آپ کا فرمان تھا: نئے نئے کام نکالنے والے دوزخی کتوں کی طرح ہیں۔
- آپ کا ارشاد تھا: تم سے پہلے والے اہلِ کتاب لوگ بہتر فرقوں میں بٹ گئے جبکہ میری اُمت کے لوگ بھی جلد ہی تہتر گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے ان میں ایک کے علاوہ سب جہنمی ہوں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک کے علاوہ سب جنت میں جائیں گے۔
- آپ نے فرمایا: آخری دور میں تقدیر کے بارے میری اُمت کے شریر لوگ گفتگو کریں گے۔
- آپ نے یہ بھی بتایا: جب قیامت کا دن ہو گا تو کوئی آواز دے رہا ہو گا: اللہ کے دشمن اُٹھ کھڑے ہوں' یہ لوگ تقدیر میں جھگڑنے والے ہوں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ اسلام کو تین قسم کی چیزیں نقصان پہنچاتی ہیں' عالم کا پھسل جانا' منافق شخص کا کتاب اللہ میں جھگڑا کرنا اور گمراہ کرنے والے اماموں کا حکمران بننا۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا فرمان ہے: آگے ایسے لوگ دکھائی دینے والے ہیں جو قرآن میں شبہے پیدا کر کے لوگوں کو گمراہ کریں گے' انہیں میری سنت کے ذریعے ہٹائے رکھنا کیونکہ میری حدیثیں بتانے والے کتاب اللہ کو بہتر طور پر سمجھتے ہوں گے۔
- آپ ہی نے فرمایا: اس اُمت کے بارے میں مجھے علم والے منافق سے اندیشہ رہتا ہے۔ یہ سن کر صحابہ نے پوچھا کہ منافق شخص کیسے علم والا ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ زبانی تو عالم ہو گا لیکن دل کا جاہل ہو گا اور بے عمل ہو گا۔
- مزید فرمایا: یہ امت ایک عرصہ تک کتاب اللہ پر عمل کرتی رہے گی پھر ایک عرصہ تک اپنے رسول کی سنت پر عمل کرے گی اور پھر اپنی مرضی پر چلنا شروع کر دے گی اور جب یہ دور آئے گا تو یہ لوگ خود گمراہ ہو کر دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔
- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے: ایک وہ دور آئے گا کہ فتنہ سنت قرار پائے گا اور جب اسے ترک کیا جائے گا تو کہیں گے کہ سنت کو ترک کر دیا گیا ہے۔ ساتھیوں نے پوچھا کہ ایسا دور کب آئے گا؟ آپ نے فرمایا: جب تم میں جاہل لوگ زیادہ ہو جائیں گے' یا فرمایا: تمہارے علماء کم ہو جائینگے' تمہارے خطیب اور امیر زیادہ ہو جائیں گے جبکہ امانت دار کم ہو جائیں گے' لوگ دین اور عمل کو چھوڑ کر دوسری چیزیں سیکھیں گے اور آخرت کے اعمال کر کے دنیا طلب کرتے پھریں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تورات اور انجیل کا علم حاصل کرنے سے منع فرماتے' فرماتے کہ سب الٰہی کتابوں پر

ایمان رکھو لیکن عمل ان چیزوں پر کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کریم ﷺ پر اتاری ہیں کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے راہنما اُصول اسی میں رکھ دیئے گئے ہیں۔

باب

میانہ روی

رسول اللہ ﷺ ہر کام میں میانہ روی کا حکم فرماتے‘ فرماتے۔ آسانی پیدا کرو‘ مشکلات میں نہ ڈالو‘ لوگوں کو خوش رکھو‘ نفرت نہ ڈالو۔

- آپ کا ارشاد مبارک تھا: راہِ راست پر چلو‘ ایک دوسرے کے قریب ہو جاؤ اور خوشی سے رہو کیونکہ تم میں سے کسی کو ذاتی عمل نجات نہ دلائے گا۔ صحابہ نے عرض کی‘ یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا؟ آپ نے فرمایا۔ میں بھی اس سے نہیں بچ سکوں گا ہاں اللہ تعالیٰ رحمت فرما دے تو اور بات ہے۔
- آپ نے فرمایا تھا: اس دین میں آسانی رکھی گئی ہے‘ اس کے مقابلے میں جو بھی آئے گا‘ یہ اس پر غالب ہو جائے گا۔
- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ تین قسم کے لوگ رسول اللہ ﷺ کی عبادت کا حال پوچھنے آپ کی بیویوں کے گھروں کی طرف آئے اور جب انہیں بتایا گیا تو انہوں نے اپنی عبادت کو کم جانا اور کہنے لگے۔ ہم اس رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں کہاں کھڑے ہیں جن کی وجہ سے اللہ نے اگلوں اور پچھلوں کی کوتاہیاں معاف فرما دی ہیں چنانچہ ایک نے بتایا کہ میں ہمیشہ رات کو نفل پڑھا کرتا ہوں۔ دوسرے نے بتایا کہ میں ہمیشہ روزے رکھتا ہوں‘ چھوڑا نہیں کرتا اور تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے الگ تھلگ ہو گیا ہوں‘ کبھی شادی نہیں کروں گا۔ اسی دوران رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا: تم نے ایسے ایسے کہا ہے‘ دیکھو میں تم سب میں سے اللہ کا خوف زیادہ رکھتا اور اس سے ڈرتا ہوں لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں‘ نماز بھی پڑھتا ہوں‘ سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں تو سن لو کہ جو میرے طریقے سے ہٹ گیا‘ وہ میرا ساتھی شمار نہ ہوگا۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ کوئی چیز تیار کی اور لوگوں کو اس میں رخصت دی‘ کچھ لوگوں نے اس سے پہلو بچایا‘ آپ کو پتہ چل گیا تو آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے‘ حمد و ثناء کی اور فرمایا ان لوگوں کا کیا بنے گا جو اس شے سے نفرت کرتے ہیں جسے میں نے کیا ہے؟ بخدا میں ان سے علم میں

زیادہ ہوں اور خدا سے ان کے مقابلے میں ڈرتا بھی زیادہ ہوں۔

- رسولِ اکرم ﷺ اپنے آپ پر عبادت کا بوجھ ڈالنے والے سے فرماتے: تمہارے اہلِ خانہ کا بھی تم پر حق ہے' تیرے مہمان کا بھی حق ہے اور تیرے وجود کا بھی تم پر حق ہے لہٰذا اُٹھو' سوؤ' روزہ بھی رکھا کرو اور چھوڑ بھی دیا کرو کیونکہ تم نہیں جانتے' عمر کتنی لمبی ہے' ایسا نہ ہو کہ یہ کام کرنے سے عاجز آ جاؤ لہٰذا اے لوگو! جتنا ممکن ہو' اپنے آپ پر بوجھ ڈالو کیونکہ جب تک تم نہیں اُکتاتے' اللہ بھی نہیں اُکتائے گا۔
- آپ اکثر اپنے صحابہ سے فرماتے: میں نے تمہیں کسی ایسی چیز کا حکم دینے سے کوتاہی نہیں کی جو تمہیں اللہ کے قریب کر سکے اور نہ ہی ایسی شے سے منع کرنے میں غفلت کی ہے جو تمہیں اللہ سے دور کر دے لہٰذا جس چیز سے میں تمہیں روک دیا کروں' رُک جایا کرو اور جس کا حکم دیا کروں' ممکن ہو تو اس پر عمل کیا کرو۔
- آپ کسی کو اپنے آپ پر سختی کرتے دیکھتے تو فرماتے: اللہ تعالیٰ یہ بات پسند فرماتا ہے کہ اس کی طرف سے رخصت والے کام کیا کرو جیسے یہ حکم دیتا ہے فرائض پر عمل کرو۔
- آپ نے فرمایا تھا: جب تک میں تم سے الگ رہوں' مجھ سے الگ رہو اور پھر ایک مرتبہ یہاں تک فرما دیا: میری طرف سے قرآن کے علاوہ کچھ نہ لکھا کرو اور جو لکھ لے' اسے مٹا ڈالے۔
- آپ فرماتے تھے: میں اگر تم پر چیزیں حرام کرنا شروع کر دوں تو تمہیں جلا ڈالوں' انبیاء پر لازم کام نبھانے کی ہمت پہاڑ بھی نہیں رکھتے۔
- آپ نے فرمایا تھا: مسلمانوں میں سے وہ مسلمان بوجھ بنا ہوتا ہے جو مسلمانوں پر کسی شے کے حرام ہونے کا مسئلہ پوچھتا ہے تو وہ ان پر اس کی وجہ سے حرام کر دی جاتی ہے چنانچہ جب حج فرض ہوا تو ایک شخص نے سوال کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہر سال کرنا لازم ہوگا؟ فرمایا: نہیں اور اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال ہی فرض ہو جاتی لیکن تم کر نہ سکتے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: رسول اللہ ﷺ کی طرف سے زیادہ حدیثیں بتانا بند کرو ورنہ میں تمہیں روس کے علاقے میں بھیج دوں گا۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے آپ پر (مسائل کا) بوجھ نہ ڈالا کرو ورنہ تم پر سختی کر دی جائے گی کیونکہ ایک قوم نے اپنے آپ پر سختی کی تو ان پر سختی کر دی گئی چنانچہ یہ جو تم دیکھ رہے ہو کہ لوگ گرجوں اور گھروں میں الگ تھلگ بنے ہیں تو یہ اسی کا نتیجہ ہے' ہم نے تو یہ چیزیں ان پر لازم ہی نہیں کیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک رسی دو ستونوں کے درمیان رکھی ہوئی تھی' آپ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہے'

وہ جب سست پڑتی ہیں تو اس کا سہارا لیتی ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ اچھا نہیں' اسے کھول دو تا کہ ہر ایک خوش رہے' تھک جاؤ تو بیٹھ جایا کرو' بہتر دین وہی ہے جس پر آدمی کاربند رہے خواہ وہ تھوڑا عمل ہی کیوں نہ ہو۔

- آپ نے فرمایا: اگر تم ہمیشہ یونہی ذکر کرتے رہو جیسے میری موجودگی میں کرتے ہو (یا نصیحت میں رہو) تو فرشتے تم سے راستوں میں مصافحہ کیا کریں۔ آپ نے یہ بات وقفے وقفے سے تین مرتبہ فرمائی۔
- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عشاء کے بعد گھر میں باتیں کرنے والوں کو پیغام بھجواتیں کہ کیا تم اعمال لکھنے والے فرشتوں کو آرام کرنے نہیں دو گے؟ حضور ﷺ عشاء سے پہلے نہ سوتے تھے اور نہ ہی اس کے بعد باتیں کیا کرتے تھے۔

اس بارے میں بہت سی اور حدیثیں بھی موجود ہیں۔ واللہ اعلم۔

باب

التوبہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر فرمایا کرتے کہ ایک مومن اپنے گناہوں کو یوں دیکھتا ہے جیسے وہ پہاڑ کے نیچے ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ اس پر گر جائیں گا جبکہ فاجر و فاسق شخص انہیں ایسے دیکھتا ہے جیسے مکھی ہوتی ہے جو اس کے ناک پر بیٹھتی ہے تو وہ اسے ایسے اڑاتا ہے' پھر آپ نے ہاتھ سے اڑانے کا اشارہ کر کے دکھایا۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے کے مقابلے میں اپنے مومن بندے کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے جو بیابان میں ہلاک کرنے والی زمین میں اترا' سواری اس کے پاس تھی جس پر اس کے کھانے پینے کا سامان تھا' اس نے سر رکھا اور کچھ دیر کے لئے سو گیا' پھر بیدار ہوا تو اس کی وہ سواری جا چکی تھی' وہ اسے تلاش کرنے چلا اور جب گرمی و پیاس وغیرہ کا غلبہ ہوا تو کہنے لگا' میں اپنے اسی مقام پر جاتا ہوں جہاں پہلے تھا اور وہاں سو جاتا ہوں کہ مجھے موت آ جائے چنانچہ اس نے مرنے کے لئے اپنے بازو پر سر رکھا لیکن بیدار ہوا تو دیکھا کہ اس کی سواری سر کے قریب کھڑی تھی' اس پر کھانے پینے کا سامان بھی تھا تو اللہ تعالیٰ اپنے کھانے پینے کا سامان پا لینے والے کی خوشی سے بھی زیادہ اپنے اس مومن بندے کی توبہ سے خوش ہوتا ہے۔
- آپ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ اس وقت تک بھی اپنے بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے جب وہ آخری سانسیں لے رہا ہوتا ہے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے: آدمی جب تک بے امید نہیں ہو جاتا' توبہ کا موقع موجود ہوتا ہے۔

- حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانِ الٰہی ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ کے متعلق کہتے تھے کہ دنیا ساری ہی قریب ہے (یعنی وہ دنیا میں توبہ کرلیں گے)۔
- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: رات کے وقت اللہ تعالیٰ اپنا دستِ قدرت پھیلا دیتا ہے تاکہ دن کے خطا کاروں کی توبہ قبول فرمالے اور دن کے وقت دستِ قدرت پھیلاتا ہے کہ رات کے خطا کاروں کی توبہ قبول فرمالے' یہ سلسلہ سورج کے مغرب سے نکلنے تک یونہی جاری رہے گا۔
- آپ اللہ سے بے اُمید ہونے کو منع فرماتے تھے اور فرماتے تھے: اگر تم گناہ کرتے رہے اور وہ گناہ بالفرض آسمان تک کو بھر دیں' پھر تم توبہ کرلو تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمالے گا۔
- آپ فرماتے تھے: یہ آدمی کی خوش نصیبی ہے کہ اس کی عمر اتنی لمبی ہو جائے جس میں اسے توبہ کی توفیق مل جائے۔
- آپ نے فرمایا: سب ابن آدم خطا کار ہیں اور ان میں سے بہتر وہ ہیں جو توبہ کرلیں۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا: جب انسان اپنے گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت پر لگے فرشتوں کو اس کے گناہ بھلا دیتا ہے' اس کے جسمانی اعضاء اور زمینی علامات سے بھی بھلا دیتا ہے اور جب وہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو اس کے گناہوں کی شہادت کوئی شے نہ دے گی۔
- آپ نے فرمایا: توبہ' اللہ کے ہاں شرمساری کا نام ہے۔
- حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ گناہ سے توبہ کا مطلب ہے کہ تم وضو کر کے نماز پڑھو۔ پھر فرمایا کہ یہ بات میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔
- حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آ کر کہا: میں نے آپ کے بارے میں چغلی کی ہے تو آپ اسے میرے لئے حلال کر دیجئے' انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اس بات سے پناہ دے کہ میں اللہ کے حرام کردہ کو حلال قرار دوں' اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی عزتیں حرام قرار دی ہیں تو میں انہیں کیسے حلال کہہ دوں لیکن یہ دعا ضرور کرتا ہوں کہ بھائی! اللہ تمہیں معاف فرما دے۔ یہی کام حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کیا تھا۔

اس بارے میں کافی احادیث ملتی ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

باب

سونے اور جاگنے کے آداب (صحیح طریقے)

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے کپڑے لپیٹ کر سویا کرو کیونکہ روحیں آجایا کرتی ہیں۔
- آپ نے فرمایا: تم میں سے کوئی پاکیزگی کے بغیر نہ سویا کرے (وضو کرنا چاہئے)۔

- آپ فرماتے تھے: سوتے وقت وضو کا مطلب یہ ہے کہ تم پانی کو ہاتھ لگاؤ اور پھر تیمم کی طرح چہرے' دونوں ہاتھوں اور پاؤں پر مل لو۔
- آپ نے فرمایا: سب سے سچی خواب سحری کے وقت ہوتی ہے۔
- یہ بھی فرمایا: دن کے فرشتے' رات والوں سے زیادہ مہربان ہوتے ہیں۔
- آپ کی عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ جب بھی سردی کا موسم آتا تو جمعہ کی رات کو گھر میں داخل ہو جایا کرتے اور گرمی کا موسم آتا تو جمعہ کی رات ہی کو باہر جا سوتے۔
- عادت مبارکہ تھی کہ جب بستر پر تشریف لانا ہوتا تو اپنی چادر کے اندر والے حصے سے اسے جھاڑ لیتے اور فرماتے: بندہ نہیں جانتا کہ اس کے بستر پر کیا گذری۔
- آپ اس وقت تک نہ سوتے جب تک سونے کی ضرورت نہ ہوتی۔
- آپ اپنے داہنے پہلو پر سوتے اور سوتے وقت کھاپی کر پیٹ بھرا ہوا نہ ہوتا۔ فرماتے: جو سوتے وقت کھانے پینے کے بوجھ سے ہلکا ہو نفل پڑھے تو صبح ہونے تک جنت کی حوریں اس کے اردگرد ہوں گی۔
- حضورﷺ اپنا پہلو زمین سے لگا لیا کرتے' اونچا بستر نہ لیتے بلکہ چمڑے سے بنا سونے کا بچھونا ہوتا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی۔
- آپ کا چوغہ تھا جس کے دونوں کونے لپیٹ کر آپ اس پر سو جایا کرتے' ایک مرتبہ آپ کی ایک بیوی نے اسے چار طاق بنا کر دوہرا کر دیا' آپ اپنا ورد و وظیفہ پڑھ کر سو گئے اور جب بیدار ہوئے تو فرمایا کہ اسے پہلے والی حالت میں کر دو کیونکہ اس کی نرمی نے مجھے رات بھر سونے نہیں دیا۔
- آپ بستر پر لیٹتے اور ہاتھ مبارک اپنے رخسار کے نیچے رکھ لیا کرتے۔
- ایک اور روایت میں ہے کہ جب آپ پچھلی رات کو سوتے' ابھی رات ہی ہوتی تو داہنے ہاتھ کو تکیہ بناتے اور جب صبح سے پہلے سوتے تو داہنی ہتھیلی پر سرِ انور کر بازو کھڑا کر لیتے۔
- آپ رات کے پہلے حصے میں سو جایا کرتے اور پھر آدھی رات کے ابتدائی حصے میں بیدار ہو جاتے' یہ مرغ بولنے کا وقت ہوتا اور یوں بھی ہوتا کہ لوگوں کی ضرورت کے لئے رات کے ابتدائی حصے میں جاگتے رہتے۔
- جب سو جاتے تو کوئی آپ کو جگایا نہ کرتا' خود ہی جاگا کرتے' نیند زیادہ گہری نہ ہوتی' لوٹا اور مسواک خود سنبھال رکھتے' کسی خادم کے ذمے نہ لگاتے' کوئی ضروری کام ہوتا تو ایسا کرتے اور فرمایا کرتے' میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ وضو وغیرہ کے معاملے کسی سے مدد لوں۔
- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرمﷺ کے لئے رات ہی کو تین برتن ڈھانک کر رکھ دیے جاتے' ایک برتن استنجاء کے لئے' ایک پینے کے لئے اور ایک مسواک وغیرہ کے لئے' آپ فرماتی ہیں کہ

آپ کسی اندھیرے گھر میں اس وقت تک نہ بیٹھا کرتے جب تک اس میں چراغ روشن نہ کر دیا جاتا اور خلفاءِ راشدین کی عادتِ مبارکہ بھی یونہی تھی چنانچہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو اُٹھتے تو خود ہی پانی بھر کر وضو فرمایا کرتے' آپ سے پوچھا گیا کہ اس کام کے لئے کسی خادم کو کیوں نہیں جگا لیتے؟ تو فرماتے کہ رات ان کے بھی آرام کرنے کا وقت ہوتا ہے۔

- آپ فرمایا کرتے کہ جب تم میں سے کوئی سو جاتا ہے تو شیطان اس کے سرہانے تین گانٹھیں لگا دیتا ہے اور ہر گانٹھ اس لئے لگاتا ہے کہ رات تمہارے سونے کے لئے بہت لمبی ہے لہٰذا خوب سو جاؤ اور جب وہ جاگتا اور ذکر کرتا ہے تو ایک گانٹھ کھل جاتی ہے' اگر وہ وضو کر لیتا ہے تو ایک گانٹھ اور کھل جاتی ہے اور اگر وہ نفل پڑھنے لگتا ہے تو سب گانٹھیں کھل چکی ہوتی ہیں چنانچہ صبح ہونے پر وہ ہشاش بشاش ہوتا ہے اور اگر یوں نہیں کرتا تو صبح ہونے پر بددل اور سست سا ہوتا ہے۔
- آپ سوتے وقت وضو کا برتن اور مسواک سرہانے رکھ لیا کرتے تھے۔
- آپ ایسی چھت پر سونے سے روک دیا کرتے جس کے گرد پردہ نہ ہوتا اور اس سے بھی منع فرماتے کہ سوتے وقت آدمی کا کچھ حصہ دھوپ میں ہو اور باقی سائے میں۔
- حضرت سیّدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے گھر میں رسول اللہ ﷺ کے لیٹنے کے لئے اتنا بچھونا ہوتا جتنا میت کے لئے قبر میں رکھا جاتا ہے۔
- آپ فرمایا کرتے کہ بستر پر جا کر باہر کم ہی نکلا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے چلنے والے ہوتے ہیں جنہیں رات کے اس وقت میں اللہ تعالیٰ بکھیر دیتا ہے۔
- یہ بھی فرماتے کہ جب تم سونے لگو تو چراغ بجھا دیا کرو کیونکہ اس کی آگ تمہارے لئے دشمن ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ رات کو سوتے وقت گھر میں آگ نہ رہنے دیا کرو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک رات چوہا آ گیا جو چراغ کا فتیلہ لے کر حضور ﷺ کے پاس پہنچ گیا اور اس بچھونے پر رکھ دیا جس پر آپ بیٹھے ہوئے تھے جس سے درہم بھر جگہ جل گئی' آپ نے فرمایا کہ شیطان ایسی چیزیں لے کر ایسی چیزوں پر رکھ دیتا ہے جس سے گھر والوں کا سامان جل جایا کرتا ہے۔

- آپ منہ کے بل اوندھا لیٹنا پسند نہیں فرماتے تھے' فرماتے کہ یوں جہنمی لوگ سویا کرتے ہیں' اکثر آپ چت لیٹا کرتے اور پیٹھ زمین پر لگایا کرتے اور فرماتے کہ مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام یونہی سوتے تھے۔
- آپ صبح ہونے پر سونا پسند نہ فرماتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ طلوع فجر سے سورج چڑھنے کے وقت کے درمیان مخلوق میں روزی تقسیم فرماتا ہے (سونے والا روزی سے نہ رہ جائے)۔
- آپ فرماتے کہ جب سوتے میں تم سے کوئی بری حرکت کرتا دکھائی دے تو اسے لوگوں کو نہ بتایا کرو' یہ بات آپ

نے ایک آدمی کو اس وقت فرمائی جب اس نے رات کو خواب میں دیکھا کہ گویا اس کا سر کاٹ دیا گیا۔ واللہ اعلم۔

- آپ فرمایا کرتے کہ سوتے وقت گھر کے کواڑ بند کر دیا کرو کیونکہ شیطانوں کو یہ اجازت نہیں ہوتی کہ تمہارے بند دروازے کھول لیں۔

فصل:

رات کو سوتے وقت کے ذکر

رسول اللہ ﷺ جب سوتے وقت بستر پر پہلو رکھتے تو اللہ کی طرف سے دل میں ڈالے گئے ذکر ''سبحان اللہ''، ''لا الہ الا اللہ'' قرآن اور استغفار کیا کرتے اور یہ ذکر کرتے سو جایا کرتے چنانچہ کبھی آپ سُبۡحٰنَ اللّٰہِ تینتیس بار الحمد للہ تینتیس بار اور اللہ اکبر چونتیس بار پڑھتے' یہ ذکر سو مرتبہ فرماتے۔ کبھی یوں پڑھتے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ کَفَانِیۡ وَ اٰوَانِیۡ وَ اَطۡعَمَنِیۡ وَ سَقَانِیۡ وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ مَنَّ عَلَیَّ فَاَفۡضَلَ وَ الَّذِیۡ اَعۡطَانِیۡ فَاَجۡزَلَ وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اَللّٰھُمَّ رَبَّ کُلِّ شَیۡءٍ وَّ مَلِیۡکَہٗ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ○

- کبھی یہ دعاء پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ خَلَقۡتَ نَفۡسِیۡ وَ اَنۡتَ تَتَوَفَّاھَا لَکَ مَمَاتُھَا وَ مَحۡیَاھَا اِنۡ اَحۡیَیۡتَھَا فَاحۡفَظۡھَا وَ اِنۡ اَمَتَّھَا فَاغۡفِرۡ لَھَا اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُکَ الۡعَفۡوَ وَ الۡعَافِیَۃَ○

- کبھی یہ دعاء فرماتے:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَطۡعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ کَفَانَا وَ اٰوَانَا فَکَمۡ مَنۡ لَا کَافِیَ لَہٗ وَ لَا مُؤۡوِیَ لَہٗ○

- کبھی سورۃ فاتحہ پڑھتے' قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتے اور ارشاد فرماتے کہ جو شخص یہ دونوں پڑھتا رہے گا وہ موت کے علاوہ ہر شے سے امن میں رہے گا۔

- کبھی دو آخری سورتیں (معوذتین) پڑھتے' قل ھو اللہ احد بھی پڑھتے' پھر دونوں ہاتھوں پر دم کرتے اور جسم کے ساتھ ہی چہرے پر بھی پھیر لیتے' سر سے شروع کرتے ہوئے چہرے اور باقی جسم پر ہاتھ پھیرتے اور تین مرتبہ ایسا کرتے۔

- کبھی قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ سو مرتبہ پڑھتے اور فرماتے کہ جو مومن اپنے داہنے پہلو پر لیٹے اور سو مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھ لے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: اے میرے بندے اپنی داہنی طرف سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

- کبھی قرآن کی کوئی سی اور سورت پڑھتے اور فرماتے: جو شخص بھی بستر پر جاتا ہے اور قرآن کی کوئی سورت پڑھ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے' اس کے جاگنے تک کوئی شے اس کے قریب نہیں پھٹکتی۔
- کبھی یہ الفاظ پڑھے: بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْيٰى وَ اَمُوْتُ۔
- کبھی یہ پڑھتے: اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَ وَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَ فَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَ اَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّ رَهْبَةً اِلَيْكَ' لَا مَنْجَا وَلَا مَلْجَأَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ 'اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَ نَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ اور فرماتے کہ جو یہ دعا پڑھے اور اسی رات فوت ہو جائے تو یوں ہوگا جیسے ایک نومولود فوت ہو گیا اور اگر دن چڑھ آیا تو خیریت سے رہے گا۔
- کبھی یوں پڑھتے: اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ۔
- کبھی سورۃ الکافرون پڑھ لیتے اور فرماتے کہ جو اسے پڑھ کر سوئے گا تو یہ اس کے لئے شرک سے بچنے کا ثبوت ہوگا۔
- کبھی سبحٰن وغیرہ والی سورتیں پڑھ لیتے اور فرماتے کہ ان میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیت پڑھنے سے زیادہ اجر والی ہے۔
- کبھی سورۃ زمر اور سورۃ بنی اسرائیل پڑھا کرتے۔
- کبھی یہ الفاظ پڑھتے:

بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَ اِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ○

- کبھی یوں پڑھ لیتے: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ یہ تین مرتبہ پڑھتے اور فرماتے کہ جو یوں پڑھ لیا کرے گا' اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے خواہ وہ درختوں کے پتوں جتنے ہوں' خواہ ریت کے ذروں جتنے اور خواہ دنیا کے دنوں جتنے ہوں۔
- کبھی یہ بھی پڑھتے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ جَنْبِيْ لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَ اخْسَأْ شَيْطَانِيْ وَفُكَّ رِهَانِيْ وَ اجْعَلْنِيْ فِي النَّدِيِّ الْاَعْلٰى○

- کبھی یہ بھی پڑھا کرتے

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَ بِكَلِمَاتِكَ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ

بِنَاصِيَتِهَا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ تَكْشِفُ الْمَاْثَمَ وَ الْمَغْرَمَ اَللّٰهُمَّ لَا تَهْزِمُ جُنْدَكَ وَلَا تُخْلِفُ وَعْدَكَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ○

- کبھی تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَ رَبَّ الْاَرَضِيْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَ رَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضَلَّتْ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا وَ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ اَحَدٌ اَوْ اَنْ يَّبْغِيْ عَلَيَّ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اور پھر فرماتے کہ جوان الفاظ کو پ ... ا کرے گا وہ سوتے میں خوفزدہ نہ ہوگا اور نہ ہی بے چین ہوگا۔
- کبھی یہ پڑھتے:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَ عِقَابِهٖ وَ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِ اَوْ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ○

آپ اکثر ایسے ذکر کرتے رہا کرتے تھے اور کبھی کسی ایک پر اکتفاء کر لیا کرتے جیسے بڑی کتابوں موجود ہے۔

- آپ سو جاتے اور پھر بیدار ہوتے تو آسمان کے چاروں طرف نظر اٹھاتے اور سورہ آل عمران کی یہ آخری کچھ آیات پڑھتے اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (سورہ آل عمران:١٩) آخر تک اور کبھی یہ آیت عَلٰى رُسُلِكَ (سورہ آل عمران:١٩٤) تک پڑھتے اور پوری کے قریب پڑھ جاتے اور پھر فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَ اِلَيْهِ النُّشُوْرُ' پھر اللہ اکبر فرماتے' پھر الحمد للّٰہ پڑھتے پھر لا الٰہ الا اللّٰہ پڑھ ... فرماتے' مسواک کرتے' وضو فرماتے اور جو اللہ نے ان پر فرض کیا تھا وہ فریضہ ادا فرماتے۔

کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ آپ کھڑے ہوتے' قضاءِ حاجت کو جاتے پھر ہاتھ منہ دھوتے اور دوبارہ سو جاتے اور فرماتے جو رات کے کسی حصے میں بیدار ہو کر اَللّٰهُ اَكْبَرُ' سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْغَفُوْرَ الرَّحِيْمَ پڑھے وہ گناہوں سے یوں بچ جائے گا جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہے۔

- آپ فرمایا کرتے کہ تم اپنی خوابیں صرف عالموں کو بتایا کرو یا انہیں جو تمہارے خیر خواہ ہوں۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہمیں یہ حکم تھا' سحری کے وقت ستر مرتبہ کوئی استغفار کیا کریں۔
- حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہر رات سورۂ کہف پڑھتے' یہ ایک تختی پر لکھی ہوئی تھی' آپ اپنی جس بیوی کے گھر میں تشریف لے جاتے' یہ وہیں پہنچا دی جاتی۔ واللہ اعلم۔

کِتَابُ الطَّھَارَۃِ وَ اَحْکَامُ الْمِیَاہِ

پاکیزگی اور پانیوں کے حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ایمان سے پاکیزگی کا کیا تعلق ہے؟ فرمایا: یہ ایمان کے لئے شرط ہے۔ ایک اور شخص نے حاضر ہو کر عرض کی' یا رسول اللہ! ہمارے ساتھی دریاؤں (یا سمندر) میں سفر کرتے ہیں تو کبھی تھوڑا سا پانی ہوتا ہے' ہم اس سے وضو کرتے ہیں تو پیاسے رہ جاتے ہیں تو کیا دریا کے پانی سے وضو کر لیا کریں؟ فرمایا: اس کا پانی پاک ہوتا ہے اور اس میں مرنے والی چیز حلال ہوتی ہے (یعنی جسے حلال کر دیا گیا ہے)۔

- ایک مرتبہ فرمایا کہ جسے دریا پاک نہیں کرتا، اسے اللہ بھی پاک نہیں کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ میٹھے' نمکین اور بارش کے پانی سے غسل اور وضو فرمایا کرتے اور دعا فرماتے:

  اَللّٰھُمَّ طَھِّرْنِیْ بِالثَّلْجِ وَ الْبَرْدِ وَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۝

  رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام گرم کئے پانی سے پاکیزگی حاصل کرتے اور دھوپ والے کے استعمال کو ناپسند کرتے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ دھوپ کے گرم پانی سے غسل نہ کیا کرو کیوں کہ اس سے برص کی مرض ہو جاتی ہے۔ لوگ کنوئیں کے پانی سے پاکیزگی حاصل کیا کرتے۔

  حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی' یا رسول اللہ! آپ کی خدمت میں بئر بضاعہ سے پانی لایا جاتا ہے اور اس میں تو کتوں کا گوشت' حیض والے چیتھڑے' لوگوں کی پلیدی اور بدبودار چیزیں ڈالی جاتی ہیں' آپ نے فرمایا: پانی پاک ہوتا ہے' اسے کوئی چیز پلید نہیں کرتی (اس کا پینا لازم نہیں ۱۲ چشتی) ایک اور روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: ہاں جس کا ذائقہ بدل جائے' رنگ اور بو بدل جائے (وہ پلید ہوتا ہے)۔ حضرت قتیبہ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے قیم سے بئر بضاعہ کی گہرائی پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ زیادہ سے زیادہ پانی اس میں پیڑو تک ہوتا۔ میں نے پوچھا کہ جب اس سے کم ہوتا تو کتنا ہوتا؟ انہوں نے بتایا کہ شرمگاہ سے نیچے ہوتا۔ اس کنوئیں کی چوڑائی چھ ہاتھ تھی۔

- رسول اللہ ﷺ مٹی کے بدبودار پانی کے استعمال کو معاف فرماتے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ واقعۂ احد کے وقت جب رسول اکرم ﷺ کو تیر لگا اور چہرۂ پاک زخمی ہو گیا تو میں برتن سے اپنے مشکیزے میں پانی لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ پینے لگے تو بدبو آئی چنانچہ آپ نے نہیں پیا البتہ اس سے چہرے کا خون پونچھ لیا اور کچھ پانی سر پر بھی بہا لیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس پانی کے بارے میں پوچھا گیا جو جنگل کے اندر زمین میں کھڑا ہوتا ہے اور اس سے مویشی و درندے پیتے ہیں تو آپ نے فرمایا: کہ جب وہ پانی دو چھوٹے کوزہ بھر ہو تو پلیدی کا اثر نہیں لیتا۔ ایک روایت میں فرمایا کہ وہ پلید نہیں ہوتا' ایک اور روایت میں آپ نے پوچھنے والے سے فرمایا کہ ایسے کے بارے میں سوال نہ کیا کرو کیونکہ یہ معلوم ہی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب پانی چالیس ڈول بھر ہو تو اسے کوئی شے پلید نہیں کرتی۔

- ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی حوض سے وضو کیا تو کسی نے بتایا: ابھی ابھی کتے نے اس میں منہ ڈالا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس نے زبان سے پانی لیا ہے لہٰذا اس میں سے تم پی سکتے اور وضو کر سکتے ہو۔ یونہی ایک مرتبہ آپ نے کچے چمڑے سے پانی پی لیا جسے رنگا نہیں گیا تھا جس پر آپ نے کہا کہ اللہ نے پانی کو ستھرا کرنے والا بنایا ہے۔ آپ نے کئی مرتبہ نصرانیوں کے برتنوں سے بھی پانی لے کر وضو کیا۔
- حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتوں کے جھوٹے سے طہارت کو برا نہیں جانتے تھے۔ حضرت امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب کتا کسی ایسے برتن میں منہ ڈالے جس کے سوا کوئی اور پانی نہ ہو تو اس سے وضو کر لو۔

حضرت سفیان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہی وہ بات ہے جو اللہ کے فرمان: فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا سے سمجھ آتی ہے اور وہ پانی یہی ہے۔

- حضرت امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کتے کے جوٹھے سے وضو کر کے تیمم بھی کر لیا کرو۔
- رسول اللہ ﷺ اس پانی میں سے وضو فرما لیا کرتے جس میں سے بلی نے پیا ہوتا اور باقی پانی چھڑک دیا کرتے۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ تم میں سے کسی کو چلتے پانی میں پیشاب نہیں کرنا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر اس سے غسل یا وضو کرتا پھرے۔
- ایک روایت میں ہے: ہمیشہ کھڑے پانی میں بحالت پلیدی غسل نہیں کرنا چاہیے' اس پر صحابہ نے پوچھا اے ابو ہریرہ! پھر کیا کریں؟ آپ نے کہا' اس میں سے لے لے کر غسل کرے۔
- حضور ﷺ سے جب حوض میں موجود درندوں کے جھوٹے پانی یا پہاڑ میں کھڑے پانی کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا جو وہ پیٹ میں ڈال گئے' وہ ان کا ہوا اور جو چھوڑ گئے وہ ہمارے لئے پاک ہے اور پینے کے قابل ہے (بحالت مجبوری)۔
- رسول اللہ ﷺ اکثر عورت کے پاکیزگی کے بعد بچے پانی سے آدمی کو وضو کی ممانعت فرماتے تھے اور یونہی عورتوں

کو منع فرماتے کہ بندوں کے پاکیزگی حاصل کرنے کے بعد بچے پانی سے وضو کریں اور فرمایا کرتے کہ دونوں اس میں سے چلو لیتے رہا کریں اور اس کے بعد آپ نے اس سے وضو کی اجازت دیدی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ کی ایک بیوی نے ایک ٹب میں سے غسل کیا' حضور ﷺ اس سے وضو یا غسل فرمانے تشریف لائے' بیوی نے عرض کی کہ میں جنبی تھی جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانی پر اس پلیدی کا اثر نہیں ہوتا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ عورت کی پاکیزگی کے بعد بچے پانی سے غسل کرنے میں آدمی کے لئے کوئی حرج نہیں جب تک وہ حالتِ حیض یا حالتِ جنابت میں نہ ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ میں اور نبی کریم ﷺ ایک ہی برتن سے جنابت کا غسل کیا کرتے' کبھی پانی آپ لیتے اور کبھی میں' میں عرض کرتی جاتی کہ پانی میرے لئے بھی رہنے دیجئے' یونہی آپ بھی فرماتے کہ پانی میرے لئے رہنے دو۔

ایک روایت میں ہے کہ میں اور نبی کریم ﷺ ایک ٹب سے غسل کرتے جس کا نام ''فرق'' تھا۔

حضرت سفیان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ تین صاع کا تھا۔ ایک روایت میں ''تور'' کا ذکر ہے جو صاع یا اس سے چھوٹا ہوتا ہے۔ (فرماتی ہیں) ہم دونوں اس سے نہانے لگتے' میں تین بار اپنے سر پر پانی ڈالتی اور اپنے بال نہ کھولتی۔

- رسول اللہ ﷺ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک ٹب سے غسل کیا جس میں قدرے آٹا گھلا ہوا تھا۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے ہاتھ دھوئے بغیر برتن میں ڈالا کرتے جب تک ان پر پلیدی نہ لگی ہوتی۔
- حضرت ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم غسلِ جنابت سے بچے پانی استعمال کرنے سے گریز نہ کرتے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ مرد اور عورتیں رسولِ اکرم ﷺ کے دور میں ایک ہی برتن اور ایک ہی لوٹے سے وضو کرتے اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آیا تو آپ نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ مل جل کر نہانے' وضو کرنے سے منع کر دیا اور حکم دیا کہ ان کے لئے الگ حوض بنا دیا جائے۔
- حضور ﷺ جب مریض کی عیادت فرماتے اور اسے غمگین دیکھتے تو وضو فرماتے اور وضو کا بچا ہوا پانی اس پر چھڑک دیتے۔
- آپ لوٹے منگواتے' ان میں پانی بھرا آتا تو آپ اس لئے ان سے پیتے کہ مسلمانوں کے لگے ہاتھوں سے برکت حاصل ہو۔
- جب آپ وضو فرماتے تو مسلمان وضو کے پانی والے برتن پر بھیڑ کر آتے، آپ کے اعضاء پر لگے پانی کو جسم پر ملتے اور جسے وہ پانی نہ ملتا وہ اپنے ساتھی کے اعضاء پر لگی تری لے لیتا۔
- صحابہ کرام کی عادت تھی کہ پانی کے علاوہ اور کسی بہنے والی چیز سے پاکیزگی حاصل نہ کرتے' وہ آپ کے اس فرمان

پر عمل کرتے کہ پاکیزہ مٹی مسلمان کو وضو کا کام دیتی ہے خواہ وہ دس سال تک ایسا کرتا رہے اور جب تمہیں پانی مل جائے تو اپنی جلد سے ملو کہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔

- حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اہل کو حکم دیتے کہ ان کے مسواک سے بچے پانی سے وضو کر لیں۔
- حضور علیہ اکثر اپنے ہاتھ اور پاؤں پیالے میں دھوتے اور پھر اپنے صحابہ سے فرماتے کہ اس سے پی لو اور اسے اپنے چہروں پر مل لو۔
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ ''جن'' والی رات مجھ سے پوچھ تھا کہ تمہارے برتن یا مشکیزہ میں کیا ہے؟ میں نے عرض کی کہ جوشاندہ ہے۔ فرمایا: پاکیزہ پھل ہے اور پانی بھی پاک ہے چنانچہ اس سے وضو فرمالیا۔

علماء نے حدیث میں موجود لفظ ''**ماء طهور**'' سے یہ مراد لیا ہے کہ اس جوشاندہ کا رنگ نہ بدلا ہو' پھر اس پر گذشتہ حدیث بھی ثبوت بنتی ہے جس میں ہے کہ ''مگر وہ جس کے ذائقے' رنگ اور بو میں فرق ہو۔'' کیونکہ پانی جب اپنی طبیعت (پتلا پن) اور نام سے نکل جاتا ہے تو اسے پانی نہیں کہا جاتا۔

اس ساری کلام کا حاصل یہ بنتا ہے کہ ہر وہ شے جس کے استعمال سے بدن پلید ہو جائے' اس سے پاکیزگی حاصل نہ ہو سکے گی کیونکہ ستھرائی نہ ہوگی جبکہ مقصد یہی ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب

پلیدی دور کرنے کی کیفیت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ خشک پلیدیوں کسی کو ضرورت کے لئے چھو لینے میں حرج نہیں ہوتا کیونکہ رسول اللہ علیہ نے ایک مردہ بکری کا سینگ پکڑا تھا اور فرمایا تھا کہ تم میں سے کون ہے جو اسے ایک درہم میں لے لے؟ الحدیث

- حضرت اُمِ قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں اپنا چھوٹا بچہ لے کر رسول اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی جو کھانا نہ کھاتا تھا۔ آپ نے اسے گود میں بٹھا لیا' اس نے آپ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا' میں نے سختی سے اسے پکڑا تو آپ نے مجھے اس سے منع فرما دیا' پھر پانی منگوایا اور اس پر چھڑک دیا لیکن اسے دھویا نہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس پر چھینٹے مارے اکثر انصار وغیرہ اپنے بچے رسول اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا کرتے' آپ ان کے لئے برکت کی دعا فرماتے اور میٹھی چیز چبا کر تالو میں لگا دیتے' وہ آپ پر پیشاب کر دیا کرتے لیکن آپ ان پر ناراض نہ ہوتے۔

آپ فرماتی ہیں: ایک مرتبہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت لبابہ بن حرث کے ہاں آپ پر پیشاب کر دیا تو میں نے عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ! کپڑے بدل لیجئے اور چادر مبارک مجھے دے دیجئے تا کہ اسے دھو ڈالوں' آپ نے پانی لے کر اس پر بہا دیا۔

● آپ یہ بھی فرماتے کہ لڑکے کا پیشاب دھونے کی ضرورت نہیں البتہ لڑکی کے پیشاب کو دھو ڈالا کرو۔

حضرت ابو السمح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا' جب غسل کرنے کا ارادہ ہوا تو فرمایا کہ میری طرف پیٹھ کر لو میں نے پیٹھ کر لی تو میں نے سنا' آپ سائل سے فرما رہے تھے: لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے جبکہ دودھ پیتے بچے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لڑکے کے پیشاب پر اس وقت تک پانی بہا دیا کرتیں جب تک وہ کھانا شروع نہ کرتا اور جب وہ کھانے کے قابل ہو جاتا تو پیشاب دھو دیتیں جبکہ بچی ہوتی تو اس کا پیشاب' پیدا ہونے پر ہی دھو دیتیں۔

حضور ﷺ سے برتن پاک کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ جو برتن پکایا گیا ہو اس میں پانی ابالو اور پھر اسے دھو ڈالو اور جو تانبے کا ہو اسے دھویا کرو کیونکہ پانی ہر شے کو پاک کر دیتا ہے۔

آپ پلید شدہ زمین پر پانی بہانے کا حکم فرماتے کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ یہ اسے پاک کر دیتا ہے۔

● ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک دیہاتی آیا اور اس نے مسجد کی ایک جانب پیشاب کر دیا' آپ نے فرمایا کہ اس پر ایک ڈول پانی بہا دو اور پھر اس دیہاتی سے فرمایا کہ ان مسجدوں میں پیشاب اور پلیدی نہیں ڈالی جاتی' یہ تو اللہ کی یاد' نماز اور قرآن پڑھنے کے لئے ہوتی ہیں۔

دیہاتی دوبارہ حاضر ہوا اور پیشاب کر دیا تو آپ نے فرمایا: جس مٹی پر اس نے پیشاب کیا ہے' اسے اٹھا کر باہر پھینک دو اور اس جگہ پر پانی بہا دو۔

دیہاتی ایک مرتبہ پھر آیا اور پیشاب کرنے کے لئے ستر کھولا تو لوگوں نے شور مچا دیا' آوازیں بلند ہوئیں تو آپ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو لوگوں نے اسے جانے دیا تو اس نے پیشاب کیا' آپ نے اس پر پانی بہانے کا حکم دیا اور فرمایا: تمہیں آسانی پیدا کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے' دشواری پیدا کرنے کے لئے نہیں۔

جب ایک حبشی بئر زمزم میں گر گیا اور مر گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حکم دیا کہ اسے اس سے نکال دو اور سارا پانی باہر نکال ڈالو' پانی اور زیادہ ہو گیا جو رکنِ اسود کی طرف سے آیا تھا' اس میں ریشم کے کپڑے وغیرہ ڈال کر بند کیا گیا اور جب اسے کھولا تو وہ پھٹ پڑا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مرغی کے بارے میں فرمایا جو کنوئیں میں مر جائے کہ اس میں سے چالیس ڈول نکال دیئے جائیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوہے کے بارے میں فرماتے تھے کہ جب وہ پانی میں مر جائے تو فوراً اس میں

سے بیس ڈول نکال دیئے جائیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس پلیدی کے بارے میں پوچھا گیا جو راستے میں پڑی ہو اور عورت اس پر لمبا کپڑا لے کر گزر جائے' رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بعد والا کپڑا اسے پاک کر دیتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے اور پلیدی اتارنے پر وضو نہ کیا کرتے۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ پلیدی اتار کر وضو نہ فرماتے۔

- حضور ﷺ سے ایک عورت نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا مسجد کی طرف راستہ بدبودار ہے جب بارش ہو جائے تو ہم کیا کریں؟ فرمایا: کیا اس سے اچھا کوئی راستہ نہیں ہے؟ عورت نے عرض کی' ہاں کیوں نہیں۔ فرمایا: اس کی بجائے اس راستہ سے چلی جایا کرو۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے سنا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: جب تم میں سے کوئی پلیدی کو لتاڑے تو مٹی اس کو پاکیزہ کر دیتی ہے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بتایا: جب تمہارا کپڑا گیلی پلیدی پر پڑ جائے یا تم پلیدی لتاڑ دو تو اسے دھو ڈالو اور اگر خشک ہو تو اس کی ضرورت نہیں۔
- حضرت ابوقلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمین کی پاکیزگی' اس کا سوکھ جانا ہے چنانچہ پلید زمین خشک ہو جاتی ہے تو پاک ہو جاتی ہے۔
- رسول اللہ ﷺ عرب کے دیہاتیوں کو اونٹ' گائے اور بکری کے پیشاب سے غسل نہ کرنے میں ہدایت دیتے تھے کیونکہ اس میں ان پر مشقت تھی۔ آپ کے پاس قبیلۂ عکل اور عرینہ کے کچھ لوگ آئے تو انہیں مدینہ کی آب و ہوا ناخوشگوار لگی چنانچہ نبی کریم ﷺ نے انہیں اونٹنی کے بارے میں حکم دیا اور فرمایا کہ یہاں سے چلے جاؤ اور ان اونٹنیوں کے پیشاب اور دودھ پیو (یہ ان کا علاج تھا)۔
- حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے (علاج کے لئے) اس کے پیشاب کے استعمال میں حرج نہیں۔
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسی کوئی بیماری نہیں' اللہ نے جس کا علاج پیدا نہ کیا ہو' گائے کے دودھ سے ہر بیماری کا علاج ہو سکتا ہے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اونٹ کا پیشاب استعمال کرنے میں حرج نہیں' یونہی ہر اس جانور کے پیشاب میں حرج نہیں جس کا گوشت کھایا جاتا ہے۔
- پہلے اکابر علماء' چوپائیوں کی تھوک' ناک کی ریزش' پسینہ اور لعاب کی پاکیزگی میں حرج نہیں جانتے تھے۔
- حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اونٹنی کے دودھ کے بارے میں کوئی روایت نہیں ملی' نبی کریم

علیہ وسلم نے اس کے گوشت سے روکا تھا۔

- حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ لوگ اونٹ کے پیشاب سے شفاء پاتے تھے اور استعمال کرنے میں حرج نہ جانتے تھے وہ گائے اور بکری کا پیشاب استعمال کر لیتے تھے۔

علماء کرام کہتے ہیں کہ حدیث میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کا بول پاک شمار ہوتا ہے کیونکہ حضور علیہ وسلم نے لوگوں کو اپنے منہ دھونے سے منع نہیں فرمایا اور نہ ہی نماز وغیرہ کے لئے ان جانوروں سے لگنے والی چیز سے منع فرمایا ہے۔

فصل:

منی اور حیض کے خون کا حکم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے کپڑے سے گیلی منی دھوئی تھی اور نماز کے لئے تشریف لے گئے پانی کپڑے میں موجود ہی تھا اور کبھی ایسا ہوتا کہ منی خشک ہونے پر میں اپنے ناخنوں سے اسے کھرچ دیتی تھی۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مرتبہ مہمان آنے پر ان کے لئے زرد رنگ کا لحاف بھیجا وہ اسے لے کر سو گیا تو اسے احتلام ہو گیا اس کو شرم آئی کہ احتلام والا کپڑا آپ کے پاس بھیجے چنانچہ اسے پانی میں ڈبویا اور پھر آپ کی طرف بھیج دیا اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اس نے ہمارا کپڑا کیوں خراب کر دیا یہی کافی تھا کہ اپنی انگلیوں سے اسے کھرچ دیتا فرماتی ہیں: بسا اوقات ایسا ہوتا کہ میں رسول اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اسے کھرچ دیتی اور آپ اسی سے نماز پڑھ لیتے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کپڑے میں منی دیکھو تو اسے دھو ڈالو اور اگر نظر نہ آئے تو اس پر پانی بہا دو۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ منی تھوک یا ناک کی ریزش کی طرح ہوتی ہے لہٰذا اسے دور کرو خواہ اذخر کی لکڑی سے کرو۔
- حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتی ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ سے کپڑے میں خون حیض لگ جانے کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا: اسے جھاڑ دو پھر اسے مَل دو اور اگر وہ نظر نہ آئے تو اس پر پانی چھڑک کر اس سے نماز پڑھو۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی خون حیض دھوئے اور اس کا اثر دور نہ ہو تو پانی ہی

اسے پاک کرے گا۔ بسا اوقات آپ یہ بھی فرماتیں کہ اس کا اثر دور کرنے کے لئے نمک وغیرہ استعمال کرو۔

- آپ ہی نے فرمایا تھا: ہم میں سے اکثر کے پاس ایک ہی کپڑا ہوتا' اس میں خون حیض لگ جاتا' اگر ایسا ہو جاتا تو وہ اسے تھوک لگاتی اور پھر ناخن سے اسے دور کر دیتی۔
- ایک روایت میں ہے کہ آپ اس خون کو اپنی تھوک سے تر کرتیں اور پھر ناخن سے اسے مل دیتیں۔
- ایک اور روایت میں ہے' ہم میں سے کسی کو حیض آتا تو پاک ہونے پر اپنے کپڑے سے خون کو کھرچ دیتی پھر اسے دھو دیتی اور پھر نچوڑ کر اس سے نماز پڑھ لیتی۔
- بسا اوقات حضورﷺ نکلتے' آپ پر وہ چادر ہوتی جس سے اپنے آپ اور اپنے اہل کو ڈھانپتے' اس میں تھوڑا سا خون لگا ہوتا' آپ اتنا حصہ پکڑتے اور اسے لپیٹ کر ہمارے پاس بھیج دیتے اور فرماتے کہ اسے دھو کر خشک کرو اور پھر میرے پاس بھیج دو چنانچہ ہم یونہی کرتیں۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس حیض والی عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس کے کپڑے کو خون لگا تھا تو آپ نے فرمایا: عورت اسے دھو ڈالے اور اگر اس کا اثر زائل نہ ہو تو اس پر زردی لگا کر رنگ بدل دے۔ پھر فرمایا: مجھے رسول اللہﷺ کے ہاں تین حیض آئے' میں کپڑا نہ دھویا کرتی تھی' اگر آپ کے کپڑے کو میرا خون لگ جاتا تو اسے دھو ڈالتے اور دوسری جگہ بدلائے بغیر اس میں نماز پڑھ لیتے۔

فصل:

کتے وغیرہ حیوانات کا حکم

رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ کتا جب تمہارے کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اسے بہا دو اور سات بار اسے دھو ڈالو' ایک مرتبہ اسے مٹی بھی لگاؤ اور جب بلی منہ ڈال دے تو اسے ایک بار دھو ڈالو۔

ایک روایت میں ہے کہ جب کتا تمہارے برتن سے پانی پی لے تو اسے دھو ڈالو تاہم ساتویں بار اسے مٹی سے پونچھ دو۔ ایک روایت میں ہے کہ سات بار دھو ڈالو' مٹی پہلی یا آخری بار لگاؤ۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آٹھویں بار اسے مٹی سے پونچھ دو۔

- حضرت ابن سیرین' حضرت حکم اور حضرت حماد رحمہم اللہ خنزیر کے بال استعمال کرنا پسند نہ کرتے تھے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہﷺ کے زمانے میں میں مسجد کے اندر سو جایا کرتا' میں ایک جوان اور مضبوط شخص تھا' کتے مسجد میں آتے جاتے تھے لیکن لوگ وہاں پانی نہ چھڑکا کرتے۔
- حضورﷺ کی بیوی حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہﷺ نے کتوں کو قتل کر دینے کا حکم فرمایا تو گھر میں کتے کا ایک چھوٹا بچہ رہتا تھا' آپ نے اسے نکال دیا اور پھر اس کی جگہ پر پانی بہا دیا۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رہا خنزیر تو اس کے بارے میں ہمیں رسول اللہ ﷺ سے کوئی روایت نہیں ملی' آپ نے صرف اس کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا۔

- حضرت اُم صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ میری مالکہ نے مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف ہریسہ (کھانا) دے کر بھیجا' میں نے دیکھا تو وہ نماز پڑھ رہی تھیں' انہوں نے مجھے اشارے سے کہا کہ رکھ دو۔ ایک بلی آ گئی اور اس کھانے سے کچھ کھالیا' جب آپ نماز سے فارغ ہوئیں تو وہیں سے کھالیا جہاں سے بلی نے کھایا تھا' مجھے دیکھا کہ میں ان کی طرف دیکھ رہی ہوں چنانچہ فرمایا: اے میری چچازاد! کیا تم تعجب کر رہی ہو؟ میں نے کہا' ہاں' انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بلی پلید نہیں ہوتی' یہ تو ان جانداروں میں سے ہے جو گھروں میں پھرتے رہتے ہیں' اکثر میں نے دیکھا ہے کہ آپ اس کے بچے پانی سے وضو فرما لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ بلی ایک درندہ تو ہے' کتا نہیں۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب برتن میں بلی منہ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھو ڈالو۔ ایک اور روایت میں ایک یا دو مرتبہ دھونے کا کہا گیا ہے۔
- حضور ﷺ سے اس چوہے کے بارے میں پوچھا گیا جو گھی میں مر جائے تو آپ نے فرمایا: اگر گھی جما ہوا ہے تو اس حصے کو پھینک دو جو چوہے کے ساتھ لگا تھا لیکن اگر گھی پتلا ہے تو اس کے قریب نہ جاؤ۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اسے انڈیل دو۔
- حضرت زہری رحمہ اللہ سے اس رینگنے والے جاندار کے بارے میں پوچھا گیا جو جمے ہوئے یا پتلے زیتون کے تیل' گھی اور چربی میں مر جائے' خواہ چوہا ہو یا کوئی اور جاندار' آپ نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا: اگر یہ جامد (جما ہوا) ہو تو اسے اس جگہ سے نکال پھینکو جو جاندار سے لگ گیا تھا اور باقی گھی کھالو اور اگر وہ پتلا ہو تو اسے پھینک دو اور کھاؤ نہیں۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس چوہے کے بارے میں پوچھا گیا جو پتلے گھی میں مر جائے تو آپ نے فرمایا: اسے اپنے پاس ہی رکھو یا فرمایا کہ اس سے کوئی فائدہ حاصل کرلو۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ہمیں تیلوں کے علاوہ چوہوں کے مرنے پر ان کے پلید ہونے کے بارے میں کوئی روایت نہیں مل سکی اور اگر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اس بارے میں کسی کو کوئی روایت مل جائے تو اسے اس مقام میں شامل کر دے۔ واللہ اعلم۔

- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک غلام کے ہاں سے گذرے جو بکری کی کھال اتار رہا تھا لیکن اتارنا نہ جانتا تھا' آپ نے اسے فرمایا: ہٹ جاؤ' میں تمہیں دکھاتا ہوں کہ کیسے اتاری جاتی ہے چنانچہ آپ نے چمڑے اور گوشت کے درمیان ہاتھ ڈالا اور اپنی بغل تک اندر لے گئے پھر تشریف لے گئے

اور لوگوں کو نماز پڑھائی' نہ آپ نے وضو فرمایا اور نہ ہی پانی کو ہاتھ لگایا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

مردار اور ذبح شدہ جانور کی کھال کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ مومن پلید نہیں ہوتا خواہ زندہ ہو یا مردہ۔

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ انسان کے بالوں سے ڈوری اور رسی بنانا عیب کا کام نہ سمجھتے تھے۔

- رسول اللہ ﷺ جب بال اترواتے' ناخن کتراتے یا تھوکتے تو آپ کے صحابہ انہیں ہاتھوں ہاتھ لیتے' بالوں اور ناخنوں کو آپس میں تقسیم کر لیتے اور تھوک کو جسم پر مَل لیتے۔ آپ انہیں ایسا کرنے دیتے۔
- حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اکرم ﷺ کے لئے چمڑے کی چٹائی بچھا دیتیں جس پر آپ قیلولہ (دوپہر کا سونا) فرماتے' اس پر آپ کا پسینہ لگ جاتا اور جب آپ اُٹھ بیٹھتے تو وہ پسینہ اور بال مبارک لے کر ایک شیشی میں ڈال کر اپنے پاس رکھ لیتیں چنانچہ جب کسی کو نظر وغیرہ لگ جاتی تو وہ آپ کی طرف برتن بھیجتے' آپ وہ پسینہ پانی میں ملا کر اسے پلا دیتیں تو اسے فوراً آرام ہو جاتا۔

اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ آدمی مرنے پر پلید نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کے جسم کا کوئی حصہ اور بال جسم سے الگ ہو کر پلید ہوتے ہیں۔

- حضور ﷺ فرماتے تھے کہ زندہ جانور کا جو حصہ کاٹ لیا جاتا ہے وہ مردہ ہو جاتا ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ جب کچے چمڑے کو رنگ دیا جاتا ہے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ ہم مغربی لوگوں سے جنگ کرتے ہیں' وہ اون کا لباس پہنتے ہیں' ان کے پاس مشکیزے ہوتے ہیں جس میں وہ دودھ' پانی اور چربی ڈالتے ہیں جبکہ ہم حبشیوں اور آتش پرستوں کا ذبح کیا ہوا نہیں کھاتے تو کیا ہم ان کے چمڑے سے بنا لباس اور ان کے مشکیزے استعمال کر سکتے ہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہاں کیونکہ رنگ دینے سے وہ پاک ہو جاتے ہیں۔ اس پر آپ سے پوچھا گیا کہ آپ یہ بات اپنی رائے سے کہتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ سے آپ کو کوئی روایت ملی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں مجھے آپ کی روایت ملی ہے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مردار میں سے اس کا گوشت کھانا حرام کیا ہے رہی جلد' بال اور اون تو اس کے استعمال میں حرج نہیں اور جس نے خنزیر کی کھال کو رنگنے پر پاک کہا ہے' اس

نے یہی روایت دلیل بنائی ہے اور پھر یہ حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ "ہر وہ چمڑا جسے رنگ دیا جائے' پاک ہو جاتا ہے۔"

- حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بطور صدقہ ایک بکری دی' وہ مرگئی تو ہم نے اسے باہر پھینک دیا' رسول اللہ ﷺ ادھر سے گذرے تو فرمایا: تم نے اس کا چمڑا کیوں نہ اتارا' اسے رنگ کر کے اس سے فائدہ حاصل کر لیتے۔ لوگوں نے عرض کی کہ وہ تو مرگئی تھی' فرمایا: اس کا تو صرف کھانا حرام تھا۔
- حضرت زہری رحمہ اللہ رنگنا پسند نہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مردہ جانور کے چمڑے سے بہرحال فائدہ اٹھایا جائے اور خصوصاً دیہاتی اس سے فائدہ اٹھایا کریں۔
- حضور ﷺ سے اکثر مردہ جانور کے چمڑے کے بارے میں پوچھا جاتا تو آپ فرماتے: اسے پانی اور درخت سلیم کے پتے پاک کر دیتے ہیں۔
- غزوۂ تبوک میں آپ اہلِ خانہ کے پاس تشریف لے گئے تو دیکھا ایک مشکیزہ لٹکا تھا' آپ نے پانی مانگا تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ' یہ تو مردہ کا ہے' آپ نے فرمایا۔ اسے رنگ دینا اسے پاک کر دیتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اسے رنگنا اس کی پاکیزگی کا باعث ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اس کی پاکیزگی اسے رنگ دینے میں ہے۔ اس میں دلیل یہ ہے کہ ذبح شدہ جانور کی کھال پاک ہوتی ہے اگرچہ اسے پکایا نہ جائے اور پہلے گذر چکا ہے کہ حضور ﷺ نے بکری کی کھال اتاری اور اپنا ہاتھ مبارک کھال اور گوشت کے درمیان ڈالا جو بغل تک چھپ گیا' اس کے بعد لوگوں کو نماز پڑھائی مگر ہاتھ نہیں دھوئے جیسے پہلے بیان ہو چکا۔
- حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ ہماری بکری مرگئی' ہم نے اس کی کھال پختہ کی پھر ہم اس میں ہوا بھرتے رہے تو وہ مشک بن گئی۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے' ہم بھی بیٹھے تھے' انہوں نے عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ! ہماری کشتی ٹوٹ گئی ہے' ہم مری ہوئی ایک موٹی تازی اونٹنی دیکھ آئے ہیں' ہم چاہتے ہیں کہ اس کی مرمت کر دیں کیونکہ اب وہ پانی پر صرف لکڑی بن کر رہ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا: مردار کی کسی شے سے فائدہ نہ اٹھاؤ۔

حضرت عبد اللہ بن عکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جہینہ کی سرزمین میں ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی تحریر پڑھی گئی میں ان دنوں نوجوان تھا' اس خط میں لکھا تھا کہ مردہ کے کچے چمڑے اور پٹھوں سے فائدہ نہ اٹھایا کرو' یہ خط آپ نے اپنے وصال سے دو ماہ پہلے لکھا تھا۔

- حضرت حماد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مردار کے پر استعمال کرنے میں حرج نہیں۔
- حضرت زہری رحمہ اللہ مردار کی ہڈی کے بارے میں وہی کچھ کہتے تھے جو ہاتھی وغیرہ کے بارے میں آتا ہے کہ

میں نے ایسے علماء لوگ دیکھے ہیں جو اس کی ہڈی سے کنگھی بناتے اور اس میں تیل ڈالتے تھے' وہ اسے برا نہیں جانتے تھے۔

- حضرت ابنِ سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ تاج کی تجارت میں حرج نہیں۔
- رسول اللہ ﷺ درندوں کا چمڑا استعمال کرنے اور ان پر سواری کرنے یا اس پر بیٹھنے سے منع فرماتے تھے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی دیکھا جس نے لومڑی کے چمڑے کی ٹوپی پہن رکھی تھی' آپ نے حکم دیا تو اسے پھاڑ دیا گیا اور فرمایا: تمہیں کیا معلوم کہ یہ ذبح شدہ جانور کی ہے۔

ایک اور مرتبہ دیکھا کہ ایک شخص نے بلی کی کھال سے بنی ٹوپی پہنی تھی' آپ نے اسے پھاڑ دیا اور فرمایا کہ یہ مردہ کی ہے۔ واللہ اعلم۔

باب

استنجاء کرنا اور استنجاء خانہ میں داخل و خارج ہونے کا صحیح طریقہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بتایا کہ بنو اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کوئی سَتر (پردہ) کرنے والا نہ تھا اور یہی وجہ تھی کہ انہوں نے آپ کو آل تناسل کے بارے میں تہمت لگائی تھی۔

- حضرت ابو موسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ قضاءِ حاجت (بول و براز) کا ارادہ فرماتے تو شور والی زمین پسند فرماتے۔ ایک دن آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور دیوار کی بنیاد میں پیشاب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنے کا ارادہ کرے تو اس کے لئے اپنے اُوپر چادر اوڑھا کرے۔
- آپ جب قضاءِ حاجت کا ارادہ فرماتے تو لوگوں سے ایک میل دور چلے جاتے اور اگر وہاں دیوار یا گڑھا ہوتا تو اس میں پیشاب کرتے۔ آپ طہارت خانہ میں انگوٹھی پہن کر نہ جاتے بلکہ اسے ایک جگہ رکھ دیتے اور پھر داخل ہوتے' انگوٹھی مبارک پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا تھا۔
- آپ فرمایا کرتے کہ جب تم میں سے کوئی طہارت خانہ میں چلا جائے تو بائیں پاؤں پر بوجھ رکھے۔
- آپ جب بھی طہارت خانے میں جاتے تو جوتی پہنتے اور سر کو ڈھانپ لیتے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے حیاء فرماتے تھے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یونہی کیا کرتے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کپڑوں کو پہن کر طہارت

خانے میں نہ جاتے جنہیں پہن کر مسجد میں بیٹھا کرتے۔

- جب بھی بیت الخلاء میں جانا ہوتا' یہ دعا پڑھتے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثِ○

اور باہر آتے تو فرماتے:

غُفْرَانَكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَ عَافَانِیْ○

- حضرت حماد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللّٰھمّ انی اعوذ بك من الخبث و الخبائث والی دعا بیت الخلاء میں داخل ہوئے بغیر نہ پڑھتے۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام بیت الخلاء سے اس وقت تک کھڑے نہ ہوتے جب تک یوں نہ پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذَاقَنِیْ لَذَّتَهٗ وَ اَبْقٰی عَلَیَّ مَنْفَعَتَهٗ وَ اَخْرَجَ عَنِّیْ اَذَاهُ○

- آپ کو جب سخت زمین میں جانے کا اتفاق ہوتا تو ایک لکڑی لیتے' اس سے اس زمین کو کریدتے' مٹی اکھاڑتے اور اس میں پیشاب کرتے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' میں نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کی' یا رسول اللہ! آپ بیت الخلاء جاتے ہیں تو وہاں سے ہمیں کستوری کی خوشبو آیا کرتی ہے' وہاں کوئی اور شے دکھائی نہیں دیتی۔ آپ نے فرمایا: ہم انبیاء علیہم السلام کا گروہ جنتی ارواح لئے پیدا ہوتے ہیں اور زمین کو حکم دیا گیا ہے کہ جو کچھ ہمارے جسم سے نکلے اسے نگل لے۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت ان علماء کے اس قول کی تائید کرتی ہے جو کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بول و براز پاک ہوتے ہیں اور پھر وہ روایت بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ جس میں حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے پیشاب مبارک پینے کو ثابت رکھا تھا (اور برا نہیں جانا) اور جنہوں نے اس روایت کا خلاف کیا ہے' ان کی دلیل یہ ہے کہ آپ بول و براز کے بعد جسم دھو لیتے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

- آپ ہوا خارج ہونے پر ہنسنے سے روکتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم میں سے کوئی ایسے موقع پر نہ ہنسا کرے۔
- آپ پیشاب کرنے پر یہ کہنے سے منع فرماتے تھے کہ ''میں نے پانی گرایا ہے۔'' فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی پیشاب کیا کرے تو یہی کہا کرے کہ میں نے پیشاب کیا ہے۔
- آپ ہوا خارج ہونے پر استنجاء کرنے سے منع فرماتے اور فرماتے کہ جو ہوا خارج ہونے پر استنجاء کرے وہ ہم میں سے نہیں۔
- آپ گھاٹ اور مسجدوں کے دروازوں میں بول و براز کرنے سے منع فرماتے نیز ہوا' راستہ کے اعلیٰ حصے' سائے'

پتھر، موری اور پرنالے کے نیچے پیشاب پاخانہ کرنے سے روکا کرتے، حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ پتھر پر پیشاب کرنے میں کیا حرج ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ آپ کے فرمان کے مطابق یہ جنوں کے رہنے کی جگہ ہوتے ہیں۔

- آپ نے فرمایا: جو شخص مسلمانوں کے راستے میں پاخانہ کرے، اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی طرف سے لعنت ہو۔
- آپ نے فرمایا: تم میں کوئی کھڑے پانی یا جاری میں پیشاب نہ کرے، ایسا نہ ہو کہ پھر اس میں سے نہائے یا وضو کرے کیونکہ عام طور پر وسواس اسی سے پیدا ہوتا ہے۔
- آپ نے فرمایا تھا: جو اپنی پیشاب کرنے والی جگہ میں وضو کرے اور اسے وسواس ہونے لگے تو پھر اسے اپنے آپ ہی کو برا بھلا کہنا چاہئے۔

رسول اللہ ﷺ کے ہاں لکڑی کا پیالہ تھا جس میں رات کو پیشاب کرتے اور اپنی چارپائی کے نیچے رکھ دیتے، جب تہجد کے لئے اٹھتے تو اسے بہا دیتے اور فرماتے کہ طشت میں پیشاب نہ چھڑکا جائے۔ کیونکہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں بول چھڑکا ہو، آپ بول و براز کے موقع پر قبلہ کی طرف شرمگاہ کرنے اور پیٹھ کرنے سے منع فرماتے بلکہ فرمایا کرتے شَرِّقُوْا و غَرِّبُوْا۔ (مشرق یا مغرب کی طرف منہ کیا کرو کیونکہ مدینہ میں قبلہ جنوب کی جانب ہے) ۱۲ چشتی۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم جب شام میں پہنچے تو بیت الخلاء کا رُخ بیت اللہ کی طرف دیکھا چنانچہ ہم نے اس جانب سے رُخ پھیرا اور اللہ سے استغفار کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے لئے والد کا مرتبہ رکھتا ہوں اور تمہیں تعلیم دیتا ہوں کہ جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء میں جائے، نہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور نہ پیٹھ کرے اور نہ ہی داہنے ہاتھ سے پاکیزگی کرے۔

- آپ پاخانہ پونچھنے کے لئے تین ڈھیلوں کا حکم فرماتے تاہم لید اور ہڈی کے استعمال سے منع فرماتے اور فرمایا کہ جو پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ نہ کرے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی اور ایک گناہ مٹا دیا جائے گا۔
- آپ بول و براز کرتے وقت بیت المقدس کی طرف منہ کرنے سے بھی روکا کرتے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب قضاءِ حاجت کا ارادہ کرتے تو قبلہ رُخ اپنی سواری (اونٹنی) بٹھاتے اور بیٹھ کر اس طرف پیشاب کر لیتے اور کہتے کہ کھلی جگہ میں روکاوٹ کھڑی کئے بغیر اس طرف پیشاب پاخانہ کرنے سے منع کیا گیا ہے اور جب تمہارے اور قبلہ کے درمیان کوئی ایسی شے ہو جو پردہ بن جائے تو کوئی اندیشہ نہیں۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے وصال سے ایک سال پہلے آپ کو دیکھا کہ آپ

قبلہ رُخ پیشاب کر رہے تھے (کوئی بھی سبب ہو سکتا ہے)۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کی چھت پر کسی ضرورت سے چڑھا تو رسول اللہ ﷺ کو کعبہ کی طرف پیٹھ کرکے' شام کی طرف منہ کئے قضاءِ حاجت کرتے دیکھا' ایک روایت میں یوں ہے کہ میں نے آپ کو قضاءِ حاجت کے لئے بیت المقدس کی طرف منہ کئے دیکھا' آپ دو کچی اینٹوں پر بیٹھے تھے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ تک یہ بات پہنچی کہ لوگ شرمگاہیں قبلہ کی طرف کرنے کو ناپسند کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا: کیا انہوں نے ایسا کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو میرے بیٹھنے کی جگہ قبلہ کی طرف پھیر دو۔ اس سارے معاملہ کا مقصد یہ تھا کہ آپ کو اُمت پر تنگی کا اندیشہ تھا۔
- حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھلی جگہ میں اس طرف منہ کرنے سے اس لئے روکا تھا کہ اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو درود پڑھتے پھرتے ہیں لہٰذا یہ مناسب نہیں کہ بول و براز کے وقت کوئی ان کی طرف منہ کرلے۔

آگے غسل کرنے کے باب میں آرہا ہے کہ ہمیں حالت ہم بستری میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کی کراہت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی روایت نہیں ملی۔ واللہ اعلم۔

- کبھی آپ کھڑے ہو کر پیشاب کر لیا کرتے اور یونہی آپ کے صحابہ بھی کرتے' اور پھر عذر کے بغیر آپ نے ایسا کرنے سے منع فرما دیا تھا یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: جو تمہیں یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو اس کی بات سچی نہ جانو' آپ تو بیٹھ کر ہی پیشاب کیا کرتے تھے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں جب سے اسلام لے آیا ہوں' کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ ایک روایت میں یوں لکھا ہے کہ جب سے رسول اللہ ﷺ نے مجھے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھ کر منع فرمایا تھا' آپ نے اس وقت فرمایا تھا: اے ابنِ عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا کرو۔
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں' یہ بات کتنے ظلم کی ہے کہ تم کھڑے ہو کر پیشاب کرو۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا پیٹھ کی حفاظت کے لئے بہت اچھا ہے۔
- آپ جب براز (پاخانہ) کا ارادہ فرماتے تو اتنی دور نکل جاتے کہ آپ کو کوئی دیکھ نہ پاتا اور اگر قریب ہوتے تو لوگوں سے یوں چھپ جاتے کہ آپ کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہ آتا' جسم چھپانے کے لئے آپ کی پسندیدہ چیز ٹیلہ یا کھجور کا گھنا درخت ہوتا۔
- آپ جب کھڑے ہو کر (بہ مجبوری) پیشاب کرتے تو اپنے ساتھ موجود شخص کو حکم فرماتے کہ آپ کے قریب ہی آپ کی طرف پیٹھ کرکے کھڑا ہو۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جنگل میں اترے' آپ نے قضاءِ حاجت کا ارادہ فرمایا تو اتنا دور نکل گئے کہ کوئی آپ کو دیکھ نہ پائے' میں لوٹا اٹھائے ساتھ تھا' یکا یک دیکھا: دو درخت کچھ فاصلے پر تھے' آپ نے مجھے فرمایا: جاؤ اور اس درخت سے کہہ دو کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ تم اس درخت سے آملو تا کہ میں تمہارے پیچھے بیٹھ سکوں' اس درخت نے یونہی کیا' وہ اکھڑا اور دوسرے درخت سے آ ملا' آپ ان دونوں کے پیچھے بیٹھ گئے اور قضاء حاجت فرمائی۔
- جب آپ قضاءِ حاجت کر رہے ہوتے اور کوئی سلام کہہ دیتا تو آپ اس کا جواب نہ دیتے اور کبھی ایسے میں جواب دے بھی دیا کرتے جب آپ کو اندیشہ ہوتا کہ ایک مسلمان کا دل ٹوٹ جائے گا کیونکہ وہ جاہل ہے' پھر اسے فرماتے کہ جب تم مجھے اس حالت میں دیکھا کرو تو سلام نہ کہا کرو کیونکہ میں جواب نہیں دونگا۔

ایک مرتبہ پھر کسی نے پیشاب کرتے میں آپ کو سلام کہہ دیا تو آپ نے جواب نہ دیا' آپ فارغ ہوئے' اور ہاتھ دیوار پر مارے' پھر انہیں چہرے پر ملا' اسے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ اللہ کا ذکر پاکیزہ ہوئے بغیر کروں۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پیشاب کر کے اپنا چہرہ اور ہاتھ دھو لیا کرتے تھے۔ حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے انہیں یونہی ذکر کرتے دیکھا تھا۔
- حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا' آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا تو میں آپ سے ایک طرف دور چلا گیا' آپ نے فرمایا: نزدیک آؤ' میں قریب آیا اور آپ کی ایڑیوں کے قریب کھڑا ہو گیا۔
- ایک اور مرتبہ آپ نکلے' ڈھال ہمراہ تھی' آپ نے اس سے پردہ کیا' پھر بیٹھ کر پیشاب کیا تو کسی نے کہا: ان کی طرف دیکھو' ایسے پیشاب کرتے ہیں جیسے عورت (یعنی باپردہ بیٹھ کر) آپ نے سن لیا تو فرمایا: کیا تم جانتے نہیں ہو کہ بنو اسرائیل کے صاحب کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا تھا' ان کے جسم پر جب بول لگ جاتا تو اس حصے کو کاٹ دیتے تھے' اس نے انہیں اس سے روکا چنانچہ انہوں نے یوں کرنا چھوڑ دیا تو اسے قبر میں عذاب ہوا۔
- حضرت ابو موسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیشاب کے بارے میں سخت احتیاط کرتے' شیشی میں پیشاب کرتے اور کہتے کہ بنو اسرائیل کے کسی آدمی کی جلد کو پیشاب لگ جاتا تو قینچی سے اتنے حصے کو کاٹ دیتے۔ یہ سن کر حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ تمہارے صاحب یعنی ابو موسےٰ لوگوں پر یہ سختی نہیں کر رہے' ان کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو پیشاب لگ جانے سے بچاؤ کرنا چاہیئے۔۔۔
- حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ وہ اس پیشاب کے بارے میں سختی کرتے جو کپڑے کو لگ جاتا' ان کا خیال تھا کہ یہ پیشاب منی اور خون سے بھی برا ہے کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: پیشاب سے بچنے کی پوری

کوشش کرو کیونکہ قبر میں عذاب عام طور پر پیشاب لگنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ایک روایت میں ہے: پیشاب سے بچو کیونکہ قبر میں سب سے پہلے اسی کے بارے میں سوال ہوگا۔

- حضور ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو تین مرتبہ اپنے آلۂ تناسل کو جھاڑے۔
- آپ اکثر فرماتے: جسے پیشاب لگ جائے‘ وہ اسے دھو ڈالے‘ اگر پانی نہ مل سکے تو ستھری مٹی سے اسے پونچھ لے۔
- آپ نے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ پاخانے کی جگہ کو صاف کرنے کے لئے دھویا کرو کیونکہ اس سے بواسیر چلی جاتی ہے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے قریب سے گذرے تو فرمایا کہ انہیں عذاب ہو رہا ہے اور کوئی بڑی وجہ ہے بھی اور نہیں بھی ہے‘ ایک تو ان میں سے چغلی کھاتا تھا اور دوسرا پیشاب سے پاک نہیں رہتا تھا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پاخانہ کا اثر دور نہ کرنے پر ایک دیہاتی سے چشم پوشی فرمائی تھی۔
- آپ قضاءِ حاجت کے بارے میں گفتگو کرنے سے روکتے تھے اور فرمایا تھا کہ دو آدمی پاخانہ کے لئے جاتے وقت شرمگاہوں کو کھولے باتیں نہ کیا کریں کیونکہ اس سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔
- حضرت حسن رحمہ اللہ لوگوں کو استنجاء کرتے وقت شرمگاہ کھلا رکھنے سے منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا تھا: اللہ تعالیٰ دیکھنے والے اور دیکھی جانے والی چیز (شرمگاہ) پر لعنت فرماتا ہے۔
- حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے: اس بات سے تو مجھے جسم پر آری چلنا پسند ہے کہ میں کسی کی شرمگاہ دیکھوں یا کوئی میری شرمگاہ دیکھے۔
- حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جسے بیت الخلاء میں چھینک آ جائے تو انہوں نے کہا کہ وہ دل ہی دل میں الحمد للہ کہہ لے‘ الفاظ نہ بولے۔
- آپ کی عادت کریمہ تھی کہ قضاء حاجت کے لئے بیٹھتے وقت زمین کے قریب جا کر کپڑا اٹھاتے تھے اور فرماتے تھے جو بیت الخلاء میں جائے تو پردہ کرلے اور اگر اس کے لئے ریت کے ٹیلے کے سوا اسے کچھ نہ مل سکے تو اسی کی طرف پیٹھ کرلے کیونکہ شیطان انسان کے بیٹھنے کی جگہوں سے کھیلتا ہے‘ جو ایسا کرلے وہ اچھا کرلے گا اور جو نہ کر سکے تو حرج نہیں۔

فصل:

استنجاء کرنا اور یہ بیان کہ استنجاء کس شے سے کرے؟

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہمیں مشرکین نے کہا کہ تمہارے ساتھی تمہیں (نبی) پاخانہ کرنے تک کی تعلیم دیتے ہیں؟ میں نے کہا' ہاں' ہمیں انہوں نے بول و براز کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے سے منع فرمایا ہے' داہنے ہاتھ کے ساتھ استنجاء کرنے سے روکا ہے اور اس بات سے بھی منع فرمایا ہے کہ استنجاء کے وقت تین ڈھیلوں سے کم استعمال کریں یا لید اور ہڈی استعمال کریں۔

- آپ فرماتے تھے کہ تم میں سے کوئی ڈھیلا استعمال کرے تو طاق ڈھیلے برتے۔ ایک روایت میں ہے تین ڈھیلے برتے۔
- آپ کا ارشاد تھا کہ جب تم میں کوئی پیشاب کرے تو داہنے ہاتھ کو شرمگاہ پر نہ لگائے اور جب بیت الخلاء میں جائے تو دائیں ہاتھ سے نہ پونچھے۔ ایک روایت میں ہے کہ تم میں سے کوئی پیشاب کرتے وقت شرمگاہ کو ہاتھ میں نہ تھامے رکھے اور نہ ہی دائیں ہاتھ سے گندگی پونچھے اور نہ ہی اس ڈھیلے کو دوبارہ استعمال کرے جسے پہلے استعمال کر چکا۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا دایاں ہاتھ پاکیزگی حاصل کرنے' کھانے پینے' پکڑنے' دینے اور جوتا وغیرہ پہننے کا کام کرتا تھا جبکہ بایاں ہاتھ بیت الخلاء کے لئے تھا اور ایسی ہی دیگر اشیاء انجام دیتا تھا۔
- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب سے حضور ﷺ کی بیعت کی' دائیں ہاتھ سے شرمگاہ نہیں پکڑی۔ واللہ اعلم۔
- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے استنجاء کی صورت پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا: کیا تم میں سے کسی کو تین ڈھیلے نہیں ملتے؟ تو مقامِ پاخانہ کے کناروں کے لئے اور ایک پیٹھ کے لئے' آپ تین مرتبہ پیٹھ کو دھویا کرتے تھے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ جب قضاءِ حاجت کے لئے جاتے تو میں ساتھ ہوتا' ہمارا ایک غلام بھی ہمراہ ہوتا' ساتھ وہ لوٹا بھی ہوتا جس سے آپ استنجاء فرماتے۔
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء جاتے تو میں پانی کا لوٹا وغیرہ لئے ساتھ ہوتا جس سے آپ وضو فرماتے اور پھر ہاتھ زمین پر ملتے' پھر میں اور برتن لاتا جس سے وضو فرماتے

اور شرمگاہ پر پانی بہاتے' پھر فرمایا تھا: میرے پاس جبریل آئے اور عرض کی' یا محمد! جب آپ وضو کیا کریں تو پانی چھڑک لیا کریں اور پھر ہتھیلی بھر پانی لے کر اپنی شرمگاہ پر چھڑک کر مجھے دکھایا اور کہا: اے محمد! یوں کیا کریں۔

ایک روایت میں ہے: جبریل اول مرتبہ میرے پاس آیا اور مجھے بتایا کہ وضو اور نماز کا طریقہ کیا ہے' جب وضو سے فارغ ہوا تو چلو بھر پانی لے کر شرمگاہ پر چھڑکا۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے پیشاب کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیچھے لوٹا لئے کھڑے تھے' آپ نے پوچھا: اے عمر! یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ آپ کے وضو کے لئے پانی ہے' آپ نے فرمایا: مجھے ہر مرتبہ پیشاب کرنے پر وضو کا حکم نہیں دیا گیا اور اگر میں یوں کرنے لگوں تو یہ سنت قرار پائے گا۔
- آپ نے فرمایا تھا: جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء جائے تو تین ڈھیلے برتے یا تین لکڑیاں یا پھر مٹی کے تین لپ استعمال کرے۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر پیشاب کرنے پر شرمگاہ کو مٹی سے پونچھتے یا دیوار سے مل دیتے۔ ہمیں یہی معلوم ہو سکا ہے اور ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا کہ آپ شرمگاہ دھوتے تھے۔
- حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب پیشاب کرتے تو پانی اور ڈھیلا دونوں استعمال نہ کیا کرتے اور یونہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی کرتیں' دونوں حضرات صرف پانی کا استعمال کیا کرتے تھے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ فرمان اتارا:

  فِيهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ○ (سورۂ توبہ: ۱۰۸)

تو رسول اللہ ﷺ نے اہل قباء سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری پاکیزگی کو بہت سراہا ہے' تم کیا کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم استنجاء کرتے وقت پتھر (ڈھیلا) اور پانی دونوں استعمال کرتے ہیں کیونکہ ہم نے تورات پڑھی تھی تو اس میں پانی سے استنجاء کرنا پڑھا تھا چنانچہ ہم میں سے کوئی بھی بیت الخلاء سے نکلتا تو اس نے اپنی پیٹھ (سرین) پانی سے دھوئی ہوتی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا ہے کہ وہ لوگ مینگنیوں کی طرح کا پاخانہ کرتے تھے جبکہ تم لوگ پتلا پاخانہ کرتے ہو لہٰذا پانی سے پہلے ڈھیلا استعمال کیا کرو۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ تین ڈھیلے لاؤں' میں دو ڈھیلے تو لے آیا' تیسرا تلاش کیا تو مل نہ سکا' میں نے اس کی بجائے لید لی اور پیش کر دی لیکن آپ نے دونوں ڈھیلے تو لے لئے مگر وہ لید پھینک دی' فرمایا: ڈھیلا ہی لے کر آؤ۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ خاموش ہو گئے اور تیسرا ڈھیلا نہیں مانگا' حضور ﷺ نے لید کے متعلق فرمایا کہ وہ پلید ہوتی ہے اور تمہارے جن بھائیوں کی خوراک ہوتی ہے۔

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: میرے لئے پتھر (ڈھیلے) تلاش کر کے لاؤ' ہڈی اور لید لے کر نہ آنا۔ اس پر میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ہڈی اور لید کے لانے میں کیا حرج ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ دونوں جنوں کی خوراک ہوتے ہیں' میرے پاس نصیبین سے جنوں کا وفد اور ان کے چوپائے آئے ہیں اور مجھ سے کھانے کی چیز کا مطالبہ کیا ہے' میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ وہ جہاں بھی ہڈی اور لید سے گذریں گے' وہ ان کی خوراک ہوگی۔ ایک روایت میں فرمایا: وہ ہڈی جس پر اللہ کا ذکر ہو چکا اور وہ تمہارے ہاتھ میں آئے' وہ گوشت ہے' ایک روایت میں ہے کہ ہر مینگنی تمہارے چارپائیوں اور مویشیوں کے لئے چارے کا کام دے گی۔ ایک روایت میں ہے کہ ہر مینگنی تمہارے لئے کھجور کی طرح ہوگی۔

ایک روایت میں ہے کہ نصیبین سے جنوں کا وفد میرے پاس دو حصوں میں آیا اور عرض کی' یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں آپ کی دعا قبول فرمالی ہے لہٰذا آپ کی اُمت کو چاہئے کہ ہڈی یا لید یا کوئلے سے استنجاء نہ کیا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہماری روزی قرار دیا ہے۔

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ان سے منع فرما دیا اور فرما دیا کہ جو مویشیوں کی لید اور گوبر یا ہڈی سے استنجاء کیا کرے گا' محمد ﷺ کا اس سے تعلق نہ ہوگا' اس پر آپ سے کسی نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ چیزیں ان کے کس کام آئیں گی؟ تو آپ نے فرمایا: جنات جس ہڈی کے قریب سے گذریں گے' اس پر انہیں گوشت ملے گا اور جس لید کے قریب سے ان کا گذر ہوگا وہ ان کے کھانے کے کام آئے گی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا: اس لئے کہ ہڈی تمہارے جن بھائیوں کا کھانا ہے اور مینگنیاں ان کے مویشیوں کے لئے چارے کا کام دیں گی۔ واللہ اعلم۔

باب

فطرت اور ستھرے پن کے طریقے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسانی فطرت والی عادتوں میں یہ چیزیں نہایت ضروری ہیں: مونچھیں کتروانا' داڑھی بڑھانا' مسواک کرنا' کلی کرنا' ناک میں پانی ڈالنا' ناخن ترشوانا' ہاتھ پاؤں کی انگلیاں دھونا' بغل کے بال اکھاڑنا' زیرِ ناف بال اتارنا' ختنہ کرنا اور پانی استعمال کرنا یعنی استنجاء کرنا۔

- رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے۔ جس نے زیر ناف بال نہ اتارے' ناخن نہ کاٹے اور مونچھیں نہ کتریں' وہ ہم میں سے نہیں ہوگا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ سے عرض کی گئی جبریل نے دیر

کردی ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ میرے پاس آنے میں لیٹ کیوں نہ کرے۔ تم میرے اردگرد ہو' تم اپنے ناخن نہیں کاٹتے' مونچھیں نہیں کترواتے اور انگلیوں کی جڑیں نہیں دھوتے۔

- آپ نے فرمایا: اپنی بغلوں میں سے بال اکھاڑا کرو۔
- حضرت عبداللہ بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ناک سے بال اکھاڑنے میں آکلہ (منہ کی موہری) کی بیماری لگتی ہے لہٰذا انہیں کتر دیا کرو۔ آپ کا فرمان ہے کہ مونچھوں کو ہونٹوں تک کتر دیا کرو۔
- آپ نے فرمایا کہ ناک میں بالوں کا اُگنا کوڑھ سے بچاؤ کرتا ہے۔
- رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک سو بیس سال کی عمر شریف میں ختنہ کیا تھا جبکہ اس کے بعد آپ اسی سال تک زندہ رہے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مونچھیں کاٹنے' ناخن ترشوانے' بغلیں صاف کرنے اور زیر ناف بال اتارنے کے متعلق حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ انہیں چالیس راتوں سے زیادہ تک روک نہ رکھا جائے۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں اکثر اپنی اولادوں کا ختنہ اس وقت تک نہیں کرتے تھے جب تک وہ عقلمند نہ ہو جاتے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو ختنہ کیے ہوئے اور خوش تھے۔
- رسول اللہ ﷺ لڑکیوں کا ختنہ کرنے والے سے فرماتے تھے کہ جب تم ختنہ کرو تو زیادہ باریکی میں نہ جاؤ کیونکہ اس سے چہرے میں خوبصورتی آتی ہے اور یہ شوہر کے پاس جانے پر بہت لذت کا باعث بنتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ عورت کے لئے بہت باعثِ لذت ہوتا ہے اور شوہر کے لئے پسندیدہ ہوتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ عورت کے لئے چہرے کی خوبصورتی اور شوہر کی رضا کا باعث ہوتا ہے۔
- رسول اللہ ﷺ مسلمان ہونے والے کو زیرِ ناف بال اتارنے اور ختنہ کرنے کا حکم فرماتے تھے اگرچہ وہ اسی سال کا ہو جاتا۔
- نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے کہ ماتھے کے بال نہ کترواؤ' مونچھیں کترواؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔
- آپ جب کسی کو دیکھتے کہ اس کی مونچھیں لمبی ہیں تو تیز چھری اور مسواک لیتے' پھر اسے مونچھ کے نیچے رکھ کر کاٹ دیتے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کی ڈاڑھی دیکھی کہ زیادہ لمبی تھی تو فرمایا کاش تم اسے کاٹ دیتے' پھر ہاتھ سے داڑھی کے پہلوؤں کی طرف اشارہ فرمایا (یعنی دونوں طرف سے کاٹ دیتے) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ آپ نے یہ حکم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم دشمن کی سرزمین میں ہو تو ناخن بڑھے رہنے دو کیونکہ یہ ہتھیار کا کام دے سکتے ہیں۔ آپ لوہے سے زیرِ ناف بال مونڈھا کرتے تھے۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ چونا استعمال کیوں نہیں کرتے؟ اس پر فرمایا کہ چونا نعمت میں شمار ہوتا ہے جسے میں پسند نہیں کرتا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ہر ماہ چونا استعمال فرماتے اور ہر پندرہ دن بعد ناخن تراشا کرتے اور جب چونا استعمال فرماتے تو پہلے شرمگاہ پر لگانا شروع فرماتے پھر باقی بدن پر لگاتے' آپ کے جسمِ انور پر شرمگاہ سے ناف تک کے علاوہ بال موجود نہ تھے۔
- حضرت ابومعشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو حمام میں دیکھا کہ ایک شخص آپ کو چونا لگا رہا تھا' جب وہ زیرِ ناف مقام پر پہنچ کر رک گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے جسم پر خود چونا لگایا۔
- آپ بڑھاپے کے سفید بال شروع ہونے پر انہیں اکھاڑنے سے منع فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ یہ قیامت کے دن مسلمان کا نور ہوں گے اور فرماتے کہ جو یہ بال اکھاڑے گا' قیامت کے دن یہ تیر کی شکل بنا دئے جائیں گے جو اس کے چہرے میں چبھیں گے۔
- کبھی تو آپ خود کنگھی کیا کرتے اور کبھی آپ کی بیویاں آپ کو کنگھی کیا کرتیں۔ آپ عورتوں کے بال کاٹنے سے منع فرمایا کرتے۔
- آپ ایک آزاد عورت کے لئے مونڈھوں کے نیچے بال لے جانے سے منع فرماتے اور لونڈی کو مینڈھیوں سے منع فرمایا کرتے۔
- آپ اپنی ڈاڑھی مبارک کے چوڑائی اور لمبائی دونوں طرف سے بال کاٹا کرتے اور فرمایا کرتے کہ اللہ تعالیٰ خود ستھرا ہے اور پاکیزگی ہی کو پسند فرماتا ہے۔
- آپ عورتوں کو باہر جاتے وقت خوشبو لگانے سے منع فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ ہر آنکھ زنا جیسا کام کرتی ہے اور عورت جب عطر لگا کر کسی مجلس سے گذرتی ہے تو زنا جیسا کام کرتی ہے۔
- آپ خضاب لگا کر آدمی کو جوانوں جیسا بننے کا حکم دیتے لیکن سیاہ خضاب سے منع فرماتے اور فرماتے کہ زرد رنگ مومن کا خضاب ہے' سرخ رنگ مسلمان کا خضاب ہے جبکہ سیاہ رنگ کافر کا خضاب ہے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ کے موقع پر اپنے والد ابو قحافہ کو اٹھا کر لائے اور حضور ﷺ کے سامنے بٹھا دیا' اس پر آپ نے فرمایا' تم اگر اس بوڑھے کو اپنے گھر رہنے دیتے تو ہم ابوبکر کی عزت کی خاطر خود اس کے پاس آتے کیونکہ ان کے ہم پر احسان ہیں' اس کے بعد آپ نے ان کے سر پر خضاب لگانے کا حکم دیا اور فرمایا: ان کے بالوں کو بدل دو لیکن سیاہ کرنے سے گریز کرو کیونکہ جو سیاہ خضاب لگائے گا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا چہرہ سیاہ کر دے گا۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے خضاب کا استعمال نہیں فرمایا کیونکہ آپ کے چند سفید بال صرف ڈاڑھی مبارک، کنپٹی اور سرِ انور میں تھے۔
- حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے انہوں نے سر اور ڈاڑھی پر سیاہ خضاب لگا رکھا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ ان سے کہا: تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ عمرو بن عاص ہوں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میرا تم سے معاہدہ بڑھاپے کی بنا پر تھا جبکہ تم نوجوان کی شکل بنائے ہوئے ہو، میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ یہ سیاہی دھو ڈالو۔

سیاہ خضاب کی مشروط اجازت:

- حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا تھا: اس بڑھاپے کو ڈھانپنے کے لئے جو خضاب تم استعمال کیا کرتے ہو اس میں سے بہتر سیاہ رنگ کا ہے یہ تمہاری بیویوں کے لئے پسندیدہ ہے اور اس سے تمہارے دشمن پر رعب پڑتا ہے (لہٰذا معلوم ہوا کہ ایسی ضرورت کے وقت سیاہ خضاب لگانا منع نہیں ۱۲ چشتی)۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اکرم ﷺ کی طرف سے کوئی ایسی روایت نہیں ملی جس میں آپ نے ہاتھوں اور پاؤں کو مہندی لگانے سے منع فرمایا ہو ہاں اگر کسی کو اس بارے میں کوئی روایت مل سکے تو اس مقام پر اسے بیان کر دے۔ واللہ اعلم۔

- حضور ﷺ مہندی، وسمہ، ورس گھاس اور زعفران کا خضاب استعمال فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہودی اور نصرانی خضاب نہیں لگایا کرتے تو تم ان کی مخالفت کیا کرو۔
- رسول اکرم ﷺ کو چونکہ مہندی کی بو اچھی نہیں لگتی تھی، اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسے استعمال نہ فرماتی تھیں۔
- آپ اپنے مبارک بالوں کو ایسی خوشبو لگاتے جس سے معلوم ہوتا کہ ان میں خضاب لگا ہیں اور فرماتے کہ جس کا ایک بھی بال ہو اسے اس کا خیال رکھنا چاہئے۔
- آپ بالوں کو کنگھی کرنے سے منع فرماتے، ہاں کبھی کبھار کی اجازت تھی لیکن بعد میں آپ نے فرمایا کہ جو روزانہ کرنا چاہے، کر سکتا ہے۔
- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ دو مرتبہ تیل لگا لیا کرتے، ان کے بال گھنے تھے، آپ کا فرمان یہ تھا کہ یہ بالوں کی عزت ہے۔
- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے بغیر تیل لگاتا ہے، ستر شیطان اس کے ہمراہ وہ

تیل لگاتے ہیں۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی ڈاڑھی مبارک کو مرکب خوشبو لگا کر ڈھانپ دیتی تھی۔
- آپ سر کے کچھ بال کاٹنے اور باقی چھوڑ دینے سے منع فرماتے تھے' ارشاد تھا کہ یا تو سارے کاٹ دو یا پھر سارے رہنے دو۔
- آپ گدی کے بال حجامت کے بغیر کاٹنے سے منع فرماتے۔
- آپ بالوں اور خون کو دفن کر دینے کا حکم فرمایا کرتے۔
- آپ روزانہ سوتے وقت اثمد (ایک پتھر) کا سرمہ تین تین بار دونوں آنکھوں میں لگایا کرتے اور ارشاد فرماتے کہ سرمہ لگاتے وقت ایک سلائی لگاؤ اور جو یوں کرے گا' اچھا کرے گا اور جو ایسا نہ کر سکے تو کوئی حرج نہیں۔
- آپ کا ارشاد تھا کہ اثمد کا سرمہ لگاؤ کیونکہ یہ آنکھوں کے پلکوں کے بال اُگاتا اور ان کی روشنی بڑھاتا ہے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ پانچ ایسی چیزیں تھیں کہ جنہیں حضور ﷺ چھوڑا نہ کرتے خواہ سفر میں ہوتے یا گھر میں' سرمہ لگانا' شیشہ دیکھنا' کنگھی کرنا' سینگ سے بال درست کرنا اور مسواک کرنا۔
- آپ جب اپنا چہرۂ انور آئینہ میں دیکھتے تو یوں پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَوّٰی خَلْقِیْ فَعَدَّلَهٗ وَ كَرَّمَ صُوْرَةَ وَجْهِیْ فَحَسَّنَهَا وَ جَعَلَنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۝

- آپ کا حکم تھا کہ بچے جب بیدار ہوا کریں تو ان کا منہ دھو دیا کرو۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حضرت اسامہ بن زید کا چہرہ دھونے کا حکم دیا' وہ ابھی بچے تھے' میں نے تو کوئی بچہ جنا ہی نہ تھا اور نہ ہی میں جانتی تھی کہ بچے کا منہ کیسے دھویا جاتا ہے' میں نے اپنے طور پر ان کا منہ دھو دیا' اس پر آپ نے اسے پکڑا اور منہ دھو دیا' پھر ان سے فرمایا: اگر تو بچی ہوتا تو میں تجھے زیور پہناتا (سجاتا) پوشاک پہناتا اور ناک تک پونچھتا۔
- آپ اکثر اپنے سرِ انور اور ڈاڑھی مبارک میں تیل لگاتے اور کپڑے تیل سے بھرے معلوم ہوتے۔
- کبھی تو آپ عود کی لکڑی کی دھونی سے خوشبو لگاتے اور کبھی کستوری' عنبر اور کافور کی خوشبو لگاتے۔
- آپ کستوری لیتے پھر اسے سرِ انور اور ڈاڑھی مبارک پر لگاتے اور فرماتے کہ کستوری تمہارے لئے سب سے اچھی خوشبو ہے۔
- آپ کا فرمان تھا کہ بندوں کی خوشبو وہ بہتر ہے جس کی خوشبو تو معلوم ہو لیکن رنگ نظر نہ آئے جبکہ عورتوں کے

لئے وہ عمدہ ہوتی ہے جس کا رنگ نظر آئے لیکن خوشبو چھپی ہوئی ہو۔

- آپ کا فرمان تھا کہ یہ باتیں انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں: حیاء کرنا' بربادی دکھانا' حجامت (سنگھی لگانا) مسواک کرنا' عطر لگانا اور زیادہ شادیاں کرنا۔
- آپ دودھ' کھجور' گوشت' تیل' تکیہ' مسواک اور کنگھی واپس دینا پسند نہ فرماتے تھے۔ عنقریب انشاء اللہ اس کا ذکر کھانے کے آداب میں آرہا ہے۔
- آپ نے فرمایا: جسے خوشبو اور ریحان پیش کی جائیں تو انہیں واپس نہ کرو کیونکہ ان کا کوئی بار نہیں لیکن خوشبو اچھی ہوتی ہے۔ آپ کو مہندی کا پھل اچھا لگتا تھا اور فرماتے تھے کہ یہ دنیا و آخرت میں خوشبوؤں کی سردار ہے۔ واللہ اعلم۔

باب

برتنوں کا استعمال اور ان کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو وہ برتن پسند تھا جس کا سرا مڑا ہوتا۔

- آپ سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرنے سے منع فرماتے اور فرمایا کرتے کہ جو سونے اور چاندی یا ایسے برتن میں کچھ پئے جس میں ان دونوں کا استعمال ہوا ہو تو اس کے پیٹ میں دوزخ کی آگ ڈالی جائے گی۔
- آپ کے پاس ایک پیالہ تھا جسے چاندی کی زنجیر سے باندھا گیا تھا اور اس میں چاندی ہی کا موسلا تھا۔ یہ نضار نامی درخت سے بنا ہوا تھا' یہ نجد کے علاقے میں پیدا ہوتا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے (آپ کے وصال کے بعد) باہر لے آیا کرتے' لوگوں کو دکھاتے تو وہ اسے دیکھ کر روتے اور حضور ﷺ کو یاد کرتے۔ آپ فرماتے کہ میں نے کئی بار اس میں رسولِ اکرم ﷺ کو پانی پلایا تھا۔ اس میں لوہے کا کنڈا لگا ہوا تھا' حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی جگہ سونے یا چاندی کا کنڈا لگانا چاہا جس پر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں کہا اسے تبدیل نہ کرو بلکہ اسی حالت پر رہنے دو جس پر حضور ﷺ کے دور میں تھا چنانچہ انہوں نے اسے یونہی رہنے دیا۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ ہم رات کو حضور ﷺ کے لئے تین برتن ڈھانک رکھتے' ایک برتن پاکیزگی کے لئے' ایک پینے کے لئے اور ایک مسواک کے لئے۔
- حضور ﷺ اکثر تانبے کے برتن سے وضو فرماتے اور وضو کی بحث کے آخر میں آرہا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا تھا مجھے تانبے کے برتن میں وضو کرنے سے روکا گیا ہے۔

- آپ ہاتھی دانت کی کنگھی استعمال فرماتے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہاتھی کی ہڈی میں تیل رکھنے کو پسند نہ فرماتے۔
- آپ فرماتے تھے: برتن ڈھانپ دیا کرو اور بسم اللہ پڑھو' برتن انڈیلنا ہو تو بسم اللہ پڑھو' پیالہ سے پانی نکالو تو بسم اللہ پڑھو کیونکہ سال بھر میں ایک رات وباء آتی ہے جو بے ڈھکنا برتن یا پیالے میں داخل ہوئے بغیر نہیں گزرتی۔

حضرت امام لیث رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ لوگ رومی مہینے کانون الاوّل (دسمبر) میں وباء آنے سے خوفزدہ رہا کرتے تھے۔

- آپ فرماتے ہیں کہ جب رات کا کچھ حصہ گذر جائے تو اپنے بچوں کو گھر میں روکے رکھو کیونکہ شیطان اس وقت بکھرے پھرتے ہیں اور جب رات کا کچھ حصہ گذر جائے اور عشاء ہو جائے تو انہیں جانے دو۔

ایک روایت میں ہے: جب سورج غروب ہو جائے تو اپنے مویشی اور بچے اس وقت تک کھلے نہ چھوڑو جب تک سخت تاریکی چلی نہ جائے۔

- آپ اس وقت دروازے بند کرنے کا حکم فرماتے جب رات چھا جاتی' آپ فرماتے تھے کہ اللہ کا نام لے کر دروازے بند کر دیا کرو اور یونہی چراغ بجھا دیا کرو' اپنے برتن خالی کر کے انہیں ڈھانپ دیا کرو خواہ ان پر چوڑائی میں لکڑی ہی کیوں نہ رکھنی پڑے کیونکہ شیطان بند دروازہ نہیں کھولا کرتے۔
- آپ رات کو باہر نکلتے تو دروازہ بند فرما دیتے اور جب واپس تشریف لاتے تو کھولا کرتے۔
- آپ دیا بجھا دینے کی تاکید فرمایا کرتے اور فرماتے کہ چوہیا کبھی نہ کبھی فتیلہ لے کر گھر جلا سکتی ہے۔
- آپ سفر کے دوران اور غزوہ جات میں مشرکوں کے برتن دھو کر استعمال کرنے کا حکم فرماتے اور کبھی اپنے صحابہ کو کھانے پینے سے پہلے بن دھوئے استعمال کرنے کو فرماتے اور کبھی فرماتے کہ اگر ان کے علاوہ اور برتن مل جائیں تو ان میں کھایا پیا نہ کرو۔
- آپ مشرکین کے مشکیزے سے وضو فرما لیتے اور ان کا کھانا کھا لیتے' ایک مرتبہ انہوں نے چربی سے پکا کھانا آپ کو پیش کیا جس کا ذائقہ تبدیل تھا' آپ نے اس میں سے کھا لیا۔ (آپ کے ہر کام میں کوئی حکمت ضرور ہوتی تھی) واللہ اعلم۔

باب

وضو کی فضیلت اور اس کی وضاحت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ وضو مکہ میں لازم قرار دیا گیا جبکہ اس کی آیت مدینہ میں نازل ہوئی۔

- آپ فرماتے تھے: ایک شخص قبر میں دفن ہوا تو دو فرشتے اس کے پاس آ گئے' کہا: ہم تجھے ایک ضرب لگائیں گے چنانچہ اسے مارا تو قبر آگ سے بھر گئی' پھر اسے چھوڑ دیا' اسے افاقہ ہوا اور رعب جاتا رہا تو اس نے کہا: تم نے مجھے کیوں مارا ہے؟ انہوں نے کہا: اس لئے کہ تم بے وضو نماز پڑھتے رہے ہو اور پھر تم ایک مظلوم آدمی کے قریب سے گذرے تھے لیکن اس کی مدد نہ کی تھی۔
- آپ ہی نے فرمایا تھا کہ جب کوئی مسلمان یا مومن شخص وضو کرنا شروع کرتا ہے تو منہ دھوتے اور اس پر پانی بہاتے ہی تمام گناہ اس سے نکل جاتے ہیں جنہیں (ممکن ہوتا تو) وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا یا فرمایا کہ آخری قطرہ بہاتے وقت گر جاتے ہیں' پھر جب دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں کی ہر خطا پانی بہاتے ہی یا فرمایا آخری قطرہ بہاتے ہی دور ہو جاتی ہے جسے اس نے ہاتھوں سے کیا ہوتا ہے اور جب وہ دونوں پاؤں دھوتا ہے تو پانی بہاتے یا آخری قطرہ بہاتے ہی پاؤں پر چل کر کئے تمام گناہ دور ہو جاتے ہیں چنانچہ وہ ہر قسم کے گناہوں سے صاف ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے اور آنکھوں کی پلکوں کے گناہ بھی دور ہو جاتے ہیں پھر اس کا مسجد کی طرف چل کر جانا اور نماز پڑھنا الگ درجہ رکھتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضورﷺ ہمیں اکثر یہ حدیث سنایا کرتے اور فرماتے کہ اس بات کو بھلانا نہیں (یعنی دھوکے میں آ کر نہ بھلا بیٹھنا)۔

- یہ بھی فرمایا تھا: کوئی بھی مسلمان جب وضو کرنا شروع کرتا ہے اور پانی بہاتا ہے' پھر نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور جو کچھ وہ پڑھ رہا ہوتا ہے' اسے معلوم ہوتا ہے تو وہ گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اسے اس کی ماں نے جنا ہے۔
- پھر فرمایا تھا کہ مکروہ کاموں کے بعد وضو کرنا' مسجد کی طرف قدم بڑھانا اور ایک نماز کے بعد دوسری کی انتظار رکھنا خطاؤں کو خوب دھو دیا کرتا ہے۔
- آپ ہی نے فرمایا: جو شخص سخت سردی کے موسم میں وضو کرتا ہے تو اسے عام وضو سے دو گناہ اجر ملے گا اور سخت گرمی میں وضو کرتا ہے تو اسے ایک گنا اجر ملتا ہے۔

- آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پاکیزگی کے بغیر پڑھی گئی نماز (گویا) قبول ہی نہیں فرماتا۔
- عادتِ کریمہ تھی ایک مرتبہ وضو کر کے نفل پڑھے بغیر دوسری مرتبہ وضو نہ فرماتے خواہ دو رکعت ہی پڑھتے۔

ایک مرتبہ آپ کے پاس وضو کا برتن لے کر آئے کہ آپ وضو فرما لیں تو آپ نے فرمایا: مجھے نماز نہیں پڑھنا ہے کہ وضو کروں۔

- ایک مرتبہ فرمایا: وضو کا دھیان صرف مومن ہی رکھا کرتا ہے۔
- آپ نے مزید فرمایا: جو پاکیزہ حالت میں (وضو کئے ہوئے پر) وضو کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے (جن کی عظمت وہی جانتا ہے)۔
- ایک دن آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا: اے بلال! تم کس بنا پر میرے آگے جنت میں جا رہے تھے' میں آج ہی جنت میں گیا تھا اور اپنے آگے آگے تمہارے پاؤں کی آہٹ سنی تھی؟ حضرت بلال نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ اجازت یوں ملی کہ میں دو رکعتیں پڑھا کرتا ہوں' اور جب وضو ٹوٹ جاتا ہے تو نیا وضو کر لیا کرتا ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا: اب پتہ چل گیا ہے۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا: جو اچھے طریقے سے وضو کرتا ہے اور پھر چار رکعت ایسے نفل پڑھتا ہے کہ ان میں بھول نہیں پاتا تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جس نے وضو کرتے وقت اپنے آپ سے باتیں نہ کیں اور دو نفل پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں بیان کی گئی' نفس میں بات کے ذکر سے' دل میں آنے والی صورتیں نکل گئیں (یعنی ایسی صورتوں کا آنا حرج نہیں) کیونکہ انہیں دور کر دینا انسان کی قدرت میں نہیں ہے اور اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ کسوف میں واقع ہوا' آپ فرماتے ہیں: ''میں نے جنت اور دوزخ دیکھا۔'' واللہ اعلم۔

- حضرت علی کرم اللہ وجہہ بے وضو ہوئے بغیر ہر فرض نماز کے لئے وضو کر لیا کرتے چنانچہ جب نماز کا وقت ہوتا تو پانی منگواتے' اس میں سے ایک چلّو بھرتے' اس سے کلّی کرتے' ناک میں پانی ڈالتے اور باقی پانی چہرے' دونوں بازوؤں' سرِ انور اور دونوں پاؤں پر ڈالتے اور پھر کہتے کہ یہ وہ وضو ہے جو بے وضو ہوئے بغیر کیا جاتا ہے۔

فصل:

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ عمل نیت کی بناء پر انجام پاتا ہے اور ہر شخص کو اس کی نیت کا پھل ملتا ہے۔

ہمارے استاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ کوئی علمی شخص کبھی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ نیت کے بغیر کوئی عمل کامل ہو جاتا ہے کیونکہ اصل مقصد نیت ہی ہوتا ہے اور یہ بات عمل کرنے والے کے بغیر ممکن نہیں ہاں کوئی بے عقل ہو اور نہیں جانتا کہ وہ کیا کر رہا ہے تو اور بات ہے اور ایسے شخص کو اللہ کسی حکم پر عمل کی تکلیف نہیں دیتا اور وہ جو حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے طریقے پر نقل کیا گیا ہے کہ یہ (نیت کرنا) فرض نہیں ہے تو ان کا مطلب یہ ہے کہ یہ سنت سے ثابت ہے' کتاب اللہ سے نہیں لہٰذا یہ ان کے نزدیک واجب ہے' فرض نہیں چنانچہ یہ اختلاف (امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے درمیان) صرف الفاظ کا ہے۔ رہا وہ جو ان کے اصحاب نے آپ کی کلام پر بنیاد رکھتے ہوئے کہا ہے کہ نیت کے بغیر وضو اور غسل صحیح ہو جاتا ہے جیسے وہ شخص جو جنابت کی حالت میں ہو اور نہر میں تیر رہا ہو اور اسے اپنی حالت جنابت کا خیال بھی نہ ہو تو یہ ان اصحاب کی غفلت ہے' لگتا ہے کہ انہوں نے یہ دیکھا کہ پانی کسی خاص عضو کو بلا نیت پاک کر دیتا ہے بالکل ایسے ہی جیسے زمین پانی سے اس وقت خود بخود (بلا نیت) پاک ہو جاتی ہے جب وہ اس پر چڑھ آتا ہے اور اس میں کھیتیاں بھی اُگا دیتی ہے اگرچہ کوئی انسان اس میں بیج نہ ڈالے چنانچہ نیت نہ کرنے والا کامل اور مکمل وضو سے رہ جاتا ہے' صرف وضو تو ہو ہی جاتا ہے کیونکہ ایک مکلف شخص اللہ سے کئے معاہدہ سے صرف اس وقت نکلتا ہے جب وہ تکلیف دئے حکم میں موجود ہوتا ہے خصوصاً اس وقت جب اس پر نام بھی نہ پڑا ہو' تو اس کا حکم مردہ جیسا ہوتا ہے۔

- آپ اکثر اوقات ہر نماز کے لئے وضو فرمایا کرتے اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ آپ ایک ہی وضو سے پانچوں نمازیں پڑھ لیتے۔
- آپ کا وضو کئی طرح سے ہوتا تھا لیکن اکثر وضو پر وضو ہوتا تھا' دوسرے وضو میں کچھ تبدیلی ہوتی تھی چنانچہ کبھی وضو فرماتے تو برتن میں سے پانی لے کر اپنے دائیں ہاتھ پر ڈالتے اور تین مرتبہ دھوتے حالانکہ ابھی ہاتھ برتن میں نہ ڈالے ہوتے' پھر ایک ہی ہاتھ سے کلی فرماتے اور تین بار ہی ناک میں پانی ڈالتے' پھر تین مرتبہ چہرۂ انور دھوتے' پھر تین مرتبہ دایاں ہاتھ دھوتے' پھر تین مرتبہ ہی بایاں ہاتھ دھوتے۔ اس کے بعد برتن میں ہاتھ ڈالتے' سر کے آگے اور پچھلی طرف ایک ہی مرتبہ مسح فرماتے' اس کے بعد دایاں پاؤں تین بار دھوتے اور پھر تین مرتبہ ہی بایاں پاؤں دھوتے۔

یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے' اس میں صرف سر کا مسح ایک بار کرنے کا ذکر ہوا ہے جبکہ دونوں کانوں کے مسح کا ذکر نہیں۔

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ میں

سر کا مسح تین مرتبہ فرمایا تھا۔ اس کے بعد حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اپنی چندیا پر رکھا' پھر کھینچتے ہوئے اسے سر کے آخر تک لے گئے پھر اگلی طرف لائے' اس دوران اپنا ہاتھ مبارک سر سے الگ نہیں کیا اور نہ ہی تین مرتبہ پانی لیا چنانچہ جس نے مسح کی یہ کیفیت دیکھی' اس نے کہہ دیا کہ آپ نے ایک ہی مرتبہ میں مسح کیا اور جس نے آپ کے ہاتھ کی حرکت دیکھی' اس نے کہا کہ تین مرتبہ کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

کبھی ایسا ہوتا کہ آپ پانی کو اپنے دونوں ہاتھوں پر ڈالتے اور دھو لیتے پھر دایاں ہاتھ اس برتن میں ڈالتے اور اس پانی کو دوسرے ہاتھ پر ڈالتے' پھر ہتھیلی دھوتے' پھر کلی کرتے اور ناک میں پانی ڈالتے اور پھر دونوں ہاتھ اکٹھے پانی میں ڈالتے اور پانی کی لپ بھرتے اور اسے چہرے پر ڈالتے پھر دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کے اگلے حصے پر پھیرتے' پھر دوسری اور تیسری مرتبہ چلاتے پھر دائیں ہاتھ سے کچھ پانی لیتے اور پیشانی پر ڈالتے جو چہرے پر پھیل جاتا' اس کے بعد دونوں بازو کہنیوں تک تین تین بار دھوتے' پھر سر کا مسح کرتے اور کانوں کے باہر کا بھی کرتے' پھر دونوں ہاتھ برتن میں ڈالتے اور لپ بھر پانی لے کر اسے پاؤں پر ڈالتے جس میں جوتا ڈالا جاتا ہے اور اسے اس پانی سے دھوتے پھر دوسرا پاؤں یونہی دھوتے پھر کھڑے ہو جاتے اور وہ برتن پکڑ لیتے جس میں وضو کا پانی بچ گیا ہوتا چنانچہ کھڑے ہو کر اسے پی لیتے۔۔۔ یہ بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی روایت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا دونوں جوتوں میں یوں کرتے؟ انہوں نے کہا' ہاں دونوں میں' میں نے دوبارہ اور تیسری بار پوچھا تو انہوں نے یہی جواب دیا۔

کبھی وضو فرماتے وقت آپ اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالتے اور ہاتھوں کے جوڑ تک دھوتے' پھر کلی فرماتے اور ناک میں پانی ڈالتے' ایسا تین تین بار کرتے' پھر تین مرتبہ چہرۂ انور دھوتے پھر تین مرتبہ داہنا ہاتھ دھوتے اور پھر تین مرتبہ ہی بایاں ہاتھ دھو لیتے' پھر برتن میں ہاتھ ڈال کر کچھ پانی لیتے جس سے ایک ہی مرتبہ میں سر اور دونوں کانوں کا ظاہری اور اندر کی جانب مسح فرماتے' دونوں انگلیاں دونوں کانوں کے سوراخوں میں ڈالتے اور انگوٹھوں کے اندر کے حصے سے ان کے ظاہر پر مسح فرماتے اور کانوں کے اندر شہادت کی دونوں انگلیوں سے مسح فرماتے' بعد ازاں دونوں پاؤں دھوتے اور فرماتے:

جو میرے جیسا وضو کرے گا اور چپ چاپ دو نفل پڑھے گا' اس کے پچھلے سب گناہ بخش دیے جائیں گے یہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔

کبھی آپ پانی منگواتے اور دونوں ہاتھوں پر ڈال کر انہیں کو تین مرتبہ دھوتے' پھر پانی میں ہاتھ ڈال کر اسے نکالتے اور تین مرتبہ منہ دھوتے' پھر دوبارہ ہاتھ ڈال کر نکالتے اور اس سے دونوں ہاتھ دو مرتبہ کہنیوں تک دھوتے' پھر ہاتھ ڈال کر نکالتے اور اس سے سر کا مسح فرماتے اور ہاتھوں کو آگے پیچھے لے جاتے اور آخر میں ٹخنوں تک دونوں پاؤں دھوتے۔

یہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے اور اس میں یہ دلیل ہے کہ چہرہ دھونے کے بعد ہاتھ کو پانی میں ڈالنے سے پانی استعمال شدہ شمار نہیں ہوتا۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی طرح وضو کر کے دکھایئے چنانچہ انہوں نے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا' دو دو مرتبہ دونوں ہاتھ دھوئے' پھر تین بار کلّی کی اور ناک میں تین بار پانی ڈالا' یہ کام ایک ہی ہاتھ سے کیا' پھر تین مرتبہ چہرہ دھویا' پھر دو دو بار دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے' پھر سر کا مسح اس پانی سے کیا جو دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں سے بچا ہوا نہ تھا اور انہیں خوب صاف کیا۔ اس کے بعد فرمایا: یہ ویسا وضو ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔

ایک اور مرتبہ آپ سے کہا گیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ جیسا وضو کر کے دکھایئے چنانچہ آپ نے چہرہ تو تین بار دھویا لیکن دونوں ہاتھ دو دو مرتبہ دھوئے اور دونوں پاؤں بھی دو دو مرتبہ دھوئے' پھر سر کا مسح دو مرتبہ کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا وضو یوں تھا۔

حضرت ابوعبداللہ سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزدور تھا' میں نے انہیں وضو کرتے دیکھا تو مجھ سے فرمایا کہ دیکھو' میں تجھے دکھاتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ وضو کیسے فرمایا کرتے تھے چنانچہ انہوں نے تین بار کلّی کی' تین بار ناک میں پانی ڈالا اور چہرہ بھی تین مرتبہ دھویا' پھر دایاں ہاتھ تین بار دھویا' یونہی تین بار بایاں ہاتھ دھویا' پھر اپنا ہاتھ سر کی اگلی طرف رکھا اور ایک ہی مرتبہ میں سر کا مسح کیا' پھر دونوں ہاتھ دونوں کانوں پر پھیرے پھر رخساروں پر پھیرے اور پھر دونوں پاؤں دھوئے۔

حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا' ان دنوں میں مکاتب (جسے مال مقرر کر کے آزاد کیا جائے) تھا' آپ میرے سامنے تشریف فرما ہو جاتیں' مجھ سے گفتگو فرماتیں اور میں ان سے رسول اللہ ﷺ کے حالات پوچھا کرتا۔ ایک دن میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے اُم المؤمنین! میرے لئے برکت کی دعا فرمایئے۔ آپ نے پوچھا: کیا دعا کروں؟ میں نے عرض کی کہ اللہ مجھے رہائی عطا فرما دے۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تمہیں برکت دے اور پھر میرے آگے پردہ ڈال دیا' چنانچہ آج تک میں نے انہیں دوبارہ نہیں دیکھا۔

اب دو مزید کیفیتیں رہ گئی ہیں جو اس کی طرف رہنمائی کرتی ہیں جس کا انشاء اللہ ہم آئندہ ذکر کریں گے اور انہیں کسی راوی کی طرف منسوب کرنے کی ضرورت نہیں۔

- حضرت اوس بن ابی اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے وضو فرمایا اور پانی لے کر دونوں قدموں پر مسح فرمایا' آپ نے جرابیں پہن رکھی تھیں۔

  علماء کرام کہتے ہیں کہ یہ معاملہ اسلام کی ابتداء میں تھا۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ نے قطری پگڑی پہن رکھی تھی'

آپ نے عمامہ کے نیچے ہاتھ ڈالا اور سر کے اگلے حصے کا مسح فرمایا اور عمامہ نہیں اتارا۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ ایک ایک مرتبہ وضو کے کام کر رہے تھے اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ آپ دو دو مرتبہ پانی ڈالتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ نور علیٰ نور ہے اور پھر یہ بھی دیکھا کہ آپ تین تین مرتبہ پانی بہاتے تھے اور فرمایا تھا کہ: میرا' مجھ سے پہلے انبیاء اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کا وضو یوں ہوتا تھا' جو اس سے بڑھائے یا کم کرے تو اس نے برا کیا اور ظلم و زیادتی کی۔
- حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چھوٹا سا لشکر بھیجا' انہیں سخت سردی لگی' جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس آئے تو آپ نے حکم فرمایا کہ پگڑیوں اور جرابوں پر مسح کر لو۔
- آپ سر کا مسح لپ بھر پانی سے کرتے جس سے پانی بہنے لگتا یا بہنے کے قریب ہوتا اور کبھی سر کا مسح اس پانی سے کرتے جو وضو سے بچا ہوا بازوؤں پر لگا ہوتا۔
- آپ فرماتے تھے کہ جب انسان وضو کرتے وقت اپنے سر کا مسح پانی سے کرتا ہے تو ہر بال کے بدلے میں اللہ تعالیٰ ایک گناہ دور کر دیتا ہے۔ اس پر عرض کی گئی' یا رسول اللہ! یہ فرمایئے کہ اگر گناہ اس سے کم ہوں تو کیا ہوگا؟ فرمایا: ایسے میں اللہ تعالیٰ سب کو نیکیاں بنا دے گا اور تمہارے سروں اور ڈاڑھیوں میں سے کوئی بہنے والا قطرہ ایسا نہیں جس کے مقابلے میں بخشا جانے والا گناہ نہ ہو۔
- حضور ﷺ بالوں کو ان کی حالت سے تبدیل نہ فرماتے تھے۔ آپ اگلے حصے سے پچھلے کی طرف سر کا مسح فرماتے تھے اور دونوں ہاتھوں کو کانوں کے نیچے سے نکالتے تھے اور کنپٹیوں کا مسح کرتے تھے۔
- حضور ﷺ جسے دیکھتے کہ اس نے وضو کے اعضاء میں سے کوئی حصہ رہنے دیا ہے جیسے مثلاً کسی کا ناخن جتنا حصہ وضو سے رہ گیا تو اس سے فرماتے تھے: "جاؤ اور اچھی طرح سے وضو کرو۔" چنانچہ وہ شخص جاتا اور نئے سرے سے وضو کرتا۔ پھر اکثر آپ اسے وضو اور نماز دوبارہ کرنے اور پڑھنے کا حکم دیتے جس نے ذرا سی جگہ بھی وضو کرنے سے رہنے دی ہوتی تو آپ فرمایا کرتے کہ مجھے ایڑیوں اور قدموں کے اندرونی حصے کا دوزخ میں جلنے کے بارے میں ڈر رہتا ہے۔

وجہ یہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب آتے اور دیکھتے کہ نماز کا وقت جا رہا ہے تو وضو میں جلدی کرتے تاکہ مسجد میں پہنچ سکیں' اس موقع پر ان کی ایڑیوں کو دیکھ کر صاف پتہ چل رہا ہوتا تھا کہ پانی انہیں لگا تک نہیں' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا: اے لوگو! وضو کرتے وقت اچھی طرح سے پانی ڈالو کیونکہ ایڑیاں خشک رہنے پر دوزخ کا ڈر ہے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو وضو کرتے دیکھا کہ اس کے پاؤں کی پشت پر تھوڑی سی جگہ ایسی رہ گئی ہے جسے پانی نہیں لگا تو اسے فرمایا: تمہارے پاؤں کا جو حصہ دھونے سے رہ گیا ہے' اسے دھو لو۔ اس نے

سردی کا عذر پیش کیا تو آپ نے سردی سے بچنے کے لئے اسے گرم کپڑا پہننے کو دیا۔

- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورتوں کے ہاتھوں پر لگے خضاب (مہندی) کو دھونے کا حکم فرماتیں اور انہیں اس خضاب پر پانی بہالینے سے منع فرماتیں' آپ کی طرف سے فرمان تھا کہ ایسے کام کرنے کی بجائے مجھے چھری سے ہاتھ کٹوالینا منظور ہے۔
- حضور ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن عشاء کی نماز کے بعد مہندی لگا کر سو جایا کرتی تھیں اور جب فجر کا وقت ہوتا تو اسے اتار کر وضو کرتیں اور نماز پڑھ لیتیں' پھر ظہر تک اچھی طرح سے مہندی لگا لیتیں' یہ مہندی ان کی نماز سے رکاوٹ نہ ہونے پاتی۔

موزہ پر مسح کے باب میں آگے جلد آ رہا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا پگڑی پر میں مسح کرلوں تو میرے لئے جائز ہوگا؟ تو انہوں نے فرمایا تھا: نہیں بلکہ تمہیں بالوں کو پانی لگانا ہوگا۔

- رسول اللہ ﷺ کبھی تو سارے سر کا مسح فرماتے' کبھی کچھ حصے کا' کبھی صرف پگڑی پر کرتے اور کبھی سر کے کچھ حصے کا مسح کر کے باقی مسح پگڑی پر فرماتے۔
- حضور ﷺ کبھی کبھی وضو فرماتے وقت کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا چھوڑ دیا کرتے تھے جیسے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گذشتہ روایت سے پتہ چلتا ہے اور کبھی منہ دھونے کے بعد کیا کرتے۔ ہمیں تو ایسی روایت نہیں مل سکی جس میں یہ ہو کہ آپ نے وضو کی ترتیب بدلی ہو' صرف حضرت عبداللہ بن زید کی گذشتہ ایک روایت ایسی ہے کیونکہ صرف اس میں دو پاؤں دھونے کے بعد سر کے مسح کا ذکر ہے' یونہی ہمیں ایسی کوئی روایت بھی نہیں ملی جس سے پتہ چل سکے کہ آپ نے کبھی مسلسل وضو کئے جانے میں کوتاہی فرمائی ہو لیکن اس کے باوجود آپ اپنے صحابہ کو اعضاء دھونے میں اس مسلسل دھونے کا پابند نہیں بناتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا طریقہ تھا کہ بازار میں ہوتے تو پاؤں چھوڑ کر وضو کر لیتے' پھر مسجد کی طرف آتے تو پہلا وضو خشک ہو چکا ہوتا' یہاں آ کر آپ دونوں موزوں پر مسح کر کے نماز پڑھ لیتے' رہا حضور ﷺ کا یہ فرمان کہ تھوڑی سی جگہ رہ جانے پر وضو دوبارہ کرو' تو یہ ان کے لئے ڈانٹ تھی' باب کے آخر میں اس کا ذکر آ رہا ہے۔

- حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ حضور ﷺ اپنا چہرۂ مبارک داہنے ہاتھ سے دھوتے تھے اور کبھی دونوں ہاتھوں سے دھوتے اور پھر دونوں کانوں کے لئے اکثر اوقات آپ وہ پانی نہ لیتے جو سر سے بچا ہوتا بلکہ نیا پانی لیا کرتے۔
- کبھی آپ صرف دونوں ہاتھ پہنچوں تک اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوتے اور کبھی ان [illegible] زیادہ بار دھوتے۔ کبھی آپ خود اپنے اعضاء پر پانی ڈال لیا کرتے اور فرمایا کرتے کہ وضو کرتے وقت مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی [illegible] کبھی ڈلوا لیا کرتے چنانچہ حضرت ام عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے [illegible]

آپ کو وضو کراتیں جبکہ آپ بیٹھے ہوتے۔

- کئی مرتبہ آپ ڈاڑھی اور انگلیوں کا خلال کرنا ترک فرما دیتے اور اکثر آپ وضو فرماتے وقت انگوٹھی کو حرکت دیتے تھے۔

خاتمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی سر کا مسح بھول جائے اور پھر نماز پڑھتے ہوئے اسے یاد آ جائے اور ڈاڑھی میں تری محسوس ہو تو اسی تری سے سر کا مسح کر لے کیونکہ ایسے میں اس کے لئے یہی کافی ہوگا لیکن اگر تری موجود نہ ہو تو اسے وضو اور پڑھی ہوئی نماز لوٹا لینا چاہئے۔

- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلسل البول (قطرہ قطرہ پیشاب جاری رہنا) کی بیماری والے کو حکم فرماتے تھے کہ ہر نماز آنے پر نیا وضو کر لیا کرے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دائنے عضو سے پہلے بائیں کو دھونے کی اجازت دے رکھی تھی' فرمایا کرتے کہ میں جب وضو مکمل کرتا ہوں تو اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ کس عضو سے شروع کیا ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان بھی یہی تھا۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب پانی نظر آ جاتا اور نماز کا وقت باقی ہوتا تو پانی منگواتے' اس میں سے ہتھیلی بھر لیتے' اس سے کلی کرتے اور ناک میں ڈالتے پھر باقی پانی چہرے' دونوں بازوؤں' سر اور دونوں پاؤں پر بہا لیتے اور فرماتے کہ پہلے وضو میں بے وضو ہونے والے کا وضو یونہی ہوتا ہے جیسے اس باب کے شروع میں آ چکا۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضو کا پانی طشت (تھال) میں بھرتے جاتے چنانچہ وہ بھر جاتا' آپ مجوسیوں کی مخالفت کرنے کی بناء پر بھرنے سے پہلے اسے بہاتے نہ تھے۔
- حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ مجھے تانبے کے برتن والے پانی میں وضو کرنے سے روکا گیا ہے اور اس بات سے بھی کہ چاند کی ابتدائی تاریخوں میں بیوی سے ہم بستری کرو اور اس بات سے بھی کہ جب نماز کی سنت تک پہنچ جاؤں تو مسواک کروں۔

اس کے علاوہ کئی ایک مقام پر انشاء اللہ سنت وضو کی بحث میں یہ بات آئے گی۔ واللہ اعلم۔

باب

وضو کی سنتیں

وہ بنیادی بڑی اہم سنتیں جن کی تاکید کی گئی ہے' کل دس ہیں:

پہلی سنت:

مسواک

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں اپنی اُمت کے لئے بوجھ نہ سمجھتا تو انہیں حکم دیتا کہ ہر وضو کے موقع پر مسواک کیا کریں۔ ایک روایت میں ہے کہ جیسے وہ وضو کرتے ہیں ویسے ہی ہر نماز کے موقع پر مسواک کیا کریں۔ ایک روایت میں ہے کہ اگر میں اپنی امت پر بوجھ نہ سمجھتا تو ہر نماز کے موقع پر ان کے لئے مسواک اور خوشبو لگانا لازم قرار دیتا جیسے میں نے ان کے لئے وضو لازم قرار دیا ہے۔

- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیشہ مسواک کا ذکر فرماتے رہتے جس سے مجھے فکر رہتی کہ اس بارے میں کہیں قرآنی حکم نہ آ جائے۔
- آپ فرماتے ہیں: جبریل علیہ السلام مجھے مسواک کے بارے میں تاکید کرتے رہتے جس سے مجھے دانت گر جانے کا اندیشہ رہتا۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ تھا کہ سخت جنگ کے موقع پر اپنی مسواکیں تلواروں کے دستانوں سے باندھ دیا کرتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو مسواک کر لیتے۔
- حضور ﷺ کا فرمان تھا کہ مسواک کر کے صرف دو رکعت پڑھنا مجھے بغیر مسواک کئے ستر رکعتیں پڑھنے سے زیادہ اچھا لگتا ہے۔
- آپ فرماتے تھے: جب تم وتر پڑھنا چاہو تو سونے سے پہلے مسواک کر لیا کرو۔ آپ خود رات میں کئی مرتبہ مسواک کیا کرتے چنانچہ جب بھی دو رکعت پڑھتے' مسواک کر لیتے' پھر دو رکعت پڑھتے اور مسواک کر لیتے اور یونہی کئے جاتے۔

حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کان پر قلم کی جگہ یوں مسواک رکھا کرتے جیسے ایک کاتب بائیں کان پر قلم رکھتا ہے اور جب بھی نماز کے لئے اٹھتے' مسواک کرتے اور پھر وہیں رکھ لیا کرتے۔

کتاب الصلوٰۃ میں آنے والا ہے کہ جب لوگوں کو ہر نماز کے موقع پر وضو کرنے کا حکم ہوا تو انہیں بوجھ محسوس ہوا'

چنانچہ اس کی جگہ ہلکا جانتے ہوئے مسواک کا حکم دیا گیا۔

- حضور ﷺ جب رات یا دن میں بیدار ہوتے تو مسواک سے منہ صاف کرتے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے لئے پانی اور مسواک رکھ چھوڑا کرتے اور آپ جب تہجد کے لئے اٹھتے' بیت الخلاء جاتے' پھر مسواک کر کے وضو فرماتے۔
- آپ گھر میں داخل ہوتے ہی مسواک شروع فرما دیتے اور فرماتے: اس سے منہ صاف ہو جاتا ہے' پروردگار راضی ہوتا ہے اور آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔
- آپ کا فرمان تھا کہ قرآن پڑھنے کے لئے اپنے منہ پاک صاف رکھو کیونکہ اس موقع پر فرشتہ تہمارے منہ پر منہ رکھتا ہے اور تمہارے منہ سے نکلنے والا قرآن فرشتے کے پیٹ میں جانا ہوتا ہے۔

حضرت ابوموسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مسواک کا ایک کنارہ آپ کی زبان پر تھا' آپ مسواک فرما رہے تھے اور اُع اُع کر رہے تھے' مسواک منہ میں تھی جیسے قے کر رہے ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ آہ آہ کر رہے تھے جیسے قے کر رہے ہوں۔

ایک اور روایت یہ ہے کہ آپ عاعا کی آواز نکال رہے تھے۔

- آپ نے فرمایا تھا: میں نے تمہیں اکثر مسواک کرنے کو کہا ہے اور تم نے یوں کیا ہے۔
- آپ نے بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا' مسواک کر رہا ہوں' دو آدمی آ گئے جن میں سے ایک' دوسرے سے بڑا تھا' میں نے ان میں سے چھوٹے کو پکڑا دی' مجھ سے کہا گیا کہ بڑے کو پکڑاؤ چنانچہ میں نے بڑے کو پکڑا دی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایسا ایک مرتبہ جاگتے میں کیا تھا اور مسواک بڑے شخص کو پکڑا دی تھی۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسواک کرنا ہوتی تو آپ مجھے پکڑا دیتے' پہلے میں مسواک کرتی اور پھر دھو کر آپ کو پکڑا دیتی۔
- آپ جب بھی گھر سے نکلتے' مسواک کر کے نکلتے' آپ فرمایا کرتے کہ جو مسواک سے غفلت کرے گا' میرے ساتھ اس کا تعلق ہی کیا؟
- آپ فرماتے تھے ایک روزے دار کی بہتر عادت یہ ہے کہ مسواک کیا کرے۔
- جب بھی آپ اپنے پاس بیٹھے بدبودار منہ والے کو دیکھتے تو اسے مسواک کرنے کا حکم فرماتے۔
- حضرت ابن عمر اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ روزہ دار دن کے ابتدائی اور آخری حصے میں مسواک کیا کرے۔

- آپ فرمایا کرتے کہ روزہ دار کے منہ سے جو بُو اللہ کے ہاں کستوری کی بُو سے پیاری ہوتی ہے اور یہی وہ حدیث ہے جس کو اس شخص نے دلیل بنایا ہے جو کہتے ہیں کہ روزہ دار کے لئے زوال کے بعد مسواک کرنا اچھا نہیں ہو کہ یہ بُو پیدا ہو سکے۔
- آپ کا ارشاد ہے: تم روزہ رکھو تو اگلے پہر مسواک کر لیا کرو، پچھلے پہر نہ کیا کرو کیونکہ جس روزہ دار کے ہونٹ پچھلے پہر خشک ہو جاتے ہیں، دونوں ہی قیامت کے دن اس کی آنکھوں کے سامنے روشنی کرتے ہوں گے۔
- حضور ﷺ کلی کرتے وقت اکثر صرف انگلی ہی سے منہ صاف کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مسواک کی بجائے انگلیاں بھی کافی ہیں۔
- آپ نے فرمایا تھا: جب بھی مسواک کرو، چوڑائی میں کرو۔ آپ نے وصال سے کچھ قبل موت کے وقت کھجور کی ایک ترٹہنی سے مسواک فرمائی تھی جو حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھ میں تھی۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ کیا آدمی مسواک منہ میں ہی رکھے؟ فرمایا ہاں، میں نے پوچھا: ایسا کیونکر کرے گا؟ فرمایا کہ انگلی اپنے منہ میں پھیر لیا کرے۔ واللہ اعلم۔

<u>دوسری سنت:</u>

ہاتھ دھونا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص وضو کرنے لگے تو پہلے دونوں ہاتھ دھو لیا کرے کیونکہ کافر کا طریقہ یہ ہے کہ وہ پہلے منہ دھوتا ہے۔

- آپ نے فرمایا: جو شخص سو کر اٹھے تو تین مرتبہ دھوئے بغیر اپنے ہاتھ برتن میں نہ ڈالے، اس لئے کہ انہیں کیا پتہ اس کے ہاتھ کہاں لگ چکے ہیں یا فرمایا کہ اس کے ہاتھ کہاں پھرتے رہے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ اپنا ہاتھ اس وقت تک برتن میں نہ ڈالے جب تک اس پر دو یا تین مرتبہ پانی نہ بہا لے۔
ایک اور روایت میں ہے کہ جب تک انہیں دھو نہ لے، اس روایت میں آپ نے نہ دو مرتبہ کا ذکر فرمایا ہے، نہ ہی تین کا۔
صحابہ کرام میں سے اکثر صرف پتھروں (ڈھیلوں) ہی سے استنجاء کیا کرتے چنانچہ اکثر پسینہ آ جاتا تو پلیدی کی جگہ [illegible] ہو جاتی۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وضو کے برتن میں ہاتھ نہ ڈالا کرتے خواہ بڑا حوض ہی ہوتا، فرماتے تھے کہ یہ بھی تو ایک برتن ہی ہے لیکن دیگر صحابہ ہاتھ ڈالنا برا نہ جانتے تھے بشرطیکہ ہاتھ صاف ستھرا ہوتا۔

تیسری سنت:

ناک صاف کرنا' کلّی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو وضو کرنا چاہے وہ ناک میں پانی ڈال کر جھاڑے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ دونوں نتھنوں کو پانی سے صاف کرے اور انہیں ہاتھ سے جھاڑے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی سو کر اٹھے تو وضو کرے اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال کر جھاڑے کیونکہ شیطان یہاں ٹھہرا کرتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ دو یا تین مرتبہ ناک جھاڑے۔

- حضور ﷺ جب وضو کرنا شروع فرماتے تو ایک ہی ہاتھ سے تین تین مرتبہ کلّی کرتے اور ناک میں پانی ڈالتے نیز ارشاد فرماتے کہ جو وضو کرنا شروع کرے' وہ کلّی کرے اور ناک میں پانی ڈالے۔
- ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کیا چنانچہ کلّی کی اور پھر بائیں ہاتھ سے ناک میں پانی ڈال کر جھاڑا اور فرمایا: یہ تھا نبی کریم ﷺ کا وضو۔
- حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ وضو فرما رہے تھے اور پانی آپ کے چہرے سے بہہ رہا تھا' ڈاڑھی مبارک سینہ پر پھیلی ہوئی تھی' میں دیکھ رہا تھا کہ آپ کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے درمیان کچھ وقفہ فرماتے تھے۔
- آپ جب روزہ سے نہ ہوتے تو کلی اور ناک میں پانی ڈالتے وقت پانی خوب بہاتے۔

چوتھی سنت:

ڈاڑھی مبارک اور انگلیوں میں خلال کرنا

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب وضو فرماتے تو ڈاڑھی کا خلال کیا کرتے چنانچہ ہاتھ پر پانی لگاتے اور اسے ٹھوڑی کے نیچے سے گذارتے ہوئے ڈاڑھی کا خلال فرماتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یونہی حکم فرمایا ہے۔

- آپ اپنے رخسار کو تھوڑا سا ملتے اور ڈاڑھی مبارک میں نیچے سے انگلیاں داخل کرتے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے دیکھا کہ آپ کبھی کبھی ڈاڑھی کا خلال چھوڑ دیا کرتے تھے اور پانی کا چلّو بھر کر صرف سر اور ڈاڑھی پر بہا لیتے تھے۔
- حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو پانی لے کر انگلیوں کا خلال نہ کرنا چھوڑ دے گا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان انگلیوں میں

آگ گذارے گا۔

- آپ یہ بھی فرماتے تھے: جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں میں خلال کیا کرے۔
- آپ جب وضو فرماتے تو پاؤں کی انگلیوں کے درمیانی حصہ میں خنصر (آخری چھوٹی انگلی) پھیرا کرتے۔
- حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے عرض کی' یارسول اللہ مجھے وضو کرنے کے بارے میں بتائیے! آپ نے فرمایا: پانی بہاؤ' انگلیوں کے درمیان خلال کرو اور ناک میں اچھی طرح سے پانی ڈالو ہاں روزہ رکھا ہو تو ناک میں زیادہ پانی نہ ڈالو۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: بہت کم لوگ ہیں جو صحیح وضو کرتے ہیں' وہ پاؤں میں انگوٹھے کی سلوٹ کو چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ اپنے انگوٹھے وضو کرتے وقت دوہرا کر لیتے ہیں' جو یہ کام نہ کرے وہ سلامت رہے گا۔

پانچویں سنت:

کانوں کا مسح کرنا

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا اور میری گود میں اپنے دونوں کانوں میں انگلی داخل کی۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے دونوں کانوں کے لئے اپنی انگلی سے پانی لیتے تھے۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' فرماتے تھے کہ دونوں کان سر کا حصہ شمار ہوتے ہیں جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ یہ سر کا حصہ شمار نہیں ہوتے' نہ چہرے میں گنے جاتے ہیں' اگر یہ سر کا حصہ شمار ہوتے تو اس کے بال مونڈھے جانے چاہئیں تھے اور اگر چہرے میں شمار ہوتے تو چہرے میں دونوں کا باہر اور اندر کا حصہ دھویا جانا چاہیے تھا۔
- آپ کا ارشاد تھا کہ سر کے لئے نیا پانی لیا کرو۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ دونوں کان سر کا حصہ شمار ہوتے ہیں' آپ کان کا سوراخ چھوڑ کر منہ دھوتے وقت ایک یا دو مرتبہ ان کا اندر اور باہر والا حصہ دھویا کرتے تھے اور جب آپ سر کا مسح فرما لیتے تو اپنی انگلی پانی میں ڈال کر اسے ایک مرتبہ کان کے سوراخ میں داخل کرتے۔

چھٹی سنت:

پانی بہانا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ اکثر فرماتے تھے کہ قیامت کے دن میرے اُمتی بلائے جائیں گے تو وضو کے اثر سے ان کے چہرے چمکتے ہوں گے لہٰذا جسے ہمت ہو کہ اس کی یہ روشنی بڑھ جائے' اسے بڑھانی چاہئے۔

- حضور ﷺ جب چہرۂ انور دھویا کرتے تو دونوں ہتھیلیوں کو دونوں کانوں کے سامنے تک لے جاتے اور جب سرِ انور کا مسح فرماتے تو دونوں کنپٹیوں کا مسح فرماتے۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وضو کرتے تو دونوں ہاتھ دھوتے اور تقریباً مونڈھوں تک دھو دیتے پھر پاؤں دھوتے تو دونوں پنڈلیوں کے اوپر تک دھو ڈالتے۔ مزید لکھتے ہیں: میں نے آپ سے سنا: فرماتے تھے: میرے اُمتی قیامت کے دن وضو کے اثر کی وجہ سے سامنے آئیں گے تو ان کے چہرے چمکتے ہوں گے تو جس کی خواہش ہو کہ اس کی روشنی زیادہ ہو' اسے بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو فرماتے دیکھا چنانچہ جب دونوں ہاتھ دھوئے تو دونوں کہنیوں پر پانی پھیرا اور جب دونوں پاؤں دھوئے تو ایڑی کے پچھلے پٹھوں کی جڑ تک پانی پہنچایا۔
- حضور ﷺ فرماتے تھے کہ مومن کی زیب و زینت وہاں تک دکھائی دے گی جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں' بخدا رسول اللہ ﷺ نے دوسرے لوگوں کے سامنے ہمیں تین چیزوں کے علاوہ اور کوئی خصوصی بات نہیں فرمائی کیونکہ آپ نے ہمیں (وضو میں) پانی بہانے کا حکم فرمایا پھر یہ حکم دیا کہ ہم صدقہ کا مال نہ کھایا کریں اور فرمایا کہ ہم گدھوں کو گھوڑیوں سے جوڑا نہ کریں۔

ساتویں سنت:

وضو کے لئے پانی کتنا ہو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ وضو میں پانی کا استعمال کرنے میں مناسب طریقہ برتتے تھے اور بے مقصد پانی بہانے سے منع فرماتے تھے' ارشاد فرماتے تھے: تم چلتی نہر کے کنارے پر بھی کھڑے ہو تو بے مقصد پانی نہ بہایا کرو۔

- آپ نے یہ بھی بتا دیا تھا کہ: عنقریب میری امت میں وہ لوگ بھی ہوں گے جو پانی بہانے میں حد سے بڑھ جایا

کریں گے۔

- ایک مرتبہ آپ نے ایک نہر پر کسی برتن سے وضو فرمایا اور جو پانی بچ گیا' اسے نہر میں بہا دیا' پھر ایک اور مرتبہ ایک لوٹے میں سے وضو فرمایا اور کلی کرنے کا پانی اس میں ڈال دیا' لگتا تھا جیسے کستوری ہے' پھر اس کے باہر چھڑ کا۔
- آپ غسل فرماتے تو ایک صاع سے لے کر پانچ مُد تک پانی استعمال فرماتے جبکہ وضو کے لئے ایک مُد ہی استعمال فرماتے۔ ایک مرتبہ آپ نے مُد میں سے دو تہائی پانی استعمال فرمایا تھا۔

حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے آپ نے بازو دھوئے تھے: آپ نے انہیں ملا تھا اور دونوں کانوں پر ہاتھ پھیرا تھا لیکن یہ یاد نہیں رہا کہ کانوں کے اندر مسح کیا تھا یا نہیں۔

- آپ جب وضو فرماتے تو بڑھ جانے والے پانی کو پیشانی پر بہاتے اور بچے ہوئے کو پی لیتے۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: لوگوں کا خیال تھا وضو کرتے وقت مُد کا چوتھا حصہ پانی کا استعمال کافی رہتا ہے حالانکہ یہ علماء نہایت پرہیزگار اور کھلے دل کے تھے' یہ لوگ چہرے پر بے مقصد پانی نہ بہاتے تھے اور پھر باب کی ابتداء میں گذر چکا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب وضو پر وضو فرماتے تو لپ بھر پانی لیتے' اس سے کلی کرتے پھر ناک میں پانی ڈالتے اور باقی پانی چہرے' دونوں بازوؤں' سر اور دونوں پاؤں پر چھڑکتے اور فرماتے کہ یہ وہ وضو ہے جو ایسے لوگ کیا کرتے ہیں جو بے وضو نہیں ہوتے۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ وضو کے پانی پر ایک شیطان ہوتا ہے جسے ولہان کہتے ہیں لہٰذا پانی کے استعمال میں وسوسوں سے بچو چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہا کرتے تھے کہ پانی کے بارے میں پہلا وسواس وضو میں ہوتا ہے۔

آٹھویں سنت:

رومال کا استعمال

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو کپڑے کا ایک ٹکڑا دیا کرتی جس سے آپ وضو کے بعد پانی پونچھ لیتے اور جب یہ نہ ہوتا تو اپنے کپڑے ہی سے پونچھ لیتے۔

- البتہ آپ وضو کے بعد دونوں ہاتھ جھاڑ لیا کرتے چنانچہ یہ بیان باب الغسل میں انشاء اللہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کی ہوئی حدیث میں آئے گا۔ (ہمارے ہاں یوں جھاڑنا برا شمار ہوتا ہے ۱۲ چشتی)۔
- حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے کپڑے کا ایک ٹکڑا دیکھا تھا جو وضو کے بعد نم کے پونچھنے کے لئے ہوتا تھا' میں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ آپ نے وضو فرمایا' پھر نم پر موجود جبہ

بدلا تو اس سے پانی پونچھا۔ اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ استعمال کیا ہوا پانی پاک ہوتا ہے۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو وضو کرے اور پاکیزہ کپڑے سے اس کا پانی پونچھ لے تو کوئی حرج نہیں اور جو ایسا نہ کرے تو زیادہ بہتر ہوگا کیونکہ قیامت کے دن دوسرے اعمال کے ساتھ ساتھ وضو بھی تولا جائے گا۔ (اس حدیث سے پتہ چلا کہ پونچھنا نہیں چاہئے)۔

نویں سنت:

وضو کرتے وقت بسم اللہ شریف اور دُعا پڑھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پانی میں ہاتھ ڈالتے وقت پہلے بسم اللہ پڑھتے اور پھر وضو فرماتے۔

- آپ نے فرمایا تھا: جو وضو نہیں کرتا اس کی کوئی نماز نہیں ہوتی اور وہ وضو کیسا جس کے لئے بسم اللہ ہی نہ پڑھی جائے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ اگر کسی نے وضو کی ابتداء میں بسم اللہ نہیں پڑھی تو وہ وضو کیسا اور جس نے بغیر وضو نماز پڑھی گویا اس نے پڑھی ہی نہیں۔
- آپ فرماتے تھے کہ جس نے وضو کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھ لی تو گویا اس کا سارا جسم پاک ہو گیا اور جب بسم اللہ نہیں پڑھی تو صرف وضو کے اعضاء کی جگہیں ہی پاک ہوں گی۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو آپ وضو فرما رہے تھے، میں نے سنا تو آپ یہ دعا پڑھ رہے تھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَ وَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَ بَارِکْ فِیْ رِزْقِیْ۝

- آپ نے فرمایا: جو شخص وضو کرے اور فارغ ہو کر آسمان کی طرف سر اٹھا کر یہ دعا پڑھے تو اس کے لئے آٹھوں جنتوں کے دروازے کھلے ہوں گے، وہ جس دروازے سے چاہے گا، داخل ہو سکے گا:

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۝

- آپ ہی نے فرمایا: جو شخص وضو کرے اور یہ دعا پڑھے: سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ، تو یہ دعا ایک کاغذ میں لکھ کر کسی چیز میں محفوظ کر دی جائے گی جسے قیامت تک کھولا نہ جائے گا۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا تھا: جو شخص وضو کرے اور یہ دعا پڑھے بغیر گفتگو نہ کرے: اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ

لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ تو ایک وضو سے دوسرے وضو کرنے کے درمیانی وقفہ میں کیے گئے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضو کر رہے ہوتے تو سلام کہنے والے کو وضو سے فارغ ہونے کے بعد جواب دیا کرتے' پھر بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یونہی کرتے دیکھا تھا۔

دسویں سنت:

بغیر رُکے وضو کرتے جانا

پہلے گذر چکا ہے کہ حضور ﷺ وضو کرتے وقت کبھی وقفہ نہ فرماتے تھے اور حضرت نافع بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ آپ اپنے پاؤں اس وقت دھوتے جب پہلا وضو سوکھ چکا ہوتا۔

- حضور ﷺ پاؤں دھوئے بغیر غسل فرماتے تو الگ جگہ پر جا کر دونوں پاؤں دھویا کرتے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

باب

وضو توڑ دینے والے کام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بے وضو شخص کو قرآن چھونے سے منع فرماتے' آپ کہہ دیا کرتے کہ قرآن کو ہاتھ وہی شخص لگائے جو وضو سے ہو۔

- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لڑکے حضرت محمد اور عبد اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں لکھ بھیجا تھا کہ بے وضو قرآن کو ہاتھ نہ لگایا کرنا۔
- رسول اکرم ﷺ نے وضو میں شک کرنے والے سے فرمایا تھا کہ وضو صرف اس صورت میں ٹوٹتا ہے جب ہوا خارج ہونے کی آواز آئے یا صرف خارج ہو۔
- آپ نے فرمایا تھا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں ہو اور چوتڑوں کے درمیان سے ہوا نکلتی محسوس کرے تو مسجد سے اس وقت تک نہ نکلے جب تک ہوا نکلنے کی آواز نہ سنے یا ہوا نکلتی محسوس نہ کرے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی پیٹ میں کچھ محسوس کرے اور وہ یہ معلوم نہ کر سکے کہ ہوا خارج ہوئی ہے یا نہیں تو اس وقت تک مسجد سے نہ نکلے جب تک کوئی آواز نہ سنے یا ہوا نکلتی محسوس نہ کرے۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ اس وقت تک مسجد سے نہ نکلے جب تک کوئی آواز بجتی نہ سنے۔

- ایک روایت میں ہے کہ شیطان تم میں سے کسی کے پاس نماز کے دوران آتا ہے تو اس کی پاخانہ کی جگہ سے ایک

بال پکڑ کر اسے کھینچتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اس کی پیٹھ میں پھونک مارتا ہے تو بندہ محسوس کرتا ہے کہ وہ بے وضو ہو گیا تو ایسی صورت میں جب تک کوئی آواز نہ سنے یا ہوا نکلتی محسوس نہ کرے، مسجد سے نہ نکلے۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: علماء کا خیال ہے کہ اکثر شیطان کی وجہ سے وضو کرنا پڑتا ہے۔

- ایک مرتبہ ایک دیہاتی رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کی یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو اس سے قدرے ہوا نکلتی ہے جس سے پانی میں کپکپی ہوتی ہے (تو کیا کرے؟) آپ نے فرمایا: تم میں سے کسی کی بے آواز ہوا خارج ہو تو وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھے۔

ایک روایت میں ہے صحابہ نے عرض کی: کہ ہم جنگل میں ہوتے ہیں اور صرف تھوڑا سا پینے کا پانی پاس ہوتا ہے، اسی دوران اس سے قدرے ہوا نکل جاتی ہے (ایسے میں وہ کیا کرے؟) اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حق بات بیان کرتے نہیں رُکتا لہٰذا ایسا ہو تو وضو کرے۔

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرمایا: اللہ تعالیٰ بے وضو کی نماز قبول نہیں فرماتا، اسے وضو کر لینا چاہئے، اس پر حضر موت کے ایک شخص نے ایک مرتبہ پوچھا: اے ابوہریرہ! حدث (بے وضو ہونا) کیا ہوتا ہے؟ تو انہوں نے کہا: بے آواز یا آواز والی ہوا خارج ہونا۔
- حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ ہم کچھ لوگ مل بیٹھے جب بری ہوا نکلی سونگھ پاتے ہیں تو سب کے سب وضو کر لیتے ہیں تاکہ ہوا خارج کرنے والے کا پتہ نہ چل سکے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک گھر میں گئے جہاں کچھ لوگ بیٹھے تھے جن میں حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بدبو محسوس کی تو فرمایا: میں اس شخص کا اس وقت دھیان کروں گا جب یہ اُٹھ کر وضو کرے گا۔ اس پر حضرت جریر نے کہا: کیا ہم سب لوگ وضو نہ کر لیں؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ہاں ٹھیک ہے اور یہ بات پسند کی۔
- حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے شخص کو جس کی پیٹھ سے کیڑا نکلتا یا پیشاب کی جگہ سے جوں جیسی کوئی چیز نکلتی، کہہ دیتے کہ دوبارہ وضو کرو۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میری پیشاب کی جگہ سے اکثر لیسدار پانی نکلا کرتا تھا، میں غسل کر لیا کرتا جس کی بناء پر میں تنگ آ گیا، میں آپ کی صاحبزادی کے حیاء کی بناء پر رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے میں شرم محسوس کرتا تھا چنانچہ میں نے حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تو انہوں نے آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! ایک شخص اپنی بیوی کے قریب جاتا ہے تو اس سے مذی (لیسدار پانی) نکلتی ہے، وہ کیا کرے؟ اس پر آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی سے یہ معاملہ ہو تو شرمگاہ اور دونوں خصیوں پر پانی بہائے اور نماز کے لئے وضو

کرے۔

ایک روایت میں ہے کہ مذی کا نکلنا میرے لئے مصیبت بن چکا تھا' مجھے بہت مرتبہ غسل کرنا ہوتا' رسول اللہ ﷺ تک یہ بات پہنچ گئی تو آپ نے فرمایا: اسے وضو کر لینا کافی ہے' اس پر عرض کی گئی یا رسول اللہ! کپڑے پر کچھ محسوس ہو تو کیا ہوگا؟ فرمایا: یہ کافی ہے کہ ہاتھ میں پانی لے کر جہاں کچھ دیکھو' بہا دو۔

- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں پوچھا جس کی وجہ سے غسل کرنا لازم ہو جاتا ہے اور اس پانی (مذی) کے بارے میں پوچھا جو پانی بہانے کے بعد آجاتا ہے تو آپ نے فرمایا: یہ مذی کہلاتی ہے اور ہر شخص سے نکل سکتی ہے' اس کی وجہ سے تم شرمگاہ اور دونوں خصیے دھو لیا کرو اور نماز پڑھنا ہو تو وضو کیا کرو۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ مجھے مذی نکلتی ایسے معلوم ہوتی ہے جیسے چرخی چل رہی ہو اور تم میں سے اگر کسی کے ساتھ یہ معاملہ ہو تو اپنے آلۂ تناسل کو دھو لیا کرے اور نماز پڑھتے وقت وضو کیا کرے۔

آگے غسل کے بیان میں آ رہا ہے کہ اگر تم مذی سے غسل کرنا شروع کر دو تو تمہارے لئے یہ کام حیض سے بھی مشکل ہو جائے گا۔

- حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزے سے ہوتے اور قے کر دیتے تو وضو فرماتے۔

- حضرت معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ثوبان کو دمشق میں دیکھا تو اس بارے میں پوچھا' انہوں نے کہا: تم سچے ہو اور میں نے اس سے وضو کیا تھا۔

- حضور ﷺ نے فرمایا تھا: ہر بہنے والے خون نکلتے رہنے سے وضو لازم ہے اور اس صورت میں وضو کی ضرورت نہیں جب ایک قطرہ یا دو قطرے نکلیں۔ (وضو لازم ہو جاتا ہے ۱۲ چشتی)۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ صورت ان لوگوں کے لئے ہے جنہیں ضروری کام کرنا نہیں ہوتے کیونکہ اور حدیث واضح کر رہی ہے: جب تم میں سے کوئی وضو کر رہا ہو اور بواسیر کا خون نکل کر اس کے قدموں تک آجائے تو اسے وضو کی ضرورت نہیں۔

- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بوڑھے ہو گئے تو آپ کو پیشاب آتے رہنے کی تکلیف ہو گئی' ممکن حد تک آپ اس کا علاج کرتے رہے اور جب یہ تکلیف بڑھ گئی تو وضو کر کے نماز جاری رکھتے جبکہ پیشاب نکلتا رہتا۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخموں سے خون رستے رہنے پر نماز پڑھتے رہتے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب زخم لگا تو آپ جاری خون میں نماز پڑھتے رہے۔

- حضرت عطاءؒ طاؤس اور اہلِ حجاز نے کہا ہے کہ خون آ رہا ہو تو وضو نہیں ہوتا۔
- حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پھنسی کو دباتے تو خون نکل آتا پھر نماز پڑھ لیتے اور وضو نہ کرتے۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع کے لئے چلے تو ایک آدمی نے مشرکین کی ایک عورت کو زخمی (یا قتل) کیا اور قسم اٹھائی کہ میں اس وقت تک نہیں رکوں گا جب تک محمد ﷺ کے کسی ساتھی کا خون نہ بہا دوں چنانچہ وہ حضور ﷺ کے قدموں کے نشانوں پر چلا' نبی کریم ﷺ ایک مقام پر ٹھہرے اور فرمایا: کوئی ہے جو ہماری حفاظت کرے؟ یہ سن کر ایک شخص مہاجرین میں سے اور ایک انصار میں سے آگے بڑھے' آپ نے فرمایا کہ گھاٹی کے ایک کونے میں ٹھہرے رہو اور جب دو آدمی نکلے اور گھاٹی کے کنارے کی طرف گئے تو مہاجری شخص لیٹ گیا اور انصاری کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا اتنے میں وہ آدمی آ گیا اور جب اس نے اس کی شخصیت کو دیکھا تو پہچان لیا کہ وہ قوم کی نظر میں برا ہے چنانچہ اس نے اسے تیر مارا اور اس کے جسم میں گاڑ دیا اور پھر نکال لیا' یوں اسے تین تیر مارے پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا پھر اپنے ساتھی کو خبردار کیا اور جب اسے پتہ چلا کہ انہوں نے اس کی نذر مان رکھی تھی تو وہ بھاگ گیا۔

جب مہاجری نے انصاری کے ساتھ یہ معاملہ دیکھا کہ اس کا خون نکلا ہوا ہے تو کہنے لگا' سبحان اللہ! تو نے مجھے اس وقت کیوں نہیں جگایا جب اس نے پہلا تیر چلایا تھا؟ اس نے کہا کہ میں ایک سورۃ پڑھ رہا تھا' یہ پسند نہیں تھا کہ اسے روک لوں۔

- حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جس نے ناخن کے ساتھ اپنے بال اتارے یا دونوں موزے اتار دئے تو اس پر وضو کرنا لازم نہیں۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس قہقہہ مارنے پر وضو کا حکم فرمایا جو لوگوں کے نماز پڑھنے کے درمیان کسی شخص کے گڑھے میں گرنے پر مارا گیا تھا' آپ نے اس موقع پر فرمایا تھا: جو شخص ہنس پڑے وہ وضو اور نماز دوبارہ لوٹائے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جس نے بغل میں ہاتھ پھیرا یا ناک صاف کیا یا دونوں خصیوں کو ہاتھ لگایا تو اسے لازماً وضو کرنا ہو گا۔
- حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب اس صلیب کو ہاتھ لگائے جسے نصرانی لے جا رہا تھا تو اسے ہاتھ لگانے کی وجہ سے وضو کیا کیونکہ وہ پلید ہوتی ہے۔ پھر اکثر آپ مرضِ برص والے اور یہودی کو ہاتھ لگانے پر وضو کر لیا کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکسیر بہنے' سینگی لگوانے اور فصد کھلوانے پر وضو کیا کرتے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں: جو شخص سینگی لگوائے اس پر اس مقام کا دھونا لازم ہے۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص نماز میں ہنس پڑے تو وہ نماز دوبارہ پڑھے' وضو لوٹانے کی

ضرورت نہیں۔ پھر فرمایا: حضورﷺ نے اپنے صحابہ کو وضو کرنے کا حکم فرمایا تھا کیونکہ وہ آپ کے پیچھے کھڑے ہنس پڑے تھے لیکن یہ حکم دوسرے خلفاء کے لئے نہیں ہے۔

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جو قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے اور اس دوران وہ وضو سے ہو تو دوبارہ وضو کرے۔
- آپ نے یہ بھی بتایا: جس نے قے کی اور اس سے اس کا منہ بھر گیا تو اسے وضو دوبارہ کرنا ہوگا۔
- حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خون آنے پر تھوک دیتے اور نماز پڑھنا جاری رکھتے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

عورت اور شرمگاہ کو ہاتھ لگانا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہﷺ اپنی بیویوں کا بوسہ لے کر نماز کے لئے تشریف لے جاتے اور وضو نہ فرماتے۔ اس پر حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے عرض کی کہ ایسی بیوی آپ کے علاوہ اور کون ہو سکتی ہے؟ آپ ہنس پڑیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نماز کے دوران مجھے چوم لیا کرتے لیکن وضو نہ فرماتے اور بہت مرتبہ ایسا ہوا کہ میں اندھیرے میں آپ کو تلاش کر رہی ہوتی' میرا ہاتھ آپ کے پاؤں کی اندر والی جانب لگ جاتا' آپ سجدے میں ہوتے' اور نماز پوری فرماتے۔

- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم چھوٹی بچی اور حرام شدہ چیزوں کو ہاتھ لگانے پر وضو نہ کیا کرتے۔
- حضرت عمر اور آپ کے بیٹے رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ آدمی کا عورت کو چومنا اور ہاتھ سے تلاش کرنا' چھونا ہی کہلاتا ہے چنانچہ جو شخص اپنی بیوی کا بوسہ لے یا ہاتھ سے اسے تلاش کرے تو اس پر وضو کرنا لازم ہوگا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یونہی کہتے ہیں کہ حضرت عاتکہ بنت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مرتبہ بوسہ لیا تو انہوں نے وضو کئے بغیر نماز پڑھ لی۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے: میرے ذہن میں یہ نہیں ہوتا کہ میں نے اپنی بیوی کا بوسہ لیا ہے یا پھول سونگھا ہے اور یونہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے۔ اس پر حضرت ابن عباس سے پوچھا گیا کہ آپ اس آیت کے بارے میں کیا کہیں گے؟ ﴿اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ﴾ تو آپ نے فرمایا یہ جماع کی بات ہے لیکن اللہ تعالیٰ پاک دامن بناتا ہے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اکثر کہا کرتے: جو شخص وضو ہوتے ہوئے اپنی بیوی کا بوسہ لے لے تو وضو دوبارہ کرے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی سے ہم بستری کی لیکن انزال نہ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ویسے ہی وضو کرے جیسے نماز کے لئے کرتا ہے اور اپنا عضو تناسل دھولے۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا چنانچہ حضرت عثمان سے پوچھنے والا رہ چلا گیا نکل گیا اور اس بارے میں حضرت علی بن ابی طالب' حضرت زبیر بن عوام' حضرت طلحہ بن عبد اللہ' حضرت اُبی بن کعب' حضرت ابو ایوب اور حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا تو سب نے وہی جواب دیا جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا تھا' سب نے یہی کہا کہ ہم سب نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ (ہمارے نزدیک غسل فرض ہو جاتا ہے)

- حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عورت کو چھونے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اگر وہ لذت محسوس کرے تو وضو کرے۔
- حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر ہوئے تو آپ کے پاس ایک بدّو شخص حاضر ہوا' اس نے عرض کی یا رسول اللہ! جو وضو کے ہوتے ہوئے اپنے عضو تناسل کو چھو لے تو آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ تمہارے بدن کا ہی حصہ تو ہے۔
- حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: جو اپنے آلۂ تناسل کو چھوئے تو وضو کئے بغیر نماز نہ پڑھے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب انسان اپنی شرمگاہ تک ہاتھ پہنچالے درمیان میں کوئی پردہ نہ ہو تو اسے وضو کرنا ہوگا۔

اس سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادوں حضرت محمد اور عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول باب کی ابتداء میں گذر چکا ہے کہ "ہماری طرف رسول اللہ ﷺ نے خط لکھا کہ تم میں سے کوئی پاک ہوئے بغیر قرآن کو نہ چھوئے۔"

- حضرت مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بتایا کہ میں حضرت سعد بن ابو وقاص کے لئے قرآن تھامے ہوئے تھا کہ اپنا جسم کھجلایا' اس پر حضرت سعد نے کہا: لگتا ہے کہ تم نے اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگایا ہے' میں نے کہا' ہاں۔ انہوں نے کہا تو پھر اٹھو اور وضو کرو' میں اٹھا' وضو کیا اور پھر واپس آیا۔
- حضرت ابن عمر اور حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی اپنا آلۂ تناسل (شرمگاہ) چھولے تو اس پر وضو لازم ہو جاتا ہے۔
- ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی نماز پڑھی پھر کھڑے ہوئے' وضو کیا اور سورج کے طلوع ہونے کے قریب نماز پڑھی' اس پر ان سے کہا گیا: یہ نماز کیسی ہے؟! انہوں نے بتایا کہ میں نے صبح کی نماز کے لئے وضو

کیا' پھر شرمگاہ کو ہاتھ لگایا اور وضو کرنا بھول گیا چنانچہ میں نے وضو کیا اور نماز دہرائی ہے۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے: میرے نزدیک عضوِ خاص کو چھو لینا اور کان کا کنارہ چھونا ایک جیسا ہے' میں ان میں فرق نہیں سمجھتا' یونہی حضرت حذیفہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ جب تم میں سے کوئی عورت اپنی شرمگاہ کو چھو لے تو وضو کرے۔
- حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عضوِ مخصوص کو چھو لینے کا حکم پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: لوگ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ یوں کہا جائے: مومن میں ایک پلید عضو موجود ہے۔

فصل:

سو جانا' بیہوش ہونا اور غشی طاری ہونا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دونوں آنکھیں نیند کا برتن ہیں تو جو سو جائے وہ وضو کرے۔

- آپ فرماتے تھے: جو سجدہ کی حالت میں سو جائے' اس پر وضو لازم نہیں ہوتا جب تک لیٹ نہ جائے۔
- ایک مرتبہ حضور ﷺ سجدہ کی حالت میں سو گئے پھر خراٹے لئے یا منہ سے ہوا نکالی' پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی' اس پر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی' یا رسول اللہ! آپ تو سو گئے تھے' آپ نے فرمایا: وضو صرف اس پر لازم ہوتا ہے جو لیٹ جائے کیونکہ جب وہ لیٹتا ہے تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے: وضو صرف اس پر لازم ہے جو لیٹ کر سو جائے۔
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ کھڑا کھڑا سونے والے' جھک کر سونے والے اور سجدہ میں سونے والے کے لئے وضو لازم نہیں۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کے صحابہ کرام سو جاتے' پھر نماز پڑھتے تھے لیکن وضو نہ کرتے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ رات کے آخری حصے کی انتظار کرتے اور انہیں آہٹ سے جگایا جاتا تو وہ نماز پڑھتے لیکن وضو نہ کرتے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں: ہر سونے والے پر وضو لازم ہوتا ہے لیکن ان پر نہیں جن کے سر کو لیٹے یا بیٹھے سونے کی حالت میں ایک یا دو مرتبہ ہلایا جائے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیٹھے بیٹھے سو جاتے اور پھر وضو کئے بغیر نماز پڑھتے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ پر موت کا بوجھ تھا' آپ پوچھتے تھے کیا لوگوں نے

نماز پڑھ لی ہے؟ ہم عرض کرتے کہ نہیں' یا رسول اللہ! وہ تو آپ کی انتظار میں ہیں' آپ نے فرمایا: میرے لئے برتن میں پانی ڈال کر رکھو' ہم نے یوں کر دیا' پھر آپ نے ارادہ کیا تو آپ پر گویا بیہوشی طاری ہوگئی' پھر آرام ہوا تو فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کی' نہیں یا رسول اللہ! وہ تو آپ کی انتظار میں ہیں' آپ نے فرمایا کہ میرے لئے ٹب میں پانی رکھو' ہم نے رکھ دیا' آپ نے غسل فرمایا پھر ارادہ کیا چنانچہ پھر وہی حالت ہوگئی. پھر آرام ہوا تو پوچھا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کی' نہیں بلکہ وہ تو آپ کی انتظار میں ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ لوگ بیٹھے ہوئے رات کے آخری حصے کی نماز کے لئے آپ کی انتظار میں تھے۔

باقی وضاحت انشاء اللہ کتاب الجہاد میں سیرت کے آخر میں آئے گی۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غشی سے وضو کی قائل تھیں اور فرماتی تھیں کہ غشی کی حالت میں غسل کرنا ایک ایسی شے ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمایا اور انشاء اللہ اس کے لئے وضو کافی ہوگا۔

عنقریب الاستسقاء کے بیان میں حضرت اسماء بنت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی احادیث میں ایک حدیث آ رہی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں: مجھے غشی ہونا شروع ہوئی' میں اپنے سر پر بار بار پانی ڈالتا تھا۔ حضرت عروہ بتاتے ہیں کہ آپ نے وضو نہیں کیا تھا۔

(ہمارے نزدیک یہ احکام صرف ڈانٹ اور زور ڈالنے کے لئے ہیں ۱۲ چشتی)۔

فصل:

آگ پر پکائے بکری یا اونٹنی کے گوشت وغیرہ کھانے کے بعد وضو کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شے سے وضو کیا کرو جسے آگ نے تاپا ہو۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: میں اس کھانے سے وضو کرتا ہوں جسے میں کتاب اللہ میں حلال دیکھتا ہوں کیونکہ اسے آگ نے چھوا ہوتا ہے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنکر جمع کئے اور فرمایا: میں ان کنکروں کی تعداد کے مطابق گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

اس شے کھانے کے بعد وضو کرو جسے آگ نے پکایا ہو خواہ وہ صرف پنیل کا ٹکڑا ہو' پھر فرمایا: اے بھتیجے! جب تم رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنو تو اس کی مثال بیان نہ کرو۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ اکثر فرماتے تھے: اس چیز کو کھا کر وضو کر لیا کرو جسے آگ تبدیل کر دے۔ ایک روایت میں ہے کہ جسے آگ پکا دے۔
- حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ستو کھانے کے بعد وضو فرماتیں' پھر فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس چیز کو کھا کر وضو کیا کرو جسے آگ نے چھو لیا ہو۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے بکری کا شانہ (کندھا) کھایا اور نماز پڑھی لیکن وضو نہیں فرمایا اور نہ پانی کو ہاتھ لگایا۔

ایک اور روایت میں ہے: میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے شوربا کھایا یا گوشت کھایا جسے ہنڈیا سے لیا تھا پھر نماز پڑھی مگر وضو نہیں فرمایا۔

- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ وضو کی حالت میں کھانا کھایا پھر نماز کھڑی ہونے لگی تو میں وضو کے لئے پانی لایا لیکن آپ نے مجھے جھڑکتے ہوئے فرمایا: پیچھے ہٹ جاؤ' بخدا مجھے تمہاری یہ بات بُری لگی ہے۔ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بات کی تو انہوں نے عرض کی' یا رسول اللہ! حضرت مغیرہ پر آپ کی جھڑک اس پر بوجھ بنی ہے اور انہیں ڈر ہے کہ آپ ان سے ناراض ہیں' آپ نے فرمایا: میرے دل میں تو اس کے لئے خیر ہی خیر ہے لیکن وہ میرے وضو کے لئے پانی لایا ہے' میں نے صرف کھانا ہی تو کھایا ہے' اگر میں آج ایسے کرتا ہوں تو لوگ بھی یونہی کریں گے۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ کی طرف سے دو کاموں میں سے آخری یہ تھا کہ آپ نے اس شے سے وضو ترک کر دیا جسے آگ نے تبدیل کیا ہو۔
- حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک آدمی کے گھر کے اندر سات میں سے ساتواں تھا کہ اس دوران حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ گذرے' آپ نے اسے نماز کے لئے آواز دی چنانچہ ہم نکلے اور ایک آدمی کے قریب سے گذرے' اس نے ہنڈیا آگ پر رکھی تھی' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے ہنڈیا پکا لی؟ اس نے عرض کی' ہاں' میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ نے اس میں سے کچھ حصہ لیا اور اسے چباتے رہے اور میں دیکھتا رہا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے کلی کی' ہاتھ دھوئے اور انہیں منہ پر ملا' پھر نماز پڑھی لیکن وضو نہ فرمایا۔

- حضرت ابوبکر' حضرت علی بن ابو طالب اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم آگ پر پکی چیز کھا کر وضو نہیں کرتے تھے۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے کئی بار رسولِ اکرم ﷺ کو دودھ پیتے دیکھا لیکن یہ نہیں دیکھا کہ آپ کلّی کر رہے ہوں' نہ وضو فرماتے بلکہ ویسے ہی نماز پڑھ لیتے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے دودھ پیا' پھر پانی منگوا کر کلّی فرمائی اور فرمایا کہ اس میں تری ہوتی ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اگر اس میں تری نہ ہوتی تو مجھے کلّی کرنے کی ضرورت نہ ہوتی لیکن میں تو گوشت کی چکناہٹ سے اپنی انگلیاں دھویا کرتا ہوں۔

- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کی یا رسول اللہ ! کیا میں وہاں نماز پڑھ لیا کروں جہاں مویشی بیٹھا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: پڑھ لیا کرو۔ پھر پوچھا کہ کیا اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ نماز پڑھ لوں؟ تو فرمایا: نہیں کیونکہ اس جگہ پر شیطان ہوتے ہیں۔ اس نے عرض کی' یا رسول اللہ ! کیا میں بکری کا گوشت کھا کر وضو کر لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: چاہو تو کر لو اور نہ چاہو تو نہ کرو۔ پھر پوچھا: کیا اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کیا کروں؟ فرمایا: ہاں اس کے بعد وضو کیا کرو۔

ایک روایت میں فرمایا کہ اونٹ کے گوشت کے بعد وضو کرو اور بکری کا گوشت کھا کر نہ کرو' یونہی اس کا دودھ پی کر تو وضو کیا کرو لیکن بکری کا دودھ پی کر نہ کرو۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک آدمی چادر لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: جاؤ اور وضو کرو' وہ گیا اور وضو کر آیا' آپ نے فرمایا: جاؤ اور وضو کرو! وہ گیا اور وضو کیے پھر آیا تو ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ ! کیا وجہ ہے کہ آپ نے اسے وضو کرنے کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ چادر لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتا جو چادر لٹکائے ہوئے ہو۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: تم میں سے ایک' ستھرا کھانا کھا کر تو وضو کرتا ہے لیکن وہ بری بات منہ سے نکال کر وضو نہیں کیا کرتا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مونچھیں کتوا کر اور ناخن ترشوا کر وضو نہ کرتے اور فرماتے کہ اس کا یہ کام اس کے لئے پاکیزگی ہے۔

حضرت زہری رحمہ اللہ سے جب اس بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے: چاہے تو پانی سے پونچھ لے اور نہ چاہے تو نہ پونچھے۔

خاتمہ

رسول اکرم ﷺ مریض کی بیمار پرسی کرنے کے لئے وضو کا حکم فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ جو شخص خوب اچھی

طرح سے وضو کرکے اپنے مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کرے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے ستر خریف کے فاصلے پر دور فرما دیتا ہے۔

(ایسی تمام روایات میں وضو سے مراد صرف صفائی کرنا ہوتا ہے ۱۲ چشتی)۔

باب

موزوں پر مسح کرنا

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے' اسے چاہئے کہ جھاڑے بغیر موزے نہ پہنا کرے۔ وہ یہ بھی بتاتے ہیں کہ آپ اکثر موزوں پر مسح فرمایا کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ میں حاضر ہوا اور وضو کے لئے پانی لا کر رکھ دیا' آپ نے اپنے اعضاء دھوئے اور جب پاؤں دھونے لگے تو میں نیچے جھکا تاکہ آپ کے موزے اتار دوں' آپ نے فرمایا کہ رہنے دو کیونکہ میں نے اس میں پاؤں دھو کر ڈال رکھے ہیں چنانچہ آپ نے دونوں پاؤں پر مسح فرما لیا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ نے دونوں موزوں پر مسح فرمایا تو میں نے عرض کی' یا رسول اللہ! آپ بھول گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: بھولے تم ہو' مجھے تو اللہ تعالیٰ نے یونہی حکم دے رکھا ہے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم نے اپنے دونوں پاؤں دھو کر موزوں میں ڈال رکھے ہوں تو ان پر مسح کر لیا کرو۔ اس پر آپ کے بیٹے نے کہا: اگرچہ ہم بیت الخلاء سے بھی ہو آئیں' آپ نے کہا ہاں' اگرچہ وہاں سے ہو آؤ۔
- حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے موزوں کے اوپر مسح فرمایا اور پھر پگڑی پر بھی فرمایا اور یہ اس وقت کہ جب آپ مدینہ میں موجود تھے۔
- حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ موزوں پر مسح کرنا سنت ہے۔ اس پر ایک شخص نے پوچھا: تو کیا پگڑی پر بھی سنت ہے؟ آپ نے فرمایا: بالوں کو ہاتھ لگائے۔

ایک مرتبہ حضرت جریر نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا' اس پر آپ سے پوچھا گیا: کیا آپ نے [illegible] کیا ہے؟ آپ نے کہا: اس میں مجھے روکاوٹ ہے' میں نے دیکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ مسح فرماتے تھے۔ پھر کہا [illegible] سورہ مائدہ کے نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے' انہوں نے کہا کہ میں بھی تو سورہ مائدہ کے نازل ہونے کے بعد اسلام لایا ہوں۔

حضرت [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کو یہ حدیث عجیب لگتی تھی کیونکہ حضرت جریر سورہ مائدہ نازل

ہونے کے بعد اسلام لائے تھے اور یہ حضور ﷺ کے وصال مبارک سے کچھ وقت پہلے کا واقعہ ہے۔

- حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر ایک ہی وضو سے نمازیں پڑھی تھیں اور دونوں موزوں پر مسح فرمایا تھا، اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی تھی کہ آج آپ نے وہ کام کیا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا: اے عمر! میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے۔

حضرت بریدہ بتاتے ہیں کہ یہ دونوں موزے سیاہ رنگ کے سادے سے تھے جو نجاشی نے آپ کی خدمت میں بطور تحفہ بھیجے تھے۔

- حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ جرابوں اور دونوں موزوں پر مسح کرتے تھے' ایک روایت ہے کہ آپ دونوں موزوں اور پاؤں پر مسح کرتے تھے۔
- حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب موزہ تمام پاؤں کو نہ گھیرتا ہو تو وہ ایسا موزہ نہیں کہ اس پر مسح ہو سکے حالانکہ مہاجرین کے موزے پھٹے ہوتے تھے اور وہ انہی پر مسح کرتے تھے۔
- حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی کنکر وغیرہ نکالنے کے لئے موزہ اتارے تو اسے پھر سے دھوئے جبکہ علامہ زھری کہتے ہیں کہ وضو کرے اور اس سے پہلے باب میں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول گذر چکا ہے کہ جو موزہ اتار دے' اس پر وضو لازم نہیں ہوتا۔
- حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے رسول اکرم ﷺ کو وضو کرایا' آپ نے شامی جبہ پہن رکھا تھا جس کی آستینیں تنگ تھیں' آپ ہاتھ نکالنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن وہ نہیں نکلا چنانچہ آپ نے جبہ کے نیچے سے نکالا پھر منہ اور ہاتھ دھوئے' پھر پیشانی پر مسح کیا' پگڑی پر بھی کیا' پھر موزوں پر بھی کیا چنانچہ دایاں ہاتھ بائیں موزے پر رکھا اور بایاں ہاتھ دائیں موزے پر اور پھر اس کی اوپر کی طرف ایک ہی مرتبہ مسح فرمایا' میں آپ کی مبارک انگلیاں موزوں پر دیکھ رہا تھا۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ موزے کے اوپر اور نچلی طرف مسح فرماتے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ دونوں موزوں کی اوپر والی طرف مسح فرماتے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر دین میں اپنی رائے کا دخل ہوتا تو مسح کے لئے موزے کی نچلی طرف اوپر والی جانب سے بہتر ہوتی' میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ جب بھی مسح کرتے تو اوپر والی جانب ہی پر کرتے تھے۔

فصل:

مسح کتنے دن تک کیا جا سکتا ہے؟

حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت علی بن ابو طالب کے پاس چلے جاؤ اور ان سے پوچھو' کیونکہ وہ سفر میں اکثر حضور ﷺ کے ہمراہ ہوتے تھے چنانچہ ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسافروں کے لئے تو تین دن اور ان کی راتیں مقرر کی ہیں جبکہ مقیم کے لئے ایک دن رات مقرر فرمائے ہیں اور اگر ہم آپ سے زیادہ مدت مانگتے تو آپ زیادہ کر دیتے۔ ہم جب سفر پر ہوتے تو آپ کا حکم یہ تھا کہ تین دن اور تین راتیں موزے نہ اتاریں' ہاں جنابت کی حالت میں اتار سکتے ہیں لیکن پیشاب' پاخانے اور نیند کے لئے اتارنے کی ضرورت نہیں۔

- جن صحابہ نے حضور ﷺ کے پیچھے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی' ان میں سے حضرت ابن ابی عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی' یا رسول اللہ! کیا میں موزوں پر مسح کر لوں؟ آپ نے فرمایا' ہاں کر لو' میں نے عرض کی' ایک دن کے لئے کروں؟ فرمایا: دو دن کرتے رہو' میں نے عرض کی کہ تین دن تک کر لوں؟ فرمایا' ہاں جتنے دن چاہو' کر لو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ سات دن تک کا فرما دیا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے ان سے یہ بھی فرمایا کہ جتنے دن چاہو کرنا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسی حدیث کی وجہ سے موزوں پر مسح کا وقت مقرر نہیں کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔

باب

غسل کرنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نمازیں پانچ تھیں' جنابت (پلید ہو جانا) کا غسل سات مرتبہ اور کپڑے سے پیشاب دھونے کا حکم یہ ملا تھا کہ سات مرتبہ دھوئے لیکن رسول اللہ ﷺ معراج کی رات اپنے پروردگار سے سوال کرتے چلے گئے چنانچہ اس نے نمازیں پانچ کیں' جنابت سے غسل ایک مرتبہ لازم کیا جبکہ کپڑے سے پیشاب دھونے کے بارے میں حکم ہوا کہ ایک بار دھویا کرنا

اس باب میں کئی فصلیں ہیں:

فصل:

دو شرمگاہوں کا ملنا' نیز منی اور مذی کا نکلنا

حضرت ابوموسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مہاجرین و انصار میں سے کچھ لوگوں نے اس سبب میں اختلاف کیا جس سے غسل لازم ہوتا ہے چنانچہ انصار نے کہا کہ غسل صرف اس وقت لازم ہوتا ہے جب منی اچھل کر نکلے جبکہ مہاجرین نے کہا کہ نہیں' ایسے نہیں بلکہ جب عضو اندر داخل ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ حضرت ابوموسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بارے میں تمہیں تسلی بخش جواب لے کر دیتا ہوں چنانچہ اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آنے کی اجازت مانگی' عرض کی' اے ماں! میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن شرم آ رہی ہے۔ انہوں نے فرمایا: شرم کی کوئی بات نہیں جو پوچھنا ہے' پوچھو کیونکہ تم گویا اس سے پوچھ رہے ہو جس نے تمہیں جنا تھا' میں بھی تمہاری ماں ہوں۔

میں نے پوچھا کہ غسل کیا چیز واجب کرتی ہے؟ انہوں نے فرمایا: صحیح سوال کیا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جب آدمی بیوی کے سامنے بیٹھ جاتا ہے اور شرمگاہ شرمگاہ سے چھو جاتی ہے تو غسل کرنا لازم ہو جاتا ہے ایک روایت میں یوں ہے کہ جب انزال ہو جائے۔

ایک روایت میں اشعری کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: آدمی بیوی سے ملتا ہے' پھر سست ہو جاتا ہے اور اسے انزال نہیں ہوتا تو کیا دونوں پر غسل واجب ہو جائے گا؟ انہوں نے فرمایا: کہ جب ایک شرمگاہ دوسری تک پہنچ جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب اگلا گول حصہ داخل ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ایک آدمی اپنی بیوی سے ہم بستری کرتا ہے' پھر سستی ہو جاتی اور انزال نہیں ہوتا تو کیا ان دونوں پر غسل واجب ہو جائے گا؟ اس دوران حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی موجود تھیں' رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: میں خود یوں کرتا ہوں' یہ (عائشہ) اور میں ہوتے ہیں اور پھر ہم دونوں غسل کرتے ہیں۔

- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کہ "پانی نکلنے پر پانی سے دھو دینا ہوتا ہے۔" یہ رخصت تھی جو رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی ابتداء میں دی تھی کیونکہ لوگ ابھی ثابت قدم نہ تھے' پھر آپ نے ہمیں غسل کا حکم فرمایا اگرچہ ہمیں انزال نہ ہو پائے۔
- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب انسان اپنی بیوی سے ہم بستری کرتا ہے اور منی نہیں نکلتی تو وہ وضو یونہی کرے جیسے نماز کے لئے کرتا ہے اور آلۂ تناسل دھو لے وہ پھر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

سے یونہی سنا ہے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ایسے آدمی کے بارے میں مسئلہ پوچھا گیا جسے (عضو میں) تری تو محسوس ہوتی ہے لیکن اسے خواب میں احتلام ہونا یاد نہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ وہ غسل کرے۔ پھر ایسے شخص کے متعلق سوال کیا جسے احتلام آنا تو یاد ہے مگر اسے تری دکھائی نہیں دی' اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ غسل نہ کرے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کپڑے میں منی دیکھ لیتے تو غسل کرتے اگرچہ انہیں احتلام یاد نہ ہوتا۔

عنقریب باب میں آ رہا ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی' حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس دوران وہیں تھیں' کہنے لگی یا رسول اللہ! ایک عورت بھی خواب میں وہی کچھ دیکھتی ہے جو آدمی دیکھتا ہے یعنی اسے احتلام ہو جاتا ہے تو اس صورت میں اس پر غسل کرنا واجب ہوتا ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: اگر وہ پانی دیکھ لیتی ہے تو واجب ہو جاتا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حیاء کی وجہ سے پردہ کیے بیٹھی تھیں' وہ بولیں: یا رسول اللہ! کیا عورت کو بھی احتلام ہو جایا کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارا برا ہو' یہ بتاؤ کہ کس وجہ سے بچہ اس جیسا پیدا ہوتا ہے؟ اس پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہنس پڑیں ...... اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مرد کا پانی گاڑھا ہوتا ہے اور سفید جبکہ عورت کا پتلا اور زرد ہوتا ہے اور جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب ہوتا ہے تو وہ اپنے چچاؤں کی شکل اختیار کرتا ہے جبکہ عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آ جائے تو وہ اپنے ماموؤں کی شکل کا ہو جاتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ دونوں پانیوں میں سے جو غالب ہو جاتا ہے' شکل و شباہت اسی کی وجہ سے بنتی ہے۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ جب دونوں پانی اکٹھے ہو جاتے ہیں اور آدمی کی منی عورت کی منی پر غالب آ جاتی ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکا ہی ہوتا ہے اور جب عورت کی منی مرد کی منی پر غالب ہوتی ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکی ہی ہوتی ہے۔

ایک روایت میں ہے: آدمی کا نطفہ سفید اور گاڑھا ہوتا ہے لہٰذا ہڈیاں اور پٹھے اسی سے بنتے ہیں جبکہ عورت کا نطفہ پتلا اور زرد ہوتا ہے لہٰذا گوشت اور خون اسی سے بنتے ہیں۔

- حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ نے مرد اور عورت کے پانی ٹھہرنے اور ماں کے بارے میں پوچھا کہ کہاں ہوتے ہیں؟ اس موقع پر انصار کی ایک جماعت بھی بیٹھی تھی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رہا مرد کے پانی کا ٹھہرنا تو چونکہ اس کا پانی عضو مخصوص کے سوراخ سے نکلتا ہے' یہ وہ رگ ہوتی ہے جو اس کی پیٹھ سے چلتی ہے تو اس کا پانی عورت کے بائیں انڈے میں ٹھہر جاتا ہے اور رہا عورت کا پانی پستانوں میں اچھلتا ہے' وہ اس وقت تک قریب آتا جا رہا ہوتا ہے جب تک وہ لذت حاصل کر رہی ہوتی ہے' وہ لذت لینے پر اتر آتا ہے اور رہا روح اور سانس کا مقام تو وہ دل ہوتا ہے۔ دل پنجرے میں لٹکا ہوتا ہے جہاں سے رگوں تک خون پہنچتا ہے اور جب دل مر جاتا ہے تو رگ کٹ جاتی ہے۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ مذی سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: اگر تمہیں مذی سے غسل کرنا پڑتا تو تمہارے لئے حیض سے بھی بوجھل ہو جاتا۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہم بستری کے وقت قبلہ رُخ ہونے کے بارے میں کوئی روایت نہیں پہنچی لہٰذا اگر اس بارے میں کسی کو کوئی روایت مل جائے تو وہ اسے یہاں شمار کرے اور ظاہری شریعت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جماع کے موقع پر قبلہ رُخ ہونا مکروہ نہیں کیونکہ یہ وہ عبادت ہے جس کا حکم مل چکا ہے' اس میں شرمگاہ کھلنا ہوتی ہے لہٰذا پیشاب نکلنا اور ہے اور پاخانہ ہو جانا اور غور کر لیں۔ واللہ اعلم۔

فصل:

غسل کے فرض اور سنتیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر بال کے نیچے جنابت کا اثر ہوتا ہے لہٰذا بالوں کو دھویا کرو اور جلد کو صاف کیا کرو۔

- آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جو جنابت کا بال جتنا اثر بھی رہنے دیتا ہے اور دھوتا نہیں تو جہنم میں اس سے ایسا ایسا سلوک ہوگا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں کہ اسی وجہ سے میں بار بار سر دھوتا ہوں۔ آپ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی تھی پھر اس کے بعد وہ اپنے بال کاٹ رکھا کرتے تھے۔

- حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور آسمان کے بارے میں پوچھا' آپ نے اس کی طرف دیکھا تو اس کے ناخن لمبے تھے' آپ نے فرمایا: تم میں سے ایک آسمانی خبریں پوچھتا ہے حالانکہ اس کے ناخن پرندوں جیسے ہیں جن میں جنابت کا اثر موجود ہے۔
- حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ سے جنابت پر غسل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: رہا مرد تو وہ بال بکھیر دے اور اتنا دھوئے کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے' رہی عورت تو وہ یوں نہ کرے' وہ اپنے سر پر تین مرتبہ پانی بہالے' یہی کافی ہوگا۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے نہایا کرتے تھے' دونوں ہی اس سے پانی لیتے تھے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا: جو غسل خانے میں پیشاب کرے اور وہیں نہائے تو اللہ تعالیٰ اسے پاک صاف نہیں فرماتا۔
- حضور ﷺ جب جنابت سے غسل فرماتے تو شروع کرتے وقت برتن میں ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھوتے' پھر شرمگاہ

دھوتے اور ہاتھ دیوار یا زمین پر ملتے' پھر یوں وضو فرماتے جیسے نماز کے لئے کیا جاتا ہے' پھر انگلیاں پانی میں ڈالتے اور ان سے بالوں کی جڑوں میں خلال فرماتے اور جب آپ خیال فرماتے کہ جلد خوب صاف کر لی ہے تو جسم پر پانی بہاتے' تین بار ایسا کرتے' پھر تمام جلد پر پانی گراتے اور بعد میں پاؤں دھو لیتے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ جسم پر لگی پلیدی کو وضو سے پہلے دھوتے اور اس دائیں ہاتھ سے پلیدی پر پانی بہاتے جبکہ بائیں ہاتھ سے اسے دھوتے اور جب اس سے فارغ ہو جاتے تو سر پر پانی ڈالتے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ جنابت سے غسل فرماتے تو ہتھیلی میں پانی لیتے اور سر کے دائیں پہلو سے شروع فرماتے' پھر بائیں پہلو پر پہنچتے پھر دونوں ہاتھوں میں پانی لیتے اور سر پر تین مرتبہ بہاتے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب غسل کرتے تو دونوں آنکھوں میں پانی ڈالتے اور انگلی کو اپنی ناف میں پھیرتے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم مینڈھیوں کی وجہ سے اپنے سر پر پانچ مرتبہ پانی بہاتی تھیں۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اگر غسل کے بعد انسان کے عضو سے کوئی چیز نکل آئے تو دیکھئے: اگر اس نے غسل سے پہلے پیشاب کیا تھا تو وضو کرے ورنہ غسل دوبارہ کرے۔

آپ غسل کرتے وقت اکثر کلی اور ناک میں پانی ڈالنا ترک نہ کرتے تھے چنانچہ ہاتھوں کو تین مرتبہ دھوتے' پھر دائیں ہاتھ سے بائیں پر تین یا دو مرتبہ پانی بہاتے پھر شرمگاہ اور وہاں لگی چیز کو دھوتے' پھر کلی تین مرتبہ کرتے اور تین مرتبہ ہی ناک میں پانی ڈالتے پھر تین مرتبہ منہ دھوتے اور پھر سر پر تین مرتبہ پانی بہاتے۔

- حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم میں سے کسی پر جنابت کا اثر ہوتا تو ہاتھوں میں پانی لے کر تین مرتبہ سر پر بہاتیں اور ہاتھوں سے سر کو ملتیں پھر ہاتھ میں پانی لے کر سر کے دائیں پہلو پر ڈالتیں اور دوسرے ہاتھ سے بائیں طرف ڈالتیں۔
- حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غسلِ جنابت کے لئے وضو فرماتے اور سارا جسم دھوتے اور وضو کا غسل نہ دہراتے اور جب کبھی غسل کے لئے وضو فرماتے تو جسم دھونے سے پہلے دونوں پاؤں دھوتے تاہم کبھی انہیں بعد میں دھوتے اور جب جسم پر پانی بہا لیتے تو الگ مقام پر جا کر دونوں پاؤں دھویا کرتے۔
- حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام غسل کرتے وقت اعضاء آگے پیچھے دھونے کی پرواہ نہ کرتے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غسل سے فارغ ہو جاتے تو میں آپ کو ایک رومال پیش کرتی نے آپ واپس دے دیتے اور جسم سے پانی جھاڑنا شروع کر دیتے' یہ بات حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو بتائی گئی تو انہوں نے کہا کہ صحابہ کرام رومال کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور اسے عادت بنا لینا پسند نہیں کرتے تھے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے غسل کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ آپ داہنے ہاتھ پر دو یا تین مرتبہ پانی بہاتے' پھر دایاں ہاتھ برتن میں ڈالتے اور وہاں سے پانی لے کر شرمگاہ پر ڈالتے اور بایاں ہاتھ شرمگاہ پر ہوتا' اس سے شرمگاہ کی پلیدی خوب صاف کرتے' پھر بایاں ہاتھ چاہتے تو مٹی پر رکھتے پھر بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اور اسے صاف کر دیتے پھر دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوتے' ناک میں پانی ڈالتے' کلی کرتے' پھر چہرے اور دونوں بازو تین تین مرتبہ دھوتے اور جب سر تک پہنچ جاتے تو اس کا مسح نہ کرتے بلکہ اس پر یونہی پانی بہا دیتے۔
- آپ عورتوں کو حکم فرماتے کہ ہر مرتبہ سر دھوتے وقت مینڈھیوں کو ڈھا نہیں۔
- حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں' حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک یہ بات پہنچی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عورتوں کو حکم دیتے تھے کہ غسل کرتے وقت اپنے سروں کو کھول لیں چنانچہ انہوں نے فرمایا: ابن عمر پر تعجب ہے' وہ انہیں یہ حکم کیوں نہیں دیتے کہ اپنے سر منڈا لیں' میں اور نبی کریم ﷺ ایک برتن سے نہایا کرتے اور میں اپنے سر پر تین مرتبہ سے زیادہ پانی نہ ڈالتی لیکن آپ مجھے حکم فرماتے تھے کہ حیض کا غسل کرتے وقت میں اپنے بالوں کو کھول دوں۔
- بنو ثقیف کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! ہماری زمین ٹھنڈی ہے تو غسل کیسے کریں؟ آپ نے فرمایا: رہا میں تو اپنے سر پر تین مرتبہ بہاتا ہوں اور پھر دونوں ہاتھوں کا اشارہ کر کے سمجھایا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب جنابت کا غسل فرماتے تو اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں پر سات مرتبہ پانی بہاتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ یوں ہی کیا کرتے تھے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جس نے حالتِ جنابت میں پانی سے چلو بھرا تو اس سے باقی بچا ہوا پانی وہ پلید ہے اور یہ حدیث باب الطہارۃ میں گزر چکی ہے جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غسل کے بعد وضو نہیں فرماتے تھے۔

آپ ہی سے ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل فرماتے اور صبح کی دو رکعتیں پڑھتے اور میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ غسل کے بعد آپ نے نیا وضو کیا ہو۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میرے والد غسل کرتے پھر وضو کرتے' میں نے ایک دن ان سے پوچھا کہ کیا آپ کے لئے صرف غسل کافی نہیں ہو سکتا؟ وہ کونسا وضو ہے جو غسل سے بڑھ کر ہو؟ انہوں نے کہا یہ

صحیح ہے لیکن مجھے خیال رہتا ہے کہ کہیں میری پیشاب گاہ سے کوئی چیز نہ نکلی ہو چنانچہ میں اسے پونچھتا ہوں اور اس لئے وضو کر لیتا ہوں اور یہی وہ وجہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا تھا کہ جب تم نے غسل کے بعد اپنی شرمگاہ کو نہیں چھوا تو کونسا وضو ہے جس میں غسل سے زیادہ پانی بہایا جاتا ہے پھر اکثر آپ غسل کے بعد وضو کرنے والے سے کہا کرتے تھے کہ تم نے گہری نظر ڈالی ہے' یونہی حضرت جابر بن عبداللہ بھی کہا کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم کنوئیں کا پانی لینا پسند کرتے تھے اور ایک جانب نہایا کرتے تھے۔

- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ انصار کے ایک آدمی کی طرف پیغام بھیجا چنانچہ وہ آئے تو ان کے سر سے پانی گر رہا تھا' اس پر آپ نے فرمایا: شاید ہم نے آپ کو جلد بازی میں ڈال دیا ہے۔ انہوں نے عرض کی' ہاں' آپ نے فرمایا: جب جلدی ہو یا قحط میں گرفتار ہو تو تمہیں وضو کرنا چاہئے' ایک روایت میں آپ نے صرف ''تمہارے لئے'' کا لفظ بولا' وضو کا نہیں بولا تھا۔

- حضور انور ﷺ جب اپنی بیوی سے ہم بستر ہوتے اور کھڑے ہونے میں دشواری ہوتی تو اپنا ہاتھ دیوار پر مار کر تیمم فرماتے اور فرمایا کرتے: فرشتے ایسے شخص سے نہیں ملتے جو حالتِ جنابت میں ہو' ہاں وضو کر لیا ہو تو ملتے ہیں۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اپنی کئی بیویوں سے ہم بستر ہوتے تو اکثر ایک ہی غسل فرماتے اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ جب کئی بیویوں سے ہم بستر ہوتے تو ہر ایک کے ہاں الگ الگ غسل فرماتے اور فرماتے کہ یہ کام بہت اچھا اور پاکیزہ ہے۔

- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے ہم بستر ہو اور پھر دوبارہ آنے کا ارادہ ہو تو دونوں باریوں کے درمیان وضو کرے' ایک اور روایت میں ہے: فرمایا اس سے طبیعت میں چستی پیدا ہوتی ہے۔

- حضور ﷺ کے ہاں بیٹھے ہوئے صحابہ ایک مرتبہ غسل کے بارے شک میں پڑے تھے کہ ان میں سے ایک نے عرض کی میں تو اپنا سر یوں یوں دھویا کرتا ہوں' اس پر آپ نے فرمایا کہ میں تو اپنے سر پر تین لپ پانی ڈالا کرتا ہوں۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دو صاع بھر پانی سے غسل کرتے چنانچہ غسل شروع فرماتے تو پانی لے کر اپنے دائیں ہاتھ پر ڈالتے اور اسے دھوتے' پھر شرمگاہ دھوتے پھر کلی فرماتے اور پھر ناک میں پانی ڈالتے' پھر چہرۂ انور دھوتے اور آنکھوں پر پانی چھڑکتے' پھر دایاں اور پھر بایاں ہاتھ دھوتے' پھر سر انور دھوتے اور پھر پورے جسم پر پانی بہاتے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایسے برتن والے پانی سے غسل فرماتے جسے ''فرق'' کہتے تھے۔ حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ''فرق'' تین صاع کا ہوتا ہے اور اس کا اندازہ لگایا گیا تو تقریباً آٹھ رطل کا ہوا۔
- ایک شخص نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ مجھے غسلِ جنابت کے لئے ایک یا دو صاع کافی نہیں ہوتے' اس پر حضرت جابر نے کہا کہ ایک صاع تو اس کے لئے کافی ہوتا ہے جس کے بال تم سے بھی زیادہ ہوں اور رسول اللہ ﷺ تو تم سے بہتر بھلے اور اچھے تھے۔ یہی بات حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہی تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک چھوٹے برتن سے نہایا کرتے لیکن پہلے آپ نہایا کرتے' پھر فرماتی ہیں کہ ہم آپ کی بیویاں سروں سے بال پکڑتیں جو مینڈھی کی طرح ہو جاتے۔ مزید فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کا غسل فرماتے تو تشریف لاتے' مجھ سے گرم ہونے کی خواہش فرماتے' میں آپ کو اپنے جسم سے لگاتی اور بسا اوقات اس کے بعد میں نہایا نہ کرتی تھی اور جب آپ فارغ ہو جاتے تو میں اُٹھ کر غسل کر لیتی' ہم غسل کیا کرتیں تو خوشبو ہمارے بالوں میں بھری ہوتی' ہم حلال یا حرام مقام میں آپ کے ساتھ ہوتیں۔ آپ حالتِ جنابت میں خطمی ملے پانی سے غسل فرماتے اور پھر اس کے بعد کوئی اور پانی نہیں بہاتے تھے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں حکم پوچھا گیا جسے جنابت کی حالت میں زخم لگا ہو تو انہوں نے کہا: زخم والی جگہ چھوڑ کر غسل کر لے۔

اس کتاب کا مؤلف کہتا ہے کہ ہمیں حضور ﷺ کی طرف سے اس مسئلہ میں زخمی حالت کے اندر تیمم کرنے کی کوئی روایت نہیں مل سکی۔

فصل:

حمام میں جانا اور جسم چھپانے کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر حمام میں داخل ہونے سے منع فرمایا کرتے تھے اور پھر مردوں کے لئے اجازت فرما دی کہ دھوتی پہن کر جا سکتے ہیں۔ آپ فرماتے تھے کہ حمام دیکھ کر افسوس کرتا ہوں' اس میں پردہ ہونے کے باوجود بے پردگی ہے اور پانی پاکیزہ نہیں ہوتا' کسی شخص کے لئے رومال لئے بغیر اس میں داخل ہونا حلال نہیں ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حمام جیسے گھر کتنے برے ہوتے ہیں جن میں شور ہوتا ہے اور بے پردگی ہوا کرتی ہے۔

- رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ایسی عورت جو کسی کے گھر میں کپڑے اتارتی ہے تو وہ اپنے اور اللہ کے درمیان پڑے پردے کو پھاڑ رہی ہوتی ہے۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جلد عجم کی سرزمین تم فتح کر لو گے' تم وہاں ایسے گھر دیکھو گے جنہیں حمام کہتے ہونگے' تم میں سے مرد لوگ ان میں دھوتی پہنے بغیر نہ جائیں' عورتوں کو وہاں جانے سے روکنا' ہاں بیمار ہوں یا انہیں نفاس کا خون آ رہا ہو تو اجازت ہوگی۔
- آپ اکثر فرمایا کرتے کہ تم میں سے جو اللہ اور آخری دن پر ایمان لا چکا ہے' بغیر عذر کے اس کی بیوی حمام میں داخل نہ ہوا کرے اور جو اللہ و یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ بغیر دھوتی پہنے حمام میں نہ جائے کیونکہ اس حمام کی بھی دو آنکھیں ہوتی ہیں جن سے وہ سب کچھ دیکھتا ہے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی حمام میں جائے تو وہاں سے نکلنے تک اللہ کا نام نہ لے اور ایک حمام کے اندر دو شخص نہ نہایا کریں۔
- حضرت ابراہیم تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب کسی شخص نے اوپر چادر اوڑھ رکھی ہو تو حمام میں تلاوت کرنے اور حمام میں کھڑے شخص کو سلام کہنے میں حرج نہیں۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے گھر میں گرم پانی سے غسل کیا کرتے جو ایک برتن میں آپ کے لئے گرم کیا جاتا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پتہ چلا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی حمام میں داخل ہوئے اور شراب ملے ہوئے زرد رنگ کا استعمال کیا' اس پر آپ نے انہیں لکھا: مجھے پتہ چلا ہے کہ تم نے جسم پر شراب ملی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسے جسم پر لگانے اور پینے سے منع فرمایا ہے اور شراب کو ہاتھ لگانا بھی اسی طرح حرام ہے جیسے اسے پینا حرام ہے لہٰذا اسے اپنے جسموں پر نہ لگایا کرو کیونکہ یہ پلیدی ہے۔

- حضرت اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ غسل کرتے وقت پردہ کرتے اور جب آپ فتح مکہ کے موقع پر وہاں تشریف لے گئے تو میں خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا' دیکھا کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کپڑے کا پردہ کئے ہوئے تھیں اور آپ نہا رہے تھے' پھر آپ کے پاس رومال لایا گیا لیکن آپ نے اسے ہاتھ نہیں لگایا اور پانی ویسے ہی استعمال فرمایا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما چھپ کر غسل فرماتے' آپ کسی کو یہ موقع ہی نہ دیتے کہ غسل کے وقت آپ کو دیکھ لے' آپ کا ارشاد تھا: ایمان اسے کہتے ہیں۔

- حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے ایک دن حضور علیہ السلام کے ہمراہ نماز پڑھی' آپ نہانے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے' میں نے پردہ کیا' کچھ پانی بچ گیا تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس پانی سے میں بھی غسل کرسکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں کرسکتے ہو' پھر آپ نے پردہ کردیا لیکن میں شرمسار تھا' عرض کی یارسول اللہ! آپ ایسا نہ کریں' تاہم آپ نے فرمایا: میں بھی ویسے ہی تمہیں ڈھانپوں گا جیسے تم نے ڈھانپا تھا۔
- آپ نے ایک مرتبہ کسی شخص کو دیکھا جو اپنے گھر کے صحن میں غسل کررہا تھا' فرمایا: اللہ تعالیٰ زندہ ہے' علم والا اور پردہ پسند کرتا ہے لہٰذا تم میں سے جو نہانے لگے تو پردہ کیا کرے خواہ دیوار ہی کے ذریعہ۔ ایک روایت میں ہے کہ کسی چیز سے اپنے آپ کو چھپالے۔
- آپ ہی نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے حیاء دار اور پردہ کرنے والے تھے' وہ اللہ سے اس قدر حیاء کرتے کہ ان کی جلد کا کچھ حصہ بھی نظر نہ آسکتا تھا' بنواسرائیل میں سے کچھ لوگوں نے آپ کو ستایا اور کہنے لگے' یہ اس وجہ سے پردہ کرتا ہے کہ اس کی جلد میں خرابی ہے' تو مرض برص ہے' یا خارش یا کوئی اور مرض ہے چنانچہ ایک دن آپ پانی میں اترے کہ غسل کریں' کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیئے' وہ پتھر بھاگ کھڑا ہوا اور کپڑے لے اڑا' آپ ''اے پتھر! میرے کپڑے دیدو'' بار بار کہتے ہوئے اس کے پیچھے بھاگے تو بنواسرائیل نے انہیں دیکھ لیا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ہمیں حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں پتہ چلا' جب اللہ تعالیٰ نے انہیں غسل کرنے کا حکم دیا اور سونے کی مکڑی ان پر گر پڑی تھی تو اس وقت آپ بے پردہ تھے۔
- حضرت ابو السمح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نبی کریم علیہ السلام کا خادم تھا' جب آپ غسل فرمانے لگتے تو فرماتے کہ میری طرف پیٹھ کرلو چنانچہ میں پیٹھ کرکے آپ کے لئے پردہ کرتا۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ تم میں سے کوئی نہ تو جنگل میں غسل کرے اور نہ ہی ایسی چھت پر جہاں اس کے لئے پردہ کی کوئی صورت نہ ہو اور اگر تم کھلی جگہ پر غسل کرنا چاہو تو پھر دیوار کے کچھ حصے' اونٹ یا کپڑے کا پردہ کرلیا کرو اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو گول دائرہ جیسی لکیر کھینچو اور اللہ کا نام لے کر اس میں غسل کرو۔

آپ دوپہر اور رات کی تاریکی میں غسل کرنے سے منع فرماتے نیز اس بات سے بھی روکتے کہ پانی جسم پر پڑنے سے پہلے دھوتی اتار دی جائے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

جنبی کے احکام

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان تھا: جنبی اور حیض والی عورت' قرآن کی کوئی بھی آیت نہ پڑھیں۔

- حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء سے باہر آتے تو ہمیں قرآن پڑھاتے اور ہمارے ساتھ کھانا کھاتے' حالتِ جنابت کے علاوہ کوئی چیز آپ کو قرآن کی تلاوت سے نہ روکتی۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ حالتِ جنابت میں نہ ہوتے تو ہر حال میں ہمیں قرآن پڑھایا کرتے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنابت کی حالت میں قرآن کی ایک یا دو آیتیں پڑھنے میں حرج نہیں سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ جنبی' قرآن کا ایک حرف بھی تلاوت نہ کرے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وضو کے بغیر تلاوت نہیں کرتے تھے۔
- حضرت ابراہیم تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ بے وضو ہوتے ہوئے رسالے لکھنے میں حرج نہیں۔
- رسول اللہ ﷺ جب جنابت کی حالت میں سونے یا کھانا کھانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی شرمگاہ دھوتے اور نماز کے وضو جیسا وضو فرماتے اور فرماتے: تین ایسے شخص ہیں جن کے قریب فرشتے نہیں جاتے: کافر کا مردار' خوش بو میں لت پت اور جنبی شخص جب تک وضو نہ کرے۔

ایک روایت میں فرمایا: میں کسی شخص کے لئے یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ جنابت کی حالت میں سو جائے' اسے اچھی طرح وضو کر کے سونا چاہئے کیونکہ مجھے یہ اندیشہ رہتا ہے کہ اس کے فوت ہو جانے پر اس کے پاس جبریل نہ آسکیں گے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے اکثر غسل فرمالیا کرتے تھے پھر اکثر ایسا بھی ہوتا کہ آپ وضو فرماتے اور غسل کئے بغیر سو جایا کرتے' کئی مرتبہ آپ صرف دونوں ہاتھ دھو کر سو جاتے اور میں نے کئی مرتبہ دیکھا تھا کہ آپ حالتِ جنابت میں پانی کو ہاتھ لگائے بغیر سو جاتے تھے اور جب آپ کھانے یا پینے کا ارادہ فرماتے تو دونوں ہاتھ دھو کر کھاتے پیتے۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی حالتِ جنابت میں سو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں مگر اپنی شرمگاہ دھو کر وضو کر لیا کرے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حالتِ جنابت میں سونے یا کھانے کا ارادہ کرتے تو چہرہ دھوتے' کہنیوں تک ہاتھ دھوتے اور سر کا مسح کرتے پھر کھانا کھاتے یا سوتے۔

- آپ فرماتے تھے: غور سے سن لو: مسجد میں داخل ہونا نبی ﷺ' ان کی بیویوں اور اولاد کے علاوہ کسی جنبی یا حیض والی عورت کے لئے حلال نہیں' یہ بات سن رکھو' میں نے تمہیں واضح کر دیا کہ گمراہ نہ ہو سکو۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ ہم مسجد میں سے جنبی ہوتے ہوئے گذر جایا کرتے۔
- حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی طرف سے اس جنابت والے کو مسجد میں بیٹھنے کی صورت میں مجبور کیا جاتا کہ وہ وضو کر کے آئے کیونکہ یوں اس پر اعتراض نہ ہو گا۔
- حضور ﷺ جنبی شخص کے ساتھ بیٹھ جایا کرتے اور اس سے گفتگو فرما لیتے۔
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ مجھے مدینہ کے کسی راستے میں ملے' میں حالتِ جنابت میں تھا' میں چھپ گیا اور جا کر غسل کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا: ابو ہریرہ! کہاں گئے تھے؟ میں نے عرض کی کہ میں جنابت کی حالت میں تھا' مجھے اچھا نہ لگا کہ اس حالت میں آپ کے پاس بیٹھوں۔ آپ نے فرمایا: کیسی بات کرتے ہو؟ مسلمان تو پلید ہوا ہی نہیں کرتا۔
- حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے کسی صحابی سے ملتے تو اس پر دستِ شفقت پھیرتے اور اس کے لئے دعا فرماتے' ایک دن صبح سویرے میں آپ کو دیکھ کر ایک طرف ہو گیا اور اس وقت خدمت میں حاضر ہوا جب سورج بلند ہو چکا تھا۔ فرمایا: میں نے تمہیں دیکھ تو لیا تھا' تم مجھ سے الگ کیوں ہوئے؟ میں نے عرض کی' میں حالتِ جنابت میں تھا تو ڈر لگا کہ آپ مجھے کہیں ہاتھ نہ لگا لیں۔ اس پر فرمایا: مسلمان زندگی اور مرنے کے بعد بھی پلید نہیں ہوا کرتا۔
- آپ نے فرمایا تھا: فرشتے ایسے گھر میں نہیں آتے جس میں تصویر' کتا اور جنبی موجود ہو۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا' کیا اس بستر پر کسی کے لئے قرآن رکھنا جائز ہے جس نے اس پر ہم بستری کی' اسے احتلام ہوا یا پسینہ آیا؟ تو انہوں نے کہا' ہاں جائز ہے۔
- حضور ﷺ کو نماز میں ہوتے ہوئے یاد آ جاتا کہ وہ حالتِ جنابت میں ہیں تو صحابہ کرام سے فرماتے کہ اپنے اپنے مقام پر کھڑے رہو' پھر جا کر غسل فرماتے اور ان کے پاس آتے' نہر سے پانی بہہ رہا ہوتا' آپ انہیں نماز پڑھاتے اور جب نماز پوری فرما لیتے تو فرماتے: میری حالت یہ ہے کہ میں بھی ایک بشر ہوں' میں حالتِ جنابت میں تھا۔
- حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی نماز پڑھی پھر جرف میں اپنی زمین کی طرف گئے تو اپنے کپڑے میں احتلام کا اثر دیکھا' اس پر کہا کہ جب سے میں لوگوں کا خلیفہ بنا ہوں' آج احتلام میں مبتلا ہوا ہوں' ہم جب تری محسوس کرتے ہیں تو رگیں نرم ہو جاتی ہیں چنانچہ انہوں نے غسل کیا اور کپڑے سے احتلام کا اثر دھویا پھر سورج ڈھلنے پر اذان اور اقامت کہہ کر نماز پڑھی لیکن

لوگوں کو نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا۔

فصل:

حیض اور نفاس والی عورت کا غسل کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ انصار میں سے ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور پوچھا کہ وہ حیض سے کیسے غسل کیا کرے؟ فرمایا: تم پانی اور بیری کے پتے لے کر خوب اچھی طرح سے اپنے آپ کو پاک کرو، پھر اپنے سر پر پانی ڈالو اور خوب اچھی طرح سے مَل دو اور پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچا دو پھر اپنے آپ پر پانی ڈالو، پھر کچھ خوشبو لے کر اپنے آپ کو لگاؤ۔ اس نے پوچھا: اس سے میں کیسے پاکیزگی حاصل کروں؟ فرمایا: اس کے ذریعے پاکیزگی حاصل کرو، اس نے عرض کی، کیسے؟ فرمایا: سبحان اللہ! اس سے پاکیزگی حاصل کرو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: میں نے دیکھا حضور ﷺ نے حیاء کی بناء پر اس سے چہرہ پھیر لیا، میں نے معلوم کر لیا کہ آپ اس سے کتراتے ہیں، میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچا اور کہا خون کا اثر دیکھو اور اسے دور کرو۔

اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: انصار کی عورتیں کتنی اچھی ہیں کہ دین سیکھنے میں شرمساری محسوس نہیں کرتیں۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے بنو غفار کی ایک عورت کو اپنے پیچھے سوار کیا اور صبح تک سواری سے نہ اترے اور جب اپنی سواری بٹھا کر اترنے کا ارادہ کیا تو دیکھا تو کجاوہ پر اس کا خون لگا تھا، اسے پہلی مرتبہ حیض آیا تھا چنانچہ وہ شرم کے مارے اونٹنی کے ساتھ چمٹی رہی۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اس کی حالت دیکھی اور خون پر نظر پڑی تو فرمایا: تمہیں کیا ہوا، شاید تمہیں خون آ گیا ہے۔ اس نے عرض کی: ہاں۔ آپ نے فرمایا: اپنے آپ کو سنبھالو پھر پانی کا برتن لو اور اس میں نمک ڈال کر کجاوہ دھولو اور واپس آؤ۔ وہ بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر فتح کیا تو مالِ غنیمت میں سے ہمیں کچھ حصہ دیا۔

حضرت امیہ بنت صلت رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ وہ عورت جب بھی حیض سے پاک ہوتی تو پاکیزگی والے پانی میں نمک ملاتی اور پھر اس نے وصیت کر دی کہ جب وہ فوت ہو تو نہلاتے وقت پانی میں نمک ملا لیا جائے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک ایسی عورت کے بارے میں پوچھا گیا جسے دیر تک خون آتا رہا، اس کا ارادہ یہ تھا کہ کوئی ایسی دوا پی لے جس سے وہ خون رک جائے، آپ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں اور پھر اس کے لئے پیلو کے درخت کا پانی تجویز فرمایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حیض والی عورت خون کو پانی سے دھوئے لیکن اس کا اثر ختم نہ ہو تو [illegible] معاف ہے۔

فصل:

جمعہ وعیدین کے غسل کا بیان نیز میّت کو نہلا کر اور اسلام لا کر غسل کرنے کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ جمعہ کے دن احتلام والے کا غسل کرنا وہی حیثیت رکھتا ہے جو جنابت کے غسل کی ہے۔ عنقریب نمازِ جمعہ کے باب میں انشاء اللہ باقی احادیث کا ذکر آئے گا۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنابت اور جمعہ کا غسل اکٹھا کر لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہوتا ہے اور ہر شخص وہی کچھ حاصل کرتا ہے جس کی اس نے نیت کر رکھی ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں عیدوں کے لئے غسل کرنے پر زور دیا کرتے تھے اور عیدگاہ کی طرف جانے سے پہلے غسل کر لیا کرتے تھے۔
- حضور ﷺ کا فرمان تھا کہ جو کسی مردہ کو غسل دے' اسے غسل کرنا چاہئے اور جو اسے کندھوں پر اٹھا کر لے جائے' اسے وضو کرنا چاہئے یعنی جو اسے اٹھانے کا ارادہ کرے' جیسے دوسری روایت سے پتہ چلتا ہے (ایسے حکم صرف مستحب کہلاتے ہیں ۱۲ چشتی)۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے سنا' فرمایا کہ غسل پانچ چیزوں سے کیا جاتا ہے: جنابت سے' پچھنے لگانے سے' جمعہ کے دن کا غسل' میت کا غسل اور حمام کے پانی سے غسل۔

آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کو غسل کا حکم فرمایا تھا جسے گرمی کی وجہ سے پسینہ آ جائے ورنہ وہ ایک مرد ہی ہے جو لکڑی پکڑ کر اٹھایا کرتا ہے۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب ابوطالب فوت ہوئے تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ کے بوڑھے گمراہ چچا فوت ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: جاؤ اور اپنے والد کو دفن کر دو پھر میرے پاس آنے تک کسی کو کچھ نہ بتانا چنانچہ میں نے اس پر مٹی ڈال دی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے غسل کرنے کا حکم دیا' میں نے غسل کیا تو آپ نے میرے لئے دعا فرمائی۔
- حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعید بن زید کے بیٹے کو حنوط کی خوشبو لگائی' اسے اٹھایا اور مسجد میں داخل ہوئے' نماز پڑھی لیکن وضو نہیں کیا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ مومن موت کی وجہ سے پلید نہیں ہو جایا کرتا لہٰذا جب تم اسے

نہلاؤ تو صرف ہاتھ دھولیا کرو یہی کافی ہے۔

- حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس نے آپ کی وفات پر جب آپ کو غسل دیا تو قریب بیٹھے مہاجرین سے پوچھا کہ میں روزے سے ہوں' آج سخت سردی کا دن ہے تو کیا غسل کرنا لازم ہے؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ اسلام لانے کا ارادہ کرنے والے کو حکم فرما دیتے تھے کہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل کر لے نیز ختنہ کرے اور بال مونڈھ لئے پھر اسلام لانے والے سے اکثر فرمایا کرتے: اپنے آپ سے کفر کے بال اُتارو اور ختنہ کرلو۔ واللہ اعلم۔

باب

تیمّم کا ذکر

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: اعمال کا دارومدار نیت پر ہوتا ہے اور ہر شخص کو وہی کچھ حاصل ہوتا ہے جس کی وہ نیت کرلیتا ہے۔

- رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: میری اُمت میں سے کسی کے لئے نماز کا وقت ہوجائے تو ایسے وقت مسجد میں جائے اور پاکیزہ ہو' اسی حدیث سے علماء نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ کسی فرض کی ادائیگی کے لئے وقت نماز داخل ہونے ہی پر تیمم کرو (احناف اس پابندی کو نہیں مانتے ۱۲ چشتی)۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور ﷺ کے ہمراہ چلے اور جب ہم بیداء یا ذات الجیش کے مقام پر پہنچے تو میرے گلے کا ہار گر گیا' حضور ﷺ اسے تلاش کرنے کے لئے رُک گئے' لوگ بھی آپ کے ساتھ رُک گئے' وہاں پانی دکھائی نہ دیا اور نہ کسی بھی شخص کے پاس پانی تھا' لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور کہنے لگے: آپ دیکھ نہیں رہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا کر دیا ہے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور دیگر لوگوں کو ان کے ہمراہ روک رکھا ہے' یہاں پانی دکھائی نہیں دیتا' نہ ہی کسی شخص کے پاس پانی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ناراض ہوئے' ناراضگی کے الفاظ بولے اور میرے پہلو میں ہاتھ سے ٹھوکر ماری' مجھے حرکت کرنے سے صرف یہ بات روک رہی تھی کہ حضور ﷺ میری ران پر سر رکھے ہوئے تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ پانی استعمال کئے بغیر صبح تک سوئے رہے۔ آپ نے چند لوگوں کو ہار تلاش کرنے کے لئے بھیجا جنہیں نماز صبح کا وقت ہوگیا' انہوں نے وضو کئے بغیر نماز پڑھی اور جب وہ حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو اس بات کی شکایت کی جس پر اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی آیت اتاری۔ اس پر مسلمان حضور ﷺ کے ہمراہ اُٹھ کھڑے ہوئے' انہوں نے اپنے ہاتھ زمین پر مارے اور پھر اٹھا

لئے، مٹی نہیں اٹھائی، یونہی ہاتھوں کو اپنے چہروں اور کہنیوں تک بازوؤں پر ملا اور اندر کی طرف ہاتھ بغلوں تک لے گئے، ایک روایت میں ہے کہ کہنیوں کے اوپر تک لے گئے، ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے اپنی ہتھیلیاں زمین پر ماریں اور ایک ہی مرتبہ ہاتھ چہروں پر ملے پھر دوبارہ ہتھیلیاں زمین پر مار کر کہنیوں تک ہاتھوں پر ملا۔ اس پر حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (نقیب تھے) اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اے آل ابوبکر! یہ آپ کی طرف سے پہلی برکت حاصل ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہاری وجہ سے لوگوں پر برکت فرما دی ہے لہٰذا اللہ تمہیں اس کی بہتر جزاء دے، بخدا آپ کے ساتھ جو بھی معاملہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اس کی راہ نکال دیتا ہے اور مسلمانوں کے لئے اس میں برکت ہو جاتی ہے۔

- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی ضروری کام کے لئے بھیجا، مجھے احتلام ہو گیا، پانی موجود نہ تھا لہٰذا میں چوپائیوں کی طرح مٹی میں لیٹا اور پھر واپس نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بتایا جس پر آپ نے فرمایا: تمہارے لئے یوں کر لینا کافی تھا، پھر صرف ایک مرتبہ ہاتھوں کو زمین پر مارا، انہیں جھاڑا، اسے بائیں ہاتھ سے ہتھیلی کے اوپر والے حصے پر ملا یا بائیں ہاتھ کی اوپر والی جانب مل اور پھر چہرے پر مَل دیا، اس کے بعد بایاں ہاتھ دائیں اور دایاں بائیں پر ملا، یہ کام ہتھیلیوں سے کیا پھر دونوں ہاتھ ملے۔

- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ اگر آدمی جنابت کی حالت میں ہو جائے اور اسے مہینہ بھر پانی نہ مل سکے تو تیمم نہیں کر سکتا، اس پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن ان سے کہا کہ سورۂ مائدہ کی اس آیت کا کیا بنے گا؟

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا۝ (سورۂ مائدہ:٦)

"تمہیں پانی نہ مل سکے تو پاکیزہ مٹی کا ارادہ کرلو۔"

حضرت عبداللہ ان کی بات سمجھ نہ پائے اور کہنے لگے: لگتا ہے کہ جب پانی ٹھنڈا لگ رہا ہو تو مٹی سے تیمم کر لیا کریں، اس پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ بالکل یونہی ہے۔

- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک آدمی نے آ کر عرض کی کہ اے امیر المؤمنین! ہم گھر سے مہینہ یا دو مہینہ بھر کے سفر پر دور ہوتے ہیں، کسی کو جنابت ہو جاتی اور اسے پانی نہیں ملتا (تو کیا کرے؟) آپ نے فرمایا: میں تو اس وقت تک نماز نہیں پڑھتا جب تک پانی نہیں مل جاتا، اس پر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے: اے امیر المؤمنین! کیا آپ کو وہ واقعہ یاد نہیں جب میں اور آپ اونٹوں میں تھے، ہم حالت جنابت میں مبتلا ہو گئے تھے، میں تو مٹی میں لیٹا تھا پھر ہم دونوں ہی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ تمہیں یوں کر لینا کافی تھا، پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے تھے،

انہیں جھاڑا' پھر چہرے اور آدھے آدھے بازوؤں پر ملے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ چہرے اور دونوں ہاتھوں کے نصف حصے پر ملے تھے' کہنیوں تک نہیں ملے تھے' ایک ہی بار زمین پر مارے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ پھر آپ نے چہرے پر ملے اور بازو کے کچھ حصے پر ملے تھے' ایک اور روایت میں ہے کہ پھر چہرے اور دونوں ہتھیلیوں پر ملے تھے۔

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ بات کہی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اے عمار! اللہ کا خوف کرو۔ انہوں نے کہا بخدا اے امیر المؤمنین! اگر آپ یہی چاہتے ہیں تو میں یہ بات آئندہ کسی سے نہیں کہوں گا۔ حضرت عمر نے کہا: ایسا نہ کہو' بخدا ہم آپ کو دکھائیں گے کہ آپ کس طرف گئے ہیں اور پھر وہ حضرت عمار کے قول پر آ گئے۔

- حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے جب حضرت عمار بن یاسر کو تیمم کرنا سکھایا تھا تو دونوں ہتھیلیوں' چہرے اور دونوں بازوؤں کو ملا تھا۔ اس پر منصور نے آپ سے کہا تھا' آپ کیا کہتے ہیں' آپ کے سوا کسی نے بھی دونوں بازوؤں کا ذکر نہیں کیا' اس پر حضرت سلمہ شک میں پڑ گئے اور کہنے لگے: یاد نہیں' رسول اکرم ﷺ نے دونوں بازوؤں کو ملا تھا یا نہیں؟

- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر بتایا کرتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے تیمم کے بارے میں پوچھا تھا تو آپ نے چہرے اور کہنیوں کے لئے ہتھیلیوں کو ایک ہی بار زمین پر مارنے کا حکم دیا تھا۔

- ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی' یا رسول اللہ! ایک شخص دور نکل جاتا ہے اور اسے پانی نہیں مل سکتا تو کیا وہ ہم بستر ہو سکتا ہے؟ فرمایا' ہاں۔

- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ الگ تھلگ تھا اور اس نے لوگوں کے ساتھ مل کر نماز نہیں پڑھی تھی جس پر پوچھا: اے شخص! لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے میں تجھے کیا رکاوٹ ہے؟ اس نے عرض کی' یا رسول اللہ! مجھے جنابت ہو گئی ہے اور پانی مل نہیں رہا' آپ نے فرمایا: مٹی سے گذارا کرو یہی کافی ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا: پاک مٹی مسلمان کو وضو کا کام دیتی ہے خواہ دس سال ہی کیوں نہ گذر جائیں اور جب تمہیں پانی مل جائے تو جلد پر بہاؤ' یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

رسول اکرم ﷺ جب پانی کی قلت دیکھتے تو پہلے لوگوں کو اس میں سے پلاتے اور پھر انہیں دیتے جو حالتِ جنابت میں ہوتے۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب جنگل میں کسی کو احتلام ہو جائے اور اس کے پاس تھوڑا سا پانی ہو تو اسے اپنے لئے بچا رکھے اور خود مٹی سے تیمم کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ بھی یہی کہتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ سب سے بہتر مٹی زراعت والی جگہ کی ہوتی ہے۔

آپ ہی سے ہاتھوں کے تیمم کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں وضو کے ذکر کے موقع پر فرمایا ہے فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ اور تیمم کے بارے میں فرمایا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ اور کہا وَالسَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا اور طریقہ یہ تھا کہ وہ ہتھیلیوں سے کاٹتے تھے لہٰذا تیمم صرف چہرے اور ہتھیلیوں میں ہوتا ہے۔

- حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص کو جنابت ہوئی تو اس نے نماز نہ پڑھی اور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس بات کا ذکر کیا' آپ نے فرمایا: اچھا کیا اور پھر اسے قضاء کا حکم نہ فرمایا۔
ایک اور آدمی کو جنابت ہوئی' اس نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اسے بھی یونہی فرمایا کہ تم نے درست کیا ہے۔
- حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ربذہ میں رسول اللہ ﷺ کی بکریاں چراتا تھا' مجھے احتلام ہو جاتا' میں پانچ چھ دن تک وہاں ٹھہرتا' میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بارے میں عرض کی تو آپ نے فرمایا: اے ابوذر! تمہاری ماں تمہیں گم کر دے' پھر میرے لئے ایک سیاہ رنگ کی لونڈی کو بلایا' وہ ایک مشکیزہ لائی جس میں پانی تھا' وہ بھرا ہوا نہ تھا' آپ نے مجھے کپڑے سے ڈھانکا' میں اونٹنی کے پیچھے ہو گیا اور غسل کیا' لگتا تھا کہ جیسے میں نے اپنے سر سے ایک بوجھ اتار لیا ہے۔

فصل:

زخمی شخص کا تیمّم اور سردی کی وجہ سے تیمّم کرنا

حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ سردیوں میں زمین کا پانی گرم کیوں ہوتا ہے اور گرمیوں میں سرد کیوں؟ تو آپ نے فرمایا: اے خزیمہ! جب سورج زمین کی نچلی طرف چلا جاتا ہے تو چلتے چلتے اپنی مقرر جگہ سے طلوع کرتا ہے سردیوں میں رات چونکہ لمبی ہوتی ہے تو زمین میں زیادہ دیر تک ٹھہرا کرتا ہے تو اسی بناء پر پانی گرم ہو جاتا ہے اور جب گرمی کا موسم ہوتا ہے تو یہ تیزی سے چل رہا ہوتا ہے' زمین کے نیچے زیادہ دیر تک اس لئے نہیں ٹھہرتا کہ رات چھوٹی ہوتی ہے تو پانی اپنی حالت پر اسی طرح ٹھنڈا رہتا ہے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ابن قمیہ نے جب رسول اللہ ﷺ کی طرف تیر پھینکا اور آپ کو زخمی کر دیا تو آپ وضو کرتے وقت اس سے پٹی کھول کر اس پر پانی سے مسح فرما لیا کرتے۔
- حضرت علی کرم اللہ وجہہ بتاتے ہیں کہ جب میرا ایک گٹ ٹوٹ گیا تو حضور ﷺ نے حکم دیا تھا کہ میں پٹیوں پر مسح کر لیا کروں۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جس کے زخم پر پٹی بندھی ہوئی ہو' وضو کرتے وقت وہ پٹی پر مسح کرے اور زخم کے اردگرد کا حصہ دھولیا کرے اور جس کے زخم پر پٹی نہ ہو تو وہ صرف زخم کا اردگرد دھویا کرے۔
ایک مرتبہ آپ کے انگوٹھے پر زخم ہوا تو آپ نے اس پر پتا باندھ دیا اور پھر اس پر وضو کرتے رہے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک شخص کے سر پر زخم لگا اور ادھر وہ حالت احتلام میں ہوگیا تو اس نے اپنے بھائیوں میں سے اس سے پوچھا جسے طریقے کا علم نہ تھا کہ کیا مجھے تیمم کر لینے کی اجازت ہے؟ انہوں نے کہا' نہیں کیونکہ تم پانی استعمال کر سکتے ہو چنانچہ انہوں نے اسے غسل کرنے کا کہا' اس نے غسل کیا تو مر گیا' یہ بات رسول اکرم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ اسے ان لوگوں نے مارا ہے' اللہ انہیں تباہ کرے' کیا پیاسے کی شفاء سوال کرنے میں نہیں ہوتی؟ اسے تو اتنا کافی تھا کہ تیمم کرتا اور زخم پر پٹی باندھ لیتا پھر اس پر مسح کر کے سارے جسم پر پانی بہا لیتا۔
ایک روایت میں آتا ہے کہ اسے جسم کے صحیح حصے کو دھونا چاہئے اور زخم والا حصہ چھوڑ دینا چاہئے تھا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللہ تعالیٰ کے فرمان وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى (اور اگر تم مریض ہو) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جب آدمی کو زخم لگا ہو' پھنسیاں ہوں یا دھدری ہو' اسے احتلام ہو جائے اور وہ پانی کے استعمال سے خوفزدہ ہو تو تیمم کرے اور نماز پڑھ لے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پانی کے ہوتے ہوئے بخار والے کو تیمم کی رائے نہیں دیتے تھے' وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا تھا: بخار جہنم کی تیزی ہوتی ہے لہٰذا اسے پانی سے بجھایا کرو' اور ابھی پیچھے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا حضرت ابو موسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں قول گذرا ہے: ''جلد انہیں ٹھنڈا پانی دیکھنا ہوگا' اس وقت وہ مٹی سے تیمم کریں گے۔'' اس پر حضرت ابو موسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تھا کہ بات یونہی ہے اور پھر باب الغسل میں حضور ﷺ کا ثقیف کے وفد کے بارے میں فرمان گذر چکا ہے جب انہوں نے آپ سے عرض کی تھی کہ ہمارا علاقہ ٹھنڈا ہے تو غسل کے بارے میں ہم کیا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا تھا' رہا میں تو میں اپنے سر پر تین مرتبہ پانی بہا لیتا ہوں۔
- حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ غزوۂ ذات السلاسل کی ایک ٹھنڈی رات کے موقع پر احتلام ہو گیا تو مجھے ڈر لگا کہ اگر میں نے غسل کر لیا تو ہلاک ہو جاؤں گا چنانچہ میں نے تیمم کیا اور اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ یہ بات انہوں نے نبی کریم ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: اے عمرو! تم نے حالتِ جنابت میں اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھا دی ہے۔ میں نے وہ عذر پیش کیا جس کی وجہ سے میں نے غسل نہیں کیا تھا' اور عرض کی کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سن رکھا ہے' وہ فرماتا ہے وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا (تم اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو اللہ تم پر بڑا مہربان ہے)۔ اس پر رسول اللہ ﷺ خوش ہوئے اور انہیں کچھ نہیں کہا۔

ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے اپنی بغلیں دھوئیں اور نماز جیسا وضو کیا اور پھر انہیں نماز پڑھائی یعنی تیمم نہیں کیا۔

- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہا کرتے تھے کہ تیمم وضو کے قائم مقام ہوتا ہے اور ہم تک یہ بات نہیں پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے کئی نمازیں ایک تیمم سے پڑھی ہوں کیونکہ غزوۂ خندق کے علاوہ ایسا موقع کبھی نہیں گذرا کہ جب گتے میں آپ نے کوئی نماز دیر سے پڑھی ہو کیونکہ اس میں آپ نے ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھی تھیں چنانچہ یہ مسئلہ جہاں پہنچ چکا ہے' وہیں ٹھہر جانا بہتر ہے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہر نماز کے وقت تیمم کر لینا بہتر ہوتا ہے۔ یونہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول بھی ہے۔

فصل:

پانی مل جانے پر تیمّم کی حیثیت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ دو آدمی سفر پر نکلے' نماز کا وقت ہو گیا اور ان کے پاس پانی نہ تھا چنانچہ انہوں نے پاکیزہ مٹی سے تیمم کیا اور نماز پڑھ لی' پھر انہیں پانی مل گیا اور وقت ابھی باقی تھا لہٰذا ایک نے تو نماز اور وضو لوٹا لیا لیکن دوسرے نے نہیں لوٹایا' پھر وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ عرض کیا' آپ نے اس سے فرمایا جس نے نماز اور وضو نہیں لوٹائے تھے ''تم سنت طریقے پر چلے ہو' تمہاری نماز ہو گئی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ نہیں کہ سود کو لوگوں سے منع کرے اور پھر خود ہی لوگوں سے لے لے۔'' اور جس نے وضو کیا تھا' اس سے فرمایا کہ اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی جرف والی زمین سے واپس آئے تو اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ پہنچنے پر نماز کا وقت ہو گیا' چنانچہ تیمم کر کے نماز پڑھی اور مدینہ میں پہنچ گئے' آپ نے نماز نہیں لوٹائی حالانکہ سورج چڑھ آیا تھا۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مدینہ کے قریب کسی جگہ پر دیکھا تھا' آپ نے پانی نہ ملنے پر تیمم کر لیا تھا حالانکہ وہ جگہ مدینہ کے قریب تھی اور وہاں سے مدینے کے گھر دکھائی دیتے تھے' آپ نے نماز پڑھی اور وہ نماز دوبارہ نہ لوٹائی۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جب نماز کے وقت میں پانی ملنے کے بارے میں یقین نہ ہوتا تو آپ جلدی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لیتے اور فرماتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہوا ہے کہ فرمایا تھا. سب کاموں میں

سے بہتر کام یہ ہے کہ انسان اوّل وقت میں نماز پڑھے۔

- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی راستے میں رات گذاری' آپ سو گئے تو احتلام ہو گیا چنانچہ بیدار ہوئے اور فرمایا: کیا سورج طلوع ہونے سے پہلے کہیں پانی تلاش کر سکتے ہو؟ انہوں نے کہا' ہاں چنانچہ تیز چلے اور پانی پالیا' آپ نے غسل کر کے نماز پڑھ لی' آپ سے کہا گیا: اس وقت تیمم کر کے نماز کیوں نہیں پڑھ لی؟ آپ نے کہا کہ اگر ہمیں پانی مل جانے سے پہلے وقت نکل جانے کا خدشہ ہوتا تو ہم تیمم کرتے۔ پھر کہا گیا: کیا آپ نے ایسے کپڑے سے نماز پڑھی جس پر احتلام کا اثر تھا؟ فرمایا' ہاں: جو مجھے نظر آیا اسے میں نے دھولیا اور جو نظر نہیں آتا اس پر چھینٹے مارتا ہوں اور اسی کپڑے سے نماز پڑھ لیتا ہوں۔

باب

حیض اور اس کے احکام

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے جبریل علیہ السلام نے اطلاع دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہماری ماں حضرت حواء علیہا السلام کی طرف اس وقت بھیجا جب آپ کو حیض آیا تھا' انہوں نے اپنے پروردگار سے درخواست کی کہ مجھے ایسا خون آیا ہے جسے میں جانتی نہیں ہوں' اللہ تعالیٰ نے انہیں جواب میں فرمایا کہ میں تمہیں اور تمہاری اولاد کو ایسے حیض میں خون آلود کروں گا جیسے تم نے درخت سے اس کا رنگ اتارا ہے' ہاں اسے تمہارے لئے کوتاہی کا کفارہ اور ستھرے پن کا بہانہ بنا دوں گا۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں' یہودیوں کا طریقہ تھا کہ جب ان کی کسی عورت کو حیض آنے لگتا تو نہ وہ اس کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے' نہ پانی پیتے اور نہ ہی گھروں میں ان سے ہم بستری کرتے' صحابۂ رسول نے یہ بات آپ سے پوچھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتار دی:

  وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِى الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ○ (سورۂ بقرہ: ۲۲۲)

  ''اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم' تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں میں اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہولیں۔''

  اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم بستری کے علاوہ ان سے ہر کام کر سکتے ہو۔

یہ بات یہودیوں تک پہنچی تو انہوں نے کہا: یہ شخص ایسی کوئی بات نہیں چھوڑتا جس میں ہماری مخالفت موجود ہوتی ہے چنانچہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر آپ کی خدمت میں آئے اور عرض کی یا رسول اللہ! یہودی ایسے ایسے کہتے ہیں تو کیا

ہم ان دنوں میں عورتوں سے ہم بستری نہیں کر سکیں گے؟ حضورعلیہ کے چہرۂ انور کے آثار بدل گئے' ہمیں لگا کہ آپ ان سے ناراض ہیں' وہ وہاں سے نکل پڑے' راستے میں انہیں رسول اللہ علیہ کی خدمت میں دودھ کا تحفہ آیا ہوا ملا' آپ نے ان کے پیچھے بھیج دیا تھا کہ پی لیں چنانچہ انہیں پتہ چل گیا کہ آپ ناراض نہیں ہیں۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ حیض والی عورت حیض رُکنے پر جب تک غسل نہیں کرتی' حیض ہی میں شمار ہوتی ہے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جو شخص حیض والی عورت کی اگلی یا پچھلی طرف ہم بستری کرے یا کاہن کے پاس جائے تو ایسے ہے جیسے اس نے حضرت محمد علیہ پر اتاری گئی ہر چیز کو ماننے سے انکار کر دیا ہے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ ہم میں سے کوئی حیض کی حالت میں ہوتی اور رسول اللہ علیہ اس سے پیار کرنے کا ارادہ فرماتے تو انہیں حکم دیتے کہ حیض کے دنوں میں چادر اوڑھ لیں اور پھر آپ ان سے ایک طرح کا پیار فرماتے لیکن تم میں سے کسے اپنے نفس پر اتنا قابو ہے جیسے آپ کا قابو تھا۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ علیہ خون آنے کے دوران ہم بستری نہ فرماتے بلکہ تین دن گذر جانے کے بعد کرتے۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک مرتبہ پوچھ گیا کہ کیا حالتِ حیض میں آدمی اپنی بیوی سے مباشرت کر سکتا ہے؟ تو آپ نے بتایا کہ عورت اگر نچلے حصے میں چادر اُوڑھ لے پھر اگر مرد چاہے تو پیار کر سکتا ہے۔
- رسول اللہ علیہ ہم میں سے حیض والی کو حکم دیتے تھے کہ ایک کھلی چادر باندھ لو' پھر اس کے سینے' پستانوں سے چمٹ جاتے اور چادر کے اوپر سے پیار کر لیتے' یہ چادر ہمارے دونوں رانوں اور دونوں ٹخنوں کے درمیان تک ہوتی تھی۔
- رسول اللہ علیہ سے کوئی پوچھتا کہ عورت کا کونسا حصہ میرے لئے حلال ہے جبکہ وہ حالتِ حیض میں ہو؟ تو آپ اکثر فرماتے: تمہارے لئے چادر سے اوپر پیار کرنا حلال ہے لیکن بہتر تو یہی ہے کہ تم رُکے رہو۔
- آپ اکثر فرمایا کرتے کہ ہم بستری کے علاوہ بیوی سے جو چاہو' کرو۔
- آپ اکثر فرمایا کرتے کہ عورت سے جو چاہو کرو لیکن ہم بستری سے رکو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تمہارے لئے چادر کے اوپر والے حصے میں چمٹنا اور بوسے وغیرہ لینا حلال کر دیا گیا ہے۔
- رسول اللہ علیہ جب حیض والی بیوی سے پیار کرنے کا ارادہ رکھتے تو کبھی اس کی شرمگاہ پر درمیان سے باندھے بغیر صرف کپڑے کا ٹکڑا رکھ لیتے۔
- آپ نے یہ بھی فرما رکھا تھا کہ جو شخص حیض میں اپنی بیوی سے ہم بستری کر لے' اسے آدھا دینار صدقہ دینا ہوگا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اگر خون آنے کے ابتدائی دنوں میں ایسا کرے اور خون کی رنگت سرخ ہو تو پورا دینار صدقہ کرے لیکن اگر خون رکنے پر ایسا کرے اور خون کی رنگت زرد ہو تو آدھا دینار صدقہ کر دے' ایک روایت میں دینار کے پانچ میں سے دو حصہ کے صدقہ کا حکم ہے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میری ایک عورت تھی جو مرد کے قریب آنا پسند نہیں کرتی تھی' میں نے جب بھی اس کے قریب جانے کا ارادہ کیا تو وہ حیض کا بہانہ بنا دیتی' میں نے سمجھا وہ جھوٹ بولتی ہے لیکن جب میں ہم بستر ہوا تو پتہ چلا کہ وہ تو سچی ہے' میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے حکم فرمایا کہ دینار کا پانچواں اور حیس نامی کھانا صدقہ کرو نیز فرمایا: اے ابو حفص! اللہ تمہیں بخش دے۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: اللہ تعالیٰ اس عورت پر لعنت کرتا ہے جس کے پاس اس کا شوہر جانے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ حیض کا بہانہ بنا لیتی ہے۔

فصل:

حیض والی عورت سے خدمت وغیرہ کا کام لینا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حیض کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ کے بالوں کو کنگھی کر لیا کرتی تھی' آپ اس وقت مسجد میں قریب ہی بیٹھے ہوتے' سر انور میرے قریب کر دیتے اور میں اپنے حجرہ میں ہوتی چنانچہ میں آپ کا سر دھوتی اور کنگھی کر دیتی۔ پھر آپ میری گود میں ہوتے اور قرآن پڑھ لیا کرتے۔ ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ مسجد سے مجھے چٹائی لا دو' میں نے عرض کی کہ میں حالتِ حیض میں ہوں' آپ نے فرمایا کہ حیض تمہارے ہاتھوں میں تو نہیں چنانچہ میں نے اٹھ کر چٹائی پکڑا دی۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ بحالت حیض ہم میں سے کسی کی گود میں سر رکھ کر تلاوت کر لیتے پھر کوئی آپ کی چٹائی لے کر مسجد میں چلی جاتی اور حالت حیض ہی میں آپ کے لئے بچھا دیتی' حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس سے بچھاو کرنے والے سے کہا کرتیں کہ حیض تمہارے ہاتھوں میں تو نہیں ہے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی لونڈیوں کو حالتِ حیض میں حکم دیتے کہ ان کے پاؤں دھو دیں۔
- حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ میں ایک چادر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لیٹ رہی تھی کہ حیض آ گیا' میں نے وہاں سے کھسک کر حیض والے کپڑے لئے اور انہیں پہن لیا' اس پر آپ نے فرمایا: کیا خون آنا شروع ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کی ہاں' آپ نے دوبارہ بلایا اور میں چادر میں آپ کے ساتھ لیٹ گئی۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ چادر میں حضور ﷺ کے ساتھ لیٹ رہی تھی کہ حیض

شروع ہو گیا' میں تیزی سے اچھل کر اُٹھی تو آپ نے فرمایا: لگتا ہے تمہیں حیض آ گیا ہے؟ میں نے عرض کی' ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی شرمگاہ پر اپنی چادر لپیٹ لو اور بستر پر آ جاؤ۔

- آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات اندر تشریف لائے' میں حالتِ حیض میں تھی اور ہمارے پاس صرف ایک ہی بستر تھا' آپ گھر میں موجود سجدہ گاہ میں چلے گئے اور واپس نہیں آئے' اس دوران میری آنکھوں پر نیند کا زور پڑا' آپ کو سردی نے تنگ کیا تو فرمایا: اے عائشہ! میرے قریب آ جاؤ! میں نے عرض کی کہ میں حالتِ حیض میں ہوں: آپ نے فرمایا کہ دونوں رانوں سے کپڑا ہٹا لو' میں نے ہٹا لیا تو آپ نے اپنا رخسار اور سینہ ان پر رکھ دیا' میں آپ پر جھک گئی تو آپ گرم ہوئے اور سو گئے۔
- آپ ہی فرماتی ہیں کہ ہم میں سے کوئی حالت حیض میں بستر سے اُٹھ کر چٹائی پر آ جاتی اور پاک ہونے تک حضور ﷺ کے قریب نہ جاتی۔
- آپ فرماتی ہیں کہ میں حالتِ حیض میں برتن سے پانی پی لیتی اور پھر وہ برتن رسولِ اکرم ﷺ کو پکڑا دیتی' آپ وہیں منہ رکھتے جہاں میں نے رکھا ہوتا۔ آپ مجھے بلا لیتے تو حالتِ حیض ہی میں میں آپ کے ہمراہ کھاتی پیتی' اگر میں انکار کرتی تو آپ قسم ڈال دیتے۔
- حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حیض والی عورت کے ساتھ مل کر کھانے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا' مل کر کھا سکتے ہو۔ واللہ اعلم۔

فرع:

نماز کی بجائے روزہ قضاء کرنے کا حکم

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ ہم رسولِ اکرم ﷺ کے دور میں حیض میں مبتلا ہو جاتیں اور پھر پاک ہو جاتیں تو آپ ہمیں روزہ قضاء کرنے کا حکم فرماتے' نماز کا نہیں۔

- حضرت اِم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عورتوں کو حکم دیتے کہ حیض کی حالت والی نمازیں پوری کریں۔ اس پر آپ نے سوال کرنے والی سے کہا کہ وہ نماز نہ پڑھا کریں' وہ خاتون رسول اللہ ﷺ کی بیوی تھیں' وہ خون میں چالیس رات تک گرفتار رہتیں اور نماز نہ پڑھتیں' آپ خون والے دنوں کی نمازیں پڑھنے کا حکم نہ فرماتے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ حمل والی عورت کو حیض نہیں آتا اور کبھی فرماتیں کہ حمل والی عورت اگر اس دوران خون دیکھ لے تو نمازیں چھوڑ دے۔

حج کے بیان میں آگے آرہا ہے کہ حیض والی عورت بیت اللہ شریف کا طواف نہ کیا کرے۔

- حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ حیض والی عورت اور جنبی شخص، قرآن کی ذرہ بھر بھی تلاوت نہ کریں۔

فصل:

بگڑی ماہواری اور نفاس والی عورت کے احکام نیز دونوں کے غسل اور نماز کے حکم

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کے سُسر کی بیٹی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سات سال تک ماہواری آتی رہی، انہوں نے اس بارے میں آپ سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ حیض شمار نہیں ہوتا، یہ تو ایک رگ ہوتی ہے (جس سے خون رستا ہے) لہٰذا تم غسل کر کے نماز پڑھا کرو۔ چنانچہ اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی بہن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں رکھے ٹب سے غسل کرلیا کرتیں اور یہ اس وقت نہاتیں جب تک خون کی سرخی پانی سے بڑھ کر ہوتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ان کا ٹب خون سے بھرا دیکھا تھا، وہ ہر نماز کے لئے غسل کیا کرتیں۔

حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہر نماز کے لئے نہانے کا حکم نہیں دیا تھا، وہ یہ کام اپنی طرف سے کرتی تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم دیا تھا کہ جب حیض آنا شروع ہو جائے تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب رکنے کے دن ہوں تو ہر نماز کے لئے غسل کر کے نماز پڑھو۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے انہیں حکم دیا تھا حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ کر پاکی کے دنوں میں نماز پڑھا کرو چنانچہ وہ ہر نماز کے وقت غسل کرلیا کرتیں۔

ایک روایت میں فرمایا: جن دنوں میں ماہواری جاری رہتی ہے، اتنے دن تک نماز چھوڑ دو اور پھر نہا کر نماز پڑھا کرو۔

- حضرت فاطمہ بنت ابو حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں وہ عورت ہوں جسے خون جاری رہتا ہے تو کیا میں نماز چھوڑے رکھوں؟ آپ نے فرمایا کہ ماہواری کا خون سیاہ دکھائی دیتا ہے اگر ایسا ہو تو نماز چھوڑ دو اور اگر ایسا نہ ہو تو وضو کر کے نماز پڑھ لیا کرو کیونکہ یہ ایک رگ سے آنے والا خون ہوتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ تم ہر نماز کے لئے غسل کرو اور پھر وضو کیا کرو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے ان سے کہا تھا: جب کوئی مسلسل خون آتا دیکھے تو نماز نہ پڑھے اور جب پاکیزگی دیکھے خواہ گھنٹہ بھر ہی کی ہو تو غسل کر کے نماز پڑھ لے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حمل والی زرد رنگ دیکھے تو وضو کر کے نماز پڑھ لے اور جب خون دیکھ لے تو غسل کرے اور کسی حالت میں بھی نماز نہ چھوڑے۔
- حضرت مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ عورتوں سے خونِ حیض چھپا نہیں ہوتا' اس کا خون سیاہ اور گاڑھا ہوتا ہے اور جب یہ ختم ہو جائے' زرد رنگ کا آنے لگے اور پتلا ہو تو اس وقت وہ بگڑے خون والی شمار ہوگی' اس حالت میں وہ نہائے اور نماز پڑھے۔
- حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ بہت دنوں تک خون آتا رہتا تھا' میں نے عرض کی' یا رسول اللہ! میرے اس حیض نے مجھے نماز اور روزے سے روک رکھا ہے' آپ کی رائے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے روئی تجویز کرتا ہوں کیونکہ وہ اسے جذب کر لے گی۔ میں نے کہا کہ خون تو اس سے زیادہ ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا تو پھر کپڑا رکھ لو' میں نے عرض کی' وہ اس سے بھی زیادہ ہوگا۔ میں تو پوری طرح سے خلاصی چاہتی ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابھی میں تمہیں دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں' ان میں سے جو بھی کر لو گی' دوسری کی ضرورت نہیں لیکن اگر دونوں کر سکو تو یہ تم ہی جانتی ہو۔ پھر فرمایا کہ یہ خون شیطان کی حرکت ہوتی ہے' اللہ کے علم میں تم چھ یا سات دن حیض شمار کرو' پھر غسل کر لو اور جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ تم پاک صاف ہو چکی ہو تو پھر تئیس یا چوبیس راتوں تک' دنوں کو شامل کر کے نماز پڑھا کرو اور روزہ رکھا کرو کیونکہ تمہارے لئے یہی کافی ہے اور پھر ہر مہینہ یونہی کرتی رہو جیسے عورتیں حیض کے وقتوں پر حیض میں مبتلا اور پاک ہوا کرتی ہیں اور اگر تم میں یہ طاقت ہے کہ نماز ظہر کو لیٹ کرو اور عصر کو جلدی پڑھو' نہا لو اور اور ظہر و عصر کی نمازیں جمع کرو اور مغرب کو لیٹ کر کے عشاء میں جلدی کرو' پھر نہاؤ اور دونوں نمازوں کو جمع کرو' پھر فجر کی نماز کے ساتھ غسل کرو' نماز پڑھو اور روزہ رکھو' یہ کام طاقت ہونے پر کرو۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ کام ان دونوں میں مجھے زیادہ پسند ہے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایسے حیض والی عورت ہر روز نماز ظہر کے وقت ظہر سے اگلی ظہر تک دن میں ایک مرتبہ نہائے۔
- آپ ہی فرماتی ہیں کہ حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کافی دنوں تک حیض آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم فرمایا کہ ہر نماز پر نہائے' جب انہوں نے یہ کام مشکل سے نبھا لیا تو آپ نے حکم فرمایا کہ ظہر و عصر ایک غسل سے پڑھ لیں' مغرب و عشاء بھی ایک غسل سے پڑھیں پھر صبح کے وقت غسل کر لیں اور درمیانی وقت میں وضو کر لیا کریں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے اس سے فرمایا تھا: اگر تم میں طاقت ہے تو ہر نماز کے وقت غسل کر لیا کرو ورنہ نمازوں کو جمع کر لیا کرو۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حیض کی بیمار عورت جب پانی پر زردی دیکھے تو ایک مرتبہ غسل کرے، پھر کپڑے سے لنگوٹ باندھے، نماز پڑھے اور پھر خون کے دنوں تک وضو کرتی رہے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حیض کی بیمار کا خون رُک جائے تو روزانہ غسل کرے اور اون کے ٹکڑے کو تیار کر رکھے جس میں گھی یا زیتون کا تیل لگا ہو۔
- حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حیض والی ایسی عورت خون کے دنوں تک نماز چھوڑے رکھے پھر غسل کرے اور نماز پڑھے اور پھر باقی دنوں میں غسل کرے۔ پھر آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے سنا کہ حیض آنے پر حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: خون آنے کے دنوں کی انتظار رکھو پھر غسل کر کے نماز پڑھا کرو اور اس دوران اگر کچھ نظر آئے تو وضو کر کے نماز پڑھ لینا اگرچہ چٹائی پر قطرہ قطرہ گرے۔
- آپ اکثر فرماتے تھے کہ حیض والی عورت ایک سے دس دن تک انتظار کرے، اگر اس دوران پاکیزگی ہو گئی تو اسے پاک کہا جائے گا اور اگر دس سے زیادہ دن ہو جائیں تو بگڑا ہوا حیض شمار ہو گا لہٰذا اس دوران وہ غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر خون غالب ہو گیا تو لنگوٹ کس لے اور ہر نماز کے لئے وضو کیا کرے جبکہ نفاس والی عورت (بچہ جننے پر آنے والا خون نفاس کہلاتا ہے) چالیس دن تک انتظار کرے اور جب اس مدت سے پہلے ہی پاکیزگی ہو جائے تو یہ پاکیزہ شمار ہو گی اور اگر چالیس دن سے آگے بڑھ گئی تو یہ حیض کی بیماری والی جیسی ہو گی چنانچہ غسل کرے اور نماز پڑھے اور اگر اتنے دنوں سے بھی خون بڑھ جائے تو لنگوٹ کسے اور ہر نماز کے لئے وضو کر لیا کرے۔
- حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں کہ جب عورت پاک ہونے کے بعد وہ کچھ دیکھے جو اسے شک میں ڈال دے جیسے مثلاً گوشت کا دھوون ہوتا ہے، مچھلی کا دھوان ہوتا ہے یا خون کے قطرہ جیسا ہو تو یہ رحم کے اندر شیطانی حرکت ہوتی ہے، حیض نہیں ہوتا اس پر پانی چھڑک دے اور وضو کر کے نماز پڑھے اور اگر وہ لہر جیسا جس میں کچھ پوشیدہ نہیں تو نماز چھوڑ دے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی: میں آئی ہوں اور ارادہ ہے کہ بیت اللہ کا طواف کروں اور جب میں مسجد کے دروازے پر پہنچی ہوں تو خون شروع ہو گیا ہے، میں واپس ہوئی اور طواف چھوٹ گیا اور یہ معاملہ پانچ مرتبہ ہوا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ شیطانی حرکت

ہے لہٰذا غسل کرلو اور پھر لنگوٹ کس کر طواف کرو۔

- حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت کا خون جاری رہتا تھا' اس نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا: آپ نے فرمایا: تمہیں ان دنوں اور راتوں کی انتظار کرنا ہوگی جو اس تکلیف سے پہلے پیش آتے تھے' پھر ایک مہینہ میں سے اتنے دن تک نماز چھوڑنا ہوگی اور ان دنوں میں مخالفت پائی جائے تو تمہیں غسل کرنا ہوگا' پھر کپڑے کا لنگوٹ کس کر نماز پڑھ لیا کرنا۔

اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ تمام بدن کو دھونے کا حکم اس مقام پر ہوتا ہے جہاں خون زیادہ آ رہا ہو اور وضو کا حکم اس وقت ہوتا ہے جب خون کم آئے۔

فرع: یعنی ایک فائدہ مند بات

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بگڑے حیض کے دنوں میں اپنی بیویوں کو ڈھانپ لیا کرتے تھے' ایک اور روایت میں ہے کہ ان سے ہم بستری کیا کرتے تھے۔ اگر خون رُک جاتا تو وہ ان کے قریب نہ جاتے جب تک نہا نہ لیتیں۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! ہم ریتلے علاقے میں چار پانچ ماہ تک ٹھہرتے ہیں' ہم میں نفاس اور حیض والی عورتیں اور جنابت والے ہوتے ہیں' ان کے بارے میں آپ کیا رائے رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ مٹی سے کام لیا کرو۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار حیض والی کے متعلق کہتے تھے کہ شوہر اس سے ہم بستری کرے تو اس میں حرج نہیں۔

آپ ہی فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حمل والی عورت سے حیض اُٹھا رکھا ہے اور خون کو بچے کا رزق بنا دیا ہے۔ یونہی ایک قول کی بناء پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حمل والی کو حیض نہیں آتا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

خونِ نفاس کا مٹیالا اور زرد رنگ ہونا

حضرت اُمِ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ہم پاکیزگی حاصل ہونے پر مٹیالے اور زرد رنگ کو کچھ نہیں جانتی تھیں' عورتیں اکثر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف چھوٹا سا تھیلا بھیجا کرتیں جس میں خونِ حیض والا کپڑا ہوتا اور

اس میں زرد رنگت ہوتی' مقصد یہ ہوتا تھا کہ نماز کے بارے میں پوچھیں چنانچہ آپ فرماتیں کہ جب تک تم چونے جیسے سفیدی نہیں دیکھ لیتیں جلدی کرنے کی ضرورت نہیں' آپ کا مقصد حیض سے پاک ہونا ہوتا تھا۔

- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی تک یہ بات پہنچی کہ کچھ عورتیں رات کے اندھیرے میں چراغ منگواتی ہیں کہ پاکیزہ ہونے کا پتہ لگا سکیں' آپ ان کو اچھا نہ جانتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ عورتوں کو اس بات سے منع نہیں کیا گیا۔
- حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کے عہد میں عورتیں نفاس کے بعد چالیس دنوں یا راتوں تک بیٹھ جایا کرتیں اور ہم اپنے چہروں پر ورس اور زعفران یعنی کلف کا لیپ کر لیتیں۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نفاس والی عورتوں کے لئے چالیس راتوں کا وقت بتایا بشرطیکہ وہ اس سے پہلے پاک نہ ہو جائیں۔

ایک روایت میں ہے کہ جب نفاس والی عورت کو سات دن گذر جائیں اور پھر اسے پاکیزگی حاصل ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھ لے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتاب الصّلوٰۃ

(نماز کے مسائل)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ پر معراج کی رات کو پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ یہ واقعہ ہجرتِ مدینہ سے ایک سال پہلے کا ہے' پھر پچاس سے کم ہو کر پانچ رہ گئیں تو آواز دی گئی کہ اے محمد! میرے قول میں تبدیلی نہیں ہو گی لیکن ان پانچ کا اجر پچاس جتنا ہی ہو گا۔ معراج کی اس رات سے پہلے سورۂ مزمل والی نمازیں منسوخ ہوئیں' وہ صرف دو ہی تھیں' ایک نماز سورج چڑھنے سے پہلے اور ایک سورج غروب ہونے پر۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب پہلی نماز فرض کے بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتیں: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے وہ قیام (کھڑا ہونا) فرض کیا جو سورۂ مزمل کے شروع میں ذکر کیا گیا ہے چنانچہ حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ سال بھر تک کھڑے ہوتے رہے جس کی وجہ سے ان کے پاؤں سوج جاتے' پھر اللہ تعالیٰ نے وہ بوجھ ہلکا کر دیا جسے اس سورۃ کے آخر میں ذکر کیا گیا ہے' ایسا بارہ مہینوں کے بعد ہوا چنانچہ نماز فرض ہونے پر رات کو کھڑا ہونا نفل عبادت قرار دے دیا گیا۔

- آپ ہی فرماتی ہیں کہ مکہ میں نمازیں دو دو رکعت والی فرض ہوئیں' پھر آپ نے ہجرت فرمائی تو چار فرض ہوئیں جبکہ سفر کی نماز پہلے کی طرح دو رکعت ہی رہی چنانچہ حضور ﷺ سفر پر ہوتے تو وہی دو رکعت پڑھتے جو پہلے فرض ہو چکی تھیں۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ بتاتے ہیں کہ چار رکعت نماز مکہ میں فرض ہوئی کیونکہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی آئندہ وہ حدیث آ رہی ہے جو نماز کے وقتوں کی ابتداء میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے بیت اللہ کے قریب دو مرتبہ میری امامت کرائی چنانچہ مجھے ظہر کی چار رکعتیں پڑھائیں۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ دیہاتیوں میں سے اہم لوگوں کو دین کی تعلیم دیا کرتے تھے چنانچہ ایک دن ایک دیہاتی آپ کے پاس آیا' آپ نے اسے اسلام کے فرض سکھائے۔ اس نے عرض کی کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ فرض ہے؟ فرمایا' نہیں' ہاں کوئی اور کام کر لیا کرو تو تمہاری مرضی۔

- حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ اہلِ یمن میں سے ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' وہ شخص بھاری جسم والا' بھینگا' چھوٹے قد والا' ٹیڑھے پاؤں والا' سیاہ چہرے والا' تنگدست اور کام چور تھا' اس نے

عرض کی' یا رسول اللہ! مجھے بتایئے کہ اللہ نے مجھ پر کیا کچھ فرض کیا ہے؟ جب آپ نے بتا دیا تو اس نے عرض کی' میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ اس سے زیادہ کوئی فرض ادا نہیں کروں گا۔ آپ نے فرمایا: آخر کیوں؟ اس نے عرض کی. کیونکہ اس نے مجھے پیدا فرمایا ہے اور مجھے بدشکل کر دیتا ہے۔ پھر وہ شخص واپس چلا گیا تو حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی: اے محمد! وہ ناراض ہونے والا کہاں گیا جس نے کرم فرمانے والے پروردگار پر ناراضگی کی اور اسے ناراض کر دیا۔ پھر عرض کی: اس سے کہہ دیجئے کہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں جبریل کی صورت میں اٹھائے؟ چنانچہ آپ نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور کہلا بھیجا کہ تم نے اللہ پر ناراضگی کی ہے جو کرم فرمانے والا پروردگار ہے اور اسے ناراض کر دیا ہے' کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں جبریل کی صورت میں اٹھا دے؟ اس نے عرض کی' ہاں یا رسول اللہ! وہ آدمی کہنے لگا: میں اللہ سے وعدہ کرتا ہوں کہ وہ اپنی رضا پر میرے جسم کو جتنی طاقت دے گا میں وہ کام کر جاؤں گا۔

- حضور ﷺ نماز کے معاملے کو بہت اہمیت دیتے تھے حتیٰ کہ جب ایک منافق کو قتل کرنے کے بارے میں آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا: اسے قتل نہ کرو کیونکہ مجھے نماز پڑھنے والوں کے قتل سے روکا گیا ہے۔
- آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ آدمی اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے سے فرق دکھائی دیتا ہے چنانچہ جس نے نماز چھوڑ دی' گویا اس نے کفر کیا نیز فرمایا کہ ایک منافق شخص عشاء اور فجر کی نماز کا دھیان نہیں رکھا کرتا۔

صحابہ کرام خلفاءِ راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز کے علاوہ کسی شے کے چھوڑ دینے کو کفر قرار نہیں دیتے تھے اور آگے کتاب الصوم میں آ رہا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ہیں جن پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے' جو ان میں سے ایک بھی چھوڑ دیتا ہے وہ ان کی وجہ سے کفر کرتا ہے اس کا خون اور مال حلال ہوتا ہے: ایک اس بات کی گواہی کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں' دوسرے فرض نماز اور تیسرے رمضان کے روزے رکھنا۔

- آپ فرمایا کرتے تھے: جو نماز کی حفاظت کرتا ہے تو یہ اس کے لئے نور ہوگی' واضح دلیل ہوگی اور قیامت کے دن اس کی نجات بنے گی اور جو اس کی حفاظت نہیں کرتا تو پھر نہ تو یہ اس کے لئے نور بنے گی' نہ واضح دلیل اور نہ ہی اس کی نجات بنے گی' ایسا شخص قارون' فرعون' ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ جو ان نمازوں کو ضائع کرے گا تو اللہ کے ہاں اس کا کوئی عہد نہ ہوگا' چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے بخش دے۔

- آپ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا حساب ہوگا' وہ فرض نماز ہوگی جسے اس نے پورا کیا ہوگا ورنہ کہا جائے گا: دیکھو اس کی کوئی اور عبادت ہے؟ اگر ہوگی تو اس کے ذریعے فرض نماز پوری کی جائے گی اور پھر سارے فرضوں کا حال یہی ہوگا۔
- آپ ہی نے فرمایا تھا تمہارے سب عملوں میں سے بہتر نماز ہے اور فرمایا کہ صرف مومن ہی وضو کی محافظت کیا

کرتا ہے۔

- آپ کا یہ فرمان بھی ہے: اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جو ہر نماز کے وقت اعلان کرتا ہے کہ اے آدم علیہ السلام کی اولاد! اس آگ کی طرف اُٹھ کھڑے ہو جسے خودتم نے جلایا ہے' اب اسے بجھاؤ!
- آپ نے فرمایا تھا: ہر نماز اپنے سامنے پہلے ہونے والی خطاؤں کو مٹا دیتی ہے۔
- مزید فرماتے تھے: جب بندہ نماز کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے تو اس کے سب گناہ لا کر اس کے سر اور کندھوں پر رکھ دئے جاتے ہیں چنانچہ جب بھی وہ رکوع یا سجدہ کرتا ہے تو وہاں سے گرتے جاتے ہیں اور آخر کار اس پر کوئی گناہ نہیں رہ جاتا۔
- آپ نے فرمایا: تمہارے پاس یکے بعد دیگرے رات اور دن کے فرشتے آتے جاتے ہیں اور فجر وعصر کی نمازوں میں اکٹھے ہوتے ہیں' پھر وہ تو اُوپر چڑھ جاتے ہیں جنہوں نے تمہارے پاس رات گذاری تھی۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ خود تمہیں خوب جانتا ہے' کہ میرے بندوں کو کس حال پر چھوڑ کر آئے ہو؟ وہ کہتے ہیں: ہم انہیں نماز پڑھتے چھوڑ آئے ہیں' ہم ان کے پاس پہنچے تھے تو اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

فرع:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بچوں کو اس وقت نماز پڑھنے کا کہو جب ان کے دانت اکھڑنے شروع ہوں۔ ایک روایت میں ہے: اپنے بیٹوں کو اس وقت نماز پڑھنے کا حکم دو جب وہ سات سال کی عمر کو پہنچیں اور جب دس سال کی عمر کو پہنچیں تو انہیں مارا کرو' ایک روایت یہ ہے کہ جب وہ تیرہ سال کی عمر کو پہنچیں اور پھر ان کے سونے کے بستر الگ کر دو۔

- حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہیں اس وقت الگ الگ کرو جہاں بچے اور بچیاں اکٹھے ہوں اور جب صرف لڑکے اور صرف لڑکیاں ہوں تو انہیں الگ کرنے کی ضرورت نہیں۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اپنے بیٹے کو ادب سکھاؤ' اس کی شادی کرو اور حج کراؤ اور جب تم نے ایسا کر دیا تو اس کا حق ادا کر دیا' اب تمہارا حق اس پر رہ جائے گا۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان بچوں کو روک رکھتے تھے جن سے برائی کا اندیشہ ہوتا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن کی تعلیم' سنتوں اور فرضوں کی تعلیم پر مقرر کر رکھا تھا۔
- آپ فرماتے تھے کہ جب لڑکا نماز پڑھنا شروع کر دے تو اسے مارو نہیں کیونکہ ہمیں اہلِ نماز کو مارنے سے روک دیا گیا ہے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جب بچے کے پیڑو پر بال اُگ آئیں تو اللہ کی طرف سے اس کے

اعمال لکھنے کا حکم ہو جاتا ہے۔

- آپ نے فرمایا تھا: تین شخصوں کے بارے میں کچھ بھی نہیں لکھا جاتا: سونے والا جو جاگا نہیں، لڑکے کے بارے میں اس وقت تک کچھ نہیں لکھا جاتا جب تک اسے احتلام نہ ہو، مجنوں کا ہوش سنبھالنے تک کچھ نہیں لکھا جاتا۔

ہمارے استاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: بچوں کو آداب سکھانے والے کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ قرآن حفظ نہ کرنے والے کو مارے کیونکہ مارنا ایک سزا ہے اور جسے کند ذہن ہونے یا کسی اور وجہ سے قرآن یاد نہ ہو، وہ گناہ گار نہیں ہوتا لہٰذا اسے سزا دینے کا کوئی حق نہیں ہاں ادب کم کرے تو سزا دو چنانچہ اس وجہ سے اسے مارا کرو۔

- حضور ﷺ نیا اسلام لانے والے کو پہلی نمازیں پورا کرنے کا حکم نہ دیتے تھے کیونکہ آپ کے فرمان کے مطابق اسلام پہلے کئے ہوئے گناہ مٹا دیتا ہے۔ واللہ اعلم۔

بَابُ الْمَوَاقِيْتِ

(نماز وغیرہ کے وقت کیا ہیں؟)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنی اُمت پر سب سے زیادہ اندیشہ اس بات کا لگا رہتا ہے کہ وہ نماز کو اس کے مقرر وقت سے دیر کر کے اور وقت سے پہلے پڑھیں گے۔

- آپ نے فرمایا: حضرت جبریل علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کے قریب دو مرتبہ میری امامت کی چنانچہ انہوں نے مجھے چار رکعت ظہر کی نماز سورج ڈھل جانے پر پڑھائی' عصر کی چار رکعت نماز اس وقت پڑھائی جب ہر شے کا سایہ دوگنا ہو جاتا ہے' مغرب کی اس وقت جب سورج غروب ہو جاتا ہے' عشاء کی چار رکعت اس وقت جب آسمانی سرخی غائب ہو جاتی ہے اور فجر کی اس وقت پڑھائی جب پَو پھٹ جاتی ہے یا فرمایا کہ جب فجر اُوپر اُٹھ آتی ہے اور جب اگلا دن آیا تو مجھے ظہر کی چار رکعت اس وقت پڑھائی جب ہر شے کا سایہ اسی جتنا ہو جاتا ہے' مغرب کی اسی وقت پڑھائی اور اس میں تبدیلی نہیں کی' دونوں دن ایک ہی وقت تھا' عشاء کی اس وقت پڑھائی جب آدھی رات گذر چکی تھی یا فرمایا کہ جب تہائی رات گذر چکی تھی اور صبح کی اس وقت پڑھائی جب خوب روشنی ہو چکی تھی' پھر فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان ایک وقت ہے جو تم سے پہلے انبیاء علیہم السلام کا وقت تھا۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جبریل کے ظہر سے شروع کرنے کی وجہ یہ تھی کہ جب رسول اللہ ﷺ پانچوں نمازیں لے کر اپنی اُمت کی طرف تشریف لائے تو لوگوں سے الگ ہو گئے' اس دوران آسمان سے سورج ڈھل چکا تھا' اس دوران جبریل علیہ السلام اترے تو رسول اکرم ﷺ نے اپنے اُمتیوں کو آواز دی کہ اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ (نماز لوگوں کو جمع کرتی ہے) اس پر لوگ گھبرا کر جمع ہو گئے' رسول اللہ ﷺ نے انہیں پانچوں نمازیں پڑھائیں جن میں بلند آواز سے تلاوت نہ کی' اس دوران لوگ تو نبی کریم ﷺ کی امامت میں پڑھ رہے تھے جبکہ حضور ﷺ جبریل کے مقتدی بنے ہوئے تھے اور یونہی آپ نے دوسرے دن بھی کیا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج سر سے ڈھل جاتا تھا اور جب وقت گرمی کا ہوتا تو ٹھنڈے وقت میں پڑھتے اور فرماتے کہ گرمی کی تیزی دوزخ کا جوش ہے اور جب سردی کا وقت ہوتا تو جلدی فرمایا کرتے۔

- حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں تیز گرمی کی شکایت کی لیکن آپ نے اس شکایت پر کان نہ دھرے اور فرمایا کہ جب سورج ڈھل جائے تو نماز پڑھ لیا کرو چنانچہ ہم میں سے کچھ ایسے تھے کہ کنکر ہاتھوں میں لے کر ٹھنڈا کرتے ہوئے اور اُن پر سجدہ کرتے۔
- آپ فرمایا کرتے کہ دوپہر کو سویا کرو کیونکہ شیطان دوپہر کو نہیں سوتا۔
- آپ اپنے صحابہ کو حکم دیتے کہ ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو' یہ اس وقت فرماتے جب لوگ سفر میں کہیں ٹھہرے ہوتے۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سورج پر نو فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو اس پر روزانہ برف پھینکتے رہتے ہیں اگر وہ ایسا نہ کریں تو جہاں اس کی دھوپ پڑے اس چیز کو جلا کر رکھ دے۔
- آپ نے فرمایا کہ جب سائے ختم ہو جائیں تو اللہ سے اپنی ضرورتوں کی دعا کرو کیونکہ یہ وقت اللہ کی طرف رجوع کرنے کا ہوتا ہے اور وہ ایسے لوگوں کے لئے بڑا بخشنے والا ہے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو ظہر کی نماز جلدی میں پڑھتا ہو اور نہ ہی میں نے آخری وقت تک حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے آخری وقت میں کوئی نماز پڑھی ہو' آپ کا وصال اسی طور پر ہو گیا۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سردیوں میں نمازِ ظہر پڑھا کرتے تو ہمیں پتہ نہ چلتا کہ دن کا اکثر حصہ چلا گیا ہے یا کتنا باقی رہ گیا ہے۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ظہر کی نماز اس وقت پڑھا کرتے جب سائے تین ہاتھ تک پھیل جاتے۔
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ گرمیوں میں ظہر کا اول وقت اس وقت ہوتا تھا جب چیزوں کے سائے تین قدموں سے پانچ قدموں کے درمیان پھیلے ہوتے جبکہ سردیوں میں اس کا وقت وہ ہوتا جب یہ سائے پانچ سے سات قدم تک پھیلے ہوتے۔
حضرت ابوداؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یہ وہ بات ہے جو مختلف شہروں اور اقلیموں میں مختلف ہوتی ہے۔
- آپ اکثر فرمایا کرتے کہ ظہر کا وقت تب تک رہتا ہے جب تک عصر کا وقت نہ ہو جائے اور عصر کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب تک سورج کی رنگت زرد نہیں ہو جاتی' نمازِ مغرب کا وقت تب تک ہوتا ہے جب تک آسمانی روشنی ختم نہیں ہوتی' عشاء کا وقت آدھی رات تک ہوتا ہے اور صبح کی نماز کا وقت تب تک ہوتا ہے جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عصر کے وقت میں اس قدر دیر کرتے تھے جب تک دھوپ دیواروں پر نہ چڑھ آتی۔
- حضور ﷺ نے فرمایا صبح کا وقت تب تک ہوتا ہے جب تک سورج کا پہلا کنارہ دکھائی نہ دے اور عصر کا وقت تب

تک ہوتا ہے جب تک سورج زرد نہیں ہوتا اور اس کا پہلا کنارہ ڈوب نہیں جاتا۔ آپ فرماتے تھے کہ یہ وقت منافق کی نماز کا ہوتا ہے جو سورج (ڈوبنے) کی انتظار کر رہا ہوتا ہے اور جب سورج شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے تو وہ کھڑا ہو کر چار ٹھونگے مارتا ہے جن میں تھوڑا سا ذکر الٰہی کرتا ہے۔

عنقریب آگے اس کی وضاحت "باب اوقات النھی" میں انشاء اللہ آئے گی۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اکثر اوقات میں مغرب کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج غروب ہو جاتا اور پردے میں چلا جاتا اور ہم نمازِ مغرب پڑھ کر واپس آتے تو تیر گرنے کی جگہ دیکھ سکتے تھے۔
- آپ اکثر اوقات ظہر کی نماز عصر تک لیٹ کر لیتے اور مغرب کو سرخی ختم ہونے تک اور عشاء کو کبھی کبھی رات کی پہلی تہائی تک لیٹ کر لیتے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور لوگ سواریوں پر ہوتے' اگر وہ اول وقت میں جمع ہو جاتے تو آپ انہیں اسی وقت نماز پڑھاتے اور اگر وہ دیر کرتے تو شفقت و رحمت کی بناء پر نماز دیر سے پڑھاتے۔
- حضور ﷺ نے فرما رکھا تھا کہ دجال (بڑا فریبی شخص) اس زمین میں چالیس دن تک ٹھہرے گا جن کا ایک دن سال بھر کا ہوگا' پھر ایک مہینہ جتنا' پھر ایک جمعہ جیسا اور باقی دن تمہارے عام دنوں جیسے ہوں گے۔ اس پر ایک شخص نے عرض کی' یا رسول اللہ! وہ دن جو ایک سال جیسا ہوگا' کیا اس میں ہمیں ایک ہی دن جتنی نمازیں پڑھنا ہوں گی؟ فرمایا نہیں بلکہ وقتوں کے اندازے لگا کر پڑھنا ہوں گی۔

ہمارے استاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دجال کے دنوں کے لمبا ہونے کی وجہ یہ ہوگی کہ بادل چھائے رہیں گے' دن اور رات ایک جیسے دکھائی دیں گے' سورج پہلے تو ایک سال بعد دکھائی دے گا پھر مہینے بعد پھر جمعہ بھر کے بعد اور یہ مراد نہیں کہ سورج جب مشرق سے طلوع ہوگا تو سال بھر مثلاً غروب ہی نہ ہو سکے گا اور اگر حقیقۃً ایسا ہو تو ہمارے ہاں سال بھر جیسے دن میں صرف پانچ ہی نمازیں پڑھنا لازم ہوں۔ واللہ اعلم۔

فروع:

- حضور ﷺ بادلوں کے دنوں میں لوگوں کو ابھارا کرتے کہ نمازیں جلد پڑھ لیں اور خصوصاً عصر کی نماز کے لئے زیادہ ابھارتے اور ہانڈیاں پکانے کے لئے عصر کے بعد کا وقت ہوتا چنانچہ لوگ نماز عصر پڑھ کر آتے تو اونٹ ذبح کر کے ان کا گوشت تقسیم کرتے' پھر اسے پکاتے اور سورج غروب ہونے سے پہلے اسے کھایا کرتے۔ لوگ حضور ﷺ کے پیچھے عصر کی نماز پڑھتے' پھر عوالی مقام کی طرف جاتے تو سورج ابھی بلند ہوتا' یہ مقامِ عوالی مدینہ سے

چار میل کے فاصلے پر تھا اور اکثر احادیث میں آتا ہے کہ یہی نماز درمیانی کہلاتی ہے۔
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' ہمارا پہلے خیال یہ تھا کہ یہ فجر کی نماز ہو گی لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا کہ یہ عصر کی ہے تب ہمیں پتہ چلا۔

- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے جنگ خندق کے دن رسول اللہ ﷺ سے سنا' فرمایا تھا: مشرکین نے ہمیں عصر کی نماز (جو درمیانی ہے) سے غافل کر دیا ہے لہٰذا اللہ ان کی قبروں میں آگ بھر دے۔
- رسول اللہ ﷺ ایسے بہت سے ان لوگوں کو جن کی نمازِ عصر فوت ہو جاتی' فرمایا کرتے کہ اس نے گویا اپنے اہل و عیال اور مال تباہ کر دئے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے اپنا عمل ضائع کر لیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یوں تلاوت فرماتیں کہ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ (تمام نمازوں کی حفاظت رکھو اور نماز عصر کی جو درمیانی ہے) پھر فرماتیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یونہی سن رکھا ہے۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ جو شخص عصر کے بعد سو جاتا ہے اور اس کی عقل اُڑ جاتی ہے تو پھر اس کا گلہ وہ اپنے آپ ہی کو دے۔ واللہ اعلم۔

فَرْع:

حضور ﷺ فرماتے تھے: میری اُمت کے لوگ جب تک ستارے دکھائی دینے کے وقت تک مغرب کی نماز میں دیر نہیں کرتے' بڑی خیریت سے رہیں گے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ کسی ایسے سبب سے نماز مغرب کو لیٹ کر لیا جس کی وجہ سے آپ اسے جلدی نہ پڑھ سکے اور ستارے طلوع ہو گئے تو آپ نے دو غلام آزاد کئے۔
- آپ فرمایا کرتے کہ اللہ کے ہاں سب سے افضل نماز مغرب کی ہوتی ہے اور جو اس کے بعد دو رکعت نفل پڑھے' اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔
- حضور ﷺ جب اپنے صحابہ میں جب بھوک جیسی ضرورت دیکھتے تو فرماتے کہ عشاء جلد پڑھ لو' دیر نہ کرو۔ ایک روایت میں ہے کہ جب رات کا کھانا آ جائے تو نماز مغرب سے پہلے اسے کھا لو' جلدی کی ضرورت نہیں' اپنی ضرورت پوری کرو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تو یہ حال تھا کہ ان کے لئے کھانا رکھ دیا جاتا اور ادھر نماز کھڑی ہوتا ہوتی تو آپ فارغ ہونے سے پہلے نماز نہ پڑھتے حالانکہ نماز کی تلاوت سن رہے ہوتے تھے اور جب آپ کو کھانے کی ضرورت نہ ہوتی تو آپ سے پہلے نماز میں امام کے پیچھے جا کر کھڑا ہونے والا کوئی اور

دکھائی نہ دیتا۔

- رسول اللہ ﷺ اپنے دور کی وجہ سے جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھتے کہ وہ کھانے کی طرف مثلاً توجہ نہیں دیتے تو آپ کا حکم ہوتا کہ نماز پہلے پڑھ لو اسی سلسلے میں آپ نے فرمایا تھا کہ کھانے وغیرہ کی وجہ سے نماز میں دیر نہ کیا کرو۔
- آپ نے فرما رکھا تھا کہ اے بلال! اپنی اذان اور اقامت (تکبیر) میں فاصلہ رکھا کرو کہ اتنی دیر میں کھانا کھانے والا اپنے کھانے اور پینے والا پینے سے فارغ ہو جائے اور وضو کرنے والا بھی کچھ دیر میں وضو کر سکے۔
- اکثر اوقات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نمازِ مغرب کھڑی ہونے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھا کرتے۔ تا کہ پتہ چل سکے کہ یہ نماز مغرب ہے (احناف یوں نہیں کرتے ۱۲ چشتی)۔

فرع:

رسول اللہ ﷺ بہت مرتبہ عشاء کی نماز رات کے تہائی یا نصف حصے تک دیر سے پڑھا کرتے اور فرماتے: اگر کمزور کی کمزوری، بیمار کی بیماری اور ضرورت مند کی ضرورت کا خیال نہ ہوتا تو میں اسی وقت میں نماز پڑھا کرتا۔

- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نمازوں کے اوقات سب سے زیادہ جانتا ہوں، آپ عشاء کی نماز اس وقت پڑھتے جب مہینہ کی ابتداء میں تیسری رات کو چاند غروب ہو جاتا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عشاء میں دیر کر دی اور مسجد میں بیٹھے رہے، اسی دوران حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے اور عرض کی، یا رسول اللہ! نماز پڑھ لیں، عورتیں اور بچے تو سو رہے ہیں چنانچہ آپ باہر نکلے، سرِ انور سے قطرے ٹپک رہے تھے، آپ فرماتے آ رہے تھے کہ اگر میں اپنی اُمت پر بوجھ محسوس نہ کروں تو اس وقت تک عشاء میں دیر کر دوں اور تمہارے لئے یہ مناسب نہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر طعنہ کرو۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے چلانے کی طرف اشارہ تھا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خلافت کے دور میں اس نماز کو دیر سے پڑھتے، آپ سے کہا گیا: کاش آپ جلد پڑھ لیا کرتے تو اس میں لوگ اور بچے شامل ہو جایا کرتے چنانچہ آپ نے یوں کر دیا۔
- حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نو راتوں تک نمازِ عشاء دیر سے پڑھی تھی پھر تا زندگی آپ اسے جلد پڑھتے رہے۔
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جسے یہ اندیشہ ہو کہ وہ نمازِ عشاء پڑھنے سے پہلے سو جائے گا تو اسے اس میں حرج نہیں کہ سرخی ختم ہونے سے پہلے پڑھ لے۔

ہمارے استاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ بظاہر عشاء کے علاوہ میں یہ حکم ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے یہ حکم اس لئے بیان کر دیا ہے کہ آپ احتیاط کیا کرتے تھے اور اہمیت پیشِ نظر رکھتے تھے۔ صاحبِ شریعت نے تو وقت بیان کر دیے تھے اور سفر میں نمازوں کو آگے پیچھے کرنے کا دروازہ بند کر دیا تھا تا کہ بندہ ان وقتوں میں سے ہر وقت میں اللہ کا ذکر کرتا رہے۔

فرع:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ نماز کا اوّل وقت اللہ کی خوشی کا سبب بنتا ہے اور آخر وقت اللہ کی بخشش کا سبب ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ نمازی اپنی نماز اور فوت شدہ نمازیں پڑھتا ہے اور جب وہ اس کے وقت سے کھو بیٹھتا ہے تو یہ اس کے لئے اس کے اھل وعیال اور مال سے زیادہ بوجھل ہوتی ہے۔

- آپ اکثر صبح کی نماز خوب اندھیرے میں پڑھا کرتے اور وہ یوں کہ نمازی اپنے ساتھ بیٹھے شخص کا چہرہ نہیں پہچان سکتا تھا اور عورتیں اپنے آپ کو چادروں میں ڈھانپ کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے حاضر ہوتیں اور پھر نماز سے فارغ ہو کر اپنے گھروں کو واپس جاتیں تو اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جا سکتیں، کوئی کہتا کہ فجر طلوع ہو چکی ہے اور کوئی یہ کہتا کہ ابھی طلوع نہیں ہوئی۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے صبح کی نماز ایک مرتبہ اپنے وقت سے پہلے اندھیرے میں پڑھی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے وقت تبدیل کر دیا ہے۔
- نبی کریم ﷺ جب دونوں نمازوں کو جمع فرماتے اور شام کا کھانا آ جاتا تو اسے کھا کر دوسری نماز پڑھتے۔
- حضور ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف حاکم بنا کر بھیجا تو ان سے فرمایا: اے معاذ! جب سردی کا موسم ہو تو فجر کو اندھیرے میں پڑھو اور لوگوں کی برداشت کے مطابق تلاوت کرو انہیں تھکانا نہیں ہو گا اور جب سفر میں ہوا کرو تو فجر کو روشنی میں پڑھو کیونکہ رات مختصر ہوتی ہے اور لوگ سوئے ہوتے ہیں لہٰذا انہیں وقت دینا ہو گا کہ وہ نماز میں شامل ہو سکیں۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں کی تلاش رکھتے تھے جو جماعت میں شامل نہ ہوتے چنانچہ ایک دن آپ نے ابوخثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پوچھا تو ان کی بیوی نے عرض کی کہ آج وہ رات کے قیام کی وجہ سے تھکے ہوئے ہیں لہٰذا وہ باہر نکلنے سے سستی کر گئے ہیں اور صبح کی نماز پڑھ کر سو گئے ہیں، اس پر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا اگر وہ نماز میں حاضر ہو جاتے تو مجھے ان کے رات کے قیام سے یہ بات پسندیدہ ہوتی۔

فرع:

رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے سونا پسند نہیں فرماتے تھے اور کسی مقصد کے بغیر اس کے بعد باتیں کرنا بھی پسند نہ تھا

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ عشاء سے پہلے سویا بھی نہیں کرتے تھے۔

- آپ فرماتے ہیں کہ عشاء کے بعد گفتگو کرنا' نمازی اور مسافر کے علاوہ کسی کے لئے مناسب نہیں۔
- آپ فرماتے تھے کہ جس نے عشاء کے بعد کسی کی تعریف میں ایک شعر بھی کہا تو صبح تک اس کی اس رات کی کوئی نماز بھی قبول نہ ہوگی۔
- رسول اللہ ﷺ اکثر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں پوری پوری رات مسلمانوں کے معاملات سدھارنے کے لئے گفتگو کرتے رہتے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

نماز قضاء کرنا اور ادا کرنا

رسول اکرم ﷺ کسی کو نماز کے اندر ہوتے ہوئے نماز کا وقت نکل جانے پر اسے ختم کرنے کا حکم نہ دیتے بلکہ اسے پورا کرنے کا حکم فرماتے اور فرمایا کرتے کہ جو کسی نماز کی ایک رکعت بھی پالے تو گویا وہ پوری نماز پا لیتا ہے۔ ایک اور روایت میں فرمایا: جو صبح کی ایک رکعت پا لیتا ہے اور وہ بھی سورج نکلنے سے پہلے تو گویا اس نے صبح کی پوری نماز پا لی (ہمارے نزدیک نماز نہ ہوگی) اور یونہی جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پا لی تو گویا اس نے مکمل عصر پڑھ لی۔ ایک اور روایت میں رکعت کی بجائے سجدہ پالینے کا ذکر ہے۔

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تمہیں صبح کی نماز گذر جانے کا اندیشہ ہو تو پہلی رکعت سورج سے پہلے پڑھنے کی کوشش کرو اور اگر سورج پہلے نکل آیا تو دوسری رکعت کی جلدی نہ کرو کہ اسے مکمل کر لو اور آگے صفۃ الصلوٰۃ میں آ رہا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن نماز صبح کو طول دے دیا کہ سورج طلوع ہونے کو ہو گیا چنانچہ لوگوں نے آپ سے عرض کی: سورج تو طلوع ہونے کو ہے اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ اگر وہ طلوع ہوتا تو ہمیں بھی غافل نہ پاتا اور یونہی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا' انہوں نے بھی وہی کچھ فرمایا جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تھا۔
- حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تمہارا حال کیا ہوگا جب تمہارے حکمران ایسے لوگ ہوں جو نمازیں دیر سے پڑھا کریں گے؟ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ایسے میں ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: تم چاہو تو نماز وقت میں پڑھا کرنا اور اگر ان کے ہمراہ پڑھنے کا موقع ملے تو پڑھ لیا کرنا کیونکہ یہ تمہارے نفل ہو جایا کریں گے' تمہیں یہ نہیں کہنا ہوگا کہ میں تو پڑھ چکا ہوں لہٰذا اب نہیں پڑھوں گا' تم چاہو تو ان کے ساتھ پڑھ لیا کرنا۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو دو نمازیں کسی مجبوری کے بغیر اکٹھی پڑھے گا' وہ بڑے گناہوں کا دروازہ کھول رہا ہوگا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز کے لئے گھر سے نکلتے تو اقامت کا حکم دیتے اور فرماتے کہ ہماری نماز میں کسی کی انتظار مناسب نہیں اور جب فارغ ہوتے تو فرماتے کہ ان لوگوں کا حال کیسا ہے جو نمازوں سے پیچھے رہ جاتے ہیں' ان کی وجہ سے اور لوگ بھی رہ جاتے ہیں' بخدا: میں ارادہ کرتا ہوں کہ ان کی طرف گردن اُتار دینے کا پیغام بھیجوں۔ واللہ اعلم۔

فصل:

نمازوں کی قضائی دینا اور ان کی ترتیب کا خیال رکھنا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت پر مجھے سب سے زیادہ اندیشہ اس بات کا رہتا ہے کہ کہیں وہ نمازیں وقت سے آگے پیچھے نہ پڑھیں۔ یہ بات باب کی ابتداء میں آ چکی ہے۔

- آپ فرض و نفل قضاء ہونے پر ان کی قضاء کا حکم فرماتے' فرمایا کرتے: جب تم میں سے کوئی نماز چھوڑ کر سو جائے یا غفلت کر جائے تو جب بھی اسے یاد آ جائے اسے پڑھ لیا کرے' نمازوں کا کفارہ یہی ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے:

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ۝ (سورۂ طٰہٰ: ۱۴)

''میری یاد کے وقت نماز قائم کرو۔''

اور اسی دلیل کی بناء پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے کہ مرتد ہونے کے زمانے میں اس پر قضاء لازم ہوتی ہے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تھا کہ غشی والے پر قضاء لازم نہیں' ہاں نماز میں غش کھا کر سنبھل جائے تو لازم ہوتی ہے' پھر وقت مل جائے تو اسے پڑھ لے۔
- حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ ایک رات سفر کے دوران جاگتے رہے' رات کا اکثر حصہ گذر گیا لیکن وہ سو نہ سکے' اس پر آپ نے فرمایا: آج رات ہمیں کون ذمہ میں لے گا' ہم صبح کی نماز سے کہیں سو نہ جائیں؟ اس پر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں لوں گا تاہم حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو گئے اور سارے ہی صبح کی نماز پر سوئے رہے' جاگ نہ سکے' آخر انہیں دھوپ نے جگایا تھا' آدمی گھبرا کے اپنے پانی کے برتن کی طرف اُٹھ رہا تھا' حضور ﷺ نے انہیں پرسکون رہنے کو کہا تو وہ رُک گئے' پھر ان سے فرمایا کہ نیند میں تو

کوتاہی نہیں ہوئی' کوتاہی بیدار ہونے پر ہوئی ہے' یہ وہ مقام ہے جہاں شیطان ہمارے پاس آ گیا ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر ہم وہاں سے چل پڑے اور جب سورج بلند ہو گیا تو ہم نے وضو کیا' حضورﷺ نے فرمایا: اے بلال! اٹھو اور اذان کہو' پھر صبح سے پہلے دو رکعت پڑھیں' پھر انہوں نے تکبیر کہی اور ہم نے نماز پڑھ لی' ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ہم اس کے وقت میں کل اسے دہرائیں گے نہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ تمہیں زیادتی سے روک کر بھی اسے قبول فرمائے گا۔

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوتاہی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: وہ یہ ہے کہ آدمی نماز کو اس کے وقت سے پیچھے لے جائے اور دوسری نماز کا وقت آ جائے' میں نے رسول اللہﷺ سے یونہی سنا ہے تو جو یوں کرے گا' وہ کوتاہی کر رہا ہوگا۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی عورت نماز کا اوّل وقت پالے جس میں نماز پڑھ سکے لیکن اس دوران اسے ماہواری آ جائے یا اس پر غشی طاری ہو جائے تو اسے اس نماز کی قضاء کرنا ہوگی۔ میں نے رسول اللہﷺ سے سنا ہوا ہے' آپ نے فرمایا تھا کہ جب میں تمہیں حکم دوں تو اس میں سے جتنا ہمت میں ہو' کیا کرو۔
- حضرت ابوالجوزاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عورتوں کو نمازِ عشاء پڑھے بغیر سو جانے سے منع فرماتے تھے' اس اندیشے کی بناء پر کہ کہیں انہیں ماہواری آنا شروع نہ ہو جائے۔
- حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جس نے نماز میں کوتاہی برتی اور اسی دوران اسے ماہواری آ گئی تو وہ نماز قضاء کرے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ جب سورج غروب ہونے سے پہلے حیض والی عورت پاک ہو جائے تو ظہر و عصر کی نمازیں پڑھے اور جب فجر سے پہلے پاک ہو تو مغرب وعشاء کی نمازیں پڑھے۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز کے آخری وقت میں جب کافر اسلام لے آئے یا حیض والی پاک ہو جائے تو اسے وہی نماز پڑھنا پڑے گی کیونکہ حضورﷺ نے فرمایا: جو شخص نماز کی ایک رکعت پالے تو گویا اس نے مکمل نماز پالی۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس شخص کو چھوٹی ہوئی نمازیں پڑھنے کا حکم دیتے تھے جو نشہ میں ہو اور اس کی عقل جواب دے جائے اور باب کی ابتداء میں گذر چکا ہے کہ حضورﷺ کافر کو اسلام لانے کے بعد یہ حکم نہ فرماتے تھے کہ گذشتہ نمازیں پڑھے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہﷺ کو فرماتے سنا کہ: جو نماز چھوڑ کر سو گیا یا اسے بھول گیا تو جب بھی یاد آئے' پڑھ لے یا اگلے دن اس کے وقت میں پڑھے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو تندرستی میں اگلے دن صبح کی نماز پالے تو اس کے ساتھ ویسی ہی ایک اور پڑھ لے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یوم احزاب کے موقع پر عصر کی نماز مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھی تھی اور پہلی عصر قضاء نہ کی تھی۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احزاب سے واپس آتے ہوئے آواز دی تھی کہ: سن لو! تم میں سے کوئی بھی بنو قریظہ میں پہنچے بغیر عصر کی نماز نہ پڑھے' اس پر کچھ لوگوں کو وقت ختم ہو جانے کا اندیشہ ہوا تو انہوں نے وہاں پہنچنے سے پہلے پڑھ لی' انہوں نے دل میں سوچا کہ انہوں نے ہمیں نہیں دیکھا جبکہ دوسروں نے کہا کہ ہم تو وہیں جا کر پڑھیں گے جہاں حضور ﷺ نے ہمیں پڑھنے کا حکم دیا ہے خواہ وقت ختم ہی کیوں نہ ہو جائے چنانچہ انہوں نے حضور ﷺ کے ہاں اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے دونوں گروہوں میں سے کسی کو بھی برا نہیں جانا۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ بہت مرتبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ نمازیں ترتیب وار قضاء فرماتے تھے اور مغرب کی نماز پڑھی لیکن عصر بھول گئے پھر خود ہی صحابہ سے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی بتا سکتا ہے کہ میں نے عصر کی نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں یا رسول اللہ! آپ نے اذان کہنے والے کو حکم فرمایا' اس نے اذان کہی' پھر تکبیر پڑھی تو آپ نے عصر کی نماز پڑھی اور پہلی توڑ دی' پھر مغرب پڑھی۔

آپ نے یوم خندق پر بھی ترتیب وار نمازیں قضاء فرمائیں جب مشرکین نے آپ کو نمازیں پڑھنے سے روک رکھا تھا' اللہ جانے کتنی رات گذر چکی تھی' آپ نے حضرت بلال کو حکم دیا تھا تو انہوں نے اذان کہی' پھر حکم دیا تو انہوں نے ظہر کی اقامت (تکبیر) کہی چنانچہ آپ نے اچھے طریقے سے نماز ویسے پڑھی جیسے اس کے وقت میں پڑھی جاتی تھی' پھر انہیں حکم دیا تو انہوں نے عصر کی تکبیر کہی اور آپ نے ویسے ہی اچھے طریقے سے نماز پڑھی جیسے اس کے وقت میں پڑھنا تھی' پھر حکم دیا تو انہوں نے مغرب کی اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی یونہی کہا ہے۔ یہ واقعہ اس وقت سے پہلے کا ہے جب اللہ تعالیٰ نے نمازِ خوف کے بارے میں یہ آیت اُتاری:

فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ○

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز بھول جائے اور امام کے پیچھے کھڑا ہو جائے' نماز اسے یاد نہ رہے تو امام کے ساتھ وہ نماز پوری کر لے اور پھر جب امام سلام پھیر دے تو اُٹھ کر وہ نماز پڑھے اور دوسری بعد میں پڑھے کیونکہ آپ نے احزاب کے دن اسے توڑا تھا۔
- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ صبح کی نماز رات میں پڑھی اور انہیں دوبارہ پڑھائی پھر انہیں نماز پڑھائی اور تین مرتبہ دہرائی۔

نیز آپ نے ایک اور مرتبہ بادل والے دن نماز پڑھائی لیکن جب آسمان صاف ہوا تو پتہ چلا کہ انہوں نے بے

وقت پڑھ لی تھی چنانچہ اسے دوبارہ پڑھا۔

ایک اور مرتبہ آپ نے لوگوں کو ظہر پڑھائی اور پھر عصر تک وہیں بیٹھے رہے چنانچہ آواز دینے والے نے عصر کی آواز دی، لوگ وضو کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے جس پر آواز دینے والے نے کہا: سن لو! وضو اس کے لئے لازم ہے جو بے وضو ہے۔ پھر فرمایا: جلد ہی علم ختم ہو جائے گا اور جہالت ظاہر ہوگی۔

- حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر مہینہ بھر غشی طاری رہی چنانچہ آپ نے فوت شدہ نمازیں قضاء نہ کیں اور اس دن کی پڑھی جس میں افاقہ ہوا تھا۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی غشی طاری ہوئی تھی اور کئی نمازوں تک رہی اور جب آپ کو ہوش آئی تو انہیں قضاء کیا۔ واللہ اعلم۔

خاتمہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی بستر پر لیٹتے وقت یہ پڑھ لے: بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تو سورج طلوع ہونے تک صبح کی نماز سے انشاء اللہ سویا نہیں رہے گا۔

باب

اذان اور اس کی فضیلت، یہ کیسی ہوتی ہے اور شروع کیسے ہوئی؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اللہ کی طرف بلاتے ہیں اور اس کے بندوں سے پیار کرتے ہیں۔

- حضرت عاصم بن ضمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اذان دیا کرتا تھا اور جب میں کہتا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ تو میں سمجھتا کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

  وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰہِ ○ (سورۂ فصلت: ۳۳)

  ''اور کس کی بات اچھی ہے ان میں سے جو اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔''

- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرماتے تھے کہ: تین شخص ایسے ہیں کہ ابھی اذان نہیں کہہ پاتے اور نہ ان میں نماز قائم کی جاتی ہے کہ شیطان ان پر غلبہ پا لیتا ہے۔
- آپ ہی نے فرمایا: جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک اذان کہہ دے اور سب سے بڑا نماز پڑھا دے۔
- آپ ہی نے فرمایا تھا: امام ذمہ دار ہوتا ہے اور اذان کہنے والا امانت دار ہوتا ہے، الٰہی اماموں کو راہ راست

دکھادے اور اذان کہنے والوں کو بخش دے۔

- حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ضمانت اور امام کی ذمہ داری کے متعلق پوچھا گیا' آپ نے کہا: وہ کسی شے کو آگے پیچھے کرنے اور اچھا برا کرنے کا ضامن ہوتا ہے۔
- حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: اذان کہنے والا اذان کا زیادہ ذمہ دار ہوتا ہے اور امام' اقامت کا نبی کریم ﷺ چرواہوں کو حکم دیتے تھے کہ اپنی بکریوں اور جنگل میں اپنے لئے اذان کہہ لیا کریں اگرچہ کوئی اور وہاں موجود نہ ہو۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مالک بن صعصعہ سے فرمایا تھا کہ جب تم اپنی بکریوں اور جنگل میں ہو اور اذان کہو تو اذان کہتے وقت آواز بلند کرو کیونکہ جو جن اور انسان بھی اذان کہنے والے کی آواز سنتا ہے وہ قیامت کے دن اس کی گواہی دے گا۔
- حضور ﷺ فرماتے تھے کہ امام اور اذان کہنے والے کے لئے اتنا ہی اجر ہے جتنا ان کے ساتھ نماز پڑھنے والے کا ہوتا ہے۔
- آپ فرماتے ہیں کہ: سب سے پہلے انبیاء علیہم السلام جنت میں داخل ہوں گے' پھر شہید لوگ ہونگے' پھر کعبہ میں اذان کہنے والے' پھر بیت المقدس میں اذان کہنے والے' پھر میری اس مسجد کے اندر اذان کہنے والے اور پھر باقی اذان کہنے والے لوگ' ان سب کو ان کے اعمال کے مطابق اجر ملے گا۔
- آپ ہی کا فرمان ہے: اگر لوگوں کو اذان کے اجر کا پتہ چل جائے تو وہ اس پر تلواروں سے قرعہ ڈالیں گے۔
- نیز فرمایا: اذان کہنے والے کی خاطر اس کی اذان کی پہنچ تک کے لوگ بخشے جائیں گے۔
- پھر فرمایا: قیامت کے دن اذان کہنے والے دور سے پہچانے جائیں گے۔
- آپ نے فرمایا: میں اگر قسم کھاؤں تو صحیح ہوگی کہ اللہ کے ہاں اس کے سب بندوں میں سے وہ بہتر ہوں گے جو سورج اور چاند کا دھیان رکھتے ہیں یعنی اذان کہنے والے۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو سورج' چاند اور ستاروں کا لحاظ رکھتے ہیں کہ اللہ کا ذکر کرسکیں' جلد لوگ ایسا زمانہ دیکھیں گے کہ ان میں سے بیوقوف لوگ ان کے اذانیں کہیں گے۔
- حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ سے اجر کی خاطر اذان کہنے والے اپنی قبروں میں کیڑوں سے محفوظ رہیں گے۔
- حضور ﷺ نے فرمایا: جب کسی بستی میں اذان کہی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ وہاں رہنے والوں کو اس دن کا عذاب نہیں دے گا۔
- آپ فرماتے ہیں: جو شخص بارہ سال تک اذان کہتا رہا' اس کے لئے جنت کا ماننا لازمی ہوگا اور ہر دن میں اس کی

اذان کے بدلے ساٹھ سنتوں کا ثواب لکھا جائے گا اور ہر تکبیر کے بدلے تیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔

- آپ ہی نے فرمایا: جو ثواب کی خاطر ایک سال تک اذان کہتا رہا' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے فرمائے گا کہ جس کی چاہو سفارش کرو۔
- آپ نے مزید فرمایا: جو ثواب کی نیت سے سات سال تک اذان کہتا رہا' اس کے لئے جہنم سے آزادی لکھ دی جائے گی۔
- آپ یہ بھی فرماتے تھے: جب اذان کہنے والا اذان شروع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا دستِ شفقت اس کے سر پر رکھتا ہے چنانچہ اس کے اذان کہنے تک یونہی رہتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: اذان کہنے کے لئے آگے بڑھو لیکن امام بننے کے لئے ایسا نہ کرو۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اذان کہنے والوں کے گوشت آگ پر حرام ہیں اور فرمایا: آسمانوں والے زمین سے صرف اذان کی آواز ہی سن پاتے ہیں۔
- آپ نے فرمایا: شیطان جب اذان کی آواز سنتا ہے تو دور روحاء کے مقام پر چلا جاتا ہے۔ یہ مقام مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلے پر ہے۔

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو حضرت ابو محذورہ نے اذان کہی' انہوں نے ان کی آواز سنی تو اپنے پاس بلایا اور کہا: تمہاری آواز کتنی سخت ہے' کیا تمہیں یہ اندیشہ نہیں کہ تمہارا سینہ پھٹ جائے گا' اس نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! میں نے آپ کے آنے کی وجہ سے آواز سخت کی ہے۔

فصل:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں: مسلمان جب مدینہ میں آتے تو جمع ہو کر نماز کے وقت کا پتہ لگاتے' اذان کہنے والا کوئی نہ تھا چنانچہ ایک دن انہوں نے اس سلسلے میں مشورہ کیا' ایک نے کہا کہ ہم نصاریٰ کی طرح ناقوس بنا لیتے ہیں' ایک نے کہا' نہیں بلکہ یہودیوں جیسا سینگ تیار کر لیتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے: کیا ہم ایک ایسے آدمی کو نہ بھیجیں جو نماز کے لئے آواز دے؟ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بلال رضی! اٹھو اور نماز کے بارے میں آواز دو' حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ راستوں پر چلتے ہوئے **الصلوٰۃ الصلوٰۃ** کی آوازیں دیتے جاتے۔

- حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: لوگ ''نماز کا وقت قریب ہے۔'' کہنا ناپسند کرتے تھے۔

شرعی اذان کی ابتداء:

- حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ شرعی طور پر کہی جانے والی اس اذان کا سبب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اس بات پر اتفاق کر لیا کہ ناقوس بجایا جائے گا' حالانکہ آپ کو عیسائیوں کی مشابہت کی وجہ سے

یہ ناپسند تھا' تو اسی دوران میں سویا ہوا تھا کہ خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا' اس پر سبز رنگ کے دو کپڑے تھے' ہاتھ میں ناقوس تھا جسے وہ اٹھائے پھر رہا تھا' میں نے اس سے پوچھا: اے اللہ کے بندے! یہ ناقوس بیچو گے؟ اس نے پوچھا: اسے کیا کرو گے؟ میں نے کہا: اس کے ذریعے ہم لوگوں کو نماز کی طرف بلائیں گے۔ اس نے کہا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتا دوں؟ میں نے کہا: ضرور بتائیے' اس نے کہا: تم یہ کہا کرو:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُo

پھر اس شخص نے تھوڑی دیر بعد کہا کہ تم جب اقامت کہنے لگو تو یوں کہنا:

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اشھد ان لّا الٰہ الّا اللّٰہ اشھد ان محمّد ارّسول حیّ علی الصّلٰوہ حیّ علی الفلاح قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہo

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں جب صبح کو اُٹھا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ خواب میں دیکھا تھا' عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: یہ خواب سچی ہوگی انشاء اللہ! اب تم بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ اور انہیں یہ واقعہ بتاؤ کیونکہ اس کی آواز تمہاری آواز سے خوب ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اُٹھا' میں انہیں بتاتا رہا اور وہ اذان کہتے گئے' حضرت عمر گھر پر تھے' انہوں نے یہ بات سنی تو چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے اور کہنے لگے: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق اور سچ نبی بنا کر بھیجا ہے' میں نے بھی یہی خواب دیکھی ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں اذان کہہ کر رسول اللہ ﷺ کو بلاتے۔

ایک دن وہ آئے اور انہیں صبح کے وقت نمازِ فجر کے لئے بلایا' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سو رہے ہیں چنانچہ وہ بلند آواز سے چلائے۔ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ چنانچہ یہ لفظ بھی صبح کی اذان میں داخل کر دیا گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بلال! یہ الفاظ کتنے اچھے ہیں' انہیں اپنی اذان میں شامل کر لو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کے وقت یوں اذان کہتے تھے: حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ لیکن رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ ان الفاظ کی جگہ یہ پڑھا کرو اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ چنانچہ انہوں نے وہ کہنا چھوڑ دیا۔

● حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی اذان میں حیّ علی خیر العمل کہتے تھے اور بسا اوقات اس کی جگہ

الصلوٰۃ خیر من النوم بھی کہتے۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے نماز عشاء میں دومرتبہ الصلوٰۃ خیر من النوم کہنے سے اس وقت منع فرمایا جب میں نے یہ کہنے کا ارادہ کیا تھا۔ میں نے یہ دیکھا تھا کہ آپ نماز پڑھنے سے پہلے سو جایا کرتے تھے۔

- حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سرزمین ہند میں اُترے تو اپنے آپ کو اکیلا محسوس کرنے لگے: اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام اُترے اور اذان کہہ دی جس سے ان کی وحشت (اکیلا پن) دور ہوگئی۔ اس پر جبریل نے کہا اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر' اشھد ان لّا الٰہ الّا اللّٰہ (دومرتبہ) اشھد ان محمّدا رسول اللّٰہ (دومرتبہ) اس پر حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا: یہ محمد ﷺ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ آپ کی اولاد میں سے یہ آخری نبی ہوں گے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ اذان میں تین تین کلمے ہیں جبکہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں اذان میں دوہرنے کلمات حیّ علی الصلوٰۃ اور حیّ علی الفلاح کہوں اور قد قامت الصلوٰۃ کو چھوڑ کر باقی اقامت ایک ایک کہوں۔
- حضرت سعد قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ الفاظ ایک ہی مرتبہ کہتے تھے۔
- حضور ﷺ اذان کہنے والے سے فرماتے تھے کہ جب رات ٹھنڈی یا بارش والی ہو تو الصلوٰۃ خیر من النوم کی جگہ اَلَا صَلُّوْا فِیْ رِحَالِکُمْ کہا کرو' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ کام جمعہ کے دن کیا تھا' لوگوں نے اسے پسند نہیں کیا تو کہنے لگے: کیا تم اس سے تعجب کرتے ہو حالانکہ اس کے لئے انہوں نے کہا ہے جو مجھ سے بہت بہتر ہیں اور اللہ کے رسول ہیں۔ جمعہ ایک عزیمت کا کام ہے اور میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ تمہیں گھروں سے نکالوں اور تم کیچڑ اور پھسلن میں چلتے پھرو۔

ہمارے استاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اس شخص' کے بارے میں کوئی روایت نہیں ملی کہ آپ نے جمعہ میں حاضر ہونے کی کسی کو چھٹی دی ہو کہ کیا وہ اپنے گھر میں دو رکعتیں یا چار رکعتیں پڑھ لیا کرے' اگر کسی کو آپ کی طرف سے کوئی روایت مل جائے تو وہ اسے اس کتاب کے اس مقام میں شامل کر دے۔

- حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہم اسے اذان میں بارش کے دن میں کہیں خواہ سفر میں ہوں یا مقیم ہوں۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم جب اقامت کی آواز سنتے تو وضو کر لیتے اور نماز کے لئے نکل پڑتے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسے پا لیتے۔
- آپ نے فرمایا اے بلال رضی! جب اذان کہو تو ٹھہر ٹھہر کر لیکن اقامت ذرا سی جلدی میں کہو اور جب مغرب کی

اذان کہو تو سورج کے ساتھ ساتھ مناسب تیزی سے کہو۔

- حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم مقیم ہوتے تو رسول اللہ ﷺ کا ہمیں ارشاد تھا کہ اپنے قدم اپنے مقام سے ہلنے نہ دیں۔
- آپ اذان کہنے والے سے فرماتے کہ اذان میں اپنی آواز بلند کرو چنانچہ حضرت بلال وغیرہ اپنے کانوں میں انگلیاں ڈالتے اور اپنی گردن **الصلوٰۃ خیر من النوم** کہتے وقت اذان اور اقامت میں ایک ہی طرح دائیں بائیں موڑتے اور باقی اذان قبلہ رُخ ہو کر کہتے۔
- حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ اذان کہی تو فرمایا: حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ○

فرع:

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اذان سے فارغ ہوتے تو اس وقت تک ٹھہرے رہتے جب تک نبی کریم ﷺ باہر نہ نکلتے اور جب آپ باہر تشریف لے آتے تو آپ کو دیکھ کر اقامت کہتے۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر سے پہلے اذان کہتے جبکہ حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے بعد چنانچہ نبی کریم ﷺ فرماتے کہ تمہیں سحری کے بارے میں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان دھوکا میں نہ ڈالے اور نہ وہ سفیدی دھوکا دے جو آسمان پر لمبی شکل میں پھیلی ہوتی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ: تم میں سے کسی کو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان اس کی سحری سے نہ روکے کیونکہ وہ رات کے حصے میں اذان کہتے ہیں تاکہ تم میں سے کھڑے کو واپس کر دیں اور سونے والے کو جگا دیں۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں منارے موجود نہ تھے' حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو بلند دیوار کے اوپر والے کنارے پر کھڑے ہو کر اذان پڑھتے' یہ دیوار مسجد کے قریب کسی انصاری کی تھی۔ وہ سحری کے وقت آتے اور بیٹھ کر فجر ہونے کی انتظار کرتے اور جب طلوع فجر کا وقت قریب ہو جاتا تو اذان کہہ کر نیچے اُتر آتے۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ بسا اوقات طلوع فجر ہو جانے تک اذان نہ کہتے۔

- حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: سنت یہ ہے کہ اذان منارہ میں کہے کیونکہ وہ گول ہوتا ہے کیونکہ میں نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تھا کہ **حیّ علی الصلوٰۃ** و **حی علی الفلاح** کہتے وقت گھوم جایا کرتے تھے۔ آپ یہ بھی بتاتے ہیں کہ اقامت مسجد میں کہنا سنت ہے' منارہ پر نہ کہی جائے۔
- حضرت ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں بند تھیں' وہ طلوع فجر کو سونگھ کر اذان کہتے' ان کے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان کے درمیان صرف یہی فرق ہوتا کہ یہ اتر آتا اور دوسرا اُوپر چڑھ جاتا۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فجر دو قسم کی ہوتی ہے' ایک وہ جو کھانا حرام کرتی ہے اور اس میں نماز حلال ہوتی ہے اور ایک فجر وہ ہے کہ جس میں کھانا حلال ہو جاتا ہے اور نماز اس میں حرام ہوتی ہے۔

فرع:

حضور ﷺ نے فرمایا: جب تم اذان کہنے والے کو سنو تو وہ کہو جو وہ کہتا ہے' پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے' اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے' اس کے بعد میرے لئے وسیلہ کی دُعا کرو کیونکہ یہ جنت میں ایک منزل ہے جو اللہ کے کسی نیک بندے کی خواہش رکھتی ہے اور مجھے اُمید ہے کہ وہ میں ہوں تو جو میرے لئے وسیلہ مانگتا ہے اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت حلال ہو جاتی ہے۔

- آپ نے فرمایا: جس شخص نے اذان کہنے والے کو سن کر کہا: اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَ الصَّلٰوۃِ النَّافِعَۃِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ ارْضَ عَنِّیْ رِضًی لَّا سُخْطَ بَعْدَہٗ تو اس کی دعا قبول ہو جائے گی۔
- حضور ﷺ حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کو چھوڑ کر ایسے ہی فرماتے جیسے اذان کہنے والا کہتا کیونکہ آپ دونوں کی جگہ لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ ہر مرتبہ اذان میں کہتے جاتے۔
- آپ جب اذان کہنے والے کو اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً ارَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتے سنتے تو فرماتے: اَنَا اَنَا۔
- حضرت سعید بن ابو وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مؤذن کو سن کر یوں کہے: وَاَنَا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَنَا رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اذان کہنے والے کو سنے تو یوں کہے:
  مَرْحَبًا بِالْقَائِلِیْنَ عَدْلًا وَ بِالصَّلٰوۃِ مَرْحَبًا وَّسَھْلًا۝
- رسول اکرم ﷺ مؤذن کا اقامت میں قول قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ سن کر فرمایا کرتے: اَقَامَھَا اللّٰہُ وَ اَدَامَھَا اور باقی اقامت میں وہی کچھ کہتے جو وہ اذان میں کہتا ہے۔
- آپ مؤذن کا جواب دیتے وقت بلند آواز سے بولتے تا کہ اردگرد والے لوگ سن لیں۔
- آپ فرماتے ہیں. جو شخص اذان سن کر یوں کہے: اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَ الصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَ الْفَضِیْلَۃَ وَ ابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ تو قیامت کے دن اس کے لئے مجھے شفاعت کرنا ہو گی۔
- آپ فرماتے ہیں. اذان اور اقامت کے درمیان تم پر لازم ہے کہ دعا کرو کیونکہ ان دونوں کے درمیان کی جانے والی دعا ٹالی نہیں جاتی۔

- آپ فرماتے ہیں: اس شخص پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے جو حیّ علی الفلاح سن کر جواب نہ دے۔
- یہ بھی فرمایا: جس نے مسجد میں کھڑے اذان سن لی' پھر بغیر ضرورت کے باہر یوں نکلے کہ واپسی کا ارادہ نہ ہو تو وہ منافق ہوتا ہے۔
- حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت تھی کہ اذان کہتے پھر کسی ضرورت سے واپس آ جاتے اور پھر واپس جا کر مسجد میں رہتے۔

لوگ اس بات کو ناپسند جانتے تھے کہ اذان سن کر گھروں میں بیٹھے رہیں' اس خوف سے کہ لوگ ان پر اعتراض کریں گے اور مسجدوں کی طرف بلائیں گے۔

آنے والے صفحات میں باب احکام المساجد کے اندر انشاء اللہ اس پر کچھ زیادہ گفتگو ہوگی۔

خاتمہ

ہمارے استاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ سلام جو مؤذن حضرات حضور ﷺ اور خلفاءِ راشدین کے دور میں کہتے تھے بعد میں ثابت نہیں۔ استاد فرماتے ہیں یہ سلام مصر کے رافضیوں (شیعہ) نے خلیفہ اور اس کے وزیروں پر کہنا شروع کیا' وہ اذان کے بعد کہتے تھے' پھر حاکم بامر اللہ مر گیا تو انہوں نے اس کی بہن کو امیر بنا لیا چنانچہ اس پر اور اس کی وزیر عورتوں پر سلام کہتے رہے اور پھر جب ایک نیک انصاف پسند بادشاہ صلاح الدین بن ایوب رحمہ اللہ امیر بنے تو انہوں نے اس بدعت کو غلط قرار دے دیا اور اذان دینے والوں کو حکم دیا کہ اس بدعت کی جگہ رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھا کریں پھر تمام شہروں اور بستیوں والوں کو اس کا حکم دے دیا۔ اللہ انہیں اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔

فصل:

مؤذّن کیسا ہو؟

باب کے شروع میں آ چکا ہے' مستحب یہ ہے کہ مؤذن ثواب کی نیت والا ہو۔

- حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آخری بات جو رسول اللہ ﷺ کے ہاں ہوئی تھی' یہ تھی کہ ایسا مؤذن لیں کہ جو اپنی اذان کا کوئی بدلہ نہ لے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک شخص نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ میں اللہ کی خاطر آپ سے محبت رکھتا ہوں' اس پر انہوں نے کہا: میں اللہ کے لئے تم سے بغض رکھتا ہوں۔ اس نے کہا: کیوں؟ آپ نے فرمایا: اس لئے کہ تم

اذان کا اجر لیتے ہو۔

- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المال سے مؤذنوں کو تنخواہ دیتے تھے اور فرمایا کہ نبی کریم علیہ السلام نے حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت بلایا جب وہ اذان سے فارغ ہوئے اور انہیں ایک تھیلی دی جس میں کچھ چاندی تھی۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ مؤذن وضو کے بغیر اذان نہ کہا کرے۔ آپ بحرین میں مؤذن تھے' انہوں نے اس پر اپنے امام سے یہ شرط طے کی تھی کہ وہ ان سے پہلے آمین نہیں کہے گا۔

آگے باب الامامۃ میں آرہا ہے کہ حضور علیہ السلام عورتوں کو حکم دیتے تھے کہ کوئی مؤذن بنا رکھیں جو ان کی خاطر اذان کہا کرے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورتوں کے لئے اذان کہتیں اور ان کی امام بنتیں' آپ اس بات سے روکتی تھیں کہ عورتیں مردوں کے لئے اذان کہیں۔
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تمہارے مؤذن اندھے ہوں۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے' حضور علیہ السلام نے اس بات سے منع فرمایا کہ امام اذان کہے۔
- یہ بھی فرمایا: جو اذان کہے' اسی کا حق ہے کہ اقامت کہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو اذان کہے' وہی اقامت کہے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے: نماز کے لئے اس وقت تک کھڑے نہ ہوا کرو جب تک وہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ نہ کہے۔
- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' یہ بات حق اور سنت ہے کہ مؤذن جب تک پاک اور کھڑا نہ ہو' اذان نہ کہے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی سواری پر اذان کہہ لیتے تھے اور یونہی بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کیا کرتے۔
- حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت مرتبہ بیٹھ کر اذان اور اقامت کہا کرتے۔
- حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ عذر کے بغیر بیٹھ کر اذان کہنا پسند نہیں فرماتے تھے۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اذان کے دوران اس کلام کی اجازت دیتے تھے جس میں لوگوں کا فائدہ ہو۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مؤذن کو حکم فرماتے کہ بارش کے دن میں کہیں: سنو! اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔
- حضرت نعیم بن النحام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں اپنی عورت کے ساتھ اس کی چادر میں تھا، سردی کی صبح تھی کہ حضور علیہ السلام کے مؤذن نے نماز صبح کی اذان کہی' میں نے سنی تو کہا: کاش حضور علیہ السلام فرمادیں کہ جو بیٹھ

جائے' اس کے لئے کوئی حرج نہیں' جب اس نے کہا: الصلوٰۃ خیر من النوم تو آپ نے فرمایا: جو بیٹھ جائے' اس کے لئے حرج نہیں۔

- حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر میں اذان کہتے اور اپنے غلام کو ضرورت کے لئے حکم دیتے حالانکہ خود اذان کہتے تھے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اذان میں بات کرنے کو ناپسند کرتے اور کہا کرتے: رسول اللہ ﷺ مؤذن کو یہ حکم فرماتے تھے کہ بارش یا سردی میں یوں کہہ دے: سن لو! اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کوئی جنگل میں نماز پڑھتا تو اپنے لئے اذان کہتا جیسے حضرت مالک بن ابو صعصعہ کی حدیث میں گذرا۔ وہ لوگ بستی والوں کے لئے صرف ایک اذان کہنا کافی سمجھتے تھے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے: جو مسجد میں آئے اور امام نماز سے فارغ ہو چکا ہو تو اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ بغیر اذان و اقامت کے نماز پڑھ لے کیونکہ اسے انہی کی اذان و اقامت کام دیدیگی۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب لوگوں کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد مسجد میں داخل ہوتے تو اپنے لئے اذان و اقامت کہتے۔
- حضرت علی کرم اللہ وجہہ مسافروں کو اذان ترک کرنے کی اجازت دیتے تھے اور فرماتے تھے اگر مسافر چاہے تو اذان و اقامت کہہ لے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حالت سفر کے موقع پر صرف صبح کی اذان کہتے اور کہا کرتے کہ اذان صرف امام کے لئے ہوتی ہے جس کے پاس لوگ جمع ہوتے ہیں۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: مجھے یہ پسند نہیں کہ غلام لوگ مؤذن بن جائیں۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے بہت مرتبہ اذان و اقامت کے بغیر نماز پڑھی۔

فرع:

حضور ﷺ فوت شدہ نمازوں میں سے پہلی کو چھوڑ کر دوسری نمازوں کے لئے اذان کہنے کا حکم دیتے تھے۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مشرکین نے خندق کے دن رسول اللہ ﷺ کو چار نمازوں سے مصروف کئے رکھا اور یوں رات کا کچھ حصہ گذر گیا' آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا' انہوں نے اذان کہی پھر اقامت کہی تو آپ نے ظہر پڑھی' پھر اقامت کہی اور عصر پڑھی' پھر اقامت کہی اور مغرب پڑھی اور پھر اقامت کہہ کر عشاء کی نماز پڑھی۔
- رسول اللہ ﷺ نمازوں کے وقتوں میں آرام محسوس فرماتے تھے' چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

فرماتے: اے بلال! اٹھو اور مجھے نماز سے آرام پہنچاؤ۔

- حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب کوئی غم لاحق ہوتا تو اپنی لونڈی سے فرماتے: اے لونڈی! میرا لوٹا لاؤ تا کہ میں وضو کر کے نماز پڑھ لوں' شاید مجھے اس پریشانی سے نجات مل جائے جس میں میں گرفتار ہوں۔

خاتمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم مرغ کی آواز سن لیا کرو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل و کرم مانگا کرو کیونکہ وہ کسی فرشتہ کو دیکھ کر بولتا ہے اور جب گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ واللہ اعلم والحمد للہ ربّ العالمین۔

باب

مسجدوں کے بارے میں احکام' ان کے آداب' صفائی کرنا' خوشبو لگانا اور ان میں چراغ وغیرہ جلانا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مسجدوں میں حسرت بھری نظروں سے آؤ اور سر پر کپڑا باندھا کرو کیونکہ پگڑیاں عرب کے تاج کہلاتی ہیں۔

- آپ فرماتے ہیں: اپنی مسجد کو وسیع بناؤ اور اسے بھر دیا کرو۔
- نیز فرمایا: اپنی مسجدوں میں برجیاں نہ بناؤ اور اپنے شہر اُونچی جگہ پر بناؤ۔
- آپ نے فرمایا: اپنی مسجدیں گھروں اور قبیلوں میں بنایا کرو۔
- فرمایا: جو اللہ کی خاطر مسجد بناتا ہے جس میں اللہ کا ذکر ہو' خواہ وہ قطاۃ پرندے کے گھونسلے جتنی ہو' تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے موتیوں اور یاقوت سے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔
- آپ کفار کی عبادت گاہوں اور ان کی کھودی قبروں کے قریب مسجدیں بنانے کا حکم فرماتے اور فرماتے کہ مسجدیں وہاں بناؤ جہاں ان کے شیطان لوگ ہوں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہودیوں کی ان عبادت گاہوں میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے جن میں ان کی مورتیاں نہ ہوتیں۔

- آپ کے پاس جب کوئی وفد آتا اور وہ اسلام لے آتے تو آپ ان سے فرماتے: جب تم اپنی سرزمین پر پہنچو تو

اپنی عبادت گاہوں کو توڑ دینا یعنی گرا دینا' اس جگہ کو پانی سے دھونا اور ان کی جگہ مسجد بنا دینا۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے مقام پر مشرکین کی قبریں' گڑھے اور کھجور کے درخت تھے' آپ نے حکم فرمایا تو ان کی قبریں کھود دی گئیں' گڑھے برابر کر دیئے گئے اور کھجور کے درخت کاٹ دیئے گئے' انہوں نے قبلہ کی طرف انہیں ایک لائن میں لگایا اور پتھر سے چار دیواری کرادی اور حکم فرمایا کہ اسے حضرت موسےٰ علیہ السلام کی جھونپڑی کی شکل دیدو کہ اس میں گھاس اور لکڑیاں لگی ہوں۔

اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ موسےٰ علیہ السلام کا عریش (جھونپڑا) کیسا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاتھ اس کی چھت تک پہنچ جاتے تھے۔

- حضور ﷺ کے ہاں جب مشرکین کا وفد آتا تو آپ انہیں مسجد میں لے جاتے تاکہ ان کے دلوں میں نرمی پیدا ہو۔ آپ سے پوچھا گیا تھا: یا رسول اللہ! یہ تو مشرک ہیں اور آپ انہیں مسجد میں ٹھہراتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ زمین ان کی وجہ سے پلید نہیں ہو جاتی' پلید تو بندہ ہی ہوا کرتا ہے۔
- آپ مسجد کو درمیانے طریقے سے بنانے کا حکم فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ مجھے یہ حکم نہیں ملا کہ انہیں مضبوط کروں یعنی بیل بوٹے بناؤں جیسے یہودی اور نصرانی کرتے ہیں۔
- آپ نے فرمایا تھا: قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک مسجدوں میں فخر نہ ہونے لگے۔
- آپ نے فرمایا: کسی بھی نبی کے لئے یہ مناسب نہیں تھا کہ گھونسلے جیسی مسجد میں داخل ہو اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد کو نئے سرے سے بنانے کا حکم دیا' اس وقت اس کی چھت کھجور کی ٹہنیوں سے بنی تھی' آپ نے عمارت کے نگران سے فرمایا کہ لوگوں کو دھوپ سے بچانا ہوگا' اسے سرخ و زرد کرنے کی ضرورت نہیں' لوگ کہیں فتنہ میں نہ پڑ جائیں اور جب تم اس سے فارغ ہو جاؤ تو اس میں قندیلیں (چراغ وغیرہ) لگا دینا چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان المبارک میں جب مسجدوں میں جاتے اور دیکھتے کہ قندیلیں جل رہی ہیں تو فرماتے: اللہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کو نور و نور فرما دے جیسے انہوں نے ہماری مسجدوں کو نورو نور کر دیا ہے۔
- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص مسجد میں جلتی قندیل لگا دیتا ہے تو قندیل کے بجھنے تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں اور جو اس میں چٹائی بچھا دیتا ہے تو اس کے پھٹنے تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائیں کرتے ہوتے ہیں۔ آپ فرماتے تھے کہ یہ بات میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنی تھی۔
- حضور ﷺ مسجدوں سے کوڑا کرکٹ صاف کرنے کا حکم فرماتے اور فرماتے کہ یہ جنت میں موجود حوروں کا گویا حق

مہر ہے۔

- آپ مسجدوں کو خوشبو دار کرنے' انہیں ستھرا کرنے اور بدبوؤں سے بچانے کا حکم فرماتے اور فرماتے کہ مجھے میری اُمت کو ملنے والے اجر دکھائے جائیں گے بلکہ وہ اجر بھی دکھایا جائے گا جو مسجد میں سے کسی کے تنکا اُٹھانے پر اسے ملے گا۔
- آپ حکم فرماتے کہ مسجدوں میں مجمع کے موقع پر خوشبو سلگاؤ' انہیں اچھی طرح سے بناؤ' انہیں پاکیزہ رکھو اور ان کے دروازوں کے قریب طہارت خانے بناؤ۔
- اکثر آپ مسجد میں وضو فرماتے اور یہ وضو ہلکا پھلکا ہوتا۔
- آپ جب مسجد میں کھنگار دیکھتے تو ہاتھ سے اسے کھرچ دیتے' ناراضگی دکھاتے پھر زعفران منگوا کر اس مقام پر لگاتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مسجدوں میں خوشبو کے استعمال کے لئے ثبوت بنتی ہے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اپنے دور کے مناسب) حکم فرماتے کہ مسجدوں میں کنکر بچھاؤ تا کہ ان پر نماز پڑھی جا سکے۔
- آپ اکثر فرمایا کرتے کہ مسجد میں تھوکنا ایک غلطی ہے اور اس غلطی کا کفارہ وتلافی یہ ہے کہ اسے دفن کر دیا جائے۔ ایک روایت میں ہے کہ اسے چھپا دیا جائے۔

حضرت سائب بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا' لوگوں کو نماز پڑھائی اور رسول اللہ ﷺ کے دیکھتے قبلہ کی طرف تھوک دیا' وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ یہ تمہیں نماز نہ پڑھایا کرے۔ اس کے بعد اس شخص نے نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے منع کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کا حکم سنایا۔ اس پر اس نے اس بارے میں آپ سے وجہ پوچھی' آپ نے فرمایا: ہاں میں نے روکا تھا کیونکہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچائی تھی' مسجد کو تھوک سے بچایئے کیونکہ یہ اس سے ایسے تنگ ہوتی جیسے عورت کی شرمگاہ اور جلد جہنم میں تنگ ہوں گے۔

- آپ فرماتے تھے: تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک بائیں طرف نہ تھوکے جب تک جگہ خالی نہ ہو۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے دمشق کی مسجد میں ایک چٹری پر تھوکا تھا اور پھر اسے اپنی چادر سے صاف کیا تھا۔ اس پر ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا: اس لئے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا تھا۔

- آپ فرماتے تھے: اپنی مسجدوں کو بچوں' دیوانوں' خرید وفروخت' جھگڑوں' آوازیں بلند کرنے' سزاؤں اور تلواریں سونتنے سے بچائے رکھو۔

- آپ نے فرمایا: جس شخص نے قبلہ کی طرف تھوکا' قیامت کے دن وہ تھوک اپنے سامنے پڑی دیکھے گا۔
- آپ نے فرمایا: کچھ عادتیں ایسی ہیں جو مسجد میں اچھی نہیں لگتیں: مسجد کو راستہ نہ بناؤ' کچا گوشت لے کر اس میں سے نہ گذرو اور اسے بازار نہ بناؤ۔ آخری دور میں کچھ لوگ ایسے دیکھو گے جو مسجد کو راستہ بنالیں گے' دنیا کی گفتگوؤں کے لئے اس میں بیٹھیں گے' ایسے لوگوں کی اللہ کو ضرورت نہ ہوگی۔
- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں سلائی کرنے والے کو نکال دیتے تھے' آپ فرماتے تھے کہ مسجدوں میں دنیوی کام نہ کیا کرو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرتِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مسجد میں داخل ہوا انہوں نے ایک درزی دیکھا تو اسے باہر نکالنے کا حکم دیا۔ میں نے پوچھا: اے امیر المؤمنین! یہ تو کبھی کبھی مسجد کی صفائی کر دیتا ہے' کبھی اس میں چھڑکاؤ کرتا ہے اور کبھی دروازے بند کر دیا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اے ابوالحسن! مسجد ان باتوں سے پاک ہوتی ہے۔

- آپ نے فرمایا: مسجدوں اور بازاروں میں صرف وہ قمیصیں پہن کر نہ نکلو جن کے نیچے چادر نہ باندھی ہو۔
- فرمایا: تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو جوتا اُلٹ کر اس میں دیکھو' اگر اس میں کچھ پلیدی لگی ہو تو اسے زمین پر پونچھ دو اور پھر ان میں نماز پڑھ لو۔

فرع

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص پیاز یا تھوم یا گندنا کھائے' وہ ہماری مسجد میں نہ آیا کرے کیونکہ فرشتے اس تھوڑی چیز سے بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں جس سے آدمی محسوس کرتا ہے۔

ایک روایت میں ہے: جو تھوم یا پیاز یا مولی کھالے تو ہم سے الگ رہے' اپنے گھر میں بیٹھ جائے اور ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

عنقریب بَابُ الْاَطْعِمَۃ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور ﷺ کا فرمان آرہا ہے: کچا تھوم کھایا کرو کیونکہ اس میں ستر بیماریوں کے لئے شفاء ہے' میرے پاس اگر فرشتے نے نہ آنا ہوتا تو میں اسے کھایا کرتا۔ پھر یہ بھی فرمایا تھا کہ جو تھوم یا پیاز کھائے تو پکا کر ان کی بُو دور کر دیا کرے۔

- آپ فرمایا کرتے: جو کسی گم شدہ کا اعلان کرتے کسی کو سنے تو کہہ دے کہ اللہ تمہیں یہ چیز واپس نہ دلائے' مسجد ایسے اعلان کے لئے نہیں بنی ہوتیں اور جو کسی کو مسجد میں خرید و فروخت کرتا دیکھے تو کہا کرے کہ تمہیں اس تجارت سے نفع نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو مسجد میں یوں کہتے سنا: میرا سرخ اونٹ کس نے دیکھا ہے؟ آپ نے اس سے

فرمایا: اللہ کرے کہ یہ تمہیں نہ ملے' کیونکہ مسجدیں تو صرف خاص کام کے لئے بنی ہوتی ہیں۔

- آپ فرماتے تھے: جو بھلائی کی بات سیکھنے یا سکھانے کے لئے مسجد میں جاتا ہے تو وہ اللہ کے راستے میں جہادی کی طرح شمار ہوتا ہے اور جو اس کے علاوہ کسی کام کے لئے جاتا ہے تو وہ ایسے شخص جیسا ہوتا ہے جو دوسرے کے مال پر نظر رکھتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو مسجد میں کسی ضرورت کے لئے آتا ہے' اسے وہی ملتی ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ ہر شے کے لئے ایک بُرا پہلو ہوتا ہے اور مسجد میں "لَاوَاللّٰہ" "بَلٰی وَاللّٰہ" کہنا بری بات ہے۔
- آپ فرماتے ہیں: مسجد میں حدود اور سزائیں جاری نہ کی جائیں' نہ ہی جاری کرنے کا کہا جائے' نہ ان میں تلوار سونتی جائے' نہ ڈھانپے بغیر تیر لایا جائے' ہاں اس کے پھل پر ہاتھ رکھ کر لا سکتا ہے۔
- آپ نے جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلقہ بنا کر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

ایک دن حضور ﷺ کے سامنے مسجد میں ایک شخص اور اس کی بیوی نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا تو آپ نے انہیں نہیں روکا۔

حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ لوگ مسجد میں' بیہودہ باتیں کرتے ہیں تو آپ نے مسجد کے ایک کونے میں ان کے لئے ایک کھلی جگہ بنا دی جسے بطیحاء کہتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ جو بیہودہ باتیں مثلاً شعر خوانی کرنا چاہے یا آواز بلند کرنا چاہے تو مسجد سے باہر اس خالی جگہ میں بیٹھے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص کو کوڑے لگاتے جسے مسجد میں آواز بلند کرتا سنتے' آپ فرماتے تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں ہوتے ہوئے آوازیں بلند کر رہے ہو؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دروازے مسجد میں کھلتے ہیں تو فرمایا کہ ان کے رُخ مسجد سے بدل دو' پھر آپ مسجد میں داخل ہوئے لیکن کچھ نہیں کیا' اس اُمید پر کہ ان کے لئے رُخصت رہے۔ آپ دوبارہ ان کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا کہ مسجد سے ان کے رُخ پھیر دو کیونکہ میں ماہواری والی عورت اور جنابت والے کا مسجد سے گذرنا حلال نہیں سمجھتا۔

باب الغسل میں گذر چکا ہے کہ ایسی حالت میں مسجد کے اندر بیٹھنا آپ کے لئے' آپ کی بیویوں اور اولاد کے لئے مستحب تھا اور عنقریب یہی بیان باب النکاح کی ابتداء میں خواص کے ذکر میں بھی آ رہا ہے۔

- آپ فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ آسمان سے کوئی مصیبت اتارنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے مسجد میں ٹھہرے لوگوں سے دور کر دیتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: جو شخص نماز اور ذکر کے لئے مسجد میں ڈیرے ڈالے رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے یوں خوش ہوتا ہے جیسے کسی کا غائب شخص گھر آتا ہے تو گھر والوں کو خوشی ہوتی ہے۔

- آپ فرماتے تھے: مسجد ہر متقی و پرہیزگار کی جگہ ہے' اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو سکون دیتا ہے' اس پر رحمت فرماتا ہے اور جنت کی طرف جاتے وقت اسے پلصراط سے گذارے گا۔

فرع:

حضورﷺ مسجد میں ایسے شعر پڑھنے کی اجازت دیتے تھے جن میں کافروں کا رد ہو' یا دانائی کی بات ہوتی یا اچھے اخلاق اپنانے پر ابھارا گیا ہوتا اور جن اشعار کا مقصد یہ نہ ہوتا انہیں پڑھنے سے منع فرماتے۔

- آپ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مسجد میں منبر لگاتے' وہ آپ کے خلاف کفارِ قریش کے الزامات سے آپ کا بچاؤ کرتے۔
- ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعر پڑھ رہے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی طرف نظر فرمائی تو حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: آپ کیسے دیکھتے ہیں' میں نے تو آپ سے بہتر کے سامنے بھی اشعار پڑھے تھے' وہ تو اللہ کے رسول تھے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے درگذر کیا' انہوں نے کہا کہ نابغہ جعدی نے بھی رسول اللہﷺ کے سامنے یہ اشعار پڑھے تھے' میں اس وقت ان کی بائیں طرف موجود تھا:

  ''اس بردباری میں کوئی اچھائی نہیں ہوتی جب اس میں حرکت نہ ہو جو اس کی صاف شکل کو میلا ہونے سے بچائے۔

  اس جہالت میں بھی کوئی عمدگی نہیں ہوگی جب اس کے لئے کوئی ایسا بردبار نہ ہو کہ وہ حکم کرے تو اسے صادر کرے۔''

اس پر رسول اللہﷺ نے مجھے فرمایا کہ تم نے بہت اچھا شعر پڑھا ہے' تمہارے دانت گرنے نہ پائیں۔ دو مرتبہ فرمایا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سو بیس سال کی عمر میں انہیں دیکھا تو ان کے دانت ریتی جیسے تھے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام اس وقت حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید کرتے تھے جب انہوں نے ستر شعروں میں حضورﷺ کی مدح کی تھی۔

- حضورﷺ نے مسجد میں دورِ جاہلیت کی کچھ چیزوں کے ذکر کی اجازت دی اور جب صحابہ ان کا ذکر کر کے تبسم کرتے تو آپ بھی ان کے دل بہلانے کو تبسم فرما لیتے۔
- آپ کا یہ فرمان بھی تھا کہ مسجد میں قرآن کے علاوہ کی گئی ہر کلام بے مقصد شمار ہوتی ہے' یونہی اللہ کا ذکر' بھلائی کی

بات پوچھنا یا بھلائی کرنا بھی اچھی باتیں ہیں۔

- آپ مسجد میں ایک پاؤں دوسرے پر رکھ کر چت لیٹ جاتے تھے لیکن دوسروں کو روکتے تھے۔
- آپ فرماتے تھے: جب تم میں سے کوئی جوں کو دیکھے تو نماز پڑھتے تک اسے تھامے رکھے اور اسے مسجد میں نہ گرائے۔

عنقریب باب شروط الصلوٰۃ میں آ رہا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوں پکڑ کر مسجد کے کنکروں میں دبا دیا کرتے اور یہ فرماتے تھے: ''کیا ہم نے زندوں اور مردوں کے لئے زمین کو کافی نہیں بنا رکھا۔''

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی مسجدِ حرام یا بیت المقدس میں داخل ہوتے تو کہتے: اے اللہ! میں حاضر ہوں۔
- حضور علیہ السلام (اپنے دور میں) مسجد کے اندر کنکر رکھنے کا حکم فرماتے اور فرمایا کرتے کہ یہ تھوک وغیرہ کو چھپا لیتے ہیں اور چلنے میں آسانی پیدا کرتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شام میں داخل ہوئے تو حکم دیا کہ ایک عظیم اور جحفہ والی مسجد کے علاوہ ایک شہر میں دو مسجدیں نہ بنائی جائیں۔

فروع:

حضور علیہ السلام نوجوانوں وغیرہ کو مسجد میں سونے سے نہ روکتے چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ہم رسول اللہ علیہ السلام کے دور میں مسجد کے اندر سو جاتے اور قیلولہ کرتے' اس وقت ہم جوان تھے' ابھی شادیاں نہیں کی تھیں اور صفہ والے لوگ تو رات دن مسجد ہی میں ٹھہرتے رہتے۔ رسول اللہ علیہ السلام کے پاس جب فقراء کا وفد آتا تو آپ انہیں بھی صفہ والوں کے پاس مسجد میں ٹھہراتے' جب ان میں سے کوئی بیمار ہو جاتا تو آپ اس کے لئے خیمہ لگوا دیتے' پھر آرام آنے تک اس کی بیمار پرسی کرتے رہتے۔

- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے دورِ خلافت میں مسجد کے اندر قیلولہ کر لیتے تھے۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کی خدمت کیا کرتا تھا اور جب بھی فارغ ہوتا تو مسجد میں آ کر لیٹ جایا کرتا۔ وہ گویا میرا گھر تھا۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام ہمارے پاس تشریف لائے' ہم مسجد میں سو رہے تھے' آپ نے ہاتھ میں پکڑی کھجور کی چھڑی سے ہمیں جگایا اور فرمایا: اُٹھ جاؤ' مسجد میں سویا نہ کرو کیونکہ مسجدیں تو ایک خاص مقصد کے لئے بنی ہیں۔
- حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم مسجد میں رسول اللہ علیہ السلام کے سامنے روٹی اور گوشت

کھا لیتے، کبھی ان کے ساتھ مل کر بھی کھاتے اور جب آپ نے حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے اسلام لانے سے قبل گرفتار کیا تو مسجد ہی کے ایک ستون سے باندھا۔

- جب آپ کے پاس بحرین سے مال آتا تو آپ اسے مسجد ہی میں بکھیر دیتے اور وہیں اسے تقسیم فرماتے۔

فروع:

حضور ﷺ ہر اس چیز کو ہٹانے کا حکم فرماتے جو نمازی کی توجہ ہٹاتی پھر فرماتے کہ مسجد کے قبلہ میں ایسی کوئی چیز نہیں ہونی چاہئے جو اس کی توجہ ہٹا دے۔

ایک دن حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باغ میں نماز پڑھی، وہاں کے درخت ایک دوسرے پر گرے اور جڑے ہوئے تھے، ایک حملہ کرنے والی چیز تھی، کبھی اِدھر کبھی اُدھر جاتی، اسے نکلنے کے لئے جگہ نہیں مل رہی تھی۔ اس سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیران ہوئے اور کچھ دیر اسے دیکھتے رہے، اس وجہ سے یاد نہ رہا کہ انہوں نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ آپ نے سوچا کہ میرے اس مال میں کوئی گڑبڑ ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نماز میں گذرنے والا معاملہ بتایا اور عرض کی یا رسول اللہ! میرا یہ مال صدقہ ہے، آپ جیسے چاہیں اسے استعمال کر سکتے ہیں۔

- حضور ﷺ سفر حج اور جہاد جیسے عذر کے بغیر اذان کے بعد نماز پڑھے بغیر مسجد سے نکل جانے کو روکتے تھے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جب تم سفر کا ارادہ کر لو اور ادھر اذان کہہ دی جائے تو نماز پڑھے بغیر مسجد سے کوئی بھی نہ نکلا کرے۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان کے بعد کسی شخص کو مسجد سے نکلتا دیکھتے تو فرماتے کہ اس شخص نے ابوالقاسم ﷺ کا حکم نہیں مانا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک دروازہ چھوڑ کر مسجد کے تمام دروازوں میں سے اندر داخل ہو جایا کرتے تھے اور جب آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے کہا: اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک مرتبہ فرماتے سنا تھا: کاش ہم یہ دروازہ عورتوں کے لئے رہنے دیتے چنانچہ میں مرتے دم تک اس سے نہیں گزروں گا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''باب النساء'' میں سے داخل ہونے والے مردوں کو منع فرماتے تھے۔

خاتمہ

حضور ﷺ فرماتے تھے کہ جب تم میں کوئی مسجد میں داخل ہو تو یوں کہے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِی اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ،

''الٰہی میرے واسطے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔''

اور جب وہ باہر نکلے تو یہ پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ۝

''الٰہی! میں تجھ سے تیرا فضل و کرم مانگتا ہوں۔''

- کبھی مسجد میں داخل ہوتے تو یہ پڑھتے:

بِسْمِ اللّٰہِ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۝

اور جب باہر نکلتے تو فرماتے:

بِسْمِ اللّٰہِ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ۝

واللہ سبحٰنہ اعلم۔

باب

نماز شروع کرنے پہلے کے شرائط

اس باب میں کئی فصلیں ہیں:

پہلی فصل:

نماز کا وقتِ شروع ہو جانے کا ذکر پہلے باب المواقیت میں اس کا بیان ہو چکا ہے۔

دوسری فصل:

جسم کا چھپایا جانے والا حصہ چھپانا۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: چھپانے کے لائق جسمانی حصے کو اپنی بیوی اور لونڈی کے علاوہ ہر ایک سے چھپائے رکھو۔ اس پر حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اگر لوگ مل جل کر رہتے ہوں؟ آپ نے فرمایا: اگر یہ کر سکتے ہو کہ کوئی بھی اسے نہ دیکھے تو دیکھنے کا موقع نہ بناؤ۔ پھر پوچھا: یارسول اللہ! جب ہم میں سے کوئی بالکل تنہا ہو تو پھر؟ آپ نے فرمایا کہ پھر اللہ سے حیاء کرنا اور بھی زیادہ ضروری ہے۔
- حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: تمہیں ہر صورت پردہ کرنا چاہئے خواہ شرمگاہ پر ہاتھ ہی کیوں نہ رکھنا پڑے۔

- آپ فرماتے تھے کوئی مرد کسی دوسرے مرد کی لائق پردہ جگہ پر نظر نہ ڈالے اور نہ کوئی عورت دوسری کسی عورت سے ایسا کرے اور کوئی مرد لڑکے اور اس کے والد کے علاوہ دوسرے مرد کے ساتھ کپڑے میں اکٹھے نہ ہوں اور نہ ہی ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ یکجا ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ کوئی عورت دوسری عورت کی شرمگاہ سے شرمگاہ نہ لگائے' ممکن ہے وہ اپنے شوہر کو ایسے بتائے جیسے وہ دیکھ رہا ہے۔

ایک روایت میں ہے: اگر ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ شرمگاہ لگاتی ہے تو دونوں زنا کرنے والوں میں شمار ہوں گی۔

- آپ نے فرمایا: بے پردہ ہونے سے پرہیز رکھو کیونکہ تمہارے ساتھ وہ (فرشتے) ہوتے ہیں جو بیت الخلاء ہی میں داخل ہوتے وقت تم سے جدا ہوتے ہیں اور اس وقت بھی جب شوہر اپنی بیوی سے ہم بستر ہوتا ہے لہٰذا ان کا حیاء کیا کرو اور احترام سے پیش آؤ۔
- حضورﷺ جب کسی شخص کو وزنی شے اٹھائے دیکھتے اور اس موقع پر وہ بے پردہ ہو جاتا اور قابلِ پردہ جگہ نہ چھپا سکتا تو اس سے فرماتے: یہ جو بوجھ تم نے اُٹھا رکھا ہے' اسے اُتار دو اور اپنی قابلِ پردہ چیز کا پردہ کرلو۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نہ تو رسول اللہﷺ ہی نے میری شرمگاہ دیکھی اور نہ ہی میں نے ان کی۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہﷺ نے مجھ سے فرمایا: اپنی ران ننگی نہ کیا کرو اور نہ ہی مردہ اور زندہ کی ران پر نظر ڈالو کیوں کہ ران ''عورت'' (پوشیدہ کیا جانے والا حصہ) کہلاتی ہے۔
- خود حضورﷺ نے اپنی ران حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے کھولی تھی اور جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی خدمت میں اس حالت کے دوران حاضر ہوتے تو آپ اپنی ران ڈھانپ لیا کرتے اور فرماتے: کیا میں اس شخص سے حیاء نہ کروں جس سے آسمانی فرشتے تک حیاء کرتے ہیں؟ بخدا فرشتے ان سے حیاء کرتے ہیں۔ رسول اللہﷺ نے یومِ خیبر کے موقع پر اپنی ران مبارک سے چادر سرکائی تھی جس سے ران کی سفیدی دکھائی دینے لگی تھی۔
- آپ دیہاتیوں وغیرہ کو گھٹنا کھولنے کی اجازت دے دیتے تھے لیکن حسب نسب والوں اور اچھے لوگوں کو اس سے منع فرماتے' ان سے فرمایا کرتے کہ گھٹنا عورت کہلاتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ناف سے گھٹنے تک کا حصہ عورت کہلاتا ہے جبکہ آپ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ناف چوما کرتے تھے۔

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہتے: میرے لئے اپنی ناف سے کپڑا اٹھا

دو تاکہ میں اس جگہ کو چوم لوں جسے حضورﷺ نے چوما تھا چنانچہ وہ آپ کی خاطر قمیص الگ کر دیتے اور آپ چوم لیتے۔

- آپ چھوٹے لڑکے کی عورت دیکھنے سے منع فرماتے اور اس کے گھر والوں کو اسے ڈھانپے رکھنے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ بچے کی عورت کا حرام ہونا اتنا ہی ہے جتنا بڑے کی عورت کا' اللہ ایسے شخص کی طرف نظر نہیں فرمایا کرتا جو اپنی عورت ننگا کرتا ہے۔

فرع:

حضورﷺ نے نماز کے لئے عورتوں کو حکم دے رکھا تھا کہ قمیص اور دوپٹہ پہنا کریں اور چادر (دوپٹہ) نہ ہونے کی صورت میں خصوصی طور پر انہیں اس قمیص کا حکم دیا ہوا تھا جو اتنی لمبی ہو کہ پاؤں کے اُوپر والا حصہ ڈھانپ دے۔

- آپ اکثر فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی لونڈی خریدے تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ اس کی عورت (ڈھانپنے کے قابل حصہ) کا حصہ چھوڑ کر اس کا باقی جسم دیکھ لے' جو اس عورت اس کے گھٹنے سے لے کر کولہے تک کا حصہ ہوتا ہے جہاں وہ چادر باندھتی ہے۔
- حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب دیکھتیں کہ کسی عورت نے باریک دوپٹہ اوڑھا ہوا ہے تو اس کے سر سے اسے کھینچ دیتیں اور فرماتیں کہ موٹا دوپٹہ اوڑھا کرو اور فرمایا کرتیں کہ ''خمار'' (دوپٹہ) وہ کپڑا ہوتا ہے جو جلد اور بالوں کو ڈھانپ لے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ وہ سب سے پہلی خاتون جس نے کسی عورت سے دامن کو کھینچ لیا تھا' حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ تھیں کیونکہ جب انہوں نے حضرت سارہ علیہا السلام سے کھینچا تو انہوں نے اپنا دامن لمبا کر لیا کہ نیچے تک چلا جائے۔
- حضورﷺ اکثر فرماتے تھے کہ جو تکبر والوں کی طرح اپنا کپڑا گھسیٹے گا تو قیامت تک اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ اس پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! تو پھر عورتیں اپنا دامن کیسے رکھیں؟ آپ نے فرمایا: انگشت بھر ڈھیلا چھوڑیں۔ انہوں نے عرض کی: یوں تو ان کے پاؤں ننگے ہوں گے' آپ نے فرمایا کہ ہاتھ بھر لٹکا لیں' اس سے زیادہ نہ لٹکائیں۔
- آپ ایسے کپڑے میں نماز پڑھنے سے روکتے تھے جس میں کھیل کود کی صورتیں ہوں۔

خود آپ نے ایک مرتبہ ایسے لباس میں نماز پڑھی جس پر صورتیں تھیں جن پر ایک مرتبہ نظر پڑ گئی' آپ فارغ ہوئے تو اسے اتار دیا اور وہ لباس ابوجہم کی طرف بھیج دیا اور اس کے بدلے میں ان سے ایک انجانی لباس لے لیا۔

- آپ نماز میں کندھے ننگا رکھنے سے منع فرماتے' اس سلسلے میں فرمایا: تم میں سے کوئی کسی ایسے تنہا کپڑے میں نماز

نہ پڑھے جس کا کوئی حصہ اس کے کندھوں پر نہ آ سکے۔

- یہ بھی فرمایا کہ جو ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھے تو اس کے دونوں کنارے اِدھر کے اُدھر اور اُدھر کے ادھر کر لے۔
- اکثر فرمایا کرتے: جب تم ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھو تو کھلا ہونے کی صورت میں اسے ادھر اُدھر سے لپیٹ لو لیکن اگر تنگ ہے تو اسے بطور دھوتی استعمال کرو۔
- اکثر یہ بھی فرماتے کہ جب تمہارے پاس کھلا کپڑا ہو تو اسے کندھوں پر اوڑھ کر نماز پڑھو اور اگر تنگ ہے اور مختصر سا ہے تو اسے کولہوں پر باندھ کر چادر لئے بغیر نماز پڑھ لو۔ خود آپ نے ایک مرتبہ یونہی نماز پڑھی تھی حالانکہ چادر آپ کے پاس ہی رکھی تھی۔
- آپ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنے والے سے فرماتے تھے کہ نماز میں اسے گانٹھ لگا لیا کرے' اس سلسلے میں فرمایا کہ اس چادر کو ٹانکا ضرور لگا لیا کرو خواہ کانٹے ہی سے کیوں نہ لگانا پڑے اور اگر ایسی کوئی چیز نہ ہو تو رسّی باندھ لے۔
- حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سردیوں اور گرمیوں میں کپڑے کو ٹانکا نہ لگاتے' وہ فرماتے تھے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا' آپ نے کھلی چادر (ٹانکے بغیر) میں نماز پڑھی تھی' کچھ اور صحابہ بھی کھلی چادر ہی سے نماز پڑھا کرتے۔
- آپ دو کپڑے ہونے کی صورت میں کپڑوں والے پر زور دیتے کہ دونوں پہن کر نماز پڑھو جبکہ صرف ایک قمیص والے سے فرماتے کہ اسی میں نماز پڑھ لو اور پھر فرماتے کہ تم میں سے ہر ایک کے پاس تو دو کپڑے ہوتے نہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو دونوں کپڑے ہی پہنے کیوں کہ اللہ کے لئے زیب و زینت کرنا زیادہ ضروری ہے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک کپڑے میں حضور ﷺ کی وہ آخری نماز تھی جو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے پڑھی تھی۔
- جب آپ صرف ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے تو تلوار کی طرح اسے جسم پر رکھتے اور اس کے دونوں کنارے کندھوں پر ڈال لیتے۔
- آپ چادر لئے بغیر صرف پاجامے میں نماز پڑھنے سے منع فرماتے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ تمہیں وافر دیتا ہے تو اللہ کے سامنے اس کا اظہار ہونا چاہئے' انسان اپنے جسم پر کپڑے پہن کر دکھایا کرے' مثلاً بندہ ایک تہبند چادر میں پڑھے' چادر اور تہبند میں پڑھے' قمیص اور تہبند میں پڑھے' قباء اور پاجامے میں پڑھے' چادر اور پاجامے میں پڑھے' قمیص اور پاجامے میں پڑھے' قباء اور لنگوٹ میں پڑھے اور پھر لنگوٹ اور چادر کے ہمراہ قمیص

پہن کر نماز پڑھے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس کپڑا نہ ہو تو پتوں وغیرہ ہی سے جسم ڈھانپ لے جیسے حضرت آدم علیہ السلام نے درخت کا پھل کھا کر کیا تھا۔
- آپ صَمّاء کی صورت میں نماز پڑھنے سے منع فرماتے' اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کپڑے کو ایک کندھے پر ڈالے لیکن دوسرے کندھے کو ننگا رکھے اور اس پر کوئی کپڑا نہ لے۔
- آپ ایک کپڑے میں احتباء کی صورت بنانے سے منع فرمایا کرتے کہ بیٹھ کر کپڑا یوں لپیٹے کہ شرمگاہ پر کپڑا نہ آ سکے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک چادر میں لپٹا ہوا دیکھا تھا جس کا ایک پہلو دونوں قدموں پر ڈالا ہوا تھا۔

- حضور ﷺ نمازی کو اس طرح چادر میں نماز پڑھنے سے روکتے تھے کہ وہ اس کے کنارے اِدھر اُدھر کندھوں پر ڈالے بغیر نماز پڑھے کیونکہ ایسا طریقہ یہودیوں کا ہوتا ہے (ایک کندھے پر ڈال کر نماز پڑھنا)۔
- آپ نماز میں ''سَدْل'' کرنے سے روکتے تھے اور وہ یوں ہوتا ہے کہ نمازی اپنا کپڑا سامنے سے باندھے بغیر کھلا چھوڑ دے لیکن اگر دونوں کنارے باندھ لے تو سدل نہیں کہلائے گا۔
- آپ لثم کرنے سے روکتے تھے' اس کی صورت یہ ہے کہ انسان نماز میں اپنا منہ ڈھانپ لے۔

نماز میں پگڑی یا ٹوپی وغیرہ سے سر ڈھانپنا ضروری ہے:

- حضور ﷺ نماز میں سر کو پگڑی یا ٹوپی سے ڈھانپنے کا حکم فرماتے' سر ننگا رکھنے سے منع فرماتے اور حکم دے رکھا تھا کہ مسجد میں آتے وقت پگڑی لیا کرو۔
- آپ نماز کے لئے ستھرے کپڑے پہننے اور خوشبو لگانے کا شوق دلاتے' اس سلسلے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خود ستھرا ہے تو پاکیزگی ہی کو پسند فرماتا ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ جس نے کسی ایسے کپڑے میں نماز پڑھی جس کی قیمت میں ایک بھی حرام درہم خرچ کیا گیا تو جب تک اسے پہنے رکھے گا' اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔
- آپ ریشم اور سندس کے (شاہانہ) کپڑوں میں نماز پڑھتے رہے پھر مردوں کے لئے نماز وغیرہ میں انہیں پہننا منع فرما دیا اور فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے ان سے روکا ہے۔

باب اللباس میں انشاء اللہ اس پر تفصیلی گفتگو آئے گی۔

تیسری فصل:

اس میں بتایا گیا ہے کہ بے وضو ہونے پر پاکیزگی واجب ہے' کپڑوں' بدن اور نماز پڑھنے کی جگہوں کو پلیدی سے بچانا نہایت ضروری ہے۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ وضو کے بغیر پڑھی جانے والی نماز کو قبول نہیں فرماتا۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ: جس کا وضو نہیں' اس کی کوئی نماز نہیں۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ وضو ہونے یا نہ ہونے کی صورت میں نماز کے لئے وضو ضرور فرماتے اور ہمارا یہ حال تھا کہ ایک وضو سے کئی کئی نمازیں پڑھ لیا کرتے' ہم بے وضو ہونے کی صورت ہی میں وضو کرتے۔

- آپ کا ارشاد تھا کہ تمہاری نماز اس وقت تک کامل نہیں ہوگی جب تک اللہ کے حکم کے مطابق وضو نہیں کرلو گے۔
حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ کو پہلے وضو ہونے یا نہ ہونے پر وضو کرنے کا حکم ملا تو بوجھ معلوم ہوا پھر بعد میں ہر نماز میں مسواک کرنے کا بھی حکم فرما دیا گیا۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: جس میں ہمت ہو' اسے ہر نماز کے لئے وضو کرنا چاہئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرما رکھا ہے کہ جو وضو ہوتے ہوئے پھر وضو کرے گا تو اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔

- رسول اللہ ﷺ نے جنگ خندق اور فتح مکہ کے موقع پر تمام نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھیں' چنانچہ اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! آج آپ نے ایسا کام کیا ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں کیا۔ اس پر آپ نے فرمایا: اے عمر! میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے۔

- آپ فرماتے تھے کہ اگر نماز میں کوئی شخص بے وضو ہو جائے تو اسے توڑ دے' اگر وہ جماعت سے نماز پڑھ رہا تھا تو ناک پر ہاتھ رکھے واپس ہو جائے' وضو کر لے اور جب تک کسی سے کلام نہیں کی' اسی جگہ سے نماز پڑھنا شروع کرے جہاں چھوڑی تھی۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب نماز میں نکسیر پھوٹ پڑے یا قے ہو جائے تو نماز سے نکلے' خون یا قے کو دھو لے اور اسی جگہ سے نماز شروع کرے جہاں چھوڑ دی تھی لیکن اس دوران کسی سے کلام نہ کرے۔

- حضرت ابن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں خون تھوک دیتے تو نماز جاری رکھتے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز پڑھتے ہوئے کپڑے پر خون لگا دیکھے تو نماز توڑ آئے اور اسے دھو کر اسی مقام سے نماز پڑھنا شروع کر دے جہاں چھوڑ آیا تھا' شرط یہ ہے کہ اس دوران کسی سے کلام نہ کی ہو لیکن اگر کلام کر لی ہے تو نماز نئے سرے سے پڑھے۔
- حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی نماز کے آخر میں سلام پھیرنے سے پہلے بے وضو ہو جائے تو اس کی وہ نماز جائز ہو جائے گی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب امام نماز کے آخر میں عین بیٹھنے کی حالت میں بے وضو ہو جائے تو اس کی نماز بھی پوری ہو گی اور اس کے پیچھے پڑھنے والوں کی بھی اسی طرح پوری ہو جائے گی جیسے اس کی ہو گی۔

- آپ عورتوں کے ساتھ ہم بستری کے کپڑوں میں نماز پڑھنے سے گریز کرتے لیکن بعد میں لوگوں کو اجازت دیدی تھی چنانچہ آپ اس لباس میں نماز پڑھ لیتے جس میں ہم بستری کرتے اور باب ازالۃ النجاسۃ میں بتایا جا چکا ہے کہ آپ جب کپڑے پر منی لگی دیکھتے تو اسے کھرچ دیتے اور پھر نماز پڑھ لیتے اور کبھی اسے دھولیا کرتے اور پھر اسی سے نماز پڑھ لیتے حالانکہ ابھی اس پر پانی کا اثر باقی ہوتا تھا۔
- ایک مرتبہ آپ نے شامی جبہ پہن کر نماز پڑھی جسے مشرکین نے بُنا تھا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کپڑوں سے نماز پڑھ لیتے جو یمن سے آتے تھے جن کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ انہیں پیشاب کے ذریعے رنگا جاتا ہے' اس بارے میں آپ فرماتے کہ ہمیں اتنا گہرا سوچنے سے روکا گیا ہے اور کہا کرتے کہ انہیں ہم سے بہتر یعنی رسول اللہ علیہ السلام نے بھی پہنا ہے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ علیہ السلام نے لوگوں کو نماز پڑھائی' آپ نے جوتے اُتار دیئے تو لوگوں نے بھی اُتار دیئے' نماز مکمل کر کے آپ نے پوچھا کہ تم نے کیوں اُتارے ہیں؟ انہوں نے عرض کی' آپ کو اُتارتے دیکھا تو ہم نے بھی اُتار دیئے۔ فرمایا: جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے' انہوں نے بتایا کہ ان میں پلیدی لگی ہے لہٰذا جب تم میں سے کوئی مسجد میں آیا کرے تو اُلٹ کر جوتے دیکھ لیا کرے اگر پلیدی لگی ہو تو اسے زمین پر پونچھ دے اور ان سے نماز پڑھے اور اگر پونچھ نہیں سکتا تو انہیں جھاڑ کر نماز پوری کر لے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک مرتبہ نماز پڑھی تو اپنے کپڑے میں خون لگا دیکھا' اسے رکھ دیا اور نماز پوری کر لی۔
- رسول اللہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو جوتے اپنی داہنی طرف نہ رکھا کرے' نہ ہی بائیں طرف رکھا کرے کیونکہ وہ دائیں طرف کھڑے ہونے والے کی دائیں طرف ہو جائیں گے ہاں اگر بائیں طرف کوئی نہیں تو رکھ سکتے ہو' اگر رکھنا ہی ہوں تو پاؤں کے درمیان رکھے یا انہی سے نماز پڑھ لے۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ اکثر آپ مسجد میں داخل ہوتے تو جوتے پاؤں ہی میں ہوتے اور بغیر اُتارے آپ نماز پڑھ لیتے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوتے اُتار کر اپنی آستین میں ڈال لیتے اور پھر نماز پڑھ لیتے پھر بتاتے کہ یوں کرتے میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا تھا پھر آپ کیچڑ میں سے گذر کر آتے اور مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھ لیتے لیکن پاؤں نہ دھوئے ہوتے۔

ایک صحابی کیچڑ کے دنوں میں بہت سا کیچڑ ساتھ اُٹھا لائے اور جب مسجد میں پہنچے تو اپنے پاؤں دھو کر نماز پڑھی۔

فروع:

حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ بے سمجھ بچوں کو نماز کے موقع پر اُٹھا لایا کرتے' خواہ بچے ہوتے یا بچیاں۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی امامہ کو اُٹھا لائے' آپ جب رکوع کرتے تو اسے ایک طرف بٹھا دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو پھر اُٹھا لیتے چنانچہ نماز سے فارغ ہونے تک یونہی کرتے رہے۔
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کئی مرتبہ ایسے ہوا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نماز پڑھ رہے ہوتے تو امام حسن یا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما یا دونوں ہی آ جاتے اور رسول اکرم ﷺ کی پیٹھ مبارک پر کودنے لگتے' آپ جب سرِ انور اُٹھاتے تو نرمی کے ساتھ اپنی پچھلی طرف سے انہیں پکڑ کر زمین پر بٹھا دیتے' جب دوبارہ سجدہ میں جاتے تو وہ پھر اسی طرح کرتے اور یونہی نماز پوری فرماتے اور کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی پیٹھ مبارک پر چڑھ جاتے جبکہ آپ سجدہ میں ہوتے چنانچہ ان کی وجہ سے آپ سجدہ لمبا کر دیتے اور فرماتے: مجھے اچھا نہیں لگتا کہ جب تک یہ اپنا کام پورا نہیں کر لیتے اور جی بھر کر کھیل نہیں لیتے' جلدی کروں۔
- پہلے لوگ نمازی کی پیٹھ پر پلیدی ڈالنے یا مزدار رکھنے کی وجہ سے نماز کو باطل قرار نہیں دیتے تھے کیونکہ ابو جہل کا قصہ سامنے تھا' وہ نماز پڑھتے میں آپ کی پیٹھ پر بکری کی اوجھڑی ڈال دیا کرتا تھا لیکن آپ نماز جاری رکھتے اسی دوران حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آ کر اسے اُٹھا پھینکتیں۔
- آپ ان عورتوں کو بھی نماز پڑھنے دیتے جن کے ہاتھ وغیرہ گودے ہوتے (جسم کھود کر اس میں مسالہ بھرا ہوتا)۔
- حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ہمراہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا آپ ہلکے پھلکے جسم والے تھے' میں نے دیکھا کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دونوں ہاتھ گودے ہوئے تھے اور وہ حضرت ابوبکر سے مکھیاں ہٹا رہی تھیں' دورِ جاہلیت میں کسی نے انہیں گودا تھا جیسے حبشی

گودا کرتے تھے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھتے ہوئے جوں مار دی اور ہاتھ پر اس کا خون نظر آنے لگا تھا' حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایسے ہی کیا تھا۔
- حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جُوں کو مار کر کھنگار کی طرح مسجد کے کنکروں میں دفن کر دیا تھا اور فرمایا تھا ''کیا ہم نے زمین کو ہر چیز کے لئے کافی نہیں بنا رکھا' خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ۔''

فرع:

رسول اللہ ﷺ تہبند اور اس چادر میں نماز پڑھ لیا کرتے جس کا کچھ حصہ آپ پر ہوتا اور کچھ ایک ماہواری والی بیوی پر ہوتا۔ آپ بچھونے پر' بوریا پر' رنگی ہوئی پوستین پر اور کھجور کے پتوں سے بنی چٹائی پر بھی نماز پڑھ لیا کرتے' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دیر تک پڑی رہنے والی سیاہ چٹائی پر پانی چھڑک دیا کرتے اور آپ اس پر نماز پڑھ لیتے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو کھجور کی چٹائی پر نماز پڑھتے دیکھ کر فرمایا کہ کنکر تو زیادہ دُھول والے ہیں۔
- حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور نقش و نگار والے بچھونے پر سجدہ کر رہے تھے۔
- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں پانچ چٹائیوں پر بھی نماز پڑھ لوں تو حرج نہیں۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جوتے اور موزے پہن کر نماز پڑھ لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہودیوں کی مخالفت کیا کرو کیونکہ وہ جوتوں اور موزوں کو پہن کر نماز نہیں پڑھتے تھے۔
- آپ فرماتے تھے کہ ساری زمین سجدہ کرنے کے لئے پاک قرار دے دی گئی ہے لہٰذا جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے' تمہیں سجدہ کے لئے پاک جگہ ملے گی۔

  ایک روایت میں فرمایا کہ قبر اور حمام کو چھوڑ کر ساری زمین میں جہاں چاہو' نماز پڑھ لو۔

  ایک اور روایت میں ہے: میرے لئے ساری زمین پاک کر دی گئی ہے' جہاں چاہوں' نماز پڑھا کروں۔
- آپ فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے قبرستان' کوڑا خانہ' مذبح خانہ' راستے کے اعلیٰ حصے' کعبہ کی چھت یا قبروں کے درمیان نماز پڑھنے سے روک دیا ہوا ہے۔
- آپ ہی نے فرمایا تھا کہ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لیا کرو کیونکہ یہاں پڑھنے میں ایک برکت ملتی ہے لیکن اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ نہ پڑھا کرو۔

  حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ آپ اس وقت بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھتے تھے' جب مسجد نہیں

بنی تھی۔

- آپ وہاں نماز پڑھنے سے روکتے تھے جہاں عذاب کی وجہ سے زمین دھنس گئی تھی جیسے بابل کی زمین اور قومِ لوط علیہ السلام کے مدائن کی زمین۔
- آپ فرماتے تھے کہ جب پلیدی اور بدبو والی زمین پر تین مرتبہ پانی چلا دیا جائے تو اس میں نماز پڑھ لیا کرو۔
- آپ باغوں میں نماز پڑھنا پسند فرماتے تھے۔
- آپ فرمایا کرتے کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیا کرو' انہیں قبریں نہیں بناؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ گھر میں نماز پڑھنے والے کے لئے بھلائی کا سامان فرماتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: تم اپنے گھروں کو قبریں نہ بنا رکھو' ان میں نماز پڑھا کرو یعنی انہیں قبریں نہ بنا چھوڑو کہ ان میں نماز پڑھا ہی نہ کرو۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کعبہ کے اندر داخل ہونے والے کی بائیں جانب آنے والے دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھتے دیکھا' پھر آپ وہاں سے نکلے تو کعبہ کے سامنے دو رکعت پڑھیں۔ واللہ اعلم۔

فرع:

اس میں اونٹنی پر نماز پڑھنے کا ذکر ہے۔

- رسولِ اکرم ﷺ فرض نمازیں اپنی اونٹنی پر پڑھ لیا کرتے تھے اور سجدہ کرتے وقت رکوع سے ذرا زیادہ جھک جاتے' ایسا اس وقت کرتے جب بارش کی وجہ سے زمین تر اور پھسلن والی ہوتی اور پھر اس وقت سواری سے اُتر آتے جب زمین خشک ہوتی۔
- کئی مرتبہ آپ نے پانی اور کیچڑ میں سجدہ کیا کہ پیشانی پر اس کا اثر دکھائی دیا کرتا۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ کیا عورتوں کو چوپائیوں پر نماز پڑھنے کی اجازت ملی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ انہیں سختی اور نرمی کے ذریعے بھی اس کی اجازت نہیں ملی۔

علماء فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ فرض نمازوں کے بارے میں بتایا۔

- حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک گھاٹی پر تشریف لے گئے' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمراہ تھے' آپ سواری پر تھے' آسمان اوپر اور قبلہ کا مقام نیچے تھا' اسی دوران نماز کا وقت ہو گیا' آپ نے حکم فرمایا تو مؤذن نے اذان اور اقامت کہی' آپ آگے بڑھے اور سواری پر اشارے سے نماز پڑھائی۔ واللہ اعلم۔

چوتھی فصل:

اس میں بتایا گیا ہے کہ ممکن ہو تو فرض نمازوں وغیرہ میں قبلہ کی طرف منہ کرو کیونکہ یہ واجب ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک بستی میں دو قبلے اکٹھے نہیں ہوا کرتے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ میں فرمایا: جب نماز فرض ہوئی تو لوگ کعبہ کی طرف منہ کرتے تھے' پھر منسوخ ہوگئی اور بیت المقدس کی طرف پڑھی جانے لگی چنانچہ انصار حضور ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری سے پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے رہے' تین سال تک یہی سلسلہ رہا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسولِ اکرم ﷺ نے ہجرت فرمائی تو سولہ ماہ تک آپ بھی بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے رہے مگر دل میں کعبہ کی طرف منہ کرنا پسند تھا چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۝

''ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے' ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔''

چنانچہ اسی وقت آپ نے اپنا چہرہ کعبہ کی طرف پھیر لیا۔ یہ ظہر کی نماز میں ہوا' ہجرت ہوئے دو سال ہو چکے تھے' اس کے ساتھ ہی آپ کی پچھلی طرف والی صفیں بھی گھوم گئیں چنانچہ مرد' عورتوں کی جگہ آ گئے اور عورتیں' مردوں کی جگہ' یوں آپ نے باقی نماز کعبہ کی طرف منہ کرکے پڑھی' یہی وجہ ہے کہ مسجد کا نام ''ذوقبلتین'' رکھ دیا گیا۔

اسی دوران بنوسلمہ کا ایک شخص' جس نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی تھی نکل کھڑا ہوا اور انصار کے کچھ لوگوں کے قریب سے گذرا جو نماز عصر میں رکوع کر رہے تھے' وہ ایک رکعت پڑھ چکے تھے' اس نے آواز دی کہ رسول اللہ ﷺ پر قرآن کی آیت اُتری ہے جس میں آپ کو کعبہ کی طرف منہ کر لینے کا حکم ہے چنانچہ قبلہ تبدیل ہو گیا ہے۔ یہ سن کر وہ جیسے کھڑے تھے' اسی طرح قبلہ رُخ ہو گئے' پہلے ان کے چہرے شام کی طرف تھے۔

- حضور ﷺ جب کسی کو نماز پڑھنا سکھاتے تو فرماتے: جب نماز پڑھنے کا ارادہ ہو تو وضو کے لئے پانی بہاؤ اور قبلہ کی طرف منہ کرکے اللہ اکبر کہو۔
- اکثر آپ فرمایا کرتے کہ مشرق و مغرب کے درمیان ہی کہیں کعبہ ہے (کیونکہ مدینہ منورہ سے جنوب میں ہے)۔

اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ جب کوئی کعبہ کو سامنے نہیں دیکھتا تو اس پر لازم ہے اس کے رُخ کی طرف منہ کرے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مدینہ میں تھے کہ فرمایا: جب تم مغرب کو دائیں طرف رکھو اور مشرق کو بائیں طرف تو قبلہ کی طرف منہ کرنے کے لئے قبلہ دونوں کے درمیان سمجھو۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے: بیت اللہ اہل مسجد کے لئے قبلہ ہے، مسجد اہل حرم کے لئے اور حرم تمام اہلِ زمین کے لئے قبلہ ہے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ہر گھر کا قبلہ ہے اور بیت الحرام کا قبلہ اس کا دروازہ ہے (ان کے دور کی بات ہے)۔

- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ دروازے کی طرف رُخ کیا اور تین مرتبہ فرمایا کہ یہ قبلہ ہے۔
- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میزاب (کعبہ کا پرنالہ) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے اور فرمایا کرتے کہ یہی وہ قبلہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی کو فرمایا تھا: عنقریب ہم تجھے تمہارے پسندیدہ قبلہ کی طرف رُخ کرنے کو کہیں گے۔

فرع:

رسول اللہ ﷺ بہت مرتبہ اپنے صحابہ کو نمازِ خوف کے بارے میں بتایا کرتے اور فرماتے اگر کہیں زیادہ ہی خوف ہو تو ہر صورت میں نماز پڑھو، پیدل پڑھو یا سواری پر۔

- حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ پیدل کا مطلب آپ نے قبلہ رخ ہونا لیا تھا اور سواری پر کا مطلب یہ لیا تھا کہ قبلہ رُخ ہونا ضروری نہیں، ان کے اس قول سے میں سمجھا کہ آپ نے یہ مطلب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بیان کیا ہے۔
- رسول اللہ ﷺ جب سواری پر نفلی عبادت کا ارادہ کرتے تو نماز کے لئے تکبیر کہتے، پھر سواری کو آزاد چھوڑ دیتے اور جدھر وہ رخ کرتی، آپ نماز پڑھتے رہتے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ اسی کے بارے میں اللہ کا یہ حکم ہوا تھا: فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ (سورہ بقرہ: ۱۱۵) اور جب آپ سواری پر ہوتے تو سجدے کے مقابلے میں رکوع کے لئے زیادہ جھکتے ہوئے اور نماز اشارہ سے پڑھتے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خیبر جاتے وقت گدھے پر بیٹھے اشارہ سے نماز پڑھتے دیکھا تھا۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حالت سفر میں ہمارا قبلہ کے بارے میں اختلاف ہو جاتا تو ہر ایک الگ الگ نماز پڑھتا، ایک مرتبہ ہم نے سوچ و بچار شروع کر کے نماز کا ارادہ کیا اور ہر ایک نے اپنے اپنے

سامنے (قبلہ کی خاطر) لکیر کھینچ لی' جب تاریکی ختم ہوئی تو پتہ چلا کہ ہم نے قبلہ رُخ ہو کر نماز نہیں پڑھی تھی لیکن ہم میں سے کسی نے نماز دوبارہ نہیں پڑھی۔

- حضور ﷺ کسی مشرک کی دینی راہنمائی پر کان نہ دھرتے' فرماتے کہ کسی اہل کتاب سے کوئی مسئلہ نہ پوچھا کرو کیونکہ وہ کبھی بھی تمہاری راہنمائی نہیں کر سکیں گے۔
- حضور ﷺ بھول کر قبلہ رُخ نماز پڑھ لینے والے کو نماز دہرانے کا حکم نہ فرماتے۔
- حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ایک تاریک رات میں ہم حضور ﷺ کے ہمراہ سفر کر رہے تھے کہ آسمان پر بادل چھا گئے اور قبلہ تلاش کرنا مشکل ہو گیا چنانچہ یونہی نماز پڑھ لی لیکن جب سورج نکل آیا تو پتہ چلا کہ ہم نے قبلہ کی طرف رُخ کئے بغیر ہی نماز پڑھی ہے۔ ہم نے یہ بات حضور ﷺ کو بتائی تو آپ نے فرمایا: تمہاری نماز ہو گئی' ہمیں دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں فرمایا' اتنے میں یہ آیت نازل ہوئی: **فاینما تولّوا فثمّ وجہ اللّٰہ**۔

فصل کی ابتداء میں یہ بتایا جا چکا ہے کہ قبلہ تبدیل ہونے کے علم آنے پر نماز میں گھوم جانا ثابت ہے۔ واللہ اعلم۔

باب

نماز کے آداب' اس میں کیا کچھ کرنے سے منع کیا گیا اور کیا جائز ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی یوں عبادت کرو کہ جیسے اسے دیکھ رہے ہو' تم نہیں دیکھ سکو گے تو اللہ تمہیں دیکھ رہا ہو گا۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا: کئی لوگ نماز پڑھیں گے اور ان کا کوئی دین نہ ہو گا۔
- آپ نماز میں جب تلاوت فرماتے تو رونا آ جاتا اور سینہ مبارک سے ہنڈیا ابلنے جیسی آواز آتی جیسے آگ پر دھری ہوتی ہے چنانچہ حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حال بھی یہی تھا۔
- حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک مہمان ٹھہرا' آپ نے اس کے لئے اپنے بالا خانے کے پرنالہ کے نیچے اس کا بستر لگایا' جب تک وہ سو نہیں گیا' آپ اس کے پاس بیٹھے رہے' وہ سو گیا تو آپ تہجد کے لئے اُٹھے' بالائی کمرے کی چھت پر چڑھ گئے اور رونے لگے' سر سجدہ میں رکھا ہوا تھا' آنسو پرنالے میں بہہ آئے اور مہمان کے چہرے پر جا پڑے' مہمان سمجھا کہ بارش

ہوئی ہے لیکن دیکھا تو کوئی بادل دکھائی نہ دیا' اس نے دیوار پر چڑھ کر ادھر اُدھر دیکھا کہ آخر پانی کہاں سے گرا ہے' دیکھا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سجدے میں پڑے روتے ہوئے یوں تڑپ رہے تھے جیسے ذبح کیا پرندہ تڑپتا ہے۔

- رسول اللہ ﷺ قرآن کی تلاوت فرماتے ہوئے رحمت بتانے والی آیت پڑھتے تو اللہ سے رحمت مانگتے' خوف والی آیت پڑھتے تو دعاءِ خیر کرتے' عذاب والی ہوتی تو اللہ سے پناہ مانگتے اور اس میں خوشخبری کا ذکر ہوتا تو اس کی دُعاء فرماتے اور خوشی مانگتے۔
- آپ فرمایا کرتے کہ اپنے آپ کو خفیہ شرک سے بچایا کرو۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ کیا ہوتا ہے؟ تو فرمایا: آدمی کا نماز کو اس طرح سجانا کہ لوگ اس کی طرف دیکھیں۔
- آپ جب ایسی آیت پڑھتے: اَلَیۡسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنۡ یُّحۡیِیَ الۡمَوۡتٰی (کیا اللہ مردہ زندہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا؟) تو فرماتے: اللہ ایسی شان کیوں نہیں رکھتا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جب اللہ کا یہ فرمان پڑھتے:

ءَاَنۡتُمۡ تَخۡلُقُوۡنَهٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الۡخٰلِقُوۡنَ۝

''کیا تم اسے پیدا کرتے ہو یا ہم کرتے ہیں؟''

تو آپ کہتے: اے پروردگار! تو ہی پیدا کرتا ہے اور پھر سانس جاری رہنے تک یوں کہتے ہی چلے جاتے۔

فصل:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ لوگ نماز میں گفتگو کیا کرتے' آدمی اپنی داہنی اور بائیں طرف والے سے کلام کر لیتا اور سلام کہنے والے کو سلام کہا کرتا لیکن جب یہ فرمانِ الٰہی نازل ہوا:

وَقُوۡمُوۡا لِلّٰهِ قٰنِتِیۡنَ۝ (سورۃ البقرہ: ۲۳۸)

تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جو چاہے اپنا کام کرتا ہے' پھر لوگوں کو خاموش رہنے کا حکم دیا اور گفتگو کرنے سے روک دیا۔ اسی دوران ایک آدمی آیا اور آپ کی نماز کے دوران ہی سلام کہا' آپ نے جواب نہیں دیا۔ اس آدمی نے قریب و بعید والے سے بات کی تو آپ نے اسے فرمایا: نماز میں دھیان رکھنا ہوتا ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ نماز میں کلام نہ کریں۔

- انصار حضور ﷺ کے پاس سلام کہنے کے لئے مسجد قباء میں آئے تو آپ نماز پڑھ رہے تھے' آپ انہیں سر کے اشارے سے سلام کا جواب دیتے گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ ہاتھ سے جواب دیا اور وہ یوں کہ ہتھیلی کا اندر کا حصہ نیچے اور ہاتھ کی پشت اُوپر رکھی۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا تھا کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں ہو اور کوئی سلام کہہ دے تو اسے اشارہ سے جواب دو۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے تھے کہ نہ تو نمازی سلام کہے اور نہ ہی کوئی اسے سلام کہے۔

- حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نماز میں ہوتے ہوئے کوئی کسی سے یہ سنے: یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ تو اسے یوں کہنا چاہئے:
  اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ۝
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: اکثر میں خواہش کرتا ہوں کہ نمازی کو سلام کہوں اور یہ بھی چاہتا ہوں کہ کوئی سلام کہے تو اسے جواب دوں۔
- حضور ﷺ جب کسی شخص کو نماز میں کلام کرتا یا چھینک کا جواب یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہہ کر دیتے سنتے تو اسے منع فرماتے اور ارشاد ہوتا کہ نماز میں کسی کے کلام کی گنجائش نہیں ہوتی' اس میں تو صرف تسبیح' تکبیر اور تلاوت ہوتی ہے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مکہ میں بیت اللہ کے سامنے نماز پڑھاتے اور سورۂ قریش پڑھتے تو رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ کہتے وقت انگلی سے بیت اللہ کی طرف اشارہ کرتے۔
- مخالف لوگوں میں سے ایک نے حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھتے ہیں آواز دی اور یہ پڑھا:

لَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۝ (سورۂ زمر: ۶۵)

''اور بے شک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف کہ اے سننے والے! اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا اور ضرور تو ہار میں رہے گا۔''

تو آپ نے نماز ہی میں اسے جواب دیا کہ ''صبر کرو' اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یقین نہ کرنے والے تمہیں خلیفہ نہیں بنائیں گے اور پھر نماز جاری رکھی۔ لوگ جواب دینے یا تنبیہ کرنے کے لئے تلاوت قرآن کو برا نہ جانتے تھے۔

- جب نماز کے دوران شیطان نبی کریم ﷺ کے سامنے آجاتا تو فرماتے: میں تمہیں اللہ کی طرف سے مکمل لعنت کرتا ہوں۔ ایک دن شیطان آگ کا انگارا لے کر آپ کے سامنے آیا تو دیر کئے بغیر آپ نے اس پر بار بار لعنت فرمائی۔
- آپ کے نماز پڑھتے ہوئے اگر کوئی آ کر اجازت مانگتا تو آپ اس کے لئے کھنگھارتے' یہ اس کے لئے اندر آنے کی اجازت ہوتی چنانچہ لوگ اندر آجاتے اور جب وہ اندر آجاتے تو آپ نماز مختصر کر دیتے اور فارغ ہو کر پوچھتے: کیا کوئی ضرورت ہے؟

جب وہ اجازت مانگتے تو اکثر آپ سبحان اللہ کہتے۔

- بہت مرتبہ آپ دل کی حالت کی وجہ سے نماز میں آہ بھرتے۔

- حضورﷺ نے ایک غلام کو دیکھا کہ سجدہ میں اس نے مٹی کے اندر آہ بھری' آپ نے فرمایا: تمہارا چہرہ گرد آلود ہو گیا (یا گرد آلود ہو یعنی تو نے اچھا نہیں کیا)۔
- حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہا کرتے تھے کہ نماز میں آہ بھرنا گویا کلام شمار ہوتا ہے۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سجدہ میں کبوتر کے پر وغیرہ سے تکلیف پہنچتی تو پھونک مارتے۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھتے میں دیکھ کر قرآن پڑھتے اور اس کے معنیٰ سمجھتے۔
- حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا امام بن کر قرآن پڑھتے۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنی نماز میں ایسا اشارہ کیا کہ جس سے کوئی بات سمجھ آئے تو وہ اپنی نماز دوبارہ پڑھے۔
- حضورﷺ نے ایک آدمی کو جریج کا قصہ بیان کرتے سنا تو فرمایا: اگر جریج فقیہ ہوتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ ماں کی دُعاء کا قبول ہونا اس کے ربّ کی عبادت سے بہتر تھا۔
- آپ کسی جاہل کو نماز میں منع کیے ہوئے کام کرنے پر نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم نہ فرماتے بلکہ اس پر شفقت فرماتے۔
- ایک دیہاتی مسجد میں داخل ہوا تو اپنی نماز میں کہا: الٰہی مجھ پر اور محمد پر رحم فرما' ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ فرما اور جب اس نے نماز پڑھ لی تو نبی کریمﷺ نے اسے فرمایا: تو نے بہت دینے والے کو روک دیا ہے' آپ نے اللہ کی رحمت کا اشارہ فرمایا۔
- آپ نے کئی مرتبہ فرمایا: کوئی معاملہ پیش آئے تو مرد سبحان اللہ پڑھیں اور عورتیں سیٹی بجائیں۔
ایک اور روایت میں ہے کہ جسے نماز میں کوئی مسئلہ پیش آئے تو اسے سبحان اللہ کہنا چاہئے' سیٹی بجانا عورتوں کا کام ہے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نماز پڑھتے میں حضورﷺ سے سلام عرض کیا تو آپ نے انگلی کے ذریعے اس کے سلام کا جواب دیا۔
- حضورﷺ نے ایک آدمی کو نماز میں چھینک مارتے سنا پھر اس نے کہا: **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيهِ كَمَا يُحِبُّ وَيَرْضٰى**۔ اس پر رسول اللہﷺ نے فرمایا: تیس سے زیادہ فرشتے اس کلام کے لئے آگے بھاگتے ہیں کہ کون اسے اُوپر لے جائے۔ ایک روایت ہے کہ یہ عرش تک جا پہنچی ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی نماز کے اندر چھینک مارنے کے ہو تو آواز دبائے اور چہرے پر ہاتھ یا چادر رکھ لے۔ آپ مسجد میں زور سے چھینکنے کو پسند نہ فرماتے تھے۔
- آپ آدمی کے لئے یہ بات پسند فرماتے تھے کہ نماز میں داخل ہونے سے پہلے انسان کسی بھی طرف متوجہ نہ ہو۔
حضرت ابو ... رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن نماز پڑھی' گھوڑا ان کی بے فرمانی کر رہا تھا' وہ اس کے پیچھے

لگے تھے' یہ دیکھ خارجیوں میں سے کچھ نے آپ پر اعتراض کیا تو آپ نے کہا: میں نے حضورﷺ کے ساتھ زندگی گذاری ہے: میں اگر اپنے گھوڑے کو ہمراہ لے کر واپس آؤں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ اسے چھوڑ دوں اور یہ اپنے من پسند مقام پر چلا جائے اور میرے لئے تکلیف کا سبب بنے۔ ایک مرتبہ آپ کا گھوڑا چلا گیا' آپ اس کے پیچھے چلے اور تلاش کر لیا' اسے پکڑا اور واپس آ کر باقی نماز پوری کی اور کہنے لگے مجھے رسول اللہﷺ سے علیحدہ ہونے کے بعد آج تک کسی چیز نے اتنی تکلیف نہیں دی' جتنی اس نے دی ہے۔

فروع:

حضورﷺ غیر مطمئن شخص جیسی نماز پڑھنے سے منع فرماتے اور فرماتے: تمہاری عمدہ نماز عاجزی والی ہوتی ہے۔

- آپ نماز میں انگڑائی لینے سے منع فرماتے' فرمایا تم میں سے کوئی نماز میں اور عورتوں کے پاس انگڑائی نہ لئے ہاں اپنی بیوی اور لونڈی کے پاس لے سکتا ہے۔
- آپ نماز میں آنکھیں بند کئے رکھنے سے منع فرماتے' فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز شروع کر دے تو آنکھیں بند نہ کرے۔
- آپ ایسی نماز پڑھنے سے منع فرماتے جیسے پیشاب' پاخانہ روکنے والے' گوز مارنے والے' چادر کھینچنے والے' قریب المرگ' سخت جسم والے' زانو کے بل بیٹھنے والے' رگ چٹخانے والے' بھاری جسم والے' سکڑنے والے' بے مقصد کھیلنے والے' سدل کرنے والے اور اس شخص کی طرح جس کے آگے سے کوئی گذرے۔
- آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی دھوتی زمین پر گرائے ہوئے نماز پڑھے تو اسے اُوپر اُٹھالے کیونکہ اس کا جتنا حصہ زمین پر گرا ہو گا وہ جہنم میں جائے گا۔
- آپ فرماتے تھے: جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہو جائے تو ہر طرف سے کپڑے سنبھالے اور ایک طرف کو ایسے نہ جھکے جیسے یہودی جھکتے ہیں کیوں کہ نماز میں کپڑے سنبھالنا مکمل اور کامل نماز کے لئے ضروری ہے۔
- آپ نماز میں بغیر ضرورت اِدھر اُدھر دیکھنے سے منع فرماتے اور فرمایا کرتے کہ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا تباہی کا سبب ہے اور اگر ایسا کرنا ہی ہے نفلی عبادت میں کرو' فرضی میں نہیں کرو۔

ایک روایت میں ہے کہ نماز میں ادھر اُدھر دیکھنا ایک طرح کا جھپٹنا ہے جس سے شیطان انسان کی نماز جھپٹ لے جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک انسان پر توجہ فرمائے رکھتا ہے جب تک وہ ادھر اُدھر نہیں دیکھتا اور جب اس نے ادھر اُدھر دیکھا' اللہ اس سے توجہ ہٹا لیتا ہے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے ایک رات گھوڑ سوار کو حفاظت کے لئے ایک گھاٹی کی طرف بھیجا' آپ نماز پڑھتے ہوئے گردن پیچھے موڑے بغیر اِدھر اُدھر دیکھتے رہے۔

- حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جب کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو جاتا تو ان کی نظر قدموں سے ادھر اُدھر نہ ہوا کرتی اور جب آپ کا وصال ہو گیا تو نمازی اپنی نظر اپنی پیشانی سے نہ ہٹاتا' جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دور تک نمازی قبلہ کی جگہ سے نظر نہ ہٹاتا اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتنہ والا دور آیا تو لوگ دائیں بائیں دیکھنے لگے۔

فروع:

حضور ﷺ یہ بات پسند نہیں فرماتے تھے کہ نماز میں کوئی ہاتھ کی انگلیوں میں انگلیاں ڈالے یا ان کے چٹخانے کی کوشش کرے' آپ نے فرمایا تھا کہ مسجد میں جا کر کوئی انگلیاں نہ چٹخائے کیونکہ یہ کام شیطان کرتا ہے' تم جب تک مسجد میں ہوتے ہو تو باہر آ جانے تک نماز ہی میں ہوتے ہو۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ اس وقت انگلیاں چٹخائی تھیں جب ذوالیدین کی اطلاع آئی۔
- آپ جب دیکھتے کہ نماز میں کسی نے انگلیاں چٹخائی ہیں تو نماز ہی میں اس کی انگلیاں کھول دیتے اور فرماتے کہ نماز میں انگلیاں نہ چٹخایا کرو۔
- آپ پسند نہ فرماتے تھے کہ نماز میں کوئی انگلیاں چٹخائے یا کولہے پر ہاتھ رکھے یا بغیر ضرورت ایک ہاتھ پر تکیہ لگا کر بیٹھے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ جب عمر رسیدہ ہو گئے اور جسم پر گوشت نہ رہا تو اپنے مصلّے میں ایک ستون بنا لیا جس سے کھڑا ہوتے اور سجدہ میں جاتے وقت سہارا لیتے۔

فروع:

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ تم میں سے جب کسی کو اُونگھ آنے لگے تو سو جایا کرے تا کہ نیند کا غلبہ ختم ہو جائے کیونکہ اگر وہ اونگھتے ہوئے نماز پڑھ رہا ہو گا تو اسے پتہ نہ چل سکے گا کہ وہ بخشش کی دعا کر رہا ہے یا اپنے آپ کو بے علمی میں گالیاں دے رہا ہے۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز میں اونگھنا شیطانی کام ہوتا ہے اور جنگ میں امن کی علامت۔
- رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی کو پاخانہ آ جائے تو نماز کھڑی دیکھنے کے باوجود پہلے اس سے فارغ ہو لے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب نماز کھڑی ہو جائے اور تم میں سے کسی کا ارادہ بیت الخلاء جانے

کا ہو تو پہلے وہیں جائے۔

- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں' مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ کوئی یہ کہے: میں ست ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ بات تو منافقوں کے حق میں فرماتا ہے:

وَ اِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۝ (سورۃ نساء: ۱۴۲)

''اور جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی دکھاتے ہیں۔''

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: تم میں سے کوئی سرین سکیڑ کر نماز نہ پڑھا کرے۔
- حضور علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے کہ کھانا سامنے ہو تو نماز کیسی اور نہ ہی اس شخص کی نماز کارآمد جسے پیشاب پاخانہ ستائے ہوئے ہوں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ کسی کے لئے یہ حلال نہیں کہ پیشاب روک کر نماز پڑھے' پہلے اس سے فارغ ہونا چاہیے۔
- آپ جب تک نماز کا سلام نہ کہہ لیتے' چہرے سے گرد اور کیچڑ نہ اتارا کرتے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرام سے اسے پونچھ لیا کرتے۔
- آپ نماز پڑھتے ہوئے سجدہ کی جگہ والی مٹی برابر کرنے سے منع فرماتے اور فرمایا کرتے: اگر ایسا کرنا ہی ہو اور اس کے بغیر چارہ نہ ہو تو صرف ایک بار ایسا کر سکتا ہے۔

ایک اور روایت میں یوں ہے کہ جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو سجدہ کی جگہ برابر کرے' اسے یونہی نہ چھوڑ دے اور جب سجدہ کو جائے تو اس جگہ پھونک مار کر سجدہ کرے۔ پھر یہ بھی فرمایا: سجدہ کی جگہ پر پھونک مارنے سے تو یہ بہتر ہے کہ آگ کے انگارہ پر سجدہ کرو۔

- رسول اکرم علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے: جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہو تو اللہ رحمت تمہارے سامنے ہوتی ہے لہٰذا پیشانی سے کنکر دور نہ کرو۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام اس بات سے منع فرماتے تھے کہ بال باندھ کر نماز پڑھی جائے کیونکہ یہ شخص ایسا لگے گا جیسے اس کی مشکیں کس دی گئی ہیں۔
- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب کسی کو دیکھتے کہ بال باندھ کر نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی پچھلی طرف سے آ کر گانٹھ کھول دیتے۔
- حضور علیہ السلام نماز میں کھڑے آیتیں شمار کرتے۔
- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ علیہ السلام کو دیکھا کہ نماز پڑھتے ہوئے چہرۂ انور سے پسینہ پونچھ رہے تھے اور بسا اوقات نماز ہی میں داڑھی سے کھیلنے کا ارادہ کئے بغیر اس پر ہاتھ

رکھ دیتے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی نماز پڑھتے ہوئے ڈاڑھی نہ ڈھانپا کرے کیونکہ یہ بھی چہرہ ہی شمار ہوتی ہے۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ سخت گرمی میں حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی' میں ہاتھ میں کنکر لے کر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں پکڑتا کہ ٹھنڈے ہو جائیں اور سجدہ کرتا تو انہیں پیشانی تلے رکھ لیتا۔
- حضور ﷺ جب مسجد کی کسی دیوار پر کھنگار لگا دیکھتے تو کنکر لے کر اسے کھرچ دیتے اور فرماتے: جب تم میں سے کوئی کھنگارنا چاہے تو کھنگار نہ سامنے پھینکے اور نہ ہی دائیں طرف' بائیں طرف پھینکے یا بائیں پاؤں کے نیچے ڈالے اور جوتی یا موزے یا پاؤں سے اسے زمین پر مَل دے یا اسے چادر کے ایک پلّو پر تھوکے اور کپڑے میں ڈھانپ دے۔

ایک مرتبہ مرض الموت کے موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی دائیں طرف تھوک دیا' اس وقت آپ نماز میں نہ تھے' پھر فرمایا کہ آج کے علاوہ آج تک میں نے ایسا نہیں کیا۔

- حضور ﷺ نماز میں سانپ' بچھو اور چھپکلی مار دینے کا حکم فرماتے .... خود حضور ﷺ نے نماز پڑھتے ہوئے ایک مرتبہ بچھو مار دیا تھا۔
- حضور ﷺ بہت مرتبہ حجرہ کی دیوار کی طرف نماز پڑھا کرتے' ایک مرتبہ دوسری رکعت میں تھے کہ ایک بچھو نکلا اور آپ کو ڈنگ مارا' آپ غش کھا گئے' لوگوں نے دم کیا اور جب افاقہ ہوا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاء دی ہے لیکن تمہارے دم کی وجہ سے نہیں۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یا کوئی اور بیوی آ جاتیں اور دیکھتیں کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں' دروازہ بند ہوتا تو آپ قبلہ کی طرف دائیں بائیں چلتے ہوئے دروازہ کھول دیتے اور پھر اپنے مقام پر تشریف لے آتے۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو نماز میں ہنستے دیکھا' جب فارغ ہوئے تو میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ نماز میں ہنس رہے تھے؟ فرمایا: جبریل علیہ السلام گذر رہے تھے' میری طرف دیکھ کر ہنسے تو میں بھی ہنس پڑا .... ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کی وجہ سے تبسم کیا .... ایک روایت میں ہے کہ ہنسنے والے حضرت میکائیل علیہ السلام تھے۔

مؤلف کتاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ درحقیقت یہ دو واقعے ہیں۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مطابق رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: تبسم نماز کو نہیں توڑتا البتہ زور دار ہنسی

توڑ دیتی ہے۔

- حضورﷺ نے فرمایا کہ قہقہہ کا سبب شیطان بنتا ہے اور تبسم کا اللہ تعالیٰ اور باب الاحداث الناقضة للوضوء میں حضورﷺ کا یہ قول گذر چکا ہے کہ: جو نماز میں ہنسے وہ نماز اور وضو دوبارہ لوٹائے۔ یہ آپ نے اس وقت فرمایا تھا جب ایک شخص کے گڑھے میں گرنے پر لوگ ہنس پڑے تھے۔ واللہ اعلم۔

فرع:

حضورﷺ دل میں خیالات آنے پر رعایت فرماتے خواہ کتنے ہی آتے رہیں جبکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بحرین کے جزیہ (ٹیکس) کا حساب نماز پڑھتے کر لیتا۔

- حضورﷺ نے فرمایا: شیطان جب اذان سنتا ہے تو پیچھے بھاگ جاتا ہے اور ہوا خارج کرتا جاتا ہے وہاں جا رُکتا ہے جہاں آواز سنائی نہ دے اور جب اذان مکمل ہو جاتی ہے تو واپس آ جاتا ہے پھر جب تکبیر ہوتی ہے تو واپس چلا جاتا ہے اور ختم ہونے پر آ کر بندے اور اس کے دل کے درمیان وسوسہ ڈالتا ہے اور کہتا ہے فلاں چیز یاد کرو فلاں یاد کرو حالانکہ وہ اسے یاد نہیں ہوتیں یوں انسان یہ بھول ہی جاتا ہے کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں۔ اگر کسی سے ایسا معاملہ ہو جائے تو بیٹھ کر دو سجدے کر لے۔

نماز میں وسوسہ کا علاج:

ایک آدمی نے حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اسے نماز میں وسوسہ پڑتا ہے اور عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے نماز میں وسوسہ پڑتا ہے اور یاد نہیں رہتا کہ رکعتیں دو پڑھی ہیں یا ایک آپ نے فرمایا: اگر ایسی صورت بن جائے تو اپنی شہادت والی دائیں انگلی اُٹھا کر بائیں ران پر مارو اور بسم اللہ پڑھو کیونکہ یہ شیطان کو روک دیتی ہے۔

- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرمﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی تو نماز ہی کے اندر اپنے دونوں ہاتھ سامنے رکھتے رہے جب نماز سے فارغ ہوئے تو کسی نے پوچھا آپ نے فرمایا: شیطان مجھ پر آگ کی چنگاریاں ڈال رہا تھا کہ نماز سے مجھے روک دے میں نے اسے پکڑا اور اس کا گلہ دبایا تو اس کے لعاب کی ٹھنڈک مجھے اپنی ان انگلیوں میں محسوس ہوئی وہ چیخ اُٹھا کہ آپ نے مجھے تکلیف دی ہے۔ اگر اس موقع پر مجھے اپنے نبی بھائی سلیمان علیہ السلام کی دُعاء یاد نہ ہوتی (کہ اے اللہ جن میرے تابع کر دے) تو میں مسجد کے ایک ستون کے ساتھ اسے باندھ دیتا اور اہلِ مدینہ اسے دیکھتے۔
- حضورﷺ کو جب تلاوت میں شبہ پڑ جاتا یا کوئی آیت پڑھنے سے رہ جاتی اور لوگ اس بارے میں عرض کرتے تو آپ فرماتے: تم نے اس وقت یاد کیوں نہ کرائی۔ ایک مرتبہ آپ نے سورۂ روم تلاوت فرمائی تو شبہ پڑ گیا اور

جب نماز پوری کر لی تو فرمایا: تم میں کوئی ایسا ضرور ہے جس نے طہارت نہیں کی' اسی وجہ سے مجھے شبہ پڑا ہے' جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے چلے تو اچھی طرح سے وضو کر کے آئے۔

- حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ فرشتے لوگوں کے عمل لکھا کرتے ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے اپنی چوتھائی یا آدھی نماز چھوڑ دی ہے یا زیادہ رکعتیں پڑھی ہیں۔

نماز کے دوسرے بابوں میں انشاء اللہ کچھ بکھرے ہوئے مسائل اور آئیں گے۔

خاتمہ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ بات پسند نہیں کرتے تھے کہ کوئی شخص نماز کے اندر سجدہ کرتے ہوئے پیشانی پر بوجھ ڈالے کہ پیشانی پر نشان پڑ جائے' وہ کہا کرتے: اگر یہ نشان ماتھے پر نہ ہی ہو تو بہتر ہے کیونکہ آدمی کی آنکھوں کے درمیان یوں دکھائی دیتا ہے جیسے بکری کے گھٹنے کا نشان اور یہ اللہ کو برا لگتا ہے اور چہرے پر سِیمَا (یہ لفظ قرآن میں آیا ہے) سے مراد دل میں عاجزی پیدا ہوتا ہے۔

- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کلام کئے بغیر اور باہر نکلے بغیر نماز پر نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔
- حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب اذان ہو جاتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت ایسے ہوتی جیسے کسی کو پہچانتے ہی نہ ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کی حفاظت

- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار پر نظر رکھتے چنانچہ جہاں سنتے کہ آپ نے نماز پڑھی ہے تو وہیں وہ بھی پڑھا کرتے اور یہ بھی ملتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کوئیں پر ایک درخت کے پاس آیا کرتے' اس بارے میں آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں اس درخت کو ملنے والے پانی کا دھیان رکھتا ہوں کہ کہیں خشک نہ ہو جائے کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے نیچے بیٹھے دیکھا تھا۔ واللہ اعلم۔

باب

نمازی کے سامنے ”سُترہ“ رکھنا اور سترہ کے قریب سے گذرنے کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ اکثر سترہ سامنے رکھ کر نماز پڑھتے اور فرمایا کرتے: جب تم میں سے کوئی سترہ سامنے رکھ کر نماز پڑھے تو اس کے قریب رہے تاکہ شیطان اس کی نماز کہیں توڑ نہ دے

آپ اتنا قریب ہوتے کہ آپ کے اور سترہ کے درمیان بکری گذرنے جتنا فاصلہ ہوتا' کبھی تین ہاتھ کا فاصلہ ہوتا

ایک مرتبہ آپ نے دیوار کے سامنے نماز پڑھی' اسی دوران ایک مویشی آپ کے سامنے سے گذرا' آپ دیوار کے قریب ہو گئے اور پیٹ دیوار کے ساتھ لگا دیا' مویشی آپ کے پیچھے سے گذر گیا۔

- آپ کا فرمان ہے کہ نماز میں آگے سترہ رکھا کرو خواہ تیر ہی کیوں نہ ہو۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ بڑی مرتبہ سترہ رکھے بغیر نماز پڑھ لیتے۔
- جب حضور ﷺ لکڑی' جنگی ہتھیار' درخت یا اسی قسم کی چیز کو سترہ بناتے تو اسے دائیں یا بائیں ابرو کے سامنے رکھتے' اس سے بے پرواہی نہ برتتے۔
- رسولِ اکرم ﷺ اپنے صحابہ کو سترہ رکھنے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ سترہ آدمی کے سامنے آنکھ کے ایک گوشے کی طرح ہوتا ہے جس سے سامنے گذرنے والی نظر میں رہتی ہے۔ اگر کسی کے پاس سترہ بنانے کے لئے کوئی چیز موجود نہ ہو تو اپنی چھڑی ہی سامنے رکھ لے اور اگر یہ بھی نہ مل سکے تو سامنے لکیر کھینچ لے۔
- آپ نمازی کو حکم فرماتے کہ سامنے سے گذرنے والی چیز کو دور کر دے اور فرماتے: جب تم میں سے کوئی ایسی شے کی طرف نماز پڑھے جسے سترہ بنایا ہے تو ایسے میں اگر اس کے سامنے سے کوئی گذرے تو اسے ہٹائے اور اگر وہ نہ ہٹے تو اسے مار دے کیونکہ وہ شیطان ہو گا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ امام کا سترہ' اس کے پیچھے کھڑے ہونے والوں کی نماز کے لئے حفاظت ہوتا ہے۔ آپ اپنے مقتدیوں کو حکم دیتے کہ ان کی صفوں میں اتنا فاصلہ نہیں ہونا چاہئے جس میں سے کوئی گذر جائے۔ اس فاصلہ سے ان کی مراد سجدہ کی جگہ تھی۔

- حضورﷺ نے فرمایا: اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کو اس کی سزا کا پتہ چل جائے تو وہ اس کے سامنے سے گذرنے کی بجائے چالیس تک ٹھہرے رہنا پسند کرے گا۔ حدیث کے راوی کہتے ہیں' یہ میں نہیں جانتا کہ چالیس سے مراد آپ نے چالیس دن لئے' مہینے لئے ہیں یا سال لئے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ نماز پڑھتے اپنے بھائی کے سامنے گذرنے سے تو بہتر یہ ہے کہ سو سال تک کھڑا ہی رہے۔

- آپ نے بیت اللہ شریف کا طواف کرنے والوں کو اجازت دے رکھی تھی کہ وہاں نمازی کے آگے سے گذر جائیں چنانچہ اکثر ایسا ہوتا کہ آپ وہاں نماز پڑھ رہے ہوتے تو وہ گذرتے لیکن آپ انہیں نہ روکتے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ بات پسند نہیں فرماتے تھے کہ نماز پڑھتی عورتوں کے سامنے سے کوئی گذرے۔
- کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ حضورﷺ گھر ہی میں نماز پڑھتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے اور قبلہ کے درمیان جنازہ کی صورت میں آ جاتیں' کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ قیام اور سجدہ کے وقت آپ کا کپڑا ان کے کپڑے سے لگ جاتا۔

حضورﷺ اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملنے جنگل میں ان کے پاس تشریف لے گئے' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس چرنے والی ایک کتیا اور گدھی تھی' آپ نے وہاں عصر کی نماز پڑھی' وہ دونوں آپ کے سامنے تھیں' آپ نے نہ تو انہیں پیچھے ہٹایا اور نہ ہی انہیں جھڑکا۔

- آپ نے فرمایا: سونے والوں کی پچھلی طرف نماز نہ پڑھو' نہ ہی حلقہ بنا کر بیٹھنے والوں اور نہ ہی باتیں کرنے والوں کے پیچھے پڑھو۔
- یہ بات آپ نے کئی مرتبہ فرمائی کہ عورت' گدھے' سیاہ کتے' خنزیر' یہودی اور آتش پرست کے گذرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اس پر عرض کی گئی یا رسول اللہ! سیاہ کتے ہی کے بارے میں یہ حکم کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ کالا کتا شیطان ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس کے بارے میں اجازت دے دی تھی اور فرما دیا تھا کہ کوئی شے نماز نہیں توڑتی' ہاں جتنا ممکن اسے دور رکھو کیونکہ یہ شیطان ہوتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب سترہ کسی کے سامنے ہوتا ہے تو گذرنے والی کسی چیز سے نقصان نہیں ہوتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کوئی پہلی صف کی طرف سے سوار ہو کر آتا اور لوگ سامنے دیوار کے بغیر نماز پڑھ رہے ہوتے' وہ صف کے سامنے سے گذر جاتا اور اپنا گھوڑا چرنے کے لئے کھول دیتا اور پھر صف میں شامل ہوتا لیکن کوئی اسے کچھ نہ کہتا۔ واللہ اعلم۔

باب

نماز کی صورتِ حال

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کے لئے پاکیزگی چابی کا حکم رکھتی ہے' یہ تکبیر کہہ کر شروع کی جاتی ہے اور سلام کہہ کر پوری کی جاتی ہے۔

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ وہ کام کرنا چھوڑ گئے ہیں جو حضور ﷺ کیا کرتے تھے حالانکہ رسولِ اکرم ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور لمبا کرتے ہوئے ہاتھ اُٹھاتے تو قراءت سے پہلے تھوڑی دیر کے لئے کھڑے ہو جاتے اور اللہ سے فضل و کرم کی دُعا فرماتے (کچھ دیر یوں کھڑا ہونا شافعی طریقہ ہے)۔
- حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ کہا کرتے کہ تکبیر کہنا' سلام کہنا' قراءت کرنا اور اذان کہنا ضروری کام ہیں۔
- حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ عملوں کا اجر صرف نیت پر ہوتا ہے اور ہر آدمی جیسی نیت کرتا ہے' ویسا ہی اجر لیتا ہے۔
- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ ایک مسلمان اسلام کے کسی طریقے میں اکیلی نیت کا محتاج نہیں ہوتا اور جب وہ دین کے طریقے پر چل رہا ہے تو اسے پہلی نیت ہی کافی ہے۔
- حضور ﷺ نے فرمایا: نماز ایسے پڑھا کرو جیسے مجھے پڑھتا دیکھتے ہو۔
- تکبیر تحریمہ کہتے وقت آپ سے صرف تکبیر تحریمہ ہی کی آواز سنائی دیتی جس سے نماز شروع فرماتے۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز خواہ فرض ہوتی یا نفل' رسول اللہ ﷺ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتے اور دُعاء فرماتے اور پھر تکبیر تحریمہ کہتے' ہاتھ اٹھاتے وقت نہ تو انگلیاں ملی ہوتیں اور نہ ہی کھلی رکھتے

آگے آ رہا ہے کہ لوگ سردی کے موسم میں کپڑوں کے اندر ہی ہاتھ اٹھاتے۔

- جب تک مؤذن اذان سے فارغ نہ ہو جاتا' آپ تکبیر نہ کہتے۔
- آپ تکبیر تحریمہ سے پہلے صفیں برابر کرنے کا حکم فرماتے' ارشاد فرماتے: ''برابر کھڑے ہو جاؤ اور چپ چاپ رہو۔'' اور خاموشی سے پڑھی جانے والی نماز ہوتی تو صرف اتنا فرماتے: ''برابر کھڑے ہو جاؤ۔''
- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفیں درست کرنے کے لئے آدمی مقرر فرماتے اور جب تک وہ اطلاع نہ دیتے کہ تمام صفیں درست ہو چکی ہیں تب تک تکبیر نہ کہتے۔

انشاء اللہ باب الصلوٰۃ الجماعہ میں اور وضاحت آئے گی۔

- حضور علیہ السلام جب نماز کے لئے اُٹھنے کا ارادہ فرماتے تو کسی چیز کا سہارا نہ لیتے اور جب عمر کافی ہوگئی اور جسم پر گوشت نہ رہا تو اٹھتے وقت لکڑی کا سہارا لیتے جیسے باب 'اداب الصلوۃ میں گزر چکا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب نماز کے لئے طاقت کے باوجود دیوار کا سہارا لینے والے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ ہم ایسا کر لیتے ہیں لیکن اس میں اجر کم ملتا ہے۔
- رسول اللہ علیہ السلام جب تکبیر کہتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے جو دونوں کانوں کے قریب کندھوں کے برابر ہو جاتے' رکوع کرنے جاتے تو بھی یونہی اٹھاتے اور پھر یوں بھی ہوتا کہ آپ نے جسم پر کپڑے لپیٹے ہوتے چنانچہ دونوں ہاتھ پھر بھی نکالتے اور انہیں اٹھاتے اور پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے تو پھر بھی ہاتھ اٹھاتے اور فرماتے: سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ ' یہ کام آپ اس وقت نہ کرتے جب سجدہ کرتے' نہ دونوں سجدوں کے درمیان یوں کرتے اور نہ ہی دوسرے سجدے سے سر اٹھا کر کرتے اور اور جب تیسری رکعت کے لئے اٹھتے تو یونہی ہاتھ اٹھاتے جیسے تکبیر تحریمہ میں اٹھائے ہوئے۔ (یہ شافعی طریقہ ہے)
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام کبھی تو تکبیر ہی کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے' کبھی تکبیر شروع کرنے سے پہلے اٹھاتے اور کبھی ہاتھ اٹھانے سے پہلے تکبیر کہتے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ بیٹھنے کی حالت میں آپ کسی طرح بھی ہاتھ نہ اٹھایا کرتے۔
- حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مجمع میں کہا: میں رسول اللہ علیہ السلام کی نماز کو تم سب سے بہتر طور پر جانتا ہوں۔ انہوں نے کہا: یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ نہ تو ہم سے پہلے صحابی بنے اور نہ ہی آپ اکثر آپ کے پاس آیا جایا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا: ہاں میں زیادہ جانتا ہوں۔ انہوں نے کہا: تو پھر بتایئے: انہوں نے بتایا: رسول اللہ علیہ السلام جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے' اور تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ اُٹھا لیتے اور دونوں کندھوں کے برابر لے آتے اور جب رکوع کا ارادہ ہوتا تو کندھوں تک ہاتھ اُٹھا دیتے پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرتے' پھر سیدھے کھڑے ہو جاتے' نہ تو سر جھکا ہوتا اور نہ پیچھے ہٹا ہوتا' پھر ہاتھ زانوؤں پر رکھ دیتے' اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے ہوئے ہاتھ اٹھاتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے اور ہر جوڑ اپنے مقام پر درست جگہ بیٹھ جاتا' پھر سجدہ کی خاطر زمین کی طرف جھکتے اور اللہ اکبر فرماتے' پھر پاؤں موڑ کر اس پر بیٹھ جاتے اور درست ایسے بیٹھتے کہ ہر جوڑ اپنے مقام پر چلا جاتا' پھر اُٹھ کر دوسری رکعت میں بھی ویسے ہی کرتے اور جب دو سجدوں سے اٹھتے تو تکبیر کہہ کر دونوں ہاتھ کندھوں تک لے جاتے جیسے نماز شروع کرتے وقت کیا تھا اور جب وہ رکعت شروع ہوتی جس میں نماز پوری ہو جاتی ہے تو بایاں پاؤں نکال کر اس پر بیٹھ جاتے اور پھر سلام کہتے۔

ان سب نے کہا اے ابوحمید! آپ نے صحیح کہا ہے' واقعی رسول اللہ علیہ السلام کی نماز ایسی ہی تھی۔

- رسول اللہ ﷺ جب کسی کو نماز کا طریقہ بتاتے تو اس سے فرماتے: وضو کے لئے پانی بہاؤ جیسے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے' پھر اللہ اکبر کہو' اس کی تعریف کرو اور اسے عظیم جانو اور جو اللہ نے تمہیں قرآن سکھایا اور حکم دیا ہے اس میں سے کچھ پڑھو۔
- آپ جب تکبیر تحریمہ کہتے تو دایاں ہاتھ بائیں پر رکھ دیتے' ہاتھ کا گٹ اور کلائی ناف کے نیچے رکھتے۔
- آپ نمازی کو حکم فرماتے کہ سجدہ کی جگہ پر دیکھتا رہے' آسمان کی طرف نظر اُٹھانے سے روکتے اور فرماتے. آخری دور میں کچھ لوگ ایسے آئیں گے کہ نماز میں نظریں آسمان کی طرف اُٹھائیں گے' ان کی نظریں اُچک لی جائیں گی۔

خود حضور ﷺ اس فرمانِ الٰہی کے اُترنے سے پہلے کئی مرتبہ آسمان کی طرف نظر اُٹھاتے اور جب یہ فرمان نازل ہوا تو سر جھکائے رکھتے۔

اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ۝ (سورۃ مؤمنون: ۲)

''وہ لوگ اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں۔''

فصل:

نماز میں ''سکتے' تکبیر اور افتتاح'' کی دُعاء

حضور ﷺ دو مرتبہ سکتہ کرتے' ایک تکبیر کے وقت اور ایک وَلَا الضَّآلِّیْن کے بعد (سکتہ کا معنی سانس روک لینا ہوتا ہے)۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ فاتحہ پڑھتے وقت تین مرتبہ سانس روکتے۔
- حضور ﷺ جب دوسری رکعت کے لئے اُٹھتے تو قراءت شروع فرما دیتے لیکن سکتہ نہ کرتے اور نہ ہی یوں اعوذ باللہ پڑھتے جیسے پہلی رکعت میں پڑھی تھی۔
- آپ چار رکعت والی نماز میں کل بائیس تکبیریں کہا کرتے: تکبیر تحریمہ' پہلے تشہد پر اُٹھتے وقت قیام کی تکبیر' یہ دو تکبیر ہوئیں' پھر رکوع کے لئے کہتے اور پہلے سجدے کی طرف جاتے ہوئے کہتے' سجدہ سے اُٹھ کر کہتے اور دوسرے سجدے میں جاتے وقت کہتے اور پھر اس سے سر اٹھاتے وقت کہتے' یہ پانچ تکبیریں ہیں جو تکبیر تحریمہ اور پہلے تشہد سے اُٹھ کر کہی جانے والی تکبیر کے علاوہ چاروں رکعتوں میں ہوتی ہیں۔ (کل بائیس ہو گئیں)۔

حضور ﷺ یہ تکبیریں کہتے وقت آواز اتنی بلند رکھتے کہ پیچھے کھڑے ہونے والے سن لیتے اور جب آپ نے مرض وصال کے موقع پر بیٹھ کر نماز پڑھی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلند آواز آپ کی تکبیر لوگوں تک پہنچاتے رہے۔

جب آپ تکبیر تحریمہ کہہ لیتے تو تھوڑی دیر رُکتے اور پوشیدہ طور پر نماز شروع کرنے کی دُعاء پڑھتے ...... کبھی آپ نماز کے شروع میں یہ دُعاء پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ' اَللّٰھُمَّ نَقِّنِیْ مِنْ خَطَایَایَ کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ' اَللّٰھُمَّ اغْسِلْنِیْ مِنْ خَطَایَایَ بِالثَّلْجِ وَ الْمَاءِ الْبَارِدِ○

''الٰہی! میرے اور میری غلطیوں کے درمیان مشرق ومغرب جتنا فاصلہ کر دے' الٰہی میری غلطیوں کو مجھ سے یوں دھودے جیسے سفید کپڑا پلیدی سے پاک کیا جاتا ہے' الٰہی! برف اور سرد پانی سے میری خطائیں دھودے۔''

کبھی یہ پڑھتے:

وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ' اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ' لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ○

''میں اپنا رُخ اس ذات کی طرف کرتا ہوں جو آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمانے والا ہے' میانہ رو اور فرمانبردار بن کر' میں مشرکوں سے تعلق نہیں رکھتا' میری نماز' قربانی' زندگی اور موت جہانوں کے پروردگار اللہ کی خاطر ہے' اس کا شریک کوئی نہیں' اسی کا مجھے سبق ملا ہے اور میں تو فرمانبرداروں میں سے ہوں۔''

کبھی یہ پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْمَلِکُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ رَبِّیْ وَ اَنَا عَبْدُکَ عَمِلْتُ سُوْءًا وَّ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَ اعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ جَمِیْعًا لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَ اھْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا یَھْدِیْنِیْ لِاَحْسَنِھَا اِلَّا اَنْتَ وَ اصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَھَا لَا یَصْرِفُ عَنِّیْ سَیِّئَھَا اِلَّا اَنْتَ لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ وَ الْخَیْرُ کُلُّہٗ بِیَدَیْکَ وَ الشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْکَ اَنَا بِکَ وَ اِلَیْکَ تَبَارَکْتَ وَ تَعَالَیْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ○

''الٰہی تو بادشاہ ہے' تیرے علاوہ کوئی لائق عبادت نہیں' تو میرا پروردگار ہے اور میں تیرا بندہ ہوں' میں نے برے عمل کئے ہیں' اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کر رہا ہوں' لہٰذا تو میرے تمام گناہ بخش دے کیونکہ تو ہی انہیں بخش سکتا ہے' مجھے اچھے اخلاق و عادات کی سوجھ بوجھ دے' تیرے سوا کوئی اور یہ کام نہیں کر سکتا' بری عادتیں مجھ سے دور کر دے یہ بھی تیرے سوا

کوئی نہیں کرسکتا' میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں اور تیری نیکی مانتا ہوں' ہر اچھا کام کرانا تیرے بس میں ہے لیکن برائی تیری طرف سے نہیں ہوتی' میں تیری وجہ سے ہوں اور تیری طرف جانا ہے' تو برکت والا اور بلند مرتبہ ہے' میں تجھ سے بخشش مانگ رہا ہوں کیونکہ تیری ہی طرف چلا آنا ہے۔"

کبھی یہ پڑھا کرتے:

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَ تَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ۝

"الٰہی پاک صاف تو ہی ہے' تعریف تیری ہی ہوتی ہے' تیرا نام برکت کا سبب ہے' تو بڑا بزرگوار ہے اور تیرے علاوہ کوئی بھی لائق عبادت نہیں۔"

حضور ﷺ ہمیشہ اسے پڑھا کرتے اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو اسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مجمع میں بلند آواز سے پڑھتے تاکہ لوگ اسے سیکھ لیں۔ واللہ اعلم۔

فصل:

اعوذ باللہ پڑھنا

رسولِ اکرم ﷺ ہر تلاوت کے موقع پر اعوذ باللہ پڑھتے چنانچہ کبھی پڑھتے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝

اور کبھی پڑھتے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ مِنْ ھَمْزِہٖ وَنَفْخِہٖ وَنَفْثِہٖ۝

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ پہلی رکعت کے علاوہ کسی اور رکعت میں تعوذ نہ کرتے بلکہ اٹھتے ہی تلاوت شروع فرمادیتے۔
- حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر رکعت میں تعوذ پڑھا کرتے تھے۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُونچی آواز سے تعوذ پڑھتے جبکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آواز نکالے بغیر پڑھتے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

بسم اللہ شریف پڑھنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (آخر تک) سات ایسی آیتیں ہیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں' یہ عظیم قرآن ہے اور یہ سات آیتیں ہیں جن میں سے پہلی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (حنفیوں کے نزدیک یہ فاتحہ میں شامل نہیں) اسے فاتحۃ الکتاب اور ام القرآن کہا جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ الحمد للہ ربّ العٰلمین سات آیتیں ہیں جن میں سے پہلی بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ہے۔

- حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ قراءت کیسے فرماتے تھے؟ تو آپ نے بتایا' آپ یوں پڑھتے تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ○

آپ نے انہیں آیت آیت جدا کر کے شمار کیا اور عربوں کی طرح انہیں سات آیتیں شمار کیا۔ انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو تو آیت شمار کیا لیکن علیھم کو آیت نہیں گنا۔

- حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ قراءت کیسے فرماتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ کھینچ کر تلاوت فرماتے تھے' پھر بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم کو کھینچ کر دکھایا اور الرحیم کو لمبا کیا۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے جابر! نماز کیسے شروع کرتے ہو؟ میں نے عرض کی الحمد للہ ربّ العٰلمین سے شروع کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم بولو۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب فرمان الٰہی وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے بتایا کہ بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ساتویں آیت ہے اور قرآن میں ایسی کوئی سورت نہیں جو فاتحہ کے علاوہ سات آیتوں والی ہو اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن رکھا ہے' آپ فرماتے تھے جس نے بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم کی تلاوت نہ کی تو اس نے گویا قرآن کی ایک آیت چھوڑ دی۔
- حضرت امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بسم اللہ کو ہر رکعت میں پڑھا کرو کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد نبی اکرم ﷺ کے علاوہ کسی نبی پر نہیں اتری۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مصحفِ عثمانی پر اجماع ہو چکا ہے اور اس میں بسم اللہ شریف فاتحہ کی پہلی آیت ہے نیز ہر سورت کی ابتداء میں بھی ہے۔ اس سلسلے میں بہت سی مشہور حدیثیں ملتی ہیں۔

جو یہ کہتے ہیں کہ بسم اللہ شریف سورۃ فاتحہ کا حصہ نہیں' ان کے پاس قریب آنے والی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھا آدھا بانٹ رکھا ہے۔ پھر آپ نے **الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین** سے پڑھنا شروع کیا۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے علاوہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں' یہ سب حضرات **الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین** تو بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے لیکن **بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم** آہستہ سے دل میں پڑھتے۔

جب آپ کو یہ معلوم ہو گیا کہ کبھی آپ بسم اللہ شریف دل میں پڑھتے اور کبھی اُونچی آواز سے تو جو ہم کہتے ہیں' وہ حق ثابت ہو گیا کیونکہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے خشوع اور نماز میں لگن ہونے کی وجہ سے حضور ﷺ کو پڑھتے نہ سنا ہو گا تو انہوں نے اس کی تلاوت چھوڑ دی کیونکہ وہ اس بات سے ڈرتے تھے کہ ایسی چیز کی زیادتی نہ کر بیٹھیں جو انہوں نے حضور ﷺ سے اس مقام پر نہیں سنی تھی اور دوسرے صحابہ نے آپ سے آہستہ اور بلند آواز سے پڑھی جانے والی نمازوں میں سن لیا تھا کیونکہ قریبی صف میں ہوں گے تو انہوں نے ہر تلاوت میں اس کا ذکر کر دیا اور اسی پر عمل زیادہ بہتر ہے' ہاں ہمارے پاس ایسی کوئی روایت نہیں پہنچی کہ حضور ﷺ نے ہر حال میں آہستہ اور بلند آواز میں پڑھی جانے والی نمازوں میں اسے آہستہ آواز میں پڑھا تھا' اگر کسی کے پاس کوئی ایسی روایت ہے تو وہ اس مقام پر اسے شامل کر دے۔ ہم نے بتا دیا ہے کہ حضرت عمر' حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اکثر اوقات اسے بلند آواز سے پڑھتے رہے ہیں .... یہ ہے اس بارے میں وہ اختلاف جو سلفِ صالحین میں چلا آیا ہے۔ والحمد للہ ربّ العالمین۔

(حنفی حضرات بہت سی روایات اور قواعد کی بناء پر بسم اللہ شریف کو فاتحہ کی آیت شمار نہیں کرتے لہٰذا اسے بلند آواز سے نہیں پڑھتے' حیرت ہے کہ علامہ شعرانی سے وہ بہت سی روایات کیوں مخفی ہیں ۱۲ چشتی)۔

فصل:

ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت اور بلند آواز والی نمازوں میں اسے امام کے پیچھے چھوڑ دینا اور یہ بیان بھی ہے کہ نماز میں فاتحہ کو مقرر نہیں کیا گیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: جس نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں فاتحہ نہ پڑھی تو یوں سمجھو کہ اس نے بس امام کے پیچھے نماز پڑھ لی ہے۔

- حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز پڑھتے وقت سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو یہ اس کے لئے نرا گھاٹے کا کام ہے (تین مرتبہ یونہی فرمایا)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ ہم تو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ تم اسے دل ہی میں پڑھ لیا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: نماز میرے اور میرے بندے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم کی گئی ہے اور میرا بندہ جو چاہے گا' اسے ملے گا چنانچہ جب وہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی ہے اور جب وہ کہتا ہے: اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ تو اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثناء کی ہے' جب وہ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ اس نے مجھے بزرگ جانا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ میرے بندے نے سب کچھ میرے سپرد کر دیا ہے اور جب وہ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ پڑھتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے میں تقسیم ہے اور میرے بندے کو منہ مانگا ملے گا اور جب وہ کہتا ہے اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ تو وہ فرماتا ہے' یہ حصہ میرے بندے کے لئے ہے' وہ جو مانگے گا' اسے ملے گا۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کی طاقتور دلیل ہے کہ یہ نماز میں مقرر کر دی گئی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام نماز رکھا ہے اور اسے اس کا ایک حصہ بنایا ہے۔

- حضور ﷺ نے فرمایا کہ (نماز میں) جب تم قرآن میں سے کوئی قرآن کا حصہ بلند آواز سے پڑھتے ہو تو سورۂ فاتحہ (ام القرآن) لازمی پڑھو گے چنانچہ آپ اس کی تلاوت کا حکم فرماتے اور فرماتے کہ: فاتحہ شریف کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی' خواہ امام بنا ہو یا نہ بنا ہو۔

- آپ ہی فرماتے تھے: جو فرض یا نفل نماز پڑھے تو اس میں فاتحہ پڑھے اور اس کے ساتھ سورت ملائے۔ ایک روایت میں ہے کہ دو آیتیں ملائے' ایک اور روایت میں ہے کہ کچھ اس کے ساتھ ملائے۔ اب اگر وہ پوری پڑھے تو کافی ہو جائے گا۔

جو شخص امام کے ہمراہ پڑھے جو بلند آواز سے پڑھ رہا ہے تو یہ اس کے وقفے پر دل میں پڑھتا جائے۔

- حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کیا ہر نماز میں قراءت کرنا ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں' یہ واجب ہے۔
- حضور ﷺ بلند آواز والی نماز میں مقتدی کے لئے سورۂ فاتحہ چھوڑنے کی رعایت دیتے تھے کیونکہ وہ اس وقت امام کی قراءت سننے میں مصروف ہوتا ہے' فرمایا کہ: جب امام تلاوت کرے تو خاموشی سے سنو۔

ایک روایت میں ہے: جس کا کوئی امام ہو تو اس کی تلاوت اس مقتدی کی تلاوت شمار ہو گی۔

- حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسے امام کے پیچھے نہ پڑھتے تھے' فرما رکھا تھا: جب تم میں سے کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے لئے امام ہی کی قراءت کافی ہے لیکن جب اکیلا پڑھے تو اسے لازمی پڑھے۔
- آپ ہی کہتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے قراءت کرتا ہے تو میں چاہوں گا کہ اس کے منہ میں پتھر دے دوں۔
- حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے کوئی ایسا امام نہیں دیکھا کہ وہ قراءت کرے تو اس کے مقتدیوں کے لئے اس کی قراءت کافی نہ ہو۔
- حضرت مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب امام اُونچی آواز سے تلاوت کر رہا ہو اور چپ ہو جائے تو تم فاتحہ پڑھو' اگر امام چپ نہیں ہوتا تو اس سے پہلے' اس کے ہمراہ یا اس کے بعد ضرور پڑھو' کسی حال میں بھی اسے نہ چھوڑو۔ یہی روایت عنقریب حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی آ رہی ہے۔
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ بلند آواز والی نماز میں رسول اللہ ﷺ نے امام کے پیچھے قراءت کرنے سے اس لئے روکا تھا کہ آپ نے نماز پڑھی جس میں بلند آواز سے قراءت کی' لوگوں نے بھی تلاوت کی لیکن اس امام کی خاطر خاموش نہیں ہوئے' جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف توجہ کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم میں سے کسی نے ابھی میرے پیچھے قراءت کی ہے؟ انہوں نے عرض کی' ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: میں نے جو کہا ہے' اس میں دخل دیا گیا ہے چنانچہ لوگ بلند آواز والی نمازوں میں تو حضور ﷺ کے ہمراہ رُک گئے' دوسری نمازوں میں نہیں رُکے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بلند آواز والی نمازوں میں پہلی اور دوسری رکعت امام کے ساتھ پڑھنے سے رہ نے تو آپ کھڑے ہوتے اور اپنے لئے کھڑے ہو کر بلند آواز سے فاتحہ تلاوت کرتے۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر نماز میں قراءت ہوتی ہے' جس میں حضور علیہ بلند آواز سے پڑھتے تھے' ہم بھی پڑھیں گے اور جس میں خفیہ طور پر پڑھا ہم بھی ویسے ہی پڑھیں گے اور جو اپنے دل کو سناتا ہے' اس نے آہستہ آواز سے نہ پڑھی۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپ نے نماز پڑھی لیکن فاتحہ کے علاوہ کچھ نہیں پڑھا۔
- حضور علیہ نے ایک عربی کو قرآن میں سے فاتحہ کے علاوہ کچھ اور پڑھنے میں رعایت دی تھی اور نماز میں غلطی والے سے فرمایا تھا کہ قرآن میں سے جو کچھ بھی یاد ہے' اسے پڑھو۔
- آپ نے جب ایک شخص کو نماز سکھائی تو فرمایا: اگر تجھے قرآن کچھ یاد ہے تو اسے پڑھو ورنہ الحمد للہ' اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ پڑھ کر رکوع میں چلے جاؤ۔
- ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں قرآن نہیں سیکھ سکتا لہٰذا کچھ ایسی چیز سکھا دیں جو میرے لئے کافی ہو۔ آپ نے فرمایا: **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ** پڑھو اور رکوع میں چلے جاؤ۔
- آپ نے فرمایا تھا: تلاوت کے بغیر کوئی نماز نہیں خواہ فاتحہ ہی پڑھو۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ اللہ کے اس فرمان اُترنے پر ہوا **فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ** اور جب حضور علیہ نے سورۂ فاتحہ مقرر کر دینے کا ارادہ کیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: جا کر اعلان کر دیں کہ: فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوگی اور جو مقتدی ہو' وہ امام کے وقفوں کے وقت اسے پڑھا کرے۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں تک یہ اعلان پہنچ گیا' انہوں نے اس کے مقرر ہونے کا کہہ دیا اور جن تک یہ بات نہیں پہنچ سکی' انہوں نے ان سے یہ قول نقل کیا کہ یہ مقرر نہیں کی گئی۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ نماز پڑھی تو پہلی رکعت میں فاتحہ نہ پڑھی اور جب انہیں اس بارے میں بتایا گیا تو انہوں نے سجدۂ سہو کیا۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ ان کے نزدیک سورۂ فاتحہ کا حکم یونہی ہے جیسے پہلے تشہد کا ہوتا ہے کہ اسے چھوڑنے پر سجدہ سہو کر لے' تو اس سے نماز کامل ہو گی کیونکہ یہ اس کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے۔ یہی مسئلہ سجدۂ سہو کے آخر میں آ رہا ہے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ کا وصال مبارک ہوا تو آپ اسی فاتحہ کو پڑھا کرتے

تھے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا نہایت ضروری ہے خواہ وہ بلند آواز سے پڑھ رہا ہو یا نہ پڑھ رہا ہو اور اگر امام فاتحہ پڑھنے کے دوران چپ نہیں ہوتا تو مقتدی اس کے ساتھ پڑھتا جائے۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ آج تک پتہ نہیں چل سکا کہ جب سے رسول اللہ ﷺ نے فاتحہ پڑھنے کا حکم فرمایا تو کبھی اسے ترک بھی کیا ہو اور جسے پتہ چل جائے کہ آپ نے کبھی بھی اس کے بغیر نماز پڑھی ہے تو وہ اسے اس مقام پر شامل کر دے۔

یہ سارے مذہبوں کی دلیلیں بیان کر دی گئی ہیں۔ واللہ اعلم۔

فصل:

آمین کہنے کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے سنا' رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آمین پروردگار عالم کی اپنے مومن بندوں کی زبان پر مہر ہے۔

- حضرت ابو مبشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وَلَا الضَّآلِّیْن پڑھا تو جبریل علیہ السلام نے عرض کی' آمین کہیے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی دُعاء کیا کرے تو اپنی دُعاء پر خود آمین کہے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب ولا الضالین پڑھتے تو اس کے بعد دل میں پڑھتے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ اور پھر امین کہتے اور اس کے لئے آواز یوں کھینچتے کہ پہلی صف والے سن لیتے اور مسجد تھرتھرا جاتی اور یونہی مقتدی بھی بلند آواز سے کہتے اور اگر نماز آہستہ تلاوت والی ہوتی تو اسے اپنے آپ کو سناتے۔
- حضور ﷺ نے فرمایا تھا: جب امام آمین کہے تو تم بھی کہو کیونکہ امام آمین کہتا ہے تو فرشتے بھی کہتے ہیں اور جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جاتی ہے تو اس کے اگلے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔
- آپ نے فرمایا: یہودی تم پر کسی شے کے بارے میں اتنا حسد نہیں کرتے جتنا سلام اور آمین پر کرتے ہیں لہٰذا اکثر آمین کہتے رہا کرو۔

- حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ آمین مجھ سے پہلے نہ کہا کرو۔ واللہ اعلم۔

فرع:

فاتحہ کے بعد کوئی اور سورت پڑھنے کا حکم

حضور ﷺ کا یہ فرمان ابھی گذرا ہے کہ فاتحہ اور کسی سورت کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی۔ ایک روایت میں دو آیتیں فرمایا۔

- حضور ﷺ عام طور پر سورۂ فاتحہ کے بعد مکمل سورت پڑھتے یا چار اور تین رکعت والی نماز کی پہلی دو رکعتوں اور نماز صبح میں لمبی سورت کا کچھ حصہ پڑھتے اور اکثر آپ چار رکعت والی نماز میں تیسری اور چوتھی رکعت کے اندر پھر مغرب کی تیسری رکعت میں ایک سورت پڑھتے' ان پچھلی رکعتوں میں پہلی دو رکعتوں سے مختصر تلاوت ہوتی اور چوتھی میں تیسری سے بھی کم قراءت فرماتے اور حضور ﷺ خاموشی سے پڑھی جانے والی نماز میں بھی سورت ویسے ہی پڑھتے جیسے ہم نے بلند آواز والی میں بتایا' کبھی تو آپ انہیں آیتیں سناتے اور کبھی وہ آپ کی ڈاڑھی مبارک ہلنے پر پہچان لیتے جیسے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے آگے آ رہا ہے۔
- حضرت ابن عمر' حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علاوہ کچھ اور حضرات بھی فاتحہ کے بعد سورت سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھا کرتے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

امام کا لقمہ دینا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مقتدی کو حکم فرماتے کہ امام کو غلط فہمی ہونے پر لقمہ دے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم امام کو لقمہ دیا کرتے اور ایک دوسرے کو نماز ہی میں سمجھا دیا کرتے۔
- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نفل پڑھتے تو آپ کے پہلو میں ایک آدمی بیٹھا ہوتا جو بھول جانے پر آپ کو بتاتا اور یونہی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں بھی ایک لڑکا قرآن لے کر بیٹھ جاتا اور جب آپ کہیں رک جاتے تو وہ پڑھ کر بتا دیتا۔

- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں: حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب تمہارا امام لقمہ مانگے تو اسے لقمہ دیا کرو۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بلند آواز والی نماز میں قراءت فرمائی تو ایک آیت پڑھنا چھوڑ دی' جب آپ نے نماز مکمل فرمائی تو ایک آدمی نے آپ سے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ نے فلاں آیت چھوڑ دی ہے۔ آپ نے دوسرے لوگوں سے پوچھا تو پتہ چلا کہ اس آدمی کے علاوہ کسی اور کو معلوم نہ تھا لہٰذا آپ نے اسی آدمی کا دھیان فرمایا اور ارشاد فرمایا: میں تو اس لئے بھلا دیا جاتا ہوں کہ میری ایک سنت بن جائے لیکن تم نے مجھے وہ آیت کیوں یاد نہیں کرائی؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! میرا خیال یہ تھا کہ یا تو یہ منسوخ ہو گئی ہے یا پھر اُٹھالی گئی ہے۔ اب نبی کریم ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اس قوم کا کیا حال ہے جن کے سامنے اللہ کی کتاب پڑھی جائے تو انہیں پتہ ہی نہیں چلتا کہ کیا کچھ پڑھنے سے رہ گیا ہے' یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے بنو اسرائیل کے دلوں سے اللہ کی عظمت نکل گئی تھی' ان کے دل تو گواہی دے رہے تھے لیکن ان کے دل غائب تھے اور اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جب تک بندے کا بدن' اس کے دل کے ساتھ گواہ نہ بن جائے' اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عمل قبول نہیں فرماتا۔ پھر اس سے قبل بھی حضور ﷺ کا یہ فرمان گذر چکا ہے کہ: ہماری قراءت میں گڑ بڑیوں ہو جاتی ہے کہ جو ہمارے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں' انہوں نے اچھی طرح وضو وغیرہ نہیں کیا ہوتا۔ (باب آداب الصلوٰۃ)۔

ایک اور صحابی تھے کہ امام کو آیت بھول جاتی تو وہ لقمہ نہیں دیا کرتے تھے' ان کی اس بات میں ایک تابعی نے بھی تابعداری کی تھی۔ واللہ اعلم۔

فصل:

نمازِ ظہر میں قراءت

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد ہر رکعت کے اندر سورۂ ملک جتنی تیس آیتوں کی مقدار تلاوت فرماتے' تاہم پچھلی دو رکعتوں میں پندرہ آیتوں کی مقدار پڑھا کرتے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ ہر رکعت میں واللیل اذا یغشٰی جتنی قراءت فرماتے۔ بسا اوقات یوں بھی ہوتا کہ نماز ظہر ہی کی پہلی دو رکعتوں میں سبّح (سورۂ اعلیٰ:1' غاشیہ:1) سے پڑھتے اور کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ ان دو رکعتوں میں آپ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ اور وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ کی قراءت فرماتے اور بعد والی میں ہلکی سی قراءت

فرماتے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ بے آواز نمازوں میں حضورﷺ کی قراءت کیسے ہوتی تھی؟ تو انہوں نے بتایا کہ ہم آپ کی ڈاڑھی مبارک ہلنے سے معلوم کرلیا کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

نمازِ عصر میں قراءت

رسول اللہﷺ عصر کی پہلی دو رکعتوں میں پندرہ آیتوں کی مقدار تلاوت فرماتے اور آخری رکعتوں میں اس سے آدھی ہوتی۔ اکثر آپ والسّماء والطّارق اور اسی طرح کی سورتیں پڑھا کرتے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

نمازِ مغرب میں قراءت

رسول اکرمﷺ نمازِ مغرب میں کبھی سورۃ الطور، کبھی والمرسلٰت اور کبھی سورۃ الاعراف پڑھا کرتے، انہی سورتوں کو پوری نماز میں تقسیم کرکے پڑھتے، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حٰمٓ الدّخان پڑھتے اور کبھی رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا آخر تک پڑھتے، کبھی سورۃ الکٰفرون اور سورۃ اخلاص پڑھتے۔

- حضورﷺ مغرب میں لمبی سورتیں پڑھتے تو عشاء کی نماز رات کی تہائی تک لیٹ کردیتے اور کبھی آدھی رات تک لیٹ فرمادیتے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بتایا کہ مجھے ام الفضل بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس وقت سنا جب میں والمرسلات عُرفًا پڑھ رہا تھا، اس پر کہنے لگیں: اے بیٹے! تم نے مجھے یہ سورت تلاوت کرکے یاد دلادیا کہ یہ وہ آخری سورت ہے جسے میں نے رسول اللہﷺ سے مغرب میں پڑھتے سنا تھا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

نمازِ عشاء میں قراءت

حضورﷺ عشاء کی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں اکثر سورۃ والتین والزیتون جیسی سورتیں پڑھا کرتے اور اکثر اوساط مفصل سورتیں پڑھا کرتے اور جب حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نماز میں لمبی قراءت کی تو نبی کریمﷺ

نے ان سے فرمایا: کیا تم کسی آزمائش میں ہو؟ تم نے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى، وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا اور وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى کیوں نہیں پڑھیں۔ واللہ اعلم۔

فصل:

نمازِ صبح میں قراءت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نمازیوں کو دیکھ کر زیادہ یا کم قراءت فرمایا کرتے تھے، آپ جتنی قراءت صبح کی نماز میں فرماتے، اتنی کسی بھی دوسری نماز میں نہ فرمایا کرتے۔

- حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی تو قرآن کی سب سے مختصر سورۃ تلاوت فرمائی اور جب نماز سے فارغ ہو گئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: میں نے جلدی صرف اس لئے کی ہے کہ بچے کی ماں فارغ ہو کر اپنے بچے کو سنبھال سکے۔
- حضور ﷺ اکثر پہلی رکعت کے اندر وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ اور سورۃ الْمُلْكِ پڑھا کرتے اور دوسری رکعت میں بھی اتنی ہی مقدار پڑھتے تھے اور بہت مرتبہ ایسا بھی ہوتا کہ آپ سورۂ روم کو دو رکعتوں میں بانٹ کر پڑھ لیتے، کبھی سورۃ التکویر اور الزلزلہ پڑھتے اور کبھی سورۃ الکفرون اور سورۂ اخلاص پڑھتے اور سفر میں ہوتے تو آخری دو سورتیں معوّذتین پڑھتے۔

ایک مرتبہ آپ نے سورۃ المؤمنون پڑھی اور حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا ذکر آیا تو کھانسی آ گئی لہذا آپ رکوع میں چلے گئے۔

- حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمازِ صبح کی دونوں رکعتوں میں سورۃ البقرہ پڑھ لیتے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں سورۃ آلِ عمران، سورۃ الحج اور سورۂ یوسف کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتے، ایک دن آپ نے لمبی قراءت فرمائی تو فارغ ہونے پر سورج طلوع ہونے کے قریب آ گیا تھا، اس بارے میں آپ سے بات کی گئی تو آپ نے کہا: اگر یہ چڑھ آتا تو ہم بھی غافل نہ تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی ایسا واقعہ گذرا تھا اور انہوں نے بھی وہی کچھ کہا تھا جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔
- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمازِ صبح میں سورۂ یوسف پڑھ لیا کرتے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سفر کے اندر نمازِ صبح میں سورۂ فاتحہ کے بعد المفصل سورتوں کا ابتدائی حصہ تلاوت کرتے۔
- حضرت احنف بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۂ کہف اور یوسف تلاوت کیا کرتے۔ واللہ اعلم۔

فرع: اس میں مختلف مسائل ہیں

حضور ﷺ نماز میں تلاوت فرماتے وقت ایک ہی قسم کی سورتیں جمع فرما لیتے چنانچہ سورۃ الرحمٰن اور النجم ایک رکعت میں، سورۃ اقتربت اور الحاقہ ایک رکعت میں، سورۃ الطور اور الذّاریات ایک رکعت میں، سورۃ الواقعہ اور نٓ و القلم ایک رکعت میں، المطففین اور عبس ایک رکعت میں اور سأل، النازعات ایک رکعت میں، المزمل اور المدثر ایک رکعت میں اور پھر سورۃ عمّ اور المرسلٰت ایک رکعت میں پڑھتے۔

- رسول اللہ ﷺ کئی نمازوں میں سورۃ "المفصل" پڑھنا شروع فرماتے اور قرآن کے آخر تک پڑھ جاتے اور بہت مرتبہ ایسا ہوتا کہ مفصل نامی سورتوں وغیرہ جیسی تین سورتیں بھی ایک رکعت میں پڑھ لیتے پھر کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ایک رکعت میں آپ سورت کا کچھ حصہ پڑھتے اور کبھی ایک ہی رکعت میں ایک ہی سورت دو مرتبہ پڑھ لیتے۔
  راوی کہتے ہیں کہ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آپ بھول جاتے تھے یا جان بوجھ کر پڑھا کرتے۔
  ایک شخص مسجد قباء میں نماز پڑھایا کرتے تھے، وہ ہمیشہ ہر رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھا کرتے، حضور ﷺ کو یہ بات بتائی گئی تو فرمایا: کیا وجہ ہے کہ تم ہمیشہ یہی سورت پڑھا کرتے ہو؟ اس نے عرض کی کہ مجھے اس سے پیار ہے: آپ نے فرمایا کہ اس سے تمہارا پیار تمہیں جنت میں لے جائے گا۔
- رسول اللہ ﷺ جب کسی کو سنتے کہ نماز میں وہ دوسرے سے بلند آواز میں تلاوت کر رہا ہے تو فرماتے کہ ہر ایک اپنے رب سے راز و نیاز کر رہا ہوتا ہے لہٰذا کوئی شخص دوسرے کو پریشان نہ کیا کرے اور نہ ہی کوئی دوسرے سے بلند آواز میں پڑھے، یا فرمایا تھا کہ "نماز میں۔"
- آپ امام کے پیچھے بلند آواز میں پڑھنے والے کو ناپسند فرماتے، ہاں اکیلے ہونے پر منع نہ فرماتے اور کئی مرتبہ آپ اپنے پیچھے بلند آواز میں پڑھنے والے سے فرما دیتے کہ: مجھے نہ سناؤ، اللہ کو سناؤ۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ صحابی امام کے پیچھے بلند آواز والی نمازوں میں سورۃ فاتحہ ہی پڑھا کرتے، اور کچھ نہ پڑھتے اور آہستہ آواز والی نمازوں میں سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھ لیتے اور صحابہ میں سے امام لوگ چپ چاپ کھڑے رہتے، جب مقتدی سورۃ فاتحہ پڑھ لیتے تو وہ اس کے بعد بلند آواز سے کوئی سورت پڑھتے۔
- حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو نمازِ مغرب پڑھائی لیکن سورۃ فاتحہ کے علاوہ کوئی سورت نہ پڑھی، جب فارغ ہوئے تو آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے کچھ بھی تو نہیں پڑھا؟ انہوں نے فرمایا: رکوع اور سجدے کیسے تھے؟ انہوں نے کہا: اچھے تھے، آپ نے کہا: تو پھر کوئی حرج نہیں۔

- حضورﷺ جب سرّی نماز (پست آواز والی) میں سجدہ کی آیت پڑھتے تو سجدہ کرتے جیسے اس کا بیان باب سجود التلاوۃ میں آرہا ہے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہﷺ رات کے وقت قراءت کیسے فرماتے تھے؟ کیا آہستگی سے پڑھتے یا بلند آواز میں؟ آپ نے فرمایا: یہ سب کچھ کر لیتے تھے' کبھی پست آواز میں تلاوت فرماتے اور کبھی بلند آواز میں اور جب بھی کوئی ''رحمت'' والی آیت آجاتی تو وہاں رُک کر اللہ سے رحمت کی دُعاء فرماتے اور جب عذاب کی آیت پڑھتے تو اللہ سے پناہ مانگتے (احناف میں یوں اجازت نہیں)۔
- ایک پوری رات آپ نے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ میں گذار دی۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک رات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشاء کی نماز پڑھی' اس میں کچھ بھی نہ پڑھا اور نماز سے فارغ ہو گئے۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یہ آپ نے کیا کیا؟ اس بارے میں رسول اللہﷺ کا حکم دیکھا ہے یا اپنی طرف سے ایسا کیا ہے؟ آپ نے پوچھا: کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ نے قراءت نہیں کی' انہوں نے کہا: کیا واقعی میں نے ایسا کیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے کہا: میں بھول گیا' میں شام سے لشکر تیار کر کے چلا ہوں اور مدینہ میں آگیا ہوں چنانچہ مؤذن کو حکم دیا' اس نے اقامت کہی تو آپ نے لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھائی' پھر فرمایا: اس کی نماز کیسی جو تلاوت ہی نہ کرے؟ واللہ اعلم۔

فرع:

تلاوت قرآن کا بیان

رسول اللہﷺ فرماتے ہیں کہ قرآن پانچ پانچ آیتیں پڑھا کرو کیونکہ اس سے حفظ کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

- حضرت عمر بن خطاب اور حضرت ابو العالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضورﷺ پر پانچ پانچ آیتیں لایا کرتے۔
- آپ فرماتے تھے کہ جب تلاوت کرنے والا بھول جائے' غلطی کرے یا عجمی ہو تو فرشتہ اس کی تلاوت ویسے ہی لکھتا ہے جیسے وہ نازل ہوئی۔
- آپ فرماتے تھے: میری اُمت کے شرف و عزت والے لوگ قرآن سنبھالنے والے اور راتوں کو جاگنے والے ہیں۔
- آپ نے فرمایا تھا: قرآن ایک غمزدہ کی طرح پڑھا کرو۔

- آپ یہ بھی فرماتے کہ: میری اُمت کے اکثر منافق اس کے قاری لوگ ہیں۔
- رسول اللہ ﷺ بتاتے ہیں کہ میرے پاس حضرت جبریل و میکائیل علیہما السلام آئے' جبریل میری دائیں طرف اور میکائیل بائیں طرف بیٹھ گئے۔ جبریل نے کہا: اے محمد (ﷺ)! قرآن ایک طریقے پر پڑھئے لیکن میکائیل نے کہا کہ اور قراءت بھی کیجئے' میں نے کہا: کچھ اور کہہ لو اس نے کہا کہ تین قسم کی قراءت کیجئے۔ اس پر میکائیل نے کہا: اس سے زیادہ کیجئے' میں نے کہا: اور کہہ لو' یوں وہ سات قراءتوں تک پہنچے۔ میں نے کہا: سات قراءتیں کیا کروں گا' ساری ہی شفاء دینے والی اور کافی ہوں گی۔
- آپ ہی نے فرمایا: اس شخص کی تلاوت کا کیا فائدہ جو اس پر عمل ہی نہیں کرتا اور جو اپنے والدین سے بھلائی نہیں کرتا جو ترچھی نظر سے انہیں دیکھے تو ایسے لوگوں کا مجھ سے کیا تعلق' میں ان سے دور رہوں گا۔
- آپ ایسے شخص کے پاس تلاوت سے منع فرماتے جو اس پر کان ہی نہ دھر رہا ہو۔
- آپ فرماتے تھے: جب لوگ اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن قرآن کی تلاوت سنیں گے تو یوں لگے گا کہ انہوں نے قرآن سنا ہی نہ تھا۔
- آپ' لوگوں کو تلاوتِ قرآن پر اُبھارا کرتے اور فرماتے کہ اسے سات راتوں میں مکمل کیا کرو۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے اپنے صحابہ کو تلاوت پر اس لئے اُبھارا کہ کلام' کلام کرنے والے کی صفت ہوتی ہے تو جو قرآن پڑھتا ہے تو گویا وہ بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوتا ہے چنانچہ آپ نے صحابہ کو تھوڑا تھوڑا پڑھنے کو فرمایا اور ایک ہی رات میں پورے ختم کا حکم نہیں فرمایا' یہ آپ کی طرف سے ان پر رحمت تھی کیونکہ وہ بارگاہِ الٰہی میں ایک ہی محفل یا چند محفلوں میں اول سے آخر تک اپنے ربّ کے پاس سننے کی ہمت نہیں رکھتے تھے کیونکہ غائب ہو کر تلاوت کرنا' اللہ سے تفرقہ ہے جبکہ قرآن ان کے لئے جو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کیا ہے' جمع کا کام کرتا ہے۔ (یہ جمع و تفرقہ' تصوف کے الفاظ ہیں' ان کا مفہوم وہیں دیکھا جائے ۱۲ چشتی)۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین سے کم دنوں میں ختم قرآن نہیں کرتے تھے' آپ رمضان میں تو تین دن کے اندر لیکن رمضان کے علاوہ سات دنوں میں ختم کرتے تھے۔
- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ہی رکعت میں ختم کر لیا کرتے۔
- حضور ﷺ فرماتے تھے کہ اگر قرآن کچے چمڑے میں بھی جمع کر دیا جائے تو اللہ اسے آگ سے نہیں جلائے گا۔
- آپ قرآن کو خوبصورت طریقے سے پڑھنے اور اس میں ترنم کرنے پر ابھارا کرتے اور فرماتے: قرآن کو خوبصورت آواز وں سے پڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو کسی شے کا حکم اتنا زور دے کر نہیں کیا جتنا اپنے نبی کو خوبصورت آواز کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا جو قرآن میں ترنم کرتے اور بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔

- آپ کا ارشاد تھا: وہ ہم میں شمار نہیں ہوگا جو قرآن میں ترنم سے کام نہ لے سکے۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا تھا: قرآن عربوں کے لہجے اور ان کی آوازوں میں پڑھا کرو' اہل عشق اور اہل کتاب لوگوں کے لہجے میں نہ پڑھو' میرے بعد ایک ایسی قوم آرہی ہے جو قرآن میں گنگناہٹ پیدا کریں گے جیسے انسان رو رہا ہے' قرآن کا اثر ان کے گلے سے نیچے نہ جائے گا' ان کے اپنے دلوں میں فتنہ ہوگا اور ان کے دلوں میں بھی ہوگا جو ان سے اسے سنیں گے۔
- آپ نے فرمایا: جو قرآن پڑھ کر اجرت لے گا' اس کی نیکیاں دنیا ہی میں ختم ہو جائیں گی اور قیامت کے دن قرآن اس سے جھگڑا کرے گا۔
- حضرت ابو العالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ قرآن سے ان کے دلوں میں خرابی ہوگی اور وہ دل یوں بوسیدہ ہو جائیں گے جیسے ان کے کپڑے ہوں گے' ان کو قرآن پڑھنے سے لذت نہ ملے گی' وہ اس کی تلاوت سے دنیا کا مال حاصل کریں گے' انہیں اسی مال کی وجہ سے ان سے تلاوت پوشیدہ ہو جائے گی اگر انہوں نے اس عمل کرنے میں کوتاہی برتی ہوگی جس کا انہیں اس قرآن میں حکم دیا گیا تو وہ کہیں گے کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے' اگر وہ اس بات پر عمل کریں گے جس سے روکا گیا تو وہ کہیں گے: اللہ تعالیٰ شرک کو تو نہیں بخشتا لیکن اس کے علاوہ جسے چاہتا ہے سب کچھ بخش دیتا ہے۔ ایسے لوگوں کے تمام عمل دنیا میں طمع و لالچ کے لئے ہونگے' انہیں آخرت کا خوف نہیں ہوگا' وہ بھیڑوں کے چمڑے پہنیں گے اور دل بھیڑیوں جیسے بے رحم ہوں گے۔ ہم ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ سے پناہ مانگتا ہیں۔
- حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں پانچ انصار حافظوں نے قرآن جمع کیا تھا۔ حضرت معاذ بن جبل' حضرت عبادہ بن ثابت' حضرت ابی بن کعب' حضرت ابوایوب انصاری اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

<u>فصل:</u>

رکوع کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء ہو اور اس کی پیروی کی جائے چنانچہ جب وہ تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے' تم بھی رکوع کرو۔

- آپ نے فرمایا: سب سے برا چور وہ ہے جو نماز میں چوری کرتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ چور نماز سے چوری کیسے کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ اس کے رکوع اور سجدے پوری طرح نہیں

کرتا۔

- حضور علیہ جب رکوع کرتے تو پیٹھ یوں برابر کرتے کہ اگر اس پر پانی بہایا جائے تو رُکا رہے۔
- آپ رکوع، سجدے اور ان سے اُٹھنے میں سکون کا حکم فرماتے اور فرمایا کرتے: جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے اُٹھ کھڑا ہو تو پوری طرح وضو کرے، پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے تکبیر کہے اور پھر جتنا ممکن ہو قرآن پڑھے، پھر رکوع کرے، پھر اطمینان سے سجدہ کرے اور پھر یونہی ساری نماز اطمینان سے پڑھے۔
- آپ اس بات سے منع فرماتے تھے کہ رکوع میں دونوں ہتھیلیاں رانوں کے درمیان رکھے اور فرمادیا تھا کہ جو رکوع میں جائے تو ہاتھ دونوں پہلوؤں سے الگ رکھے اور انہیں زانوؤں پر رکھے اور رکھتے وقت انگلیاں کھول دیا کرے۔
- آپ رکوع میں قراءت سے روکتے تھے، فرماتے تھے کہ رکوع اور سجدے میں مجھے قراءت سے روکا گیا ہے، رہا رکوع تو اس میں اللہ کی عظمت بیان کرو اور سجدہ میں پوری کوشش سے دعائیں کرو، اُمید ہے کہ یہ قبول کر لی جائیں گی۔
- آپ رکوع میں یوں کہا کرتے:

سُبْحٰنَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَ الْمَلَکُوْتِ وَ الْکِبْرِیَاءِ وَ الْعَظَمَۃِ۝

اور کبھی یہ پڑھتے:

سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ۝

کبھی پڑھتے:

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَ الرُّوْحِ۝

کبھی فرماتے:

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ۝

اور کبھی کچھ اور پڑھا کرتے جیسے اذکار کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔

آپ یہ ذکر تین مرتبہ، کبھی پانچ مرتبہ، کبھی سات اور کبھی دس مرتبہ یونہی دہراتے۔

- آپ نے عورتوں کو روک رکھا تھا کہ مردوں کے پیچھے کھڑا ہوتے ہوئے ان کی طرف نظر اٹھائیں، چنانچہ فرمایا تھا: اے عورتو! اپنی نماز میں نظریں نہ اُٹھایا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری نظریں مردوں کے ڈھانکے جانے حصوں پر پڑ جائیں۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ یہ تھا کہ حضور علیہ کے پیچھے نماز پڑھتے وقت اپنی چادریں (گلے میں) ایسے باندھ لیتے تھے جیسے تنگ چادر ہونے کی صورت میں بچے کرتے ہیں چنانچہ کبھی ان کے ڈھانپنے والے حصے یا کچھ

حصہ دکھائی دینے لگتا تھا۔

- آپ فرماتے تھے کہ نماز کے بارے میں تین حصے ہیں: تین وضو کے' تین رکوع کے اور تین سجدے کے' تو جو انہیں مکمل کرے گا' قبول ہوں گے اور نماز بھی قبول ہوگی لیکن جو ان میں نقص ڈالے گا' قبول نہیں ہونگے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

رکوع وسجود میں اعتدال کرنا

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کسی آدمی کی ایسی نماز کو دیکھتا تک نہیں جس کے رکوع اور سجدے میں اس کی پیٹھ بالکل سیدھی اور درست نہ ہو۔

ایک روایت میں ہے: اس کی نماز ہی نہیں جو رکوع اور سجدہ کرتے وقت پیٹھ کو درست نہیں کرتا۔

- رسول اللہ ﷺ اکثر اتنی دیر تک پیٹھ سیدھی کیے رہتے کہ دیکھنے والے کو شبہ پڑ جاتا کہ شائد آپ بھول گئے ہیں۔
- حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نماز پڑھی' چنانچہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنے کے بعد آپ بہت دیر تک کھڑے رہتے اور کبھی بہت تھوڑا وقت کھڑے ہوتے۔
- سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اس وقت کہتے جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب پورے طور پر سیدھے کھڑے ہوجاتے تو کہتے: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ اور کبھی اس میں یوں زیادتی کرتے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَهْلِ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ○

- آپ نے فرمایا تھا کہ جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو یوں کہا کرو: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ۔ اللہ تمہاری درخواست سن لے گا کیونکہ اپنے نبی کی زبان سے کہلوایا ہے: سمع اللّٰہ لمن حمدہ۔ آپ یہ الفاظ سجدہ سے سر اُٹھاتے وقت نہیں کہتے تھے۔
- حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت مطرف بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مقتدی' امام کے پیچھے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ نہ کہے' وہ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہے' ہاں اگر وہ امام کی آواز اور دوسرے افعال دوسروں تک پہنچا رہا ہے تو کہہ سکتا ہے کیونکہ امام ایسے ہوتا ہے جو اللہ کی طرف سے اطلاع دے رہا ہوتا ہے کہ اس نے اس کی بات سن لی یعنی قبول کرلی ہے' لہٰذا مقتدی کو چاہئے کہ وہ کہے: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکر ادا کرے کہ اس نے اس کی دُعاء قبول فرمالی ہے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ دونوں ذکر صرف اس وقت پڑھتے جبکہ مقتدی ہوتے چنانچہ جب امام **سمع اللّٰہ لمن حمدہ** کہتا تو آپ کہتے **ربّنا ولك الحمد**۔
- حضرت ابو بردہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقتدی ہوتے ہوئے یہ دونوں ذکر کرلیا کرتے۔
- رسول اللہ ﷺ جب **سمع اللّٰہ لمن حمدہ** فرماتے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس وقت پیٹھ اُٹھاتے جب حضور ﷺ زمین پر پیشانی رکھ دیتے۔ واللہ اعلم۔

فروع:

دُعاءِ قنوت کا ذکر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام فرضوں کی آخری رکعت میں بہت مرتبہ قنوت کی دُعاء پڑھا کرتے چنانچہ آپ منافق لوگوں کے تو خلاف دُعاء کرتے اور کمزور مسلمانوں کے حق میں دُعاء مانگا کرتے۔ چنانچہ جب آپ نے بنوسلیم کے لوگوں کی طرف قاری بھیجے کہ انہیں اسلام کی دعوت دیں تو انہوں نے انہیں قتل کر دیا' یہ خاص قسم کے قاری تھے' آپ ان منافقوں سے ناراض ہو گئے' ایک ماہ تک ٹھہرے رہے' رعل' ذکوان اور عصیہ کے خلاف بلند آواز سے قنوت پڑھتے رہے' مقتدی آمین کہا کرتے' اسی دوران اللہ کا یہ فرمان نازل ہوا:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ○ (سورۃ آل عمران: ۱۲۸)

''یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں یا انہیں توبہ کی توفیق دے یا ان پر عذاب کرے' کہ وہ ظالم ہیں۔''

نیز:

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ○ (سورۃ الانبیاء: ۱۰۷)

''اور نہیں بھیجا ہم نے تمہیں مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔''

ان آیات کے نازل ہونے پر آپ نے کسی بھی مشکل وقت پر قنوت پڑھنا چھوڑ دی' خلفاءِ راشدین نے بھی آپ کی پیروی کی' انہوں نے کسی نازل ہونے والی بلا پر قنوت نہیں کی بلکہ کچھ تابعین میں سے ایسے بھی ہوئے کہ انہوں نے اسے بدعت کہا کیونکہ انہوں نے کسی صحابی کو قنوت کرتے نہیں دیکھا تھا۔

- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے البتہ کسی قوم کے لئے دعاء کرنا ہوتی یا کسی کے خلاف دُعاء کرنا ہوتی تو پڑھتے اور جب فرضوں کی آخری رکعت میں قنوت کرنا ہوتی تو کبھی رکوع سے پہلے کرتے اور کبھی بعد میں کرتے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ رکوع کے بعد مختصر قنوت کرتے جبکہ صبح کی آخری

رکعت میں آپ وقت وصال تک قنوت کرتے رہے بلکہ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے صبح کی نماز میں اصل قنوت کبھی نہ چھوڑی' آپ نے قوم کے حق میں یا کسی قوم کے خلاف دُعاء کرتے وقت ان کے نام اور صرف قبیلوں کا ذکر کرنا چھوڑا تھا چنانچہ کسی نے کہا کہ آپ نے قنوت ہی چھوڑ دی ہے۔ ان کا مقصد وہی تھا جو ہم نے لیا ہے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف اس وقت قنوت پڑھتے جب جنگ وغیرہ کا موقع ہوتا' امن کے موقع پر نہ پڑھتے' آپ رکوع سے پہلے قنوت نہیں پڑھتے تھے' نہ ہی قنوت کے لئے خاص قسم کے الفاظ پڑھتے بلکہ جیسا موقع ہوتا' ویسے الفاظ بولتے۔
- حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے کچھ ایسے الفاظ سکھائے تھے جنہیں میں وتر کی قنوت کے طور پر پڑھتا:

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَ عَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَ تَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَ بَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَاقَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ وَ اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّ الَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَیْتَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ۝

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کی نماز میں یہی قنوت پڑھا کرتے تھے البتہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ قنوت پڑھا کرتے تھے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَ نَسْتَھْدِیْکَ وَ نُؤْمِنُ بِکَ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَ نُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ کُلَّہٗ نَشْکُرُکَ وَ نَسْتَغْفِرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَ نَخْلَعُ مَنْ یَّفْجُرُکَ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ لَکَ نُصَلِّیْ وَ نَسْجُدُ وَ اِلَیْکَ نَسْعٰی وَ نَحْفِدُ وَ نَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَ نَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ اَللّٰھُمَّ عَذِّبْ کَفَرَۃَ اَھْلِ الْکِتَابِ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِکَ وَ یُکَذِّبُوْنَ رُسُلَکَ وَ یُقَاتِلُوْنَ اَوْلِیَاءَکَ' اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِھِمْ وَ اَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ وَاجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَ الْحِکْمَۃَ وَ ثَبِّتْھُمْ عَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اَوْزِعْھُمْ اَنْ یُّوْفُوْا بِعَھْدِکَ الَّذِیْ عَاھَدْتَّھُمْ عَلَیْہِ وَ انْصُرْھُمْ عَلٰی عَدُوِّکَ وَعَدُوِّھِمْ اِلٰہَ الْحَقِّ وَ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ۝

- قنوت کے راوی حضرت عبداللہ بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں پتہ چلا ہے کہ یہ قنوت قرآن کی دو

سورتیں ہیں جس کا ذکر حضرت ابن مسعود کے جمع کیے ہوئے قرآن میں تھا۔

دُعاء کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنے کا ثبوت:

- حضورﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ سے سوال کرو تو ہتھیلیوں کے اندر کی طرف سے مانگو' باہر کی طرف سے نہ مانگو پھر ہاتھ چھوڑتے وقت انہیں چہروں سے ملو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت رکھی ہے۔
- حضرت امام بیہقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ کسی سلف نے منہ پر ہاتھ پھیرنے کا لکھا ہو تاہم حدیث میں یہ ثبوت ملتا ہے کہ نماز سے باہر ایسا کرنا مستحب ہے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

سجدہ کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے اس بات سے روک دیا تھا کہ سجدہ کرتے وقت آدمی پیٹھ کو لمبا بچھائے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہﷺ نے فرمایا: سب سے زیادہ اللہ کا قرب اس وقت ہوتا ہے جب کوئی سجدے میں ہوتا ہے اور جب وہ سجدہ کرتا ہے تو اس کی پیشانی کے نیچے سے ساتوں زمینوں کو وہ سجدہ پاک کر دیتا ہے۔
- حضورﷺ سجدہ کرتے تو ساری انگلیاں قبلہ کی طرف کر دیتے نیز فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سات اعضاء کی ہڈیوں پر سجدہ کروں' نہ بال کھلنے دوں اور نہ کپڑا یعنی' پیشانی' دونوں ہاتھوں' دونوں زانوؤں اور دونوں پاؤں پر سجدہ لیا کروں۔
- حضورﷺ جب سجدہ کرنے جاتے تو ہاتھوں سے پہلے زانو رکھتے اور فرماتے: جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو ایسے نہ بیٹھے جیسے اونٹ بیٹھتا ہے۔ عنقریب آ رہا ہے کہ جب آپ واپس اُٹھتے تو گھٹنوں سے پہلے ہاتھ اٹھاتے اور رانوں کا سہارا لیتے۔
- آپ سجدے میں جسم سے بازو یوں الگ کرتے کی آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی' بغلوں میں بال نہیں اُگتے تھے۔
- آپ جب سجدہ میں جاتے تو سرین اُوپر اٹھاتے' پیٹ کو زمین سے نہ چمٹاتے اور نہ ہی رانوں سے لگنے دیتے۔
- آپ سجدہ میں ایڑیاں ملا لیتے اور کپڑے سے اگاتے۔
- آپ نے فرمایا تھا سجدہ میں اعتدال (برابری) سے کام لو کوئی بازوؤں کو کتے کی طرح نہ پھیلائے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک آدمی کو دیکھا جس نے اپنے بازو زمین سے اُٹھا رکھے تھے' آپ نے فرمایا: اے بھتیجے! ہاتھوں کو درندے کی طرح نہ کھولو' رانوں سے ہاتھ الگ رکھو اور بغلیں ظاہر کرو کیونکہ جب تم ایسا کرو گے تو گویا تمہارا ہر عضو سجدہ کر رہا ہوگا۔
- حضور علیہ السلام جب سجدہ کرتے تو ہاتھوں اور رانوں کے درمیان فاصلے رکھتے' دونوں رانوں پر پیٹ کا بوجھ نہ ڈالتے' ناک اور پیشانی زمین پر خوب ٹکا کر رکھتے' پاؤں کی انگلیاں کھول دیتے اور انگلیاں دونوں کندھوں کے سامنے رکھتے' اکثر آپ اپنی پگڑی کے پیچ پر سجدہ کرتے اور فرمایا کرتے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کی نماز قبول نہیں کرتا جس کی ناک زمین پر نہ رکھی ہو۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی پگڑی مبارک پیشانی سے ہٹا کر سجدہ کرتے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یونہی کیا کرتے تھے۔
- حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ علیہ السلام سے سخت گرمی کی شکایت کی تو آپ نے توجہ نہیں دی۔
- کچھ لوگوں نے کئی لوگوں کے جسم کھول کر سجدہ کرنے کی بناء پر سجدہ کی تکلیف بتائی تو آپ نے فرمایا: زانوؤں سے مدد لو (یعنی اپنے اپنے زانو تنگ کر لیا کرو)۔ ایک روایت میں زانو ملانے کا ذکر ہے۔

علماء کہتے ہیں' اس کی صورت یہ ہے کہ انسان اپنی کہنیاں دونوں گھٹنوں پر اس وقت رکھے جب وہ لمبا سجدہ کر کے دُعاء کرے۔

- جب زمین بارش سے بھیگی ہوتی اور سجدہ کا ارادہ ہوتا تو حضور علیہ السلام چادر اُتار کر سامنے رکھتے اور اسے بچھا دیتے۔
- حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ صحابہ کی گرمیوں میں یہ عادت تھی کہ زمین گرم ہوتی اور کوئی بھی پیشانی زمین پر نہ رکھ سکتا تو زمین پر کپڑا رکھ کر سجدہ کرتے۔
- آپ نماز پڑھتے تو اکثر ایسا ہوتا کہ دونوں ہاتھ مبارک کپڑے کے اندر ہوتے۔ ایک روایت میں ہے کہ کپڑے میں ہوتے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ یونہی کیا کرتے۔
- حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی پگڑی اور ٹوپی پر سجدہ کرتے' وہ ٹوپی مشانقی ہوتی' برنس والی ہوتی اور طیالسی ہوتی اور اپنے ہاتھ باہر نہ نکالتے۔
- حضرت ثابت بن صامت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ علیہ السلام کو نماز پڑھتے دیکھا' آپ نے چادر لے رکھی تھی اور اسے لپیٹ رکھا تھا' آپ گرم کنکروں سے بچاؤ کے لئے اس پر ہاتھ رکھ رہے تھے۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ بالوں کی جڑوں سے ملے پیشانی کے اُوپر والے حصے پر سجدہ کرتے ہاتھ کپڑوں کے اندر ہی ہوتے۔
- حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ اسی کپڑے پر رکھتے جس پر چہرہ رکھا ہوتا اور میں نے شدید سردی کے موقع پر دیکھا' آپ برنس نامی کپڑے سے دونوں ہتھیلیاں نکالتے اور انہیں کنکروں پر رکھتے۔
- حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ آنکھوں میں آشوب کی تکلیف ہونے کی وجہ سے حضور ﷺ کپڑے لپیٹ کر نماز پڑھی۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کسی کو گرمی محسوس ہو تو اپنے کپڑے کے کونے پر سجدہ کرے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ جب کوئی سجدہ میں جائے تو اپنے ہاتھ کہاں رکھے؟ آپ نے فرمایا: جہاں بھی رکھے جائیں' ٹھیک ہیں۔

آپ ہی نے کہا کہ جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو انگلیاں ملائے رکھے' انہیں کھولنے کی ضرورت نہیں اور دونوں ہتھیلیاں قبلہ کی طرف رکھے کیونکہ چہرے کے ساتھ ساتھ یہ بھی سجدے میں ہوتی ہیں۔

پھر یہ بھی فرمایا: جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اپنا ہاتھ چہرے کے ساتھ رکھے کیونکہ ہاتھ بھی اسی طرح سجدہ کرتے ہیں جیسے چہرہ کرتا ہے۔

- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ سجدہ کرتے وقت آپ نے اپنے ہاتھ دونوں کانوں کے قریب رکھے تھے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ جب کوئی مریض سجدہ نہیں کر سکتا تو اپنے سر سے اشارہ کرے اور سر کی طرف کوئی شے نہ اُٹھائے۔
- حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کے گھٹنے میں تکلیف ہوتی تو اپنے گھٹنے کے نیچے تکیہ رکھتے اور سجدہ کر لیتے اور کوئی اعتراض نہ کرتا جیسے آگے باب المعذور میں آ رہا ہے۔
- رسول اللہ ﷺ جب سجدے سے سر انور اُٹھاتے تو دونوں ہاتھ رانوں پر رکھتے اور ان کا سہارا لیتے۔
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے سجدہ سے اُٹھتے تو آرام کے لئے رُکے بغیر پاؤں پر کھڑے ہو جاتے لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس طرح نہیں کرتے تھے' ہاں بیٹھنے سے عاجز ہوتے تو ایسا کرتے۔
- حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک قدم ہے جسے اللہ پسند نہیں فرماتا اور وہ یہ کہ نمازی اپنا دایاں پاؤں بچھائے' اپنا ہاتھ ان پر رکھے اور بائیں کو بچھائے رکھے۔ پھر کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب سجدے سے سر

اُٹھاتے تو دونوں ہاتھوں کے سہارے کھڑے ہوتے' ابھی انہیں اُٹھایا نہ ہوتا۔

- حضور ﷺ سجدہ میں سکون کا حکم فرماتے اور کوے کی طرح ٹھونگنے سے منع فرماتے اور پھر کسی کو تعلیم دیتے وقت فرماتے: جب تم سجدہ کرو تو پیشانی کو زمین پر اچھی طرح سے رکھو تا کہ زمین کا جسم محسوس ہو۔
- آپ جب سجدہ کرتے تو دونوں پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف کرتے۔ واللہ اعلم۔

فرع:

سجدے میں کئے جانے والے ذکر

رسول اکرم ﷺ سجدے میں تین' پانچ یا سات مرتبہ یہ پڑھتے: سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔ کبھی فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ کُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجُلَّهٗ وَ اَوَّلَهٗ وَ اٰخِرَهٗ وَ عَلَانِیَتَهٗ وَسِرَّهٗ○

کبھی یہ پڑھتے:

رَبِّ اَعْطِ نَفْسِیْ تَقْوٰھَا' وَ زَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰھَا' اَنْتَ وَلِیُّھَا وَ مَوْلَاھَا○

کبھی یہ پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّعَلٰی یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَلٰی شِمَالِیْ نُوْرًا وَّاَمَامِیْ نُوْرًا وَّخَلْفِیْ نُوْرًا وَّ فَوْقِیْ نُوْرًا وَّ تَحْتِیْ نُوْرًا وَّ اجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا○

یا پڑھتے: وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا۔ کبھی یہ بھی پڑھ لیتے۔

سُبْحٰنَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَ الْمَلَکُوْتِ وَ الْکِبْرِیَاءِ وَ الْعَظَمَةِ○

کبھی یہ پڑھتے:

سبحٰنك اَللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِكَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ○

کبھی یہ پڑھا کرتے:

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِکَةِ و الرُّوْحِ○

اور کبھی یوں کہتے کرتے:

سَجَدَلَكَ سَوَادِیْ وَ اٰمَنَ بِكَ فُؤَادِیْ○

کبھی یہ پڑھا کرتے:

یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ یَا مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ اِصْرِفْ قَلْبِیْ عَنْ مَّعْصِیَتِكَ○

کبھی یوں بھی پڑھا کرتے:

رَبِّ قِنِی عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ۝

اور پھر آپ ان ذکروں میں سے کئی کو ملا کر بھی پڑھ لیتے اور کبھی کسی ایک کو پڑھتے۔

- حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سجدہ میں یوں کہتے: لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ۔ واللہ اعلم۔

فصل:

دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا بیان

حضور علیہ السلام دونوں سجدوں کے درمیان سکون کرنے کا حکم فرماتے اور جسے نماز سکھاتے' اسے یوں بتاتے' پھر سجدے سے سر اُٹھاؤ اور سکون سے بیٹھ جاؤ۔

- آپ سجدوں کے درمیان دیر تک بیٹھ جاتے' لوگ کہتے کہ آپ بھول گئے ہیں۔ کبھی آپ تھوڑا سا بیٹھتے اور بیٹھنے کے دوران بار بار یوں عرض کرتے: رَبِّ اغْفِرْلِی رَبِّ اغْفِرْلِی۔ کبھی یہ بھی کہہ لیتے:
  اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی وَ ارْحَمْنِی وَ اجْبُرْنِی وَ ارْفَعْنِی وَ ارْزُقْنِی وَ اھْدِنِی وَ عَافِنِی۝
- حضور علیہ السلام آدمی کو منع فرماتے تھے کہ نماز میں دونوں ہاتھوں کے سہارے بیٹھے کیونکہ اس صورت میں وہ درندوں کی طرح بیٹھا ہوگا جبکہ آپ کتے کی طرح بیٹھنے سے روکتے تھے' آپ اسے شیطان کا بیٹھنا قرار دیتے۔
- آپ فرماتے کہ جب تم سجدے سے سر اُٹھاؤ تو ایسے نہ بیٹھو جیسے کتا بیٹھتا ہے' اور وہ یوں کہ اپنے دونوں چوتڑ قدموں کے درمیان رکھو اور پاؤں کا ظاہری حصہ زمین سے ملاؤ۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام دو سجدوں کے درمیان اور پہلے تشہد میں بیٹھتے وقت فرش پر ٹکنے کا حکم فرماتے اور نمازی سے فرماتے کہ اپنا بایاں ران بچھا کر تشہد پڑھو۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں: یہ سنت طریقہ ہے کہ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے وقت تمہاری ایڑیاں چوتڑوں سے ملی ہوں۔
- سجدہ سے اٹھتے وقت حضور علیہ السلام پاؤں کے اگلے حصے پر بوجھ ڈال کر اُٹھتے۔
- حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام سجدوں سے سر اٹھانے پر فرماتے کہ ہمیں چاہئے کہ زمین پر بیٹھتے وقت اطمینان سے بیٹھا کریں اور قدموں کے اگلے حصے کو لگا کر اُٹھنے کی کوشش نہ کریں۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے کئی صحابۂ رسول اللہ علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ وہ پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے ہوئے فوراً کھڑے ہو جاتے' بیٹھتے نہ تھے۔ واللہ اعلم۔

فرع:

پہلے تشہد کا بیان

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ پہلا تشہد اپنے اور اپنی آل پر درود کے لئے لمبا کرتے اور دُعاء فرماتے رہتے جیسے آخری تشہد میں کیا جاتا ہے' فرمایا: جب تم پہلی دو رکعتوں پر بیٹھ جاؤ تو تشہد پڑھنے کے بعد جو پسند آئے دُعاء کرو اور اپنے رب سے وہ مانگو۔

آگے آ رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر ٹوٹا پھوٹا درود نہ پڑھا کرو۔ صحابہ نے عرض کی' یہ کیا ہوتا ہے؟ تو فرمایا: تم ایسے کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اور رُک جاؤ بلکہ یوں کہا کرو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ پھر پوچھا گیا کہ آپ کے اھل کون ہیں؟ فرمایا: علی' فاطمہ' اور حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔

علماء لکھتے ہیں کہ یہ تشہد آپ کا بڑا فعل تھا کہ وہاں کوئی اور ضرورت نہ تھی ورنہ اکثر آپ تھوڑا بیٹھتے تاکہ لوگوں پر رحمت ممکن ہو چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب پہلی دو رکعتوں پر یوں بیٹھتے جیسے گرم پتھر پر بیٹھے ہوں اور فوراً کھڑے ہو جاتے اور آپ کا بیٹھنا فرش پر بیٹھنے والے جیسا ہوتا جیسے وہ دو سجدوں کے درمیان بیٹھتا ہے۔

- جب آپ پہلے تشہد سے اُٹھتے تو تکبیر کہہ کر دونوں ہاتھ اٹھائے اٹھتے اور قراءت شروع فرما دیتے اور آپ نے اس بات سے روک رکھا تھا کہ اُٹھتے وقت قیام میں اپنا ایک پاؤں آگے کرے اور پھر باب السجو دللسھو میں آگے آ رہا ہے کہ جب آپ بھول کر پہلے تشہد سے اُٹھتے اور تشہد نہ پڑھا ہوتا تو سلام سے پہلے' بیٹھنا بھولنے کی جگہ دو سجدے کرتے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

آخری مرتبہ بیٹھنا اور اس میں تشہد پڑھنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مطابق حضور ﷺ جب آخری رکعت میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھا دیتے' دایاں کھڑا کر لیتے' سرین پر بیٹھ جاتے اور آپ درندے کی طرح بیٹھنے سے منع فرماتے اور وہ یہ ہوتا ہے کہ ہاتھ زمین پر پھیلا کر بیٹھے۔

- حضور ﷺ عورتوں کو حکم فرماتے تھے کہ تشہد میں سرین زمین پر لگا کر بیٹھیں یا چہار زانو ہو کر بیٹھیں۔
- آپ کبھی تو تشہد میں مختصر بیٹھتے اور کبھی دیر تک بیٹھتے۔

- زیادہ سے زیادہ تشہد آپ کا وہ ہوتا تھا جسے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ:
اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ۝

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے یہ بھی زیادہ کیا ہے:
نَسْاَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَ نَعُوْذُ بِهٖ مِنَ النَّارِ ۝

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم التحیات میں کہا کرتے تھے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ اور جب آپ کا وصال ہوگیا تو ہم کہنے لگے: اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ۔

- حضور ﷺ اکثر یوں پڑھتے: سَلَامٌ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ اور پھر الف لام گرا کر بھی پڑھتے اور کئی مرتبہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بھی پڑھ لیتے' یہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کی جگہ پڑھتے' آپ التحیّة سے پہلے بسم اللہ پڑھتے اور کبھی رہنے دیتے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں پڑھتے: بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَاءِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ آخر تک۔
- حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم تشہد لازم ہونے سے پہلے یوں پڑھا کرتے تھے: اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهٖ اَلسَّلَامُ عَلٰى جِبْرِيْلَ وَ مِيْكَائِيْلَ' اس پر ہمیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یوں نہ کہا کرو بلکہ التحیات الیٰ آخرہ کہا کرو کیونکہ تشہد کے بغیر کوئی نماز پڑھنا کافی نہیں .... آپ یہ بھی فرماتے کہ سنت طریقہ یہ ہے کہ تشہد کو چھپا کر پڑھے۔
- حضور ﷺ تشہد پڑھتے وقت بائیں ہتھیلی اپنی ران اور بائیں گھٹنے پر رکھتے اور دائیں کہنی کی حد دائیں ران پر رکھتے پھر اپنی دو انگلیاں بند کرتے' حلقہ بناتے پھر ابہام (انگوٹھے) کے ساتھ والی انگلی اٹھاتے' اسے ہلاتے اور اس کے ساتھ دُعاء مانگتے ... کبھی مُسَبِّحَة انگلی (ابہام کے ساتھ والی) کے علاوہ باقی ساری انگلیاں بند کرتے۔
- حضور ﷺ فرماتے تھے کہ: انگلی کا نماز میں ہلانا شیطان کے لئے خوف پیدا کرتا ہے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ انگلی ہلانا شیطان کیلئے لوہے سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔
- حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سبحہ انگلی کو اشارہ کرتے وقت ہلاتے تھے اور نیت توحید اور اخلاص کی ہوتی تھی۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک آدمی کو دیکھا جو دو انگلیاں ہلا رہا تھا چنانچہ فرمایا: اللہ تو ایک ہی ہے لہٰذا ایک ہی انگلی کا اشارہ کرو۔
- حضور ﷺ اشارہ کرتے وقت اپنی انگلی کو دیکھا کرتے تھے۔

- جب آپ اپنی سبابہ انگلی (انگوٹھے کے ساتھ والی) سے اشارہ فرماتے تو تھوڑا سا موڑ دیتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی اپنی مسبحہ انگلیاں اٹھاتے تو اس وقت انہوں نے برنس چادر اُوپر اوڑھی ہوتی۔ واللہ اعلم۔

فصل:

تشہد میں نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو پہلے اس میں حمد وثناء کرے پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے اور پھر جو اللہ کو منظور ہے دُعاء مانگے۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم اپنی نماز میں بیٹھو تو کبھی بھی مجھ پر درود پڑھنا نہ چھوڑو کیونکہ یہ نماز کی زکوٰۃ ہوتا ہے (یعنی اسے ستھرا کرتا ہے)۔

ایک مرتبہ آپ نے ایک شخص کو اپنی نماز میں تشہد پڑھتے دیکھا' اس نے آپ پر درود پڑھنا ترک کر دیا تھا چنانچہ فرمایا: اب جلدی سے درود پڑھ لو' اسے نماز دوبارہ پڑھنے کو نہیں فرمایا۔

- حضرت بشر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسولِ اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں درود پڑھنے کا حکم دے رکھا ہے تو ہم اپنی نماز میں آپ پر کیسے درود پڑھا کریں؟ حضور ﷺ چپ رہے' اس پر پاس بیٹھے لوگوں نے خیال کیا کہ یہ سوال نہ کرتا تو اچھا ہوتا' اتنے میں آپ نے فرمایا' یوں کہا کرو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

اور سلام یوں پڑھو جیسے تمہیں تعلیم دی گئی۔ ایک روایت میں ہے: کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ' اس میں آل کا لفظ ان دونوں جگہوں پر نہیں آیا جن کا تعلق لفظ ابراہیم سے ہے۔

- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت حاضر ہوئی اور انہوں نے پوچھا' ہم آپ پر درود کیسے پڑھا کریں؟ تو آپ نے فرمایا: یوں کہو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

آگے انشاء اللہ کتاب البیع سے پہلے باب الاذکار کے اندر درود کی کچھ اور صورتیں آئیں گی۔

- حضورﷺ اس آل کی تفسیر (جن پر درود پڑھا جاتا ہے) اپنی بیویوں' اولاد اور اھل بیت سے کرتے تھے۔ کبھی یہ بھی فرماتے: میری آل ہر پرہیزگار ایماندار ہے جو مجھ پر بن دیکھے ایمان لایا اور مجھے سچا کہا۔
- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریمﷺ کی 'ال وہ لوگ ہیں جو آپ کے بعد صدقہ لینے سے محروم قرار دیئے گئے یعنی آلِ جعفر' آلِ عقیل اور آلِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
- حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ! کیا میں بھی اہلِ بیت سے ہوں؟ آپ نے فرمایا: انشاء اللہ تم اہلِ بیت میں شمار ہوگی۔
- اکثر آپ فرمایا کرتے تھے کہ: کسی قوم کا غلام انہی میں گنا جاتا ہے' لہٰذا آل پر درود بھیجتے وقت وہ بھی اس میں شامل ہوگا جو صدقہ حرام ہونے میں شامل ہوگا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہﷺ کئی مرتبہ اپنی اُمت کے لوگوں پر رحمت کی دُعاء فرماتے لیکن آپ کے وصال کے بعد کسی کی طرف سے کسی ایک پر بھی صلوٰۃ نہیں بھیجی جاسکتی' ہاں نبی کریمﷺ کے نام کے بعد بھیجی جاسکتی ہے۔ واللہ اعلم۔

فرع:

تشہد کے بعد دُعاء کا ذکر

حضورﷺ فرماتے ہیں کہ کسی مؤمن کی وہ نماز جس میں مومن مردوں اور عورتوں کے لئے دُعاء نہ کی گئی' وہ نیرے ٹھائے والی شمار ہوگی۔

- آپ نے یہ بھی فرمایا: جب تم میں سے کوئی آخری تشہد سے فارغ ہو تو اللہ تعالیٰ سے چار چیزوں کی پناہ مانگا کرے: جہنم کے عذاب سے' قبر کے عذاب سے' زندگی اور موت کی آزمائش سے اور مسیح دجّال سے کیونکہ یہ ایک ایسا امر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد سے لے کر قیامت تک دجال سے بھی زیادہ بڑا معاملہ ہے۔ وہ شخص چھوٹے قد کا ہو بھینگا اور سیاہ رنگ والا ہوگا' داہنی آنکھ میں نور نہیں ہوگا' اس کی آنکھ نہ تو زیادہ دبی ہوگی اور نہ ہی زیادہ اُبھری ہوئی' اگر تمہیں پتہ نہ چل سکے تو اتنا سمجھ لو کہ تمہارا اللہ بھینگا نہیں ہے اور تم مرنے تک اللہ کو دیکھ نہیں سکتے۔
- کبھی آپ اس سے بھی زیادہ یہ دُعاء کرنا بتاتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَغْرَمِ وَ الْمَاْثَمِ○

"اے اللہ میں تجھ سے چٹی (تاوان) اور گناہ کے کام کی پناہ مانگتا ہوں۔"

- اکثر آپ یہ دُعاء بھی کیا کرتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَ ارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

- اکثر یہ بھی دُعاء فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَ وَسِّعْ عَلَیَّ فِیْ دَارِیْ وَ بَارِکْ لِیْ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ۔

- تشہد میں اکثر آپ یہ بھی پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَ الْعَزِیْمَۃَ فِی الرُّشْدِ وَ اَسْئَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَحُسْنَ عِبَادَتِکَ وَاَسْئَلُکَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَّ لِسَانًا صَادِقًا وَّ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَ اَسْتَغْفِرُکَ لِمَا تَعْلَمُ۔

- اکثر یہ بھی پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ۔

اس کے علاوہ آپ اور بھی دُعائیں پڑھا کرتے تھے جو حدیث سے ثابت ہیں۔ واللہ اعلم۔

فصل:

سلام کے ذریعے نماز سے فارغ ہونا

اس سے پہلے ایک باب میں حضورﷺ کا یہ فرمان گذر چکا ہے کہ: نماز سے فارغ ہونے کیلئے سلام کہا جاتا ہے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ نماز کی عظمت کے لئے سلام کہا جاتا ہے۔
- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہﷺ جب نماز سے فارغ ہونے کے لئے سلام کہنا چاہتے تو پہلے دائیں طرف کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ اور پھر بائیں طرف کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ ...... اور جب آپ دائیں بائیں دونوں سلاموں کے لئے چہرہ اقدس پھیرتے تو آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آجاتی۔ اس سلام کہنے سے پہلے مسلمان ہاتھ سے اشارہ کیا کرتے تھے' اس پر رسول اللہﷺ نے ان سے فرمایا تمہیں کیا ہو گیا ہے' تم ہاتھوں سے یوں سلام کہتے ہو گویا وہ گھوڑے کی دم ہوتی ہیں؟ تم آئندہ سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا کرو' آپ نے دو مرتبہ فرمایا:
- یہ سلام نازل ہونے سے پہلے آپ تشہد سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ جاتے تھے۔
- کبھی آپ صرف ایک طرف سلام ہی پر گذر فرما لیتے تھے' سلام سامنے کہہ کر دائیں طرف رُخ کر لیتے۔ حضرت

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز کی امامت کرتے تو یونہی کیا کرتے۔

- آپ سلام مختصر فرماتے اور کھینچا نہ کرتے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جب سلام کہنے کی ابتداء کی گئی تو پہلے لوگ دل ہی میں سلام کہا کرتے اور آواز بلند نہ فرماتے تھے' یہ سلسلہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شروع کیا گیا تو پھر لوگ یونہی کہنے لگے۔
- حضور ﷺ مقتدیوں کو حکم فرماتے کہ امام کو سلام کہیں۔
- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم اپنے اماموں کو سلام کہیں' محبت رکھیں اور ایک دوسرے کو سلام کہا کریں۔

باب شروط السلام میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ آپ نے فرمایا تھا: جب تم نے تشہد پڑھ لیا تو نماز پوری کر لی' اب کھڑا ہونا چاہو تو ہو سکتے ہو اور اگر بیٹھے رہنا ہے تو بیٹھے رہو۔

ایک روایت میں ہے کہ اگر انسان بے وضو ہو جائے اور سلام کہنے سے پہلے نماز کے آخر تک بیٹھا رہے تو اس کی نماز جائز ہوگی۔ واللہ اعلم۔

خاتمہ

نماز سے فارغ ہونے کا اصل طریقہ اور نماز کے بعد کچھ ذکر اذکار

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی نماز سے فارغ ہو تو یوں نہ کہے: "میں پھر گیا ہوں" کیونکہ ایک قوم پھری تو اللہ نے ان کے دل ہی پھیر دئے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے سلام کہتے تو مڑ کر داہنی طرف والے لوگوں کی جانب منہ کر کے بیٹھ جاتے۔
- حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: مجھے یہ بات بہت اچھی لگتی تھی کہ میں رسول اللہ ﷺ کی داہنی طرف نماز پڑھوں کیونکہ آپ جب سلام فرماتے تو ہماری طرف رُخ فرماتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور ﷺ کے نماز سے فارغ ہونے پر تیزی سے ان کی طرف بڑھتے اور بھیڑ لیتے' آپ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر اپنے چہروں اور دلوں پر رکھتے۔

- حضور ﷺ نے حکم دے رکھا تھا کہ فرض نماز پڑھ کر نفل نماز کے لئے اس سے آگے پیچھے ہو جایا کرو جیسے باب صلوۃ الجماعہ میں انشاء اللہ آئے گا۔

ایک مرتبہ کسی شخص نے فرض نماز پڑھی پھر کھڑے ہو کر نفل پڑھنا شروع کر دئے' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے کندھوں سے پکڑ کر ہلایا اور کہا: بیٹھئے کیونکہ اہلِ کتاب کی تباہی صرف اس وجہ سے ہوئی تھی کہ وہ نماز میں وقفہ نہیں کرتے تھے۔ اس پر حضور ﷺ نے نظر اُٹھا کر دیکھا اور فرمایا: اے ابن خطاب! اللہ نے تمہارے منہ سے صحیح بات نکلوائی ہے۔

- حضور ﷺ کے پیچھے اگر عورتوں نے نماز پڑھی ہوتی تو آپ تھوڑی دیر کے لئے مردوں کو روکے رکھتے تاکہ عورتیں چلی جائیں اور نکلتے وقت مرد اور عورتیں مل جل نہ جائیں۔
- آپ کا طریقہ تھا کہ نماز سے سلام پھیر کر اتنی دیر بیٹھتے جب تک ذکر کرنا ہوتا' پھر کوئی ضرورت ہوتی تو اُٹھ جایا کرتے۔
- عادت مبارکہ تھی کہ اکثر آپ دائیں طرف مڑ جاتے۔
- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیطان کا اپنے اوپر یہ حق ثابت کرنے پر مجبور نہ ہو جایا کرو' وہ تو دائیں طرف مڑتا ہے جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اکثر بائیں طرف مڑتے تھے۔
- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو ہماری طرف توجہ فرما کر بیٹھ جاتے اور فرمایا کرتے: جسے کوئی خواب آئی ہے' مجھے بتائے' میں اس کی تعبیر بتاتا ہوں (کہ اس کا مطلب کیا ہے)۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ہمیں یہ بات پسند تھی کہ فجر طلوع ہونے پر آدمی نہ کچھ کھائے اور نہ ہی اس وقت تک بے فائدہ باتیں کرے جب تک سورج چڑھنے پر وہ دو رکعت نہیں پڑھ لیتا۔
- حضور ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ صبح کی نماز کے بعد جب تک آپ اُٹھ کر نہ جاتے' کوئی اور نہ اُٹھنے پائے۔
- بہت مرتبہ یوں ہوتا کہ آپ جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے: کوئی مریض ہے جس کی ہم بیمار پرسی کر لیں؟ اگر لوگ کہتے کہ نہیں تو آپ پوچھتے: کوئی جنازہ ہے تو بتاؤ تاکہ اس میں شامل ہو سکیں۔
- حضور ﷺ سورج طلوع ہونے تک جائے نماز سے اُٹھا نہ کرتے اور جب سورج خوب طلوع ہو جاتا تو فرماتے: جو صبح کی نماز جماعت سے پڑھے اور پھر سورج طلوع ہونے تک بیٹھا ذکر کرتا رہے پھر دو یا چار رکعت نفل پڑھے تو ایسا ہو گا جیسے اس نے پورے طور پر حج کر لیا۔
- سرکارِ دو عالم ﷺ فرماتے ہیں: ایک ذکر الٰہی کرنے والی قوم کے ساتھ صبح سے سورج چڑھنے تک بیٹھنا مجھے اس سے بھی زیادہ اچھا لگتا ہے کہ اولادِ اسماعیل علیہ السلام میں سے چار آدمی آزاد کر دوں۔

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص فجر کی نماز پڑھ کر سورج چڑھنے تک ذکرِ الٰہی کرتا رہے' اس کے جسم کو آگ کبھی

نقصان نہ دے سکے گی۔

- آپ فرماتے ہیں: صبح کی نماز کے بعد سورج چڑھنے تک بیٹھ کر ذکر الٰہی کرتے رہنا گھوم پھر کر روزی تلاش کرنے سے چھٹکارا دلا دیتا ہے۔
- آپ ہی کا فرمان ہے: ایک ایسی قوم کے ہمراہ بیٹھنا جو نمازِ عصر سے سورج غروب ہونے تک ذکر الٰہی کرتی ہے، مجھے اس سے زیادہ اچھا لگتا ہے کہ میں چار آدمی آزاد کردوں۔
- حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ کون سی دُعاء زیادہ قبول ہونے والی شمار ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: جو رات کے آخری حصے کے درمیان مانگی جائے اور وہ جو پانچوں فرض نمازوں کے بعد مانگی جاتی ہے۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا: اللہ سے مانگو تو خوب مانگو کیوں کہ تم ایک کرم فرمانے والے پروردگار سے مانگ رہے ہو۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! تمہیں یہ علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا نام بتا رکھا ہے جس سے اس کے ہاں دُعاء کی جائے تو وہ قبول فرمالیتا ہے؟ میں نے عرض: وہ مجھے بھی بتا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: عائشہ! وہ تیرے بتانے کا نہیں۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ کے دور میں لوگ فرض نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تو ذکر کی آواز بلند ہوتی، ہمیں اس وقت نماز پڑھ لینے کا پتہ چلتا جب اللہ اکبر کی آواز بلند ہوا کرتی۔
- حضور ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ فرماتے: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اور پھر یہ دُعاء کرتے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ لَہُ النِّعْمَۃُ وَلَہُ الْفَضْلُ وَلَہُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: تم میں سے ایسا کوئی نہیں جو کسی آزمائش میں نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ

"تمہارے مال اور اولاد ہی ایک آزمائش ہیں۔"

لہٰذا تم نے اگر اللہ سے پناہ مانگنا ہو تو آزمائش کے بارے میں مانگو۔

- حضرت ابوعمران جونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل ہوا تو ڈر کر وہ اپنے ایک بوڑھے کی طرف گئے' اس نے انہیں کہا کہ یوں پڑھو: یَاحَیُّ حِیْنَ لَاحَیَّ یَامُحْیِ الْمَوْتٰی لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ' انہوں نے یوں کہا تو ان سے عذاب ٹل گیا' پھر اس نے کہا کہ اسے اپنی نماز کے بعد پڑھ لیا کرو۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی کو یہ کہتے سن لیتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطَایَایَ (الٰہی ہمیں خطائیں معاف فرما دے) تو فرماتے کہ جان بوجھ کر کئے گئے گناہوں سے معافی مانگا کرو کیونکہ اتفاقیہ گناہ تو اللہ نے معاف کر رکھے ہیں۔
- حضور علیہ السلام صبح کی نماز کا سلام پھیر کر پڑھتے: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا طَیِّبًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا۔ پھر صبح کی نماز کے بعد آپ دس مرتبہ سُبْحٰنَ اللّٰهِ' دس مرتبہ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اور دس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھا کرتے' کبھی سُبْحٰنَ اللّٰهِ ۳۳ مرتبہ' اتنی مرتبہ ہی اَللّٰهُ اَکْبَرُ اور اتنی ہی مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھا کرتے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھ کر سو مرتبہ پورا کر دیتے۔
- یہی آخری ذکر آپ صبح کی نماز کے بعد دس مرتبہ' مغرب کے بعد دس مرتبہ فرماتے اور پھر سات بار یہ پڑھتے: اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ۔ آپ ہاتھوں پر تسبیح پڑھتے اور کبھی گٹھلیوں پر پڑھتے اور فرماتے: تم میں سے کوئی بھی تسبیح' تہلیل اور تقدیس سے غفلت نہ کیا کرے کیونکہ یوں وہ رحمت بھول جائے گا اور اسے انگلیوں پر شمار کیا کرو کیونکہ ان سے سوال ہوگا اور یہ جواب دیں گی۔
- حضور علیہ السلام ایک عورت کے ہاں تشریف لے گئے' اس کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں پڑی تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھی۔ فرمایا: میں تمہیں اس سے بھی آسان اور افضل کام بتاتا ہوں:

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی السَّمَآءِ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْاَرْضِ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَیْنَ ذٰلِكَ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ پڑھا کرو۔

- حضور علیہ السلام حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے' ان کے سامنے چار ہزار گٹھلیاں رکھی تھیں جن پر وہ اللہ کی تسبیح پڑھ رہی تھیں' آپ نے فرمایا: یہ جو تم پڑھ رہی ہو' اس سے زیادہ ثواب والا کام نہ بتا دوں؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! بتا دیجئے' فرمایا: سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ پڑھے جاؤ۔
- آپ نماز سے فارغ ہو کر یہ پڑھا کرتے:

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝

بس اتنا ہی کافی ہے۔ واللہ اعلم۔

باب

نفلی عبادت کا ذکر

دراصل حضور ﷺ کے علاوہ کسی کی کوئی نماز نفل یعنی زائد شمار نہیں ہوتی، یہ خصوصیت صرف حضور ﷺ ہی کی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بفرضِ محال اگلی اور پچھلی کوتاہیاں اس وقت پہلے ہی بخشنے کا اعلان فرما دیا تھا جب آپ نے معراج کی رات دریائے رحمت میں غسل فرما لیا تھا تاہم اُمت کے لئے وہ نفل شمار ہوتی ہے کیونکہ ایک اُمتی ہو کر وہ فرض سے زائد عبادت صرف اس لئے کرتا ہے کہ اس کے برائی اور گناہ کے کاموں کا کفارہ بن سکے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز ایک بھلائی ہے جو رکھ دی گئی ہے، اب یہ تمہاری مرضی کہ اس میں سے زیادہ لے لو یا کم۔
- حضور ﷺ کبھی کبھی اکیلے نفل ہی پڑھا کرتے تھے۔
- حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! جہاں قوم کی مسجد ہے، اس کے اور میرے درمیان سیلاب آتا ہے، میں تو نابینا ہوں لہٰذا میری خواہش یہ ہے کہ آپ تشریف لائیں اور میرے گھر میں نماز پڑھائیں۔ آپ نے فرمایا: اچھا، چنانچہ آپ میرے ساتھ گھر کو چل پڑے، فرمایا: نماز کہاں پڑھنا پسند کرتے ہو؟ میں نے ایک جگہ کا اشارہ کیا تو آپ نے ہمیں جماعت کرا کے دو رکعت پڑھائیں۔ آگے باب **صلوۃ الجماعۃ** میں حضور ﷺ کا یہ قول آ رہا ہے کہ: جو شخص رات جاگے اور اپنی بیوی کو جگائے، پھر وہ دونوں مل کر دو رکعت پڑھیں تو ان کا شمار ایسے لوگوں میں ہوگا جو اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

اب ہم نمازوں کا ذکر ترتیب وار کرتے ہیں:

نمازِ ظہر:

ظہر کے فرض ادا کرنے سے پہلے حضور ﷺ دو رکعت پڑھتے اور یونہی بعد میں پڑھتے، کبھی فرضوں سے پہلے چار رکعت اور بعد میں دو رکعت پڑھتے اور کبھی پہلے اور بعد میں چار چار رکعت پڑھتے اور فرمایا تھا: جو شخص ظہر سے پہلے اور بعد چار چار رکعت پڑھے، اس پر دوزخ حرام کر دیا جائے گا۔

- یہ بھی فرمایا: جو ظہر اور زوال کے بعد چار رکعت پڑھے، وہ ایسے ہوگا جیسے اس نے اسی رات تہجد پڑھی ہے۔
- پھر فرمایا: ظہر سے پہلے چار رکعت ایسی پڑھنا جن میں دو (پڑھنے پر) سلام نہ کہے گئے ہوں تو ان کی وجہ سے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں، کوئی ان میں سے اس وقت تک بند نہیں ہوتا جب تک وہ ظہر کی نماز نہ پڑھ لے اور پھر اس وقت ایسی کوئی شے نہیں ہوتی جو تسبیح نہ کر رہی ہو صرف شیطان اور بیوقوف نہیں کرتے، پھر

یہ پڑھتے:

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَىْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا وَّهُمْ دٰخِرُوْنَ○

''اور کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ جو چیز اللہ نے بنائی ہے' اس کی پرچھائیاں داہنے اور بائیں جھلکتی ہیں' اللہ کو سجدہ کرتی اور وہ اس کے حضور ذلیل ہیں۔''

- آپ ظہر سے پہلے اور زوال کے بعد اکثر چار رکعت پڑھتے اور فرماتے کہ یہ وہ گھڑی ہے جب آسمانی دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ رحمت بھری نظر سے مخلوق کی طرف دیکھتا ہے' یہ وہ نماز ہے جسے حضرت آدم' حضرت نوح' حضرت ابراہیم' حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام لازماً پڑھتے رہے ہیں۔ آپ دیر تک اس میں قیام فرماتے اور رکوع وسجود میں دیر لگاتے۔

جب کبھی یہ چار رکعتیں رہ جایا کرتیں تو آپ انہیں ظہر کے فرضوں کے بعد دو رکعت سے پہلے پڑھتے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سورج زائل ہو جانے پر زوال کی چار رکعت نماز پڑھتے جن کے درمیان میں اللہ کے قریبی فرشتوں' نبیوں' مسلمانوں اور مومنوں پر سلام بھیجتے' کبھی یہ سلام آخر میں بھیجتے۔ ان میں لمبی قراءت فرماتے چنانچہ لمبی سورتوں میں سے دو پڑھتے یا سو آیت والی میں سے پڑھتے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان میں سورۂ قٓ جیسی سورتیں پڑھا کرتے۔

- حضور ﷺ سے جب ظہر کی چار سنتیں رہ جاتیں تو اس کے بعد پڑھ لیتے تاہم ایک مرتبہ عصر کے بعد دو رکعت پڑھی تھیں۔ اس پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لونڈی نے آپ سے پوچھا: یا رسول اللہ! ہم نے سن رکھا ہے کہ آپ عصر کے بعد نماز سے منع فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس عبدالقیس کا ایک وفد آیا تھا جس کی بنا میں ظہر سے پہلے کی دو رکعت نہ پڑھ سکا چنانچہ یہ وہی دو رکعت ہیں (یہ آپ کی خصوصیت ٹھہری' والحمد للہ ۱۲ چشتی) واللہ اعلم۔

نمازِ جمعہ:

جمعہ کے فرضوں سے پہلے حضور ﷺ چار رکعت پڑھتے اور اس کے بعد کے بارے میں فرمایا کرتے کہ جو جمعہ کی نماز پڑھے تو اس کے بعد چار رکعت پڑھے اور جب کسی کام کی جلدی ہو تو پھر دو رکعت مسجد میں پڑھے اور دو گھر میں جا پڑھے۔ خود آپ اکثر گھر ہی میں پڑھا کرتے۔ واللہ اعلم۔

نمازِ عصر:

حضور ﷺ عصر کے فرضوں سے پہلے چار رکعت پڑھا کرتے لیکن بعد میں کچھ نہیں پڑھتے تھے۔ ان رکعتوں کے

درمیان دو پڑھنے پر آپ سلام کیا کرتے اور ارشاد فرمایا تھا کہ جو عصر سے پہلے چار رکعت پڑھے گا' اللہ اس کا بدن (جلانا) جہنم پر حرام قرار دے دے گا۔ پھر اکثر فرمایا کرتے: اللہ اس شخص پر رحم فرماتا ہے۔ جو عصر سے پہلے چار رکعت پڑھے۔ ایک مرتبہ آپ کی عصر سے پہلے والی دو رکعت رہ گئیں جنہیں آپ نے بعد میں قضاء کر کے پڑھا' اس موقع پر فرمایا تھا: عبد القیس کے وفد نے مجھے ان سے روکے رکھا۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد دو رکعتیں گھر میں پڑھا کرتے' اندیشہ یہ رہتا کہ کہیں اُمت پر لازم نہ ہو جائیں۔ عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب آپ کوئی نماز پڑھتے تو ہمیشہ پڑھتے رہتے۔ آئندہ باب میں آ رہا ہے کہ عصر کے بعد نماز سے روکاوٹ غروب ہونے سے خاص ہے اور اس سے پہلے اجازت ہے۔ واللہ اعلم۔

نمازِ مغرب:

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: "ہر دونوں اذانوں کے درمیان نماز ہوتی ہے' دوسری اذان سے آپ نے اقامت مراد لی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرو' اس اندیشے سے کہ لوگ انہیں سنت نہ بنا لیں گے۔

- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مغرب سے پہلے کچھ بھی پڑھا نہیں کرتے تھے' صرف لوگوں کو دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا تھا کیونکہ لوگ ستونوں کی طرف دوڑ پڑتے تھے اور پھر یوں ہوتا: ایک پردیسی آدمی مسجد میں داخل ہوتا تو وہ یہ سمجھتا کہ نماز پڑھی جا چکی ہے کیونکہ یہ دو رکعت بہت سے لوگ پڑھتے تھے۔ واللہ اعلم۔

رہا مغرب کے بعد تو آپ گھر میں دو رکعت پڑھا کرتے اور فرماتے کہ یہ گھر میں پڑھی جانے والی ہے لہٰذا اسے گھر ہی میں پڑھا کرو۔

- حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کے فرمان وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ کے متعلق کہتے تھے کہ اس سے مراد مغرب کے بعد والی دو رکعتیں ہیں۔
- حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مغرب کے بعد جلد دو رکعت پڑھ لیا کرو کیونکہ یہ فرض کے ساتھ ہی اُٹھائی جائیں گی۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ مغرب کے بعد والی دو رکعتوں کو روک رکھنا' فرشتوں کے لئے بوجھ بن جاتا ہے۔
- حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جو مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھے' ان کے دوران کوئی بری بات نہ بولے تو یہ بارہ سال کی عبادت میں تبدیل ہو جاتی ہیں اور پڑھنے والے شخص کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ جیسے ہوں اور جو اس کے بعد بیس رکعتیں پڑھے' اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے گھر بنا دیتا ہے۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ مغرب کے بعد مسجد میں دو رکعت پڑھ رہے تھے' انہیں خوب لمبا کیا کہ لوگ گھروں کو چلے گئے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ اکثر آپ نماز مغرب کے بعد نفل پڑھنا شروع فرما دیتے' عشاء کے لئے اذان اسی دوران ہو جاتی۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یقین تھا کہ آیتِ مبارکہ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ○ (وہ رات میں کم سویا کرتے) اس سلسلے میں اُتری تھی اور یونہی یہ آیت بھی:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ○

''ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے۔''

نمازِ عشاء

حضور ﷺ اس کے بعد چار رکعت پڑھتے اور فرماتے: جو انہیں عشاء کے بعد پڑھے گا تو اس کے لئے یہ لیلۃ القدر جیسی شمار ہوگی۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کے بعد پڑھی جانے والی چار رکعتوں میں سے پہلی میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ' دوسری میں اخلاص' تیسری میں تبٰرك اور چوتھی میں الم السجدہ پڑھتے اور کبھی پہلی میں فاتحہ کے ساتھ الٓمٓ تنزیل السجدہ' دوسری میں فاتحہ کے ساتھ حٰمٓ الدّخان' تیسری میں فاتحہ کے ساتھ تبٰرك الذی بیدہ الملك۔

آپ نے فرمایا تھا کہ جو شخص عشاء کے بعد چار رکعت پڑھے جن کے درمیان سلام سلام نہ کہے تو اس کے گھر والوں میں سے جن پر جہنم واجب ہو چکا ہوگا' ان کے بارے میں اس کی شفاعت مانی جائے گی اور اسے قبر کے عذاب سے بچا لیا جائے گا۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایسا کوئی وقت رسول اللہ ﷺ پر نہیں آیا کہ جس میں آپ نے عشاء کے بعد چار یا چھ رکعتیں نہ پڑھی ہوں۔ ایک رات بارش ہوئی تو ہم نے آپ کے لئے چمڑے کا فرش بچھایا میں گویا آج بھی دیکھ رہی ہوں کہ ایک سوراخ تھا جس میں سے پانی ابل رہا تھا لیکن میرے دیکھتے آپ نے زمین کو اپنے کسی کپڑے سے نہیں بچایا تھا۔

انشاء اللہ آگے باب صلوٰۃ الجماعۃ میں گھر کے اندر نفل پڑھنے پر اُبھارنے کا ذکر آ رہا ہے۔ واللہ اعلم۔

نمازِ صبح:

رسول اللہ ﷺ صبح کے فرضوں سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے لیکن بعد میں کچھ بھی نہیں پڑھتے تھے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے نفلوں پر اتنی پابندی کرتے نہیں دیکھا جتنی آپ فجر کی دو رکعتوں کی فرماتے تھے۔
- آپ فرماتے تھے کہ فجر کی دو رکعتوں کا اجر دنیا اور اس کی ہر شے کے مقابلے میں بڑھ کر ہے۔
- آپ فرماتے تھے: گھوڑے تمہیں خواہ روند ہی کیوں نہ دیں فجر کی دو رکعات نہ چھوڑا کرو۔ صبح خواہ کتنی ہی طلوع ہو چکی ہوتی' آپ انہیں ضرور پڑھتے اور پھر ان کے ساتھ صبح کے فرض پڑھ لیتے۔ ایک مرتبہ آپ سے عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ! آج آپ نے بہت صبح کیوں کر دی؟ فرمایا: اگر میں اس سے زیادہ صبح بھی کر لیتا تو انہیں ضرور پڑھتا' اچھی طرح پڑھتا اور خوبصورت طریقے سے پڑھتا۔

اس دن نماز فجر دیر سے پڑھنے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے کسی کام پر لگا رکھا تھا' وہ آپ سے کچھ پوچھتیں رہیں جس کی بناء پر حضور ﷺ کو نماز کا وقت نہ ملا تھا اور اسی دوران دن چڑھ آیا تھا۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحت و مرض' سفر و حضر اور دور و نزدیک ہوتے ہوئے فجر سے پہلی دو رکعت کبھی نہیں چھوڑیں۔
- حضور ﷺ اذان کے بعد ان دو رکعتوں کے علاوہ کچھ نہیں پڑھتے تھے اور حکم دے رکھا تھا کہ فجر کی اذان کے بعد صرف دو رکعتیں پڑھا کرو۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ فجر طلوع ہونے پر فجر کی دو رکعتوں کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہر فرض نماز کے بعد دو رکعت ضرور پڑھا کرتے لیکن فجر اور عصر کے بعد نہ پڑھتے' اس سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت گذر چکی ہے کہ آپ عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔
- ان دو رکعتوں میں اکثر آپ سورۂ اخلاص پڑھا کرتے اور اکثر پہلی رکعت میں **قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا** (سورۂ بقرہ: ۱۳۶) آخر تک پڑھتے اور دوسری میں **قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ ۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ** (سورۂ آل عمران: ۶۴) آخر تک پڑھتے اور کبھی ان دونوں میں **رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ** (سورۂ آل عمران: ۵۳) اور فرمانِ الٰہی **اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ** (سورۂ بقرہ: ۱۱۹) پڑھا کرتے۔

آپ انہیں بہت کم وقت میں پڑھتے جنہیں دیکھ کر لوگ کہتے کہ آپ نے ان میں فاتحہ شاید پڑھی ہے یا نہیں۔

- آپ نے فرمایا تھا: جب تم میں سے کوئی صبح کے فرضوں سے پہلے دو رکعت پڑھ لے تو اپنے داہنے پہلو پر لیٹ جائے۔

- آپ جب انہیں پڑھتے' اس دوران کوئی بات کرتا تو اس سے گفتگو کرتے اور اگر کوئی نہ ہوتا تو لیٹ جاتے' سرِ انور دائیں ہتھیلی پر رکھ لیتے اور بازو کھڑا کر لیتے۔
- آپ نے فرمایا: جو فجر کی دو رکعت صبح کے فرض سے پہلے نہیں پڑھ سکا' وہ اس وقت پڑھے جب سورج طلوع ہو جائے تاہم باب اوقات النهی عن الصلوٰۃ میں آ رہا ہے کہ طلوع سورج سے پہلے انہیں پڑھ لینا جائز ہے اور رکاوٹ صرف یہ ہے کہ نمازی کو کھلا نہیں چھوڑا جاتا کہ وہ اپنی نماز میں سورج کے پجاریوں کے موافق ہو جائے اور پھر حضور ﷺ نے انہیں سفر کے موقع پر صبح کو سونے کی وجہ سے قضاء فرمایا تھا جیسے باب المواقیت میں گذرا۔

فرع:

حضور ﷺ نے کئی مرتبہ ان موکدہ سنتیں پڑھنے کے لئے اُبھارا تھا اور فرما رکھا تھا کہ: جو رات دن میں بارہ رکعت پڑھ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیتا ہے' چار رکعت ظہر سے پہلے' دو اس کے بعد' دو رکعت مغرب کے بعد' عشاء کے بعد دو رکعتیں اور صبح سے پہلے دو سنتیں۔ ایک روایت میں عشاء کے بعد والی دو رکعتوں کی جگہ عصر سے پہلے دو رکعتوں کا ذکر ہے۔ واللہ اعلم۔

فرع:

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شمار کئے بغیر نفل پڑھتے تھے' وہ فرماتے تھے' اگر میں نہیں جانتا تو پھر اللہ ضرور جانتا ہے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

وتر کا بیان

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرض قرار دئے بغیر ہمیں نمازِ وتر پڑھنے کا شوق دلاتے' آپ فرماتے کہ وتر پڑھنا حق ہے' واجب نہیں لہٰذا اے اہلِ قرآن! وتر پڑھا کرو۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وتر ایسے لازم نہیں جسے کوئی فرض ہوتا ہے لیکن یہ سنت ہے جسے حضور ﷺ نے پڑھا ہے۔
- حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ وتر (طاق) ہے اور وتر ہی کو پسند فرماتا ہے اور جو وتر نہ پڑھے' وہ ہم میں شمار نہیں ہوگا۔
- حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ رات کے پہلے حصے میں وتر پڑھنے سے شیطان کو دکھ پہنچتا ہے اور سحری کھانے سے اللہ راضی ہوتا ہے۔
- حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جسے وتر پڑھے بغیر صبح ہو گئی تو یوں سمجھو کہ اس کے سرہانے پچاس

بازو کا خنزیر رہا۔

- حضور ﷺ نے فرمایا: رات کے نفل (تہجد) جوڑا جوڑا پڑھے جاتے ہیں' اگر صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو اس (آخری جوڑے) کے ساتھ ایک رکعت ملا لو۔ حضرت ابن عمر سے پوچھا گیا کہ اس جوڑا جوڑا سے کیا مراد ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا کہ ہر دو رکعت پر سلام کہے۔ آپ وتروں میں ایک اور دو رکعتوں پر کسی کام کے لئے سلام پھیر دیتے اور پھر نماز پڑھنے لگتے۔
- حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مغرب کی نماز گویا دن کے وتر ہیں۔
- آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ وتر رات کے آخری حصے کی رکعت ہے۔
- رسول اکرم ﷺ کبھی تین وتر پڑھتے' کبھی پانچ' کبھی سات' کبھی نو اور کبھی گیارہ پڑھتے اور کبھی تیرہ پڑھ لیا کرتے۔

علماءِ کرام کہتے ہیں کہ وتر درحقیقت ایک ہی رکعت ہوتی ہے' آپ کبھی اسے دو رکعتوں کے بعد پڑھتے' یہ عشاء کی دو سنتوں پر زیادتی ہوتی' کبھی چار کے بعد پڑھتے اور جب تہجد پڑھ رہے ہوتے تو آخری رکعتوں کے ہمراہ پڑھتے لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر ایک ہی رکعت پڑھتے' زیادہ نہ پڑھتے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اس بارے میں اطلاع دی گئی اور بتایا گیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف ایک رکعت پڑھتے ہیں تو انہوں نے فرمایا: انہیں رہنے دو کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں' ان کے ایک رکعت پڑھنے پر کسی کو اعتراض کی گنجائش نہیں۔

- حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ہی رکعت پڑھتے تھے' یونہی حضرت تمیم داری' حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ایک ہی وتر پڑھا کرتے۔
- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام رات میں ایک ایک رکعت پڑھ کر رات گذار دیتے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے اور کبھی آخری رکعت سے پہلے سلام پھیرے بغیر تشہد پڑھتے پھر آخری رکعت پڑھتے' تشہد پڑھتے اور سلام پھیرتے۔
- حضور ﷺ جب کبھی تین وتر پڑھتے تو فاصلہ دے کر پڑھتے اور کبھی نماز مغرب کی طرح پڑھتے اور جب لوگوں نے یوں پڑھنا شروع کر دیے تو انہیں ملا کر پڑھنے سے روکا اور کہا پانچ وتر پڑھا کرو اور مغرب کی طرح (تین) نہ پڑھو۔
- حضور ﷺ جب تین وتر پڑھتے تو پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى' دوسری میں قل یایہا الکفرون اور تیسری میں سورۂ اخلاص پڑھتے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ رات کے کس حصے میں جاگتے اور کتنے وتر پڑھتے تھے؟ آپ نے بتایا کہ جاگتے تو اس وقت تھے جب مرغ بانگ دیتا چنانچہ دس رکعتیں اور ایک وتر پڑھتے اور (فجر ہونے پر) فجر کی دو رکعت پڑھتے' یہ کل تیرہ رکعتیں ہوتیں۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: آپ دو ہلکی پھلکی رکعتیں پڑھتے اور پھر گیارہ رکعتیں پڑھتے' یہ تیرہ ہو جاتیں۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: حضورﷺ رات کی نماز میں' رمضان ہوتا یا اور وقت' گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے' آخری رکعتوں کے ساتھ ایک وتر ملاتے' اسی کا ذکر اس آیت میں موجود ہے:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ○ (سورۂ اسراء: ۷۹)

ایک اور روایت میں فرماتی ہیں کہ آپ عشاء کے بعد فجر تک گیارہ رکعتیں پڑھتے' ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے اور ایک وتر پڑھتے اور کبھی رات میں تیرہ رکعت پڑھتے جن میں پانچ وتر ہوتے' ان میں بیٹھتے نہ تھے' صرف آخر میں بیٹھا کرتے اور جب عمر زیادہ ہوگئی اور جسم پر گوشت کم رہ گیا تو سات وتر پڑھتے اور صرف آخری رکعت میں بیٹھتے۔

- آپ فرماتی ہیں کہ ابھی سحری نہ ہونے پاتی کہ آپ اپنے ورد سے فارغ ہو جاتے اور جب نیند غالب آ جاتی یا کوئی تکلیف ہوتی جو رات میں قیام سے روکتی تو دن چڑھے بارہ رکعت پڑھ لیتے۔

آپ فرماتی ہیں: میرے علم میں یہ بات نہیں کہ رسول اللہﷺ نے ایک رات میں پورا قرآن پڑھا ہو اور نہ ہی آپ نے صبح تک پوری رات قیام کیا' ہم آپ کے لئے مسواک اور پانی تیار کر رکھتے' اللہ تعالیٰ انہیں رات میں جب چاہتا اُٹھا دیتا' چنانچہ مسواک اور وضو فرماتے۔

آپ فرماتی ہیں کہ اکثر آپ نو رکعت وتر پڑھتے' آٹھویں میں بیٹھتے اور سلام نہ پھیرتے' پھر دو رکعتیں پڑھتے جو سلام کے بعد ہوتیں' اس وقت آپ بیٹھے ہوتے تو یہ گیارہ رکعتیں ہوتیں۔

فروع:

وتر کا وقت

رسول اللہﷺ نے فرمایا: وتر کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے لے کر فجر طلوع ہونے تک ہوتا ہے لہٰذا صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھ لو۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہﷺ نے رات کے ابتدائی حصے میں وتر پڑھے' درمیان میں پڑھے اور رات کے آخری حصے میں بھی پڑھے چنانچہ وتروں کی انتہاء سحری تک ہوتی۔
- حضورﷺ نے فرمایا: جسے یہ اندیشہ ہو کہ وہ رات کے آخر میں اُٹھ نہیں سکے گا تو اسے وتر پڑھ کر سونا چاہئے اور جسے جاگنے کا یقین ہو وہ رات کے آخر میں وتر پڑھے کیونکہ رات کے آخری حصے کی تلاوت پر فرشتے گواہی دیتے ہیں اور یہ افضل ہے۔

- حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور ﷺ کے پاس وتر کا ذکر چھیڑا' حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نماز پڑھتا ہوں تو وتر پڑھ کر سوتا ہوں اور جب جاگتا ہوں تو صبح ہونے تک جوڑا پڑھا کرتا ہوں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں جوڑا پڑھ کر سوتا ہوں اور سحری کے آخر میں وتر پڑھتا ہوں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: یہ ڈرتے اور فکر کرتے ہیں جبکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ یہ طاقتور ہیں۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب وتر کے بارے میں سوال ہوا تو کہا: رہا میں تو اگر سونے سے پہلے وتر پڑھتا ہوں پھر ارادہ کروں کہ رات کو نفل پڑھوں تو دو رکعت کے ساتھ وتر ملاتا ہوں جو وتر رہ چکا ہوتا ہے اور پھر دو دو رکعتیں پڑھتا ہوں اور جب میں اپنی نماز پوری کر لیتا ہوں تو ایک رکعت وتر پڑھتا ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرما رکھا ہے کہ رات کے آخری حصے کی نماز میں وتر ملاؤ۔

آپ کہا کرتے تھے کہ ایک رات میں دو مرتبہ وتر نہیں پڑھے جاتے اور جب آسمان پر بادل ہوتے اور آپ کو صبح کا اندیشہ ہوتا تو ایک ہی وتر پڑھتے اور جب بادل چھٹ جاتا اور رات کا کچھ وقت باقی ہوتا تو ایک ملا لیتے اور پھر دو دو رکعتیں پڑھتے لیکن صبح ہونے کا خدشہ ہوتا تو ایک وتر پڑھتے۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ وتر حق ہیں اور یہ تین طرح کے ہوتے ہیں: جو رات کے ابتدائی حصہ میں پڑھنا چاہے' پڑھے اور اگر جاگ اُٹھے اور یہ چاہے کہ اسے ایک رکعت جوڑے کے ساتھ پڑھے اور صبح ہونے تک دو دو کر کے پڑھے پھر وتر پڑھے تو یوں کر لے اور اگر چاہے کہ دو دو رکعت صبح تک پڑھے جن کے آخر وقت میں وتر نہ ہو تو یوں کر لے اور اگر رات کے آخر میں وتر پڑھنا چاہے جبکہ سونے سے پہلے وتر نہ پڑھے ہوں تو یوں بھی کر لے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان قریب ہی گذرا ہے کہ حضور ﷺ وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

- حضور ﷺ جب وتر کا سلام پھیرتے تو ایک سلام پھیرتے جو اتنا سخت آواز میں ہوتا جس سے بیوی کو جگا دیں اور پھر سُبْحٰنَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ تین مرتبہ کہتے اور آخری مرتبہ آواز بلند فرماتے' پھر پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ اَعُوْذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ' اَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۞

- رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: جو سوتے وقت وتر نہیں پڑھ سکا یا بھول گیا تو جب یاد آئے انہیں پڑھ لے۔

ایک روایت میں ہے: جو سونے کی وجہ سے رات کا ورد نہ پڑھ سکا یا اس کا کچھ چھوڑ دیا اور وہ نمازِ فجر اور نماز ظہر کے درمیانی وقت میں پڑھ لے تو اس کے بارے میں یہی کہا جائے گا کہ گویا اس نے رات ہی میں پڑھا تھا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

تراویح کے بارے میں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق حضور ﷺ واجب قرار دیئے بغیر نمازِ تراویح کا شوق دلایا کرتے تھے' فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ نے رمضان میں روزے فرض کئے ہیں اور اس میں قیام سنت قرار دیا ہے لہٰذا جو اس کے روزے رکھے اور رات کو قیام کرے وہ گناہوں سے ایسے نکل جائے گا جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے تراویح پڑھائی تو چند لوگ تھے لیکن دوسرے دن پڑھائی تو لوگ کافی ہو گئے پھر تیسری یا چوتھی رات لوگ مسجد میں جمع ہو گئے لیکن رسولِ اکرم ﷺ گھر ہی سے نہ نکلے۔ صبح ہوئی تو فرمایا: رات تم نے جو کیا' میں نے دیکھا تاہم باہر نکلنے سے میرے لئے یہ اندیشہ روکاوٹ بنا کہ کہیں یہ تم پر فرض ہی نہ ہو جائیں۔
- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جماعت کرائے بغیر بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔ آپ نے ہر چار رکعتوں کے بعد کچھ دیر آرام کیا اور پھر وہ نماز پڑھی جو اللہ نے آپ پر فرض کی تھی۔ یہ وہ اصل اور بنیاد ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ امام تراویح میں کچھ دیر آرام کرتا ہے۔
- حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تھا: تم لوگوں نے ماہِ رمضان میں قیام کرنا نیا نیا شروع کر لیا ہے' یہ تم پر فرض تو ہے نہیں' فرض صرف روزے کئے گئے ہیں' اب جو کچھ کر رہے' اسے ہمیشہ کرتے رہنا' چھوڑنا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ بنو اسرائیل کو اپنے اس قول میں بھی ڈانٹ چکا ہے:
  وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا۝ (سورۃ الحدید: ۲۷)
  "انہوں نے رہبانیت گھڑ لی۔"
- حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا تھا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزے رکھے' آپ نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی اس دوران انگشت میں سے ساتواں حصہ گزر گیا پھر ہمیں کھڑا کیا' اب رات کا تیسرا حصہ گذر چکا تھا' پھر چھٹے میں قیام نہیں کیا یوں آدھی رات گذر گئی' اس پر ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! کاش آپ ہمیں رات کے باقی حصے میں نفل پڑھاتے۔ آپ نے فرمایا: بلاشبہ جو شخص امام کے چلے جانے تک اس کے ساتھ رہا تو اس کے لئے رات میں قیام کرنا لکھا جائے گا پھر قیام نہیں فرمایا اور یوں مہینے کا تیسرا حصہ گزر گیا' آپ نے تیسرے میں نماز پڑھائی اور پھر اہل خانہ اور بیویوں کو بلا لیا اور ہمارے ساتھ قیام فرمایا' اس دوران ہمیں سحری کے کھانے کا اندیشہ ہوا۔

لوگ مسجد میں رمضان کے اندر ٹولیاں بنا کر نماز پڑھتے تھے' جسے کچھ قرآن یاد تھا' اس کے ہمراہ پانچ یا سات یا اس سے کم یا اس سے زیادہ تعداد میں نماز (نفل) پڑھتے اور جب نبی کریم ﷺ نے انہیں نماز پڑھائی تو آپ کے پیچھے سب نے پڑھی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا تو لوگ ٹولیوں میں پڑھے' کچھ لوگ الگ الگ پڑھتے اور کچھ امام کے ساتھ جماعت میں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ میں لوگوں کو ایک قاری پر اکٹھا کر دوں اور پھر انہیں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت پر جمع ہونے کا ٹھوس ارادہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نیا کام کتنا اچھا ہے اور جو لوگ رات کے آخری حصے میں قیام کرتے ہیں وہ ان سے افضل ہیں جو اس نماز کو رات کے اوّل میں پڑھ کر سو جاتے ہیں۔

- جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا دور آیا تو آپ نے مردوں اور عورتوں کو امام بنا دیا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے گھر میں تنہا تراویح پڑھتے اور فرماتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا تھا: آدمی کی وہ نماز افضل ہے جو فرضوں کے علاوہ گھر میں پڑھا کرے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تراویح میں اتنی لمبی قراءت کرتے کہ قاری جب سورۂ بقرہ بارہ رکعتوں میں پڑھتا تو لوگ کہتے کہ ابھی ہلکی قراءت کی ہے۔

لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی دور میں تیرہ رکعت تراویح پڑھتے تھے' قاری سیکڑے آیتیں پڑھ جاتا' لوگ اتنے لمبے قیام کی وجہ سے عصا (چھڑی) کا سہارا لیتے' حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کے امام بنتے' پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کل تیئس رکعت میں پڑھنے کا حکم دیا جن میں سے تین وتر ہوتے اور پھر اس کا رواج تمام شہروں میں پڑ گیا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

رات کا قیام

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کا قیام ترک نہ فرماتے اور جب بیمار ہوتے یا سستی ہوتی تو بیٹھ کر پڑھ لیتے' آپ قیام فرماتے تو پاؤں مبارک پھٹ جاتے۔

آپ اپنے صحابہ کو رات کے قیام پر اُبھارا کرتے اور فرماتے: رات کا قیام ترک نہ کیا کرو خواہ اونٹنی یا بکری دوہ لی جائے۔ عشاء کے بعد شروع ہونے والا وقت رات ہی شمار ہوتا ہے۔

- حضور ﷺ نے فرمایا: لمبی قنوت پڑھنے سے موت کے سکرات کم پڑ جاتے ہیں۔
- آپ نے فرمایا ایک قاری کے لئے رات کا قیام فرض ہوتا ہے۔

- آپ نے فرمایا: فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز (نوافل) ہے اور اس کے لئے آدھی رات افضل ہے' اس وقت ربِّ کریم بندے کے بہت قریب ہوتا ہے لہٰذا اگر تم میں یہ ہمت ہے کہ ان لوگوں میں شامل ہو جاؤ جنہیں اللہ اس وقت یاد کرتا ہے تو ہونا چاہئے۔
- آپ فرماتے تھے: تم پر لازم ہے کہ رات کا قیام کرو کیونکہ یہ تم سے پہلے صالحین کی عادت رہی ہے' پروردگار کے قریب ہونے کا سبب ہے' گناہ روکنے اور ان کو ختم کرنے کا ذریعہ ہے اور اس کے ساتھ جسمانی بیماریاں دور کرنے کا ذریعہ ہے۔
- آپ یہ بھی فرماتے تھے: آدمی کی شرافت رات کا قیام ہے اور اس کی عزت لوگوں سے بے نیاز ہو جانے میں ہے۔
- آپ ہی نے فرمایا: رات کا قیام تم پر لازم ہے خواہ ایک رکعت ہی پڑھو۔
- آپ ہی فرماتے تھے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی والدہ نے ان سے کہا: اے بیٹے! رات کو زیادہ نہ سویا کرو کیونکہ رات کے وقت زیادہ سونا قیامت کے دن اسے فقیر اور محتاج بنا دے گا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے داؤد! وہ جھوٹا ہے جو میرے ساتھ محبت کا دعویٰ کرتا ہے پھر جب رات چھا جاتی ہے تو سو جاتا ہے۔

- مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر بدخلق اور تکبر کرنے والے' بازاروں میں پھرنے والے' رات کو مردہ اور دن کو گدھا بننے والے سے' دنیا کی خبر رکھنے والے اور آخرت کے بارے میں جاہل سے ناراض ہوتا ہے۔
- آپ اس بات کا شوق دلاتے کہ سوتے وقت وضو کرو اور یہ بھی شوق دلاتے کہ رات کے قیام کا پختہ ارادہ کر کے سویا کرو اور فرماتے جو سوتے وقت صاف ستھرا ہو کر سوئے تو فرشتہ اس پر مقرر ہو گا اور جب بھی وہ جاگے گا' وہ فرشتہ یوں دُعاء کرے گا کہ اے اللہ! اپنے فلاں بندے کو بخش لے کیونکہ وہ پاک صاف ہو کر سویا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اسے صبح تک زندہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے رات کا قیام لکھ دیتا ہے۔
- آپ فرماتے ہیں: شیطان رات کو سو جانے والے کے سر کی چوٹی پر تین گانٹھیں لگا دیتا ہے اور ان میں مہر لگا دیتا ہے: تمہارے لئے ایک لمبی رات ہے لہٰذا سوتے رہو لیکن جب وہ شخص اُٹھ بیٹھتا ہے' اور اللہ کا ذکر شروع کر دیتا ہے تو وہ گانٹھ کھل جاتی ہے' وضو کر لیتا ہے تو ایک اور گانٹھ کھل جاتی ہے اور پھر اگر وہ نماز پڑھتا ہے تو سب گانٹھیں کھل چکی ہوتی ہیں چنانچہ صبح کو اُٹھتا ہے تو خوش وخرم ہوتا ہے ورنہ صبح کو نہایت بدتر حالت میں ہوتا ہے اور سست دکھائی دیتا ہے۔
- حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو قیام کرنے والے کے لئے تھوم' پیاز اور گندنا کھانا ناپسند کرتے تھے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے اور انہیں جگا دیا' حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنکھیں ملتے ہوئے عرض کی: بخدا' ہم اتنی ہی نماز پڑھیں گے جو اللہ نے ہم پر فرض کر رکھی ہے' ہماری جانیں اللہ کے دستِ قدرت میں ہیں' وہ ہمیں جگانا چاہے تو جگا سکتا ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے یہ فرماتے ہوئے چہرۂ اقدس پھیر لیا کہ: اکثر انسان جھگڑالو ہوتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ بات حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہی تھی تاہم میرا اپنا خیال یہ ہے کہ واقعات دو ہیں۔

- آپ یہ بھی فرماتے تھے: جو رات کو جاگا اور اپنی بیوی کو جگایا پھر دونوں نے دو دو رکعتیں پڑھیں تو دونوں کو اللہ کا بہت ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں میں لکھ دیا جائے گا' اس موقع پر اگر عورت اٹھنے سے انکار کرے تو مرد اس کے چہرے پر چھینٹے مارے اور اگر مرد اٹھنے سے انکار کر دے تو عورت اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔
- یہ بھی فرمایا: تم میں سے اگر کسی کو اس دوران اونگھ آ جائے تو وہ سو جائے تاکہ نیند کا اثر نہ رہے اور جو رات کے وقت نماز پڑھا کرتا ہے تو اس پر نیند کا غلبہ ہونے کی وجہ سے اسے نماز کا اجر دے دیا جاتا ہے اور اسے اس پر برا بھلا کہنا صدقہ بنتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: جب رات کا تہائی یا آدھا حصہ گذر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر رات نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے: میں اپنے بندوں کے بارے میں کسی غیر سے نہیں پوچھوں گا: وہ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے تو میں اس کی دعا قبول کر لوں؟ وہ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے تو میں منہ مانگا اسے دیدوں؟ وہ کون ہے جو مجھ سے بخشش مانگے تو میں اسے بخش دوں؟ یہ سلسلہ فجر طلوع ہونے تک رہتا ہے۔ یا فرمایا کہ قاری صبح کی نماز سے فارغ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے مقام پر واپس چلا جاتا ہے۔
- آپ کا فرمان یہ بھی ہے: اللہ کو سب سے پیاری نماز حضرت داؤد علیہ السلام کی لگتی ہے' آپ آدھی رات سوتے' اس کے تہائی میں قیام کرتے اور چھٹے حصے میں پھر سو جاتے۔
- حضور ﷺ جب رات کے وقت قیام کا ارادہ فرماتے تو ہلکی سی دو رکعتوں سے شروع فرماتے' جن میں پہلی کے اندر وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا٥ اور دوسری رکعت میں پڑھتے: وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا' اس کے بعد اللہ کی طرف سے فرض نماز پڑھتے۔
- آپ رات کا قیام اتنا لمبا فرماتے جتنا اللہ کو منظور ہوتا اور بسا اوقات ایک رکعت میں سورۂ بقرہ' آلِ عمران اور سورۂ نساء پڑھ لیتے۔
- حضرت عبد بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے سات لمبی سورتیں ایک

رکعت میں پڑھیں۔

- آپ کبھی تو بلند آواز سے تلاوت فرماتے اور کبھی آہستہ پڑھتے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تشریف لے گئے' حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو دل میں پڑھ رہے تھے لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلند آواز سے پڑھ رہے تھے' صبح ہوئی تو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: تم نے بلند آواز سے قراءت کیوں نہیں کی؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں تو اسے سنا رہا تھا جس سے چپکے چپکے باتیں کر رہا تھا' آپ نے فرمایا کہ آواز ذرا سی اُونچی رکھا کرو' پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ تم آواز پوشیدہ کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں سونے والوں کو جگاتا ہوں اور شیطان کو بھگاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تھوڑا پست آواز سے بولا کرو۔
- آپ کا ارشاد ہے: ہر سورت میں رکوع کا کچھ حصہ ہوتا ہے لہٰذا ہر سورت میں رکوع کیا کرو۔
  حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ کا مقصد یہ تھا' اُمت کا حرج نہ ہو۔
- آپ فرماتے تھے: جس نے قیام میں دس آیتیں پڑھیں' وہ غافل لوگوں میں شمار نہ ہوگا اور جو سو آیتیں پڑھے گا وہ فرمانبرداری کرنے والوں میں لکھا جائے گا اور جو ہزار پڑھے گا' وہ بُل والوں میں لکھا جائے گا۔
- حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ سورت جب تیس آیتوں سے زیادہ والی ہو تو اسے ''مِئین'' کہا جاتا ہے جیسے حٰمٓ الاحقاف وغیرہ۔

ہمارے استاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے حساب لگایا ہے کہ آیات کی تعداد سورۂ فاتحہ سے سورۂ انفال کی اس آیت تک ایک ہزار بنتی ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا (سورۂ انفال: ۴۵) یہاں سے دوسرا ہزار سورۂ کہف کی آیت وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا تک جاتا ہے' تیسرا ہزار سورۂ شعراء کے آخر تک بنتا ہے' چوتھا ہزار سورۂ صافات کے آخر تک' پانچواں سورۂ واقعہ کے آخر تک اور چھٹا سورۂ غاشیہ کے آخر تک پورا ہوتا ہے۔ یہ وہ تعداد ہے جس پر تمام قراء کا اتفاق ہے اور جو اس سے زائد ہے' اس میں تعداد کے لحاظ سے اختلاف پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

- حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نوافل پڑھتے اور پھر اتنی ہی دیر سو جایا کرتے تھے' دوبارہ اتنی دیر پڑھتے جتنی دیر سوئے تھے' اب اتنی دیر نہ سوتے تھے جتنی دیر تک نفل پڑھے اور اتنے میں صبح ہو جاتی تھی۔ آپ ایک ایک آیت نہایت واضح طور سے پڑھا کرتے۔
- جب رسول اللہ ﷺ جب رات میں وضو فرماتے تو نفل پڑھتے' پھر لیٹ جاتے اور سو جاتے' اس نیند کی وجہ سے تازہ وضو نہ فرماتے خواہ ہوا بھی خارج ہوتی' آپ اس وقت تک وضو نہ فرماتے جب تک جاگتے میں ہوا خارج نہ ہوتی کیونکہ آپ کی صرف آنکھیں سویا کرتی تھیں' دل نہیں سوتا تھا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے ایک روایت یہ ہے: ایسا کوئی نبی نہیں گذرا جس کا دل جاگتا نہ رہا ہوتا' ان کا دل اس وقت سوتا تھا جب ان کی آنکھیں جاگ رہی ہوتیں۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا: حضورﷺ کے وصال کے دنوں میں اکثر نفل نمازیں ایسی تھیں جنہیں آپ نے بیٹھ کر پڑھا حالانکہ اس سے قبل آپ نے کبھی بھی بیٹھ کر نفل کے مطابق نہ پڑھے تھے' آپ فرمایا کرتے تھے کہ سب سے زیادہ فضیلت والی وہ نماز ہے جس میں قیام زیادہ ہو' آپ رکوع اتنا لمبا کرتے کہ پاؤں اور پنڈلیاں سوج جاتیں اور جب آپ سے اس بارے میں ایک سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: کیا میں اللہ کا بہت زیادہ شکر گذار نہ بنوں؟
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں دیکھتی کہ کئی مرتبہ آپ ایک ہی رکعت میں قیام بھی فرماتے اور بیٹھ بھی جایا کرتے چنانچہ آپ بیٹھ کر تلاوت فرماتے اور جب رکوع کا ارادہ ہوتا تو کھڑے ہو جاتے' تیس سے چالیس آیتوں تک تلاوت فرماتے اور پھر رکوع میں چلے جاتے اور کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ آپ بیٹھے بیٹھے ہی تلاوت کرتے اور رکوع فرماتے۔
- آپ ہی فرماتی ہیں: حضورﷺ کبھی تو لمبی رات بھر کھڑے ہو کر نفل پڑھتے اور کبھی پوری رات بیٹھ کر پڑھتے چنانچہ جب آپ کھڑے ہو کر تلاوت فرماتے تو پھر رکوع اور سجدے کے لئے کھڑے ہو جاتے لیکن جب بیٹھ کر تلاوت فرماتے تو رکوع اور سجدے کے لئے بیٹھے رہتے' رکوع کے لئے نئے سرے سے کھڑا نہ ہوتے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوری رات سورۂ فاتحہ پڑھتے ہوئے تہجد پڑھی' اس پر آپ کے ایک پڑوسی نے کہا: آج رات میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ نے اپنی قراءت سورۂ فاتحہ کے علاوہ نہیں کی اور پھر آپ نے رکوع کیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا: تیری ماں تجھے گم کر دے' کیا یہ فرشتوں کی سی نماز نہیں ہے۔
- حضورﷺ فرماتے ہیں: جو صبح تک سوتا رہے اور رات کو نوافل نہ پڑھے تو وہ ایسا شخص ہے کہ شیطان جس کے کانوں میں پیشاب کرتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: جو شخص رات کا قیام کرنے سے عاجز ہوتے ہوئے رات کو جاگنے پر یہ دعا پڑھے اور اللہ سے بخشش کی دعا مانگے تو اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۝

فصل:

نمازِ اشراق کا بیان

یہ نماز دو رکعتیں ہوتی ہیں' حضورﷺ انہیں اس وقت پڑھتے تھے جب سورج اپنی طلوع ہونے کی جگہ سے نیزہ یا دو نیزے بھر اوپر آ جاتا تھا۔

- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نمازِ اشراق یہی نمازِ ضحیٰ ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

صلوٰۃ الضُّحٰی

رسول اللہﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو صلوٰۃ الضحٰی کے لئے شوق دلاتے تھے کہ اسے سفر و حضر میں پڑھا کرو۔ آپ نے فرمایا تھا کہ انسان میں تین سو ساٹھ جوڑ ہوتے ہیں تو انسان کو چاہئے کہ وہ روزانہ ہر جوڑ کی خاطر صدقہ دیا کرے۔ اس پر ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ایسی ہمت کس میں ہوگی؟ آپ نے فرمایا: اس کی صورت مثلاً یہ ہے کہ مسجد میں کنگھار دیکھے تو اسے دفن کر دے یا راستے میں کوئی رکاوٹ والی چیز پڑی ہو تو اسے دور کر دے اور اگر ایسا نہیں کر سکتا تو صلوٰۃ الضحٰی کی دو رکعتیں صدقہ دینے کو کافی ہوں گی۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ الضحٰی قرآن کریم میں موجود ہے جسے تلاش کرنا مشکل نہیں:

وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِیْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ○

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِیْرًا وَّ سَبِّحْ (یعنی نماز پڑھو) بِالْعَشِیِّ وَ الْاِبْكَارِ○

- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' میں نے سنا کہ رسول اللہﷺ فرما رہے تھے: حضرت داؤد علیہ السلام اکثر صلوٰۃ الضحٰی پڑھا کرتے تھے۔

- حضورﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قربانی فرض کی ہے اور مجھے صلوٰۃ الضحٰی کا حکم ملا ہے لیکن تمہیں اس کا لازمی حکم نہیں ہے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ حضورﷺ نے کبھی سفر و حضر میں سبحۃ الضحٰی پڑھی ہو میں پڑھتی ہوں۔ حضورﷺ کئی چیزیں چھوڑ دیا کرتے تھے کیونکہ آپ کو اُمت پر بوجھ پسند نہیں تھا۔

آپ ہی سے ایک روایت یہ ہے کہ آپ سفر سے آتے تو صلوٰۃ الضحیٰ پڑھا کرتے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صلوٰۃ الضحیٰ پڑھنا شروع کر دیتے تو ہمیں یوں لگتا کہ اب اسے چھوڑیں گے نہیں اور چھوڑ دیتے تو یوں معلوم ہوتا کہ اب پڑھیں گے نہیں' حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھی یہی حال تھا چنانچہ حضرت عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے کہ ہم کبھی کبھی پڑھتے ہیں۔
- رسول اللہ ﷺ جب کبھی یہ نماز پڑھتے تو کبھی دو رکعت پڑھتے' کبھی چار' کبھی آٹھ اور کبھی بارہ رکعت پڑھتے اور فرماتے کہ جو شخص صلوٰۃ الضحیٰ بارہ رکعت پڑھے' اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے سونے کا محل بنائے گا۔
- آپ فرماتے تھے کہ گڑگڑانے والوں کی نماز اس وقت ہوتی ہے جب فصیل کی دیواریں ابھی گرم ہوتی ہیں' اور اس کی مقدار وہ ہے جب مشرق کی طرف سے سورج اتنا ابھرا ہوتا ہے جتنا عصر کے وقت مغرب سے ابھرا ہوتا ہے' اکثر آپ اس وقت میں دو رکعت پڑھتے پھر زوال کے قریب ذرا رُک جاتے اور نمازِ زوال کے وقت چار رکعت پڑھتے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا' رسول اللہ ﷺ نصف النہار سے پہلے چار رکعت پڑھتے اور اسے زوال کے بعد تک لے جاتے اور پھر ظہر کی سنتیں پڑھتے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

ظہر اور عصر کے درمیان نماز

لوگ ظہر وعصر کا درمیانی وقت نفل نماز سے خالی نہ چھوڑتے اور اسے رات کی نماز سمجھتے' حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس دوران بارہ رکعت پڑھتے۔

فصل:

تحیۃ المسجد

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ مسجدوں کو ان کا حق ادا کرو۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ان کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: جب ان میں داخل ہو جاؤ تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھو۔ آپ اکثر فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں جائے تو دو رکعت نفل پڑھنے سے پہلے نہ بیٹھے۔

ایک روایت میں دو سجدوں کا ذکر ملتا ہے۔

- ایک دن حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپ لوگوں کے درمیان (مسجد میں) تشریف فرما تھے' یہ بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا: بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھنے سے آپ کو کیا رکاوٹ ہوئی؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے دیکھا کہ آپ بھی بیٹھے ہیں اور لوگ بھی بیٹھے ہیں (تو بیٹھ گیا)۔ آپ نے فرمایا: جب بھی مسجد میں داخل ہوا کرو' دو رکعت پڑھے بغیر نہ بیٹھا کرو۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گذرتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے اور اس میں ایک رکعت پڑھی' آپ سے کہا گیا کہ آپ نے ایک ہی رکعت پڑھی ہے۔ فرمایا: یہ نفل ہے لہٰذا کوئی چاہے تو زیادہ پڑھ لے اور چاہے تو کم پڑھ لے اور مجھے یہ پسند نہیں کہ اسے رواج بنالوں۔
- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: یہ قیامت کی نشانی ہے کہ انسان مسجد کے قریب سے گذرے اور اس میں دو رکعتیں نہ پڑھ سکے۔
- حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے عہد میں ہم صبح کو بازار جاتے ہوئے مسجد کے قریب سے گذرتے تو دو رکعت پڑھا کرتے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

وضو کرنے پر نفل پڑھنا

رسولِ اکرم ﷺ ہر وضو کے بعد نفل پڑھنے کا شوق دلاتے خواہ دو رکعت ہی پڑھیں' باب الوضوء میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حضور ﷺ کا فرمان گذر چکا ہے جو صبح کی نماز پر فرمایا: اے بلال! مجھے سب سے مقبول وہ عمل تو بتاؤ جو تم نے اسلام لانے کے بعد کیا تھا کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے آگے تمہارے جوتوں کی آواز سنی ہے؟ انہوں نے عرض کی: میں نے تو ایسا کوئی مقبول نہیں کیا' البتہ یہ ہے کہ جب بھی میں نے شب و روز وضو کیا تو اس سے اللہ نے جو میری قسمت میں لکھا تھا' نفل پڑھے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا: بس یہی عمل مقبول ہے۔

فصل:

صلوٰۃ الحاجہ (کسی ضرورت کیلئے دُعاء)

رسولِ اکرم ﷺ فرماتے ہیں: جسے اللہ یا کسی شخص سے کوئی ضروری کام ہو' وہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھے' پھر اللہ کی شان کے مطابق اس کی ثناء کرے' نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے اور پھر یہ پڑھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْاَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَ الْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّ السَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۝

فصل:

صلوٰۃ التوبہ (قبولیت توبہ کیلئے دُعاء)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب بھی کوئی آدمی گناہ کرے' پھر تیار ہو کر وضو کرے اور نفل پڑھ کر اللہ سے اپنی بخشش کی دعا کرے تو اللہ اسے بخش دے گا' پھر یہ آیت پڑھی:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ۝

(سورۃ آل عمران: ۱۳۵)

''اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں' اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں۔''

ایک روایت میں ہے کہ پھر وہ شخص دو یا چار رکعتیں پڑھے' خواہ فرض ہوں' خواہ نفل اور اس کتاب کی ابتداء میں باب التوبہ کے اندر حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول گذر چکا ہے: گناہ سے توبہ یہ ہوتی ہے کہ تم وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھ لیا کرو۔ واللہ اعلم۔

فصل:

گم شدہ چیز کی واپسی کے لئے نماز

یہ دو رکعت نفل ہوتے ہیں' لوگ انہیں کوئی شے گم ہونے پر پڑھا کرتے تھے اور جب ان رکعتوں سے فارغ ہو جاتے تو یہ پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ رَآدَّ الضَّالَّةِ هَادِيَ الضَّلَالَةِ مِنَ الضَّلَالَةِ رُدَّ عَلَيْنَا ضَالَّتَنَا بِعِزَّتِكَ وَ سُلْطَانِكَ فَاِنَّهَا مِنْ فَضْلِكَ وَ عَطَائِكَ۝

عنقریب اس کتاب کے آخر میں جامع دعاؤں کے ذکر کے موقع پر آ رہا ہے کہ جب بھی حضور ﷺ کو کوئی مہم پیش آتی تو نفل پڑھتے اور اللہ سے اس کے حل ہونے کی دعا فرماتے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

نمازِ استخارہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمیں استخارہ کی تعلیم یوں دیتے تھے جیسے کوئی سورت پڑھنا سکھا رہے ہوں' فرمایا تھا: جب تمہیں کوئی مشکل پیش آئے تو دو رکعت نفل پڑھو' پھر یوں کہو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَ اَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ' اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ اوقال عَاجِلِ اَمْرِیْ وَ اٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَ یَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْقَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَ اٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَ اصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَ اقْدُرْلِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ○

فرمایا کہ ضرورت اور حاجت کی جگہ اس کا ذکر کرو۔

- رسول اللہ ﷺ صحابہ سے صرف اس چیز کا مشورہ فرماتے جس کے بارے میں اللہ کا حکم نہ آ چکا ہوتا لیکن اس کا حکم ہوتا تو مشورہ نہ فرماتے۔
- حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آج تک جن لوگوں نے بھی مشورہ سے کام کیا' انہیں اس کے لئے راہ مل جاتی ہے۔
- حضور ﷺ کے ہاں جب دو کاموں میں سے کوئی راہ دکھائی نہ دیتی اور وہ آمنے سامنے آ جاتے تو آپ لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے اور فرماتے: اے مسلمانو! مجھے اس معاملہ میں مشورہ دو۔ واللہ اعلم۔
- آپ فرماتے تھے: جب تمہیں کوئی مشکل پیش آیا کرے تو اللہ سے سات مرتبہ استخارہ کیا کرو اور پھر دیکھا کرو کہ کونسی چیز تمہارے دل کو بھاتی ہے' بس اسی میں تمہارے لئے بہتری ہو گی۔
- آپ کے سامنے مقابلہ میں اگر دو معاملے آ جاتے تو آپ یہ دُعا کرتے: اَللّٰهُمَّ خِرْلِیْ وَ اخْتَرْلِیْ۔ واللہ اعلم۔

فصل:

نمازِ تسبیح

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں نمازِ تسبیح کا شوق دلاتے ہوئے فرمایا کرتے تھے: تم میں سے اگر کوئی اسے ہر روز ایک مرتبہ پڑھ سکتا ہے تو پڑھا کرے، یوں ممکن نہ ہو تو ہر جمعہ کو ایک مرتبہ پڑھے، یہ بھی نہ ہو سکے تو ایک مہینہ میں، یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک مرتبہ اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک مرتبہ ضرور پڑھے، اس سے اللہ تعالیٰ اس کے گذشتہ و آئندہ، پرانے اور نئے، غلطی سے ہوئے یا جان بوجھ کر، چھوٹے ہیں بڑے اور پوشیدہ ہیں یا نظر آنے والے، سب ہی بخش دیے جاتے ہیں۔ وہ اگر دنیا میں سب سے بڑا گناہ گار بھی ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اسے بخش دے گا۔

- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کا حکم فرمایا کہ سورج کے زوال کے بعد انہیں پڑھوں۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر اس وقت نہ پڑھ سکوں تو کیا کروں؟ فرمایا: رات دن میں جب ممکن ہو، پڑھ لیا کرو۔
- حضور ﷺ نے ایک آدمی کو اس کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا: یہ چار رکعت ہیں، اس کی ہر رکعت میں سورت وغیرہ کی قراءت کے بعد پڑھو: **سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ** پندرہ مرتبہ پڑھے، رکوع میں دس مرتبہ پڑھے، وہاں سے سر اُٹھا کر دس مرتبہ پڑھے، دونوں سجدوں میں دس دس مرتبہ پڑھے، درمیان میں بیٹھتے وقت دس بار پڑھے، آرام کرتے وقت بیٹھ کر بیٹھتے اور تشہد میں دس بار پڑھے، یہ ہر رکعت میں پچھتر پچھتر ہوئیں۔ واللہ اعلم۔

خاتمہ

اس باب سے متعلق کچھ مسئلوں کا ذکر

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو اس کے لئے افضل ہے، جو بیٹھ کر پڑھے اسے کھڑے ہونے والے کے مقابلے میں آدھا اجر ملے گا اور جو لیٹ کر پڑھے گا تو بیٹھنے والے کے مقابلے میں آدھا ملے گا۔ [illegible] یب آرہا ہے کہ یہ بات اُمت میں سے صحیح لوگوں کے لئے ہے تاہم نبی کریم ﷺ کی بیٹھ کر نماز کھڑا ہو کر پڑھنے والے جتنا اجر رکھتی ہے۔

- حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورﷺ کو میں نے کبھی نہ دیکھا کہ نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے ہوں اور یہ سلسلہ وصال سے ایک سال پہلے تک یونہی رہا چنانچہ ان دنوں میں آپ بیٹھ کر پڑھتے' سورت پڑھتے اور اس میں اتنی ترتیل کرتے کہ خاصی دیر ہو جاتی' آخری عمر میں اکثر آپ چہار زانو ہو کر نماز پڑھتے' کبھی لیٹ کر اور کبھی زمین پر سرین مبارک لگا کر۔
- آپ فرمایا کرتے: کثرت سے سجدے کرنا تم پر لازم ہے کیونکہ جب بھی تم میں سے کوئی سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک درجہ بلند فرماتا ہے اور ایک گناہ جھاڑ دیتا ہے۔
- ایک مرتبہ کوئی شخص حاضر ہوا' عرض کی: یا رسول اللہ! میں چاہتا ہوں کہ جنت میں آپ کے ہمراہ رہوں' آپ نے فرمایا: میری خواہش یہ ہے کہ تم سجدے زیادہ سے زیادہ کیا کرو۔
- آپ نفلی عبادت کو چھپانے کا حکم فرماتے اور فرماتے: سب سے بہتر عبادت وہ ہوتی ہے جو فرضوں کے علاوہ بندہ گھر میں پڑھا کرے۔
- آپ یہ بھی فرماتے: رات ہو یا دن' بہترین نفل وہ ہیں جو دو دو کر کے پڑھے جائیں۔ ایک روایت میں ہے کہ نماز دو دو رکعت ہوتی ہے' آدمی ان میں تشہد پڑھے اور دو دو رکعتوں پر سلام پھیرتا جائے' ان میں سکون سے کھڑا ہو اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اپنے منہ کی طرف کر کے یوں کہے: اَللّٰھُمَّ اور جو یوں نہیں کرے گا' گھاٹے میں رہے گا۔
- رسولِ اکرمﷺ فرماتے ہیں: آدمی اپنی نماز سے فارغ ہوتا ہے لیکن اس میں اسے اس کا دسواں' نواں' آٹھواں' ساتواں' چھیواں' پانچواں' چوتھا' تیسرا یا دوسرا حصہ ہی ملتا ہے اور پھر باب صفۃ الصلوٰۃ میں حضورﷺ کا یہ فرمان گذر چکا ہے کہ: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا کوئی عمل اس وقت تک قبول نہیں فرماتا جب تک بدن کے ساتھ اس کا دل بھی گواہی نہ دے رہا ہو۔ واللہ اعلم۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ اس امت میں سب سے پہلے خشوع اُٹھا لیا جائے گا چنانچہ ڈھونڈے سے بھی کوئی خشوع کرنے والا نہیں مل سکے گا۔ واللہ اعلم۔

باب

وہ اوقات جن میں نماز پڑھنا منع ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہﷺ سورج نیزہ بھر اونچا آنے سے پہلے صبح کے بعد کوئی بھی نماز پڑھنے سے روکتے تھے یونہی عصر کے بعد مغرب تک پڑھنے سے منع فرماتے اور یونہی اس وقت جب سورج عین سر

کے اُوپر ہوتا۔

- آپ فرماتے تھے: جب تم میں سے کوئی صبح کی نماز پڑھ لے تو سورج چڑھ کر اوپر آ جانے تک کوئی نماز پڑھنے سے رُک جائے کیونکہ جب یہ طلوع ہوتا ہے تو شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان سے دکھائی دیتا ہے' اس وقت کفار سورج کو سجدہ کرتے ہیں لیکن تم اس کے بعد پڑھا کرو کیونکہ فرشتے اس نماز کی گواہی دیتے ہیں اور یہ سلسلہ سورج سر کے عین اوپر آنے تک رہتا ہے' اب رُک جاؤ کیونکہ اس وقت جہنم بھڑک رہا ہوتا ہے اور اس کے دروازے کھولے ہوتے ہیں اور جب سورج سر سے ذرا ڈھلتا ہے اور داہنی طرف ہو جاتا ہے (ہمارے یہاں سامنے اگلی طرف کو ہوتا ہے) تو نماز پڑھو کیونکہ اس وقت عصر کی نماز تک نماز کو فرشتے دیکھتے ہیں اور پھر سورج غروب ہونے تک کسی بھی نماز سے رُک جاؤ کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان جا کر غروب ہو جاتا ہے' اس موقع پر بھی کافر اسے سجدہ کرتے ہیں۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ عصر کے بعد نماز پڑھ لیتے تھے لیکن لوگوں کو منع فرماتے' خود مسلسل روزے رکھا کرتے لیکن لوگوں کو روکا ہوا تھا کیونکہ آپ وہی کرتے تھے جس کا آپ کو حکم ہوتا تھا لیکن ہم وہ کریں گے جس کا آپ نے ہمیں حکم دیا ہوا ہے۔ یونہی حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا: رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد اس وقت تک کسی نماز سے منع نہیں فرمایا جب تک سورج اونچا ہوتا' سفید اور صاف ہوتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی یہی فرماتے چنانچہ حضرت طاؤس نے ایک مرتبہ ان سے کہا: یہ روک نماز کے لئے نہیں تھی' روکا تو صرف اس لئے تھا کہ اسے ثبوت نہ بنا لیا جائے۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا: سنو اے بھائی! حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے' اب یہ میں نہیں جانتا کہ نمازی کو اس پر کوئی اجر ملے گا یا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۝

(سورۂ احزاب: ۳۶)

''اور نہ کسی مسلمان مرد نہ کسی عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔''

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے صرف روکے جانے کے موقع پر یوں کہا ہے یعنی سورج طلوع ہونے اور غروب ہونے کے وقت جبکہ ان سے پہلے جائز کہا ہے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عصر کے بعد نماز پڑھتے دیکھا تھا' حضرت زید نے ٹوکا تو حضرت ایوب نے کہا: میں تو اللہ کی نماز پڑھ رہا ہوں' وہ مجھے عذاب نہیں دے گا' ہاں نہ پڑھوں تو

عذاب دے گا۔ اس پر حضرت زید نے کہا: آپ عصر کے بعد پڑھا کریں کیونکہ آپ کے لئے حرج نہیں لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ وہ آپ کو دیکھیں گے جنہیں اس کا علم نہیں وہ پڑھا کریں گے اور ایسے وقت میں پڑھیں گے جن میں نماز سے روکا گیا ہے۔

- حضرت سعید بن میسب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی آدمی کو دیکھا کہ وہ فجر طلوع ہونے پر دو رکعتوں سے زیادہ رکعتیں پڑھ رہا تھا تو اسے منع کیا' اس نے کہا: کیا اللہ مجھے نماز کے سلسلے میں بھی عذاب دے گا؟ آپ نے کہا: نہیں لیکن سنت طریقہ چھوڑنے پر تو عذاب دے گا۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ عصر کے بعد نماز پڑھ رہے ہیں تو انہیں درہ سے مارا' حضرت تمیم داری نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا' وہ بیٹھ گئے اور اتنے میں حضرت تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فارغ ہو گئے' انہوں نے پوچھا کہ آپ نے مجھے کیوں مارا ہے؟ آپ نے کہا: اس لئے کہ آپ نے یہ دو رکعتیں پڑھی ہیں حالانکہ ان سے روکا گیا ہے۔ حضرت تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ تو میں نے ان کے ساتھ بھی پڑھی تھیں جو آپ سے کہیں بہتر تھے اور اللہ کے رسول تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یہ بات ہر ایک تو نہیں جانتا' وہ تو روکے جانے کو جانتے ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ آگے کچھ لوگ ایسے بھی آ جائیں گے جو عصر سے مغرب تک کے درمیان ایسے وقت کے اندر پڑھیں گے جس سے روکا گیا ہے۔

ہمارے استاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ صبح اور عصر کے بعد نفل پڑھنا ایسے شخص کے لئے جائز ہے جو اس بات کو جانتا ہے اور کوئی اس پر اعتراض نہیں کرتا' رکاوٹ تو صرف طلوع اور غروب ہونے سے تعلق رکھتی ہے تاکہ سورج کے پجاریوں کو ایسے کرنے سے نفرت دلائی جا سکے' یہی وجہ ہے کہ لکڑی' قبر اور سونے والے وغیرہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے کیونکہ لوگ دور جاہلیت کے بالکل قریب ہیں (اور نئے مسلمان ہوئے ہیں) رہا آج تو کوئی شخص بھی بتوں کی پوجا کی طرف توجہ نہیں کرتا لیکن پھر بھی علماء نے اعتراض کا دروازہ بند کرنے کے لئے ساتھ دینے کا کہا ہے۔ واللہ اعلم۔

فروع:

حضور ﷺ نے نماز باجماعت لوٹانے اور فوت ہونے والی فرضی یا نفلی نمازیں پڑھنے اور کعبہ کا طواف کرنے کے لئے چھٹی دے رکھی ہے کہ روکے ہوئے وقتوں میں جب چاہیں' پڑھ لیں چنانچہ فرمایا تھا: اے بنو عبد مناف! کسی ایسے شخص کو روکا نہ کرو جو طواف کرے اور اس بیت اللہ میں نماز پڑھے خواہ وہ رات اور دن کے کسی بھی وقت میں ایسا کریں اور حضور ﷺ جمعہ کے دن دوپہر کے وقت نماز پڑھنے کی اجازت دیتے تھے' فرمایا تھا: جہنم جمعہ کا دن چھوڑ کر روزانہ دوپہر کے وقت بھڑکایا جاتا ہے کیونکہ جمعہ میں رحمت الٰہیہ نازل ہوتی ہے۔

- آپ نے یہ بھی فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے گھر یا باڑے میں نماز پڑھے' پھر نماز کے لئے مسجد میں آئے تو امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہو کر پڑھ لیا کرے کیونکہ اس کے لئے یہ نفل بن جائیں گے۔ آگے یہ بیان انشاء اللہ باب صلوٰۃ الجماعۃ میں آئے گا' پھر حضور ﷺ کی طرف سے وضو کے بعد دو نفل پڑھنے کی اجازت بھی پہلے گذر چکی ہے اور وہ مسجد میں جس وقت چاہے داخل ہو کر پڑھ سکتا ہے' یونہی استخارہ کی بھی اجازت ہے۔
- آپ اقامت ہو جانے پر نفل پڑھنے سے روکتے تھے' فرمایا تھا: جب نماز کھڑی ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز مقبول نہیں۔
- حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ کسی کو دیکھا کہ نماز کی اقامت ہونے پر اس نے دو رکعتیں پڑھیں' جب آپ فارغ ہوئے تو لوگوں نے اس آدمی کو گھیر لیا اس پر نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: صبح کی چار ہوتی ہیں' صرف چار ہوتی ہیں۔
- ایک مرتبہ پھر کسی آدمی کو دیکھا جو صبح کے بعد نماز پڑھ رہا تھا' جب اس نے نماز پوری کر لی تو آپ نے فرمایا: فرضوں کے بعد یہ نماز کیسی؟ اس نے عرض کی' یا رسول اللہ! میں مسجد میں آیا تو آپ نماز میں تھے' میں نے فجر کی دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں' میں اسی حالت میں آپ کے ساتھ شامل ہو گیا اور یہ رکعتیں چھوڑ دیں' اس پر رسول اللہ ﷺ نے اسے کچھ نہیں فرمایا (کیونکہ بے علمی میں اس نے ایسا کیا تھا ۱۲ چشتی)۔

تلاوت اور شکرانے کا سجدہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ پکے سجدے چار ہیں:
الٓمٓ السَّجْدَہ' حٰمٓ السَّجْدَہ' وَ النَّجْمِ اور اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ.

- حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر بتایا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے قرآن میں مجھے پندرہ سجدے پڑھائے تھے جن میں سے تین تو مفصل سورتوں میں ہیں اور دو سورۂ حج میں ہیں۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سورۂ حج میں سجدہ کیا تو فرمایا کہ اس [illegible] سجدہ والی ہونے کی وجہ سے فضیلت ملی ہے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ صبح کی نماز میں سورۂ حج پڑھتے ہوئے سجدہ کیا تو یہ تلاوت کے دو سجدے تھے [illegible] نماز ایک اور مرتبہ پڑھی تو پہلی رکعت میں سورۂ یوسف اور دوسری میں سورۂ نجم پڑھی اور جب [illegible] اور اذا زلزلت تلاوت کر کے رکوع کیا۔

- حضور ﷺ نے فرمایا: جو سورۂ حج کے دو سجدے نہیں کرسکتا' وہ یہ سورت پڑھا ہی نہ کرے اور جب آپ نے سورۂ النجم والا سجدہ کیا تو آپ کے ساتھ جو مسلمان' مشرک' جن وانسان بھی موجود تھے' سب نے سجدہ کیا لیکن قریش کے ایک بڈھے نے نہیں کیا' اس نے کنکر یا مٹی کی مٹھی لے کر اپنی پیشانی کی طرف پھینکی اور کہنے لگا: مجھے یہی کافی ہے' اس کے بعد وہ کفر ہی کی حالت میں مر گیا۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ اذا السّماء انشقّت اور اقرأ باسم ربّك میں آنے والا سجدہ کیا۔ آپ نے سورۂ ص میں بھی سجدہ کیا اور فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے تو یہ سجدہ عبادت کے طور پر کیا تھا لیکن ہم شکرانے کے طور پر کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس سورتِ ص میں سجدہ کرتے تھے اور اشارہ اس آیت کی طرف کیا تھا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ اور آپ فرماتے تھے کہ سورۂ ص والا سجدہ پکے سجدوں میں شامل نہیں' حالانکہ حضور ﷺ نے یہ سجدہ ایک مرتبہ کیا تھا اور جب آپ نے اسے دوبارہ پڑھا تو لوگ سجدہ کے لئے تیار ہوئے' اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ تو ایک نبی کی توبہ کا ذکر ہے لیکن جہاں بھی سجدہ کا موقع ملے' کرلیا کرو چنانچہ آپ منبر سے اُترے اور ان کے ساتھ سجدہ کیا۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مدینہ جانے کے بعد کسی مفصل سورت کا سجدہ نہیں کیا۔ آپ بلند آواز والی اور خفیہ نمازوں میں آنے والی آیات پڑھتے اور سجدہ کرتے۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے عشاء کی نماز میں حضور ﷺ کے ہمراہ سجدہ کیا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے ساتھ ظہر کی پہلی رکعت میں سجدہ کیا۔ ہمیں معلوم تھا کہ آپ الم تنزیل السجدہ پڑھ رہے تھے۔ آپ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے سورت پڑھتے اور آیت سجدہ تلاوت فرما کر سجدہ کرتے اور لوگ بھی سجدہ میں جاتے جبکہ لوگوں کو ماتھا رکھنے کے لئے جگہ نہ ملتی۔ آپ نے فرمایا تھا: روکے ہوئے وقت میں سجدہ نہ کیا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی لیکن سورج طلوع ہونے اور غروب ہونے کے موقع پر انہوں نے سجدہ نہیں کیا۔ آپ جب صبح کے بعد سجدہ کی آیت پڑھتے تو سفر پر نہ جانے تک سجدہ کرلیا کرتے۔

فرع:

رسول اللہ ﷺ جب کسی اور سے سجدہ کی آیت سنتے تو امام کے سجدہ کرنے پر کرتے ورنہ نہ کرتے اور سجدہ نہ کرنے والے سے فرماتے: تم تو ہمارے امام تھے اگر تم سجدہ کرتے تو ہم بھی کرلیتے۔

- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے کہ سجدہ صرف

اسے کرنا ہوتا ہے جو آیت غور سے سنے اور اس کے لئے بیٹھے' صرف سننے والے کے لئے نہیں ہوتا۔

- حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب سجدہ سورت کے آخر میں ہو تو نمازی کی مرضی ہے' اگر چاہے تو سجدہ کرلے پھر کھڑا ہو کر تلاوت کرے اور چاہے تو رکوع ہی کرلے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب سجدہ کی آیت پڑھتیں اور بیٹھی ہوتیں تو کھڑی ہوتیں اور سجدہ کرتیں۔
- رسول اللہ ﷺ کئی مرتبہ سجدہ کی آیت پڑھ کر نہ تو خود سجدہ کرتے اور نہ کوئی پاس موجود سجدہ کرتا۔
- آپ نے فتح مکہ کے موقع پر سجدہ کی آیت پڑھی' صحابہ موجود تھے تو ان میں سے سوار اور سجدہ والوں نے زمین پر سجدہ کیا' سواروں نے اپنے ہاتھوں پر سجدہ کیا۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ کے دن منبر پر بیٹھے سورۂ نحل پڑھی جس میں سجدہ آ گیا تو آپ نے فرمایا: اے لوگو! ہمیں سجدے کا حکم ہے تو جو سجدہ کرے گا' اچھا کرے گا لیکن جو نہ کر سکے تو گنہگار نہیں ہوگا کیونکہ اللہ نے ہم پر یہ سجدہ فرض نہیں کیا' ہاں ہم چاہیں تو کر سکتے ہیں۔
- حضرت عبید اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں بیٹھے باتیں کر رہے تھے اور ادھر قرآن پڑھا جا رہا تھا' ان کی اس طرف توجہ نہ تھی' ان سے کہا گیا: کیا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا؟

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا ۝ (سورۂ اعراف: ۲۰۴)

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو۔''

دونوں بولے: یہ حکم تو فرض نماز میں آیا ہے جب امام تلاوت کر رہا ہوں اور جب وہ خطبہ میں پڑھے۔

آپ ہی کہتے ہیں: جب ذکر ہو سجدہ مسجد میں ہوا کرتا ہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سجدے میں سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں چنانچہ حضرت نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سجدہ کرتے لیکن سلام نہ پھیرتے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ آدمی پاک ہوئے بغیر سجدہ نہ کرے۔
- حضور ﷺ تلاوت کے سجدہ کی تکبیر کہہ کر سجدہ کرتے خواہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہوتے یا بیٹھ کر اور سجدہ میں یہ پڑھتے:

سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَ قُوَّتِهٖ ۝

- ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے آج صبح خواب میں دیکھا کہ درخت کی طرف سجدہ کر رہا ہوں' میں نے سجدہ کی آیت پڑھی اور درخت نے میرے سجدے کرنے پر سجدہ کر دیا' میں نے سنا تو اس درخت نے کہا الٰہی! مجھ سے بوجھ اتار دے' اس کے بدلے میں میرے لئے اجر لکھ دے اور اسے اپنے پاس میرے لئے ذخیرہ بنا دے' میری طرف سے اسے ایسے قبول فرما لے جیسے تو نے اپنے بندے داؤد علیہ السلام سے قبول فرمایا تھا۔ اس کے

بعد آپ جب بھی سجدہ کرتے تو بالکل ویسے ہی کہتے جیسے اس بندے نے درخت کا قول بتایا تھا۔

فصل:

حضورﷺ کو کوئی خوشی کی بات سناتا جس میں اس کی اور امت کی بہتری ہوتی تو آپ شکرانے کی خاطر سجدہ میں گر جاتے چنانچہ جب حضرت جبریل علیہ السلام آپ کی خدمت میں آئے اور عرض کی: یا محمد! اللہ تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے کہ جو شخص آپ پر درود پڑھے' میں اس پر درود پڑھتا ہوں اور جو سلام پڑھے میں اس پر سلام بھیجتا ہوں تو آپ سجدہ میں گر گئے' یہ اللہ کا شکرانہ تھا۔ پھر آپ نے اس وقت بھی سجدہ کیا تھا جب اللہ سے آپ نے اپنی اُمت کی خاطر شفاعت کی اجازت مانگی تو اللہ نے پوری امت کے لئے اجازت دے دی تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت سجدہ کیا تھا جب آپ کو مسیلمہ کذاب کے قتل کی خبر ملی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت سجدہ کیا جب آپ نے خارجیوں میں ذوالثدیہ کو کفار میں مرا ہوا دیکھا' یہ مشہور قصہ ہے۔

جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آئے تو نبی کریمﷺ کو سجدہ کیا' آپ نے فرمایا: اے معاذ! یہ کیا کیا؟ انہوں نے عرض کی: میں شام سے آ رہا ہوں' میں نے دیکھا تھا وہ اپنے عالموں اور پادریوں کو سجدہ کرتے ہیں تو میرے دل میں بھی خواہش پیدا ہوئی کہ میں آپ کے ساتھ ایسا کروں چنانچہ میں نے کر دیا۔ اس پر رسول اللہﷺ نے فرمایا: آئندہ ایسا کسی سے نہ کرنا۔

- حضورﷺ جب کسی لنگڑے اور عیب والے کو دیکھتے تو سجدہ میں گر جاتے اور کہا کرتے: میں اللہ سے امن و عافیت مانگتا ہوں۔ واللہ اعلم۔

باب

سجدۂ سہو

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہﷺ جب نماز میں بھول میں مبتلا ہوتے تو سہو پر (بھول پر) سجدہ کرتے' کبھی یہ سجدہ سلام سے پہلے ہوتا اور کبھی بعد میں' ایسی صورت میں آپ مسجد سے نکل کر' کلام فرما کر اور قبلہ کی طرف پیٹھ کرنے کے باوجود بھی مسجد میں لوٹ آتے تھے (کہ سجدۂ سہو کر سکیں)۔

ایک مرتبہ آپ نے ظہر کی دو رکعت اور ایک دفعہ عصر کی تین رکعت پڑھ کر سلام پھیر لیا' جب اس بارے میں بتایا گیا تو اُٹھ کھڑے ہوئے' جو رکعات رہ گئی تھیں' پڑھیں' پھر دو سجدے کئے' یہ سجدے نماز جیسے تھے اور پھر سلام پھیرا۔

- آپ جب سجدۂ سہو سے سرِ انور اٹھاتے تو کبھی تشہد پڑھ کر سلام پھیرتے اور کبھی ویسے ہی سلام پھیر دیتے۔

- حضرت ابنِ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مغرب کی دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا اور حجر اسود چومنے کے لئے اُٹھے' اس پر لوگوں نے سبحان اللہ کہا' آپ نے پوچھا: کیا ہوا؟ انہوں نے بتایا تو آپ نے باقی رکعت پڑھی اور دو سجدے کئے' لوگوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بات کی تو انہوں نے فرمایا: وہ سنت محمد ﷺ سے نہیں ہٹے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ ظہر کی دو رکعتوں سے اُٹھ کر حجرے میں چلے گئے' حضرت ذوالیدین اٹھے اور آپ کو بتایا' آپ چادر کھینچتے ہوئے غصے سے اُٹھ [illegible] لوگوں کے پاس آ گئے [illegible] کیا یہ ٹھیک ہے [illegible] آپ نے دو رکعت پڑھ کر سجدے کئے اور پھر سلام پھیرا۔

- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب سہو کے بارے میں پوچھا گیا (کہ کس بنا پر ہوتا ہے) تو فرمایا اس طرح کہ تم بیٹھنے کی بجائے اُٹھ بیٹھو یا کھڑے ہونے کی بجائے بیٹھ جاؤ یا دو رکعت پڑھ کر (چار یا تین کی جگہ) سلام پھیر دو نیز اس باب کے پیچھے آ رہا ہے کہ حضرت ابو سعید' حضرت ابن زبیر اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہتے تھے کہ جو (امام کے پیچھے) ایک بھی رکعت میں شامل ہو گیا' سہو کے دو سجدے اس پر لازم ہو گئے۔

- حضور ﷺ فرماتے تھے کہ جب کسی کو اپنی نماز میں شک پڑ جائے' اسے پتہ نہ چل سکے کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو تو انہیں ایک ہی رکعت شمار کرے اور اگر نہیں جانتا کہ دو پڑھی ہیں یا تین تو انہیں دو ہی شمار کرے اور اگر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ تین پڑھی ہیں یا چار تو انہیں تین ہی شمار کرے اور پھر جتنی رکعتوں کا یقین کر لیا ہے' آگے انہی کو پورا کرے اور سجدے اس وقت کرے جب نماز سے فارغ ہو بشرطیکہ بیٹھا ہو' سلام پھیر لے لیکن اگر اس نے پانچ پڑھ لی ہیں تو (ایک اور ملا کر) جوڑا ہو جائے گی اور اگر ایک کی بجائے چار ہی پوری کر دے تو یہ شیطان کے لئے تکلیف کا سبب ہوں گی۔

- آپ نے مزید فرمایا: جس نے نماز پڑھی اور اسے کم رکعت پر نقصان معلوم ہوا تو اور پڑھ لے حتیٰ کہ زیادہ میں شک رہ جائے کیونکہ بندے کو اسی کا حساب دینا ہوگا جو اس کی عقل میں آئے۔

- آپ نے فرمایا: میں تمہاری طرح کا بشر ہوں' بھول میں ویسے ہی مبتلا ہوتا ہوں جیسے تم ہوتے ہو' یہ میری سنت بن جاتی جب ایسا ہو جائے تو مجھے یاد دلایا کرو اور جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو تو درست کی سوچ کرے اور پھر اسی کے مطابق نماز مکمل کرے اور پھر سلام پھیرے اور اس کے بعد دو سجدے کرے۔

- آپ فرماتے تھے کہ شیطان آدمی اور اس کے جی کے درمیان آ جاتا ہے' اسے کہتا ہے یہ یاد کرو وہ یاد کرو' اس [illegible] وہ جان نہیں پاتا کہ کتنی رکعت پڑھی ہیں' ایسی صورت بن جائے تو سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔

- حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے نماز کی ایک رکعت رہتے پر سلام پھیر دیا اور

باہر تشریف لے گئے' حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے جا ملے اور بتایا کہ ایک رکعت رہ گئی ہے' آپ واپس مسجد میں آئے' حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا تو انہوں نے تکبیر پڑھی چنانچہ آپ نے وہ رکعت پڑھائی۔

- آپ نے یہ بھی فرمایا: جب تم میں سے کوئی دو رکعت پڑھ کر کھڑا ہو لیکن پوری طرح کھڑا نہیں ہوا تو تشہد کے لئے بیٹھ جائے لیکن اگر پوری طرح کھڑا ہو جائے تو بیٹھنے کی ضرورت نہیں' بھول کے دو سجدے کر لے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ سے بھی یہ واقعہ گذرا تھا' لوگوں نے سبحان اللہ کہا لیکن آپ واپس نہیں بیٹھے اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو دو سجدے کئے اور سلام پھیرا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھ لی' اس پر عرض کی گئی: کیا نماز بڑھا دی گئی ہے؟ فرمایا نہیں' بات کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: آپ نے پانچ پڑھی ہیں' چنانچہ آپ نے سلام کے بعد دو سجدے کئے' پھر تشہد پڑھا اور سلام پھیرا۔
- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یونہی کرتے تھے۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ نماز پڑھائی لیکن پہلی رکعت میں کچھ نہ پڑھا' جب دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو فاتحہ کے بعد سورت پڑھی اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو سلام کے بعد دو سجدے کئے۔
- کبھی ایسا ہوتا کہ حضور ﷺ سے تکبیریں رہ جاتیں لیکن ان کے ترک کرنے پر آپ سجدہ نہ کرتے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سورۂ فاتحہ کے علاوہ کسی سورت کے رہ جانے پر سجدہ نہ کرتے اور یونہی سری نماز کے لئے جہر کرنے اور جہری کی جگہ سری پڑھنے پر بھی سجدہ نہ کرتے۔
- حضرت سعد بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ ظہر کی نماز میں بلند آواز سے تلاوت کر دی' لوگوں نے (یاد دلانے کے لئے) سبحٰن اللّٰہ کہا لیکن انہوں نے تلاوت جاری رکھی اور جب نماز پوری کر لی تو کہا کہ ہر مرتبہ میں قراءت ہوتی ہے تو میں نے خلافِ سنت کام نہیں کیا' میں نے بھول کر تلاوت کی ہے چنانچہ اچھا نہیں لگا کہ قراءت روک دوں۔
- حضرت انس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایک مرتبہ ظہر اور عصر میں بلند آواز سے تلاوت کی لیکن سہو کا سجدہ نہیں کیا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ لوگ کسی طرف توجہ کرنے' دل میں باتیں کرنے اور مسلسل سوچ بچار کی وجہ سے سجدہ نہ کرتے تھے' یونہی امام کے پیچھے اپنی بھول کی بنا پر بھی سجدہ نہیں کرتے تھے' وہ کہتے تھے کہ امام مقتدیوں کے خیالات کا بار اُٹھایا کرتا ہے چنانچہ رسولِ اکرم ﷺ یونہی فرماتے تھے کہ جو شخص امام کے پیچھے بھول

جائے اس پر بھول کا بوجھ نہیں پڑتا' امام ہی اس کے لئے کافی ہوتا ہے لیکن اگر امام بھول جاتا ہے تو اس کی بھول مقتدیوں کی بھول بن جائے گی۔

باب

نمازِ جمعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجدوں میں جماعت کے ساتھ ملنے کا شوق دلایا کرتے' خاص طور پر صبح اور عشاء کا' فرماتے تھے: لوگ قیامت کے دن اللہ کے ہاں اس درجے کے لحاظ سے بیٹھیں گے جس قدر وہ جمعہ اور جماعت میں تیزی دکھاتے رہے ہوں گے۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے تو ایسا ہوگا جیسے اس نے ساری رات نماز پڑھی۔
- آپ فرماتے تھے: جو صبح کی نماز جماعت میں پڑھ لے تو وہ اللہ کے ذمے میں ہو جاتا ہے لہٰذا تم اللہ کے عہد کو نہ توڑو چنانچہ جو اسے قتل کرے گا' اللہ اسے طلب کرے گا اور اسے جہنم میں اوندھے منہ گرائیگا۔
- آپ نے فرمایا: منافقوں کو سب سے بھاری نماز عشاء اور فجر کی لگتی ہے لیکن اگر وہ ان کا اجر جان لیتے تو گرتے پڑتے ان میں شامل ہوتے۔

ایک روایت میں ہے: اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ بدھ کے دن ان میں شامل ہونے کا اجر کیا ہے تو گرتے پڑتے ان میں ضرور شامل ہوتے' اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں ان پر شامل ہونا لازم کر دیتا۔ پھر اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا پھر میں ایک آدمی کو حکم دیتا کہ لوگوں کو نماز پڑھائے' پھر اپنے ساتھ ایسے لوگوں کو لیتا جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوتے اور انہیں ان لوگوں کی طرف لے جاتا جو نماز میں شامل نہیں ہوتے اور ان کے گھر جلا دیتا۔

ایک اور روایت میں یہ ہے: میں نے ارادہ کیا کہ نوجوانوں کو حکم دوں' وہ لکڑیاں اکٹھی کر لائیں' پھر میں اس قوم کی طرف جاؤں جو بغیر بیماری کے گھروں میں نماز پڑھتے ہیں اور ان کے گھر جلا دوں' مقصد یہ ہے کہ لوگ ایک جماعت بن کر رہیں۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک نابینا شخص حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! مجھے لے جانے والا کوئی نہیں جو مسجد میں لے جائے تو کیا آپ مجھے اتنی اجازت دیں گے کہ میں گھر پر پڑھ لیا کروں' آپ نے اسے اجازت دے دی' وہ جانے لگا تو آپ نے اسے واپس بلایا اور فرمایا: اذان سنتے ہو؟ اس نے عرض کی ہاں' آپ نے فرمایا تو پھر آیا کرو۔

- حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یونہی پوچھا تھا لیکن آپ نے فرمایا تھا: تمہارے لئے اجازت نہیں۔
- حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: آپ دیکھتے ہیں کہ اس نماز سے صرف جانا پہچانا منافق ہی پیچھے رہتا ہے' ایسے میں آدمی کو دو آدمیوں کے سہارے سے لایا جاتا اور لا کر صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مؤذن کی اذان سنے اور اس کے پاس مسجد میں آنے سے کوئی رکاوٹ نہ ہو تو جو نماز وہ پڑھے گا' قبول نہیں ہوگی' ان سے کہا گیا: عذر کا مطلب کیا ہے؟ تو فرمایا کہ خوف یا بیماری۔
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہدایت کی سنتیں بتائیں' نماز انہی میں سے ہے جو اس مسجد میں پڑھی جائے جس میں اذان ہوتی ہو اور اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو اور مسجدیں چھوڑ دو تو اپنے نبی کی سنت ترک کر بیٹھو گے اور اگر ان کی سنت چھوڑ دو گے تو کافر ہو جاؤ گے۔
- آپ ہی نے فرمایا: نماز اس مسجد میں پڑھے جو پڑھنے والے آدمی کے قریب ہو' دوسری مسجدوں کی طرف نہ جائے۔
- آپ نے فرمایا: مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے بغیر نہیں ہوتی۔ پوچھا گیا: ہمسایہ کون گنا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا: جو اذان سنتا ہے۔
- آپ نے مزید فرمایا: اندھیرے میں چل کر مسجد میں جانے والوں کو یہ اچھی خبر دے دو کہ قیامت کے دن انہیں نور ملے گا۔ ایک روایت میں ہے: جو اندھیرے میں مسجد کو جائے گا وہ قیامت کے دن نور لے کر اللہ سے ملے گا۔
ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: اندھیرے میں مسجدوں کی طرف چل کر جانے والے ہی اللہ کی رحمت میں غوطے لگائیں گے۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا تھا: جو خوب اچھی طرح سے وضو کر کے مسجد میں آئے تو وہ اللہ کی زیارت کرتا ہوگا اور زیارت کرانے والے کا یہ حق ہے کہ زیارت کرنے والے کی عزت کرے۔
- آپ نے پھر فرمایا: جسے اس بات پر خوشی ہو کہ کل کو اللہ سے فرمانبردار ہو کر ملے تو ان نمازوں کی حفاظت کرے کیونکہ ان کے لئے اسے بلایا جاتا ہے۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات میرے پاس اللہ کی طرف کوئی آیا۔ ایک روایت میں ہے کہ میں نے آج رات جاگ کر اللہ کو اپنی نماز میں بہترین صورت میں دیکھا' اس نے فرمایا: اے محمد! میں نے عرض کی: الٰہی میں حاضر ہوں' فرمایا: جانتے ہو کہ آسمانی مخلوق کس بات میں جھگڑ رہی ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں جانتا' اس نے کندھوں کے درمیان دست قدرت رکھا' میں نے سینے میں اس کی انگلیوں کی

ٹھنڈک محسوس کی یا فرمایا سینے کے اُوپر' مجھے زمین و آسمان اور مشرق و مغرب میں رہنے والی ہر شے کا پتہ چل گیا' پھر فرمایا: اے محمد! آپ جانتے ہیں کہ آسمانی مخلوق کس بات میں جھگڑ رہی ہے؟ میں نے عرض کی نہیں جانتا چنانچہ اس نے میرے کندھوں پر ہاتھ رکھا تو میں نے اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک محسوس کی (یا گلے میں محسوس کی فرمایا) جس سے مجھ آسمانوں' زمین اور مشرق و مغرب کا علم ہوگیا' اس نے پھر فرمایا: اے محمد! جانتے ہو کہ اوپر والی مخلوق کس سلسلے میں جھگڑ رہی ہے؟ میں نے عرض کی: ہاں' یہ درجوں' کفاروں' جماعتوں کی طرف قدم اٹھانے' سردیوں میں وضو کرنے اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کی تیاری کرنے والوں کے سلسلے میں جھگڑ رہے ہیں لہٰذا جوان کی حفاظت کرے گا' خیریت سے رہے گا اور فوت بھی خیریت سے ہوگا' پھر گناہوں سے ایسے چھٹکارا پائے گا کہ گویا آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہے۔ پھر فرمایا: اے محمد! میں نے عرض کی: حاضر ہوں' فرمایا: جب نماز پڑھ لو تو یوں کہو: اے اللہ! میں تجھ سے نیکیاں کرنے' برائیاں چھوڑنے اور مسکینوں سے محبت مانگتا ہوں' جب تو اپنے بندوں کی آزمائش کا ارادہ کرے تو مجھے آزمائش میں ڈالے بغیر اپنے پاس بلا لے۔

راوی کہتے ہیں کہ ان درجوں سے مراد سلام پھیلانا' کھانا کھلانا' صلہ رحمی کرنا' اور رات کو لوگوں کے سونے کے وقت میں نفل پڑھنا۔

- حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص چالیس راتوں تک عشاء کی نماز باجماعت پڑھتا رہے اور پہلی رکعت میں شامل ہونا نہ چھوڑے تو اس کے بارے میں لکھ دیا جائے گا کہ یہ جہنم سے آزاد ہو چکا ہے۔
- آپ نے فرمایا: کبھی کبھی گھروں میں نماز پڑھ کر گھروں کی عزت بناؤ کیونکہ گھر میں نماز پڑھنا ایک طرح کا نور ہوتا ہے لہٰذا اپنے گھروں میں نورانیت پیدا کرو۔

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص مسجد میں نماز پڑھے اور اس میں سے کچھ حصہ گھر میں پڑھنے کے لئے بھی رہنے دے تو اللہ تعالیٰ اس نماز کی وجہ سے گھر میں بھلائی پیدا فرما دے گا۔

- آپ فرماتے تھے: جماعت سے مل کر نماز پڑھنے کی فضیلت گھر میں اکیلا پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ ہوتی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ پچیس درجے زیادہ ہوتی ہے' سب کا درجہ اس کی نماز جیسا ہوگا اور جب وہ جنگل میں پڑھتے وقت اس سے رکوع و سجود پورے طور پر ادا کرے تو پچاس نمازوں تک کے درجہ کو پہنچ جائے گی۔

فروع

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایسے میں کہ جب انسان بیمار ہو جائے یا سفر پر جائے تو اس کی نماز ویسے لکھی جائے گی جب وہ تندرستی میں گھر پر پڑھتا رہا تھا۔

- آپ فرماتے ہیں کہ جو اچھی طرح سے وضو کرے لیکن لیٹ جانے پھر اُٹھ کر دیکھے کہ لوگوں نے تو نماز پڑھ لی

ہے تو اسے اللہ تعالیٰ وہی اجر دے گا جو نماز میں شامل ہونے والے کو دے گا' اس کے اجر میں سے ذرا سا بھی کم نہیں کیا جائے گا۔

فرع:

حضور ﷺ نے عورتوں کو اجازت دے رکھی تھی کہ مسجدوں میں حاضر ہونا چھوڑے رکھیں اور فرما دیا تھا کہ گھر ہی میں پڑھنا ان کے لئے بہت بہتر رہے گا اور جب انہیں مسجد میں جانا ہی ہو تو پھر باپردہ جائیں۔

- آپ نے فرمایا تھا کہ جو عورت خوشبو لگا لے تو ہمارے ساتھ نماز میں شامل نہ ہو۔ ایک روایت میں فرمایا تھا کہ عورتوں کو اجازت دیدو کہ رات میں مسجد کو چلی جایا کریں چنانچہ عورتیں حضور ﷺ کے وصال فرمانے تک عشاء اور صبح کی نماز میں شامل ہوتی رہیں۔
- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ عورتوں کے بارے میں وہ کچھ دیکھ لیتے جو ہم دیکھ رہی ہیں تو انہیں ویسے ہی مسجدوں سے روک دیتے جیسے بنو اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔
حضرت عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتی ہیں: انہوں نے بتایا کہ پھر حضور ﷺ نے انہیں مسجد میں جانے سے منع فرما دیا تھا' حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مزید کہتی ہیں؟ میں نے اکثر حضور ﷺ کو فرماتے سنا کہ عورتوں کے لئے نماز کی بہترین جگہ گھر میں باپردہ جگہ ہوتی ہے۔
- آپ نے مزید فرمایا: نماز کا سب سے زیادہ اجر اس شخص کو ملتا ہے جو دور سے چل کر مسجد میں جائے' پھر اسے زیادہ ملے گا جو اس سے بھی زیادہ چلے اور پھر اس سے بھی زیادہ چل کر آنے والے کو ملے گا۔
- آپ نے فرمایا کہ کسی کے ساتھ مل کر نماز پڑھنے میں' اکیلا پڑھنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے' ایک آدمی کی بجائے دو کے ساتھ پڑھنے پر اس سے زیادہ ثواب ملتا ہے اور جو ان سے بھی زیادہ کے ساتھ مل کر پڑھے گا وہ اللہ کو اور زیادہ پیارا لگے گا۔
- آپ اس بات کا شوق پیدا فرماتے تھے کہ رات کو نفل نماز جماعت کرا کے پڑھیں' خواہ ساتھ دو ہی شخص ہوں جن میں ایک بچہ یا ایک عورت ہی ہو۔
- آپ فرماتے تھے کہ جو شخص رات کی نیند چھوڑ کر اُٹھ بیٹھے اور اپنی بیوی کو بھی جگا کر دونوں نفل پڑھیں تو وہ انہیں لوگوں میں لکھ دیا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرنے والے مرد وزن ہوتے ہیں۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک رات میں اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں رہا' اسی دوران حضور ﷺ نے اُٹھ کر نفل پڑھنا شروع کئے' میں بھی آپ کے ہمراہ اُٹھ کھڑا ہوا' میری عمر دس سال کی تھی' آپ نے مجھے گردن سے پکڑ کر اپنی داہنی طرف کھڑا کیا اور نماز نفل پڑھائی۔

- آپ کا حکم تھا کہ مسجد کی طرف اطمینان سے جایا کرو' ارشاد فرمایا تھا' جب تم مسجد کی طرف آؤ تو تمہارے اندر سکون واطمینان ہونا چاہئے' جلدی مت کرو' جتنی نماز مل جائے' وہی پڑھو اور باقی بعد میں پوری کرو۔ ایک روایت میں فرمایا اسے مکمل کرلو۔ واللہ اعلم۔

فصل:

امام مسجد کے لئے یہ حکم کہ نماز ہلکی پھلکی پڑھائیں

رسول اللہ ﷺ نے امامت کرنے والوں سے فرما رکھا تھا کہ لوگوں کو پڑھاتے وقت نماز لمبی نہ کیا کرو' آپ کا ارشاد تھا کہ جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی پھلکی پڑھائے کیونکہ ان میں کمزور' بیمار' بوڑھے اور کام کاج والے بھی ہوتے ہیں' ہاں اگر اکیلا پڑھے تو جتنی چاہے لمبی کرلیا کرے۔

- آپ مکمل نماز پڑھنے کے باوجود نماز کم وقت میں ہلکی پھلکی پڑھتے تھے اور فرما رکھا تھا: میں نماز شروع کرکے اسے لمبا پڑھنے کا ارادہ کرتا ہوں تو روتے بچے کی آواز سن لیتا ہوں چنانچہ نماز مختصر کرتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اس سے اس کی والدہ کو کتنی تکلیف پہنچتی ہے۔
- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو کم سے کم تلاوت کرکے اطمینان سے پڑھائی' اس سلسلے میں آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے سانس بھی نہیں لیا تو فرمایا کہ میں نے وسواس پیدا ہونے کا موقع نہیں بننے دیا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سورۂ صافات پڑھ کر نماز پڑھائی تو ہم نے دیکھا کہ آپ نے تیزی سے پڑھی۔
- آپ نماز کی پہلی رکعت میں کافی لمبی قراءت فرماتے جس کی بناء پر پیچھے رہ جانے والوں کی پہلی رکعت میں شامل ہونے کے لئے دوڑتے ہوئے قدموں کی آہٹ نہیں سنی گئی' آپ کی پشت سیدھی ہوتی' اس دوران ضرورت مند بقیع کو چلا جاتا' اپنی حاجت پوری کرکے واپس آتا' وضو کرتا اور پھر پہلی رکعت میں حضور ﷺ کے ساتھ شامل ہو جاتا یعنی رکعت کافی لمبی ہوتی۔

فصل:

امام کی پیروی کرنا

رسول اللہ ﷺ امام کی پیروی نہ کرنے سے منع فرماتے اور پیروی کا حکم فرماتے' ارشاد فرماتے' امام بنانے کا مقصد

ہی یہ ہے کہ اس کی پیروی کی جائے لہٰذا کسی اختلاف کی صورت پیدا نہ کرو' وہ تکبیر کہے تو تکبیر کہو' اس کے رکوع کرنے ہی پر رکوع کرو اور جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو اور جب وہ سجدہ کرے' تم بھی کرو اور اگر وہ بیٹھ کر پڑھتا ہے تو سب بیٹھ کر پڑھا کرو۔

ایک روایت میں ہے کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔

- آپ نے فرمایا کہ میرا بدن بھاری ہے لہٰذا مجھ سے پہلے رکوع وسجود نہ کیا کرو۔
- آپ نے فرمایا تھا: کیا تمہیں اس بات کا خوف نہیں لگتا کہ امام سے پہلے سر اٹھا لینے پر اللہ تعالیٰ تمہارا سر گدھے جیسے کر دے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایسا کرنے والے کی صورت گدھے جیسی کر دے' ایک روایت میں کتے کی صورت لکھا ہے۔
- آپ فرماتے تھے: جو نیچے کرنے اور سر اٹھاتے وقت امام سے پہل کرتا ہے تو وہ شیطان کے قبضے میں ہوتا ہے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے' خواہ رکوع سے یا سجدہ سے تو اسے امام کے مطابق سر کو اُٹھانا چاہئے۔
- آپ عورتوں سے فرماتے تھے: تم میں سے جن کا اللہ اور قیامت پر ایمان ہے تو وہ اس وقت تک اپنے سر نہ اٹھایا کریں جب تک مرد اپنے سر نہیں اٹھاتے' آپ نے اسے اس لئے ناپسند فرمایا کہ تنگ لباس کی وجہ سے عورتیں' مردوں کی قابل پردہ جگہیں نہ دیکھ سکیں۔
- آپ اکثر فرمایا کرتے: اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں لہٰذا مجھ سے پہلے نہ تو رکوع کیا کرو' نہ سجدہ' نہ قیام' نہ قعدہ (بیٹھنا) اور نہ ہی مجھ سے پہلے سلام پھیرا کرو۔

فصل:

مجبوری کی بناء پر نماز جلد مکمل کرنا

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضور ﷺ نمازیں پڑھاتے وقت امامت کرنے والوں میں اس بات کا شوق پیدا کرتے تھے کہ نماز ہلکی اور جلد پڑھ لیا کریں لیکن حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ لمبی کرنا پسند فرماتے تھے چنانچہ ایک دن آپ نے نماز پڑھائی تو ایک شخص کھجوروں کو پانی لگانے آیا' وہ مسجد میں لوگوں کے ساتھ شامل ہو گیا اور جب اس نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز لمبی کرتے دیکھا تو نماز چھوڑ کر درختوں کو پانی لگانے چلا گیا' حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز مکمل کی تو ان سے اس بات کی شکایت کی گئی' آپ نے فرمایا: وہ منافق تھا' کیا صرف درختوں کو پانی لگانے کی وجہ سے نماز میں جلدی کر رہا تھا؟ اس بات کا اس شخص کو پتہ چلا تو وہ حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا' حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی

موجود تھے' اس شخص نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں درختوں کو پانی دینے کا ارادہ لے کر آیا تھا' مسجد میں اس لئے آ گیا کہ جماعت سے نماز پڑھ لوں اور جب انہوں نے نماز لمبی کر دی تو میں نے نماز چھوڑ دی اور درختوں کو پانی لگانے چلا گیا جس پر انہوں نے مجھے منافق کہا ہے۔

حضور ﷺ یہ سن کر حضرت معاذ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تو کیا تم لوگوں کو آزمائش میں ڈالتے ہو؟ لمبی نماز نہ کیا کرو سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا جیسی سورتیں پڑھا کرو۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک جامع مسجد میں دوسری بار جماعت کرانا ناپسند فرماتے تھے کیونکہ اس سے امام کی امامت میں اختلاف کا پہلو نکلتا ہے اور جماعت میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔

- اکثر رسول اللہ ﷺ نفل اکیلے پڑھتے' انہیں لمبا کرنے کا ارادہ کرتے تو دیکھ کر لوگ آپ کے ساتھ شامل ہوتے' جب آپ نے محسوس کیا تو انہی نفلوں کی امامت فرمائی اور انہیں ہلکا پھلکا پڑھا۔
- آپ فرماتے تھے: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھائے تو کمزور لوگوں کا خیال رکھا کرے۔

فصل:

ضرورت کے وقت امام کا نائب مقرر کرنا

رسول اللہ ﷺ جب کسی ضروری کام کے لئے جانے کا ارادہ فرماتے اور نماز کا وقت ہو جاتا تو اپنا نائب مقرر فرماتے تاکہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ اکثر آپ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمے لگاتے کہ جب نماز کا وقت ہو جایا کرے اور میں نہ آسکوں تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہہ دیا کرو کہ نماز پڑھائیں چنانچہ ایک دن رسول اللہ ﷺ بنو عمرو بن عوف کی صلح صفائی کے لئے تشریف لے گئے' اسی دوران نماز کا وقت ہو گیا' مؤذن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف آیا اور کہنے لگا آپ نماز پڑھائیں تو میں تکبیر کہہ دوں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں کہہ دو چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھانے لگے' اسی دوران حضور ﷺ تشریف لے آئے' لوگ نماز میں مصروف تھے' آپ صفیں چیرتے ہوئے پہلی صف میں کھڑے ہو گئے جس پر لوگوں نے سیٹیاں بجائیں' ابھی سیٹیاں بجانے سے روکا نہیں گیا تھا' حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادھر ادھر نہیں دیکھا کرتے تھے لیکن جب لوگوں نے مسلسل سیٹیاں بجانا شروع کر دیں تو انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہوئے ہیں لہذا پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا لیکن آپ نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر کھڑے رہئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات پر شکرانے کے لئے ہاتھ اٹھائے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں کوئی حکم فرمایا ہے اور پھر پیچھے ہو کر پچھلی صف میں جا کھڑے ہوئے اس پر حضور ﷺ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی' پھر فارغ ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: میں نے جب تمہیں ٹھہرے رہنے کو کہا تھا تو تم پیچھے کیوں ہٹ گئے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔

ابوبکر میں یہ جرأت کہاں کہ اللہ کے رسول کے ہوتے ہوئے نماز پڑھائے۔ چنانچہ اس موقع پر امام کو مقتدی بننا پڑا تھا کیوں کہ وہ تشریف لائے تھے جنہوں نے انہیں اپنا نائب بنایا تھا اور یہی معاملہ اس وقت بھی دیکھنے میں آیا تھا جب حضور ﷺ کی بیماری کی وجہ سے آپ نے نماز پڑھائی تھی چنانچہ اس موقع پر حضور ﷺ ہی امام بنے تھے جبکہ ابوبکر مقتدی بن کر آپ کی کہی تکبیریں لوگوں تک پہنچانے لگے تھے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب بیماری کے دنوں میں حضور ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی تو صحابہ کے دو گروہ بن گئے' ایک نے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی آگے تھے' آپ پچھلی صف میں تھے لیکن دوسرا گروہ یہ کہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ہی آگے ہوئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس سلسلے میں کہتے ہیں: جس نے یہ کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقتدی بن کر نماز پڑھی تھی تو یہ واقعہ اُحد کے دن نمازِ ظہر میں پیش آیا تھا' یہ واقعہ آپ کے وصال سے ایک دن پہلے ہوا اور جس نے یہ کہا کہ حضرت ابوبکر نے حضور ﷺ کی بیماری کے موقع پر امام بن کر نماز پڑھائی تو یہ واقعہ صبح کی نماز پر پیر کے دن پیش آیا تھا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے گھر میں ایک رکعت پڑھ کر دوسری رکعت حضرت ابوبکر کے پیچھے اس صورت میں پڑھی کہ آپ کو بیماری سے ذرا افاقہ ہو گیا تھا' یہ صبح کی نماز تھی۔

- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ دو چیزیں ہیں کہ جن کے بارے میں میں کسی سے نہیں پوچھوں گا کیونکہ میں نے خود حضور ﷺ کو یہ دونوں کام کرتے دیکھا ہے: ایک تو موزوں پر مسح کرنا اور دوسرے آدمی کا اپنی رعیت کے پیچھے نماز پڑھنا چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ انہوں نے سفر کے دوران حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی کیونکہ آپ کسی ضرورت سے پیچھے رہ گئے تھے' عادتِ مبارکہ تھی کہ قضاءِ حاجت کے لئے دور تشریف لے جاتے چنانچہ جب آپ نے وضو فرمایا اور لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل ہو گئے تو آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صبح کی نماز پڑھاتے دیکھ لیا تھا' وہ دوسری رکعت میں تھے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع دینے کی کوشش کی جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے روک دیا چنانچہ ہم نے وہ رکعت حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے پڑھی اور جو رہ گئی تھی اسے بعد میں پورا کیا۔

عنقریب انشاء اللہ اس واقعہ کی زیادہ وضاحت آئے گی۔ واللہ اعلم۔

فصل:

جماعت سے رہ جانے والے کا حکم

رسول اللہ ﷺ جب لوگوں کو نماز پڑھاتے اور کوئی ایسے وقت میں آ جاتا جب دوسرے نماز پڑھ لیتے' آپ فرماتے کہ اس کا تعاون کون کرے گا کہ اس کے ساتھ نماز پڑھے؟ چنانچہ کچھ لوگ تیار ہو کر اسے ساتھ لیتے اور نماز کے لئے الگ جماعت کرا لیتے۔ آپ نے فرما رکھا تھا کہ جو نماز سے فارغ ہونے تک امام کے ساتھ رہے تو اس کے لئے رات تک کے روزے کا ثواب لکھ دیا جائے گا۔

- آپ فرماتے تھے کہ جس سے امام کے ساتھ فاتحہ سننا رہ گئی' وہ بڑی بھلائی سے محروم ہو گیا۔
- ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا: میں اپنے گھر میں نماز پڑھوں تو پھر امام کے ساتھ مسجد میں جا کر آخری رکعت سے مل سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا: ہاں مل سکتے ہو اس پر اس شخص نے کہا: تو پھر میں کونسی نماز اپنی شمار کروں؟ اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا: کیا یہ تمہارے قبضے میں ہے؟ یہ تو اللہ کا کام ہے کہ وہ جس کو چاہے تمہاری (فرض نماز) بنا دے۔ آپ لوگ فصل کے آخر میں حضور ﷺ کا یہ قول پڑھیں گے: اسے نفل سمجھو۔
- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میں نے جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھی لہٰذا فرمایا: کیا وجہ ہے کہ تم لوگوں کے ساتھ نہیں مل سکے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں یہ نماز گھر پر پڑھ چکا تھا کیونکہ میرا خیال تھا کہ آپ نماز پڑھ چکے ہوں گے' آپ نے فرمایا جب تم آ ہی پہنچو اور لوگوں کو جماعت میں شامل دیکھو تو ان کے ساتھ مل جاؤ' وہ جو تم نے پڑھ رکھی ہو گی وہ نفل بن جائے گی اور یہ فرض شمار ہو گی۔
- آپ پیچھے رہ جانے والے کو حکم فرماتے کہ ہر حال میں امام کے ساتھ مل جاؤ' پھر یہ فرمایا تھا کہ جس رکعت کا رکوع نہ مل سکے' اسے اپنی رکعت شمار نہ کرو' پھر آپ نے فرمایا تھا کہ جب تم نماز پڑھنے آؤ اور ہمیں سجدہ کرتے دیکھو تو سجدہ کرو مگر اسے رکعت شمار نہ کرو' ہاں امام کے ساتھ جو پوری رکعت پا لیتا ہے' وہ ایسے ہوتا ہے جیسے اس نے پوری نماز پا لی۔

ایک روایت میں ہے: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے آئے اور امام کسی اور حال میں ہو تو وہ وہی کچھ کرتا جائے جو امام کر رہا ہے۔

- آپ فرماتے ہیں: جسے امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھنے کا موقع مل جائے تو یوں سمجھو کہ اسے جماعت کا ثواب

مل گیا اور جس نے دیکھا کہ امام سلام پھیرنے سے پہلے بیٹھا ہوا ہے اور وہ ساتھ مل گیا تو اسے نماز اور اس کی فضیلت حاصل ہوگئی۔

- حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب تم رکوع میں امام کے ساتھ مل جاؤ اور اس کے سر اُٹھانے سے پہلے اس کے ساتھ رکوع کرلو تو سمجھو کہ رکعت مل گئی لیکن اگر تمہارے رکوع سے پہلے اس نے سر اُٹھا لیا تو تمہاری وہ رکعت رہ گئی اور اگر تم ایسے لوگوں کے پاس جاؤ جو رکوع میں ہیں اور تم تکبیر کہہ شامل ہو جاؤ تو وہ رکعت تمہیں مل گئی خواہ تم کچھ بھی نہیں پڑھ سکے۔

- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب تم امام کے ساتھ اس حالت میں جا ملو کہ لوگ آخر میں بیٹھے ہوئے ہوں' تو کھڑے کھڑے تکبیر کہہ کر بیٹھ جاؤ اور بیٹھنے کے قریب جا کر بھی تکبیر کہہ دو تو یہ دو تکبیریں ہوں گی' پہلی تو وہ ہوگی جو کھڑے ہوتے ہوئے نماز شروع کرنے کی ہوگی اور دوسری گویا سجدہ کی شمار ہوگی پھر بات نہ کرے تو اس پر نماز واجب ہوگئی جسے اس نے شروع کیا لیکن اسے ان کے ساتھ بیٹھنے پر رکعت نہ گنے اور بیٹھ کر وہی پڑھے جیسے وہ پڑھتے ہیں۔

- حضرت عمرو بن شرید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں یہ ہوتا کہ کوئی آدمی آتا' اس کی کچھ نماز رہ گئی ہوتی تو وہ لوگوں سے اشارہ کے ذریعے پوچھتا کہ تم نے کتنی رکعت پڑھ لی ہیں؟ وہ اشارہ کرتے کہ مثلاً دو یا تین پڑھی ہیں تو پہلے وہ فوت ہونے والی نماز پڑھتا اور پھر جماعت کے ساتھ شامل ہو جاتا' اسی دوران حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے' لوگوں نے ان کی طرف اشارہ کیا' وہ لوگوں کی باتوں کی پرواہ کئے بغیر امام کے ساتھ شامل ہو گئے۔ لوگوں نے یہ بات حضور ﷺ تک پہنچا دی تو آپ نے فرمایا کہ معاذ نے تمہارے لئے ایک راہ (سنت) پیدا کر دی ہے۔

علماءِ کرام کہتے ہیں: یہی وہ وجہ تھی جس پر ایک صحابی نے اس بات کو ناپسند کیا تھا کہ آدمی اپنے طور پر نماز شروع کرے اور بعد میں امام کے ساتھ ملے۔ ایک اور صحابی نے ایسا کرنے کی اجازت دی تھی کیونکہ پہلے بتایا جا چکا ہے: حضور ﷺ نے گھر پر صبح کی ایک رکعت پڑھی پھر باہر نکل کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے باقی رکعت پڑھی تھی۔ واللہ اعلم۔

- حضرت ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ لوگ امام کے پیچھے نہ پڑھتے اور ان کی طاق رکعت ہوتی جبکہ امام دوسری میں ہوتا تو اس کے بیٹھنے کے دوران وہ کھڑے ہو جاتے اور جب وہ کھڑا ہوتا' یہ لوگ بیٹھ جاتے چنانچہ حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تھی تو انہوں نے فرمایا تھا کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہارے لئے ایک راہ نکالی ہے تو تم اسے اپنا لو۔

- آپ نے یہ بھی فرمایا: جب امام نماز پوری کرے اور تشہد پڑھنے پر کوئی بات کرنے سے پہلے بے وضو ہو جائے تو

اس کی اور امام کے پیچھے پڑھنے والوں کی نماز پوری ہو جائے گی۔ یہ حدیث شروط الصلوٰۃ کے باب میں گذر چکی ہے۔

- آپ نماز چھوٹ جانے والے سے فرماتے تھے کہ جتنی رہ گئی ہے' وہی پڑھے' زیادہ نہ پڑھے چنانچہ حضورﷺ غزوۂ تبوک میں جب پیچھے رہ گئے تو تشریف لائے اور دیکھا کہ لوگ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے چنانچہ آپ نے ان کے پیچھے نماز پڑھی اور جب انہوں نے سلام پھیرا تو حضورﷺ نماز مکمل کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور وہ رکعت پڑھی جو آپ سے رہ گئی تھی' اس سے زیادہ نہیں پڑھی' پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تم نے اچھا اور درست کام کیا ہے جو قابلِ رشک ہے کہ نماز وقت پر پڑھ لی ہے۔

اس حدیث میں یہ دلیل موجود ہے کہ انسان اس شخص کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے جسے اس نے آگے کھڑا نہیں کیا۔

- حضرت ابو سعید' حضرت ابنِ زبیر اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ جو ایک رکعت میں شامل ہو' اس پر لازم ہے دو سجدے سہو کے لئے کرے۔
- حضورﷺ اکثر ایسے شخص کو حکم فرماتے' جس نے گھر میں نماز پڑھی پھر مسجد میں آ کر جماعت سے ملا' کہ وہ نماز دوبارہ پڑھے' پھر ارشاد فرمایا تھا کہ: اسے نفل شمار کر لو۔
- حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب مسجد میں ایسے وقت آتے جب لوگ نماز پڑھ چکے ہوتے تو پہلے فرض ہی پڑھتے' اس سے پہلے کچھ نہ پڑھتے۔

ایک دن آپ مسجد میں آئے' لوگوں نے نماز پڑھی لیکن آپ نے ان کے ساتھ نہیں پڑھی' اس پر ایک شخص نے پوچھا کہ آپ نے ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟ فرمایا: میں نے رسول اللہﷺ سے سن رکھا ہے' فرماتے تھے کہ ایک دن میں (ایک ہی نماز) دو مرتبہ نہ پڑھو حالانکہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اکرمﷺ نے فرمایا: جب تم گھر پر نماز پڑھ چکو' پھر مسجد میں امام کے ساتھ موقع ملے تو صبح اور مغرب کی نماز چھوڑ کر باقی کوئی بھی نماز ہو' اس کے ساتھ پڑھو کیونکہ یہ دو مرتبہ نہیں پڑھی جا سکتیں۔ واللہ اعلم۔

فصل:

جماعت میں شامل ہونے سے کسے روکنے کی اجازت ہے

باب اداب المسجد میں اس سے پہلے رسول اللہﷺ کا یہ فرمان گذر چکا ہے کہ: جو تھوم یا پیاز کھائے' وہ ہماری مسجد میں نہ آئے تاہم اسی سلسلے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ قول بھی ملتا ہے: کہ حضورﷺ نے جو آخری کھانا کھایا تھا اس میں پیاز موجود تھا۔

باب الاذان میں بتایا جا چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مؤذن کو حکم فرماتے تھے کہ سرد اور بارش والی راتوں میں حی علی الصلوٰہ اور حی علی الفلاح کی جگہ یوں کہا کریں: "اَلَا صَلُّوْا فِیْ رِحَالِکُمْ" (سن لو! اپنی نمازیں گھروں ہی میں پڑھو) سفر ہو یا حضر، یونہی کیا کرو۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایسے ہی موقع پر جمعہ کے دن مؤذن کو یہی حکم دیتے اور فرماتے کہ جمعہ بھی ایک واجب کام ہے لہٰذا میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تمہیں گھروں سے نکالوں اور تم کیچڑ اور پھسلن میں چلتے پھرو۔
- رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جب تم میں سے کوئی کھانا کھانے بیٹھا ہو تو (نماز کی) جلدی نہ کرے، کھانا کھائے خواہ نماز کھڑی کیوں نہ ہو چکی ہو۔ یونہی آپ مریض کو بھی اجازت دیتے تھے کہ جماعت سے نہ ملے چنانچہ وصال مبارک کے دنوں میں تین دنوں تک آپ بھی باہر نہ نکل سکے تھے۔
- آپ نے فرمایا تھا: کھانا موجود ہوتے ہوئے اور پیشاب پاخانے کی حاجت پر نماز نہیں ہو سکتی اور جب ایسا ہو کہ نماز کھڑی ہو جائے اور تمہیں بیت الخلاء جانے کی ضرورت ہو تو نماز سے پہلے اس سے فارغ ہو جاؤ۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: آدمی وہ سمجھدار شمار ہوتا ہے کہ وہ پہلے اپنی حاجت پوری کرے تاکہ نماز کی طرف آئے تو اس کا دل (خیالات سے) فارغ ہو چکا ہو۔

باب المواقیت میں اس مسئلہ کا ذکر تفصیلی ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب

امام کیسا ہو اور امامت کا بیان

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے ساتھیوں (مسلمانوں) کو پختہ یقین اور ثواب کی نیت سے پانچ نمازوں کی امامت کرائے تو اس کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ بھی قیامت کی ایک نشانی ہو گی کہ مسجدوں والے دربدر پھریں گے لیکن (صحیح اور مسائل سے واقف) امام نہیں مل سکے گا جو انہیں نمازیں پڑھائے۔
- آپ کا یہ بھی ارشاد ہے: جب نمازی تین یا اس سے زیادہ ہوں تو ان میں سے ایک ان کا امام بن جائے تاہم امامت کا زیادہ حقدار وہ ہو گا جو سب سے زیادہ بہتر طور پر قرآن پڑھ سکے اور اگر وہ ایک ہی طرح کے قاری ہوں تو ان میں سب سے زیادہ واقفِ سنت ہو گا، اگر سنت سے واقفیت میں برابر ہوں تو سب سے قدیم ہجرت والا ہو (یہ شرط آپ کے قریبی عہد میں ممکن تھی) اور ہجرت میں بھی ایک جیسے ہوں تو سب سے زیادہ عمر والا ہو، (پھر فرمایا) کوئی شخص کسی کی حکومت میں امامت نہ کرائے (اس وقت حکمران خلیفہ نماز پڑھاتا تھا) اور نہ ہی اس کی

عزت کی خاطر اس کی اجازت کے بغیر گھر میں بیٹھا رہے۔

ایک اور روایت میں یہ زیادہ ہے: اگر عمر میں برابر ہوں تو زیادہ خوبصورت چہرے والا امام بنے۔

- حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے قرآن سب سے زیادہ بہتر پڑھنے والے کی شرط اس لئے لگائی تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بڑوں کو سلام کرتے تھے اور ان کی تلاوت سے پہلے نماز پڑھ لیتے تھے چنانچہ آپ نے حکم دیا کہ سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والا نماز پڑھائے۔
- حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے: ہم وہ لوگ ہیں جنہیں قرآن سے پہلے ایمان ملا چنانچہ ہمارا اس قرآن پر ایمان بڑھ گیا لیکن تمہیں ایمان سے پہلے ہی قرآن مل گیا چنانچہ تمہارا ایمان وہ نہیں۔
- رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جو کسی قوم کی زیارت کو جائے تو امام نہ بنے بلکہ انہیں میں سے امام بنے۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرمایا کرتے تھے: مستقل امام اس سے بہتر ہوتا ہے جو ملنے آئے چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسجد میں آتے اور لوگ انہیں کہتے کہ نماز پڑھایئے تو وہ فرمایا کرتے: تمہارا اپنا امام بہتر ہے' یونہی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے صحابہ کے امام نہ بنتے' فرمایا کرتے: ہم ایسے لوگوں کو نماز کیونکر پڑھا سکتے ہیں جن کی وجہ سے اللہ نے ہمیں ہدایت دی اور ان کی بیویوں سے نکاح کیسے کر سکتے ہیں۔

- رسول اکرم ﷺ دو شخص ہونے پر فرمایا کرتے: اذان کہو' تکبیر پڑھو اور تم میں سے بڑا امام بنے۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا: جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے' اسے یہ نہیں جچتا کہ کسی قوم کا ان کی اجازت کے بغیر امام بنے اور نہ ہی ان کے سامنے دعاء کے لئے اپنا نام پیش کرے کیونکہ اگر وہ ایسا کرے گا تو ان سے خیانت کرنے والا ہوگا۔

حضور ﷺ جب دیکھتے کہ کوئی شخص ایسے کر رہا ہے تو اس کے کندھے پر ضرب لگاتے اور فرماتے: اپنے آپ کو ایک عام آدمی سمجھو' عام و خاص میں یوں فرق کرو جیسے آسمان اور زمین میں ہے۔

- آپ اس بات کی اجازت دیتے کہ اندھا امام بنے چنانچہ مدینہ میں آپ نے دو مرتبہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نائب بنایا جو نمازیں پڑھایا کرتے حالانکہ وہ نابینا تھے' پھر حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنی قوم کے امام تھے' وہ بھی نابینا تھے' ایک دن رسول اکرم ﷺ سے انہوں نے عرض کی تھی: یا رسول اللہ! اندھیرا اور سیلاب ہوتا ہے' میں نابینا ہوں لہٰذا آپ میرے گھر تشریف لا کر ایسی جگہ بتا دیں جہاں میں نماز پڑھا کروں چنانچہ آپ تشریف لے گئے اور فرمایا: بتاؤ! کہاں نماز پڑھوں؟ انہوں نے اشارہ سے بتایا تو آپ نے وہاں نماز پڑھی۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت ایک نابینا کی امامت ناپسند فرمائی جب دیکھا کہ لوگ کھڑا ہونے سے لے اسے قبلہ کی جانب کر رہے تھے۔ آپ کی عادت تھی کہ ایسے شخص کو پیچھے کر دیتے جو عجمی بولی بولتا یا

واضح غلطیاں کرتا۔

- حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اپنی قوم کی امامت کروں کیونکہ امام کے دل میں یہ کھٹکا پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ اپنی قوم میں فضیلت نہ رکھتا تو لوگ اسے اپنے آگے کھڑا نہ کرتے اور جب ایک مرتبہ ایسا ہوا تو انہوں نے کہا: آج کے بعد میں امام نہیں بنوں گا۔

اکثر آپ یہ بھی بتاتے تھے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ: اذان کی خواہش رکھ لیا کرو لیکن امامت کرنے میں جلد بازی نہ کرو۔

- رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ عورت کسی مرد کو امین نہ بنائے جبکہ اکثر آپ فرماتے: کبھی بھی وہ قوم کامیاب نہیں ہو سکے گی جنہوں نے اپنی حکومت کسی عورت کے سپرد کر دی۔

- آپ نے آزاد لوگوں کو اجازت دے دی تھی کہ غلام کو امام بنالیں چنانچہ حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام تھے جو ان کے گھر میں امام تھے اور حضرت سالم' حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام تھے جبکہ ابوعمرو' حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام تھے' یہ دونوں امامت کراتے تھے حالانکہ آزاد نہیں ہوئے تھے چنانچہ حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اوّلین ان مہاجرین کی امامت کراتے تھے جو حضور ﷺ سے پہلے قباء میں پہنچے تھے کیونکہ یہ ان میں سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والے تھے حالانکہ اس وقت ان میں حضرت عمر بن خطاب اور حضرت ابوسلمہ بن اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی موجود تھے جبکہ حضرت ابوعمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے بہت سے لوگوں کے امام رہ چکے تھے۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مدینہ میں رہنے والوں کے لئے نماز کی تکبیر کہی گئی' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وہاں زمین تھی' اس مسجد والوں کا امام ایک غلام شخص تھا' حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھنے آئے تو اس غلام نے کہا: آگے آیئے اور نماز پڑھایئے! آپ نے فرمایا: تمہاری اس مسجد میں تم زیادہ حق دار ہو چنانچہ اس غلام ہی نے نماز پڑھائی۔

- حضور ﷺ نے فرمایا: حرام زادہ تین میں سے زیادہ شر پسند ہوتا ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ اسی وجہ سے میں اس کی امامت مکروہ سمجھتا ہوں۔

حضرت ابن بشر اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے حرام زادے کے متعلق اس لئے ایسے فرمایا تھا کہ اس کے ماں باپ اسلام لائے تھے لیکن وہ نہیں لایا تھا تاہم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس پر والدین کی طرف سے کوئی بوجھ نہیں ہوتا۔

- آپ نے عورتوں کو اجازت دی تھی کہ اپنا مؤذن بنالیں اور کوئی ان میں سے انہیں نماز پڑھا دے چنانچہ حضور ﷺ

اُم ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملنے ان کے گھر تشریف لے گئے' انہوں نے ایک دن آپ سے اجازت مانگی کہ وہ اپنے گھر میں مؤذن مقرر کرلے تو آپ نے اجازت دیدی اور پھر آپ نے انہیں حکم دیا کہ گھر والی عورتوں کی امامت کیا کرو۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورتوں کی امامت کرتیں' ان کے درمیان کھڑا ہوتیں' آگے نہ بڑھتیں۔ یہ بات اس باب کے بعد آرہی ہے۔
- آپ ظالم حکمران کے بارے میں امامت کی اجازت دیتے اور فرماتے: ہر نیک اور بد کے پیچھے نماز پڑھو (ہاں عقیدہ درست ہو) چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجیوں (ابھی عقیدہ درست ہوگا) کے پیچھے نماز پڑھ لیتے اور فرماتے جو حیّ علی الصلوٰۃ (نماز کی طرف آؤ) کہے' مجھے منظور ہے لیکن جو کہے کہ آؤ: اپنے بھائی کو قتل کرو اور اس کا مال لوٹ لو' تو اس کے بارے میں میں انکار کرونگا۔ پھر حضرت حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما مروان کے پیچھے نماز پڑھتے لیکن گھر جا کر نہ لوٹاتے۔ علاوہ ازیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حجاج کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے حالانکہ وہ بڑا ظالم تھا' جن صحابہ وتابعین کو اس نے بے گناہ اور ظلم کرتے ہوئے قتل کیا تھا' ان کی گنتی ایک لاکھ بیس ہزار بنتی تھی' حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہی میں شامل تھے' رہے ابن زبیر تو سولی کے بعد اس نے انہیں یہودیوں کے قبرستان میں پھینک دیا تھا جبکہ حضرت سعید بن جبیر کو کوڑا خانہ میں پھینکا تھا۔

ہمارے استاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ اجازت اس وقت ہے جب ایسے شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھنے میں فتنہ کا اندیشہ ہو جیسے عنقریب آئے گا ورنہ تو حضور ﷺ اکثر فرماتے تھے: اپنے امام بہتر لوگ بنایا کرو کیونکہ یہ تمہارے رب کے سامنے وفد لے کر پیش ہوں گے۔

- آپ فرماتے تھے: جو ایسے لوگوں کا امام بنے جو اسے پسند نہ کریں تو اس کی نماز اس کے کانوں سے آگے نہ جائے گی۔

علماء فرماتے ہیں: یہ اس وقت ہے جب اکثر لوگ اسے ناپسند کریں چونکہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ ہو چکا ہے کہ لوگوں نے ان کے دور میں ان کی امیری پر طعن سازی کی تھی۔ پھر باب الجنائز میں آرہا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو نماز جنازہ پڑھے حالانکہ اسے حکم نہیں ملا' اس کی یہ نماز قبول نہ ہوگی تاہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز میں ایسے شخص کے پیچھے نماز کی اجازت دیتے تھے جسے حکمران مقرر نہ کرتا چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت نماز پڑھاتے رہے جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (خلیفہ تھے) محاصرے میں تھے چنانچہ عبید اللہ بن عدی بن خیار نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تھا: میں ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنے میں حرج محسوس کرتا ہوں' امام تو آپ ہیں' اس پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا: جو بھی کام لوگ کر رہے ہیں' اس سے نماز بہت بہتر ہے' تمہارے

امام اچھا کام کریں تو اچھا سمجھو اور اگر برا کریں تو ان سے بچو۔

- آپ نے یہ بھی فرمایا: کوئی اعرابی (دیہاتی) کسی مہاجر کی امامت نہ کرے اور نہ کوئی فاجر و فاسق کسی مومن کی امامت کرے البتہ حکمران اسے مجبور کرے جس کے دبدبے سے ڈرتا ہے تو ایسا کر سکتا ہے' نیز فرمایا:
آپ فرماتے تھے دیہاتی لوگ مہاجرین و انصار کے پیچھے کھڑے ہوں تا کہ نماز میں ان کی اقتداء کر سکیں۔

- آپ ایسے بچے کو امام بنانے کی اجازت دیتے جو کھرے کھوٹے کی پہچان کر سکتا بشرطیکہ وہ بہتر قاری ہوتا چنانچہ حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضورﷺ کے زمانے میں ابھی چھ' سات یا آٹھ سال کی عمر میں اپنی قوم کی امامت کرتے تھے' ان پر چادر ہوتی' سجدہ کرتے تو کھسک جایا کرتی چنانچہ ایک مرتبہ قبیلے کی ایک عورت نے کہا: کیا تم اپنے قاری کی پاخانہ گاہ ہم سے ڈھانپ نہیں سکتے؟ چنانچہ انہوں نے کپڑا خرید کر قمیص بنوادی۔ حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں مجھے ایسی خوشی کسی چیز سے نہ ہوئی جتنی اس قمیص سے ہوئی۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے: غلام کو اس وقت تک امام نہ بنایا جائے جب تک اس کی عمر حد جاری کئے جانے کی نہ ہو جائے' یونہی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ بچے کو اس وقت تک امام نہ بناؤ جب تک اسے احتلام نہ ہو' آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ لوگ ایسے لڑکوں کو آگے کر دیا کرتے تھے جو بالغ ہونے کی عمر کو نہ پہنچتے تھے چنانچہ وہ انہیں نماز پڑھاتے اور کہتے کہ اس میں ان کا کوئی گناہ نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ○ (سورۂ نساء:۴۹)
''کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا جو اپنی ستھرائی بیان کرتے ہیں۔''
یعنی اپنے جیسوں کی جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ○ (سورۂ نجم:۳۲)
''تو آپ اپنی جانوں کو ستھرا نہ بتاؤ۔''
یعنی اپنے جیسوں کو' آپ یہ بھی فرماتے تھے: کوئی مسلمان کافر کا امام نہ بنے اور نہ ہی کافر کے اسلام لانے کے بارے کچھ کہے' جب تک وہ اسلام کی بات نہ کرے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ عصر کے بعد ظہر (قضاء) پڑھنے میں حرج نہیں' پھر فرمایا کہ عملوں کا ثواب و عذاب نیت کی بنا پر ہوتا ہے۔
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ تھا کہ جب ان میں سے کوئی مسجد میں جاتا' اسے نمازِ ظہر پڑھنا ہوتی جبکہ لوگ نمازِ عصر پڑھ رہے ہوتے تو کچھ ان میں ایسے تھے جو امام کے پیچھے ظہر پڑھ لیتے تھے' بعد میں عصر پڑھتے اور کچھ ایسے تھے کہ امام کے ساتھ عصر پڑھتے' ظہر بعد میں پڑھتے اور کچھ ایسے بھی تھے جو مسجد میں رہتے پھر ظہر و عصر پڑھا کرتے۔ ان میں ایسا کوئی نہ تھا جو دوسرے پر اعتراض کرے۔

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: جب ظہر تمہارے ذمہ ہو اور تم عصر پا لو تو وہ نماز جو امام کے ساتھ پڑھو اسے ظہر شمار کرو۔

- حضور ﷺ سفر میں مقیم اور مسافر لوگوں کے امام بنتے اور نمازِ قصر (چار کی جگہ دو فرض) پڑھاتے تاہم حضور ﷺ فتح مکہ کے دنوں میں اٹھارہ راتوں تک مقیم رہے اور اس دوران مغرب کو چھوڑ کر باقی نمازوں کی دو دو فرض رکعتیں پڑھاتے رہے پھر فرماتے: اے اھلِ مکہ! کھڑے ہو کر باقی دو پڑھ لو کیونکہ ہم مسافر ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ نے بھی یونہی کیا۔
- حضور ﷺ نے فرض پڑھنے والے کو نفل والے کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دی اور فرمایا: جب تم میں سے کوئی ہمارے ساتھ نماز پڑھے اور پھر اپنی قوم کے پاس چلا جائے وہ اس سے کہیں کہ انہیں نماز پڑھائے تو انہیں پڑھا دے یہ اس کے لئے نفل اور ان کے فرض بنیں گے (حنفیوں کے نزدیک فرض والے کو نفل والے کے پیچھے نہیں پڑھنا چاہئے یہ تو ایک خاص موقع تھا) پھر عنقریب باب **صلوٰۃ الخوف** میں آ رہا ہے کہ غزوۂ ذات الرقاع کے موقع پر رسولِ اکرم ﷺ نے دو گروہوں کی امامت فرمائی تھی چنانچہ ہر گروہ کو دو دو رکعت پڑھائیں' آپ کی چار رکعات ہوگئیں جبکہ ان کی دو دو رہیں (انہوں نے بعد میں پوری کیں)۔
- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ کر اپنی قوم کے پاس آتے' وہ سو چکے ہوتے' آپ اذان کہتے' وہ باہر نکل آتے تو یہ انہیں نماز پڑھاتے اور جب انہوں نے حضور ﷺ سے اس بات کی شکایت کی کہ یا رسول اللہ! ہم وہ لوگ ہیں کہ دن کو کام کرتے ہیں' معاذ ہمارے سونے کے بعد آتے ہیں' ہمیں جگاتے ہیں اور دیر لگا دیتے ہیں' اس طرح رات کا کافی حصہ گزر جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: یا تو تم میرے ساتھ پڑھ لیا کرو یا پھر قوم کو ہلکی پھلکی نماز پڑھاؤ کیونکہ تمہارے پیچھے کمزور' بوڑھے' ضرورت مند اور مسافر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔
- آپ کی طرف سے اجازت تھی کہ کھڑا ہونے والا بیٹھنے کی اور بیٹھنے والا کھڑے کی اقتداء کر سکتا ہے چنانچہ حضور ﷺ نے بیٹھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تھی اور وہ کھڑے تھے' پہلی صورت کے بارے میں فرمایا (یعنی کھڑے ہونے سے عاجز کے پیچھے کھڑا ہونے پر قدرت رکھنے والا) امام تو اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے چنانچہ جب وہ رکوع کرے تو تم بھی کرو' وہ سجدہ کرے تو تم بھی کرو اور اگر وہ بیٹھ کر پڑھے تو تم سب بھی پڑھو اور یوں نہ کرو جیسے عجمی لوگ کرتے ہیں کہ ان کے بادشاہ تو بیٹھے ہوتے ہیں لیکن وہ ان کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔

حضور ﷺ جب گھوڑے سے کھجور کے تنے پر گر گئے اور قدم مبارک پھٹ گیا تو آپ نے فرضی نماز بیٹھ کر پڑھائی لیکن لوگ پیچھے کھڑے تھے آپ نے اشارہ فرمایا تو وہ بھی بیٹھ گئے۔ جب آپ نے نماز پڑھ لی تو فرمایا: جب امام بیٹھ کر نماز

پڑھا رہا ہو تو بیٹھ کر پڑھا کرو۔ اسی دوران حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے' عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارا امام بیمار ہے۔ آپ نے فرمایا: جب بیٹھ کر پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھا کرو۔

- حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ فرماتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ کے بعد کوئی شخص کھڑا ہونے کی ہمت ہوتے ہوئے بیٹھ کر نماز نہ پڑھائے اور نہ ہی کوئی اس کے پیچھے پڑھے' رسول اللہ ﷺ نے تو امام کی مخالفت کا دروازہ بند کیا تھا کیونکہ وہ دورِ شریعت کی تیاری اور کچھ احکام کے منسوخ ہونے کا تھا چنانچہ آپ نے سب کو ایک امام پر اکٹھا کرنے کا ارادہ فرمایا تا کہ مسلمان متحد رہیں لیکن جب شریعت مضبوط ہوگئی تو پھر یہ اللہ تعالیٰ کا ادب سمجھا گیا کہ ہمت ہونے پر نماز کھڑا ہو کر پڑھے اگر چہ امام لیٹا ہوا ہو۔
- حضور ﷺ نے اجازت دی ہوئی تھی وضو والا' تیمم والے کے پیچھے پڑھ لے خواہ وہ حالتِ جنابت میں ہو۔ یہ معاملہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی پیش آیا تھا چنانچہ ایک دن انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نماز پڑھائی اور ہنس پڑے اور انہیں بتایا کہ انہوں نے اپنی رومی لونڈی سے ہم بستری کی ہے چنانچہ جنابت سے تیمم کرنے کی حالت میں انہیں نماز پڑھائی اور صحابہ میں سے کسی نے بھی وہ نماز دوبارہ نہیں پڑھی تاہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ تیمم والا' وضو والوں کی امامت کرے جبکہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ختنہ نہ کرانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا ناپسند کرتے تھے۔
- حضور ﷺ نے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دی تھی جو کوئی ایسی شرط یا رکن چھوڑ دیتا جسے مقتدی نہ جانتے ہوتے' فرمایا تھا: یہ تمہیں نماز پڑھالیں' اگر وہ درست ہوئے تو ان کا اور تمہارا فائدہ ہوگا لیکن اگر انہوں نے خطا کی تو تمہارا نہیں' ان کا نقصان ہوگا۔ پھر حضرت عمر' حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی لوگوں کو نماز پڑھائی تھی' سب کی جنبی حالت تھی' اس موقع پر انہوں نے خود تو نماز دوبارہ پڑھی لیکن لوگوں نے نہیں پڑھی تھی۔
- حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جس نے کپڑوں پر خون لگنے یا جنابت کا اثر ہونے کی حالت میں نماز پڑھی یا قبلہ کی طرف منہ نہ تھا' وہ دوبارہ نہ پڑھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ صبح کی نماز پڑھائی' آپ اس وقت جنبی تھے چنانچہ آواز دے دی تھی: سن لو! علی جنبی تھا چنانچہ جس نے اس کے پیچھے پڑھی ہے' وہ دوبارہ پڑھ لے۔
- حضور ﷺ نے جب لوگوں کو نماز پڑھائی اور یاد آیا کہ جنبی تھے تو اشارہ کر دیا کہ اپنی جگہوں پر ٹھہرے رہو۔ ایک روایت میں بیٹھنے کے اشارے کا ذکر ہے' پھر گھر میں گئے اور غسل کیا' جب باہر نکلے تو سر سے قطرے گر رہے تھے چنانچہ انہیں نماز پڑھائی اور پھر فرمایا: میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں' میں جنبی تھا۔
- آپ فرماتے تھے: جب نماز میں کسی کی نکسیر پھوٹے تو جا کر خون دھو ڈالے' وضو دوبارہ کرے اور نماز پر توجہ دے۔

حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں: جب کسی کی نکسیر پھوٹے یا درد اٹھے تو نماز سے نکل جائے اور نکلنے سے پہلے نائب بنائے جو لوگوں کو نماز پڑھائے' پھر وضو کر کے آ کر نماز پڑھے اور جو پڑھ چکا تھا اسے ذہن میں رکھے۔

- جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخم لگا تو فرمایا: مجھے کتے نے زخمی کیا ہے' پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا ہاتھ پکڑا چنانچہ انہوں نے تیزی سے نماز پڑھائی۔
- جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخم لگا تو لوگوں نے زخم لگنے پر اکیلے اکیلے نماز پڑھی' انہوں نے کسی کو نائب نہیں بنایا۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نکسیر نماز میں پھوٹی تو آپ نے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر اسے آگے کیا اور خود چلے گئے۔
- حضور علیہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نماز میں بے وضو ہو جاؤ تو اپنی ناک پکڑ کر اپنی حالت پر پردہ ڈالنے کے لئے باہر نکل جاؤ' ایسا معلوم ہو کہ جیسے نکسیر پھوٹی ہے۔
- آپ ہی نے فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ ان کی نماز کانوں سے اوپر نہیں جاتی (کہ رب کے پاس پہنچے) ایک وہ بھاگا غلام جو واپس نہ آیا' وہ عورت جو آدمی کی ناراضگی میں رات گذار دے اور وہ امام جسے لوگ ناپسند کریں۔

ایک اور روایت میں ہے: چوتھا وہ شخص جو نماز فوت ہونے پر اسے ادا کرنے پر سستی دکھائے۔ واللہ اعلم۔

باب

امام و مقتدی کے کھڑا ہونے کے مقامات اور صفوں کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اکیلے نماز پڑھ رہے تھے تو ایک آدمی نماز پڑھنے آیا' آپ نے اسے اپنی داہنی طرف کھڑا کر لیا' جب ایک اور آ گیا تو دونوں کو اشارہ کیا کہ آپ کے پیچھے کھڑے ہوں پھر فرمایا: جب تم تین لوگ ہو تو ایک آگے کھڑا ہو کر دو کو نماز پڑھائے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رات کو رسول اللہ ﷺ کی بائیں طرف کھڑا ہوا تو آپ نے مجھے ہاتھ سے پکڑ کر اپنے پیچھے سے گھمایا اور داہنی طرف کھڑا کر لیا لیکن مجھے یہ حکم نہیں فرمایا کہ نماز دوبارہ پڑھوں۔

اس حدیث میں یہ دلیل موجود ہے کہ مقتدی کے لئے امام اس مقام سے آگے جانا مکروہ ہے جہاں امام کھڑا ہو چونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتا رہے ہیں کہ آپ نے مجھے پیچھے سے گھمایا۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا: ممکن ہو تو امام کے پیچھے

کھڑے ہو جانا ورنہ دائیں طرف۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب تشریف لاتیں اور دیکھتیں کہ کوئی حضور ﷺ کی دائیں طرف کھڑا نماز پڑھ رہا ہے تو آپ پچھلی صف میں یوں کھڑا ہوتیں کہ وہ شخص حضور ﷺ اور آپ کے درمیان ہوتا۔

- آپ ارشاد فرماتے تھے: امام کو درمیان میں رکھو خالی جگہ روک دو بھائیوں کی مانو صفیں درست کرو اور آپس میں اختلاف نہ کرو کیونکہ اس سے تمہارے دلوں میں اختلاف ہو گا اور اپنے آپ کو بازاروں کے فتنے سے بچاؤ۔
- رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: وہ صف جہاں شیطان جانے سے رُکتا ہے پہلی ہوتی ہے۔
- یہ بھی فرماتے تھے کہ رحمت امام پر نازل ہوتی ہے پھر داہنی جانب پہلے پر اور پھر اس سے اگلے پر۔

حضور ﷺ یہ چاہتے تھے کہ اپنے اپنے مرتبے کے مطابق مہاجرین انصار اور عقلمند لوگ آپ کے قریب بیٹھیں کہ آپ سے احکام اسلام سیکھ سکیں۔

- آپ مردوں کی صفیں بچوں سے پہلے بناتے بچے پیچھے ہوتے اور عورتیں بچوں سے بھی پیچھے ہوتیں۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں ہی امامت کراتیں عورتوں کے درمیان کھڑی ہوتیں آگے نہ بڑھتیں۔
- آپ فرماتے تھے: آدمیوں کی پہلی صف سب سے بہتر ہوتی ہے اور آخری سب سے بری ہو سکتی ہے لیکن عورتوں کی آخری صف بہتر جبکہ پہلی بری ہو سکتی ہے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک بہت خوبصورت عورت رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتی صحابہ کرام تیزی سے پہلی صف میں جاتے تاکہ اسے دیکھ نہ پائیں ایک آدمی پیچھے ہٹ کر آخری صف میں چلا گیا اور رکوع کرتے وقت بغل کے نیچے سے اسے دیکھتا رہا جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری:

  وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِيْنَ ○ (سورۃ الحجر: ۲۴)

  ''اور بے شک ہمیں معلوم ہیں جو تم میں آگے بڑھے اور بے شک ہمیں معلوم ہیں جو تم میں پیچھے رہے۔''
- حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے پہلی صف کا شوق دلایا تو صحابہ نے ہجوم کر لیا اور ایک دوسرے کو تکلیف پہنچائی چنانچہ آپ نے فرمایا: جو پہلی صف اس بنا پر چھوڑ دے کہ کسی کو تکلیف نہ ہو اور دوسری یا تیسری صف میں چلا جائے تو اسے دوگنا ثواب ہو گا۔
- حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخری صفوں میں کسی کی تلاش کرتے دکھائی دیتے اور کہا کرتے: مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ اس اُمت میں سے ایک ایسا شخص ہو گا جو اللہ کی خاطر سجدہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے پیچھے کھڑے ہونے والوں کو بخش دے گا لہٰذا میں آدمیوں کی صفوں کے آخر میں کھڑا ہوتا ہوں اس اُمید پر کہ اللہ مجھے

بخش دے۔

- حضورﷺ نے فرمایا: جو شخص مسجد کی بائیں جانب کو آباد کرے (ادھر کھڑا ہو) کہ لوگ اس طرف کم جاتے ہیں تو اسے دوہرا اجر ملے گا۔
- آپ یہ بھی فرماتے: تم میں سے کوئی صف کے آخر میں اکیلا کھڑا نہ ہو چنانچہ ایک مرتبہ کسی کو اکیلا کھڑے دیکھا تو فرمایا: کیوں کسی آدمی کو کھینچ کر اپنے پاس نہیں لائے کہ وہ تمہارے ساتھ کھڑا ہو جاتا؟
- کبھی آپ کسی کو صف میں اکیلا کھڑا دیکھ لیتے تو سلام پھیرنے پر اسے فرماتے: اپنی نماز کا دھیان کرو' اسے دوبارہ پڑھو کیونکہ صف کے پیچھے تنہا پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوتی اور کبھی اس پر خاموش ہو جاتے۔

ہمارے استاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خاص طور پر یہ بات اس وقت ہو گی جب اللہ سے حیاء کی خاطر پہلی صف چھوڑے جیسے یہ حدیث ثابت کر رہی ہے: جو آئے اور حلقہ کے پیچھے بیٹھ جائے' اور کہا: اس نے اللہ سے حیاء کی ہے تو اللہ نے بھی اس سے حیاء کی ہے اور پھر آپ نے اسے حلقہ میں بیٹھنے کا حکم نہیں دیا۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر آئے' دیکھا تو نبی کریمﷺ رکوع میں تھے چنانچہ صف میں ملنے سے پہلے ہی رکوع کیا' نبی کریمﷺ کے ہاں اس کا ذکر ہوا تو فرمایا: اللہ تیری خواہش میں اضافہ کرے' دوبارہ ایسا نہ کرنا۔
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلدی ہونے کی صورت میں صف میں گھسٹ کر رکوع میں چلے جاتے۔

حضرت ابوبکر اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما مسجد میں داخل ہوئے تو امام رکوع میں تھا' دونوں صف میں ملنے سے پہلے ہی رکوع کی حالت میں ہوئے اور اسی حالت میں چل کر صف میں شامل ہو گئے۔

- حضورﷺ نے اس شخص کو حکم فرمایا جو اکیلا نماز پڑھ رہا تھا جبکہ پھر دوسرا آ گیا' کہ اس پہلے کے قریب ہو کر اس کا مقتدی بنے اور اس کی دائیں طرف کھڑا ہو۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہﷺ تکبیر کہنے سے پہلے اپنے صحابہ کی طرف توجہ فرماتے اور ان کے کندھوں کو ہاتھ لگا کر فرماتے: صفیں درست کر لو اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ کیونکہ صفیں برابر کرنا اور درمیان سے فاصلہ مٹانا گویا نماز کو مکمل پڑھنا ہوتا ہے۔
- جب آپ کسی آدمی کو دیکھتے جو صف سے سینہ آگے کئے نظر آتا تو فرماتے: اللہ کے بندو! صفیں سیدھی کر لو ورنہ تم جان بوجھ کر اللہ کی مخالفت کرو گے۔
- حضرت نعمان بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت اس آدمی کو دیکھا جس نے اپنا ٹخنہ ساتھی کے ٹخنے سے گھٹنا گھٹنے سے اور کندھا کندھے سے ملایا تھا۔
- جب آپ بلند آواز والی نماز پڑھتے تو تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے فرماتے: درست طور پر کھڑے ہو جاؤ اور چپ رہو

اور جب بے آواز نماز پڑھتے تو صرف اتنا فرماتے: درست طور پر کھڑے ہو جاؤ (یا صفیں درست کرلو)۔

- آپ فرماتے تھے: صفوں کا فاصلہ مٹا دو کیونکہ شیطان خالی جگہ میں بکری کے چھوٹے بچے جتنا بن کر داخل ہو جاتا ہے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز پڑھاتے تو صفیں برابر کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتے' اے فلاں! ذرا آگے ہو جاؤ' اے فلاں تم بھی آگے ہو جاؤ۔ پھر آپ ایسے شخص کو درّہ مارتے جو قصابوں اور تیل بیچنے والوں وغیرہ میں سے آگے ہوتا اور ان کے کپڑوں سے بدبو آتی' انہیں آخری صف میں کھڑا کرتے۔
- حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تم ایسے صفیں نہیں بنا سکتے جیسے فرشتے اپنے ربّ کے ہاں بناتے ہیں؟ اس پر انہوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! وہ کیسے بناتے ہیں؟ فرمایا: وہ سب سے پہلی صف میں جانے کی خواہش رکھتے ہیں' اور جس میں کوئی خامی ہو وہ آخری صف میں چلا جائے۔

علماء حضرات فرماتے ہیں اس حدیث میں یہ دلیل موجود ہے کہ امام کے قریب اعلیٰ سے اعلیٰ شخص کو ہونا چاہیے جیسے اعلیٰ فرشتوں سے ادنیٰ فرشتے آگے نہیں جاتے۔

- آپ ہی فرماتے تھے: اللہ اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر رحمت فرماتے ہیں جو داہنی طرف کھڑے ہونے والوں کے لئے دُعاء کرتے ہیں۔
- رسول اللہ ﷺ جب کسی صحابی کو پیچھے کھڑا دیکھتے تو فرماتے: آگے آ جاؤ' عین میرے پیچھے کھڑے ہو جاؤ اور پچھلے تمہاری پچھلی طرف کھڑے ہوں' جو لوگ پیچھے ہٹتے چلے جائیں گے' اللہ انہیں پیچھے جہنم تک لے جائے گا۔
- حضور ﷺ کبھی تو اس وقت حجرہ سے نکلتے جب لوگ صفوں میں کھڑے ہو جاتے اور کبھی اس سے پہلے نکلتے۔
- آپ اکثر فرمایا کرتے: جب اقامت (تکبیر) کہی جا رہی ہو تو مجھے نکلتا دیکھنے کے لئے کھڑے نہ ہوا کرو۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ تکبیر ہوئی' کھڑے کھڑے صفیں درست ہوئیں' حضور ﷺ ابھی باہر نہ نکلے تھے چنانچہ باہر تشریف لائے اور جب مصلّٰی پر کھڑے ہو گئے تو انہیں یاد آیا کہ جنبی ہیں چنانچہ فرمایا: اپنی اپنی جگہ پر کھڑے رہو چنانچہ وہ اسی حالت میں کھڑے رہے' آپ واپس گئے' غسل فرمایا اور پھر نکلے تو سر سے پانی گر رہا تھا چنانچہ تکبیر کہہ کر انہیں نماز پڑھائی۔
- حضرت حابس بن سعد طائی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سحری کے وقت مسجد میں داخل ہوئے اور لوگوں کو دیکھا کہ اگلے حصے میں نمازیں پڑھ رہے ہیں' آپ نے کہا کہ ان پر دباؤ ڈالو کیونکہ جو ایسا کرے گا وہ گویا اللہ اور اس کے رسول کا فرمانبردار ہو گا کیونکہ فرشتے سحری کے وقت مسجد کے اگلے حصے میں نماز پڑھتے ہیں۔

فرع:

رسول اللہ ﷺ لوگوں کو اکثر ستونوں کے درمیان صفیں بنانے سے منع فرماتے چنانچہ حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم وہاں سے لوگوں کو زور دے کر ہٹایا کرتے۔

- آپ امام اور مقتدی سے اعلیٰ جگہ پر نماز پڑھنے سے روکا کرتے اور فرماتے: جب تم میں سے کوئی لوگوں کا امام بنے تو ان سے اونچی جگہ پر کھڑا نہ ہو۔
- حضور ﷺ کو منبر پر ہوتے ہوئے سجدہ کرنے میں تکلیف محسوس ہوتی تو اس سے اُتر کر سجدہ کرتے۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم امام کے مقتدیوں پر بلند ہونے میں عیب محسوس نہ کرتے کیونکہ اسے نماز کے کاموں کی تعلیم دینا ہوتی تھی اور جب وہ تعلیم دے لیتے تو پھر برابری ہی سنت شمار ہوتی۔
- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مسجد میں امام کے پیچھے کھلے میدان میں نماز پڑھنا برا نہیں ہوتا۔
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت مرتبہ ایسا کرتے کہ امام کے ساتھ نماز پڑھتے وقت چھت پر ہوتے۔
- حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جماعت سے نماز پڑھتے جو مسجد کی دائیں طرف قدِ انسانی جتنے بالا خانے میں تھا جس کا دروازہ بصرہ میں مسجد کے دروازے سے اُونچا تھا چنانچہ جماعت میں شامل ہوتے ہوئے امام کے پیچھے نماز پڑھتے۔
- حضور ﷺ حجرہ مبارکہ میں ہوتے تو لوگ آپ کے پیچھے نماز پڑھتے اور کبھی ایسا ہوتا کہ آپ ایک چٹائی کے پردے میں ہوتے جو آپ کے اور ان کے درمیان رکاوٹ ہوتی چنانچہ وہ سرِ انور کے علاوہ جسم انور کا کوئی حصہ نہ دیکھ رہے ہوتے، یوں ان کے لئے مقتدی بننے سے رکاوٹ نہ بنتی۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اماموں کے پیچھے مقصورہ شریفہ میں کھڑے ہوتے۔
- عورتوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ان کے حجرے میں امام کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے فرمایا کہ امام کے ساتھ نماز نہ پڑھو کیونکہ تم اس سے پیچھے پردے میں ہو۔
- حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے: کسی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ ایک ایسے بند گھر میں امام کے پیچھے نماز پڑھتے جس میں اجازت کے بغیر داخل نہیں ہوسکتا۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے گھروں میں نماز پڑھتے حالانکہ وہ مسجد میں شامل نہ تھے کیونکہ حجروں کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے لہٰذا ان سے کوئی نہیں روکتا تھا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جس نمازی اور اس کے امام کے درمیان نہر، راستہ یا دیوار ہو تو وہ اس

کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔

- حضور علیہ السلام اس بات سے منع فرماتے تھے کہ فرض و نفل پڑھنے کے لئے ایسی جگہ مقرر کر لی جائے کہ اس کے بغیر کہیں اور نماز نہ پڑھی جائے اور فرمایا کرتے: کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ نماز کے لئے ایک جگہ مقرر کر لے۔
- آپ نے فرمایا کہ فرض پڑھنے کے بعد امام کو چاہئے کہ نفلی نماز اس مقام پر نہ پڑھے جہاں اس نے فرض پڑھے تھے بلکہ اس سے آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہو جائے۔

باب

کسی مجبوری کی صورت میں نماز کیوں کر پڑھے؟

رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: مریض شخص میں ہمت ہو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھے لیکن ممکن نہ ہونے کی صورت میں بیٹھ کر پڑھ لے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو داہنی طرف قبلہ رو ہو کر پڑھے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو لیٹ جائے اور پاؤں قبلہ رو کر کے پڑھے اور ایسی صورت میں سجدہ ممکن نہ ہو تو اشارے سے پڑھے اور سجدہ کے لئے رکوع سے زیادہ جھکے۔

- ایک شخص نے حضور علیہ السلام سے پوچھا: یا رسول اللہ! میں کشتی میں کیسے نماز پڑھا کروں؟ تو فرمایا کہ اس میں اگر غرق ہونے کا اندیشہ نہیں تو کھڑا ہو کر پڑھا کرو۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کشتی میں ایک دوسرے کی امامت کرتے ہوئے کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرتے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ یہ تھا کہ چلتی کشتی میں بیٹھ کر پڑھا کرتے اور جب رُک جاتی تو کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرتے۔ (کشتی میں حنفیوں کے مطابق نماز پڑھنے کی بہترین وضاحت فتاویٰ نوریہ جلد اوّل صفحہ ۱۲۹ مطبوعہ انجمن حزب الرحمٰن بصیر پور میں موجود ہے ۱۲ چشتی)۔
- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ میں رسول اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے' میں نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے حدیث معلوم ہے جس میں آپ نے فرما رکھا ہے کہ بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز آدھی شمار ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں ٹھیک ہے لیکن تمہارے مسائل مجھ پر لاگو نہیں ہوتے۔
- رسول اللہ علیہ السلام بواسیر والے کو بیٹھ کر اور پہلو پر نماز پڑھنے کی اجازت دیتے تھے۔
- آپ ایک شخص کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہ تکیے پر نماز پڑھ رہا ہے' آپ نے وہ تکیہ اُٹھا کر پھینک دیا' پھر اس نے نماز کے لئے ایک لکڑی لی تو آپ نے وہ بھی پھینک دی اور پھر فرمایا: ہمت ہو تو زمین پر پڑھا کرو ورنہ اشارے سے پڑھ لیا کرو اور ایسا کرتے وقت سجدہ کے لئے رکوع سے زیادہ جھکا کرو۔

- حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آشوبِ چشم ہوتا تو تکیہ پر نماز پڑھ لیتیں جو پاس ہی رکھا ہوتا۔
- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیماری کی حالت میں نماز پڑھا کرتے تو مسجد کی دیوار پر سجدہ کرتے' اس کی اونچائی ہاتھ بھر تھی۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی آنکھ میں پانی اُتر آیا (نزول الماء کی مرض ہوئی) تو لوگوں نے کہا کہ اگر سات دن لیٹے رہو تو ہم آپ کا علاج کرتے ہیں' فرمایا: یہ بتاؤ کہ اگر اس سے پہلے ہی موت آ گئی تو کیا ہوگا؟

شروط الصلوٰۃ میں بارش اور کیچڑ کے موقع پر سواری پر بیٹھ کر اشارے سے فرض نماز پڑھنے کی وضاحت گذر چکی ہے۔

باب

مسافر نماز کیسے پڑھے؟

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: سفر کیا کرو' صحت مند رہو گے اور یہ تمہارے لئے غنیمت ہوگا۔

- آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سفر کا ارادہ کرے تو جاتے وقت بھائی بندوں کو سلام کہے کیونکہ وہ اس کی دُعاء کے مقابلے میں اس کے لئے زیادہ اچھی دُعاء کریں گے۔
- آپ ہی نے فرمایا: جب تم سفر میں ہو تو تم میں سے زیادہ بہتر قاری تمہارا امام بنے' خواہ وہ تم سب سے چھوٹا ہو اور جب وہ تمہارا امام بنے گا تو تمہارا امیر بنا ہوگا۔
- سفر کے دوران رسولِ اکرم ﷺ کبھی تو نماز کو قصر کر کے پڑھتے اور کبھی پوری' کبھی روزہ رکھ لیتے اور کبھی رہنے دیتے' نماز قصر اور روزہ چھوڑنا کئی مرتبہ ہوا کرتا پھر ارشاد فرماتے کہ یہ گویا تم پر اللہ کی خاص مہربانی ہے جو اس نے کر رکھی ہے لہٰذا اس سے فائدہ اُٹھاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ بات پسند فرماتا ہے کہ اس کی رُخصت پر بھی ویسے ہی عمل کرو جیسے فرضوں میں کرتے ہو۔ ایک روایت میں فرمایا کہ: جیسے وہ یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کی بے فرمانی ہو۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کوئی چار رکعت پڑھے تو اچھا ہے اور کوئی دو پڑھے تو وہ بھی اچھا ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادہ پڑھنے پر تمہیں عذاب نہیں دے گا ہاں ناقص پر دے سکتا ہے۔
- رسول اللہ ﷺ امن کی حالت میں مکہ اور مدینہ کے درمیان نماز قصر پڑھا کرتے' سوائے اللہ کے کسی اور کا ڈر نہ ہوتا چنانچہ دو رکعت پڑھا کرتے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ پوچھا گیا کہ ہمیں قرآن میں نماز خوف اور گھر میں نماز پڑھنے کا ذکر تو ملتا ہے لیکن سفر میں نماز کا ذکر نہیں ملتا؟ آپ نے فرمایا: اے بھتیجے! اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ہماری طرف بھیجا'

ہم تو کچھ بھی نہ جانتے تھے چنانچہ ہم وہی کچھ کرتے ہیں جو انہیں کرتا دیکھتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سفر کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: دو پوری رکعتیں قصر نہیں کہلاتی ہیں' قصر تو خوف کی حالت میں ہوتی ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یہ خوف (خطرہ) والی نماز کیا ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ امام ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھا دے تو پھر یہ دوسروں کی جگہ چلے جائیں اور دوسرے ان کی جگہ آ جائیں' تب امام انہیں بھی ایک رکعت پڑھائے چنانچہ امام کی تو دو رکعت ہوں گی جبکہ ان کی ایک ایک رکعت بنے گی۔

ایک اور روایت میں ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا گیا کہ اللہ کا فرمان تو یہ ہے:

وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ ○ (سورۂ نساء:۱۰۱)

''اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔''

چنانچہ ہم تو امن میں ہیں لہٰذا ہم قصر کیسے پڑھیں؟ فرمایا: تم پر افسوس ہے اور اس کے ساتھ ہی آپ پر کپکپی طاری ہوگئی چنانچہ فرمایا: کیا تمہارے لئے یہ بہتر نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرو؟ میں نے سنا ہے کہ آپ سفر میں دو رکعت کے علاوہ پڑھنے سے روکتے تھے۔

- حضرت عبد اللہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی تو انہیں دیکھا کہ مغرب کی تو تین رکعتیں پڑھتے ہیں لیکن عشاء کی دو۔
- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص سفر پر ہو یا دشمن اس کے پاس آ پہنچے تو اس کے علاوہ کوئی بھی نماز قصر نہ پڑھا کرے لیکن جو تجارت کرنے یا مال جمع کرنے کو نکلتا ہے تو وہ قصر نہ پڑھے' یونہی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ تم حج اور جہاد کے علاوہ قصر نہ کیا کرو۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر پر جاتیں تو نماز پوری پڑھتیں اور روزے رکھا کرتیں لیکن رسول اللہ ﷺ قصر کرتے اور روزہ چھوڑ دیتے' آپ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کچھ نہ فرماتے بلکہ کئی مرتبہ فرماتے کہ عائشہ! تو نے بہتر کیا ہے۔
- حضرت عمر اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ نماز سفر کی دو رکعتیں ہیں اور نماز جمعہ کی بھی دو ہیں یہ پوری ہیں' قصر نہیں کہلاتیں' یہ حضرت محمد ﷺ کا فرمان ہے اور جو سفر میں انہیں چار رکعت پڑھ لے' وہ دوبارہ پڑھے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ سفر کی نماز دو رکعت ہیں' جو ان کی مخالفت کرے گا' کافر ہوگا۔

- حضور ﷺ جب سفر پر نکلتے تو مدینہ سے نکلنے پر نماز قصر پڑھنا شروع فرما دیتے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی'

پھر آپ مکہ تشریف لے گئے تو ذوالحلیفہ میں آپ کے ہمراہ دو رکعت پڑھی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب نماز قصر کے کل سفر کا اندازہ پوچھا جاتا تو بتاتے کہ رسول اللہ ﷺ جب تین دن کی مسافت یا تین فرسخ کے سفر پر نکلتے (راوی شک میں مبتلا ہے) تو دو دو رکعت پڑھتے۔

- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب فرسخ بھر کا سفر فرماتے تو اتر کر قصر نماز پڑھتے۔
- حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک پورے دن کے سفر پر قصر پڑھتے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب قصر کی مسافت پوچھی گئی تو فرمایا کہ یہ مسافت یوں سمجھو جیسے مکہ اور جدہ کا فاصلہ ہے' مکہ اور طائف یا مکہ اور عسفان کے درمیان کا فاصلہ ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ یہ مسافت تقریباً چار برد یعنی اڑتالیس میل بنتی ہے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

مسافر کا مقامی شخص کی اقتداء کرنا اور مقامی کا مسافر کے پیچھے نماز پڑھنا

باب الامامۃ میں پہلے بتایا جا چکا ہے کہ حضور ﷺ سفر میں مقامی اور مسافر لوگوں کی امامت فرماتے' قصر پڑھتے اور فرماتے: اے مکہ والو! کھڑے ہو جاؤ اور دو دو رکعت اور پڑھ لو کیونکہ ہم سفر پر ہیں۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما امام کے پیچھے چار رکعت پڑھا کرتے اور جب خود پڑھتے تو دو رکعت ہی پڑھتے اور فرماتے: جو شخص مقامی لوگوں کی دو رکعتیں پائے تو ان جیسی نماز پڑھے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ میں نماز پڑھائی اور فارغ ہو کر فرمایا: اے مکہ والو! اپنی نماز پوری کر لو کیونکہ لوگ مسافر ہیں۔
- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب حضرت عبد اللہ بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیمار پرسی کو آئے تو دو رکعت پڑھ کر الگ ہو گئے' پھر لوگ کھڑے ہو گئے اور نماز پوری کی۔
- جب رسول اللہ ﷺ نے حج کا سفر فرمایا تو مدینہ سے نکلے اور چار ذوالحجہ کو صبح کے وقت مکہ پہنچے' وہاں چار' پانچ' چھ اور سات ذوالحجہ تک رہے' آٹھویں دن صبح کی نماز پڑھی اور پھر منیٰ کو تشریف لے گئے' جب تک مکہ میں رہے' قصر فرماتے رہے اور پھر مدینہ سے واپسی تک یونہی کیا۔

ہمارے استاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں اب تک یہ روایت نہیں مل سکی کہ آپ نے اس سے زیادہ دن قصر کی ہو چنانچہ ہم مقیم ہونے کی اتنی ہی مدت پر رُک جائیں گے اور اسے چار دن تک شمار کریں گے۔

یونہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہتے تھے: جو کسی جگہ پر مقیم ہو تو اس کی مدت چار دن ٹھہرنے کی نیت کے علاوہ پوری نہ ہو گی۔ کیونکہ حدیث موجود ہے کہ: مکہ کی طرف ہجرت کرنے والا' قربانی کے تین دن تک کام پورے کرنے کے بعد وہاں مقیم ہو جاتا ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ جو اس مدت سے زیادہ ٹھہرے گا' وہ مقیم جیسا سمجھا جائے گا چنانچہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طائف میں اراضی لی اور ارادہ فرمایا کہ وہاں مقیم ہوں تو منیٰ میں چار رکعت پڑھیں۔ بعد میں ائمہ کرام نے اسی کو دلیل بنایا۔

ایک روایت میں ہے: آپ نے منیٰ میں چار رکعتیں اس لئے پڑھیں کیونکہ انہوں نے حج کے بعد وہاں ٹھہرنا تھا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ منیٰ میں نماز دیہاتیوں کی وجہ سے تھی کیونکہ وہ اس سال بڑی تعداد میں آئے تھے چنانچہ آپ نے انہیں بتانے کے لئے چار رکعت پڑھیں۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر الزام لگاتے ہیں لیکن خود بھی انہی کی طرح چار پڑھتے ہیں؟ اس پر انہوں نے کہا کہ اختلاف شر پسندی ہے کیونکہ حضرت عثمان حج کے امیر ہو کر قصر نہیں کرتے تھے اور جب حضور ﷺ تبوک تشریف لے گئے تو ہم نے تبدیلی کر دی اور وہاں قیام کی وجہ سے بیس دن تک قصر کی' یہ مدت ضرورت پوری ہونے کی اُمید کی بناء پر تھی اور یونہی فتح مکہ کے موقع پر آپ اٹھارہ راتوں تک قصر فرماتے رہے کیوں کہ روزانہ آپ کو فتح کی اُمید ہوتی تھی چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب ہم سفر کرتے ہوئے اٹھارہ راتوں کا قیام کرتے ہیں تو قصر پڑھتے ہیں اور اس سے زیادہ ٹھہرتے ہیں تو امام بنتے ہیں۔ (یعنی پوری رکعتیں پڑھاتے ہیں) ایک روایت میں انیس راتوں اور ایک میں سترہ راتوں کا ذکر ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آذر بیجان میں چھ ماہ تک رہ کر نمازِ قصر پڑھتے رہے لیکن مقیم ہونے کی نیت نہ کی' سخت سردی اور برف باری نے آپ کو روکے رکھا۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب تجارت کے لئے نکلتے کہ اپنا مال فروخت کریں تو ٹھہر جاتے اور چار ماہ تک قصر پڑھتے رہتے اور کچھ ایسے بھی تھے جو چھ چھ ماہ تک قصر پڑھتے رہتے۔
- حضور ﷺ اسے پوری نماز پڑھنے کا حکم فرماتے جو کسی شہر کو جاتا' وہاں شادی کر لیتا یا وہاں اس کی کوئی بیوی ہوتی اور پھر فرماتے کہ جو کسی شہر میں شادی کر لے' وہ مقامی آدمی جیسی نماز پڑھے۔
- حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ جب کوئی شخص کسی شہر میں بارہ راتیں رہنے کا پختہ ارادہ کر لے تو نماز پوری پڑھے اور خود آپ کسی جگہ ٹھہرنے کا پکا ارادہ کرتے تو نماز پوری پڑھتے خواہ چار دن مقیم ہونے کا ارادہ

نہ ہوتا۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت تک قصر پڑھتے جب تک کوفہ کے گھروں تک نہ پہنچ جاتے چنانچہ اس بارے میں آپ سے کہا جاتا کہ یہ کوفہ کی دیواریں نظر آ رہی ہیں تو کیا آپ نماز پوری نہیں پڑھیں گے؟ آپ فرماتے: جب تک تم ان گھروں، اہل وعیال اور مال مویشیوں کے پاس نہیں چلے جاتے، نہیں پڑھوں گا اور اس سے پہلے صلٰوۃ المعذور میں گذر چکا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلتی کشتی میں بیٹھ کر نماز پڑھتے اور جب رُک جاتی تو کھڑے ہو کر پڑھا کرتے۔

سلف لوگ دور سفر پر جانے والے گنہگار کے لئے قصر کا حکم نہیں دیتے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مردہ کھانے کے بارے میں فرمایا ہے: فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ (جو مجبور ہو، باغی اور حد سے بڑھنے والا نہ ہو)۔ واللہ اعلم۔

باب

دو نمازیں اکٹھی کرنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: حضور ﷺ جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ فرماتے تو ظہر کو عصر تک لیٹ کر لیتے، پھر اُترتے اور دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھتے اور جب کوچ سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر پہلے پڑھتے اور کبھی عصر کے ساتھ ہی پڑھ کر سفر پر جاتے اور جب مغرب سے پہلے چلتے تو مغرب کو لیٹ کر کے عشاء کے ساتھ پڑھتے اور جب مغرب کے بعد کوچ فرماتے تو عشاء میں جلدی فرماتے اور اسے مغرب کے ساتھ پڑھا کرتے۔

- رسول اللہ ﷺ سفر پر جلد روانگی کے موقع پر مغرب کو لیٹ کرتے۔
- ایک مرتبہ آپ نے مدینہ میں، سفر پر نہ جاتے اور کوئی خطرہ نہ ہونے کے باوجود ظہر وعصر اور مغرب وعشاء اکٹھی پڑھی تھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ بارش کا موقع بھی نہ تھا، چنانچہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ اس سے حضور ﷺ کا مقصد کیا ہے؟ فرمایا: آپ کا ارادہ یہ ہے کہ اُمت پر بوجھ نہ رہے لیکن یہ روایت دوسرے صحابہ تک نہ پہنچ سکی تو انہوں نے کہا کہ بارش، خطرہ اور مرض جیسی مجبوری کے علاوہ دونوں نمازیں اکٹھی نہیں کی جاسکتیں جیسے مستحاضہ (ماہواری بگڑی عورت) کی مجبوری میں ہوتا ہے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ جو مقیم ہو کر بغیر کسی مجبوری کے دو نمازیں اکٹھی پڑھتا ہے، وہ گناہوں کا دروازہ کھولتا ہے۔

رہی بارش کے موقع پر نمازیں جمع کرنے کی بات تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بہت مرتبہ ایسا کرتے تھے، پھر حضرت عمر، حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی یوں کر لیتے تھے اور کہا کرتے تھے: یہ سنت طریقہ

ہے کہ جب بارش کا دن ہو تو مغرب وعشاء اور ظہر وعصر کو اکٹھا کر کے پڑھ لے۔

حضرتِ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک رات بارش ہوگئی اور زمین پر کیچڑ دکھائی دینے لگا' آدمی کپڑے میں باندھ کر کنکر لاتا اور اسے زمین پر بچھاتا جس پر حضورﷺ نے فرمایا: یہ کتنا اچھا کام ہے۔

- حضورﷺ ایک اذان اور دو تکبیروں کو یوں اکٹھا فرماتے کہ ان کے درمیان اور پہلے کوئی نفلی عبادت نہ کرتے۔
- حضرت عمر اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سفر میں فرض سے پہلے اور بعد میں نفل پڑھتے پھر اس سے پہلے باب المواقیت میں گذر چکا ہے کہ جب آپ دو نمازیں جمع فرماتے اور کھانا سامنے ہوتا تو پہلے کھانا کھا کر بعد میں دوسری نماز پڑھتے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں رسولِ اکرمﷺ کے ہمراہ تھا تو سفر کے دوران میں نے آپ کو نفل پڑھتے نہیں دیکھا اور یہ اللہ کا فرمان ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۂ احزاب:۲۱)

اور اگر میں نے نفل پڑھنا ہوتے تو اپنی نماز پوری کرتا۔

- حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں سفر میں حضورﷺ کے ساتھ اٹھارہ راتیں رہا' اس دوران میں کبھی نہ دیکھا کہ سورج ڈھلنے پر آپ دو رکعت پڑھنا چھوڑتے اور اکثر آپ سفر میں ظہر کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے۔

ہمارے استاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: ان ساری روایتوں کو سامنے رکھتے ہوئے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اُمت کی آسانی سامنے رکھتے ہوئے کبھی تو آپ نفل پڑھ لیتے اور کبھی چھوڑ دیتے۔

نوٹ: دو نمازیں اکٹھی کرنے کی دو صورتیں ہیں' وقت ایک ہو یا الگ الگ' پہلی صورت پر شافعی حضرات کا عمل ہے لیکن حنفی حضرات ظاہری صورت میں بعض اوقات نمازیں اکٹھی کرنے کو جائز سمجھتے ہیں لیکن حقیقۃً ایک نماز کا وقت آخری اور دوسری کا اوّلین وقت ہوتا ہے' اسے جمع صُوری کہتے ہیں۔۱۲ چشتی۔

خاتمہ

سفر کے آداب (اصل طریقے)

رسولِ اکرمﷺ فرماتے ہیں کہ سفر میں اچھا ساتھی بننے کے لئے ضروری ہے کہ جب کسی کی جوتی کی نوک ٹوٹ جائے تو دوسرا بھائی اس کی خاطر رُک جائے۔

- آپ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی سفر کر کے واپس آئے تو اپنے ساتھ کوئی تحفہ لے کر آئے خواہ تھیلے میں (کارآمد) پتھر ہی کیوں نہ ہو۔

- آپ اکیلے سفر کرنے سے منع فرماتے یا صرف ایک ساتھی کے ساتھ جانے سے روکتے اور فرمایا کرتے: اگر لوگوں کو یہ پتہ چل جائے کہ اکیلے سفر کیسا ہوتا ہے تو کوئی سوار رات کو سفر نہ کرے۔
- آپ فرماتے تھے: جب تمہارا سفر پر جانے یا کسی مقام پر جانے کا ارادہ ہو تو گھر والوں سے کہو:
اَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَا تَخِيْبُ وَدَائِعُهٗ
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کے سوار ہو کر جنگل کو اکیلے جانے پر لعنت فرمائی ہے۔
- آپ فرمایا کرتے تھے: ایک سوار شیطان' دو' دو شیطان ہوتے ہیں' تین سوار گنے جاتے اور چار بہتر ساتھی ہوتے ہیں۔ آگے باب الحج میں عورت کے اکیلے سفر پر جانے کے بارے میں آ رہا ہے کہ آپ نے روکا تھا۔
- آپ یہ بھی فرماتے تھے: کوئی بھی اونٹ ہو' اس کی کوہان میں شیطان ہوتا ہے لہٰذا اللہ نے تمہیں فرمایا ہے' اس پر سوار ہوتے وقت اللہ کا نام لیا کرو اور ان سے خدمت لو کیوں کہ اللہ نے اسے تمہاری سواری بنایا ہے۔
- آپ یہ بھی فرماتے تھے: جو سوار تنہاء ہوتے ہوئے اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اس کے پیچھے فرشتہ بیٹھتا ہے اور جو شعر و شاعری کرتا ہے اس کے پیچھے شیطان ہوتا ہے۔
- آپ فرماتے تھے: فرشتے ایسے ساتھیوں کا ساتھ نہیں دیتے جن کے پاس چیتے کا چمڑا ہو یا گھنگرو وغیرہ ہوں کیونکہ ایسے سامان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن چوپائیوں کی گردنوں سے گھنگرو اُتارنے کا حکم دے دیا تھا۔
- آپ رات کو سفر کرنا پسند فرماتے' فرماتے تھے کہ رات کے آخری حصے میں چلو کیونکہ رات کے وقت زمین سمیٹ دی جاتی ہے۔
- آپ مزید فرماتے تھے: جب تم سبزہ والی زمین میں چلو تو اونٹ کو زمین میں اس کا حصہ لینے دو اور جب سخت جگہ میں چلو تو جلدی سے چلو تاکہ اپنے مقصد تک پہنچ سکو اور راستے میں گھاٹی کے اندر رات گذارنے سے پرہیز کرو کیونکہ وہاں سانپ اور درندے ہوتے ہیں اور جب تم کسی جگہ پڑاؤ ڈالو تو بکھرا نہ کرو۔
- حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت دروازے پر کھڑی انتظار میں ہوتیں جب انہیں پتہ چلتا کہ رسول اللہ ﷺ سفر سے واپس تشریف لا رہے ہیں اور جب انہیں دیکھ لیتیں تو لپک کر ان کی طرف جاتیں اور چہرۂ انور چوم کر رونے لگتیں۔

انصار کی عادت تھی کہ جب حضور ﷺ سفر سے واپس تشریف لا رہے ہوتے تو مدینہ سے باہر نکل کر آپ کا استقبال

کرتے اور پھر حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علاوہ اہلِ بیت کے بچے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیتے چنانچہ حضور ﷺ انہیں دیکھ کر خوش ہوتے اور انہیں آگے پیچھے سوار فرماتے۔

- حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ مجھے بھی ساتھ لے گئے چنانچہ آپ نے مجھے آگے بٹھا لیا پھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لایا گیا تو انہیں پیچھے بٹھایا' آپ سفر سے آئے تھے چنانچہ ہم تینوں اونٹ ہی پر مدینہ میں داخل ہوئے۔
- جب آپ مدینہ میں داخل ہوتے تو پہلے مسجد میں پہنچتے اور نفل پڑھتے' پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے' پھر بیویوں کے پاس جانا ہوتا لیکن پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر جاتے۔ واللہ اعلم۔

باب

نمازِ جمعہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے میری اس جگہ پر' اسی دن' اسی مہینے اور اسی سال تم پر جمعہ فرض کیا ہے اور یہ قیامت کے دن تک ان لوگوں کے لئے فرض رہے گا جو اسے ادا کرسکیں گے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کی جماعت کا جتنا شوق دلاتے' اتنا کسی اور چیز کا نہ دلاتے چنانچہ فرما رکھا تھا کہ جو شخص سستی کرتے ہوئے تین جمعے چھوڑ دے' اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

اس سے قبل باب صلوٰۃ الجمعہ میں اس سلسلے کی کئی احادیث گذر چکی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے گھروں کو جلا دینے کا ارادہ فرمایا تھا جو گھروں میں نماز پڑھنے کی وجہ سے جمعہ میں شامل نہ ہوتے۔

- آپ نے فرمایا: جمعہ کی نماز ہر اس عقل مند پر باجماعت فرض ہے جو اس کی اذان سنتا ہے' صرف غلام یا عورت یا بچے یا بیمار یا مسافر پر نہیں اور کھیل کود یا تجارت کی وجہ سے اس پر توجہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے توجہ ہٹا لیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز اور قابلِ تعریف ہے۔
- حضور ﷺ فرماتے تھے: جو شخص مجبوری کے بغیر جمعہ کی نماز ترک کر دے تو اسے ایک دینار کا صدقہ کرنا ہوگا' یہ ناممکن ہو تو آدھا دینار دے' یہ بھی نہ کر سکے تو ایک درہم' آدھا درہم یا گندم کا ایک صاع یا آدھا صاع یا ایک مُد دے۔

- رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن اونٹوں اور بکریوں کے چرواہوں کو اس بات سے منع فرماتے تھے کہ انہیں دو میل کے فاصلے پر لے جائیں جہاں وہ اذان کی آواز سن کر بھی جمعہ میں نہ آسکیں اور فرما دیا تھا کہ جو شخص تین جمعہ تک یوں کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔
- آپ کا حکم تھا کہ لوگ قباء سے جمعہ میں آیا کریں۔
- آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ جو شخص اذان سنے' اس کے پاس وقت بھی ہو اور تندرست ہو' لیکن جمعہ میں نہ آئے تو اس کی کوئی نماز نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دور دور سے آ کر جمعہ کی نماز میں شامل ہوتے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرہ سے دو میل کے فاصلے سے آتے کہ جمعہ میں شامل ہوں' کبھی نہیں بھی آتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذوالحلیفہ سے پیدل آتے حالانکہ وہ مدینہ سے چھ میل دور تھا۔
- بارش کے موقع پر آپ نے اجازت دے رکھی تھی کہ جمعہ میں نہ آئیں خواہ اس بارش سے جوتے کا تلوا بھی تر نہ ہوتا ہو۔
- آپ اکثر فرماتے کہ جمعہ ایسے شخص پر لازم ہے جسے رات اہل وعیال میں ٹھہرنے کا موقع ہو۔
- آپ سفر کے دوران جمعہ کے دن جہاد جیسے کام سے بھی رخصت دیتے تھے چنانچہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں جمعہ کی وجہ سے ایک چھوٹے لشکر کے ساتھ جانے سے رہ گیا تھا جس میں آپ نے میرا نام بھی لکھا تھا' چنانچہ آپ نے مجھے دیکھا تو پوچھا: ساتھیوں کے ساتھ کیوں نہیں گئے' کیا وجہ ہوئی؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کے پیچھے جمعہ پڑھنے کی خاطر رُک گیا ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا: اگر تم زمین کے خزانے بھی خرچ کر دو تو ان کی جہادی صبح کا مقابلہ نہ کر پاؤ گے۔
- حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے دن اپنا کوئی ایلچی روانہ کرتے کیونکہ جمعہ فوت ہونے کا اندیشہ ہوتا۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ ایک آدمی سے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا' آج اگر جمعہ نہ ہوتا تو میں سفر پر ضرور جاتا' آپ نے فرمایا: سفر پر چلے جاؤ کیونکہ یہ سفر سے نہیں روکتا۔

پہلے باب 'اداب المسجد' میں حضور ﷺ کا یہ فرمان گذر چکا ہے: جب تم سفر کا ارادہ کر لو اور اذان کہہ دی جائے تو نماز پڑھے بغیر کوئی نہ جائے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

جمعہ کے لئے لوگوں کی ضروری تعداد

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ پچاس آدمی ہونے پر فرض ہوتا ہے جبکہ اس سے کم پر نہیں ہوتا۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ ہر بستی پر فرض ہے خواہ اس میں چار ہی شخص ہوں۔
- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہمیں سب سے پہلا جمعہ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بقیع الخضمان میں پڑھایا تھا۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس موقع پر تم کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے کہا: چالیس تھے انہوں نے ہمیں اس وقت جمعہ پڑھایا تھا جب حضور ﷺ مکہ سے ابھی تشریف نہ لائے تھے۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بظاہر یہ تعداد شرط نہیں اور اگر حضرت اسعد چالیس سے کم لوگ پا لیتے تو انہیں جمع کرتے اور جمعہ کا نشان قائم کرتے چنانچہ پہلی دو حدیثیں اس کی دلیل ہیں اصل واقعہ یہی ہے اور اسی لئے گنتی کے بارے میں علماء کے اپنے اپنے مذہب ہیں چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول ہے کہ جمعہ ایک شخص ملنے پر بھی ہو جاتا ہے حضرت ابراہیم نخعی حضرت داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اہلِ ظاہر اس طرف گئے ہیں کہ دو آدمیوں سے ہو جاتا ہے حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ چار آدمی ہونے پر فرض ہو جاتا ہے جن میں سے ایک امام ہو حضرت امام لیث بن سعد اور حضرت ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس طرف گئے ہیں کہ دو آدمی امام کے ساتھ موجود ہوں تو فرض ہو جاتا ہے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سات آدمیوں سے ہو جاتا ہے اور حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نو کی شرط لگاتے ہیں ان کی ایک روایت میں بارہ کا ذکر ہے حضرت اسحاق اس کے صحیح ہونے کے لئے تیرہ آدمی بتاتے ہیں جن میں سے ایک امام ہو حضرت مالک بیس آدمی بتاتے ہیں ایک روایت میں تیس بتایا حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چالیس کا ذکر کرتے ہیں جن میں سے ایک امام ہو ان کے ایک قول میں امام کے علاوہ چالیس کا ذکر ہے چنانچہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کچھ دوسرے حضرات بھی یہی بتاتے ہیں حضرت امام احمد اس کے صحیح ہونے کے لئے پچاس آدمی بتاتے ہیں حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسّی کا ذکر کرتے ہیں اور بعض اہل حدیث علماء کہتے ہیں کہ اس کے لئے بے شمار مجمع ہونا چاہئے۔

پھر فرمایا: جو شخص شریعت کے تمام ظاہری دلائل دیکھتا ہے تو ان سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے لئے اتنے لوگ ہونا

ضروری ہیں جن سے جمعہ جیسا علامتی کام دکھائی دے، وہ مجمع خواہ بڑے شہر کا ہو، بستی یا تمام شہر کا ہو اس میں تعداد مقرر نہیں ہے۔

حضرت استاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاءِ راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جمعہ میں شامل ہونے اور جماعت کے بغیر اس کے صحیح نہ ہونے پر زور اس لئے دیا ہے کہ لوگ اس میں آنے سے سستی کرتے ہوئے الگ الگ نہ پڑھنے لگیں کیونکہ یوں کرنے سے جمعہ کی امتیازی شان نہ رہ جائے گی لہٰذا انہوں نے یہ دروازہ بند کر دیا جیسے حضور علیہ السلام نے فرمایا: جو صف کے پیچھے نماز پڑھے، وہ اسے دوبارہ پڑھے اور جیسے یہ فرمان ہے: مسجد کے ہمسائے کی نماز مسجد کے بغیر نہیں ہو سکتی، یونہی اور حدیثیں بھی ملتی ہیں۔ واللہ اعلم۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں نماز کے اندر لوگ بکھر گئے، صرف بارہ یا آٹھ لوگ ساتھ رہ گئے چنانچہ آپ نے انہیں نماز پڑھائی اور اللہ تعالیٰ نے یہ فرمان نازل فرمایا: وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ِۨانْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت آپ کے خطبہ کے دوران ان کے بکھرنے پر نازل ہوئی۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، شاید کچھ لوگ نماز میں اور کچھ خطبہ میں بکھرے ہوں گے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہجرت کے بعد ہمیں سب سے پہلا جمعہ حضور علیہ السلام نے پڑھایا، وہ وادی بنو سالم میں تھا چنانچہ یہ مدینہ میں سب سے پہلا جمعہ بنتا ہے کیونکہ آپ پیر کے دن مدینہ میں تشریف لائے تھے جبکہ منگل، بدھ اور جمعرات کو آپ بنو عمرو بن عوف میں رہے اور ان کی مسجد کی بنیاد رکھی، پھر وہاں سے چلے تو بنو سالم میں جمعہ آ گیا، وہ ان کی مسجد میں پڑھایا۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی مسجد میں جمعہ سے پہلے مسجد عبدالقیس میں جمعہ ہوا، یہ بحرین کی ایک بستی تھی جسے جوثا کہتے تھے۔ یہ وہ پہلی بستی تھی جس میں اس وقت جمعہ پڑھا گیا جب لوگ مرتد ہونے کے بعد اسلام کی طرف مڑے تھے۔ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور تھا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

خوشبو لگانا، تیل لگانا، ناخن تراشنا، بننا سنورنا، غسل کرنا اور صبح سویرے اُٹھنا وغیرہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے لئے خوشبو وہ ہے جس کی بو تو آئے لیکن اس کا رنگ دکھائی نہ دے لیکن عورتوں کے لئے خوشبو وہ ہوتی ہے جس کی بو اور رنگ دکھائی نہ دے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے روز اپنے کپڑوں کو بخور کے ذریعے خوشبودار کرتے۔
- رسولِ اکرم ﷺ مسواک سے منہ صاف کرنے' مونچھیں کٹوانے' بغلوں کے بال اکھاڑنے اور ناخن ترشوانے وغیرہ پر زور دیتے تھے۔
- آپ جمعہ کے دن جمعہ کے بعد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے کہ دو قینچیاں لاؤ' وہ لاتے تو آپ اپنے ناخن تراشتے اور فرماتے پاک مٹی لاؤ چنانچہ اس میں اپنے ناخن رکھ دیتے پھر فرماتے کہ اسے اُونچی جگہ (روشن دان) میں رکھ دو' راستے میں نہ ڈالنا۔
- آپ کا ارشاد تھا: جو شخص جمعہ کے دن اپنے ناخن کاٹے تو وہ ناخنوں کی بیماری سے محفوظ رہے گا۔
- آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے جمعہ کے دن پگڑی باندھنے والوں پر رحمت فرماتے ہیں۔
- آپ حکم فرماتے تھے کہ جمعہ سے پہلے غسل کر کے صاف ستھرے ہو جایا کرو پھر ناخن تراشنے' بغلوں سے بال اکھاڑنے اور بال اُتارنے کا حکم فرماتے کہ جمعہ کے بعد یہ کام کرو اور فرمایا کرتے کہ جمعہ کے دن مؤمن ایسے ہوتا ہے جیسے احرام باندھنے والا جو اپنے بال اُتار سکتا ہے اور نہ ناخن تراش سکتا ہے اور یہ سلسلہ نماز جمعہ پڑھے جانے تک ہوتا ہے۔

  آپ سے عرض کی گئی: یارسول اللہ! جمعہ کی تیاری کب کرے؟ تو فرمایا: جمعرات کو۔
- آپ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن مونچھوں کے بال کاٹے تو اسکے ہر گرنے والے بال پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔
- آپ جمعہ کے دن اچھے کپڑے پہننے کا شوق دلاتے اور فرماتے: اس میں کیا حرج ہے کہ تم اپنے محنتی کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے لئے دو کپڑے لے لو؟
- آپ فرماتے تھے: ہر مسلمان پر لازم ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرے' ایک روایت میں فرمایا: جو مرد و عورت جمعہ کے دن آئیں انہیں غسل کرنا چاہئے اور جو جمعہ میں نہ آئیں تو مرد و زن میں سے کسی کے لئے نہانا ضروری نہیں۔

  ایک روایت میں ہے کہ ہر بالغ پر جمعہ کا نہانا واجب ہے' وہ مسواک کرے اور مل سکے تو خوشبو لگائے لیکن اگر نہ مل سکے تو پانی ہی خوشبو کی جگہ کام دے گا۔

  حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: رہا غسل' تو گواہ رہو کہ یہ واجب ہے اور رہی مسواک اور خوشبو تو اللہ بہتر جانتا ہے کہ یہ واجب ہے یا نہیں ولکن' حدیث کے الفاظ یونہی ہیں۔
- آپ فرماتے تھے. ہر مسلمان پر' ہر سات دنوں میں ایک دن غسل لازم ہے اور وہ جمعہ کا دن ہے۔ ایک اور روایت میں ہے: اللہ کا ہر مسلمان پر یہ حق ہے کہ ہر سات دن میں ایک دن اپنا سر اور بدن دھوئے۔

  اس حدیث میں یہ دلیل موجود ہے کہ شرع میں غسل کا حکم ہے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صرف اس وقت غسل کرے جب جمعہ کے لئے جائے۔

آپ اکثر جمعہ کے دن فرمایا کرتے: اے مسلمانوں کے گروہ! یہ وہ دن ہے جسے اللہ نے عید بنایا ہے لہٰذا اسے اچھی طرح عید بناؤ اور جس کے پاس خوشبو ہے اسے کوئی حرج نہیں کہ کچھ لگا لیا کرے تاہم مسواک لازمی کرو۔ ایک روایت میں ہے کہ تم میں سے کوئی جمعہ کے لئے آئے تو غسل کر لے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں: عین اس وقت جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ دے رہے تھے حضرت عثمان یا پہلے ہجرت کرنے والوں میں سے ایک شخص آیا' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے آواز دی: آنے کا یہ کونسا وقت ہے؟ اس نے کہا: آج میں مصروف رہا' گھر گیا ہی نہیں کہ اذان سنتا چنانچہ صرف وضو ہی کر پایا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وضو بھی کرنا چاہئے تھا اور تم جانتے ہی ہو کہ رسول اللہ ﷺ غسل کا حکم فرماتے تھے' ان کا ارشاد تھا: جمعہ کے دن اچھی طرح نہاؤ اور اپنے سر دھوؤ اگرچہ تم حالتِ جنابت میں نہیں ہو۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے سر دھونے کا حکم دیا ہے حالانکہ یہ غسل میں آ ہی جاتا ہے' اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ سروں میں خطمی وغیرہ لگاتے تھے چنانچہ پہلے وہ سر دھوتے اور پھر غسل کرتے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جمعہ کے دن غسل کے بارے میں پوچھا گیا کہ آیا یہ واجب ہے یا نہیں؟ تو فرمایا: واجب نہیں لیکن اس سے انسان ستھرا ہو جاتا ہے اور یہ غسل کرنے والے کے لئے بہتر ہوتا ہے اور جو غسل نہیں کرتا' اس پر یہ واجب نہیں۔

اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ غسل کب سے شروع ہوا: لوگ محنتی تھے' اونی کپڑے پہنتے تھے اور پیٹھ پر بوجھ اٹھایا کرتے تھے' ان کی مسجد بہت تنگ تھی' چھت نیچی تھی' وہ ایسی جھونپڑی تھی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جھونپڑی' چھت تک ہاتھ پہنچ جاتے تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ گرمی کے موسم میں ان کے پاس تشریف لے گئے' لوگوں کو اونی کپڑوں کی وجہ سے پسینہ آ رہا تھا' ان سے بدبو آ رہی تھی جس سے کچھ لوگوں کو تکلیف پہنچی اور جب حضور ﷺ کو وہ بدبو آئی تو فرمایا: اے لوگو! ایسے دن میں غسل کر لیا کرو اور جتنا ممکن ہو اچھی طرح سے تیل اور خوشبو لگاؤ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر خیر کر دی' انہوں نے اونی کپڑوں کے علاوہ بھی کپڑے پہنے' لوگوں کی نوکری چھوڑ دی' ان کی مسجد وسیع ہو گئی اور ان کا بدبودار پسینہ ختم ہو گیا۔

یہی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی اس وقت فرمایا تھا جب آپ سے غسل کے بارے میں پوچھا گیا تھا چنانچہ فرماتی ہیں: لوگ اپنی مشقت سے کام کرتے' کاروبار مشکل تھا لیکن کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا جس سے گذارہ کرتے ہوئے [illegible] جاتیں' وہ عوالی کی جانب سے جمعہ کے لئے آتے' انہوں نے اونی لباس پہنا ہوتا اور آتے وقت ان پر گرد و غبار [illegible] اور وہ جاتے' کپڑوں سے سخت بدبو آتی چنانچہ نبی کریم ﷺ نے انہیں غسل کرنے کا حکم دیا اور جب اللہ تعالیٰ نے [illegible] فرمایا اچھے کپڑے مل گئے اور ان کی بدبو جاتی رہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جمعہ کے دن [illegible]

کرے گا' بہتر ہوگا اور جو غسل کرے گا تو یہ اس کے لئے افضل ہوگا۔

- حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عادت تھی کہ جب بھی آپ جمعہ کے لئے جاتے تو احرام نہ باندھنے کی صورت میں تیل اور خوشبو لگاتے اور فرماتے: رسولِ اکرم ﷺ فرماتے: تمہیں جمعہ کے دن غسل کرنا چاہئے' ستھرے کپڑے پہننا چاہئے' خوشبو لگانی چاہئے اور گھر سے مل سکے تو تیل استعمال کرنا چاہئے' پھر وہ گھر سے نکلے تو سکون سے نکلے اور مسجد میں پہنچے' وہاں کسی کو تکلیف کا اندیشہ نہ ہو تو نفل پڑھے اور جب امام نماز سے فارغ ہو تو نماز پڑھنے تک خاموش رہے اور جو اس طرح کرے گا' اس کے لئے یہ کام اگلے جمعہ تک کے لئے کفارہ ہوگا۔
- آپ جمعہ کے دن یہ شوق دلاتے تھے کہ سکون کے ساتھ اللہ اکبر کہے۔
- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے ارادے سے نکلے تو واپس آنے والے لوگ انہیں راستے میں ملے چنانچہ گھر میں داخل ہوئے' اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: جو لوگوں سے حیاء نہیں کرتا' اللہ سے بھی نہیں کریگا۔
- آپ فرماتے ہیں: جو جمعہ کے دن جنابت سے غسل کرے اور پھر پہلی گھڑی میں مسجد کی طرف جائے تو ایسے ہوگا جیسے اس نے اونٹ ذبح کیا' جو دوسری میں نکلا وہ ایسا ہوگا جیسے اس نے گائے ذبح کی' جو تیسری گھڑی میں چلے' ایسے ہوگا جیسے سینگوں والا مینڈھا ذبح کیا' جو چوتھی گھڑی میں نکلے تو مرغی ذبح کرنے والا ہوگا اور جو پانچویں گھڑی میں نکلے تو یوں ہوگا جیسے اس نے راہِ خدا میں انڈا دیا اور جب امام نکل آتا ہے تو فرشتے ذکر سننے کے لئے آجاتے ہیں۔
- آپ امام کے قریب بیٹھنے کا شوق دلاتے اور فرماتے: آدمی جب تک دور ہوتا جاتا ہے تو اللہ بھی اسے آخر میں جنت کے اندر داخل کرے گا اگرچہ وہ اس میں داخل ہو ہی جائے گا۔ واللہ اعلم۔

فرع:

جمعہ کی فضیلت اور قبولیت کی گھڑی کا بیان

- حضور ﷺ جمعہ کی تعظیم پر زور دیتے تھے' فرمایا کرتے: یہ دنوں کا سردار ہوتا ہے اور اللہ کے ہاں عظیم شمار ہوتا ہے' اسکے ہاں اس کی عظمت عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی زیادہ ہوتی ہے' اسی میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے' اسی میں زمین پر اتارے گئے' اسی میں اللہ نے انہیں وفات دی اور اسی میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جس میں انسان جو بھی شے مانگتا ہے' اللہ اسے دیتا ہے بشرطیکہ حرام نہ مانگے' پھر ہاتھ کے اشارے سے کہا کہ اگرچہ حرام تھوڑا ہو' اسی میں قیامت برپا ہوگی اور یہی وہ دن ہے جس کی عظمت کے سامنے ہر آسمان' زمین' ہوائیں' پہاڑ اور سمندر ڈر رہے ہوتے ہیں۔

- آپ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن سورج غروب ہونے سے فجر طلوع ہونے تک اللہ تعالیٰ دنیا میں نظر آنے والے اس آسمان پر جلوہ افروز ہوتا ہے (وہی جانے کہ کیسے ہوتا ہے) اور جب تک کوئی سوال کرنے والا دو شخصوں میں تعلق ٹوٹ جانے کی دُعاء نہیں کرتا' اس کی ہر طرح کی دُعاء قبول فرماتا چلا جاتا ہے۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا: جمعہ کے ہر نیکی کرنے پر دوہرا ثواب دیا جاتا ہے۔
- آپ اکثر اللہ سے دعائیں قبول ہونے کی گھڑی کا سوال کرتے چنانچہ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ نے جمعہ کے روز اس گھڑی کا بتا دیا تھا لیکن پھر مجھے وہ گھڑی ایسے بھلا دی گئی جیسے شب قدر کی بھلا دی گئی تاہم آپ بتا بھی دیا کرتے کہ وہ گھڑی اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب امام منبر پر بیٹھتا ہے اور پھر نماز مکمل ہونے تک ہوتی ہے اور کبھی فرماتے کہ یہ اس دن کی آخری گھڑی ہوتی ہے اور اگر وہ کسی مومن کو مل جاتی ہے تو جس چیز کا بھی وہ اللہ سے سوال کرتا ہے' وہ فوراً پورا فرما دیتا ہے چنانچہ اس بارے میں آپ سے پوچھا گیا کہ اس گھڑی میں نماز تو کوئی ہو نہیں سکتی؟ فرمایا: ہاں بات تو یونہی ہے لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ ایک مومن جب صرف نماز کی انتظار میں بیٹھا رہتا ہے تو وہ (پچھلی) نماز ہی میں شمار ہوتا ہے (تو گویا وہ اس وقت کی نماز پڑھ رہا ہوتا ہے جو جائز ہے اور اس کا وقت موجود ہے) اور کبھی صرف اتنا ہی فرما دیتے کہ وہ گھڑی عصر کے بعد ہوتی ہے۔

ایک دن رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس گھڑی کے بارے میں بحث شروع کر دی لیکن اس بات پر سب کا اتفاق نہیں ہو سکا کہ یہ اس دن کی آخری گھڑی ہے۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان سب احادیث کے پیشِ نظر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ گھڑی شب قدر کی طرح پورے دن میں بدلتی رہتی ہے کیونکہ حضور ﷺ نے جس جس گھڑی کے بارے میں بتایا وہ یقیناً سچ ہے۔ واللہ اعلم۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جمعہ کے دن کسی بھی شخص کو اپنی بخشش سے محروم نہیں فرماتا:
- حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا: جمعہ کے دن (یا رات کا نام لیا) کوئی بھی مسلمان فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے قبر کی آزمائش سے بچا لیتا ہے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

جمعہ کے دن کیا کیا جائے اور اس میں کیسے شامل ہو؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مطابق رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جمعہ کی راتوں میں سے کسی رات کو ہی خاص نفلی عبادت کیلئے مقرر نہ کیا کرو۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیث کے الفاظ بین اللّیالی کا مطلب واللہ اعلم فی اللیالی ہے۔ جس کا معنٰی یہ بنتا ہے کہ پوری رات عبادت کرو (کوئی خاص وقت مقرر نہ کرو) کیونکہ قیام اللیل کے بارے میں آئی حدیثوں میں یہی ذکر ملتا ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کسی خاص دن کے خاص وقت میں عبادت کا ذکر فرماتے تھے؟ فرمایا: نہیں بلکہ آپ کا ہر کام دائمی ہوتا تھا' بھلا تم لوگوں میں وہ ہمت کہاں جو حضور ﷺ میں موجود تھی۔

آپ کے اس فرمان کا مطلب یہ بنتا ہے کہ آپ ہفتے بھر کی پوری راتوں میں رات کے نوافل کا شوق پیدا فرمایا کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے شب و روز میں اپنے آپ پر درود و سلام پڑھنے کا شوق پیدا فرمایا کرتے تھے چنانچہ فرمایا کرتے کہ مہینے کی پہلی تین راتوں اور تین دنوں میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ ان میں فرشتے حاضری دیتے ہیں چنانچہ جو شخص بھی ان میں مجھ پر درود پڑھتا ہے' جب وہ اس سے فارغ ہوتا ہے تو وہ درود میرے پاس لایا جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم کہاں آپ پر درود پیش کریں' جسمِ انور تو (دنیوی خیال کے مطابق) گل چکا ہوگا! فوراً فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہ بات زمین پر حرام قرار دیدی ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔

آگے جامع الاذکار باب میں آرہا ہے کہ کثرت کا لفظ کم سے کم سات سو مرتبہ رات اور سات سو مرتبہ دن میں پڑھنے پر بولا جاتا ہے۔

- حضور ﷺ فرماتے ہیں: جو سورۂ کہف کو جمعہ کے دن پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اگلے جمعہ تک کے درمیانی وقت میں اس کے لئے نور پیدا فرما دیتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کے لئے اس کے اور خانہ کعبہ کے درمیان تک نور پیدا فرماتا ہے۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ اس کے لئے قدم کے نیچے سے نور اُٹھتا دکھائی دے گا جو آسمان کے کناروں تک جا پہنچے گا چنانچہ یہ روشنی اسے قیامت تک دکھائی دے گی اور اگلے جمعہ تک کے درمیانی وقت کی خطائیں معاف کر دی جائیں گی اور جو شخص جمعہ کی رات یا دن کو سورۂ حٰمٓ الدخان پڑھے گا' اس کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور صبح ہونے تک اس کے لئے ستر ہزار فرشتے بخشش کی دُعائیں کرتے رہیں گے اور پھر جنت میں اللہ تعالیٰ اس کے لئے گھر بنا دے گا۔
- آپ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کی رات میں سورۂ یٰسین پڑھتا ہے تو اسے بخش دیا جاتا ہے۔
- پھر فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن وہ سورت پڑھے جس میں آلِ عمران کا ذکر ہے تو سورج غروب ہونے تک اللہ اور اس کے فرشتے اس پر رحمت فرماتے اور دُعاء کرتے ہیں۔

فرع:

رسول اللہ ﷺ اس بات سے منع فرماتے کہ ایک شخص اپنے مسلمان بھائی کو ایک جگہ بٹھائے اور پھر اس کی جگہ پر خود بیٹھے' پھر فرمایا: جمعہ کے دن تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو ایک جگہ بٹھا کر اسے اُٹھنے پر مجبور نہ کرے بلکہ یہ کہے کہ جگہ بناؤ اور ذرا کھل کر بیٹھو کیونکہ جب کوئی شخص کسی ضروری کام کے لئے ایک جگہ سے اُٹھے اور پھر واپس آئے تو وہ وہاں بیٹھنے کا حق دار زیادہ ہوتا ہے۔

- حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عادت تھی کہ جب کوئی شخص ان کی خاطر اپنی جگہ سے اُٹھ بیٹھتا تو وہاں نہ بیٹھتے' یہ اسے (سمجھانے کے لئے گویا) ایک ڈانٹ ہوتی۔

فرع:

رسول اکرم ﷺ اس بات سے روکتے تھے کہ بلاضرورت گردنیں پھلانگتے پھرو' آپ ایسے شخص سے فرماتے کہ بیٹھ جاؤ کیونکہ تم لوگوں کو تکلیف دے رہے ہو۔ ایسے موقع کے لئے آپ نے فرما رکھا تھا کہ جو شخص جمعہ کے دن گردنیں پھلانگ کر آگے جاتا ہے تو وہ جہنم میں جانے کے لئے پل تیار کر رہا ہوتا ہے۔

- حضور ﷺ خطبہ کے دوران گردنیں پھلانگنے والے کو دیکھ کر اکثر یہ کہہ کر منع فرماتے کہ جو لوگوں کی گردنیں پھلانگے اور دو بیٹھے لوگوں کے درمیان سے گذرے' وہ ایسے ہے جیسے اپنی چھڑی لے کر آگ کو جا رہا ہے (اس چھڑی یعنی قصب سے مراد انتڑیاں وغیرہ ہیں' یعنی وہ شخص اپنے آپ کو جہنم کی طرف لے جا رہا ہے ۱۲ چشتی)۔
- ہاں کسی ضروری کام کے لئے گردنیں پھلانگنے کی اجازت دیا کرتے تھے چنانچہ ایک دن آپ نے عصر کی نماز کا سلام پھیرا اور بیٹھ گئے' پھر جلدی سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے اپنی ایک بیوی کے حجرے میں تشریف لے گئے۔ آپ کی یہ تیزی دیکھ کر لوگ گھبرا گئے' آپ نے جا کر انہیں دیکھا تو وہ آپ کی اس تیزی کی وجہ سے حیرانی میں مبتلا تھے چنانچہ فرمایا: گھر میں کچھ سونا پڑا تھا' میں نے رات سے پہلے ہی اسے تقسیم کر دینے کا کہا ہے۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ تھا کہ جب وہ اپنے آگے کوئی خالی جگہ دیکھتے تو گردنیں پھلانگ کر اسے پُر کرنے کی کوشش کرتے۔

- آپ نے فرمایا: جب جمعہ کے دن تم میں سے کسی کو اونگھ آنے لگے تو وہ جگہ چھوڑ کر کسی اور جگہ پر چلا جائے۔
- آپ روزِ جمعہ نماز سے قبل حلقہ بنا کر بیٹھنے سے لوگوں کو منع فرماتے چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: آپ نے چھوٹی مسجد میں حلقہ بنا کر بیٹھنے سے منع فرمایا کیونکہ ان کی وجہ سے لوگوں کو تنگی محسوس ہوتی تھی۔
- آپ اونگھنے کے وقت اس بات سے منع فرماتے تھے کہ آدمی پیٹھ اور پنڈلیوں کو کپڑے سے باندھے لیکن جب وہ بیدار ہوتے تو اس سے منع نہ فرماتے چنانچہ کتاب کے آخر میں الباب الجامع کے اندر انشاء اللہ آ رہا ہے کہ اکثر

آپ یونہی بیٹھا کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔

فروع:

رسول اللہ ﷺ اسے نفل پڑھنے کی اجازت دیتے جو جمعہ کے دن سورج سر پر آنے کے وقت آتا' یہ اجازت اس وقت تک ہوتی جب تک امام خطبہ کے لئے باہر نہ نکلتا چنانچہ ارشاد فرمایا تھا: جمعہ کے علاوہ اس موقع پر جہنم کو مزید بھڑکایا جاتا ہے اور پھر باب المواقیت میں آپ کا یہ فرمان بھی گذر چکا ہے کہ: ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو کیونکہ گرمی کی یہ تیزی جہنم کے جوش کی وجہ سے ہوتی ہے چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو پیدل جمعہ کی طرف جانے کو کہتے اور سوار ہونے سے روکا کرتے' فرماتے تھے کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور مہاجرین جیسے تم سے بہتر لوگ بھی پیدل چل کر جایا کرتے تھے۔

- حضور ﷺ خطبہ کے دوران آنے والے کو دو رکعت پڑھنے کی اجازت دیتے اور اسے جلد پڑھ لینے کو فرماتے۔ آپ نے فرما رکھا تھا کہ جو شخص امام کے نکل آنے پر آتا ہے تو وہ دو رکعت پڑھ لیا کرے۔
- نماز جمعہ سے پہلے آپ گھر میں کافی نفل پڑھا کرتے۔

ایک دن کوئی شخص حضور ﷺ کے خطبہ کے درمیان مسجد میں آیا اور بیٹھ گیا' آپ نے اس سے فرمایا: آنے سے پہلے تم نے دو رکعت پڑھ لی ہیں؟ اس نے عرض کی: نہیں' فرمایا: اُٹھو اور مختصر طور پر دو رکعت پڑھ لو' یونہی پھر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو مروان خطبہ دے رہا تھا' آپ نے کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھنا شروع کیں تو محافظ آ گئے اور آپ کو روکا لیکن آپ نے ان کی ایک نہ سنی اور وہ رکعتیں پڑھ لیں' اس پر حضرت عیاض بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اے ابوسعید! وہ تو آپ کو گرانے ہی والے تھے' انہوں نے فرمایا: جب میں نے حضور ﷺ سے ان رکعتوں کے بارے میں فضیلت سن لی ہے تو کیسے چھوڑ دیتا؟ میں نے دیکھا تھا کہ ایک شخص مسجد میں اس وقت داخل ہوا جب نبی کریم ﷺ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے' آپ نے اس سے فرمایا: اے فلاں! کیا کوئی نفل پڑھے ہیں؟ اس نے عرض کی: نہیں' آپ نے فرمایا: تو پھر دو رکعت پڑھ لو' یونہی وہ دوسرے جمعہ کو پھر آیا تو آپ نے پھر اسے یونہی فرمایا تھا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

نمازِ جمعہ کا وقت

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: تمہیں ہر جمعہ حج اور عمرہ کا ثواب مل سکتا ہے' حج کا ثواب تو یوں کہ تم جمعہ کے لئے سخت دھوپ میں آتے ہو اور عمرہ کا یوں کہ وہاں بیٹھے عصر آنے کی انتظار کرتے ہو۔

- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر جمعہ کی نماز زوال کے بعد پڑھا کرتے' کبھی ایسا بھی ہوتا کہ پہلے پڑھ لیتے (حنفیوں کے نزدیک جائز نہیں) چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ اکثر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جمعہ پڑھتے اور پھر دوپہر کو قیلولہ کرنے کی جگہ پر جا کر قیلولہ (دوپہر کو سونا) کرتے' پھر یوں بھی ہوتا کہ جب شدید سردی کا موسم ہوتا تو آپ جلد نماز پڑھا دیتے اور جب سخت گرمی ہوتی تو جمعہ کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھتے۔
- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہم جمعہ کی نماز کے بعد ہی قیلولہ کرتے اور کھانا کھایا کرتے تھے۔ ایک اور روایت میں بتاتے ہیں کہ ہم جمعہ کی نماز کے بعد ہی آ کر دوپہر کا قیلولہ کیا کرتے تھے۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جمعہ پڑھا دیتے تو ہم اپنے پانی لانے والے اونٹوں کے باڑے میں چلے جاتے اور سورج ڈھلنے تک انہیں آرام کرنے دیتے۔
- حضرت عبداللہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے جمعہ پڑھنے کے لئے گیا تو دیکھا کہ وہ دوپہر سے پہلے خطبہ دے کر نماز پڑھا لیتے تھے پھر اسی مقصد کے لئے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا تو انہیں بھی دیکھا اور میں یہ کہہ سکتا ہوں وہ وقت عین دوپہر کا ہوتا' پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں گیا تو ان کے خطبہ اور نماز کے بارے میں میں کہوں گا کہ دن ڈھل چکا ہوتا تھا' اس کے باوجود میں نے ان پر کسی کو اعتراض کرتے نہیں دیکھا۔
- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب ہم جمعہ کی نماز سے واپس آتے تو سایہ کے لئے کوئی جگہ دکھائی نہ دیتی۔ یونہی حضرت ابن مسعود' حضرت جابر' حضرت سعید اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی ایسی روایتیں ملتی ہیں کہ انہوں نے زوال سے پہلے ہی جمعہ پڑھا تھا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

اذان اور خطبہ کے بارے میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ حضرت آدم علیہ السلام' چالیس ہزار بیٹوں اور پوتوں میں کھڑے تھے کہ کہنے لگے: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اس بات کا وعدہ لیتے ہوئے فرمایا ہے کہ اے آدم! اپنی آواز بلند کیا کرو تاکہ میرے پڑوس میں آ سکو!

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر چڑھتے تو سلام فرماتے اور لوگوں کی طرف رخِ انور کر کے بیٹھ جاتے' لوگ آپ کے سامنے ہوتے اور پھر اسی دوران مؤذن اذان کہتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور میں پہلے پہل اذان اس وقت ہوتی تھی جب خطیب منبر پر بیٹھ جاتا

اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جب لوگ کافی تعداد میں آنے لگے تو زوراء کے مقام پر آپ نے دوسری اذان کا اضافہ کیا۔

مجمع میں حضور ﷺ کے پاس اذان کہنے کے لئے صرف ایک مؤذن تھا جو اس وقت اذان کہا کرتا تھا جب آپ منبر پر جلوہ افروز ہوتے اور تکبیر اس وقت پڑھتا جب آپ نیچے اُتر آتے۔ یہ اذان مسجد کے دروازے پر کہی جاتی۔ جمعہ وغیرہ کے خطبے میں آپ حمد الٰہی کرتے' اپنے اُوپر صلوٰۃ پڑھتے' نصیحت کی باتیں ہوتیں جن میں قراءت فرماتے۔ آپ فرمایا کرتے کہ وہ خطبہ جس میں حمد الٰہی اور ایمانی گواہی نہ ہو' ٹوٹے ہاتھ جیسا ہوتا ہے۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خطبہ میں حضور ﷺ کے ذکر واجب ہونے پر یہ آیت دلیل بنتی ہے:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○ (سورۃ انشراح:۴)

''اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔''

علاوہ ازیں حضور ﷺ کا یہ فرمان بھی دلیل بنتا ہے کہ جب بھی کچھ لوگ بیٹھ کر اللہ کا ذکر کریں لیکن اپنے نبی حضرت محمد ﷺ پر درود نہ پڑھیں تو یوں سمجھو کہ وہ گدھے کا گوشت کھا کر ادھر اُدھر چلے گئے۔

- عادتِ کریمہ یہ تھی کہ آپ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے' دو خطبوں کے درمیان میں بیٹھ جاتے' ان میں ایسی آیتیں پڑھتے جن میں لوگوں کے لئے نصیحت ہوتی۔
- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبدالرحمٰن بن حکم کو دیکھا کہ وہ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھ رہے ہیں تو اسے ناپسند کیا اور فرمایا: اس خبیث کو دیکھو کہ کھڑا ہو کر خطبہ پڑھ رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے:

وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ○ (سورۃ جمعہ:۱۱)

''اور انہوں نے آپ کو کھڑا چھوڑ دیا۔''

- حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ منبر پر بیٹھنے کا رواج سب سے پہلے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ڈالا تھا۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ممکن ہے کہ وہ کمزوری یا بڑھاپے کی وجہ سے بیٹھے ہوں اور پھر یہ بھی پوشیدہ نہیں رہنا چاہئے کہ خطبے میں لازمی طور پر کھڑا ہونا اس بناء پر ہے کہ یہ دو رکعتوں کے قائم مقام ہوتا ہے جیسے حضرت عمر اور بہت سارے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایات میں آگے آ رہا ہے' علاوہ ازیں کھڑا ہونا خود ایک مستقل عبادت ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ بھیجتے ہوئے فرمایا تھا: دیکھو! جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہودیوں نے ہتھیار پہن لئے ہیں تو اپنے ساتھیوں کو سورج ڈھلنے کے بعد جمع کر لینا اور پھر کھڑے ہو کر انہیں دو رکعت پڑھانا۔

- حضور ﷺ جمعہ کے دن خطبے میں لمبی چوڑی وعظ نہیں کرتے تھے' مختصر سے الفاظ ہوتے تھے اور خطبہ یوں پڑھا

کرتے تھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَسْتَعِیْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰی وَلَا یَضُرُّ اللّٰهَ شَیْئًا۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خطبہ دیا تو پڑھا ومن یعصهما فقد غوٰی اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ پڑھو۔
- رسولِ اکرم ﷺ منبر پر سورۂ ق پڑھا کرتے اور چونکہ جمعہ کے دن بار بار پڑھتے تھے لٰہذا کئی صحابہ نے اسے حفظ کر لیا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے دن اپنے خطبے میں عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ تک سورۂ اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ پڑھا کرتے اور پھر خاموش ہو جاتے۔
- حضور ﷺ خطبہ میں بیٹھے ہوئے یوں اُٹھا کرتے جیسے آج کل لوگ اُٹھا کرتے ہیں چنانچہ دوسرا خطبہ کھڑے ہو کر پہلے جیسا پڑھتے اور جب آپ دو خطبوں کے درمیان بیٹھتے تو کوئی کلام نہ فرماتے۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر خطبہ پڑھتے تھے وہ جھوٹا ہے کیونکہ خود میں نے بھی آپ کے ساتھ دو ہزار نمازوں سے زیادہ پڑھی ہیں۔
- خطبہ ارشاد فرماتے وقت آپ کمان کا سہارا لیتے اور کبھی عصا مبارک کا سہارا لیتے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ دونوں سے بے نیاز تھے البتہ جنگ کے دوران آپ تلوار کا سہارا لیتے جبکہ گھر پر ہونے کی صورت میں عصا پر سہارا لیا کرتے کیونکہ سفر میں عام طور پر تلوار ہی ساتھ ہوتی ہے اور گھر پر ہونے کی صورت میں عصا ہوتا ہے۔
- جب آپ خطبہ دیا کرتے تو اللہ کی حمد وثناء ہلکے پھلکے پاکیزہ اور مبارک الفاظ میں کرتے اور فرماتے اے لوگو! [illegible] تم وہ بہت کام نہیں کر سکتے جن کا تمہیں حکم ملا ہے البتہ درست راہ پر چلو ایک دوسرے کے قریب ہو جاؤ اور خوش خوش رہا کرو۔
- آپ فرماتے تھے کہ خطبہ مختصر پڑھا کرو کیونکہ کچھ بیان جادو جیسے ہوتے ہیں (یعنی تھوڑے خطبے میں بھی بہت کچھ کہا جا سکتا ہے)۔
- آپ فرماتے تھے کہ نماز میں طول کرنا اور خطبہ مختصر پڑھنا سمجھداری کا کام ہے لٰہذا نماز لمبی پڑھو اور خطبہ مختصر کیا کرو۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ خطبہ دو رکعتوں کے قائم مقام ہوتا چنانچہ جس سے خطبہ رہ جائے' وہ چار رکعت پڑھے۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی بناء پر کچھ علماء نے خطبہ کے لئے وضو شرط کیا ہے ورنہ اعلیٰ خطبہ تو قرآن کی وجہ سے بنتا ہے جبکہ قرآن کی تلاوت تو بے وضو ہونے پر جائز ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

سب سے پہلے منبر کس نے بنایا؟

- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کا وہ منبر جس پر آپ خطبہ دیتے تھے' اس کی سیڑھیاں سات تھیں اور حضرت آدم علیہ السلام کے بعد سب سے پہلا منبر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا جبکہ حضور ﷺ کے منبر کی تین سیڑھیاں تھیں' یہ مدینہ کے ایک شخص باقوم رومی نامی شخص نے آپ کے لئے بنایا تھا جو حضرت سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد دوسرے درجہ پر کھڑے ہوتے تھے' جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آیا تو وہ نچلی سیڑھی پر بیٹھا کرتے اور جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ تھا تو انہوں نے سیڑھیاں بڑھا دیں چنانچہ ان بڑھائی گئی سیڑھیوں میں سے اوّل پر بیٹھا کرتے اور وہ پہلی تین سیڑھیاں پچھلی طرف ہوتیں' یہ ان حضرات کا ادب تھا۔

- حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے منبر پر بیٹھے تھے کہ اس دوران حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما آئے اور کہنے لگے: میرے نانا کے بیٹھنے کی جگہ سے اُتر آؤ۔ انہوں نے کہا: آپ سچ کہتے ہیں' واقعی یہ آپ کے نانا کی جگہ ہے' پھر گود میں بٹھایا اور رونے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے: اے خلیفۂ رسول! بخدا! اس میں میرا کوئی دخل نہیں' انہوں نے کہا: بخدا میں آپ کو الزام نہیں دونگا۔
- رسول اللہ ﷺ خطبہ دیتے تو آنکھیں سرخ ہو جاتیں' آواز بلند ہوتی اور غضب بھرا بولتے' ایسا محسوس ہوتا کہ آپ اس لشکر سے بات کر رہے ہیں جو صبح اور شام جانے کا بہانہ بناتا ہے۔
- جب آپ منبر پر بیٹھے دُعاء فرماتے تو ہاتھ کی بجائے اکیلی سبابہ (انگشت شہادت) انگلی اٹھاتے چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ منبر وغیرہ پر بیٹھے ہوئے آپ نے جب کبھی بھی دُعاء فرمائی تو میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے ہاتھ اُٹھائے ہوں' جب بھی ہاتھ اُٹھاتے' کندھوں کے برابر تک اُٹھاتے' انگلی سے اشارہ کرتے اور درمیانی انگلی کو انگوٹھے کے ساتھ ملایا ہوتا۔

جب بشر بن مروان نے خطبہ دیا اور دُعاء کے وقت ہاتھ اٹھائے تو حضرت عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان ہاتھوں کو اللہ تعالیٰ تباہ کرے اور پھر اسے ناپسند کیا۔

- حضرت عمر بن عبدالعزیز اور حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ خطبہ میں کوئی کسی کے لئے دُعا یا بددُعا کرے۔
- حضورﷺ نے خطبہ دیا تو سیاہ پگڑی لے رکھی تھی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ بھی یونہی کرتے تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے منیٰ میں رسولِ اکرمﷺ کو دیکھا' آپ خچر پر بیٹھے خطبہ دے رہے تھے اور دو سرخ چادریں اُوڑھ رکھی تھیں' ایک جسم کے درمیان اور دوسری مونڈھوں پر تھی۔

فصل:

امام کے خطبہ کے دوران باتیں کرنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضورﷺ' امام کے خطبہ کے دوران بولنے سے منع فرماتے ہاں کسی خاص مقصد کے لئے اجازت دیتے۔

- اکثر ایسا ہوتا کہ رسولِ اکرمﷺ اس شخص سے فرماتے: ''ادھر آؤ'' جس کے پاس خطبہ کی آواز نہ پہنچ رہی ہوتی۔
- آپ فرماتے تھے: جب جمعہ کے دن امام کے خطبہ کے دوران تم کسی سے چپ رہنے کو کہو گے تو یہ بات بے مقصد ہوگی۔
- رسولِ اکرمﷺ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن تین طرح کے آدمی آیا کرتے ہیں' ایک وہ جو بے مقصد باتیں کرتا ہے' یہ عادت سے مجبور ہے' ایک وہ ہے جو آتا ہے اور صرف دُعاء کرتا ہے' یہ ایسا شخص ہے کہ چاہے تو اللہ اسے دیدے اور نہ چاہے تو نہ دے۔ ایک وہ ہوتا ہے جو آکر خاموش رہتا ہے' لوگوں کی گردنیں نہیں پھلانگتا اور نہ ہی کسی کو تکلیف دیتا ہے' ایسے شخص کا یہ کام اگلے جمعہ کی غلطیوں کا کفارہ بنتا ہے بلکہ تین اور دنوں کا بھی' دلیل اس کی اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

  مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ (سورۂ انعام: ۱۶۰)

  ''جو نیکی کرتا ہے تو اسے اس کا دگنا ملتا ہے۔''
- آپ ہی فرماتے ہیں کہ جو شخص امام کے قریب ہو' بے مقصد بات کرے' امام کی نہ سنے اور خاموش نہ ہو تو اس پر دوہرا بھار ہوگا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا:

  وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ۚ (سورۂ نور: ۶۲)

''اور جب رسول ﷺ کے پاس کسی ایسے کام میں حاضر ہوئے ہوں جس کے لئے جمع کئے گئے ہوں تو نہ جائیں جب تک ان سے اجازت نہ لے لیں۔''

تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ یہ تھا کہ بے وضو ہونے پر اشارہ کر کے امام سے اجازت لیتے اور وہ انہیں چلے جانے کا اشارہ کرتا۔

- حضور ﷺ نے بے وضو ہو کر نکلنے کا ارادہ کرنے والے کو حکم دے رکھا تھا کہ اپنا ناک پکڑ لیا کریں جیسے اداب الصّلوٰۃ میں گذر چکا ہے۔
- حضرت مجاہد اور حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ اللہ کے اس فرمان کے بارے میں فرماتے تھے:

وَ اِذَا قُرِیَٔ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا ○ (سورۂ اعراف:۲۰۴)

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو۔''

کہ یہ آیت فرض نماز میں اس وقت نازل ہوئی تھی جب لوگ امام کی آواز سے آواز بلند کرتے یا صرف خطبہ میں بلند کرتے۔

- حضور ﷺ نے فرمایا: جب جمعہ کے دن امام کے خطبہ کے درمیان کسی کو چھینک آ جائے تو اسے برا بھلا کہا کرو چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کبھی تو ہم ایسے شخص کو باتوں باتوں میں برا بھلا کہتے اور کبھی اشارہ سے۔
- رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ امام کے قریب ہو کر بیٹھ جایا کرو۔
- آپ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے بے مقصد لفظ ''صَہ'' کہہ دیا تو اسکا جمعہ بیکار ہو گیا' وہ یوں ہو گا جیسے گدھا بوجھ اُٹھائے پھرتا ہے چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم کی بات پوچھنے پر بھی کسی سے بات نہ کرتے تھے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کا برا نہ مناتے تھے کہ بندہ دل میں اپنے رب کو یاد کرے' خواہ تکبیر سے' خواہ تہلیل (لا الٰہ الاّ اللہ) سے' خواہ تسبیح (سبحان اللہ کہنے) سے اور تلاوت سے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص امام کے خطبے کے درمیان باتیں شروع کر دے تو اگر وہ تمہارے پہلو میں ہے تو اسے آنکھ سے اشارہ کرو لیکن اگر وہ دور ہے تو ہاتھ وغیرہ سے اشارہ کر کے روکو۔
- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کیونکہ خاموش رہ کر نہ سننے والے کو وہی اجر ملتا ہے جو خاموش ہو کر سننے والے کو ملتا ہے۔

ایک دن رسول اکرم ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما آ گئے' دونوں نے سرخ رنگ کی قمیصیں پہن رکھی تھیں اور گرتے پڑتے چلے آ رہے تھے' آپ منبر سے نیچے اُترے اور اُٹھا کر انہیں سامنے بٹھا لیا اور فرمایا اللہ اور اس کے رسول کا فرمان سچا ہے کہ تمہارے مال و اولاد فتنہ اور ایک آزمائش ہیں' میری ان دونوں پر نظر پڑی کہ

گرتے پڑتے چلے آرہے ہیں تو مجھ سے رہا نہ گیا اور بات کاٹ کر میں نے انہیں اُٹھا لیا ہے۔

- آپ کی عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ اگر کوئی دینی بات پوچھنے خطبے ہی میں آجاتا تو چل کر اس کی طرف جاتے‘ خطبہ چھوڑ دیتے اور جو اللہ کو منظور ہوتا‘ اسے بتاتے اور پھر واپس آکر خطبہ پورا فرماتے۔
- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص سے صرف اتنی بات کہی تھی: کیا تم نے ہمارے لئے فلاں شے خریدی ہے؟ اور پھر خطبہ پڑھنے آگئے؟
- جب جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ منبر سے اُترتے اور کوئی ضرورت مند اپنی بات کرتا تو اس سے ضرورت پوری کرنے تک باتیں کرتے رہتے پھر مصلّے کی طرف بڑھتے اور نماز پڑھتے۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عادت یہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منبر پر بیٹھنے کی صورت میں جمعہ کے دن باتیں کر لیتے اور جب مؤذن چپ کر جاتا تو حضرت عمر اُٹھتے اور دونوں خطبے مکمل کیے بغیر کسی سے بات نہ کرتے اور پھر جب نماز قائم ہوتی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُتر آتے تو بات کرتے۔

فرع:

جمعہ میں کب شامل شمار ہوتا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے یوں بھی کیا کہ جب لوگ خطبہ کے درمیان بکھر گئے اور آپ کے ساتھ چند لوگ رہ گئے تو انہیں خطبہ دیا اور جب وہ واپس آگئے تو سب کو نماز پڑھائی لیکن خطبہ دوبارہ نہیں پڑھا اور ایک مرتبہ یوں بھی ہوا تھا کہ نماز کے دوران صرف بارہ مرد اور ایک خاتون رہ گئی تھی (حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کے مطابق آٹھ تھے) آپ نے انہیں بقیہ نماز پڑھائی چنانچہ اسی سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی:

وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَاﰳ انْفَضُّوْۤا اِلَیْهَا وَ تَرَكُوْكَ قَآىٕمًا۝ (سورۂ جمعہ:۱۱)

ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب وہ خطبہ کے دوران چلے گئے تھے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس لڑکے کے پیچھے نمازِ جمعہ نہیں پڑھتے تھے جو بالغ نہ ہوتا البتہ جمعہ کے علاوہ نماز پڑھ لیتے تھے۔
- حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے جمعہ یا کسی اور نماز کی ایک رکعت پالی تو اس کی نماز پوری ہوگئی۔
- آپ فرماتے تھے: جو جمعہ کی ایک رکعت پالے تو اس کے ساتھ اور ملائے اور جو انہیں تشہد کے دوران ملے‘ وہ چار رکعت پڑھے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو جمعہ کے دن تشہد میں امام کے ساتھ مل جائے تو جمعہ کا ثواب اسے مل جائے گا۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص آخری رکعت کے رکوع میں نہ مل سکے' وہ ظہر کی چار رکعتیں پڑھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ بھی یونہی فرماتے تھے۔
- حضور علیہ فرماتے تھے کہ جو شخص جمعہ کے بعد نماز پڑھے' وہ چار رکعت پڑھے۔
- آپ جمعہ کی رات مغرب کی نماز میں سورۂ قل یایها الکفرون اور دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھتے تھے نیز عشاء میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون پڑھتے تھے' نمازِ جمعہ میں سورۂ جمعہ اور منافقون پڑھتے تھے اور کبھی سورۂ جمعہ اور هل اتٰك حديث الغاشيه پڑھتے' کبھی سبح اسم ربك الاعلى اور سورۂ الغاشيه پڑھتے اور جب ایک ہی دن میں عید اور جمعہ اکٹھے ہو جاتے تو یہی سورتیں ان دونوں میں پڑھتے۔
- آپ فرماتے تھے: جب تم میں سے کوئی جمعہ کی نماز پڑھے' وہ اس کے بعد چار رکعت پڑھے اور اگر جلدی کا کام ہو تو دو رکعتیں مسجد میں پڑھے اور دو واپس گھر آنے پر۔
- اکثر آپ جمعہ سے پہلے چار رکعت پڑھتے اور پھر جب نماز سے فارغ ہوتے تو گھر واپس آ کر دو رکعت پڑھتے۔
- حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ علیہ نے ہمیں حکم دیا کہ جب تک ہم کلام نہ کریں یا باہر نہ نکلیں' جمعہ کی نماز کے ساتھ کوئی اور نماز نہ ملائیں۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور علیہ کے پاس بہت سے وفد آیا کرتے تھے اور کثرت سے احکام منسوخ ہوتے تھے تو آپ کو اندیشہ رہتا تھا کہ دیہاتی یہ سمجھتے ہوئے کہ نماز میں اضافہ ہو گیا ہے' پچھلے مسلمانوں تک پہنچا دیں گے جبکہ ہر وقت ایسا نہ تھا کہ وہ دیہاتی حضور علیہ سے آ پوچھتے کیونکہ آپ کا ان پر رعب تھا اور پھر باب الاوقات المنهی عنها کی گذشتہ یہ حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ رسول اللہ علیہ نے ایک آدمی کو صبح کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے دیکھا تو اسے ڈانٹا اور فرمایا کہ صبح کی نماز تو چار رکعت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

جمعہ اور عید اکٹھی ہو جانے کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم علیہ کے زمانے میں جمعہ اور عید اکٹھے ہو گئے تو آپ نے فرمایا: آج دو عیدیں اکٹھی ہو گئی ہیں چنانچہ عید تو دن شروع ہونے پر پڑھ لی اور پھر جمعہ میں چھوٹ دیتے ہوئے فرمایا کہ جو جمعہ پڑھنا چاہتا ہے' پڑھ لے اور جو نہیں چاہتا' اس کے لئے عید ہی جمعہ کی جگہ کام دے گی اور پھر جمعہ کی نماز پڑھائی۔

حضرت ابنِ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور میں بھی دو عیدیں اکٹھی ہوئیں تو انہوں نے نکلنے میں دیر کر دی' پھر نکل

کر خطبہ دیا' پھر منبر سے اُترے اور نماز پڑھی اور جمعہ کے دن لوگوں کو نماز نہیں پڑھائی۔ جب یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کی گئی تو انہوں نے کہا کہ انہوں نے سنت طریقہ پر عمل کیا ہے۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابن زبیر نے جمعہ اور عید الفطر اکٹھی کر دیں اور صبح ہی دو دو رکعت پڑھیں' اس سے زیادہ عصر تک نہیں پڑھیں۔

ایک روایت میں ہے کہ لوگ ان کے پاس آئے کہ انہیں نماز پڑھائیں لیکن آپ نہیں نکلے تو انہوں نے اکیلے ہی جمعہ پڑھا۔

اس روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گذشتہ مذہب کی تائید موجود ہے کہ جمعہ اکیلے پڑھنا جائز ہے اور اس میں یہ تائید بھی پائی جاتی ہے کہ بغیر خطبہ کے جمعہ ہو جاتا ہے۔

علماء کرام رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ جو کچھ حضرت ابن زبیر نے کیا' اس کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے جمعہ زوال سے پہلے پڑھنا مناسب دیکھا تو اسے پہلے پڑھ لیا اور عید اس سے آگے کر دی۔

خاتمہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ جب بہت بھیڑ ہو جائے تو آدمی اپنے بھائی کی پیٹھ پر سجدہ کر لے اور جب گرمی سخت ہو تو اپنے کپڑے پر سجدہ کرے۔

عورتیں حضور ﷺ کے پاس جمع ہو جاتیں اور جب آپ کا وصال ہو گیا تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انہیں جمعہ کے دن مسجد سے نکالتے ہوئے کہا: یہ اب ممکن نہ ہوگا۔

- حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی شہر فتح کر لئے تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاکمِ بصرہ کو خط لکھا کہ ہر قبیلے کے لئے الگ مسجد بنوائیں' پھر فرمایا: جب جمعہ کا دن ہو تو سب جماعت والی مسجد میں جمع ہوں اور جمعہ کے لئے اکٹھے ہوں اور پھر حاکمِ کوفہ حضرت سعد بن ابو وقاص کو ایسا ہی خط لکھا اور حاکمِ مصر حضرت عمرو بن عاص کو بھی ایسا ہی لکھا اور پھر شامی لشکر کے سپہ سالاروں کو لکھا کہ شہروں میں ٹھہریں اور ہر شہر میں ایک ایک مسجد بنا دیں' قبیلوں کے لئے بنانے کی ضرورت نہیں' لوگ حضرت عمر کے حکموں پر مضبوطی سے عمل کرتے تھے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک جامع شہر یا عام شہر کے علاوہ کہیں جمعہ اور تکبیر تشریق نہیں ہوتے اور دونوں عیدیں جائز ہیں۔ واللہ اعلم۔

(وضاحت کے لئے فتاویٰ نوریہ از فقیہ اعظم بصیر پوری رحمہ اللہ جلد ص دیکھئے)۔

باب

عیدین کی نمازیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مطابق رسول اللہ ﷺ عید کے موقع پر خوبصورتی کے لئے اچھے کپڑے پہننے کا شوق دلاتے اور دشمن کا خوف نہ ہونے کی صورت میں ہتھیار پہننے کو ناپسند فرماتے چنانچہ عید کے دن حجاج کے ہتھیار پہننے کو پسند نہیں کیا۔

- حضور ﷺ کے پاس ایک یمنی چادر تھی جسے آپ ہر عید کے موقع پر پہنا کرتے۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ بازار سے گذرے اور سندس کا ایک لباس دیکھا، عرض کی: یا رسول اللہ! کیا اچھا ہوتا، اگر آپ عید کے لئے اسے خرید لیتے آپ نے فرمایا کہ اسے وہی پہن سکتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عید کے موقع اپنے بچوں کو جتنا ممکن ہوتا زیور اور رنگین کپڑے پہناتے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بالغ ہونے کے قریب لڑکوں کے کانوں میں گول زیور دیکھتے تو اسے اُتار دیتے اور کہتے کہ تم نے کبیرہ گناہ کیا ہے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ عید کے موقع پر حضور ﷺ کے لئے دف بجائی جاتی تھی۔
- اکثر آپ جنگل میں عید پڑھا کرتے اور بارش ہونے پر مسجد میں پڑھاتے۔
- آپ جنگل میں پیدل چل کر عید پڑھانے جاتے۔
- آپ عید الفطر کے لئے اس وقت تک گھر سے نہ نکلتے جب تک کھجور وغیرہ کچھ کھا نہ لیتے چنانچہ تین مرتبہ کھاتے لیکن عید الاضحیٰ میں واپس آ جانے تک کچھ نہ کھاتے۔
- حضور ﷺ کا حکم تھا کہ دوشیزہ، حیض والی اور پردہ دار عورتوں کو عید سے نکال دو بلکہ آپ اپنے اہل بیت میں سے بھی کسی کو وہاں نہ رہنے دیتے تھے، پھر حیض والی عورتیں نماز اور مصلّی دونوں سے الگ تھلگ رہتیں تاہم بھلائی کے کاموں اور مسلمانوں کی دعوت میں شریک ہوتیں۔

سیّد عالم ﷺ نے جب حیض والی عورتوں کو نکل جانے کا حکم فرمایا تو ایک نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی عورت کسی کا کپڑا بھی نہیں پہن سکتی؟ فرمایا کہ ایک بہن دوسری کا کپڑا پہن سکتی ہے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عید کے لئے ننگے پاؤں جاتے اور راستے کی اگلی طرف چلتے اور اس سلسلے میں فرماتے کہ ایک ننگے پاؤں والا اس معاملے میں جوتا پہننے والے سے زیادہ حق رکھتا ہے کہ اگلی طرف چلے۔ حضرت ابن

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سورج چڑھنے پر سویرے ہی مصلّٰی کی طرف چلے جاتے اور مصلّے تک پہنچتے ہوئے بلند آواز سے تکبیر کہتے' امام کے بیٹھنے تک مصلّٰے میں تکبیر کہتے رہتے اور پھر بند کر دیتے۔

- رسول اللہ ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ عیدگاہ سے واپسی پر اس راستے سے واپس نہ آتے جس سے گئے ہوتے' ہاں کبھی ایسا بھی کر لیتے۔
- آپ عید الاضحیٰ کی نماز عید الفطر کے وقت سے پہلے پڑھتے' عید الفطر پڑھنے کا وقت دوپہر کے قریب ہوتا اور اس وقت کا اندازہ سورج کے ایک نیزہ بھر اُونچا آجانے سے لگایا جاتا۔
- عید کی نماز آپ اذان اور تکبیر کے بغیر پڑھتے اور پھر خطبہ ارشاد فرماتے' اس سلسلے میں فرمایا تھا کہ ان دونوں عیدوں میں اذان وتکبیر نہیں کہی جاتیں۔
- حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ عید قربان میں نماز سے پہلے خطبہ دیا۔
- حضور ﷺ منبر پر خطبہ دیتے اور کبھی کسی اور چیز پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے' ایک مرتبہ ایک اونٹنی پر بھی خطبہ دیا تھا' اس دوران ایک حبشی نے لگام تھام رکھی تھی۔
- آپ نماز میں سورۃ سَبِّح اور **الغاشیہ** پڑھتے' کبھی ق اور **اقتربت الساعہ** پڑھ لیتے اور کبھی ان کے بغیر بھی پڑھ لیا کرتے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب عید پڑھاتے تو قریب کھڑے نمازی تک تلاوت کی آواز جاتی' زیادہ بلند آواز سے تلاوت نہ کرتے۔
- رسول اللہ ﷺ پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات تکبیریں پڑھا کرتے اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں پڑھتے جبکہ حضرت حذیفہ اور ابوموسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید قربان اور عید الفطر میں نماز جنازہ کی طرح چار ہی تکبیریں پڑھا کرتے۔
- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بصرہ میں امیر تھے تو چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔
- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک آدمی نے کہا کہ مجھے نماز عید پڑھنے کا طریقہ بتایئے تو انہوں نے پہلی اور دوسری رکعت میں چار چار تکبیریں کہیں۔
- حضور ﷺ عید سے پہلے اور بعد میں کوئی نفل نہ پڑھا کرتے البتہ گھر واپس آنے پر دو رکعت پڑھتے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عید سے پہلے نفل پڑھنا پسند نہ فرماتے تھے جبکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عید سے پہلے نفل پڑھنا ناپسند نہ سمجھتے اور فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی ضائع نہیں فرماتا۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو عید سے پہلے نفل پڑھتے دیکھا تو آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے اسے منع کیوں نہیں کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں ایک نمازی کو کیسے روکوں؟ میں اس روک کو اس آیت میں شامل کرتا ہوں کہ

اَرَأَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ۝ (سورۃ علق: ۹،۱۰)

”آپ اسے دیکھ رہے ہیں جو بندے کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے؟“

البتہ ابھی میں تمہیں بتاؤں گا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو کیسے دیکھا تھا چنانچہ جب وہ شخص فارغ ہوا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے شخص! حضور ﷺ تو عید سے پہلے اور بعد میں کوئی نفل نہیں پڑھا کرتے تھے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے شخص کو نفلی عبادت سے نہ روکتے تھے جو سنت طریقہ سے زیادہ پڑھ لیا کرتا' فرمایا کرتے: جو نیکی کرتا ہے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہی رہے گا۔

- حضور ﷺ ان خواتین کے پاس تشریف لے جاتے جو مردوں کے ہمراہ خطبہ میں شامل نہ ہوا کرتیں' آپ انہیں توبہ کرنے اور صدقہ دینے کا شوق دلاتے چنانچہ وہ چاندی کے حلقے اور گلے کے ہار وغیرہ اُتار کر صدقہ کرتیں' حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں اکٹھا کر کے مسکینوں میں تقسیم کر دیا کرتے۔
- آپ اس وقت لوگوں کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے جب نماز سے فارغ ہوتے' لوگ صفیں بنا کر بیٹھے ہوتے' آپ انہیں وعظ و نصیحت فرماتے اور کئی حکم فرمایا کرتے' پھر کہیں کوئی لشکر بھیجنا ہوتا یا کوئی اور حکم دینا ہوتا تو دے کر واپس آ جاتے۔
- ایک دن مروان نے عید سے پہلے خطبہ پڑھ دیا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسے ناپسند کیا اور کہہ دیا کہ تم نے سنت طریقہ پر عمل نہیں کیا پھر ایک اور موقع پر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسے عید سے پہلے خطبہ پڑھنے پر روکا تو مروان نے کہا: ہم سے پہلے لوگ خلفاء کا خطبہ سننے بیٹھ جایا کرتے تھے لیکن ہمارے دور میں وہ عید کے بعد خطبہ سننے نہیں بیٹھتے لہٰذا ہم نے اسے عید سے پہلے شروع کر دیا ہے تاکہ وہ سن سکیں۔
- حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تھا: یہ سنت طریقہ نہیں ہے کہ کوئی امام سے پہلے عید پڑھے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عید امام کے ساتھ پڑھنے سے رہ جاتی تو آپ اپنے بیوی بچوں کو اکٹھا کر کے ویسے ہی نماز پڑھاتے جیسے شہر والے پڑھتے اور ویسے ہی تکبیریں کہتے۔
- حضور ﷺ عید کے دونوں خطبوں کے دوران بہت سی تکبیریں کہہ لیا کرتے' کسی نے کہا کہ ہم نے شمار کیں تو وہ پینتیس تکبیریں تھیں' آپ دونوں خطبوں کے درمیان میں بیٹھا کرتے۔
- رسول اللہ ﷺ عید کی نماز پڑھ لینے پر کبھی فرماتے: اب میں خطبہ دینا چاہتا ہوں لہٰذا جو بیٹھنا چاہتا ہے' بیٹھے اور جو جانا چاہتا ہے' جا سکتا ہے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ نماز عید سے فارغ ہونے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور ﷺ سے عرض کیا کرتے: یا رسول اللہ! اللہ ہماری اور آپ کی عید قبول فرمائے جس پر آپ بھی یہی دُعاء فرماتے

اور یونہی لوگ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی کہا کرتے' وہ ویسے ہی کہتے اور اسے ناپسند نہ کرتے۔

- حضرت عبادہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے لوگوں کے عید پڑھ کر 'اللہ ہماری اور آپ کی عید قبول کرے' کہنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ یہ اہلِ کتاب کا کام ہے' اور ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسے ناپسند کیا ہے تاہم ہمارے نزدیک یہ کراہت ان کے بارے میں تھی جو ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے چنانچہ آپ نے اہلِ کتاب کے طریقے پر چلنے کو مکمل طور پر بند کرنا چاہا تھا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ بادلوں کی وجہ سے شوال کا چاند نظر نہ آ سکا تو انہوں نے روزہ رکھ لیا لیکن پچھلے پہر ایک قافلہ آیا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں گواہی دی کہ انہوں نے اسے کل دیکھا تھا جس پر آپ نے انہیں حکم فرمایا کہ آج روزہ توڑ دو اور کل عید پڑھو۔
- آپ اکثر فرمایا کرتے: فطر وہ دن ہے جس میں عید الفطر پڑھتے ہیں' اضحیٰ وہ دن ہے جس میں لوگ عید الاضحیٰ پڑھتے اور روزہ ایسا دن ہے جس میں سے روزہ رکھتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

فصل:

تکبیر وغیرہ کا ذکر

رسول اکرم ﷺ عید کی راتوں میں ذکر اور عبادت کے لئے لوگوں کو اُبھارا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو دونوں عیدوں کی راتوں میں ذکر فکر کیا کرے گا تو اس کا دل اس وقت مردہ نہ ہوگا جبکہ اور لوگوں کے ہوں گے۔

- آپ عید الفطر کی رات کثرت سے تکبیر کہنے اور عید الاضحیٰ کی دس راتوں اور ایام تشریق میں کثرت سے ذکر وفکر کا شوق دلاتے تھے اور فرمایا کرتے کہ ان دس دنوں کے مقابلے میں ایسا کوئی دن نہیں جس میں نیک کام اللہ کو اس جیسا پسندیدہ ہو لہٰذا ان میں خوب تکبیر' تحمید اور تہلیل کیا کرو (اللہ اکبر' الحمد للہ اور لا الٰہ الا اللہ پڑھنا)۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عید الاضحیٰ کے مقابلے میں عید الفطر میں تکبیریں کہنے پر زیادہ زور دیتے تھے کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ○ (سورۂ بقرہ۔ ۱۸۵)

- حضور ﷺ فرماتے تھے کہ ایام تشریق کھانے' پینے اور ذکر الٰہی کے دن ہیں۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ آیت میں اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ سے مراد عید الاضحیٰ کے دس دن ہیں اور اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ سے مراد ایام تشریق ہیں۔

- حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اپنی عیدیں تکبیر، تہلیل، تحمید اور تقدیس (سبحان اللہ کہنا) کہہ کر سجایا کرو چنانچہ حضرت ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان دس دنوں میں بازار کی طرف نکل جاتے اور تکبیر کہتے' لوگ بھی ان کے ہمراہ تکبیر (اللہ اکبر) کہا کرتے پھر آپ منیٰ میں ایک قبہ میں تکبیر کہتے جسے اہل مسجد سنتے چنانچہ اہلِ مسجد کے ساتھ ساتھ بازار والے بھی تکبیر کہتے تو منیٰ گونج اُٹھتا۔
- حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عرفہ کے دن نمازِ فجر کے بعد نماز ظہر تک تکبیر کہتے اور یہ سلسلہ ایام تشریق میں جاری رکھتے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایام تشریق میں سے قربانی کے دن (ہمارے ہاں عید سے ایک دن پہلے شروع ہوتی ہیں) ظہر سے لے کر عصر تک اور پھر ایام تشریق کے آخری دن تک تکبیریں کہتے چنانچہ بعد والے امام بھی یونہی کرتے رہے اور کبھی ایام تشریق میں سے آخری دن میں نماز فجر تک کہتے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ قربانی کے دن نماز صبح سے تکبیریں کہنا شروع کرتے اور ایام تشریق کے آخری دن تک پڑھتے رہتے۔
- حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں عورتیں مردوں کے ساتھ ساتھ ہی تکبیریں کہا کرتیں لیکن کوئی اعتراض نہ کرتا۔ واللہ اعلم۔

باب

نمازِ خوف

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے مختلف حالات میں وحی الٰہی کے مطابق نمازِ خوف پڑھی تھی چنانچہ ان میں سے ایک موقع غزوۂ ذات الرقاع تھا جس میں آپ نے انہیں دو ٹولیوں میں بانٹ دیا' ایک صف تو آپ کے ساتھ کھڑی تھی اور دوسری دشمن کے مقابلے میں' چنانچہ آپ نے اپنے ساتھ کھڑی ٹولی کو ایک رکعت پڑھائی' پھر آپ وہیں کھڑے رہے اور انہوں نے اپنی نماز پوری کر لی اور دشمن کے مقابلے میں چلے گئے' اب دوسری ٹولی آئی تو آپ نے انہیں وہ رکعت پڑھائی جو آپ کی طرف سے ایک رہ گئی تھی' پھر آپ بیٹھے رہے' جب لوگوں نے اپنی دوسری رکعت پوری کر لی تو ان کے لئے سلام آپ نے پھیرا تھا۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے غزوۂ ذات الرقاع کے موقع پر نماز پڑھائی چنانچہ نماز کھڑی کر کے دو ٹولیوں کو (ایک ایک کر کے) دو رکعتیں پڑھائیں' پھر وہ لوگ تو ہٹ گئے اور آپ نے دوسری ٹولی کو دو رکعتیں پڑھائیں چنانچہ نبی کریم علیہ السلام کی تو چار رکعتیں ہو گئیں اور ہر ٹولی کی دو دو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں غزوہ ذی قرد میں نماز پڑھائی تو لوگوں نے دو ٹولیاں بنالیں' ایک ٹولی تو آپ کے پیچھے کھڑی ہوئی اور دوسری دشمن کے مقابلے میں چنانچہ آپ نے اپنی پچھلی طرف کھڑے لوگوں کو ایک رکعت پڑھائی تو یہ ٹولی ان (دشمن کے مقابلے میں کھڑی) کی جگہ چلی گئی اور وہ ٹولی ان کی جگہ آ گئی چنانچہ انہیں ایک رکعت پڑھائی اور انہوں نے نماز پوری نہ کی۔

ان کے علاوہ دوسری حالتوں کا ذکر بڑی کتابوں میں آیا ہوا ہے۔ آج صورتِ حال یہ ہے کہ لوگ تو امن کی حالت میں نمازیں ضائع کر دیتے ہیں' اگر خوف کی حالت ہو تو کیا کریں گے۔

فروع:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مقیم ہونے کی صورت میں تمہارے نبی پر چار رکعت فرض کی ہیں اور سفر کی حالت میں دو رکعت اور خوف کی حالت میں ایک رکعت فرض کی۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ نمازِ خوف میں کوئی سجدۂ سہو نہیں ہوتا۔
- حضور ﷺ اکثر اپنے صحابہ کرام کو نمازِ خوف کے بارے میں بتلایا کرتے اور پھر فرماتے: اگر اس سے بھی زیادہ خوف ہو تو اشارہ سے پڑھو' پیدل پڑھو اور سواری کی حالت میں پڑھو۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نمازِ خوف میں ہتھیار پہنے رہتے اور مسواکیں تلوار کی دستی سے باندھ لیتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو مسواک کیا کرتے۔
- حضور ﷺ خوف زیادہ ہونے کی صورت میں صحابہ کو نماز لیٹ کرنے کی اجازت دیتے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ انہیں اشارہ سے پڑھنے کا حکم فرماتے۔
- حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے خالد بن سفیان ہذلی کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ جاؤ اور اُسے قتل کر دو۔ میں گیا اور اسے دیکھا' ادھر نماز عصر کا وقت بھی ہو چکا تھا۔ میں نے دل میں کہا کہ میرے اور اس کے درمیان ایسی صورت پیدا ہو سکتی ہے کہ جس کی وجہ سے نماز لیٹ ہو جائے گی چنانچہ میں اس کی طرف پیدل چلتے ہوئے اشارہ سے نماز پڑھتا گیا اور جب میں اس کے قریب پہنچا تو اس نے مجھ سے پوچھا: کون ہو؟ میں نے کہا کہ عرب کا ایک آدمی ہوں' مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اس شخص (رسول ﷺ) کے خلاف کام کر رہے ہو اور میں بھی اسی لئے آیا ہوں۔ اس نے کہا: ہاں میں پوری کوشش کر رہا ہوں چنانچہ میں تھوڑی دیر اس کے ہمراہ چلا اور جب وہ میری پہنچ میں آ گیا تو میں نے تلوار سے وار کر دیا جس سے وہ وہیں ٹھنڈا ہو گیا۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مل کر دشمن سے لڑ

رہے تھے کہ انہوں نے کہا: الصلوٰۃ الصلوٰۃ (نماز نماز) تو کہنے لگے کہ اب آدمی اپنی ڈھال کے نیچے ایک سجدہ کرے اور باب المواقیت میں بتایا جا چکا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ میں آواز دی تھی کہ: سن لو! کوئی شخص بنو قریظہ میں جانے سے پہلے نماز نہ پڑھے چنانچہ کچھ لوگوں کو نماز کا وقت ختم ہو جانے کی فکر ہوئی تو انہوں نے ان کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی نماز پڑھ لی اور کہنے لگے کہ آپ ہمیں کچھ نہیں فرمائیں گے لیکن دوسروں نے کہا کہ وقت خواہ نکل ہی کیوں نہ جائے ہم تو بنو قریظہ ہی میں پہنچ کر نماز پڑھیں گے کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا حکم ہے چنانچہ ان کی نماز عصر اور مغرب رہ گئیں' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ بات حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے دونوں فریقوں میں سے کسی پر ناراضگی نہیں فرمائی۔

فصل:

کونسا لباس حرام اور کونسا حلال ہوتا ہے؟

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء علیہا السلام کو زمین پر گرانا چاہا تو جنت سے اُترتے وقت وہ ننگے تھے' ان کے جسموں پر صرف جنت کے پتے تھے اور اس سے پہلے انہوں نے اپنی شرمگاہیں بالکل نہیں دیکھی تھیں چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کو گرمی لگی تو وہ روتے ہوئے بیٹھ کر کہنے لگے: اے حواء! مجھے گرمی نے پریشان کر دیا ہے چنانچہ اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام دھنی ہوئی روئی لے کر آئے اور حضرت حواء علیہا السلام کو طریقہ بتا کر انہیں کاتنے کو کہا' پھر حضرت آدم علیہ السلام کو کپڑا بننے کا طریقہ بتاتے ہوئے کہا کہ اسے بن دیجئے۔

- رسول اللہ ﷺ اپنے لئے بنایا بطور ہدیہ ملا لباس اسی صورت میں پہن لیتے جیسا ملا کرتا خواہ وہ تنگ ہوتا' کھلا ہوتا یا چھوٹا ہوتا کیونکہ ہر علاقے کا اپنا لباس ہوتا ہے' اس میں اُمت کے لئے گنجائش پیدا کی گئی (کہ جیسے ملے' پہن لو)۔ آپ وہ قمیص پہنتے جس کا گلا بنا ہوتا اور اس میں بٹن لگے ہوتے اور کبھی مغربی لوگوں کی طرح گول گلے والی قمیص پہنتے۔
- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس سبز لباس پہن کر آئے جس پر موتی لگے ہوئے تھے۔
- آپ نے فرمایا کہ جب میں جوتا خریدتا ہوں تو نیا پسند کرتا ہوں اور لباس بھی نیا خریدتا ہوں۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا کہ چادر اوڑھنا عربوں کے لباس میں شامل ہے جبکہ پوری طرح جسم ڈھانپ لینا ایمان کی نشانی ہے۔
- آپ اس بات کا بھی شوق پیدا فرماتے کہ اچھے کپڑے پہننے پر اللہ کا شکر کرتے دکھائی دو چنانچہ فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنا

انعام فرماتا ہے تو اپنے بندے پر اس کا اثر بھی دیکھنا چاہتا ہے چنانچہ آپ نے ابوالاحوص کو گھٹیا کپڑے پہنے دیکھا تو پوچھا: کچھ مال بھی پلے ہے یا نہیں؟ اس نے ہاں میں جواب دیا تو پھر پوچھا: کیا کچھ ہے؟ اس نے عرض کی: سب کچھ ہے' اللہ نے مجھے اُونٹ' گائے' بکری' گھوڑے اور غلام جیسی ہر نعمت دے رکھی ہے' اس پر فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے تجھے مال و دولت دے ہی رکھی ہے تو وہ تم میں اس انعام و عزت کا اثر بھی دیکھنا چاہتا ہے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان دو قسم کے لباس پہننے سے منع فرمایا کرتے تھے: ایک تو سب سے قیمتی اور دوسرا سب سے گھٹیا۔
- حضرت ثابت بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک ایسی پوشاک دیکھی تھی جسے انہوں نے ایک ہزار درہم میں خریدا تھا اور اسے صرف اس رات میں پہنا کرتے جس کے بارے میں انہیں زیادہ گمان ہوتا کہ یہی لیلۃ القدر ہوگی۔
- حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت بکر بن عبداللہ مزنی تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایسی پوشاک تھی جس کی قیمت چار ہزار درہم تھی۔
- حضرت بکر بن عبداللہ مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں' رسول اللہ ﷺ کے کئی صحابہ سے ہماری ملاقات ہوئی ہے' ان کی عادت تھی کہ جس کے پاس پہننے کو کپڑے ہوتے' وہ اسے طعنہ نہ دیا کرتا جس کے پاس نہ ہوتے اور جن کے پاس لباس نہیں ہوتا تھا وہ انہیں طعنے نہ دیتے' جن کے پاس ہوا کرتا۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو بھاری قسم کے کپڑے پہنے تھے چنانچہ انہیں پہن کر بیٹھا کرتے تو پسینہ آجایا کرتا تھا۔
- حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں کچھ ریشمی قبائیں (لباس) پیش کی گئیں جن میں سونے کے بٹن لگے ہوئے تھے تو آپ نے انہیں اپنے صحابہ میں تقسیم فرمادیا اور ایک ان میں سے مخرمہ کے لئے الگ نکال کر رکھ لی' جب مخرمہ کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ آپ کی خدمت میں چلا آیا' ابھی آپ کے دروازے تک پہنچا ہی تھا کہ رسول اللہ ﷺ اسے پہنا کر دیکھنے کے لئے آگے نکلے' مخرمہ میں کوئی خامی سی تھی چنانچہ جب اس نے وہ قبا دیکھی تو خوشی سے چہرہ دمک اُٹھا' آپ نے فرمایا: مخرمہ خوش ہوگیا ہے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ مخرمہ جب حضور ﷺ سے حاضری کیلئے آتا تو آپ فرماتے. قبیلے کا برا شخص آیا ہے' لیکن جب وہ اندر آتا تو آپ اس کی عزت افزائی فرماتے اور شفقت بھری گفتگو فرماتے۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب ریشمی لباس پہننا ابھی حرام قرار نہیں دیا گیا تھا لیکن جب حرام کر دیا گیا تو آپ نے منع فرمادیا [illegible] بتا دیا تھا کہ ریشم اور سونا پہننا صرف میری اُمتی عورتوں کے لئے حلال رہ گیا ہے جبکہ مردوں کے لئے [illegible] دیا ہے چنانچہ اس کے بعد جب بھی کوئی ریشمی لباس ہدیہ کے طور پر آتا تو عورتوں میں دوپٹے تقسیم کرنے کے لئے

اسے پھاڑ دیا کرتے۔

- رسول اللہ ﷺ ریشم اور دیباج پر بیٹھنے سے بھی ویسے ہی منع فرماتے جیسے اسے پہننے سے روک دیا تھا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک دن استبرق کا لباس پہنا تو ادھر سے مسور بن مخرمہ چلا آیا اور اسے ناپسند کیا' اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: یہ اس کے لئے اچھا نہیں ہوتا جو اسے پہن کر تکبر کرنا شروع کر دے اور جب مخرمہ کا لڑکا مسور چلا گیا تو آپ نے اُتار کر فرمایا کہ اسے رکھ دو۔
- رسول اکرم ﷺ ان کپڑوں پر بیٹھنے سے روک دیتے جو عورتیں اپنے شوہروں کے لئے کجاووں پر رکھتیں' یہ سرخ کپڑے کے ٹکڑے ہوتے تھے۔
- رسول اللہ ﷺ سنہری کرسی پر بیٹھنے سے منع فرماتے چنانچہ جب آپ کے صحابہ شاہِ روم کے پاس پہنچے تو اس نے انہیں سنہری کرسیوں پر بیٹھنے کو کہا لیکن نہ بیٹھے اور بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہوا ہے۔
- آپ نے جھنڈے میں ریشمی کپڑے کا پیوند لگانے کی اجازت دی تھی لیکن صرف اس صورت میں کہ وہ صرف دو' تین یا چار انگلیوں کی جگہ پر لگانا ہوتا۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں گودڑی پہننے والے صوفیہ کے لئے دلیل موجود ہے جو اپنی گودڑیوں میں کپڑے کے مختلف رنگ کے ٹکڑے لگایا کرتے ہیں۔

- حضور ﷺ نے اس بات سے روک رکھا تھا کہ کوئی اپنے کپڑوں کی نچلی طرف یا کندھوں پر یوں ریشمی کپڑا لگائے جیسے عجمی لوگ لگایا کرتے تھے پھر آپ نے عصب پہننے کی اجازت دی تھی' یہ ایک قسم کی چادر ہوتی تھی۔
- آپ کے پاس ایک طیالسی جبہ تھا جس پر کسروانی ریشم کا ایک ٹکڑا لگا ہوا تھا جس سے اس کے دونوں چاق سلائی کیے گئے تھے اور حضور ﷺ کے وصال کے بعد یہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا جسے وہ دھو کر مریض کو پانی پلاتیں تو وہ تندرست ہو جاتا لیکن آپ کسی اور کو ایسے کپڑے سے منع فرماتے جس میں ریشم لگا ہوتا۔
- آپ بھیڑیوں اور درندوں پر سواری سے روکتے تھے۔
- آپ خارش اور جوؤں کی وجہ سے ریشمی قمیص پہننے کی اجازت دیتے تھے نیز آپ سیاہ رنگ کیا ہوا عمامہ پہننے کی اجازت دیا کرتے تھے چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اکثر ایسا عمامہ باندھا کرتے تھے' حضور ﷺ نے کئی مرتبہ انہیں خود بندھوایا لیکن پھر اسے باندھنے سے منع فرما دیا تھا۔
- آپ نے ایسا کپڑا پہننے کی اجازت دی تھی جس کا صرف تانا ریشمی ہوتا لیکن اگر مکمل ریشمی ہوتا تو منع فرماتے۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم بچوں تک سے بھی ریشمی کپڑے اُتار لیتے تاہم لڑکیوں پر رہنے دیتے۔

- حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایسا کپڑا پہنا تھا جس پر ریشمی دھاری تھی۔
- حضور ﷺ نے اپنی بیٹیوں کو کئی مرتبہ ریشمی دوپٹہ اوڑھنے کو دیا تھا اور جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کافی عمر کی ہوگئیں تو عبا اور چادر پہن لیا کرتیں اور پھر آپ کو پتہ چلا کہ آٹا گوندھتے وقت کئی بار انہوں نے اُونٹ کے بالوں سے بنا لباس پہنا ہوتا چنانچہ آپ روتے اور فرماتے: اے فاطمہ! کل آخرت کی نعمتیں حاصل کرنے کے لئے دُنیا کی تکلیفوں پر صبر کرنا ہوگا۔
- آپ مردوں کو سونے کی انگوٹھیاں پہننے سے منع فرماتے اور اس سلسلے میں فرما رکھا تھا کہ جو اسے پہنے گا' وہ یہ چاہتا ہوگا کہ آگ کا انگارا ہاتھ میں لے۔
- آپ زرد رنگ کا کپڑا پہننے سے منع فرماتے چنانچہ فرمایا تھا کہ یہ کفار کا لباس ہے لہٰذا اسے نہ پہنا کرو تاہم عورتیں پہنیں تو حرج نہیں۔
- آپ نے اجازت دے رکھی تھی کہ زرد رنگ شامل کئے بغیر رنگا ہوا گیرو جیسا سرخ لباس پہنا کرو۔
- حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ لباس پہنا کرتے تھے جس میں زعفرانی اور زرد رنگ ملا ہوتا چنانچہ دیکھنے والا یہ پہچان نہیں کرسکتا تھا کہ یہ علماء میں سے ہے یا ویسے ہی ایک جوان آدمی ہے۔
- حضرت عون بن عبد اللہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی تو ریشم پہن لیتے اور کبھی اونی کپڑا پہنا کرتے چنانچہ آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے کہا: ریشمی کپڑا تو میں اس لئے پہنتا ہوں کہ کسی مالداروں کو میرے پاس بیٹھنے سے شرم محسوس نہ ہو اور اونی اس لئے پہنتا ہوں کہ کمزور لوگ مجھ سے خوفزدہ نہ ہوں۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ وہ کونسا کپڑا پہنا کرے تو آپ نے فرمایا: میں تو سرخ چیز پر سوار نہیں ہوتا' نہ زرد رنگ کا کپڑا پہنتا ہوں اور نہ ہی ایسی قمیص پہنتا ہوں جس میں ریشمی دھاری لگی ہو۔
- آپ سفید' سبز' سیاہ' دھاری دار اور نقش و نگار والے کپڑے پہن لیتے تھے اور نقش و نگار والا کپڑا آپ کو سب سے پسند تھا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سفید اور صاف ستھرے کپڑے پہنا کرتے چنانچہ رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک دن سفید کپڑے آئے' آپ نے دیکھ کر تبسم فرمایا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی' یا رسول اللہ! جمال کیا ہے؟ فرمایا: سچی اور درست بات جمال ہے۔ اس پر انہوں نے عرض کی کہ کمال کیا ہوتا ہے؟ تو فرمایا: سچائی سے خوبصورت کام کمال ہوتا ہے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک دن میں نے ایک پوشاک پہنی تو لوگوں نے اسے دیکھا' میں نے کہا: یہ اس ناپسند کر رہے ہو؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ نے خوبصورت حلّہ پہن رکھا تھا اور

ایک مرتبہ دیکھا کہ آپ نے سبطنی جبہ پہنا تھا پھر ایک اور مرتبہ دیکھا تو آپ نے رومی جبہ پہنا ہوا تھا جس کی آستینیں تنگ تھیں۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک نجاشی نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں دو موزے پیش کئے تو آپ نے پہنے، قدرے پھٹے ہوئے تھے، پھر حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو موزے پیش کئے تو آپ نے پہن لئے لیکن یہ نہیں دیکھا کہ صاف کئے ہیں یا نہیں۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ اس قاری کو پسند نہیں کروں گا جس نے سفید کپڑے پہن رکھے ہوں۔
- حضور ﷺ چادر اوڑھتے اور زعفران سے رنگی ہوئی قمیص پہنا کرتے۔ ایک مرتبہ آپ نے دو کپڑے پہنے تھے جو زعفران سے رنگے گئے تھے اور انہیں جھاڑ کر پہنا تھا۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ زرد رنگ کی ٹوپی پہنا کرتے۔
- حضور ﷺ فرماتے تھے کہ دن کے وقت سر کو ڈھانکنا سمجھدار بناتا ہے اور رات کو ڈھانکنا بے چینی پیدا کرتا ہے۔
- حضور ﷺ کو جب آسمانوں کی طرف اُٹھایا گیا تو آپ نے ٹوپی اور موزے پہنے ہوئے تھے۔
- حضور ﷺ نے ایسے کپڑے پہننے سے منع فرمایا تھا جو روئی سے بنے ہوتے، جن پر ریشمی دھاری لگی ہوئی تھی اور جو مصر کی سرزمین سے منگوائے جاتے تھے۔
- حضور ﷺ نے بستر کے بارے میں فرمایا: ایک بستر تو مرد کا ہوتا ہے، ایک عورت کا، ایک مہمان کا اور ایک شیطان کا ہوتا ہے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پگڑی سمیت اپنے سارے کپڑے زعفران سے رنگ لیا کرتے تھے تاہم جب فتح مکہ کے موقع پر آپ مکہ میں داخل ہوئے تو سیاہ پگڑی سر پر باندھی ہوئی تھی جس کی ایک جانب کندھوں کے درمیان لٹکی ہوئی تھی۔
- حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بدر کے موقع پر زرد پگڑی باندھی ہوئی تھی اور فرشتے جب اُترے تو انہوں نے بھی بالکل ویسی ہی پگڑیاں باندھ رکھی تھیں جیسے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باندھی ہوئی تھی۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اکثر زعفران سے رنگے کپڑے پہنتے اور تیل لگاتے، آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا: میں نے اس لئے پہنے ہیں کہ یہ حضور ﷺ کو بہت پسند تھے۔
- حضور ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے زعفران کی خوشبو لگا رکھی تھی تو اسے فرمایا: جاؤ، اسے دھو ڈالو اور پھر دوبارہ دھو ڈالو اور دوبارہ ایسا نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں فرماتا جس نے خوشبو لگا رکھی ہو۔

علماءِ کرام کہتے ہیں: یہ حکم اس کے بارے میں ہے جو عام خوشبو استعمال کرتا ہے، اس شخص کے بارے میں نہیں جو

کپڑے زعفران وغیرہ سے رنگ کرلیا کرتا ہے۔

- آپ ایک جوتا پہن کر چلنے سے منع فرماتے تھے' حکم تھا کہ جب کسی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اسے درست کرنے تک دوسرا پہن کر نہ چلا کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایسی صورت میں یا دونوں جوتے اُتارے یا دونوں ہی پہنے۔
- آپ کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے روکا کرتے۔
- حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک جوتا پہنے چلتے دیکھا یا ایک موزے کا نام لیا' اس وقت آپ دوسرا جوتا درست کر رہی تھیں۔
- حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی عورت کا موزہ پھٹا نظر آئے تو یوں ہے جیسے اس کی پنڈلی دکھائی دی۔
- آپ نے فرمایا ہوا تھا کہ سفر میں زیادہ جوتے رکھو کیونکہ جوتے رکھ کر ہی انسان سفر جاری رکھ سکتا ہے۔
- آپ سبتی جوتے پہنتے جن پر بال نہیں ہوتے تھے' انہی میں وضو فرماتے اور آپکے جوتے کے دو تسمے ہوتے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورتوں کو مردوں کے جوتے پہننے سے روک دیا کرتیں اور فرماتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو مردوں کے جوتے پہنتی ہیں۔
- حضور ﷺ یمنی ٹوپی پہنتے' یہ سفید سلی ہوئی ہوتی۔
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جس دن حضرت موسےٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کا موقع ملا' آپ نے اونی شلوار' اونی جبہ' اونی چادر' اونی ٹوپی اور مردہ گدھے کی جلد سے بنے جوتے پہن رکھے تھے اور بتایا کہ انبیاء علیہم السلام اونی کپڑے پہننا پسند کرتے' بکریاں دوہنا پسند کرتے' گدھوں پر سواری کرتے اور فقیر ومحتاج لوگوں کے ہمراہ بیٹھنا چاہتے تھے۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عادت تھی کہ جب وہ ایک دوسرے کی زیارت کو جاتے تو خوبصورت کپڑے پہنتے اور خوشبو لگاتے چنانچہ ایک تابعی بھائی کسی بھائی کو ملنے گئے تو اس نے اونی کپڑے پہن رکھے تھے' انہوں نے اس سے کہا کہ یہ تو راہبوں جیسا لباس ہے' مسلمانوں کا طریقہ یہ ہے کہ جب وہ ایک دوسرے کو ملنے جاتے ہیں تو بن سنور کر جاتے ہیں۔
- حضور ﷺ گھروں میں ایسے پردے لگانے سے منع فرماتے جن پر صلیب کا نشان ہوتا یا تصویریں بنی ہوتیں آپ اسے ناپسند کرتے اور فرما رکھا تھا کہ تصویر بنانے والا جہنمی ہے' ہر بنی ہوئی صورت کے بدلے میں اللہ تعالیٰ ایک تصویر پیدا کرے گا جو جہنم میں اسے عذاب دے گی' تاہم آپ درختوں اور ایسی چیزوں کی تصویر بنانے سے نہ روکتے جن میں جان نہ ہوتی۔
- حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ شاہ ایران کے دسترخوان کی پیمائش چاروں طرف سے ماپنے پر تھی یہ مربع شکل کا تھا اور اس کے محل کی پیمائش کے عین مطابق پورا پورا بنا ہوا تھا' اس میں اس نے تمام

شہروں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں، سارے شہروں، نہروں، درختوں، قلعوں اور ٹیلوں کی تصویریں بنی تھیں اور اس میں یہ دکھایا گیا تھا کہ وہاں کھیتی باڑی کیسے ہوتی ہے، پھلوں کا سلسلہ کیسا ہے اور اس کے ملک کی صورت حال کیا ہے۔ چنانچہ جب وہ اپنے تخت پر بیٹھتا تو ایک ایک شہر کو دیکھتا، ہر شہر کے بارے میں معلومات لیتا اور پتہ لگاتا کہ وہاں کونسا حکمران ہے چنانچہ علاقے میں کہیں ظلم ہو رہا ہوتا تو وہ اس کا انتظام کرتا تھا۔

مسلمانوں نے اسے اس کی حکومت کا نظارا کرانے کے لئے ایک نمونہ بنا لیا تھا اور جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسے تقسیم کیا تو اس میں سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں بھی ایک ٹکڑا آیا جسے انہوں نے بیس ہزار دینار میں فروخت کیا تھا۔ (ابونعیم)۔

- رسول اللہ ﷺ کے پاس اگر ایسے پردے بطور ہدیہ آ جاتے جن میں تصویریں ہوتیں تو آپ انہیں کاٹ کر اسے توڑ دیتے۔
- حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس کتے کا چھوٹا سا بچہ ہے اور کپڑے پر اس کی تصویر ہے تو اندر نہیں آئے اور کہا کہ گھر میں موجود تصویر کا سر اُتار دو کہ درخت جیسی دکھائی دے، پردے کو کاٹ کر اس سے تکیے بنا لو اور کتے کو یہاں سے نکال دیجئے چنانچہ میں نے ایسا کر دیا ہے۔
- آپ کا حکم تھا کہ دیواروں پر پڑے پردوں پر تصویریں نہ بناؤ اور پھر کہا: اللہ تعالیٰ یہ حکم نہیں دیتا کہ پتھروں اور مٹی پر تصویریں بناؤ، تاہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اجازت دی تھی کہ دروازوں پر تصویریں بنا سکتے ہو۔
- آپ اس بات کا شوق دلاتے تھے کہ شلوار اور تہبند پہنا کرو اور حکم فرمایا تھا کہ یہودیوں کی مخالفت میں کام کیا کرو، کیونکہ وہ شلوار اور دھوتی نہیں پہنتے۔
- آپ فرماتے تھے کہ عورتوں کو شلوار پہننے کا شوق دلاؤ اور انہیں کہا کرو کہ انہیں پہن کر باہر نکلا کریں۔
- آپ نے حکم دیا تھا کہ قمیص کی آستین ٹخنے تک بنایا کرو چنانچہ قمیص کا بازو کبھی تو کہنی تک ہوتا اور کبھی اس کا گھیرا آدھی پنڈلی تک ہوتا اور جب آپ پگڑی باندھتے تو اس کا پلو دونوں کندھوں کے درمیان ہوتا اور حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی یہی کچھ کیا کرتے۔
- آپ کا فرمان تھا کہ عمامہ باندھا کرو، اس سے تم بردبار اور حوصلے والے بن جاؤ گے۔
- آپ نے فرما رکھا تھا کہ پگڑیاں عربی لوگوں کا تاج ہوتی ہیں کیونکہ اس کے جتنے پیچ سر پر ہوں گے، ان میں سے ہر ایک کے بدلے میں نیز ٹوپی کے بدلے میں اسے نور عطا کیا جائے گا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پگڑی لے کر اسے سر کے ساتھ ساتھ لپیٹتے پیچھے گھما کر لے جاتے اور اس کے کنارے کندھوں کے درمیان لٹکا دیتے۔

- دھوتی پہنتے تو اگلا حصہ نیچا رکھتے جبکہ پچھلا اونچا کر لیتے۔
- رسول اللہ ﷺ اس بات کو اچھا جانتے کہ آپ کے پاس رنگی ہوئی کھال ہو جس پر کھڑے ہو کر آپ نماز پڑھ سکیں۔
- آپ نے فرما رکھا تھا: ہمارے اور مشرکوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ ہم ٹوپی پر پگڑی باندھتے ہیں۔
- حضرت عبداللہ بن عوف صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر گرمیوں اور سردیوں میں ننگا ہوتا' سر پر نہ پگڑی ہوتی اور نہ ہی ٹوپی' بالوں کا گچھا بنا ہوتا۔
- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ مجھے پگڑی باندھی تو میری اگلی اور پچھلی طرف کئی انگلی بھر پلو چھوڑے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ گرمیوں میں سر پر چادر لپیٹ لیتے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبز چادر اوڑھنا پسند نہ کرتے چنانچہ جمعہ کے دن آپ نے کچھ لوگوں کو چادریں اوڑھے دیکھا تو فرمایا: اس وقت یہ ایسے لگ رہے ہیں جیسے خیبر کے یہودی ہیں۔
- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہیں چاندی کی ایسی انگوٹھی پہننا چاہئے جس کا وزن مثقال بھر ہو (ساڑھے تین ماشہ) پھر فرمایا تھا کہ اسے خنصر (چھنگلیا) اور بنصر (ساتھ والی) انگلیوں میں پہنا کرو۔

فرع:

رسول اللہ ﷺ یہ شوق پیدا فرماتے تھے کہ پاک اور خوبصورت کپڑے پہنو' ارشاد فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی ہی پسند فرماتا ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے وہ کپڑے پہنو جن کی قیمت پانچ سے بیس درہم تک ہو۔

- حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ موٹے اور تنگ کپڑے پہنو جن سے تم میں تکبر پیدا نہ ہو سکے۔
- حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جسم پر اونی کپڑے پہنا کرتے' ان کے اوپر قیمتی کپڑے پہنتے اور فرماتے تھے کہ اونی کپڑے تو اللہ کی خاطر پہنتا ہوں لیکن قیمتی کپڑے عام لوگوں کے دکھلانے کو پہنا کرتا ہوں۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو شخص طاقت کے باوجود صرف اللہ سے ڈر کر اعلیٰ کپڑے پہننا ترک کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے سامنے بلا کر ایمان بھرا وہ لباس پہنائے گا جو وہ پسند کرے گا۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا: جو شخص شہرت حاصل کرنے کے لئے لباس پہنتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ذلت کا لباس پہنائے گا جس میں آگ لگا دی جائے گی۔
- یہ بھی فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو پسند فرماتا ہے جسے یہ پرواہ نہ ہو کہ اس نے کیا پہنا ہے۔

- آپ نے فرمایا: سجانے کے لئے پہننے والا مرد اور وہ عورت جو کسی غیر کے لئے سجے کپڑے پہنتی ہے، وہ قیامت کے دن ایسے ہوں گے جیسے تاریکی چھائی ہوتی ہے اور روشنی وہاں دکھائی نہیں دیتی۔

آگے عورتوں کے خوبصورت لباس پہننے کے باب میں کچھ اور حدیثیں آ رہی ہیں۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی میں گئے تو آج تک ان جیسی شادی کسی کی نہیں دیکھی، ہم نے لحاف بھرے، پھر کھجور اور میوہ لا کر کھائے، شادی کی رات ان کا بچھونا مینڈھے کی کھال تھی۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو قمیص اور دھوتی ٹخنوں کے نیچے تک ہوگی، وہ حصہ جہنم میں جلے گا، اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن عرض کی: یا رسول اللہ! میری دھوتی ایک طرف سے لٹک جاتی ہے لیکن میں اسے سنبھالا کرتا ہوں۔ فرمایا: تم تکبر کرنے والوں میں شمار نہیں ہوتے۔
- آپ اس بات سے بھی منع فرماتے کہ کوئی پگڑی کے شملہ کو لٹکائے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دھوتی لٹکائے کسی کو دیکھا تو فرمایا: جاؤ اور وضو کرو۔ اس پر ایک آدمی نے پوچھا: یا رسول اللہ! اسے کس وجہ سے وضو کرنے کا حکم فرمایا ہے؟ آپ نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا کہ وہ دھوتی لٹکائے چلتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں فرماتا جس نے دھوتی لٹکا رکھی ہو۔
- آپ نے فرمایا: وہ شخص اللہ کی ناراضگی مول لیتا ہے جس کے کپڑے تو انبیاء علیہم السلام جیسے ہوں لیکن وہ ظالموں جیسے کام کرتا ہو۔
- آپ عورت کو حکم فرماتے کہ ایسے کپڑے نہ پہنے جو جسم کے ساتھ چپکے ہوں، پھر فرمایا: اپنے کپڑوں کے نیچے پردہ رکھا کرو کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ تمہاری ہڈیاں نظر آتی رہیں گی۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ جب سورۂ نور نازل ہوئی تو انصار کی عورتوں نے اپنے کپڑے پھاڑ کر چاک بند کرنے کے لئے سر پر ڈال لئے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کے سروں پر کوے ہیں۔

باب شروط الصلوٰۃ میں عورتوں کے لئے یہ اجازت گذر چکی ہے کہ وہ چادر اور قمیص کو بالشت یا بازو بھر نیچے لٹکا سکتی ہیں۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب عورت کو حیض آنے لگے تو اس کا چہرہ اور ہتھیلیاں دکھائی نہیں دینا چاہئیں۔
- حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی فضیلت دکھانے کو گھر میں قمیص نہ رکھتی تھیں۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات سے منع فرماتے کہ مرد شریف عورتوں والا لباس پہنیں۔
- رسول اکرم ﷺ عورتوں کو پگڑی جیسے کپڑے سر پر رکھنے سے روکتے تھے اور فرماتے تھے کہ پگڑیاں صرف مردوں

کے لئے ہوتی ہیں۔

- حضورﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے اور دیکھا کہ چادر اوڑھ رہی ہیں' فرمایا: ایک مرتبہ اسے لپیٹ لو' دوہرا لپیٹنے کی ضرورت نہیں۔
- حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہﷺ عورتوں کو ٹوپیاں اور نعل (ایک جوتا) پہننے سے منع فرماتے تھے' محفلوں میں بیٹھنے سے منع فرمایا' خضاب سے روکا اور زرہ کے بغیر چادر اور تہبند پہننے سے منع فرمایا۔
- حضورﷺ جب دیکھتے کہ چھوٹے بچوں نے سونے یا چاندی کا ہار گلے میں ڈالا ہے تو اسے اُتار دیتے تاہم حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرمﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار لے کر فلاں شخص کے پاس جاؤں اور اس سے عصب (پٹی) کا ہار لاؤں نیز ہاتھی دانت کے کنگن لے آؤں کیونکہ یہ میرے اہلِ بیت ہیں اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اپنی دنیاوی زندگی میں اچھے کھانے کھائیں البتہ آپ کسی وفد کے آنے پر خود بھی اچھے کپڑے پہنتے اور صحابہ کو بھی اچھے کپڑے پہننے کا حکم فرماتے۔ آپ پگڑی کے پیچ درست کرنے کے لئے گہرے کھڑے پانی میں ڈبوتے۔
- جب کندہ کا وفد حاضر ہوا تو آپ نے یمنی جوڑا پہنا اور یونہی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی پہنے۔
- آپ نے فرمایا: عصا پکڑنا مومن کا کام ہوتا ہے اور انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے۔
- آپ کی عادت مبارک تھی کہ قمیص داہنے ہاتھ سے پہنا کرتے اور جب کوئی نیا کپڑا' قمیص' چادر یا پگڑی نئے لیتے تو ان کا نام لیتے اور یوں پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْہِ اَسْأَلُکَ خَیْرَہٗ وَ خَیْرَمَا صُنِعَ لَہٗ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَ شَرِّمَا صُنِعَ لَہٗ○

- جب آپ نیا کپڑا لیتے تو جمعہ کے دن اسے پہنتے اور پھر اللہ کی حمد کرتے' دو رکعت نفل پڑھتے اور پھر پرانے کپڑے پہن لیتے۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ مختلف کپڑے کے ٹکڑوں بنا لباس پہننا اس بات سے بہتر ہے کہ کوئی لباس یا چیز اُدھار لے۔ کتاب النفقات میں انشاء اللہ اسی باب سے تعلق رکھنے والی حدیثیں آئیں گی۔ واللہ اعلم۔

باب

نمازِ کسوف اور نمازِ خسوف

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جب سورج کو گہن لگتا تو آپ اعلان کرنے والے سے فرماتے تھے کہ اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ کہہ کر اعلان کرے۔ آپ نمازِ کسوف پڑھتے وقت اتنی دیر نماز پڑھتے رہتے جتنی دیر تک گہن لگا ہوتا' لمبی بھی پڑھتے اور مختصر بھی چنانچہ کبھی آپ دو رکعتیں پڑھتے جن میں سے ہر رکعت میں دو قیام اور دو مرتبہ رکوع فرماتے ہر قیام میں سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھتے اور کبھی دو ایسی رکعتیں پڑھتے جن میں سے ہر رکعت میں چار رکوع کرتے اور کبھی ایسی نماز پڑھتے جن میں سے ہر رکعت میں پانچ مرتبہ رکوع کرتے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ایک ہی رکوع سے دو رکعت پڑھتے جس میں سنت ظہر کی طرح ایک ایک رکوع فرماتے اور فرمایا تھا کہ تمہاری نمازِ خسوف دوسری نمازوں جیسی ہوتی ہے جن میں ایک رکوع اور دو سجدے ہوتے ہیں۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: لیکن اکثر اوقات آپ ایک رکعت میں ایک سے زیادہ رکوع فرمایا کرتے۔
- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گہن لگتا تو آپ دو رکعت پڑھتے اور سلام پھیرتے' پھر دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیتے' گہن ہٹنے تک ایسا کرتے رہے' پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی شے پر تجلّی فرماتا ہے تو وہ اس کے آگے جھک جاتی ہے۔ حضور ﷺ کے لختِ جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر سورج کو گہن لگا تھا۔
- آپ نے فرمایا: سورج اور چاند اللہ کی نشانیاں ہیں' نہ کسی کی موت سے انہیں گہن لگتا ہے اور نہ کسی کے پیدا ہونے سے' اگر انہیں اس حالت میں دیکھو تو جلدی سے نماز کے لئے جاؤ' نفل پڑھو اور اللہ کو یاد کرو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب تم سورج اور چاند کو گہن لگا دیکھو تو نفل یونہی پڑھو جیسے کوئی دوسری نماز پڑھتے ہو۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں کبھی شدید آندھی چلتی تو آپ تیزی سے مسجد کی طرف جاتے' اندیشہ یہ ہوتا کہ شاید قیامت آ گئی ہے۔
- حضور ﷺ ان نمازوں میں ہر رکوع' سجدے اور قیام میں اتنی دیر لگاتے جو اللہ کو منظور ہوتی لیکن ہر دوسری رکعت پہلی سے مختصر ہوتی' رکوع' قیام کے قریب ہوتا' سجدہ رکوع کے قریب ہوتا اور دوسری رکعت میں سجدہ' پہلی رکعت کے سجدے جتنا ہوتا' پھر یونہی کرتے جاتے۔

- عادتِ مبارکہ تھی کہ واپسی سے پہلے اگر گہن ختم ہو جاتا تو کھڑے ہو جاتے اور لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے' اللہ کی شان کے لائق اس کی تعریف کرتے اور کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ نفل پڑھ کر بیٹھ جاتے اور گہن ختم ہونے تک دُعائیں کرتے رہتے۔
- آپ گہن کی نماز میں بلند آواز سے تلاوت فرماتے جو لوگوں کو سنائی دیتی لیکن بہت مرتبہ ایسے بھی ہوتا کہ پست آواز میں تلاوت فرماتے جو خوف اور رونے کی وجہ سے سنائی نہ دیتی۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عادت کریمہ تھی کہ جب حضورﷺ میں غم کے آثار دیکھتے یا طبیعت مبارکہ ذرا گھٹی ہوئی ہوتی تو اس وقت تک کھانا نہ کھاتے جب تک وہ حالت دور نہ ہو جاتی' ایسے موقع پر وہ مسجد اور گھروں میں نفل ادا کرتے' البتہ چاند گرہن کے موقع پر ہمیشہ بلند آواز سے تلاوت فرماتے۔
- جب سرخ رنگ کی آندھی آتی تو بہت رونے کی وجہ سے آپ کی آواز دب جاتی' آپ اپنی بیویوں کے گھروں میں آتے جاتے رہتے لیکن کسی سے بات نہ فرماتے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب شدید آندھی آجاتی تو آپ گھبرا کر مسجد کو تشریف لے جاتے اور اس کے رُکنے تک وہیں رہتے' اس سلسلے میں فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ جب کوئی مصیبت اُتارتا ہے تو اہلِ مسجد سے اسے ٹالے رکھتا ہے۔

جب بھی آسمان پر سورج یا چاند میں گہن کے آثار معلوم ہوتے تو گہن ختم ہونے تک آپ مسجد کے مصلّٰی پر ٹھہرے رہتے۔

- گہن کے موقع پر آپ لوگوں کو اس بات پر تیار کرتے کہ وہ صدقہ دیں' استغفار کریں اور ذکرِ الٰہی کرتے رہیں اور فرمایا کرتے تھے کہ جب تم ایسی صورتِ حال دیکھو تو اللہ سے دُعائیں کرو' اللہ کی بڑائی کرو' صدقہ دو' نفل پڑھو اور ممکن ہو تو غلام آزاد کرو۔ گہن ختم ہونے تک یونہی کرتے رہو۔

خاتمہ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم زلزلہ آنے پر یہ کام نہیں کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زلزلہ آنے پر خطبہ دیتے لیکن نفل نہیں پڑھتے تھے البتہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما زلزلہ کے موقع پر دو نفل پڑھتے اور ہر ایک رکعت میں دو مرتبہ رکوع فرماتے اور پھر فرماتے کہ اللہ کی نشانیوں کے لئے ایسی ہی نماز پڑھی جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

باب

بارش کی نماز یعنی نمازِ استسقاء

حضرتِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی قوم کم تولتی اور کم پیائش کرنے لگتی ہے تو ان کی عمریں گھٹ جاتی ہیں' سخت مشکلیں آتی ہیں اور وہ وقت کے حکمران کے ظلم کا نشانہ بنتے ہیں اور جب وہ اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے تو آسمان سے بارشیں رُک جاتی ہیں' اگر مویشی نہ ہوتے تو کبھی ان پر بارش نہ برستی۔

آپ ہی نے فرمایا: مقصد یہ نہیں کہ بارش بالکل نہیں ہوتی' بارش ہوتی رہے گی لیکن زمین کچھ نہیں اُگائے گی۔

- ایک مرتبہ لوگوں نے حضور ﷺ سے بارش نہ ہونے کی شکایت کی' آپ نے منبر رکھنے کا حکم فرمایا چنانچہ عیدگاہ میں رکھ دیا گیا' آپ نے لوگوں کو آنے کے لئے ایک دن بتایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت باہر نکلے جب سورج کا کنارہ دکھائی دینے لگا' آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے' اللہ کی حمد و ثناء کی اور فرمایا: تم نے علاقے میں بارش نہ ہونے کی شکایت کی ہے اور بتایا ہے کہ ایک عرصہ سے بارش نہیں ہوئی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دُعائیں کرنے کا حکم دے رکھا ہے اور اس کا وعدہ ہے کہ تمہاری دُعائیں قبول فرمائے گا' یہ کہہ کر یوں پڑھا: **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ' اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَّبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ** ۔ اس کے بعد کچھ دیر کے لئے ہاتھ مبارک اُٹھائے رکھے' اتنے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آ رہی تھی' پھر تبدیل ہو کر پشت مبارک لوگوں کی طرف پھیر دی یا چادر گھمائی' ہاتھ مبارک اس اُمید پر اُٹھائے کہ اللہ تعالیٰ اس قحط کو یوں تبدیل کر دے' پھر چہرۂ انور لوگوں کی طرف فرمایا اور نیچے اُتر کر دو نفل پڑھے چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے ایک بادل دکھائی دیا' وہ کڑکا' چمکا اور پھر بحکمِ خداوندی برسنے لگا' آپ ابھی مسجد میں بھی نہ پہنچنے پائے تھے کہ سیلاب آ گیا۔ جب دیکھا کہ لوگ چھپتے پھر رہے ہیں تو مسکرا دئے' اتنے کہ مبارک ڈاڑھیں نظر آنے لگیں' اس پر فرمایا: میں بتا رہا ہوں کہ اللہ پسندیدہ کام کر سکتا ہے' میں تو اللہ کا ایک بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

- آپ خطبہ سے پہلے نفل پڑھا کرتے اور ایک مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ آپ نے خطبہ دے کر نفل پڑھے تھے جیسے جمعہ میں ہوتا ہے۔ اکثر آپ کا خطبہ ایسے ہوتا ہے جیسے جمعہ اور عید کا ہوتا ہے اور بہت مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ آپ نے دُعاء فرمائی اور استغفار کر کے واپس تشریف لے آئے۔

- خطبہ کے دوران آپ قبلہ رُخ ہو کر ہاتھ اُٹھاتے اور پھر چادر اُلٹ دیا کرتے چنانچہ داہنی طرف سے بائیں طرف

اور بائیں طرف سے دائیں طرف بدل دیتے اور لوگ بھی یوں ہی کیا کرتے۔

- ایک مرتبہ یوں بھی ہوا کہ آپ نے نمازِ استقاء پڑھی' اور سیاہ بھاری چادر اوڑھی' آپ کا خیال ہوا کہ اسے نچلی طرف سے اُوپر لے جائیں لیکن ایسا نہ ہو سکا چنانچہ آپ نے اس کی داہنی جانب بائیں طرف کر دی اور بائیں جانب دائیں جانب پر ڈال دی۔
- آپ نمازِ استقاء کو نکلتے تو انکساری سے' خرچ کرتے ہوئے' خشوع کرتے ہوئے اور گڑگڑاتے ہوئے عیدگاہ میں پہنچتے' پھر منبر پر چڑھ کر گڑگڑاتے' دُعائیں کرتے' اللہ کی بڑائی فرماتے اور اس وقت تک استغفار کرتے رہتے جب تک نفل نہ پڑھتے' نفل ایسے ہی ہوتے جیسے عید میں پڑھتے تھے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نماز استقاء کا سنت طریقہ وہی ہے جیسے نمازِ عید کا' کہ پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ (حنفی حضرات دونوں میں تین تین زائد تکبیریں کہتے ہیں) پھر بلند آواز سے تلاوت کرے' پھر نماز سے فارغ ہو کر قبلہ رُخ ہو اور خطبہ دے اور چادر پھیر کر دُعاء کرے۔
- خلفاءِ راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم رعایا کو حکم دیتے تھے کہ روزے رکھو' ان کا کہنا یہ تھا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ روزے دار کی دُعاء رد نہیں کی جاتی۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے جیسا خطبہ نہیں دیتے تھے۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے چچا جان حضرت عباس بن عبد المطلب کے نام سے بارش کی دُعاء کرتے ہوئے کہتے: اے اللہ! ہم نبی کریم حضرت محمد ﷺ کا وسیلہ دے کر تم سے بارش کی دُعاء کیا کرتے تھے تو تو بارش نازل فرما دیا کرتا تھا' اب ہم اپنے نبی کے چچا جان کا وسیلہ دے کر بارش مانگتے ہیں' چنانچہ بارش ہو جایا کرتی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں دُعا کرتے کہ ''اے اللہ! میں تو ان سے تنگ آ گیا ہوں لیکن تیرے پاس کسی شے کی کمی نہیں۔'' نمازِ استقاء میں اکثر آپ اللہ سے بخشش مانگتے اور فرمایا کرتے کہ اللہ سے بخشش کی دُعائیں کرو کیونکہ وہ بہت بخشنے والا ہے' وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش فرمائے گا' پھر یہ آیت بھی اکثر پڑھتے:

وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۝ (سورۂ ھود: ۳)

''اللہ سے استغفار کرو اور اس کی طرف رجوع کر لو۔''

آپ فرماتے تھے کہ استغفار آسمان (بارش) کی چابی ہے لہٰذا کثرت سے کرتے رہو۔

- حضور ﷺ دُعاء کرتے وقت ہاتھ خوب اُٹھاتے' انہیں سر کے برابر نہ ملاتے' ہتھیلی کا اُوپر والا حصہ آسمان کی طرف تے اور نچلا حصہ زمین کی طرف کرتے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک دیہاتی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

یارسول اللہ! مویشی' اہل وعیال اور لوگ ہلاک ہونے لگے ہیں۔ اس پر آپ نے دُعاء کے لئے ہاتھ مبارک اُٹھائے تو لوگوں نے بھی اُٹھا لئے اور دُعاء کرنے لگے چنانچہ ابھی مسجد سے نکلنے بھی نہیں پائے تھے کہ بارش ہونے لگی۔

- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شہر سے باہر کے علاقوں اور شہروں کے لئے اس وقت بارش کی دُعاء کرتے جب انہیں قحط کا پتہ چلتا اور کہا کرتے کہ جو پیٹھ پیچھے کسی بھائی کے لئے دُعاء کرتا ہے تو اس کی دُعاء پر نگران فرشتہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ اتنا ہی تجھے ملے گا۔
- ایک دیہاتی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' وہ دور کہیں سے آیا تھا' عرض کی: یارسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں وہاں سے آیا ہوں جن کے چرواہوں کو کچھ نہیں ملتا اور نہ ہی انہیں مینڈھا اچھا لگتا ہے (یعنی ہر طرف قحط ہے) آپ منبر پر چڑھے اور اللہ کی تعریف کرتے ہوئے عرض کی: الٰہی ہمیں خوش گوار بارش دے' فائدہ مند ہو' کثرت سے ہو اور نقصان دہ نہ ہو اور پھر نیچے اُتر آئے۔
- آپ اکثر بارش مانگنے پر یوں دُعاء کیا کرتے:

اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَ انْشُرْ رَحْمَتَكَ وَ اَحْيِ بَلَدِكَ الْمَيِّتَ۝

- اکثر آپ بارش کے موقع پر یوں کہتے: الٰہی رحمت بھری بارش ہو' عذاب بن کر نہ آئے' نہ ہی عمارتیں ڈھائے اور نہ ہی غرق کرے' الٰہی پہاڑیوں پر ہو اور درختوں کی جڑوں میں برسے۔
- جب بارش دیکھتے تو عرض کرتے: الٰہی موسلا دھار ہو اور نفع دے اور جب بارش بہت ہو جاتی اور لوگ بند کرنے کی درخواست کرتے تو یوں عرض کرتے: الٰہی ہمارے اردگرد بارش ہو' ہم پر نہ ہو۔
- جب بارش ہونے لگتی تو آپ بارش کا قطرہ گرنے سے پہلے کپڑا نیچے کر دیتے اور فرماتے: یہ اللہ کی طرف سے ابھی ابھی اُتری ہے۔
- جب بادل کی کڑک سنتے تو یوں دُعاء کرتے:

اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَ عَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ۝

- آپ یہ بات پسند نہیں فرماتے تھے کہ بادل اور چمک کی طرف اشارہ ہو۔
- حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رعد ایک فرشتہ ہے اور اس کی چمک اس کے پر ہیں جن سے وہ بادلوں کو ہانکتا ہے۔
- حضور ﷺ فرماتے تھے: جب بھی جنوب کی طرف سے ہوا چلتی ہے تو وادی میں سیلاب آ جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے خوشخبری بنایا ہے جو اس کی رحمت کے آگے آگے چل رہی ہوتی ہے۔

- آپ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے جنت میں ہوا پیدا کی ہے' اس کے آگے دروازہ بند ہے' اس دروازے سے تمہارے پاس روح آتا ہے اور اگر وہ دروازہ کھول دیا جائے تو زمین و آسمان کے اندر ہر شے کو تباہ کر دے۔
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہوا کو بھیجتا ہے' وہ آسمان سے پانی اُٹھاتی ہے اور بادل میں لے آتی ہے' پھر اُونٹنی کی طرح بادل میں بھاگتی ہے اور پھر دھار بن کر گرتی ہے جسے ہوا تھپیڑے لگاتی ہے۔ لہٰذا بکھر کر برستی ہے۔ واللہ اعلم۔

کِتَابُ الْجَنَائِز

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے بتایا تھا کہ ابن آدم علیہ السلام کی صورت دکھائی گئی تو اس کے گرد ننانویں موتیں تھیں' موت اگر اسے نہیں آتی تو وہ بڑھاپے میں جا کر فوت ہو جاتا ہے۔

- رسول اللہ ﷺ بیمار پرسی کا شوق دلایا کرتے اور فرماتے کہ جب ایک مسلمان کے لئے کوئی دوسرا دُعاء کرتا ہے تو اتنی دیر وہ جنت کے ایک حصے میں رہتا ہے اور جب بیٹھ جاتا ہے تو اللہ کی رحمت اسے ڈھانپ لیتی ہے چنانچہ اگر صبح کے وقت ہوتی ہے تو شام ہونے تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دُعاء کرتے ہیں اور شام تو ہوتی ہے تو صبح ہونے تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دُعاء کرتے ہیں۔
- حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی کی بیمار پرسی کو جائے تو اس کے ہاں سے کوئی چیز نہ کھائے اور اگر کھالیتا ہے تو یہ اس کی بیمار پرسی کا صلہ بن جائے گا۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیمار پرسی کو تشریف لے گئے اور پتہ چلا کہ انہیں ہوش نہیں' آپ نے پانی منگوایا اور وضو فرمایا پھر اس میں سے ان پر چھڑکا تو انہیں آرام ہو گیا۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی بیمار کی بیمار پرسی کرنے جاتے تو کہتے: پاک صاف ہو کر جتنا ممکن ہو نماز پڑھو خواہ اشارے ہی سے پڑھو۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب کسی بھائی کا علم ہوتا کہ وہ نہیں آسکا تو ہم اس کے پاس جانے کی تیاری کرتے پھر اگر وہ بیمار ہوتا تو ہمارا جانا اس کی بیمار پرسی بن جاتا اور اگر وہ کسی کام میں مصروف ہوتا تو ہمارا جانا اس کی مدد بن جاتا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو اس کی زیارت بن جاتا۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اور عرض کی: یا رسول اللہ! آج کا دن کیسا رہا؟ فرمایا: اس آدمی کے مقابلے میں خیریت سے ہوں جس نے آج روزہ نہیں رکھا اور نہ ہی کسی بیمار کی بیمار پرسی کی ہے۔
- حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن حضرت فاطمہ بنت یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ ہم کچھ عورتیں مل کر حضور ﷺ کی بیمار پرسی کے لئے حاضر ہوئیں' آپ کو بخار تھا' آپ نے حکم فرمایا کہ مشکیزہ درخت پر لٹکا دو اور خود اس کے نیچے لیٹ گئے اور بخار کی تیزی کی وجہ سے دل پر قطرہ قطرہ پانی گرانا شروع کیا۔ میں نے عرض کی'

یارسول اللہ! کاش آپ نے اس بارے میں دُعاء کر لی ہوتی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے آرام دے دیتا؟ فرمایا: سب سے زیادہ مصیبت نبیوں پر اُترتی ہے پھر جوان سے قریب ہوتے ہیں اور پھر ان پر جوان کے قریب قریب ہوتے ہیں۔

- آپ نے فرمایا: کراہتے مریض کی بیمار پرسی کیا کرو کیونکہ ''انین'' اللہ کا نام ہے' یہی وجہ ہے کہ اس لفظ کے بولنے سے اسے آرام ملتا ہے۔
- حضور ﷺ نے فرمایا کہ صبر اللہ کی طرف سے آتا ہے اور مصیبت جتنا ہوتا ہے۔
- آپ فرماتے ہیں: جسے مالی اور جسمانی تکلیف پہنچے وہ اسے چھپائے رکھے اور کسی سے اس کی شکایت نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بخشنے کا حق رکھتا ہے۔

عنقریب انشاء اللہ کتاب الطب میں صبر کے بارے میں اور حدیثیں آئیں گی۔

- اکثر آپ تین دن بعد مریض کی بیمار پرسی کرنے تشریف لے جاتے۔
- حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب تم کسی کی بیمار پرسی کرنے جاؤ تو یوں نہ کہو: اے اللہ اسے عافیت دے' شفاء دے اور اسے بچا بلکہ دل میں یوں کہا کرو کہ اے اللہ! اگر اس کی موت قریب ہے تو اسے بخش دینا اور اس پر رحم کرنا لیکن اگر اس کی موت میں دیر ہے تو اسے معاف فرما' اسے شفاء دے اور اسے بچا۔
- حضور ﷺ جب کسی مریض کو دم کرتے تو انگلی پر لعاب لگا کر پڑھتے:

بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا۝

- حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے قریب سے گذرا تو اس کا چہرہ زرد تھا' آپ نے پوچھا' اسے کیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ بیمار ہے۔ فرمایا تم نے اس سے یہ نہیں کہا: لِيَهْنِكَ الطَّهُوْرُ۔
- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میری آنکھ میں تکلیف کی وجہ سے میری بیمار پرسی فرمائی۔
- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے کسی تکلیف سے مرنے کی خواہش نہ کرے اور اگر ایسا کرنا لازمی ہو تو یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِىْ مَا كَانَتِ الْحَيٰوةُ خَيْرًا لِّىْ وَ تَوَفَّنِىْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّىْ۝

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ کسی بھی نبی نے حضرت یوسف علیہ السلام کے علاوہ موت کی آرزو نہیں کی' ان میں سے ہر ایک کی دُعاء تھی کہ: تَوَفَّنِىْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِىْ بِالصّٰلِحِيْنَ۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر

ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! فلاں عورت فوت ہو گئی لہٰذا اسے چین ہو گیا ہے۔ اس پر آپ ناراض ہو گئے اور فرمایا: آرام وہ پاتا ہے جو فوت ہو جائے۔

- حضورﷺ فوت ہونے والے کے پاس لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے کی ہدایت فرماتے اور فرمایا کرتے کہ مرنے والے کے لئے کچھ پلّے باندھنے کے لئے لا الٰہ الّا اللّٰہ پڑھو کیونکہ اگر آخری موقع پر اس کے منہ سے یہ نکل گیا تو جنت میں جائے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اپنے مرنے والوں کو لا الٰہ الّا اللّٰہ کی تلقین کیا کرو' ان کے چہرے قبلہ کی طرف کر دو اور ان کی آنکھیں بند کر دو کیونکہ آنکھ روح کے پیچھے دیکھتی رہتی ہے' ان کے پاس بہتر باتیں کرو، کیونکہ گھر والے جو کچھ کہتے ہیں' وہ آمین کہتا ہے۔

- رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ اپنے فوت ہونے والوں کو سورۂ یٰسٓ پڑھا کرو کیونکہ یہ قرآن کا دل ہے چنانچہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والا جو بھی شخص اسے پڑھے گا' اسے بخش دیا جائے گا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب یہ پوچھا گیا کہ فوت ہونے والے کا منہ قبلہ کی طرف کیوں کیا جاتا ہے تو فرمایا: بخدا! یہ پتھر ہی تو ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زندہ لوگوں کے لئے تو قبلہ ہونے کا مرتبہ دے دیا ہے جبکہ فوت ہونے والوں کو بھی ہم اس کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔
- حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ موت کی سختی پسند کرتے تھے اور کہتے تھے کہ شاید یہ بندے کے کئے گئے گناہوں کو مٹا دے۔
- رسول اکرمﷺ نے فرمایا: مرنے والوں کے پاس جا کر انہیں لا الٰہ الّا اللّٰہ کی تلقین کر کے انہیں جنت کی خوشخبری دیا کرو کیونکہ بردبار مرد یا عورت موت کی سختی سے حیران ہوتا ہے کیونکہ بخدا صرف ملک الموت کو دیکھ لینا ہی ہزار بار تلوار کے ضرب لگنے سے شدید ہوتا ہے' اس وقت تک دنیا سے کوئی شخص نہیں نکلتا جب تک اس کی ہر ہر رگ میں درد پیدا نہیں ہو جاتی۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقت وصال ہوا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہیں سہارا دیئے بیٹھے تھے' آپ نے کہا: میرا سر زمین پر رکھ دو چنانچہ انہوں نے رکھ دیا تو آپ نے مٹی سے لتھڑ لیا اور کہنے لگے: اگر اللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں بخشتا تو یہ ان کے لئے مصیبت ہے۔
- جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت جبریل علیہ السلام حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا: یہ کون نیک شخص ہے کہ جس کے لئے جنت کے دروازے کھل چکے ہیں اور عرش لرز اٹھا ہے؟ حضورﷺ باہر نکلے تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے' آپ ان کی قبر پر بیٹھ گئے اور فرمایا: اس نیک بندے پر سختی ہوئی ہے تو اس کا نتیجہ ہے کہ خلاصی ہو گئی ہے۔

- آپ اس بات پر اُبھارتے تھے کہ میت کا قرض اُتارو اور اسے جلدی دفن کرو اور فرمایا کہ مومن کی روح فیصلہ ہونے تک لٹکی رہتی ہے۔
- آپ نے فرمایا: فوت ہونے والے کو جلد دفن کر دو کیونکہ یہ مسلمان کے لئے اچھا نہیں ہوتا کہ گھر والوں میں گھرا رہے۔
- روح نکل جانے پر آپ میت کو ڈھانپنے کا حکم فرماتے اور چہرہ چومنے کی اجازت دیتے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ چوما تھا اور اتنا رو پڑے تھے کہ آنسو رخساروں پر بہنے لگے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسولِ اکرم ﷺ کو بوسہ دیا تھا۔
- آپ نے فرمایا تھا: میری اُمت کے ان منافقوں کے لئے دوزخ ہے جو یہ کہہ دیتے ہیں کہ فلاں تو جنت میں گیا اور فلاں دوزخ میں۔ واللہ اعلم۔

فصل:

میّت کو غسل دینا اور کفن پہنانا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میت یہ جانتی ہے کہ کس نے اسے اُٹھایا' اسے غسل کس نے دیا اور کون اسے قبر میں اُتارنے والا ہے۔

- آپ میت کو غسل دینے پر زور دیتے اور خوب پاک صاف کرنے کی ہدایت فرماتے اور فرمایا تھا: جو میت کو غسل دے اس کی یہ امانت پوری کر دے اور اس وقت جو کچھ دکھائی دے' اسے بیان نہ کرے تو وہ گناہوں سے ایسے بچ جائے گا جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اس کے چالیس بڑے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں' ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ اسے اس کے گناہوں سے پاک کر دیتا ہے۔

- آپ فرماتے تھے کہ میت کو غسل دیا کرو کیونکہ خالی جسم کی دیکھ بھال میں بڑی نصیحت پائی جاتی ہے۔
- آپ نے فرمایا کہ میت کو غسل دینے اور کفن دفن کی رات' اگر وہ جانتا ہے تو تمہارے قریب ہوتی ہے اور اگر وہ نہیں جانتا تو جو کچھ تم اس کے ہاں دیکھو گے' وہ تقویٰ اور امانت کا حصہ ہوگا چنانچہ جو کسی مسلمان مسلمان پر پردہ ڈالے گا' اللہ قیامت کے دن خود اس پر پردہ ڈالے گا۔
- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی بیماری کے آخری دن تھے تو انہوں نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: اے بیٹو! میں بیمار ہوں اور وہی چاہتا ہوں جو مریض چاہتا ہے لہٰذا میرے لئے

جنت کا پھل تلاش کر لاؤ۔ وہ زمین میں تلاش کرنے نکلے تو فرشتے انہیں ان آنکھوں سے دکھائی دیے اور کہنے لگے کہ اے آدم علیہ السلام کے لڑکو! واپس چلے جاؤ کیونکہ ہمیں یہ حکم مل چکا ہے کہ تمہارے باپ کی روح لے کر جنت میں جائیں چنانچہ ان کی نظروں کے سامنے ان کی روح قبض کر لی۔

- حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی روح قبض کر لی گئی تو فرشتوں نے غسل دیا' کفن پہنایا' خوشبو لگائی' دفن کے لئے گڑھا کھودا اور لحد میں ڈال کر ان پر نماز جنازہ پڑھی' پھر ان کی قبر میں داخل ہوئے' انہیں قبر میں رکھا اور اُوپر کچی اینٹیں لگا دیں' پھر قبر سے نکل کر ان پر مٹی ڈال دی اور کہا۔ اے بنو آدم! یہ تمہارا طریقہ ہے۔

یہ سارا کام خود فرشتوں نے کیا' حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد دیکھ رہی تھی' انہوں نے فرشتوں سے کوئی تعاون نہیں کیا۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ گذشتہ زمانے میں اللہ کے فرشتے ظاہر باہر آیا کرتے تھے اور کھلے عام ان کی روحیں قبض کرتے تھے' یہ بات لوگوں کے لئے بوجھ بنی چنانچہ بیماری اُتری اور ویسے روح قبض کرنے کا سلسلہ ختم ہوا۔
- حضرت کعب احبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو صرف ایک مرتبہ فرشتوں نے غسل دیا تھا۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی بیویوں کو غسل دیا کرتے تھے اور ان کی عورتیں انہیں غسل دیتیں۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اگر تم مجھ سے پہلے فوت ہو جاؤ اور میں تمہیں غسل دوں' کفن دوں' تم پر نماز پڑھوں اور دفن کر دوں تو تمہارا کیا حرج ہے؟

آپ فرماتی ہیں کہ اگر میرے سامنے کوئی بات آ جائے تو میں بتانے سے گریز نہیں کرتی: رسول اللہ ﷺ نے صرف اپنی بیویوں کو غسل دیا تھا۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وصیت کی تھی کہ انہیں غسل دیں چنانچہ انہوں نے غسل دیا۔
- حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے اگر سفر کے دوران مردوں کے ہمراہ کوئی عورت فوت ہو جائے' اس کے علاوہ کوئی عورت نہ ہو یا مرد' عورتوں کے ہمراہ فوت ہو اور اس کے بغیر کوئی اور مرد نہ ہو تو انہیں تیمم کرایا جائے گا اور دفن کر دیا جائے گا کیونکہ وہ ایسے ہوں گے جیسے ان کے لئے پانی نہیں مل سکا۔
- حضرت حسن اور عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب ایک عورت مردوں کے ساتھ فوت ہو جائے' کوئی اور عورت نہ ہو تو اسے مرد غسل دیں' پانی کپڑوں کے اُوپر سے بہا دیں۔

- حضرت فاطمہ بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصیت کی کہ انہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا غسل دیں چنانچہ انہوں نے غسل دیا۔ یونہی حضرت ابن مسعودؓ نے فوت ہونے پر اپنی بیوی کو غسل دیا تھا۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس بات کو ناپسند کرتیں کہ میت کے بالوں میں تنگ دندانوں والی کنگھی چلائیں۔
- حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی میت کو غسل دیتے تو ناف کے نچلے لمبے بال مونڈھ دیتے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ عورتوں کی بجائے آدمی اس بات کا زیادہ حقدار ہوتا ہے کہ اپنی بیوی کو غسل دے۔
- حضور ﷺ میت کے حمل والی ہونے کی صورت میں عورت کو اس بات سے منع فرماتے تھے کہ اس کے پیٹ کو ہاتھ لگائے اور فرماتے تھے: جب تم میں سے کوئی حمل والی کو غسل دے تو اسے ہلائے نہیں کیونکہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ اگر اس کا کوئی حصہ نکل پڑے تو اسے واپس نہ کیا جا سکے گا۔
- آپ غسل دینے والی عورت سے فرمایا کرتے کہ عورت کے بال درست کر دو اور اسے گرم پانی سے نہ دھویا کرو۔
- آپ یہ بھی فرماتے تھے: جو میت کو غسل دینے لگا ہے تو پہلے نچوڑ کر اس کا پیٹ صاف کرے۔ واللہ اعلم۔

فرع:

شہید کے غسل کی وضاحت اور رسولِ اکرم ﷺ کے غسل مبارک کی کیفیت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ شہید کو غسل دینے سے منع فرماتے اور اس پر نماز جنازہ پڑھتے تھے نیز انہیں اسی خون میں دفن کرنے کا حکم فرماتے تھے چنانچہ جب جنگ اُحد کے موقع پر کپڑے کم پڑ گئے اور مقتول شہداء زیادہ دکھائی دئیے تو حضور ﷺ نے انہیں ایک ایک قبر میں ایک ایک کپڑے کے اندر دو دو تین تین شہیدوں والشہداء کو دفناتے گئے اس موقع پر آپ نے فرما رکھا تھا کہ لحد میں سب سے پہلے اسے اُتارو جو زیادہ سے زیادہ علم قرآن رکھتا ہے اور پھر جب حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخم لگا تو انہوں نے بھی کہہ دیا تھا کہ مجھے دفن کرتے وقت انہی کپڑوں میں رکھتے ہوئے لحد میں اُتار دینا تا کہ قیامت کے دن میں اپنی یہی حالت دکھا سکوں۔

- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن شہید کے ہر زخم سے کستوری کی خوشبو پھوٹ رہی ہوگی اور پھر شہید کے علاوہ ایسا کوئی شخص نہیں ہوگا جو جنت میں داخل ہو کر وہاں ہر نعمت دیکھتے ہوئے دنیا میں واپس آنے کی

خواہش ظاہر کرے کیونکہ صرف یہی ایسا شخص ہوگا جو شہادت کا مرتبہ دیکھ کر یہ آرزو رکھے گا کہ واپس آ کر دس مرتبہ قتل ہو۔

پھر باب کے آخر میں آ رہا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ اُحد کے موقع پر اپنے والد کو دفن کیا اور پھر ایک طویل مدت کے بعد سیلاب آنے کی وجہ سے انہیں نکالا تو دیکھنے پر معلوم ہوا تھا کہ ان کے جسم میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی البتہ صرف چند بال ایسے تھے جو زمین پر لگنے کی وجہ سے تبدیل ہو گئے تھے۔

پھر جب حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حالتِ جنابت (ہم بستری) میں شہید ہو گئے تو رسولِ انور ﷺ نے فرمایا تھا کہ تمہارے اس ساتھی کو فرشتے غسل دے رہے ہیں ان کی بیوی نے بتا دیا تھا کہ جب حنظلہ نے جنگ کا اعلان سنا تو فوراً نکل کھڑے ہوئے تھے' ان کے پاس غسل کرنے کا وقت ہی نہ تھا۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے فرشتوں ہی کے غسل کو کافی سمجھا لہٰذا ہمیں ان کے غسل دینے کا حکم نہ فرمایا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ کفار سے جنگ کیے بغیر بطور ظلم قتل ہونے والے کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم غسل دیا کرتے تھے چنانچہ حضرت عمر' عثمان اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قتل ہونے پر غسل دیا گیا تھا اور یونہی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غسل دیا تھا حالانکہ وہ لڑائی کے تین دن بعد فوت ہوئے تھے' پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمار کو نہلا کر ان کی نمازِ جنازہ پڑھی تھی حالانکہ انہیں ایک باغی گروہ نے قتل کیا تھا۔
- حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک صحابی نے مشرکین کے ایک شخص پر وار کیا تو خود انہیں لگ گیا جس سے وہ فوت ہو گئے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں انہی کپڑوں اور خون میں لپیٹ دیا اور پھر ان پر نمازِ جنازہ پڑھ کر انہیں دفن کر دیا۔ اس پر صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا یہ بھی شہید ہیں؟ فرمایا: ہاں اور میں خود اس کا گواہ ہوں۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب رسولِ انور ﷺ کی صاحبزادی وصال فرما گئیں تو آپ عورتوں کے پاس تشریف لے گئے جو انہیں غسل دے رہی تھیں' آپ نے فرمایا کہ اس کے وضو کے اعضاء دھوتے وقت داہنے ہاتھ سے شروع کرتی جائیں اور بیری میں اُبلے پانی ہونے کی صورت میں غسل دیتے وقت تین' پانچ' سات یا اس سے زیادہ مرتبہ پانی بہاتے وقت طاق بار بہائیں' پھر آخر میں کچھ تھوڑا سا کافور لگائیں اور بالوں کو تین حصوں میں تقسیم کر دیں اور فارغ ہونے پر مجھے بتا دیں چنانچہ جب وہ فارغ ہو گئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع دی تو آپ نے ہمیں ایک چادر دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ اُوپر دیدو۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ وصال فرما گئے اور صحابہ نے غسل کا ارادہ کیا

باپ آپ پر قربان' آپ پر اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے کیونکہ مجھے بھوک ہوتی تو آپ کھانا کھلاتیں' ننگا ہوتا تو لباس پہناتیں' خود بھوکا رہ کر مجھے کھانا کھلاتیں اور یہ سب کچھ اللہ کو راضی کرنے کے لئے ہوتا تھا۔

پھر آپ نے حکم فرمایا کہ انہیں تین مرتبہ پانی سے نہلایا جائے اور جب کافور ملے پانی ڈالنے کا موقع آیا تو آپ نے خود اپنے ہاتھ سے پانی ڈالا' پھر اپنی قمیص اُتار کر انہیں پہنائی اور اس کے اُوپر کفن پہنایا۔ اس کے بعد حضرت اسامہ بن زید' حضرت ابو ایوب انصاری' ایک سیاہ رنگ کا غلام اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلا کر حکم فرمایا کہ ان کے لئے قبر کھودیں اور جب وہ لحد تک پہنچے تو خود حضور ﷺ نے لحد تیار کرتے ہوئے مٹی خود نکالی اور جب فارغ ہو گئے تو قبر میں لیٹ گئے اور یوں پڑھا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَةَ بِنْتِ اَسَدٍ وَّ لَقِّنْهَا حُجَّتَهَا وَ وَسِّعْ مُدْخَلَهَا بِحَقِّ نَبِیِّكَ وَ الْاَنْبِیَاءِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِیْ یَاۤ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ○

اس کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھی اور پھر حضرت عباس اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہمراہ آپ نے انہیں لحد میں اُتارا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

جنازہ کے ہمراہ چلنا اور اس میں شامل ہونا

رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ جنازہ کے ہمراہ پیدل چلنے والا اس کے ساتھ قریب ہی' پیچھے' آگے' دائیں اور بائیں چلے جبکہ سوار پیچھے پیچھے رہے تاہم خود آپ جنازہ کے آگے چلتے اور یونہی حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی آگے چلا کرتے تھے لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے چلتے اور جب اس بارے میں آپ سے پوچھا گیا کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو آگے چلا کرتے تھے تو آپ نے فرمایا: انہیں اس بات کا علم تھا کہ اس کے پیچھے چلنا یونہی افضل ہے جیسے اکیلے نماز پڑھنے والے کے مقابلے میں جماعت سے نماز پڑھنا افضل ہوتا ہے لیکن وہ لوگوں کی سہولت کے لئے ایسا کرتے تھے۔

- آپ نے عورتوں کو جنازے کے ہمراہ چلنے سے روک دیا تھا چنانچہ فرمادیا تھا کہ جنازہ کے ہمراہ چلنے سے عورتوں کو کوئی اجر نہیں ملے گا چنانچہ حضرت اُم عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ ہمیں جنازہ کے ہمراہ چلنے سے روک دیا گیا تھا اور اس بارے میں تاکید نہیں فرمائی گئی تھی اور پھر حضرت ابو عطیہ وداعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازے کے ہمراہ چلے تو ایک عورت کو بھی دیکھا' آپ نے اسے ہٹانے کا حکم دیا اور جب تک وہ چلی نہیں گئی آپ نے تکبیر نہیں کہی۔

- حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لونڈی زحلہ بتاتی ہیں کہ جنازہ کے ہمراہ ایک عورت صرف اس صورت میں جاتی تھی جب میت حالت نفاس میں ہوتی یا اسے پیٹ کی بیماری ہوتی' وہ عورت بھروسہ والی ہوتی چنانچہ جنازگاہ میں جنازہ رکھ دیا جاتا تو وہ عورت کفن کے اندر سے ہاتھ ڈال کر معلوم کرتی کہ کچھ نکلا ہے یا نہیں' اتنی دیر تک لوگ کھڑے یا بیٹھے رہتے اور جب وہ عورت آنکھوں سے اوجھل ہو جاتی تو وہ امام سے تکبیر کہنے کو کہتے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مردوں کو عورتوں کے آگے کھڑا کرتے تاہم اُم المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنازے میں انہیں آگے کھڑا کیا تھا' اس سلسلے میں بتایا تھا: میں نے رسولِ انور ﷺ سے سنا تھا' فرماتے تھے کہ جنازے کے متعلق تمہاری سفارش قبول ہو گی لہٰذا ان کے آگے' پیچھے' دائیں اور بائیں چلنا اور قریب رہنا۔
- رسولِ انور ﷺ جنازے کے ہمراہ چلتے وقت تو سوار ہو جایا کرتے لیکن واپسی پر سوار نہ ہوتے چنانچہ ایک مرتبہ ایک جنازے میں ایک گھوڑا لایا گیا لیکن آپ اس پر سوار نہ ہوئے اور اسے واپس کرتے ہوئے فرمایا: فرشتے جنازے کے ہمراہ پیدل چلتے ہیں لہٰذا یہ مناسب نہیں کہ وہ تو پیدل چلیں اور میں سوار چلوں اور جب ہم واپس ہوں گے تو چونکہ واپس چلے جائیں گے لہٰذا ہم انشاء اللہ سواری کر لیں گے۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ انور ﷺ حضرت ابن ابی الدحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے کے ہمراہ چلے تو ہم آپ کے اردگرد پیدل چل رہے تھے اور آپ سواری پر چلنے والے کو یوں فرما کر منع کر رہے تھے کہ: تمہیں حیا نہیں آ رہی کہ فرشتے تو پیدل چل رہے ہیں لیکن تم سوار چلے جا رہے ہو اور گھوڑوں کی پیٹھ پر بیٹھے ہو؟
- آپ فرماتے تھے کہ جو شخص جنازے کے ہمراہ چلے اور تین بار اسے کندھا دے تو وہ جنازہ کی طرف سے حق پورا کر دے گا اور اس سے پہلے باب الغسل میں حضور ﷺ کے اس کلام پر گفتگو ہو چکی ہے کہ جو کسی میت کو نہلائے تو خود اچھی طرح سے نہائے اور جو صرف کندھا دے' وہ وضو کر لیا کرے۔
- آپ ہی کا ارشاد ہے کہ جو شخص جنازے کے ہمراہ چلے تو چارپائی کے چاروں طرف سے اُٹھائے' پھر چاہے تو اور کندھا دے' چاہے تو رہنے دے۔
- حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کے لخت جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو ان کا جنازہ گھوڑے کی زین پر رکھا گیا۔
- رسول اطہر ﷺ کا حکم تھا کہ کندھوں کو ہلائے بغیر جنازہ کو تیزی سے لے جاؤ کیونکہ اگر وہ جنازہ نیک ہے تو جلد تم اسے بھلائی تک لے پہنچو گے اور اگر وہ بد ہے تو یہ ایک شریر ہو گا جسے تم کندھوں پر اُٹھائے پھرو گے۔
- آپ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر حضور ﷺ اس قدر تیز چلے تھے کہ لوگوں کی جوتیاں

ٹوٹنے لگی تھیں۔

- حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ چل کر دیکھا تو ہم جنازہ کے ساتھ کندھے ہلا کر چلتے تھے۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنازہ میں میت کی ماں کی انتظار کرتے کہ وہ آ جائے تو نماز پڑھیں۔
- حضرت شقیق ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میری ماں نصرانی حالت ہی میں مرگئی' میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا اور صورتِ حال بتائی تو انہوں نے فرمایا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر جنازہ کے آگے چلتے جاؤ۔
- رسولِ امجد ﷺ نے بتایا کہ جب نیک آدمی کا جنازہ چارپائی پر رکھ دیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ مجھے تیزی سے لے چلو لیکن ایک برا شخص رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ مجھے کہاں لے چلے ہو؟
- رسولِ انور ﷺ کے قریب سے ایک جنازہ گزرا تو دیکھ کر آپ نے فرمایا: یہ خود راحت میں ہے یا اس سے اوروں کو راحت مل چکی ہے۔ (حدیث کے لفظ ہیں: **مستریح و مستریح منه**) عرض کی گئی کہ یہ **مستراح منه** کون ہوتا ہے؟ فرمایا: ایک مومن شخص دنیا کی مشکلات سے نکل کر اللہ کی طرف جاتے ہوئے آرام محسوس کرتا ہے جبکہ کافر شخص سے لوگوں کو آرام مل جاتا ہے' شہروں' درختوں اور چوپائیوں تک کو امن مل جاتا ہے۔
- حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ مدینہ میں پیدا ہونے والا ایک شخص فوت ہو گیا جس پر رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا: افسوس! یہ وہاں نہیں مرا جہاں پیدا ہوا تھا! صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ایسا آخر کیوں ہوا؟ فرمایا: جب کوئی شخص ولادت کی جگہ کے علاوہ کہیں اور فوت ہو تو اس کی جائے پیدائش سے جنت والی جگہ ناپی جاتی ہے۔
- حضور ﷺ اس بات سے منع فرماتے تھے کہ کوئی جنازہ کے پیچھے روتا چلے' آگ لے کر چلے یا جھنڈا پکڑے۔
- آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ جنازہ گذرتا تو آپ کھڑے ہو جاتے چنانچہ فرمایا تھا: جب جنازہ آتا دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو اور پھر جو شخص جنازہ کے ہمراہ چلے تو جنازہ زمین پر رکھنے سے پہلے نہ بیٹھے۔ ایک روایت میں ہے کہ لحد میں ڈالنے سے پہلے نہ بیٹھے چنانچہ آپ ایک جنازہ کے ہمراہ چلے تو اسے لحد میں اُتارنے سے پہلے آپ نہیں بیٹھے اس دوران ایک یہودی عالم سامنے آیا اور کہنے لگا: اے محمد! ہم بھی یونہی کیا کرتے ہیں' اس پر آپ نے فرمایا کہ ان کی مخالفت کرو اور بیٹھ جایا کرو۔
- جب آپ کے قریب سے جنازہ گذرتا اور خود اس میں شامل نہ ہوتے تو کھڑے ہو جاتے اور اسے گذرنے دیتے' اس کے بعد بیٹھ جاتے۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو جاتے اور اسے گذرنے دیتے۔

- رسولِ اکرم ﷺ جنازہ سے پہلے تشریف لے جا کر بیٹھ جاتے اور جب اسے آتا دیکھتے تو زمین پر رکھنے تک کھڑے رہتے۔
- آپ جب جنازہ میں شامل ہوتے تو غمگین دکھائی دیتے' اکثر چپ ہو جاتے اور کئی مرتبہ دل میں بات کرتے۔
- آپ یہودیوں کے جنازہ گزرنے پر بھی کھڑا ہو جاتے اور پوچھنے پر فرمایا: کیا یہ ایک انسان نہیں ہے؟ (فرشتوں کا احترام فرماتے) ایک روایت میں بتایا کہ میں تو فرشتوں کی وجہ سے کھڑا ہوتا ہوں۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اطہر ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ جنازہ کی خاطر اٹھو اور پھر بعد میں بیٹھ گئے اور ہمیں بھی بیٹھنے کا حکم دیا تھا چنانچہ کسی کو تو یہ بات یاد رہی اور کسی کو بھول گئی۔
- حضور ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جنازہ آنے پر کھڑے ہو جاتے اور جب انہیں بتایا گیا کہ آپ نے بیٹھنے کا حکم فرمایا ہے تو کھڑے ہونا ترک کر دیا کیونکہ ہر صحابی اس کام پر عمل کرنے کی کوشش کرتا تھا جسے آپ کرتے چھوڑ گئے اور جب انہیں حالات تبدیل ہونے کا پتہ چلتا تو اس سے ہٹ جاتے۔ واللہ اعلم۔

باب

شہیدوں کے علاوہ کسی اور میت پر نبیوں کا نمازِ جنازہ پڑھنا

ابھی ابھی گذر چکا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ شہید کو غسل دینے سے منع فرماتے اور یہ بھی بتایا گیا کہ آپ نے کچھ شہیدوں کی نمازِ جنازہ پڑھی تھی۔

- رسولِ اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بات کرتے ہوئے بتایا کہ وہ فرماتا ہے: اے ابن آدم! دو ایسی خصلتیں ہیں جو میں نے تمہیں دی ہیں' ان میں سے ایک بھی تمہارے پاس نہ تھی' ایک تو میں نے تمہاری موت کے وقت مال کا کچھ حصہ رکھا ہے جس کے ذریعے میں تم پر رحم کروں گا اور پاکیزہ بنا دوں گا (خیرات دے کر) اور دوسرے یہ کہ تمہاری موت کے بعد میرے بندے تمہاری نمازِ جنازہ پڑھا کریں گے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو چکا تو لوگ ہاتھ کٹے چھوڑے ہوئے آپ کے جنازہ کے پاس آئے اور اسی طرح نماز پڑھی اور جب وہ فارغ ہو لئے تو بچے آ گئے تھے لیکن اس دوران آپ کی نماز جنازہ کے لئے کوئی امام نہیں بنا تھا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ نے سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی اور شہید کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی تھی چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اُحد کے دن شہیدوں کی نماز جنازہ کا حکم دیا چنانچہ سات شہید حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ رکھ کر آپ نے نماز پڑھی

اور سات تکبیریں پڑھیں' پھر حضرت حمزہ کے علاوہ دوسرے جنازے اُٹھا کر سات اور رکھ دیے گئے' حضرت حمزہ وہیں رہے چنانچہ سات تکبیریں کہہ کر آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور فارغ ہو گئے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ انور ﷺ نے شہداءِ اُحد کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی تھی' نہ انہیں نہلایا گیا اور نہ ہی وہ کپڑے اُتارے گئے' صرف لوہا اور قرآن الگ کر دیے گئے اور خون سے لتھڑے انہی کپڑوں میں انہیں دفن کر دیا گیا۔

- حضور انور ﷺ فرماتے ہیں کہ بچے اور نامکمل بچے پر نمازِ جنازہ پڑھو اور ان کے والدین کے لئے بخشش اور رحمت کی دُعاء کرو۔ ایک روایت میں ہے کہ بچوں کی نماز جنازہ کا تم پر زیادہ حق ہے' آگے آ رہا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھی تھی۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بچے پر بھی نماز پڑھتے تھے جسے ایک آدھ سانس آیا ہوتا' اس پر آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا کہ آپ نے ایسے بچے پر نماز کیوں پڑھی جس نے نہ تو گناہ کیا اور نہ ہی کبھی کوئی غلطی کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ پر بھی تو پڑھی گئی تھی حالانکہ انہوں نے کبھی لمحہ بھر کے لئے بھی اللہ کی بے فرمانی نہیں کی۔

- حضور انور ﷺ ایسے شخص کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھتے تھے جس نے اپنے آپ کو قتل کرنے کا گناہ کیا ہوتا' نہ اس پر پڑھتے جس نے مالِ غنیمت میں دھوکا کیا ہوتا اور نہ اس کی پڑھتے جس کے ذمہ قرض ہوتا' جیسے انشاء اللہ اس کی وضاحت باب الضمان میں آ رہی ہے۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی کی نمازِ جنازہ پڑھتے تو فرماتے: ہم تو کھڑے آ ہوئے ہیں لیکن اصل نماز تو اس کا عمل پڑھتا ہے۔

- اگر کسی کو شرعی سزا میں قتل کر دیا جاتا تو آپ اس کی نمازِ جنازہ پڑھتے' آپ نے غامدی عورت کا جنازہ پڑھا جسے زنا ماننے پر پتھر مار دیے گئے' یونہی آپ نے بنو سلیم کے اس شخص پر بھی نماز پڑھی جس نے آپ کے پاس چار مرتبہ زنا کا اقرار کیا تھا چنانچہ آپ نے اسے سنگسار کر کے اس پر نماز پڑھی۔

- حضرت میمون بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اس وقت گیا جب آپ حرامی بچے کی نماز پڑھانے والے تھے چنانچہ اس بارے میں ان سے کہا گیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو ایسے بچے کی نماز نہیں پڑھی تھی اور کہہ دیا تھا کہ یہ تین میں سے زیادہ شریر ہے۔ اس پر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تھا کہ یہ تو تین میں سے بہتر ہے۔

آگے آ رہا ہے کہ آپ اس شخص کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھتے تھے لوگ جس کی برائی کرتے۔ ہم اللہ سے اس [illegible] سے معافی مانگتے ہیں۔

- حضور انور ﷺ شہر سے غائب پر بھی نماز پڑھتے جو ایک ماہ سے غائب ہوتا نیز ایسے ہی شخص پر بھی پڑھا کرتے جو ایک ماہ سے دفن کیا ہوتا چنانچہ جب نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرزمین حبشہ میں فوت ہوئے تو اس دن حضور ﷺ نے اس پر افسوس کرتے ہوئے فرمایا: آج حبشہ کے ایک نیک شخص فوت ہو گئے ہیں لہٰذا مل کر آؤ کہ اس کا جنازہ پڑھیں، ہم نے صفیں باندھ لیں تو آپ نے نمازِ جنازہ پڑھانا شروع کیا چنانچہ یونہی چار تکبیریں کہیں جیسے سامنے موجود پر کہی جاتی ہیں اور انہیں ان کے لئے استغفار کا حکم فرمایا۔ (احناف کے ہاں غائب پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھا جاتا' یہ آپ کی خصوصیت تھی یا جنازہ قدرت کی طرف سے آپ کے سامنے رکھ دیا گیا تھا ۱۲ چشتی)۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک تازہ قبر کے پاس پہنچے اور نماز پڑھی تو لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے پڑھی تھی۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایسے شخص کے بعض اعضاء پر جنازہ پڑھ لیا کرتے جس کی موت کے بارے میں معلوم ہو جاتا چنانچہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف سروں کو رکھ پڑھی تھی جبکہ واقعۂ جَمَل میں صحابہ نے ایک ہاتھ سامنے رکھ کر پڑھ لی تھی جسے گِدھ نے اُوپر سے گرایا تھا' پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مشرکین سے ملے جلے مسلمانوں پر ان کی نیت سے جنازہ پڑھ لیا کرتے۔
- آپ فقیروں اور بے گھر مسکینوں کی خبر رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ جب بھی کوئی مسکین فوت ہو جائے تو مجھے اطلاع دیا کرو تاکہ میں اس کا جنازہ پڑھا سکوں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ اس کے دفن کے بعد آپ کو اس کا پتہ چلتا لہٰذا فرماتے کہ مجھے اس کی قبر بتاؤ اور جب بتائی جاتی تو آپ اس کی قبر پر جنازہ پڑھاتے اور فرمایا تھا کہ یہ قبریں ان لوگوں کے لئے اندھیری ہوتی ہیں اور جب میں جنازہ پڑھتا ہوں تو اللہ تعالیٰ انہیں روشن فرما دیتا ہے۔
- ایک مرتبہ حضور انور ﷺ ایسے باہر تشریف لے گئے جیسے زندوں اور مردوں کے ساتھ چلتے تھے اور آٹھ سال بعد نماز جنازہ جیسی نماز ان پر پڑھی اور پھر فرمایا: میں تم سے پہلے جنت میں پہنچا ہونگا اور تمہاری گواہی دوں گا۔
- سرورِ عالم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے اور اس دوران مدینہ یا کہیں اور رہنے والے کی موت کا پتہ چلتا تو اس پر نماز جنازہ پڑھتے چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے تین دن گذرے بعد اور ایک شخص پر ماہ بھر گذرنے کے بعد نماز پڑھی تھی۔
- آپ اس بات کو پسند نہ فرماتے تھے کہ جاہلوں کی طرح میت کی اطلاع دی جائے اور وہ یوں کہ جنازہ اُٹھا کر مجلسوں میں لے جایا جائے اور کہے کہ میں فلاں شخص کی موت کی اطلاع دیتا ہوں' اس کا مقصد یہ نہیں ہوتا تھا کہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے اور اس کی بخشش کی دُعاء کی جائے' اس کی دلیل وہ موقع ہے جب بغیر اطلاع کے دفن کئے جانے والے کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا: تم نے مجھے اس کی اطلاع کیوں نہیں، میں اس کا جنازہ پڑھا لیتا۔

- حضور علیہ السلام اپنے فوت ہو جانے والے صحابی کی اطلاع دے لیا کرتے تھے چنانچہ فرمایا تھا: فلاں نے جھنڈا تھام لیا ہے تو لو وہ شہید ہو گیا' پھر فلاں نے تھام لیا ہے' وہ بھی شہید ہو گیا ہے اور اب فلاں نے تھام لیا ہے' وہ بھی شہید ہو گیا ہے' اس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔
- آپ نے فرمایا تھا: جو جنازہ میں شامل ہو کر جنازہ پڑھ لے تو اسے ایک قیراط اجر ملے گا اور جو دفن کرنے تک وہاں رہے' اسے دو قیراط ملیں گے۔ آپ سے قیراط کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ ایک قیراط دو عظیم پہاڑوں جتنا ہوتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو گھر سے جنازہ کے لئے چلے' اسے ایک قیراط جتنا اجر ملے گا' اس کے ساتھ چلنے والے کو بھی ایک قیراط ملے گا' نماز جنازہ پڑھ لی تو ایک قیراط اجر ملے گا اور اگر اس کے دفن تک انتظار میں رہا تو اسے بھی ایک قیراط ملے گا۔ واللہ اعلم۔

فروع:

میت کو جنازے اور دُعاء کا فائدہ

رسولِ اطہر علیہ السلام فرماتے تھے کہ جب تک میرے اُمتی میت کو اس کے گھر والوں کے رحم و کرم پر نہ چھوڑیں گے' دین کی طرف سے خیریت میں رہیں گے۔

- آپ فرماتے تھے: جب بھی کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور اس کے جنازہ کی تین صفیں ہو جائیں تو اس کی بخشش کر دی جاتی ہے چنانچہ حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کا خیال رکھتے اور تین صفوں سے لوگوں کے کم ہونے کی صورت میں ان کی صفیں تین ہی بنا دیا کرتے تھے۔
- آپ فرماتے تھے: جو مسلمان بھی فوت ہو جائے اور اس پر سو مسلمان جنازہ پڑھ دیں اور سب کے سب اللہ سے اس کی شفاعت کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت قبول فرما لیتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور چالیس ایسے مسلمان اس کے جنازے میں جا کھڑے ہوں جو اللہ کا شریک نہ بنائیں تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں ان کی شفاعت قبول فرما لیتا ہے۔

ایک اور روایت میں یوں ہے: جو بھی مسلمان فوت ہو جائے اور اس کے قریبی رہنے والے چار گھروں کے لوگ اس کے بارے میں اچھا ہونے کی گواہی دیں تو اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ اس کے بارے میں جو جانتے ہیں لہٰذا میں اس کے وہ گناہ بخش رہا ہوں جنہیں وہ نہیں جانتے۔

ایک روایت میں ہے کہ جس آدمی کے بارے میں چار آدمی یہ کہہ دیں کہ اچھا تھا تو اللہ اسے جنت میں داخل کر

دے گا' اس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا: اگر تین گواہی دیں؟ تو فرمایا کہ تین کی گواہی پر بھی یونہی ہو گا' انہوں نے پھر عرض کی' دو ہوں تو پھر؟ فرمایا: دو پر بھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ پھر اس راوی نے ایک کے بارے میں نہیں پوچھا۔

- حضور علیہ السلام کے دور میں ایک برائی میں مشہور شخص مر گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ سب نے اس کے برا ہونے کی گواہی دی' اس پر نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے بتایا ہے کہ لوگ سچ کہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کی گواہی قبول فرمائی ہے۔
- آپ ہی نے فرمایا: جنازہ آ جائے تو پھر نماز جنازہ پڑھانے میں دیر نہ کرو' تاہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ابھی گذری ہے کہ وہ میت کی ماں کے آنے کی انتظار کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

نماز جنازہ کی تکبیریں اور جنازہ کا طریقہ

رسول اکرم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی نماز جنازہ پڑھی تو انہوں نے چار تکبیریں کہی تھیں۔

- رسول اکرم علیہ السلام چار تکبیر کہا کرتے جبکہ اہلِ بدر کے جنازے میں پانچ اور چھ کہی تھیں' اس پر آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا: یہ تو بدر کے شہید ہیں۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے دور میں لوگ کبھی سات' کبھی پانچ' چھ اور کبھی چار تکبیریں کہا کرتے' اس پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع کر کے حکم دیا کہ ایک لمبی نماز کی طرح چار تکبیریں کہی جائیں۔
- ایک مرتبہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھولے سے تین تکبیریں کہیں جس کی وجہ سے پوچھا گیا' آپ قبلہ رُخ ہوئے اور چوتھی تکبیر کہہ دی اور پھر سلام پھیرا۔
- حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ہم تک یہ روایت نہیں پہنچی کہ حضور علیہ السلام تکبیر اولیٰ کے علاوہ کسی اور تکبیر کے موقع پر ہاتھ اُٹھایا کرتے تھے چنانچہ اس میں ہاتھ اُٹھاتے ہوئے دایاں ہاتھ بائیں پر رکھ دیتے۔
- تکبیر اُولیٰ کے بعد آپ سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت پڑھا کرتے' کبھی تو بلند آواز سے پڑھتے اور کبھی خاموشی سے دل میں پڑھا کرتے' تاہم زیادہ تر دل ہی میں پڑھا کرتے اور جب قراءت سے فارغ ہوتے تو تکبیر کہتے اور اپنے آپ پر درود پڑھتے' پھر تکبیر کہتے' تکبیروں میں میت کے لئے دُعاء کرتے اور تلاوت نہ کرتے اور پھر دل ہی

میں سلام پھیرتے۔

- حضرت فضالہ بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جس نے حضرت ابوبکر اور حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا جنازہ پڑھا تھا' انہوں نے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کی تھی۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنازہ پڑھانے پر تلاوت نہیں فرماتے تھے۔
- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جو جنازہ پڑھائے' وہ وضو کر کے پڑھائے کیونکہ جنازہ بھی تو ایک نماز ہے۔
- حضور علیہ السلام اللہ کے حکم سے میت کے لئے کئی قسم کی دُعائیں پڑھا کرتے: ارشاد فرمایا تھا کہ جب تم جنازہ پڑھو تو خلوصِ دل سے اس کے لئے دُعاء کرو چنانچہ کبھی آپ یہ دُعاء پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا وَ شَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِيْرِنَا وَ كَبِيْرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَ اُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ۞

کبھی یہ دُعاء پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا وَ اَنْتَ خَلَقْتَهَا وَ اَنْتَ هَدَيْتَهَا اِلَى الْاِسْلَامِ وَ اَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا فَاغْفِرْ لَهَا۞

کبھی یہ پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَ ارْحَمْهُ وَاعْفُ عَنْهُ وَعَافِهٖ وَ اَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَ وَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَ اغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَّثَلْجٍ وَّ بَرَدٍ وَّنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَ اَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَ اَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ زَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَ عَذَابَ النَّارِ۞

کبھی یوں پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَلَّ جِوَارَكَ فَقِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَ عَذَابِ النَّارِ وَ اَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْ لَهٗ وَ ارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۞

آپ چوتھی تکبیر کے بعد دو تکبیروں کے درمیانی وقت جتنی دُعاء مانگا کرتے۔

- آپ ۱۱ مرتبہ اور اکثر بار ایک تکبیر کہتے اور اتنی بلند آواز سے کہتے کہ قریبی سن سکے اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ اس میں تکبیر کہا کرتے جیسے ابھی گذرا ہے۔
- آپ اس وقت تک کسی بچے پر جنازہ نہ پڑھتے جب تک اس نے (پیدا ہوتے وقت) چھینکا نہ ہوتا' آپ نے

فرمایا تھا کہ بچے کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی' اس وقت تک نہ تو وہ وارث بن سکتا ہے' نہ اس کا کوئی وارث بن سکتا ہے جب تک وہ (پیدا ہوتے وقت) چھینکتا نہیں ہوتا (روایت بزاز میں عطاس چھینک کو کہتے ہیں) جبکہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ ستر راتوں کی عمر میں پڑھائی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ بیس ماہ کے تھے اور پہلے حضور ﷺ کا یہ قول گذر چکا ہے: بچے پر نماز پڑھے اور اس کے والدین کے لئے بخشش اور رحمت کی دُعاء کرے۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچے کی نماز جنازہ میں یہ دُعاء پڑھا کرتے:
  اَللّٰھُمَّ اَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اجْعَلْہُ لَنَا سَلَفًا وَّ ذُخْرًا وَّ فَرَطًا وَّ اَجْرًا ○
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس صبح کے وقت جنازہ آجاتا تو وارثوں سے فرماتے: یا تو تم اب اپنے جنازے پر نماز پڑھ لو یا سورج چڑھنے تک رہنے دو۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما صبح اور عصر کے بعد اس وقت نماز جنازہ پڑھا دیا کرتے جب یہ نمازیں اپنے وقت میں پڑھ لی جاتیں لیکن سورج چڑھتے اور ڈوبتے وقت نہیں پڑھایا کرتے تھے۔

فروع:

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے حکم ملے بغیر نماز جنازہ پڑھی' اللہ اس کی نماز قبول نہیں کرے گا۔

- حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں ایسے لوگوں سے ملا ہوں جن کا خیال یہ تھا جنازہ پڑھانے کا سب سے زیادہ حق اسے حاصل ہے جسے فرض نمازوں کے لئے لوگ پسند کرتے ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی تھی کہ ان کا جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھائیں' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت یہ تھی کہ جنازہ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھائیں' حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت تھی کہ ان کا جنازہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھائیں' حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیت یہ تھی کہ ان کا جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھائیں اور حضرت اِم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیت یہ تھی کہ ان کا جنازہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھائیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا وصال ہوا تو آپ کے بھائی حضرت امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: آگے ہو جایئے' اگر یہ سنت نہ ہوتا تو میں آگے نہ کرتا حالانکہ ان کے درمیان کچھ ناچاقی تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا تم اپنے نبی کے بیٹے پر اس مٹی کے بارے میں بخل سے کام لو گے جس میں انہیں دفن کرو گے؟ حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن رکھا ہے کہ جو ان دونوں سے محبت رکھے گا وہ مجھ سے محبت رکھ رہا ہوگا اور جو ان سے دشمن رکھے گا وہ مجھ سے دشمنی

رکھ رہا ہوگا۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جنازہ پڑھانے کے لئے مرد کے سر کے قریب کھڑا ہوتے تھے اور عورت کے درمیان کھڑے ہوتے تھے کہ اسے لوگوں کی نظروں سے چھپائے رکھیں کیونکہ وہاں وہ چھڑیاں موجود نہ تھیں جن پر خیمہ لگایا جاتا تھا۔
- حضور ﷺ کا طریقہ مبارکہ یہ تھا کہ آپ کے ہاں بچے اور عورت کا جنازہ آجاتا تو بچے کو امام کے ساتھ ہی رکھتے اور عورت کا جنازہ اس سے پچھلی طرف رکھتے جو قبلہ کی طرف ہوتی اور پھر دونوں کا جنازہ پڑھاتے' پھر آپ کے بعد خلفاءِ کرام بھی یونہی کیا کرتے تھے' وہ عورت کو مرد کے سامنے رکھتے اور آدمی کو امام کے قریب رکھتے۔
- حضرت موسےٰ بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کچھ مردوں اور عورتوں کی نماز جنازہ پڑھی تو انہوں نے مردوں کے جنازے اپنے قریب رکھے اور عورتوں کے قبلہ کی طرف اور پھر ان پر چار تکبیریں کہیں اور حضرتِ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نو مردوں اور عورتوں کے جنازے پڑھے تو انہوں نے مردوں کو امام کے آگے رکھا اور عورتوں کو قبلہ والی جانب رکھا اور ان کی ایک ہی صف بنائی (مدینہ میں یونہی تھا)۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جب حضرت ام کلثوم بنت علی اور ان کے بیٹے حضرت زید بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جنازے آئے تو مدینہ کے امیر نے ان پر جنازہ کی نماز پڑھی اور جنازے پڑھتے وقت ان کے سر اور پاؤں برابر رکھے لیکن کسی نے ان پر اعتراض نہیں کیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ بچے کو امام کے ساتھ رکھا اور اس کی والدہ کو اس کی پچھلی طرف رکھا جبکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عورتوں کے سر مردوں کے گھٹنوں تک رکھتے۔

- آپ ایک خاص مقام پر نماز جنازہ نہیں پڑھا کرتے تھے چنانچہ جب لوگ جنازہ لے کر آتے اور آپ مسجد میں ہوتے تو کھڑے ہو جاتے اور نماز پڑھتے اور جب آپ باہر ہوتے اور جنازہ آجاتا تو دفن کرنے کی جگہ کے قریب جنازگاہ میں نماز پڑھتے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب حضرت ابن ابی طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہونے کو تھا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بلایا کہ جنازہ پڑھائیں چنانچہ آپ نے ان کے گھر میں نماز پڑھائی' رسول اللہ ﷺ آگے ہوئے' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیچھے اور حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے پیچھے تھیں' ان کے ہمراہ اور کوئی نہ تھا۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت سہیل بن بیضاء اور ان کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھائی اور خلفاء راشدین نے آپ کی پیروی کی۔

حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب دیکھتے کہ مصلّٰے کی جگہ تنگ ہے تو واپس آ جاتے اور مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھتے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت علی بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد میں جنازہ پڑھا تھا لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھا تو اس کے لئے کوئی شے نہ ہوگی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔
- حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ عام طور پر نماز جنازہ مصلّٰے میں پڑھاتے۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر میت کی شان اس بات میں ہوتی ہے کہ اس کے ہمراہ چل کر قبرستان کو جائے اور مصلّٰے میں اس پر نماز جنازہ پڑھے کیونکہ حضور ﷺ اس کا خیال رکھتے تھے۔

- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عادت تھی کہ جب امام تکبیریں پہلے کہہ چکا ہوتا تو وہ اپنی نماز کی ترتیب کا خیال رکھتے' اس کی تائید حضور ﷺ کے اس فرمان سے ہوتی ہے کہ: جتنی نماز مل جائے' اسے پڑھ لو اور جو رہ جائے' اسے پوری کرو۔
- حضرت ابن سیرین اور حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ پیچھے رہ جانے والا فوت ہو جانے والی نماز جنازہ کو پورا نہ کرے۔ واللہ اعلم۔

باب

دفن کرنا' قبروں کے احکام اور ان سے متعلق چیزیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: جس شخص نے اپنے بھائی کے لئے قبر کھودی کہ اسے اس میں دفن کرے تو گویا اس نے دوبارہ اُٹھنے تک اس کے لئے جگہ بنا دی۔ ایک روایت میں فرمایا کہ اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

- آپ فرماتے تھے: جو صبح سویرے فوت ہو جائے تو اسے قیلولہ کا وقت قبر میں آنا چاہئے اور جو رات کے قریب فوت ہو اسے رات کو قبر میں ہونا چاہئے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام چالیس دن کے بعد اپنی قبروں میں نہیں رہنے دیئے جاتے وہ تو اللہ کے سامنے صور پھونکے جانے تک نماز پڑھتے رہیں گے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے مشرکوں میں سے ایک شخص کو قتل کر دیا جبکہ مشرک نے لا الٰہ الا اللہ کہہ دیا تھا' یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے اسے ڈانٹا' اس نے عرض

کی' یا رسول اللہ! اس نے بچاؤ کے لئے پڑھا تھا' آپ نے فرمایا: تو تم نے اس کا دل پھاڑ کر کیوں نہ دیکھا؟ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پھر اس آدمی کو قتل کرنے والا مر گیا' اسے دفن کیا گیا تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا اور یوں تین بار کیا' اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زمین تو اس سے برے لوگوں کو بھی قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے عبرت کا نشان بنا دیا ہے چنانچہ اسے کسی غار میں پھینک دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جب حضرت عیسٰے علیہ السلام نے اپنے حواریوں کے کہنے پر حام بن نوح کو کو زندہ کیا تو انہوں نے آپ سے کہا: کیا ہم اسے اپنے گھر نہ لے جائیں تا کہ وہ ہمارے ساتھ بیٹھے اور ہم سے گفتگو کرے؟ اس پر آپ نے کہا: یہ تمہارے پیچھے کیسے چل سکتا ہے؟ اس کی تو روزی ہی نہیں ہے اور پھر اسے کہا کہ اللہ کے حکم سے پھر ویسے ہی مٹی ہو جا اور باب کے اوّل میں حضور ﷺ کا یہ فرمان گذر چکا ہے: جلدی دفن کیا کرو کیونکہ مسلمان کی میت کے لئے مناسب نہیں کہ اپنے گھر والوں کے پاس رکھا رہے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا تھا: جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اسے روک نہ رکھو اور جلد اسے اس کی قبر کی طرف لے جاؤ' اس کے سرہانے سورۂ فاتحہ پڑھی جائے اور یونہی اس کے پاؤں کی طرف بھی پڑھی جائے اور جب اسے قبر میں رکھا جائے تو اس کے سرہانے سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھی جائیں۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کفن چوری کرنے والے مرد اور عورت پر لعنت کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ قبر گہری کھودنے کا حکم فرماتے اور لحد میں دفن کرنے کا حکم دیتے' قبر کھودنے والے سے کہتے کہ سر کی طرف سے قبر کھول دو' پاؤں کی طرف سے کھولو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب لوگوں نے اُحد کے دن بہت سے شہیدوں کے بارے میں شکایت کی کہ انہیں دفن کرنا ہم میں سے کسی کے بس کی بات نہیں تو آپ نے فرمایا: قبریں گہری اور اچھی طرح سے کھودو اور ایک ایک قبر میں دو دو تین تین کو دفن کر دو اور قبلہ کی طرف آگے انہیں رکھو جو قرآن کا علم زیادہ رکھتے ہیں۔

جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہوئیں تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام یہ بھیجا کہ مجھے جنت البقیع میں میری ساتھی بیویوں کے ساتھ دفن کر دو اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دفن نہ کرو کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ ان سے زیادہ شان والی بنوں حالانکہ آپ نے تندرستی کی حالت میں بتایا تھا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! اگر میں آپ کے بعد زندہ رہوں تو اجازت دیجئے کہ آپ کے پہلو میں دفن ہوں' انہوں نے فرمایا تھا۔ اس جگہ کیسے انتظام ہو سکے گا؟ یہاں تو میری' ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عیسٰے بن مریم علیہ السلام کی قبروں کی جگہ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک جماعت روتے

ہوئے اس وقت آئی جب وہ فوت ہونے کے قریب تھیں' ان میں سے ایک نے کہا: اے ماں! کیا ہم آپ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس دفن نہ کریں؟ انہوں نے کہا: میں نے آپ کے بعد کچھ ایسے نامناسب کام کئے ہیں لہذا میں آپ سے ملاقات پر شرمسار ہوں حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن سے پہلے آپ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کھلے منہ چلی جایا کرتی تھیں لیکن جب حضرت عمران دونوں کے پاس دفن ہو گئے تو آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیاء کی خاطر نقاب لئے بغیر کبھی اندر نہ جاتی تھیں۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں کچھ لوگ لحد میں دفن کئے جاتے اور کچھ کو سیدھے شگاف میں دفنایا جاتا' اسے ضریح کہتے تھے اور جب رسول اللہ ﷺ کا وصال مبارک ہوا تو اختلاف پیدا ہوا کہ آپ کو لحد میں دفن کریں یا ضریح میں؟ چنانچہ انہوں نے دو آدمیوں کو بلا بھیجا جن میں سے ایک تو لحد کھودنے کے لئے اور دوسرا ضریح کے لئے تھا' یہ حضرت ابوعبیدہ اور ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے اور کہنے لگے: الٰہی! اپنے نبی کو اختیار دیدے۔ اتنے میں لحد تیار کرنے کے لئے ابوطلحہ آئے اور انہوں نے قبر کھود کر لحد بنائی اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا' فرماتے تھے کہ لحد تو ہماری ہوتی ہے لیکن سیدھا شگاف اور لوگوں کا ہوتا ہے۔
- حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقت وصال ہوا تو انہوں نے کہا تھا: میں فوت ہو جاؤں تو میرے لئے لحد بنانا اور اس پر کچی اینٹیں یوں لگانا جیسے رسول اکرم ﷺ کی لگی تھیں۔
- حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص سمندر میں فوت ہو جائے اور اسے دفن کرنے کے لئے کوئی جزیرہ نہ ملے تو اسے غسل دے کر کفن پہناؤ اور زنبیل میں ڈال کر سمندر میں ڈال دو چنانچہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمندر میں فوت ہو گئے تو سات دن بعد انہیں ایک جزیرہ ملا جس میں انہیں دفن کر دیا' آپ کی میت تبدیل نہ ہوئی تھی۔
- حضور ﷺ نے حکم دے رکھا تھا کہ میت کو سر کی طرف سے قبر میں ڈالو اور عورت کو قبر میں ڈالتے وقت قبر پر کپڑا ڈالنا چاہئے اور پھر میت کو اُتارنے والا یوں کہے: بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اور موجود شخص مٹھی بھر مٹی تین بار لے کر سر کی طرف قبر پر پھینکے۔
- آپ فرماتے تھے کہ جب میت قبر میں داخل ہو جاتی ہے تو سورج کی صورت ایسی دکھائی دیتی ہے جیسے غروب ہونے کو ہے چنانچہ وہ آنکھیں مَلتا ہوا بیٹھ جاتا ہے اور کہتا: مجھے چھوڑ دو کہ نماز پڑھ سکوں۔
- دفن کے بعد حضور ﷺ کی قبرِ انور اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبریں نہ تو زیادہ اُونچی تھیں اور نہ ہی زمین سے بالکل ملی ہوئیں۔
- آپ قبروں کو برابر کرنے کا حکم فرماتے اور ان پر پانی چھڑکنے کا ارشاد فرماتے تاکہ ہوائیں انہیں ڈھا نہ دیں۔
- حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ہم

نوجوان تھے اور ہم میں سے زیادہ چھلانگ لگانے والا وہ تھا جو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پھلانگ جاتا تھا۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے اور دفن کر دیئے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو پتھر لانے کا حکم دیا تاکہ ان کی قبر پر علامت لگا دیں جس سے اس کا پتہ چل سکے چنانچہ ایک آدمی نے ایک پتھر پکڑا لیکن اسے اُٹھا نہ سکا' رسولِ اکرم ﷺ اُٹھ کر اس کی طرف گئے' بازوؤں سے کپڑا ہٹایا اور اسے اُٹھا لیا اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے سرہانے رکھ دیا اور فرمایا: اس سے میں اپنے بھائی کی قبر پہچان لوں گا اور اپنے اہل میں سے فوت ہونے والے اس کے ساتھ ہی دفن کروں گا چنانچہ جب حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں کے قریب دفن کر دیا۔

- حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو دفن کر دیا گیا تو قبرِ انور پر ایک گنبد سا بنا دیا گیا۔

- حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا: ہمیں پتہ چلا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری لحد میں میرا بوریا بچھا دو کیونکہ زمین کو انبیاء علیہم السلام کی قبروں پر غلبہ نہیں دیا گیا۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلِ کتاب کی مسلمان سے حاملہ عورت کو اس کے لڑکے کی وجہ سے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیتے تھے۔

- حضرت امام اللیث بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مقوقس (شاہِ مصر) نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ مصر میں موجود جبلِ مقطم کا دامن انہیں ستر ہزار دینار میں بیچ دیں۔ حضرت عمرو یہ سن کر حیران ہوئے اور اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھ بھیجا' اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں لکھا کہ میں نے جو تمہیں اختیارات دیئے ہیں' ان میں یہ اختیار نہیں دیا' یہ تو وہ زمین ہے جس میں زراعت نہیں ہو سکتی' اس سے پانی نکالا نہیں جا سکتا اور نہ اس سے کوئی فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے چنانچہ اس سلسلے میں حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تو مقوقس نے کہا: ہمیں آسمانی کتابوں میں لکھا ملتا ہے کہ اس میں جنت کے درخت وغیرہ ہوں گے چنانچہ حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات حضرت عمر کو لکھ بھیجی تو انہوں نے پھر لکھا کہ ہم جنت کے درختوں کو صرف ایمان والوں کا حق سمجھتے ہیں لہٰذا تمہاری طرف سے جو بھی مسلمان فوت ہوا کرے اسے یہاں دفن کیا کرو اور اسے بیچنے کی اجازت نہیں۔

- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ بنو اسرائیل میں سے ایک بادشاہ اپنی حکومت سے نکلا اور سمندر کے کنارے پکی اینٹیں بنانے کا کاروبار کر کے اپنے ہاتھ کی کمائی کھانے اور

باقی کو صدقہ کرنے لگا' یہ بات اس علاقے کے حکمران کو معلوم ہوئی تو وہ اس کے پاس آیا۔ جب اس کی یہ حالت دیکھی تو بہت تعجب کرنے لگا چنانچہ یہ دوسرا بادشاہ بھی اپنی حکومت چھوڑ کر نکل پڑا اور پھر یہ دنوں اللہ کی عبادت کرنے لگے اور دونوں ہی نے مل کر اللہ سے یہ دُعاء کی کہ وہ بیک وقت فوت ہوں چنانچہ دونوں ایک ہی وقت میں فوت ہو گئے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اگر میں مصر کے اس ریگستان میں ہوتا تو تمہیں ان دونوں کی قبریں بھی دکھاتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ان کی پوری نشانیاں بتائی تھیں۔

- حضرت ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ جب حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آخری وقت آیا تو اس نے وصیت کی تھی کہ اس کی قبر میں کھجور کی دو ٹہنیاں رکھ دی جائیں۔

فروع:

حضور ﷺ قبریں کھودنے والوں کو اس بات سے منع فرماتے کہ مردوں کی ہڈیاں توڑیں اور فرمایا کہ مردہ کی ہڈیاں توڑنا ایسے ہی ہے جیسے زندہ شخص کی توڑی جاتی ہیں۔

- رسول اللہ ﷺ جب کسی عورت کو دفن کرنے کے موقع پر تشریف لے جاتے تو فرماتے کہ آج رات جس نے کوئی گناہ (زنا) نہیں کیا' وہ اسے دفن کرنے کے لئے قبر میں داخل ہو چنانچہ جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا فوت ہوئیں تو حضرت عمر نے خیال کیا کہ ان کی قبر میں داخل ہوتے ہیں تو اس سلسلے میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے پیغام بھیجا کہ آپ کو ان کی قبر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں' ان کی قبر میں صرف وہ شخص داخل ہو سکتا ہے جسے انہیں ان کی زندگی میں دیکھنے کی اجازت تھی چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس ارادہ سے باز آ گئے۔

- رسولِ انور ﷺ اس بات سے منع فرماتے تھے کہ قبر پر چونے کا گچ لگایا جائے' اس پر بیٹھا جائے' کسی اور قبر کی مٹی اس پر ڈالی جائے' اس پر کوئی بنیاد کھڑی کی جائے' اسے لتاڑا جائے' اس کے ساتھ تکیہ لگایا جائے اور جوتے سمیت اس پر چلا جائے۔ آپ نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ قبر پر بیٹھنے اور اس پر تکیہ لگانے کے مقابلے میں تو یہ بہتر ہے کہ کوئی انگارے پر بیٹھے جو اس کے کپڑے جلا دے اور اس کی جلد تک سڑ جائے۔

ایک روایت میں یوں ہے: قبر پر چلنے کے مقابلے میں مجھے یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ میں انگارے یا تلوار پر چلوں یا جوتے کو پاؤں سے سلائی کروں۔

- حضرت عمارہ بن خرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول انور ﷺ نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا تو فرمایا: اے قبر پر بیٹھنے والے! نیچے اتر آ' اہلِ قبر کو تکلیف نہ دو تا کہ وہ بھی (قیامت کو) تمہیں تکلیف نہ دے سکے۔

- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ کسی مسلمان کی قبر کو لتاڑنے سے تو میرے لئے یہ بہتر ہے کہ انگارے پر پاؤں رکھوں۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبروں پر تکیہ لگا لیتے اور ان پر لیٹ جایا کرتے (لاعلمی میں ہوا ہوگا)۔
- حضرت ابن عمر‘ حضرت خارجہ بن زید اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم قبروں پر بیٹھ جایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ ان کے لئے مکروہ ہے جو ان پر پیشاب پاخانہ کریں۔
- حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب فوت ہوئے تو ان کی بیوی نے ان کی قبر پر سال بھر قبہ بنائے رکھا‘ پھر اسے اُٹھایا تو ایک چلانے والے کو سنا‘ وہ کہہ رہا تھا: سن لو! کیا انہوں نے وہ کچھ پا لیا ہے جو گم کر بیٹھے تھے؟ اتنے میں دوسری آواز آئی کہ: نہیں بلکہ بے اُمید ہو کر لوٹ گئے ہیں۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عبد الرحمٰن کی قبر پر خیمہ لگا دیکھا تو کہا: اے لڑکے! اسے اُتار دو کیونکہ اس کے لئے سایہ تو صرف اس کے عمل ہی بن سکتے ہیں۔
- رسولِ انور ﷺ جب جنازہ کے ہمراہ قبرستان کو تشریف لے جاتے اور دیکھتے کہ قبر ابھی کھودی نہیں گئی تو قبلہ کی طرف منہ کر بیٹھ جاتے‘ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی آپ کے ہمراہ بیٹھ جاتے۔
- آپ رات کے وقت میت دفنایا کرتے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے دفن کا اس وقت تک علم نہ ہو سکا جب تک ہم نے بدھ کی رات کے آخر میں بیلچوں کی آواز نہ سنی۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے بقیع میں آگ دیکھی تو وہاں پہنچا‘ دیکھا تو رسول اللہ ﷺ قبر میں یوں فرما رہے تھے کہ یہ بندہ مجھے پکڑا دو۔ میں نے دیکھا تو وہ وہی شخص تھا جو ذکر کرتے وقت آواز بلند کرتا تھا۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اکثر میتوں کو رات کے وقت حضور ﷺ کو اطلاع دئے بغیر دفنایا کرتے کیونکہ وہ یہ پسند نہ کرتے تھے کہ اندھیری رات میں حضور ﷺ کو جگا کر تکلیف دیں تاہم جب آپ کو پتہ چلتا تو ڈانٹتے ہوئے فرماتے: رات کے وقت کسی کو اس وقت تک دفن نہ کیا کرو جب تک میں اس کا جنازہ نہ پڑھ لوں‘ ہاں مجبوری کی صورت میں ایسا کر سکتے ہو‘ پھر آپ اس کی قبر پر تشریف لاتے اور اس کا جنازہ پڑھتے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رات کے وقت دفن کیا گیا تھا۔
- رسول اللہ ﷺ اکثر قبر میں اُترا کرتے‘ میت کو ہاتھوں میں لیتے اور اسے لحد میں اُتارتے اور رات کے وقت ایسا چراغ کی روشنی میں ہوتا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اطہر ﷺ کو ایک مرتبہ چراغ کی روشنی لئے ہوئے ایک قبر میں دیکھا‘ آپ میت سے فرما رہے تھے: اللہ تم پر رحم فرمائے کیونکہ تم قرآن کریم کی تلاوت کرتے

ہوئے آہیں بھرا کرتے تھے۔

- حضور انور ﷺ جب میت کو دفن کر کے فارغ ہوتے تو قبر کے پاس کھڑے ہو کر فرماتے کہ اپنے بھائی کی بخشش کے لئے دُعاء کرو کہ وہ ثابت قدم رہے کیونکہ ابھی اس سے سوال ہونے ہیں اور پھر فرماتے:

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَبْدُكَ نَزَلَ بِكَ وَ اَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِہٖ فَاغْفِرْلَهٗ وَ وَسِّعْ مُدْخَلَهٗ۝

- جب حضرت حکم بن حارث سلمی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقت وصال ہوا تو اُنہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب تم مجھے دفن کر لو اور میری قبر پر پانی سے چھڑکاؤ کر لو تو میری قبر کے قریب کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف رُخ کرنا اور میرے لئے دُعاء کرنا۔

- رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ قبر میں بھنچ جانا (گھٹ جانا) ہر مؤمن کے لئے گناہوں سے کفارہ بن جاتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ یہ ان گناہوں کا کفارہ بنتا ہے جو ابھی تک بخش نہیں دیئے گئے ہوتے۔

- حضرت عبد اللہ بن عمیر صحابی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مومن کی (قبر میں) آزمائش سات دن اور منافق کی چالیس دن تک ہوتی ہے' زمین صرف منافق کے لئے مل جاتی ہے جس سے اس کی پسلیاں ایک دوسری میں داخل ہو جاتی ہیں۔

- حضرت راشد بن سعد تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب کسی قبر پر مٹی برابر کر دی جاتی اور لوگ واپس جاتے تو وہ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ اس کی قبر کے پاس یوں کہا جائے: اے فلاں شخص! لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو' ایسا تین بار کہتے' پھر کہتے: یہ کہو کہ میرا رب اللہ ہے' میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ یہ کہہ کر واپس چلے جاتے۔

- جب رسول اکرم ﷺ اپنے لخت جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کر کے فارغ ہوئے تو فرمایا: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ اور پھر واپس تشریف لے آئے۔

- حضور ﷺ اس بات سے منع فرماتے تھے کہ قبروں کو مسجدیں بنا چھوڑیں اور ان میں چراغ جلانے سے بھی منع فرماتے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اکثر یوں فرماتے سنا ہے: اللہ تعالیٰ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں' قبروں پر مسجدیں بنانے والوں اور چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ واللہ اعلم۔

فرع:

تلاوت، دُعاء، صدقہ اور باقی عبادتوں کے ذریعے میت کو فائدہ پہنچنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ یہ شوق پیدا فرماتے تھے کہ میتوں کے لئے دُعاء کی جائے، ان کے لئے صدقہ دیا جائے اور ایسی عبادتیں کی جائیں جن کی مردوں کے لئے کرنے کی ہدایت ہے اور جو ان کے قریبی رشتہ داروں اور بھائیوں کی طرف سے کی جاتی ہیں، آپ فرماتے تھے کہ یہ سب چیزیں انہیں فائدہ دیتی ہیں۔

اور پھر اس سے پہلے آ چکا ہے کہ جس کی موت کا وقت قریب ہو اس کے پاس سورۂ یٰسین پڑھی جائے، اس کے سرہانے اور پاؤں کی طرف سورۂ فاتحہ پڑھی جائے اور اسے قبر میں رکھتے وقت سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھی جائیں۔

- رسول انور ﷺ فرماتے تھے کہ میت کیلئے سب سے بہتر صدقہ لوگوں کو (کنواں وغیرہ) لگا کر پانی پلانا ہوتا ہے۔
- آپ کا فرمان تھا: صدقہ اور روزہ ہر اس شخص کو فائدہ دیتے ہیں جو اللہ کے ایک ہونے کا اقرار کرے اور اسی عقیدہ پر فوت ہو۔
- آپ فرماتے ہیں: جب تم کافر کی قبر کے قریب سے گذرو تو اسے جہنم کی خوشخبری دو۔ واللہ اعلم۔

فصل:

کسی کی موت پر تعزیت کرنا اور صبر کرنے والوں کا اجر

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ رسولِ انور ﷺ مصیبت والے کو مصیبت پر صبر کرنے کے لئے ابھارتے اور فرمایا کرتے: جو شخص کسی مصیبت پر اپنے کسی بھائی کو تسلی دے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے عزت کا لباس عطا فرمائے گا، روحوں میں موجود اس کی روح پر رحمت فرمائے گا اور اسے بھی اس جیسا اجر ملے گا۔

- آپ نے فرمایا تھا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے: ناتمام بچہ حساب وکتاب ہونے پر اپنی ماں کو اس کی چارپائی سمیت جنت میں لے جائے گا۔
- آپ فرماتے تھے: جس مسلمان کو بھی کوئی تکلیف پہنچتی ہے اور وہ اس قدیم مصیبت کو یاد کرتا ہے اور اس پر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے مرتبہ دیتا ہے اور اسے اتنا اجر دیتا ہے جتنا وہ مصیبت میں گرفتار ہوا۔
- آپ نے فرمایا: اصل صبر وہ ہے جو تکلیف پہنچتے ہی کیا جائے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصالِ مبارک ہوا تو لوگوں نے کسی بات کرنے والے کو یہ کہتے سنا (کوئی دکھائی نہ دیا تھا):

اِنَّ فِی اللّٰہِ عَزَاءً مِّنْ کُلِّ مُصِیْبَۃٍ وَّ خَلَفًا مِّنْ کُلِّ ھَالِکٍ وَّ دَرَکًا مِّنْ کُلِّ فَائِتٍ فَبِاللّٰہِ فَثِقُوْا وَ اِیَّاہُ فَارْجُوْا فَاِنَّمَا الْمُصَابُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ۔

''اللہ سے ہر اُترنے والی مصیبت پر صبر کیا جاتا ہے' ہر ہلاک ہونے والی شیٔ دوبارہ اسی سے ملتی ہے' ہر ختم ہو جانے والی چیز کا بدلہ اسی سے ملتا ہے لہٰذا اسی پر بھروسہ کرو' اسی سے اُمیدیں لگاؤ' کیونکہ اصل مصیبت زدہ تو وہ ہوتا ہے جو ثواب سے محروم رہ جائے۔''

- آپ نے فرمایا: جب تم کسی یہودی اور عیسائی کے لئے دُعاء کرو تو کہو کہ اللہ تمہیں مال و اولاد زیادہ دے۔
- آپ فرماتے تھے: اگر کسی بندے کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے اور وہ کہتا ہے:

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْ عَلَیَّ خَیْرًا مِّنْھَا اِلاَّ اٰجَرَہُ اللّٰہُ فِیْ مُصِیْبَتِہٖ وَ اَخْلَفَ عَلَیْہِ خَیْرًا مِّنْھَا۔

تو اللہ اسے اس کی مصیبت پر اجر دیتا ہے اور اس چیز کا بہتر بدلہ دیتا ہے۔

- حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ جب میرے شوہر ابو سلمہ فوت ہوئے تو میں نے یہ دُعاء کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے میں مجھے بہترین شوہر رسول اللہ ﷺ عطا فرمادئے۔
- آپ نے فرمایا تھا: جب کسی کو مصیبت پہنچے تو وہ میری مصیبتوں کو یاد کیا کرے کیونکہ میری مصیبتیں عظیم ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ عنقریب لوگ کسی مصیبت میں گرفتار ہو کر میری مصیبت کو یاد کریں گے۔
- حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ اس اُمت جیسی مصیبتیں کسی اُمت کو نہیں ملیں' جب بھی انہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہتے ہیں اور اگر کسی کو کوئی تکلیف پہنچی ہے تو وہ حضرت یعقوب علیہ السلام تھے کیونکہ انہوں نے کہا تھا: یوسف کا مجھے بہت افسوس ہے۔

فروع:

رسولِ اکرم ﷺ اہلِ میت کے ہمسائیوں کو حکم فرماتے تھے کہ میت والوں کے لئے کھانا پکائیں کیونکہ وہ لوگ مصیبت کی وجہ سے مصروف ہوتے ہیں۔

- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ بات پسند نہیں کرتے تھے کہ میت دفن کرنے کے بعد اہل میت کے گھر سے کھانا کھائیں' وہ اسے واویلا میں شمار کرتے تھے۔ دورِ جاہلیت میں لوگ قبر کے نزدیک گائے' اونٹنی یا بکری ذبح کرتے تھے اور جب دورِ اسلام آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا اور فرمایا کہ یہ ذبح کرنا اسلام میں جائز نہیں۔

واللہ اعلم۔

فصل:

میت پر رونا تو جائز ہے لیکن واویلا کرنا حرام ہے

رسول اللہ ﷺ نے مردوں اور عورتوں کو میت پر صرف رو لینے کی اجازت فرمائی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسولِ اکرم ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا اور عورتیں رونے لگیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں سونٹے سے مارنے کا ارادہ کیا لیکن حضور ﷺ نے منع فرما دیا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اے عمر! رہنے دو' پھر عورتوں سے فرمایا کہ شیطان کی طرح چلّانے سے رُک جاؤ۔

- جب رسولِ انور ﷺ کے نورِ نظر حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو آپ رونے لگے اور پھر فرمایا: آنکھیں رو رہی ہیں اور دل غمگین ہے' ہم ایسی بات نہیں کہیں گے جس سے اللہ ناراض ہو اور اگر اللہ کا وعدہ سچا نہ ہوتا اور اس نے سب کو جمع نہ کرنا ہوتا اور ہر بعد والے نے اگلے کے پیچھے نہ جانا ہوتا تو اے ابراہیم! ہمیں تمہاری وجہ سے اس سے بھی زیادہ تکلیف ہوتی ہے جسے ہم محسوس کر رہے ہیں تو اے ابراہیم! یقیناً ہم تمہاری وجہ سے غمگین ہیں۔
- جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ کے وصال کا پتہ چلا تو وہ نہایت تیزی کے ساتھ گھر سے یہ کہتے ہوئے نکلے کہ "ہائے آج کمر ٹوٹ گئی ہے۔"
- جب حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف ہوئی تو نبی کریم ﷺ ان کی بیمار پرسی کو تشریف لائے' حضرت عبد الرحمٰن بن عوف' حضرت سعد بن وقاص اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمراہ تھے اور جب آپ ان کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ غشی میں تھے' آپ نے پوچھا کیا فوت ہو گئے؟ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! نہیں' چنانچہ رسول اللہ ﷺ رونے لگے اور پھر آپ کو دیکھ کر سب رونے لگے آپ نے فرمایا: کیا تم سن نہیں رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ آنسو بہانے اور دل میں غمگین ہونے پر عذاب نہیں دیتا البتہ اس کی وجہ سے عذاب دیتا ہے اور پھر اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ایک صاحبزادی نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ ان کا بیٹا فوت ہو رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسے جا کر کہہ دو: جو کچھ اللہ تعالیٰ لیتا ہے' وہ اللہ ہی کا ہوتا ہے' جو دیتا ہے وہ بھی اسی کا ہوتا ہے اور ہر شے کا اللہ کے ہاں ایک حساب ہے اور اسے جا کر کہو کہ اللہ سے اجر کے لئے صبر سے کام لے چنانچہ پیغام دینے والا واپس گیا اور انہیں اطلاع دی تو انہوں نے تشریف آوری کی قسم دی چنانچہ وہ

ایلچی دوبارہ حاضر ہوا اور آپ کو اطلاع دی تو آپ اُٹھ کھڑے ہوئے‘ حضرت سعد بن عبادہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ساتھ ہو لئے اور صاحبزادی کے پاس پہنچے بچے نے آپ کی طرف اس حالت میں دیکھا کہ جان سینے میں اٹکی ہوئی تھی اور وہ گھٹن میں تھا۔ یہ دیکھ کر حضور علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تو دیکھ کر حضرت سعد نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ اللہ کی رحمت ہے جسے اللہ نے اپنے بندوں کے دل میں ڈال رکھا ہے اور اللہ اپنے رحمدل بندوں ہی پر رحم فرماتا ہے۔

- حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اتنا رویا کرتے تھے کہ ہمسائے سنا کرتے۔
- جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہونے کو تھے تو رسول اللہ علیہ السلام تشریف لے گئے‘ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہمراہ تھے‘ وہ روئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ مجھے ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا رونا الگ الگ معلوم ہو رہا تھا‘ میں اس وقت اپنے حجرے میں تھی۔
- حضور علیہ السلام جنگ اُحد سے واپس تشریف لائے تو عورتوں نے اپنے اپنے شہداء پر رونا شروع کر دیا چنانچہ انصار کی عورتیں حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یاد کر کے رونے لگیں کیونکہ وہ رسول اللہ علیہ السلام کے قریبی تھے‘ رسول اللہ علیہ السلام یہ سن کر بیدار ہو گئے اور فرمایا: ان پر افسوس ہے‘ اب تک روئے جا رہی ہیں‘ انہیں کہہ دو کہ واپس چلی جائیں اور آج کے بعد کسی ہلاک ہونے والے کو یاد کر کے نہ رویا کریں۔
- جب رسول اللہ علیہ السلام حضرت عبد اللہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ان کی حالت غیر ہے‘ آپ نے زور سے آواز دی لیکن انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا‘ آپ نے انا للہ پڑھا اور فرمایا: اے ابو الربیع! ہماری اور تمہاری بیاری ایک ہی ہے‘ اس پر عورتیں رونے لگیں‘ حضرت ابن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں چپ کرانا شروع کیا‘ اس پر رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: انہیں رہنے دو! جب واجب ہو جائے گی تو کوئی بھی رونے والی نہ ہو گی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ واجب ہونا کیا ہے؟ تو فرمایا: موت کو کہتے ہیں۔
- رسول اکرم علیہ السلام چلانے‘ رونے‘ چہرہ نوچنے اور بال بکھیرنے سے منع فرماتے اور میت کی تعریف میں تھوڑی کلام کی اجازت دیتے تھے۔
- آپ اکثر فرماتے: وہ شخص ہم میں نہیں جو چہرہ پیٹے اور گریبان پھاڑے‘ جاہل لوگوں جیسے دعوے کرے اور چلائے۔
- آپ نے فرمایا: میت کو اس کے گھر والوں کے رونے پر عذاب ہوتا ہے اور جو چلاّتا ہے‘ اللہ تعالیٰ اسے اس چلاّنے پر عذاب دیتا ہے اس پر چلاّتا ہے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خیال تھا کہ زندہ کے رونے پر صرف کافر کو عذاب دیا جاتا ہے‘ آپ فرماتی تھیں: رسول اللہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کافر کا عذاب اس کے گھر والوں کے رونے سے زیادہ کر دیا جاتا ہے۔

آپ نے فرمایا تھا: میری اُمت میں چار وہ چیزیں ہیں جو دورِ جاہلیت کی ہیں جنہیں انہوں نے چھوڑا نہیں: خاندانی شرافت پر فخر کرنا' کسی کے نسب نامے پر طعنہ دینا' ستاروں کے ذریعے بارش مانگنا اور واویلا کرنا۔

آپ نے فرمایا تھا: چلّانے والی اگر موت سے پہلے توبہ نہ کرے گی تو قیامت کے دن اس پر قطران والی قمیص ہوگی اور زنگ والی زرہ ہوگی نیز فرمایا کہ جب واویلا کرنے والی یوں کہتی ہے: وَاعَضُدَاہُ (تو میرا بازو تھا)' وانَاصِرَاہُ (تو میرا مددگار تھا)' وَاجَبَلَاہُ (تو میرے لئے تھا)' وَامُسنَدَاہُ (تو میرا سہارا تھا)' وَاکَاسِیَاہُ (تو میرا لباس تھا) تو میت کو گھٹن ہوتی ہے اور اسے کہا جاتا ہے کہ تم اس کے بازو تھے' مددگار تھے' لباس تھے' پہاڑ جیسے تھے اور سہارے تھے؟

جب حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقت وصال ہوا تو ان کی بہن نے یہ کہا تھا' اس پر حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تھا: ان میں سے کوئی بات بھی نہ کہو کیونکہ جب بھی تم یہ کہتی ہو تو فرشتے مجھے کہتے ہیں: تم ایسے ہی ہو جیسے تمہاری بہن تمہیں کہہ رہی ہے اور جب وہ فوت ہوئے تو وہ ان پر روئی نہ تھیں۔

جب رسولِ اکرم ﷺ سخت بیمار ہوئے تو بہت بے چین ہو گئے' اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: وَاکَرْبَ اَبَتَاہُ (ہائے والد کی تکلیف) آپ نے فرمایا کہ آج کے بعد تمہارے باپ کو کوئی بے چینی نہ ہوگی اور جب آپ کا وصال ہو گیا تو انہوں نے کہا: یَا اَبَتَاہُ (ہائے والد گرامی) تو آپ نے جواب میں فرمایا: اسے پروردگار نے بلایا ہے' اس کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے' ہم جبریل سے افسوس کرتے ہیں اور جب آپ کو دفن کر دیا گیا تو وہ کہنے لگیں: اے انس! کیا تم اس بات سے خوش ہو گے کہ تم رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈالو گے' پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے:

''مٹی کے نیچے خیمہ لگانے والے سے کہہ دو' اگر وہ میری ذلت اور رونے کو سن رہا ہے'
تربت احمد سونگھنے سے مجھ پر کیا اعتراض ہے' کہ عرصے سے اس نے میرا بدن نہیں سونگھا۔
مجھ پر مصیبتیں یوں آ پڑی ہیں کہ اگر دنوں پر پڑ جاتیں تو راتیں بن جاتے۔''

جب رسولِ اکرم ﷺ کا وصال مبارک ہو گیا اور ان کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر شدید غم ہوا' انہوں نے یہ شعر پڑھے:

''میں نے دنیا کی بہت سی بیماریاں دیکھی ہیں اور بیماری والا موت تک بیمار ہی رہتا ہے۔
دوستوں کے ہر جوڑے میں جدائی ہو جاتی ہے اور موت سے پہلے ہر شے قلیل ہی ہے۔
میں نبی کے بعد دیگرے جانے والوں کو کھو رہا ہوں' یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی دوست ہمیشہ نہیں رہتا۔''

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ کے وصال کا پتہ چلا (اس وقت آپ خارجہ کی بیٹی کے پاس سُنح میں ٹھہرے ہوئے تھے) تو وہ آپ کی خدمت میں پہنچے' چہرۂ انور سے کپڑا ہٹایا' اپنا منہ ان کی دونوں آنکھوں کے

درمیان رکھا اور دونوں ہاتھ کنپٹیوں کے اندر رکھے اور کہا: وَانَبِیَّاہُ ' وَاخَلِیلَاہُ وَاصَفِیَّاہُ اور پھر خوب رونے لگے اور پھر لوگوں کی طرف چلے گئے۔ آگے انشاء اللہ تفصیل آ رہی ہے۔

فرع:

رسولِ اکرم ﷺ اکثر اس بات سے روکا کرتے کہ میتوں کی برائیاں کی جائیں' فرماتے تھے کہ وہ وہاں پہنچے جہاں انہوں نے کچھ بھیجا ہے۔

ایک اور روایت میں فرمایا ہے: ہمارے فوت شدہ لوگوں کو گالیاں نہ دو کیونکہ یوں تم زندہ بچ جانے والوں کو تکلیف دو گے۔

- آپ اکثر فرمایا کرتے: اپنے فوت ہونے والوں کی اچھائیاں بتاؤ اور ان کی برائی سے رُک جاؤ۔
- حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کسی جنازہ کے لئے بلایا جاتا تو اس کے بارے میں پوچھتے' اگر کوئی اس کی اچھائی بیان کرتا تو اس کی نماز جنازہ کے لئے اُٹھ کھڑے ہوتے اور اگر اس کے علاوہ بات ہوتی تو اس کے وارثوں سے فرماتے: تم جانو' تمہارا کام اور پھر اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھاتے۔
- حضرت نبیط بن شریط اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ابواحیحہ کی قبر کے قریب سے گذرے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یہ ابواحیحہ فاسق کی قبر ہے۔ آپ نے سن کر فرمایا: مردوں کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ اس سے تم زندہ بچنے والوں کو تکلیف دو گے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

زیارتِ قبور

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر زیارتِ قبور سے منع فرماتے رہتے' پھر مردوں کو تو اجازت دیدی لیکن عورتوں کو منع کئے رکھا اور آخرکار مرد و زن سب کے۔ لئے اجازت فرما دی اور فرما دیا: میں تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا کرتا تھا' اب کر سکتے ہو لیکن بات اتنی ہے کہ ان کے پاس بری گفتگو نہ کیا کرو۔

- آپ کا فرمان یہ بھی تھا کہ قبروں کی زیارت زیادہ نہ کیا کرو۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ زیادہ زیارت کرنے سے روکنے میں راز یہ ہے کہ جب زیارت کرنے والا اکثر زیارت کرنے جائے گا تو اس کے دل سے مردوں کی اہمیت ختم ہو جائے گی اور یہی وجہ ہے کہ قبریں کھودنے اور انہیں اُٹھانے والوں کے دل میں اہمیت نہیں ہوتی جیسے ان کے لین دین کے جھگڑے سے پتہ چلتا ہے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک جنازہ سے واپس آئے تو آپ نے

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا' ان کا رنگ تبدیل ہو گیا' حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ لگتا ہے تم قبرستان گئی ہو' انہوں نے کہا: نہیں' فرمایا: اگر تم وہاں گئی ہو تو جب تک تمہارے باپ کا دادا جنت میں نہ جائے گا' تم بھی نہیں جا سکو گی۔

- آپ نے فرمایا تھا: میں نے اپنے پروردگار سے یہ اجازت مانگی کہ اپنی ماں کی زیارت کر لوں تو اس نے اجازت دیدی اور پھر ان کی بخشش کے لئے دُعاء کی اجازت مانگی تو اجازت نہیں دی تاہم یہ بات ثابت ہے کہ آپ نے والدین کو کلمہ پڑھا دیا تھا۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی والدہ کی زیارت کی تو رو پڑے اور قریب بیٹھے لوگوں کو بھی رُلا دیا۔
- حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے تو اپنی والدہ کو ہزار پردوں میں دیکھا چنانچہ آپ کو اس دن سے زیادہ کسی نے کہیں بھی زیادہ روتے نہیں دیکھا۔
- حضرت عبد اللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبرستان سے واپس آئیں تو میں نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت سے منع نہیں فرمایا؟ انہوں نے کہا ہاں آپ نے پہلے تو روکا تھا لیکن پھر اجازت دیدی تھی۔
- حضرت طلحہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: خیال آیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شہداء کی قبریں دیکھنے جاتے ہیں' ہم پتھریلے مقام پر پہنچے تو اس کے ایک کونے میں قبریں تھیں۔ ہم نے پوچھا: کیا ہمارے نھیال کی قبریں یہی ہیں؟ فرمایا: نہیں یہ تو ہمارے ساتھیوں کی قبریں ہیں اور جب شہیدوں کی قبروں کے پاس پہنچے تو فرمایا: یہ ہمارے بھائیوں کی قبریں ہیں۔
- آپ جب بھی قبرستان کو تشریف لے جاتے تو یوں کہتے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ لَا تُحْرِمْنَا اَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ۝

- لوگوں کو آپ زیارت قبور کا شوق دلاتے اور یوں فرماتے: جب تم قبرستان کی طرف جاؤ تو یوں کہو: **اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ**۔ واللہ اعلم۔

فصل:

میت کی جگہ تبدیل کرنا

رسول اکرم ﷺ کسی معقول وجہ سے قبر کی جگہ بدلنے اور اسے اکھاڑنے کی اجازت دیتے تھے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ عبداللہ بن اُبی کی قبر کے پاس آئے' آپ نے اسے نکلوایا' اس پر اپنا لعاب لگایا اور اپنی قمیص پہنا دی' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ بات جانتے تھے کہ آپ نے اس کے ساتھ یہ معاملہ اس بدلے میں کیا تھا کہ اس نے آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیاتی میں ان کو قمیص پہنائی تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ انصار نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدینہ آتے وقت انہیں پہنانے کے لئے قمیص تلاش کی لیکن ان کی حیثیت کے مطابق نہ مل سکی' صرف عبداللہ بن ابی کی قمیص ملی' انہوں نے آپ کو وہی پہنا دی تھی۔

- حضور ﷺ نے اُحد کے شہیدوں کو شہادت گاہوں پر لوٹانے کا حکم دیا' انہیں مدینہ لے گئے تھے۔
- حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عقیق کے اندر اپنے محلوں میں فوت ہوئے تو انہیں اُٹھا کر مدینہ میں دفن کر دیا گیا پھر ان کے کچھ بدوی لوگ بھی وہیں دفن کئے گئے' نہ انہیں نہلایا گیا اور نہ ہی ان کے لئے کفن تھا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے حکم دیا کہ انہیں نکال لو انہیں نکالا گیا' پھر غسل دے کر کفن دیا گیا' حنوط کی خوشبو لگائی گئی اور جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا گیا۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میرے والد کی قبر سیلاب نے بہا دی' ایک اور میت بھی تھی جو اس کی ایک جانب تھی' ہم نے دونوں کو نکالا تو دیکھا کہ وہ اپنی اسی اصلی حالت پر تھے جیسے ہم نے اُحد کے دن انہیں قبروں میں رکھا تھا' میں نے اپنے والد کو دیکھا تو انہوں نے اپنا ہاتھ زخم پر رکھا تھا' میں نے اسے وہاں سے ہٹا کر چھوڑا تو وہیں پہنچا جہاں رکھا ہوا تھا' حالانکہ جنگ اُحد اور سیلاب والے دن کو چالیس سال کا عرصہ گذر چکا تھا' مجھے اپنے والد کے جسم پر اس کے سوا کوئی تبدیلی نظر نہیں آئی کہ آپ کی ڈاڑھی میں سے چند ایسے بال تھے جو زمین سے لگے تھے۔

حضرت جابر ہی کے ساتھ اس وقت دوبارہ ایسا ہی واقعہ پیش آیا کہ انہوں نے چھ ماہ بعد اپنے والد کو قبر سے نکالا تھا' واقعہ یہ ہوا کہ ان کے والد کے ہمراہ اُحد کے موقع پر ایک اور آدمی دفن کیا گیا تھا' حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میرا دل مطمئن نہ تھا تو میں نے انہیں نکال لیا اور الگ قبر میں دفن کر دیا۔ تاہم کسی صحابی نے آپ پر اعتراض نہیں کیا۔

یونہی جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیال آیا کہ اُحد والا نالہ جاری کر دیں تو لوگوں نے لکھا کہ ہم میں یہ

ہمت نہیں کہ ہم اسے شہداء کی قبروں پر سے گذاریں چنانچہ انہوں نے انہیں لکھا کہ ان قبروں کو کھود ڈالو۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے انہیں دیکھا تو یوں معلوم ہو رہا تھا کہ سوئے ہوئے لوگ گردنوں پر اُٹھائے لیجا رہے ہیں۔

اسی دوران بیلچہ کی ایک نوک حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں کے کنارے پر لگی تو وہاں سے خون پھوٹ پڑا۔

- جب حبشہ کے مقام پر حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے تو انہیں مکہ اُٹھا لایا گیا اور وہیں دفن کر دئے گئے' اسی دوران جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہاں پہنچیں تو آپ کی قبر پر آئیں اور فرمایا: اگر میں یہاں ہوتی تو تمہیں وہیں دفن کرتی جہاں تم فوت ہوئے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ قبر کو تبدیل کرنا جائز نہیں سمجھی تھیں۔
- حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا: جلدی سے حبشہ چلے آیئے' شاید آپ یہاں فوت ہو سکیں۔ آپ نے جواب میں لکھا کہ انسان کو زمین پاکیزہ نہیں بناتی' اس کے عمل بناتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

كِتَابُ اَحْكَامِ الزَّكٰوةِ بِاَنْوَاعِهَا

زکوٰۃ کے مختلف احکام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے: اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں:

۱۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی لائق عبادت نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

۲۔ نماز قائم کرنا ۳۔ زکوٰۃ دینا ۴۔ رمضان کے روزے رکھنا ۵۔ بیت اللہ کا حج کرنا۔

- آپ فرماتے تھے: جو بھی شخص پانچ نمازیں پڑھتا' رمضان کے روزے رکھتا' زکوٰۃ نکالتا اور بڑے بڑے گناہوں سے بچتا رہے تو اس کے لئے جنت کے سارے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں' اسے کہا جائے گا کہ امن وامان سے داخل ہو جاؤ۔
- آپ ہی فرماتے تھے کہ زکوٰۃ' اسلام کا پل ہے (کہ مسلمان ہونے کے لئے زکوٰۃ دینا ہوگی)۔
- آپ یہ بھی فرماتے تھے: جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ دے گا' وہ اپنے آپ سے شر پسندی دور کرلے گا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ آیت کنز (خزانہ) زکوٰۃ فرض ہونے سے پہلے اُتری تھی اور جب یہ فرض کردی گئی تو اللہ نے اسے مال کی پاکیزگی کا سبب بنا دیا' اگر میرے پاس اُحد (کے ذرات) جتنا سونا ہو جس کی گنتی مجھے معلوم ہو تو میں اسے پاکیزہ یوں کروں گا کہ اس میں اللہ کے حکم کے مطابق کام کروں گا (زکوٰۃ وغیرہ دوں گا)۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے: جس کی مال کی زکوٰۃ دے دی جائے' کنز نہیں کہلاتا ہے خواہ وہ سات زمینوں کے نیچے ہو لیکن جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے' وہ کنز کہلاتا ہے خواہ زمین پر وہ سامنے پڑا ہو۔
- آپ نے فرمایا: حد سے زیادہ صدقہ کرنے والا یونہی ہوتا ہے جیسے اسے روک لینے والا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب تک غلام مکمل طور پر آزاد نہ کردیا جائے' زکوٰۃ اس پر لازم نہیں ہوتی۔ ایک روایت میں ہے کہ غلام کے مال کی زکوٰۃ اس کے مالک پر لازم ہوتی ہے۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ ہر مسلمان کے مال میں زکوٰۃ لازم ہے۔

- حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سے پہلے لوگوں کے لئے کنز (مال جمع کرنا) حلال تھا لیکن ہم پر حرام کر دیا گیا نیز مالِ غنیمت پہلے لوگوں کے لئے حرام تھا تاہم ہمارے لئے حلال کر دیا گیا۔
- آپ نے فرمایا: اپنا مال زکوٰۃ دے کر محفوظ کر لو اور صدقہ دے کر اپنے بیماروں کا علاج کرو۔
- آپ ہی نے فرمایا: جب تم نے زکوٰۃ ادا کر دی تو وہ فرض اُتار کر دیا جو تم پر لازم تھا۔
- آپ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اس لئے فرض نہیں کی کہ تمہارا باقی مال پاک ہو جائے' اس کے لئے تمہارے وارث بنائے ہیں تاکہ یہ مال تمہارے بعد والوں کے کام آئے۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا: قیامت کے دن زکوٰۃ نہ دینے والے کی صورت ایسی ہو گی جیسے گنجا سانپ ہوتا ہے' وہ اس کی گردن پر لپٹا ہو گا اور پھر یہ آیت پڑھی:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰـهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۝

- آپ نے یہ بھی فرمایا: اللہ تعالیٰ نے غنی مسلمانوں کے مال میں سے اتنا کچھ دینا فرض کیا ہے جتنا فقیروں کو ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا فقراء کے لئے یہ مناسب نہیں کہ بھوکے ننگے ہونے کی صورت میں کوشش کر کے یہ پتہ چلائیں کہ غنی لوگ ان سے کیسا برتاؤ کرتے ہیں' تم سن لو کہ اللہ تعالیٰ ان کا سخت حساب لے گا اور انہیں شدید عذاب دے گا۔
- آپ ہی نے فرمایا: خشکی و تری میں مال اسی وقت تباہ ہوتا ہے جب زکوٰۃ نہ دی جائے۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی کوئی حق ہوتا ہے۔
- آپ ہی نے فرمایا: صدقہ یا فرمایا زکوٰۃ جس مال میں بھی مل جاتے ہیں' اسے خراب کر دیتے ہیں' ایسے لوگوں کے لئے نماز ظاہر ہوتی ہے تو وہ اسے قبول کرتے ہیں لیکن زکوٰۃ پوشیدہ ہوتی ہے تو لہٰذا اسے کھا جاتے ہیں یہ لوگ منافق ہوتے ہیں۔
- آپ کا ارشاد ہے: جب بھی کوئی قوم زکوٰۃ روک لیتی ہے تو ان پر بارش برسنا بند ہو جاتی ہے اور اگر چوپائے نہ ہوتے تو کبھی بارش نہ ہوتی۔

زکوٰۃ نکالنے اور اسے روکنے والے کے گناہ کے بارے میں بہت سی مشہور حدیثیں ملتی ہیں' واللہ اعلم۔

باب

حیوانات کی زکوٰۃ اور ان کا نصاب

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اونٹ' گائے اور بکری سے صدقہ لیا کرتے بشرطیکہ یہ جانور سال بھر پاکیزہ گھاس وغیرہ چرتے رہے ہوں' نہ تو گھوڑوں سے لیتے اور نہ ہی غلام اور گدھے سے لیتے چنانچہ اکثر فرمایا کرتے کہ گدھے کی زکوٰۃ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کوئی آیت نہیں اُتاری۔

- آپ فرماتے تھے: کسی مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے کے بارے میں کسی صدقہ کا حکم نہیں' صرف غلام پر فطرانہ لازم ہوا کرتا ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ جس کے پاس قرضہ کا مال ہے' اس پر زکوٰۃ لازم نہیں۔
- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے: اس قرض والے مال پر صدقہ لازم ہوتا ہے جسے تم چاہو تو قرض سے لے لو۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شام میں داخل ہوئے تو اہلِ شام ان کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم نے مال' گھوڑے اور غلام حاصل کئے ہیں لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ اس میں ہم پر زکوٰۃ لازم ہوتا کہ یہ پاک ہوسکیں' آپ نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے دو حضرات نے جو کچھ نہیں کیا' میں کیسے کرسکتا ہوں؟ اس کے بعد آپ نے حضور ﷺ کے صحابہ سے مشورہ کیا جن میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے' انہوں نے کہا کہ یہ بہتر ہے بشرطیکہ یہ مستقل ٹیکس نہ ہو جسے آپ کے بعد والے بھی وصول کریں۔
- آپ یہ بھی فرماتے تھے: میں نے تم سے گھوڑوں اور غلاموں کا صدقہ معاف کر دیا اور اسے بھی معاف کر دیا جو کسی یتیم مال دار کا والی بنے' اس میں سے تجارت کرے اور اسے کھاتا نہ پھرے۔
- آپ فرماتے تھے کہ اَوقاص میں صدقہ نہیں ہوتا۔ نصاب کے مرتبوں کے بیان میں ''اوقاص'' کا ذکر ہوگا۔
- آپ نے روک دیا تھا کہ ''شافع'' سے صدقہ نہ لیا جائے' یہ وہ عورت ہوتی ہے جس کا بچہ ابھی اس کے پیٹ میں ہو۔
- آپ فرماتے تھے کہ اسے اپنے درمیانے مال سے نکالو کیونکہ اللہ نے یہ حکم نہیں دیا کہ بہترین مال ہو اور نہ ہی یہ حکم دیا ہے مال برا ہو لیکن اگر کوئی نیکی کرنا چاہے تو ہم قبول کریں گے اور اس کا اجر اللہ دے گا۔
- آپ نے فرمایا: ایمان کا ذائقہ وہ شخص چکھا کرتا ہے جو ایک اللہ کی عبادت کرے اور یہ کہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی لائق عبادت نہیں' اپنے مال کی زکوٰۃ دے لیکن خوشی سے' وہ اس پر ہر سال لازم ہے' اس کے لئے جانور

بوڑھا' خارش والا' بیمار اور کمزور نہ ہو۔

- رسول اللہ ﷺ ہر شہر اور بستی کی زکوٰۃ فقراء پر تقسیم کیا کرتے اور جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ نے انہیں فرمایا: جا کر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر صدقہ لازم قرار دیا ہے جو ان میں سے غنی لوگوں سے لیا جائے گا اور فقراء پر تقسیم کر دیا جائے گا۔

جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا اور جنہوں نے کافر ہونا تھا وہ لوگ کافر ہو گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے اس وقت تک جہاد کیا جب تک انہوں نے دینا شروع نہ کر دیا اور آپ نے ان لوگوں کو قتل کرنے کا حکم دیا جو ادا کرنے سے انکاری ہو گئے اور فرمایا تھا: اگر ان لوگوں نے بکری کا چھوٹا سا بچہ بھی روکا جسے وہ دیا کرتے تھے تو ادا نہ کرنے پر میں ان سے جہاد کروں گا' پھر اس کے بعد سب خلفاء کا یہ طریقہ ہو گیا کہ نہ ادا کرنے والے سے جبراً لیتے تھے اور حقداروں میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

اونٹ' گائے اور بکری کا نصاب اور ملے جلے مال کی زکوٰۃ

ان چیزوں کا ذکر پہلے گذر چکا ہے جن میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی یعنی گھوڑے' غلام اور گدھے۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کام آنے والے جانوروں پر زکوٰۃ لازم نہیں جیسے کھیتی باڑی کے کام آنے والی گائے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو لکھا: یہ وہ فرض صدقے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر لازم قرار دئے ہیں اور جن کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے چنانچہ جو مسلمانوں سے سیدھے طریقے پر زکوٰۃ مانگے تو اسے دے اور جو زائد مانگے' اسے نہ دے۔

پچیس اونٹوں اور بکریوں میں سے ہر پانچ میں ایک بکری دینا ہو گی اور جب پورے پچیس ہو جائیں تو پینتیس تک بنت مَخاض (دوسرے سال میں داخل اونٹنی کی بچی) دینا ہو گی اور اگر یہ نہ مل سکے تو ابنِ لبون (تیسرے سال میں داخل بچہ) دینا ہو گا اور جب یہ چھتیس ہوں تو پینتالیس تک بنت لبون (تیسرے سال میں داخل بچی) دینا ہو گی اور جب چھیالیس ہو جائیں تو ایک حِقّة (چوتھے سال میں داخل اونٹنی کی بچی) دینا ہو گی اور ساٹھ تک یہی دینا ہو گی اور جب ان کی تعداد اکسٹھ تک پہنچ جائے تو پچھتر تک جِذْعَة (پانچویں سال میں داخل بچی) دینا ہو گی' جب چھہتر تک پہنچ جائیں تو نوے تک دو بنت لبون دینا ہوں گی' جب اکانوے ہو جائیں تو ایک سو بیس تک دو حقے دی جائیں گی اور پھر آگے ہر چالیس پر بنتِ لبون اور ہر پچاس پر حقہ دینا ہو گا اور اونٹوں کے سال' فرض صدقات میں الگ الگ ہوں تو جسے جذعہ کا صدقہ دینا

پڑے اور اس کے پاس جذعہ موجود نہ ہو بلکہ حقّہ ہو تو یہی قبول کر لی جائے گی اور اگر آسانی کرنا ہو تو اس کے ساتھ دو بکریاں یا بیس درہم ملا لئے جائیں گے اور جسے حقّہ دینا پڑے لیکن اس کے پاس صرف جذعہ ہو تو یہی قبول کر لی جائے گی اور ممکن ہو تو صدقہ دینے والا اس کے ساتھ بیس درہم یا دو بکریاں ملا کر دے گا اور جسے حقّہ کا صدقہ دینا پڑے لیکن اس کے پاس موجود نہ ہو بلکہ اس کے پاس بنت لبون ہو تو اس سے وہی قبول کر لی جائے گی اور اس کے ہمراہ اسے دو بکریاں یا بیس درہم بھی دینا ہوں گے اور جسے بنتِ لبون کا صدقہ دینا ہو لیکن اس کے پاس صرف حِقّہ موجود ہو تو اس سے وہی قبول کر لیا جائے گا اور ممکن ہو تو صدقہ دینے والا بیس درہم یا دو بکریاں بھی دے' پھر جس کو بنتِ لبون دینا پڑے لیکن اس کے پاس بنت لبون موجود نہ ہو بلکہ بنتِ مخاض ہو تو اس سے وہی قبول کی جائے گی اور اگر ممکن ہو تو دو بکریاں یا بیس درہم ساتھ ملا کر دے' یونہی جب اسے بنتِ مخاض دینا پڑے لیکن اس کے پاس بنتِ لبون ہو تو اس سے وہی قبول کی جائے گی' اس کے ہمراہ کچھ اور نہیں دینا ہو گا اور جس کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو اللہ کی مرضی' اسے کچھ بھی دینا نہیں پڑے گا۔

بکریوں کی زکوٰۃ:

اگر کسی کے پاس سال بھر چرنے والی چالیس بکریاں ہوں تو ایک سو بیس کی تعداد تک سال بھر میں اسے دو بکریاں دینا ہوں گی اور ایک سو بیس سے بڑھ جانے پر دو سو تک دو بکریاں دینا ہوں گی اور ان سے ایک بھی بڑھ جاتی ہے تو تین سو کی تعداد تک تین بکریاں دے گا اور اگر اس سے بھی بڑھ جاتی ہیں تو چار سو تک کچھ بھی دینا نہ ہو گا' اب اگر تعداد اور بڑھ جاتی ہے تو ہر سو پر ایک بکری بڑھا کر دیتا چلا جائے گا۔

یاد رہے کہ صدقہ میں بوڑھا' عیب دار اور مینڈھا وغیرہ قبول نہیں کیا جاتا لیکن دینا چاہے تو دے سکتا ہے اور صدقہ دینے کے خوف کی بناء پر صدقہ دینے والے کو یوں نہیں چاہئے کہ بھیڑ بکریاں ملا دے یا ایک جنس کو بکھیر دے اور جانور خلط ملط ہونے کی صورت میں ان کا حساب برابر کا ہو گا اور اگر آدمی کے پاس سال بھر چرنے والی بکریوں میں چالیس سے ایک بھی بکری کم ہو گی تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہ ہو گی اور غلام کے لئے دس کا چوتھا حصہ دینا ہوتا ہے اور جب اس کے پاس ایک سو نوے درہم ہوں تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہو گی۔

ایک روایت میں یوں ملتا ہے کہ اُونٹ جب ایک سو اکیس تک پہنچ جائیں تو ہر چالیس پر بنتِ لبون دینا ہو گی اور ہر پچاس پر حقّہ دینا ہو گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب اونٹوں کی تعداد ایک سو اکیس تک پہنچ جائے تو ایک سو انتیس تک تین بنت لبون دینا ہوں گی اور جب ایک سو تیس ہو جائیں تو ایک سو انتالیس تک دو بنت لبون اور ایک حقّہ دینا ہو گا اور جب ان کی تعداد ایک سو چالیس ہو جائے تو ایک سو انچاس تک دو حقّے اور ایک بنت لبون دینا ہوں گی اور جب یہ تعداد ایک سو پچاس ہو جائے تو ایک سو انسٹھ تک تین حقّے دینا ہوں گے اور جب ایک سو ساٹھ ہو جائیں تو پھر چار بنت لبون دینا ہونگی' یہ زکوٰۃ ایک

سو انہتر تک ہو گی اور جب یہ تعداد ایک سو ستر تک پہنچے تو ایک سو اناسی تک تین بنت لبون اور ایک حقہ دینا ہو گا اور ایک سو اسی تک جانے کی صورت میں ایک سو نواسی تک دو حقے اور دو بنت لبون ہوں گی' جب ایک سو نوے تک پہنچ جائیں تو ایک سو ننانوے پر تک تین حقے اور اور ایک بنت لبون ہو گی اور دو سو تک پہنچنے پر چار حقے یا پانچ بنت لبون میں سے جو بھی مل سکے' دینا ہوں گی۔

گائے کی زکوٰۃ:

گائے کی زکوٰۃ کے بارے میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے جب مجھے یمن کی طرف بھیجا تو حکم فرمایا کہ ہر تیس گائے پر میں ایک بچھڑا یا بچھڑی بطور زکوٰۃ لوں اور ہر چالیس میں سے دو سال بھر کی بچھڑی لوں' ہر بکری پر ایک دینار لوں یا اس کے برابر بکری۔ انہوں نے مجھ سے' چالیس' پچاس' ساٹھ اور ستر پھر اسی سے نوے تک کے جانوروں کی درمیان آنے والی تعداد کے بارے میں پوچھا چنانچہ واپسی پر اس بارے میں میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس درمیانی تعداد پر ان سے کچھ نہ لوں اور فرمایا کہ ان درمیان والی کسر گنتی پر کچھ فرض نہیں ہوتا۔

حضرت امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق ان کے والد نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقے کا حکم فرمایا تھا لیکن وقت وصال تک اسے کسی عامل کے سپرد نہیں کیا (کہ وصول کرے) اور حضور ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے آخری دم تک وصول کرتے رہے اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وصول کرتے رہے اور پھر وصولی کی وصیت فرما گئے۔

سونے اور چاندی کی زکوٰۃ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ: پتھر' جوہر' یاقوت اور موتی پر زکوٰۃ لازم نہیں۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ غلام کے صدقہ میں سے ہر چالیس درہم پر ایک درہم زکوٰۃ دی جائے اور ایک سو نوے پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہوتی اور جب درہم دو سو ہو جائیں تو ان پر پانچ درہم دینا لازم ہوں گے۔
- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ چاندی کے پانچ اوقیہ (۴۰ درم) سے کم پر زکوٰۃ لازم نہیں اور نہ ہی پانچ وسق (۶۰ صاع) سے کم کھجور پر لازم ہے۔
- آپ ہی نے فرمایا تھا کہ جب آخری دور آ جائے گا تو لوگ دین و دنیا میں درہم و دینار سے واسطہ رکھیں گے۔
- آپ نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس دو سو درہم ہوں اور سال گذر جائے تو ان میں سے پانچ درہم بطور زکوٰۃ

دینا لازم ہوں گے اور سونے میں اس وقت تک زکوٰۃ لازم نہیں جب تک ان کا وزن بیس دینار تک نہ پہنچ جائے اور اور جب بیس دیناروں پر سال گذر جائے تو آدھا دینار دینا ہوگا۔

- رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو حکم فرمایا تھا کہ اپنے زیورات کی اس وقت زکوٰۃ دیا کریں جب وہ نصاب تک پہنچ جائیں۔ اس پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے دریافت کیا کہ آیا سونے کا زیور کنز (دولت جو گھر میں روک لی جائے) تو نہیں بنتا؟

  آپ نے فرمایا: جو شخص اس نصاب تک پہنچ کر زکوٰۃ ادا کردے تو یہ سونا کنز نہیں کہلائے گا۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا تھا کہ اپنے زیور کی زکوٰۃ دوں اور پھر اس سلسلے میں ارشاد فرمایا تھا کہ یہ زکوٰۃ تمہارے لئے دوزخ سے بچاؤ کا سبب بنے گی۔ آپ اپنے بھائی محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یتیم بچیوں سے ملیں تو ان کے پاس زیور تھے' آپ نے ان کی زکوٰۃ نہیں دی حالانکہ وہ بچیاں آپ کی پرورش میں تھیں۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی بیٹیوں اور لونڈیوں کو سونا پہناتے لیکن ان زیورات کی زکوٰۃ نہ نکالتے حالانکہ آپ ہر بیٹی کو چارسو دینار کا زیور پہناتے تھے۔ آپ نے بتایا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار میں چارسو درہم چاندی جڑی ہوئی تھی۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب زیور ایسا ہو کہ اسے عاریۃً دیا جائے اور وہ پہنا جائے تو ایک ہی مرتبہ اس کی زکوٰۃ دی جائے گی۔
- حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ زیور کی زکوٰۃ' اسے ادھار دے دینا ہے۔

درہم و دینار اور پیسہ کے بانی:

- حضرت حماد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ دینار سب سے پہلے تُبع اکبر نے بنائے تھے جبکہ درہم تبع اصغر نے بنائے تھے اور پیسہ بنا کر لوگوں میں اسے پھیلا دینے والا نمرود بن کنعان تھا۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چاندی کی انگوٹھی پہنا کرتے اور اس کا نگینہ ہتھیلی سے لگا کرتا۔

خاتمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے انڈے کی مقدار سونا پھینک دیا۔ آپ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی کہ میرے پاس صرف یہی کچھ ہے' یہ آپ لے

لیجئے۔ آپ نے واپس کر دیا' اس نے پھر پیش کیا تو آپ نے تیسری مرتبہ اس کی طرف پھینکنے کے بعد فرمایا کہ اگر میں لے لیتا تو یہ اس کے لئے دکھ کا باعث ہوتا۔ پھر فرمایا: تم میں سے کوئی پورا مال لا کر دیدیتا ہے اور پھر غنی ہونے کے باوجود لوگوں سے صدقہ مانگتا پھرتا ہے۔ بہتر صدقہ وہ ہوتا ہے جو مالدار ہونے کی صورت میں دیا جائے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کرنے کا حکم فرمایا جس پر لوگوں نے حاضر ہو کر اپنے کپڑے اُتار کر آپ کے سامنے رکھ دیئے' ایک ایسا آدمی حاضر ہوا' جس کے پاس دو کپڑے تھے جن میں ایک اس نے آپ کو پیش کر دیا لیکن آپ نے اسے واپس کرتے ہوئے فرمایا: لے لو کیونکہ تم اس کے زیادہ حقدار ہو۔

باب

عُشر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ۝ (سورۃ انعام:۱۴۱)

''اور اس کا حق دو جس دن کٹے۔''

کہ یہ حکم اس وقت نازل ہوا تھا جب زکوٰۃ والی آیت نازل نہ ہوئی تھی اور جب نازل ہوگئی تو یہ آیت منسوخ ہوگئی۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ اس ''حق'' سے مراد یہ ہے کہ فصل میں سے کچھ حصہ فقراء کو دیا کرے خواہ وہ درخت سے گر کر لنگڑا ہو گیا ہو۔
- رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ زرعی فصلیں اور پھل جو بارش' بادل اور چشموں کے پانی سے تیار ہوں' ان کا دسواں حصہ راہ خدا میں دے اور جس فصل کو رہٹ اور کنوئیں وغیرہ کا پانی دیا جائے' اس میں سے بیسواں حصہ نکالا جائے۔
- آپ ہی کا فرمان ہے کہ پانچ وسق سے کم پھل پر زکوٰۃ نہیں ہوتی۔ وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے' اس کا اندازہ مصری صاع سے لگایا جاتا ہے جو چالیس ''ویبہ'' کا ہوتا ہے۔
- حضرت امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: وہ زیتون کا پھل جو بارش' نہری پانی یا بارانی طور پر تیار ہوا اور اسے جس سے لیا ہے' وہ نچوڑے اور سال بھر گذر جائے تو اس پر عشر دینا ہوتا ہے اور جسے کنوئیں کا پانی ملے اس پر آدھا عشر دینا ہوتا ہے اور اس میں سے اس وقت تک کچھ دینا نہیں ہوتا جب تک گندم کی طرح اس کے دانے پانچ وسق بھر نہ ہو جائیں۔

- رسولِ اکرم ﷺ اس پھل سے زکوٰۃ لیا کرتے تھے جسے خراج والی زمین میں کاشت کیا جائے۔
- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان کو خراج اور عشر دونوں اکٹھے نہیں دینا ہوتے۔
- رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارکہ تھا کہ اگر خراج جزیہ کی جگہ لے تو مسلمان ہونے کی صورت میں اس شخص سے خراج نہ لیا کرتے جیسے ان میں سے ایک ایک سے جزیہ نہ لیتے اور ان سے فرما دیتے کہ جب تک کے مال، بندوں، گھروں، اراضی اور مویشیوں کو امان دی گئی ہے، اس وقت تک وہ صرف صدقہ دیں گے۔
- آپ ہی نے فرمایا کہ ترکاریوں اور میوہ جات پر صدقہ نہیں ہوتا۔
- رسولِ اکرم ﷺ فصلوں کا اندازہ لگانے والے کو بھیجا کرتے کہ کھجور، انگور اور ایسے پھلوں کا اندازہ لگائے، یہ اندازہ کھائے جانے سے پہلے پھل تیار ہونے پر لگواتے چنانچہ وہ شخص لوگوں کے پاس جاتا اور اس سے پہلے کہ وہ لوگ فصل کھالیں یا ادھر اُدھر کر دیں اور کھجور وغیرہ گھٹ جائے، اس کا اندازہ لگایا کرتا۔

اندازہ لگانے والوں کو آپ نے حکم دے رکھا تھا کہ خوب سوچ سمجھ کر تیسرا حصہ چھوڑیں اور اگر نہیں تو چوتھا حصہ چھوڑ دیں۔

- آپ نے اس بات سے منع فرما رکھا تھا کہ کوئی فصل رات کو کاٹے جس کے بارے میں حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میرا خیال یہ ہے کہ آپ مسکینوں اور سائلوں کے لئے ایسا کرتے تھے۔
- آپ ردی اور بے کار پھل نکالنے سے منع فرماتے اور یہ آیت پڑھتے:

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ۝

''اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ دو تو اس میں سے''

- رسولِ اکرم ﷺ بتاتے ہیں کہ ایک آدمی اپنی جنگلی زمین میں کھڑا تھا کہ اس نے بادل میں سے آواز سنی، آواز یہ آرہی تھی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دو، وہ آواز کے پیچھے چل پڑا، اتنے میں وہ بادل اس آدمی کے باغ پر آیا اور اس پر برسنے لگا۔ ایک آدمی باغ کی طرف آیا اور پوچھنے لگا کہ اس باغ میں کیا ہے کہ میں نے بادل میں سے یہ آواز سنی تھی: فلاں کے باغ کو پانی دو۔ اس شخص نے جواب دیا: اے بھائی! میں اس کے تین حصے کرتا ہوں، ایک تو میرے اور میرے گھر والوں کے لئے ہوتا ہے، ایک کا اس میں بیج ڈالتا ہوں جبکہ ایک حصہ مسکینوں، سائلوں اور مسافروں کو دیتا ہوں۔
- رسولِ اکرم ﷺ کا حکم تھا کہ ہر بارانی جگہ میں سے دس وسق کھجور کے گچھے لئے جائیں اور وہ مسجد میں مسکینوں کے لئے لٹکائے جاتے۔

- ایک مرتبہ ایک آدمی کو آپ نے دیکھا جس نے رڈی اور بیکار گچھا مسجد میں لٹکا دیا تھا' آپ نے اس میں نیزہ مارنا شروع کیا اور فرمایا: اگر یہ شخص اچھی قسم کا صدقہ کرتا تو بہتر تھا' یہ صدقہ دینے والا قیامت کے دن رڈی گچھا ہی کھائے گا۔

فرع:

شہد کی زکوٰۃ (خیرات)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شہد کی دس مشکوں میں سے ایک مشکیزہ وصول فرمایا کرتے۔

- آپ کچھ لوگوں کے لئے پہاڑوں کا دھیان رکھتے اور ان سے شہد کا دسواں حصہ لیتے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عاملوں سے فرما رکھا تھا کہ جو تمہیں دسواں حصہ دیدیا کرے تو اس کی شہد پیدا کرنے والی زمین کی حفاظت کرو ورنہ یہ مکھیاں تو بارش کے قطروں جیسی ہیں جو ہر شے کو کھا جائیں گی۔
- ایک حافظ حدیث کہتے تھے کہ: شہد میں سے وصولی کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔ واللہ اعلم۔

باب

معدنی چیزوں اور دھاتوں پر زکوٰۃ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ لنگڑے جانور میں معافی ہے' کنوئیں والی فصل اور معدنی چیزوں میں معافی ہے تاہم رکاز (سونا' چاندی) میں پانچواں حصہ لازم ہے۔

آگے انشاء اللہ باب اقطاع العمّال میں آئے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''فرع'' کے علاقہ میں معادن قبیلہ دی تھیں چنانچہ ان سب معدنی چیزوں میں سے اب تک ''خمس'' کے علاوہ کچھ نہیں لیا گیا۔

کچھ علماء نے کہا ہے کہ معدنی چیزیں ''رکاز'' نہیں کہلاتیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ معدن معاف ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ فرعون نامی بستی میں مختلف قسم کی معدنی چیزیں نکلتی تھیں۔ ان میں سونے کے چھوٹے ٹیلے تھے جن کی طرف شریر لوگ جاتے تھے' عین اس وقت جب لوگ وہاں پہنچے تب تک انہیں سونا [illegible] دیکھ کر وہ حیران رہ گئے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عنبر کے بارے میں کہتے تھے کہ یہ ''رکاز'' میں شامل نہیں بلکہ یہ ایک ایسی شے ہے جسے سمندر باہر پھینک دیتا ہے۔

- حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ایک ضرورت کے لئے گیا تو دیکھا کہ ایک چوہا سوراخ سے دینار نکالے جا رہا تھا' میں نے پکڑ لئے اور گنے تو اٹھارہ تھے' میں انہیں لے کر رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کی: یا رسول اللہ! اپنا صدقہ لے لیجئے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم سوراخ کی طرف جھکے تھے؟ میں نے عرض کی: نہیں' آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے لئے برکت رکھے۔

حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا: جو کچھ میں نے اہلِ علم سے سنا ہے وہ یہ ہے کہ ''رکاز'' صرف وہ دفن شدہ چیز ہوتی تھی جو دورِ جاہلیت میں دفنائی گئی ہوتی' نہ تو اسے مال دے کر حاصل کیا جاتا اور نہ ہی اسے نکالنے کے لئے کچھ خرچ ہی کیا جاتا اور نہ ہی کوئی زیادہ کام اور محنت کی جاتی البتہ اگر مال دے کر اسے حاصل کیا جائے اور تکلف سے کام لیا جائے تو اس صورت میں کبھی تو وہ مل جاتی اور کبھی نہ مل سکتی' ایسی چیز ''رکاز'' شمار نہ ہوتی۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو کچھ تمہیں دورِ جاہلیت کی قبروں میں ملے' اسے لے لو۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسولِ اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے کہ ایک قبر کے قریب سے گذرے' آپ نے فرمایا: یہ ابورغال کی قبر ہے' یہ شخص حضرت ثمود کی قوم میں سے تھا اور جب اللہ تعالیٰ نے اس کی قوم کو ہلاک کر دیا تو اسے روک رکھا اور جب وہ اپنی قوم کی جگہ سے نکلا تو اسی جگہ اسے وہی تکلیف پہنچی جو اس کی قوم کو پہنچی تھی اور وہ مر گیا' اس کے ساتھ ایک سونے کی چھڑی دفن کی گئی تھی' اگر تم اس کی قبر کھود ڈالو تو اس کے ساتھ ہی پڑی ہو گی۔

یہ سن کر لوگ تیزی سے اس کی طرف بڑھے اور وہ چھڑی نکال لی۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر کہا کرتے کہ اگر کسی کو دورِ جاہلیت کی قبروں میں کوئی شے مل جائے تو وہ اسی کی ہو گی۔ واللہ اعلم۔

باب

زکوٰۃ الفِطر (فطرانہ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ماہِ رمضان زمین و آسمان کے درمیان لٹکا دیا جاتا ہے' اُوپر نہیں جاتا' وہ صرف فطرانہ دینے سے اُوپر جایا کرتا ہے۔

- رسولِ اکرم ﷺ ماہِ رمضان کے فطرانہ نکالنے کا حکم فرماتے کہ کھجور' چھلا ہوا یا ان چھلا جو' کشمش' کھانے یا پنیر میں سے ایک صاع بھر نکالا کرو۔

ایک روایت میں ہے کہ ''یا آٹے کا ایک صاع بھر دیا کرو اور یہ فطرانہ غلام' آزاد' مذکر' مؤنث' چھوٹے' بڑے' غنی

اور فقیر ہر مسلمان پر دینا لازم ہے۔

ایک اور روایت میں ہے: غنی کو یہ فطرانہ پاکیزہ بناتا ہے جبکہ فقیر کو اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ دیتا ہے جو اسے دے رکھا ہے۔

- رسولِ اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ فطرانہ گھر پر رہنے اور جنگلوں میں رہنے والے پر یکساں لازم ہے' آپ کسی اعلان کرنے والے کو جنگل میں بھی اعلان کرنے کے لئے بھیجا کرتے تھے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ آدمی کو اپنے ہر غلام کی طرف سے فطرانہ ادا کرنا چاہئے' خواہ وہ یہودی اور نصرانی ہی کیوں نہ ہو۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی سرزمین یا غیر کی سرزمین میں رہنے والے ہر غلام کی طرف سے یہ صدقہ دیا کرتے اور پھر ہر ایسے چھوٹے بڑے شخص کی طرف سے بھی دیا کرتے جو آپ کی نگرانی میں ہوتا اور پھر اپنی بیوی کے غلام کی طرف سے بھی دیتے۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں لڑکوں کی طرف سے آپ نہ دیا کرتے جو مدینہ میں آپ کے مکاتب (جسے تحریر کر دی جاتی ہے کہ اتنا مال دینے پر تم آزاد ہو) تھے۔ آپ نے صرف ایک سال کھجور کی تنگی کی وجہ سے جو دئے تھے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ہم رسولِ اکرم ﷺ کے دور میں کھانے کی بھی کسی جنس سے صاع بھر دیا کرتے تھے اور جب تنگی کا دور آیا تو آپ نے اجازت دیدی تھی کہ ہر دو شخصوں کی طرف سے ایک صاع گندم دے دیا کرو (ایک صاع ساڑھے تین سیر ہوا کرتا تھا) اور کبھی کوئی دودھ کا بھرا صاع بھی دے دیتا تو آپ اسے ناپسند نہ کرتے اور جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ پہنچے تو انہوں نے بتایا کہ میں نے مدین کی عورتوں کو دیکھا ہے کہ وہ کھجور کی مقدار کا صاع دیا کرتی ہیں اور اس آٹے کے بارے میں جس کا ذکر ہو چکا' انہوں نے کہا کہ ہم اسے یونہی دے رہے ہیں جیسے رسول اللہ ﷺ کے دور میں دیا کرتے تھے۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جَو وغیرہ کی جگہ گندم کا ایک صاع نکالا کرتے تھے اور جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ خلافت آیا اور گندم بہت ہوگئی تو آدھے صاع کو بڑھا کر ویسے صاع بھر دیا جانے لگا جیسے حضور ﷺ کے دور میں دیا جاتا تھا۔
- رسولِ اکرم ﷺ کا حکم تھا کہ نمازِ عید کی طرف جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کر دیا کرو اور اس سلسلے میں فرماتے تھے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو در بدر پھرنے سے بچاؤ چنانچہ آپ اسے ادا کئے بغیر عید گاہ کی طرف تشریف نہ لے جاتے۔
- حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم تھا کہ جو عید کے لئے جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کر سکتا ہے' وہ

ادا کر کے جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰیۙ وَ ذَکَرَاسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰیؕ ○ (سورۂ اعلیٰ: ۱۴، ۱۵)

''بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔''

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عید الفطر سے ایک دو یا تین دن پہلے ہی صدقۂ فطر ادا کر دیا کرتے اور اسے کوئی ناپسند نہ کرتا۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم صدقۂ فطر لوگوں سے لے لیا کرتے اور پھر اپنی طرف سے نکالا کرتے۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان لوگوں کو صدقۂ فطر دیا کرتے جو آٹھ قسم کی زکوٰۃ کے حقدار ہوتے' اسے وہ خود اپنے ذمے لئے رکھتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس ذمہ داری کو نبھانا ضروری ہے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے حضورﷺ نے روزہ رکھنے والوں پر صدقۂ فطر اس لئے لازم کیا ہے تا کہ روزے کے بے مقصد کاموں سے اسے پاک کیا جائے اور مسکینوں کے کھانے کا بندوبست ہو سکے' چنانچہ جو اسے نمازِ عید سے پہلے ادا کر دے گا تو یہ اس کے لئے ایک مضبوط قسم کی زکوٰۃ ہو گی اور جو بعد میں ادا کرے گا تو صدقات میں سے ایک صدقہ ہو گا۔
- حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے ہمیں زکوٰۃ فرض ہونے سے پہلے ہی صدقۃ الفطر کا حکم دیا تھا اور جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہو گیا تو آپ نے نہ تو ہمیں صدقۂ فطر ادا کرنے کا حکم دیا اور نہ ہی روکا' تاہم ہم ادا کرتے رہے۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ فطرانہ فرض (ضروری) ہی نہیں رہا کیونکہ ایک فرض کے ختم ہونے سے دوسرا ختم نہیں ہوا کرتا۔

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ صاع دیکھا جس سے حضورﷺ کے دور میں لوگ ناپا کرتے تھے یہ عراقی پیمانے کے مطابق پانچ مکمل رطل اور تہائی رطل تھا' آج کل اسے مصری پیمانے سے اندازہ کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب

زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ اور جلد ادائیگی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: رسول اللہﷺ یہ بات پسند نہیں فرماتے تھے کہ صدقہ سے بچا کچھ حصہ گھر میں پڑا رہے' آپ باب صلوٰۃ الجمعہ میں پہلے پڑھ ہی چکے ہیں کہ حضورﷺ نے ایک دن نمازِ عصر پڑھائی اور پھر

تیزی سے صفیں چیرتے ہوئے گھر تشریف لے گئے اور واپسی پر جب آپ سے اس سلسلے میں پوچھا گیا تو فرمایا: مجھے یاد آیا کہ گھر میں رات کو صدقہ کا کچھ سونا پڑا رہا اور میں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ رات بھر یہ سونا تقسیم کرنے سے پڑا رہ گیا لہٰذا میں نے اسے تقسیم کر دیا ہے۔

- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ تمہارے مال میں تم پر صدقہ لازم ہو جائے جسے تم نکال نہ سکو تو یوں حرام مال، حلال کو بھی حرام کر دے گا کیونکہ صدقہ کا مال جس مال میں بھی مل جاتا ہے، اسے تباہ کر دیتا ہے۔
- حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس پر صدقہ لازم ہوا لیکن اس نے ادا نہ کیا اور اسی دوران اس کا مال ختم ہو گیا تو فرمایا کہ جب تک وہ اسے ادا نہیں کرے گا، یہ اس پر قرض ہی رہے گا۔
- رسولِ اکرم ﷺ فقیروں اور مسکینوں پر مہربانی کی خاطر امیروں پر زور دیتے تھے کہ وہ پہلے ہی زکوٰۃ نکال دیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ دو دو سال تک صدقہ کی وصولی میں دیر فرما دیتے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بتایا کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو سال کا صدقہ پیشگی بطور قرض لیا کیونکہ آپ امیر تھے اور بہت مرتبہ ایسا ہوتا کہ خلفاءِ راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب کوئی مصلحت دیکھتے تو صدقہ لینے میں دیر کر دیا کرتے تھے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ اہلِ صدقہ سے قرض لے لیا کرتے تھے اور جب کہیں سے آ جاتا تو انہیں ان کا حصہ دے کر کسی اور سے لے لیا کرتے چنانچہ صدقہ کے اونٹ آئے تو حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ان میں سے لے کر قرض اُتار دو۔
- حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مال پر سال بھر گذرے بغیر کسی سے زکوٰۃ وصول نہیں کرتے تھے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جب تک مال پر سال بھر گذر نہیں جاتا، اہلِ زکوٰۃ پر زکوٰۃ لازم نہیں اور پھر بیان زکوٰۃ کی ابتداء میں حضور ﷺ کا یہ فرمان گذر چکا ہے کہ فرمایا تھا: جس نے قرض دے رکھا ہے، اس پر زکوٰۃ لازم نہیں۔
- حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگ عطیات پیش کرتے تو آپ ان سے پوچھا کرتے کہ تمہارے پاس مزید اتنا مال ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہو؟ اگر وہ ہاں میں جواب دیتے تو آپ ان کے اس مال سے زکوٰۃ وصول کرتے اور انکار کر دیتے تو آپ ان کے صدقات واپس کر دیتے اور کچھ قبول نہ کرتے۔

پھر قبل ازیں حضور ﷺ کے بارے میں بتایا جا چکا ہے کہ آپ نے اپنے شہر کے لوگوں میں زکوٰۃ پھیلا دینے کا حکم دے رکھا تھا اور جب عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدقات وصول کرنے پر مقرر کیا گیا اور وہ واپس آئے تو ان سے پوچھا گیا کہ مال کہاں ہے؟ تو انہوں نے کہا: میں نے وہاں وہ مال خرچ کر دیا ہے جہاں سے حضور ﷺ کے دور میں ہم وصول کرنے کے بعد خرچ کیا کرتے تھے۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یمن کی طرف لکھے خط میں تھا: جو ایک صوبے سے دوسرے صوبے کو چلا جائے تو وہ اپنا صدقہ اور عشر اسی علاقے پر خرچ کیا کرے۔

فصل:

صدقہ میں کسی چیز کی بجائے اس کی قیمت وصول کرنا

رسولِ اکرم ﷺ نے حکم دے رکھا تھا کہ دانوں سے دانے' بکریوں سے بکری اور اونٹوں میں سے اونٹ لئے جائیں جیسے پہلے بتایا جا چکا۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: ہمیں اب تک ایسی روایت نہیں ملی کہ جس میں حضور ﷺ نے ان کی جگہ کوئی قیمت لینے کا حکم دیا ہو' آپ صرف وہی کچھ وصول کرنے کا حکم دیتے تھے جس کے بارے میں آپ کو حکم ملتا تھا۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہلِ یمن سے کہا تھا کہ: جَو اور گندم کی جگہ جیسے بھی کپڑے ہوں' لاؤ کیونکہ اس میں تمہارے لئے بھی آسانی ہوگی اور یہ چیز اہلِ مدینہ کے مسکین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے فائدہ مند رہے گی۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ اہلِ سباء سے حضور ﷺ نے ہر سال روئی کے ستر لباس لینے پر مصالحت کی تھی لیکن انہوں نے ادا نہیں کئے اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو یہ معاہدہ توڑ دیا گیا اور صدقہ پہلے کی طرح وصول کیا جانے لگا۔
- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اطہر ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا تھا کہ ہم اس مال میں سے صدقہ دیں جسے فروخت کرنے کا ارادہ ہو۔
- زکوٰۃ ادا کرنے والے کو رسولِ انور ﷺ نے حکم دے رکھا تھا کہ زکوٰۃ دیتے وقت یوں کہا کرے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا مَغْنَمًا وَّلَا تَجْعَلْهَا مَغْرَمًا۝

''الٰہی! یہ مال غنیمت ثابت ہو اور تاوان نہ بنے۔''

اور جب کوئی صدقہ کا مال لے کر حاضر ہوتا تو فرمایا کرتے: الٰہی! ان پر رحمت فرما۔ واللہ اعلم۔

فروع:

حضور ﷺ کا حکم یہ تھا کہ ایسے شخص کو زکوٰۃ دے دیا کرو جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ فاقہ میں ہے' خواہ باطن میں ایسا نہ ہو اور فرماتے تھے کہ ایسا صدقہ ہر صورت میں اللہ کے ہاں قبول ہے' اگر ایسا صدقہ چور کے بھی ہاتھ آ جائے تو ہوسکتا ہے کہ وہ چوری سے رُک جائے اور زناکار عورت کے ہاتھ آ جائے تو وہ زنا سے رُک جائے یا پھر کسی امیر کے ہاتھ آ جائے تو شائد اسے نصیحت حاصل ہو جائے کہ وہ بھی اپنے مال سے زکوٰۃ دینے لگے۔

اگر ایسی صورت بن جاتی کہ زکوٰۃ دینے والے کا وکیل لاعلمی میں اس کے لڑکے ہی کو زکوٰۃ دے دیتا تو ایسی صورت میں آپ اسے جائز قرار دیتے اور زکوٰۃ دینے والے سے فرماتے: تمہاری نیت تمہارے ساتھ ہے اور لینے والی کی اس کے ساتھ اور پھر اس کے بعد خلفاءِ راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی یونہی کرتے رہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو وکیل بن کر فقیروں اور مسکینوں کو دیتے ہوئے لاعلمی میں زکوٰۃ دینے والے کے لڑکے کو دے دیتا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں اجازت دی اور وکیل کو حکم نہ فرمایا تھا کہ زکوٰۃ واپس لے کر کسی اور حقدار کو دے۔

فروع:

رسول انور ﷺ نے زکوٰۃ دینے والوں سے فرمایا تھا: جو وقت کے حکمران کو زکوٰۃ جمع کرا دے تو اس نے اللہ و رسول کی ذمہ داری نبھا دی' اسے اس کا اجر ملے گا اور اس کا گناہ اس صورت میں ظالم حکمران پر ہوگا اگر وہ کسی غلط جگہ خرچ کر دے۔

- آپ نے فرمایا: جلد تم میرے بعد خودغرضی اور ایسے کام دیکھو گے جنہیں پسند نہیں کرو گے۔ اس پر کسی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ایسے میں کیا کرنے کا حکم ہے؟ تو فرمایا: وہ حق ادا کرتے رہنا جو تم پر لازم ہے اور اپنی خاطر اللہ سے سوال کرتے رہنا۔

- آپ کا یہ ارشاد بھی تھا: اپنے حکمران کی بات سنو خواہ وہ تمہارا حق چھینے بیٹھا ہو کیونکہ جو کچھ وہ کرے گا' اس کا بوجھ اسی پر ہوگا' تم پر اس کا ہوگا جو تم کرو گے۔

- رسول انور ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارا حکمران ظالم ہے' وہ اصل حق کی بجائے ہم سے زیادہ وصول کرتا ہے' تو کیا ہم اپنا مال اسے بتانے سے رُک نہ جائیں؟ اور وہ بھی صرف اتنا جتنی وہ زیادتی کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایسا نہ کرنا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! حکمران جو کچھ ہم سے ظالمانہ طور پر لے لیتے ہیں' کیا وہ ہماری زکوٰۃ کا بدلہ بن سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ در پردہ مال کے بارے میں لوگوں سے فرما دیا کر دیتے کہ اپنی زکوٰۃ لوگوں میں بانٹ دو چنانچہ ایک آدمی دو سو درہم لے کر آپ کے پاس آیا اور عرض کی: اے امیر المؤمنین! یہ میرے مال کی زکوٰۃ ہے لے لیجئے۔ فرمایا: جاؤ' اسے تقسیم کر دو۔

آپ ظاہری دینے والے مال کی زکوٰۃ کے لئے نگران مقرر کرتے' لوگ انہیں پسند کرتے یا نہ کرتے' حکم یہ تھا کہ تم انہیں زکوٰۃ جمع کرا دیا کرو جنہیں اللہ نے نگران بنایا ہے کیونکہ جو بھی بھلا کام کرے گا' اس کے فائدہ میں ہوگا اور برا کرے گا

تو گناہ اسی پر ہوگا۔

- رسولِ اکرم ﷺ کا نگران کو حکم تھا کہ جہاں مویشی رہتے ہیں، وہاں انہیں شمار کرو، نگران کے پاس نہ لایا کرو، فرماتے تھے: مسلمانوں کے صدقات ان کی کنوؤں اور تالابوں سے جا کر لئے جائیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کے گھروں سے جا کر لئے جائیں۔
- رسولِ اکرم ﷺ صدقہ کے اونٹوں، جزیہ اور بکریوں پر ایسے اس وقت یہ نشان لگا دیا کرتے جب یہ اندیشہ ہوتا کہ وہ پہچانے نہ جا سکیں گے اور خود آپ بکریوں کے کانوں پر نشان لگا دیتے۔

فروع:

رسولِ اکرم ﷺ نے اس بات سے روک رکھا تھا کہ زکوٰۃ کا مال دے کر اسے دوبارہ خریدا جائے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے اپنی سواری کا وہ اونٹ بکتا ہوا دیکھا جسے میں نے راہِ خدا میں دے دیا تھا اور خریدنا چاہا تو رسولِ اکرم ﷺ نے مجھے روک دیا اور فرمایا تھا، اپنا دیا ہوا صدقہ مت خریدو خواہ وہ تمہیں ایک ہی درہم میں دیدے کیونکہ مالِ صدقہ دوبارہ لینے والا ایسا ہوتا ہے جیسے کی ہوئی قے دوبارہ نگلنے والا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ یہ حکم ایسے شخص کے لئے ہے جو غنی ہونے کے باوجود اسے خریدے لیکن اگر اسے ضرورت ہے تو خرید لے یا دوبارہ صدقے کے لئے خرید لے تو اس میں حرج نہیں۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ چپ چاپ فقیروں کو کچھ دیتے اور کسی آدمی کے لئے یہ بات پسند نہ کرتے کہ وہ فقیر سے کہے: اللہ کی رضا کی خاطر یہ مجھ سے لے لو اور اس کے بارے ثواب کی نیت کر لو (اور لینے کا ارادہ رکھتے) واللہ اعلم۔

باب

زکوٰۃ لینے والوں کی آٹھ قسمیں

رسولِ انور ﷺ نے فرمایا تھا کہ صدقہ نہ تو غنی کے لئے لینا جائز ہے اور نہ ہی صحت مند، توانا اور کاروباری کے لئے جائز ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ کسی سے سوال کرنا تین شخصوں کے لئے حلال قرار دیا گیا ہے: (۱) بہت زیادہ محتاج۔ (۲) جس پر خواہ مخواہ کا تاوان لازم ہو جائے۔ (۳) جو قتل کرنے والے قریبی رشتہ دار، دوست اور صاحبِ نسب وغیرہ کی دیت دینے کا ذمہ دار بنے اور وہ رقم وغیرہ لے کر قاتل کے وارثوں کو دیدے اور اگر وہ ذمہ دار نہیں بنتا تو اس کا قریبی رشتہ دار، دوست یا نسب والا قتل کر دیا جائے گا۔

- رسول اللہ ﷺ کو بہت مرتبہ یہ فرماتے سنا گیا کہ اپنے ساتھی دین والوں کے علاوہ کسی اور کو صدقہ نہ دو تا ہم جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری:

وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنفُسِكُمْ وَمَا تُنفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ ۝ (سورۂ بقرہ: ۲۷۲)

''اور تم جو اچھی چیز دو تو تمہارا ہی بھلا ہے اور تمہیں خرچ کرنا مناسب نہیں مگر اللہ کی رضا کیلئے۔''

تو آپ نے فرمادیا: ہر دین کے لوگوں کو صدقہ دے دو۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک مشرک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا تو آپ نے دینے کا سوچا' پھر خیال فرمایا کہ یہ میرے دین پر نہیں' لہٰذا رُک گئے اور انکار فرمایا جس پر یہ آیت نازل ہو گئی: لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ (انہیں راہ دینا تم پر لازم نہیں) آپ نے اسے کیوں نہیں دیا وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنفُسِكُمْ۔

- آپ سوال کرنے والوں کو سچا جانتے خواہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آتا اور اگر اس کے پاس ایک اوقیہ کی قیمت ہوتی تو خواہ مخواہ وہ اصرار کر رہا ہوگا۔

ایک اور روایت میں فرمایا: جس کے پاس گذارے کا سامان ہو اور وہ پھر بھی کسی سے مانگے تو یوں سمجھو جیسے وہ جہنم کے انگارے جمع کر رہا ہے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! گذارے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: جس کے پاس صبح یا شام کا کھانا ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ صرف صبح کچھ کھانے کو ہو' ایک اور روایت میں ہے کہ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! کتنے پر وہ کچھ نہ مانگے؟ فرمایا: پچاس درہم یا اتنا ہی سونا ہو تو۔

- حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن کی روزی ہونے پر اس سے زیادہ گھر میں رکھنا حرام قرار دیتے تھے۔
- رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے: مسکین وہ نہیں ہوا کرتا جسے لقمہ یا دو لقمے یا پھر ایک یا دو کھجوریں مل جائیں' مسکین تو وہ ہوتا ہے جو ضرورت ہوتے ہوئے بھی سوال نہ کرے۔

ایک روایت میں ہے: مسکین تو وہ ہوتا ہے جس کے پاس اتنا کچھ نہ ہو جو اس کی ضرورت پوری کرے پھر بے علمی میں اسے صدقہ دے دیا جائے اور وہ لوگوں سے سوال کرنے کے لئے اُٹھ کھڑا نہ ہو۔

- رسول اللہ ﷺ زکوٰۃ اکٹھی یا تقسیم کرنے والے کو زکوٰۃ ہی میں سے اجرت دیتے تھے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں صدقہ وصول کیا اور لا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا' آپ نے اس میں سے مجھے کچھ حصہ دیا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے تو یہ کام اللہ کے لئے کیا ہے۔ فرمایا: بن سوال کئے جو کچھ مل جائے' اسے کھاؤ یا صدقہ کر دو۔
- آپ نے فرمایا: جسے ہم کسی کام پر لگاتے ہیں تو اسے کچھ ضرور دیتے ہیں اور جو اس کے بعد بھی مانگے تو خیانت کرتا ہوگا۔

- آپ نے ایک مرتبہ کسی آدمی کو کسی کام کے لئے بھیجا تو اس نے اونی دھاری دار چادر کی ملاوٹ کر دی' وہ واپس آیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: تم پر افسوس ہے پھر موجود لوگوں سے فرمایا: اسے جہنم میں اسی طرح کی چادر پہنائی جائے گی۔
- رسولِ انور ﷺ کے ہاں اگر کوئی سخت کام اور کاروبار کی شکایت کرتا تو آپ فرماتے: ہوسکتا ہے کہ تمہیں اسی وجہ سے روزی دی جا رہی ہو۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا: زیادہ صدقہ دینے والا یونہی ہوتا ہے جیسے صدقہ روک لینے والا۔
- آپ ہی نے فرمایا: خازن مسلمان اور امانت دار وہ ہوتا ہے جسے جو دینے کا حکم ملا ہوا سے پورا مکمل اور خوشی سے دے جس سے معلوم ہو کہ وہ صدقہ دے رہا ہے۔
- آپ یہ پسند نہیں فرماتے تھے صدقات کا عامل کوئی رشتہ دار ہو چنانچہ ایک مرتبہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے بھی صدقات کا نگران مقرر فرما دیجئے تاکہ دوسروں کی طرح مجھے بھی فائدہ ہو سکے اور میں بھی آپ کی خدمت میں وہی کچھ ادا کر سکوں جو دوسرے کرتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ صدقہ محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ کے لئے حلال نہیں' یہ تو لوگوں کی میل ہوتا ہے۔
- آپ نیکی اور عزت افزائی کر کے ان لوگوں کا دل بہلایا کرتے جنہیں (غیر مسلموں کو) تسلی دینا ہوتی چنانچہ ایک دن کسی نے آپ سے کچھ مانگا تو آپ نے دو پہاڑوں کے درمیان موجود صدقہ کی بکری لینے کو فرمایا۔ وہ لے کر اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا: اے میری قوم! مسلمان ہو جاؤ کیونکہ محمد ﷺ تو عطا فرمائے جا رہے ہیں' انہیں فقر کا اندیشہ ہی نہیں۔
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس مال آیا جسے آپ نے تقسیم کر دیا' کچھ آدمیوں کو دیا لیکن کچھ کو نہ دیا چنانچہ آپ کو پتہ چلا کہ جنہیں آپ نے نہیں دیا تھا وہ آپ پر ناراض ہوئے ہیں' اس پر آپ نے حمد و ثناء کی اور پھر یوں ارشاد فرمایا: اما بعد: بخدا! واقعی میں ایک شخص کو کچھ دیتا ہوں اور دوسرے کو نہیں دیتا لیکن جسے میں نہیں دیتا وہ مجھے اس سے پیارا ہوتا ہے جسے دے دیتا ہوں' میں انہیں کچھ دینے کی کوشش کرتا ہوں جن کے دلوں میں شکوہ شکایت اور گھبراہٹ ہوتی ہے اور ایسے لوگوں کو دیدیتا ہوں جن کے دل بے پرواہ اور بھلائی والے ہوتے ہیں۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ آج کہیں بھی کوئی نہیں رہ گیا جس کا دل بہلانے کی ضرورت ہو اور پھر یہ آیت تلاوت کی:

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۝ (سورۂ کہف: ۲۹)

- رسول اللہ ﷺ ان لوگوں سے اچھا برتاؤ کرنے کا حکم فرماتے جنہیں کچھ ادائیگی کے بعد رہائی ملنا ہوتی چنانچہ ایک

مرتبہ ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا کام بتایئے جو جنت کے تو قریب کر دے اور جہنم سے دور رکھے۔ آپ نے فرمایا: جان بخشی کر دیا کسی کی جان چھڑا دو۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ دونوں کام ایک ہی نہیں ہیں؟ فرمایا: نہیں: جان بخشی یہ ہوتی ہے کہ تم اسے صرف رہا کر دو اور جان چھڑانے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کی قیمت ادا کرنے میں مدد کرو چنانچہ آپ نے قرض داروں کی مدد فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ سوال کرنا صرف تین شخصوں کے لئے حلال ہے: ایک وہ جو بہت محتاج ہے' ناجائز تاوان اس کے ذمے پڑ گیا یا کسی قتل سے کسی کو بچاتا ہے۔ اسی مفہوم کی حدیث پہلے گذر چکی ہے اور پھر اکثر آپ فرمایا کرتے تھے کہ سوال کرنا صرف تین شخصوں کے لئے حلال ہوتا ہے۔ ایک وہ شخص جو بوجھ اُٹھایا کرتا ہے' اسے حلال ہے جب تک اس کے حالات درست نہیں ہوتے' پھر رُک جائے۔ ایک مصیبت کا مارا سوال کر سکتا ہے اور وہ اس وقت تک کہ جب تک اس کی مشکل ٹل نہیں جاتی اور ایک وہ شخص جسے فاقے آ رہے ہوں اور اس کی قوم میں سے تین آدمی یہ گواہی دے دیں کہ واقعی فاقے میں ہے تو وہ سوال کر سکتا ہے اور وہ بھی حالات درست ہونے تک ورنہ وہ بڑا پیٹو شمار ہوگا۔

- جب آپ کے پاس کوئی کسی کی ضمانت کے لئے حاضر ہوتا اور آپ ان کا مقصد پورا نہ کر سکتے تو فرماتے: ذرا ہمارے پاس ٹھہر جاؤ' کوئی صدقہ آ جاتا ہے تو تمہاری ضرورت پوری کر دیں گے۔
- عادتِ مبارکہ تھی کہ آپ نمازی اور مسافر کو غنی ہونے کے باوجود صدقہ دیدیتے' فرمایا کرتے کہ غنی اور مسافر کے لئے صدقہ راہِ مولیٰ ہونے کی صورت میں حلال ہوتا ہے یا فقیر پڑوسی یا مسکین کے لئے حلال ہوتا ہے جسے کوئی صدقہ دے اور وہ بھی کسی غنی کو دیدے یا اسے یہ کہے کہ اس کے ساتھ مل کر کھالے اور وہ جس نے فقیر سے وہ مال خریدا ہے۔
- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صدقہ کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ کونسا مال ہوتا ہے؟ تو فرمایا کہ یہ لنگڑوں' کانوں' اندھوں اور کٹ جانے والوں کا مال ہوتا ہے۔
- حضرت قبیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس جوان شخص کو صدقہ نہ دیا کرتے جو نکاح کے لئے مدد مانگتا: فرماتے: یہ حرام ہے' اسے وہی کھائے جو لیتا ہے تاہم صدقہ کے علاوہ مال سے اس کی مدد فرما دیا کرتے۔

فروع:

رسول اکرم ﷺ صدقہ کے اونٹوں سے کام لے لیا کرتے تھے اور بسا اوقات حج وغیرہ جیسی عبادتوں کے لئے لوگوں کو ان پر سوار کر دیا کرتے تھے اگر کوئی پوچھ لیتا تو فرماتے کہ اونٹ والے مالک نے اسے فی سبیل اللہ کر دیا ہے اور حج وغیرہ بھی تو اسی کے لئے ہیں۔

- آپ آٹھ قسم کے زکوٰۃ لینے والے لوگ آنے پر صدقات میں تقسیم کر دیا کرتے اور فرماتے کہ صدقات میں اللہ تعالیٰ نبی وغیرہ کی بات نہیں مانتا بلکہ اس بارے میں خود اس کا اپنا حکم ہوتا ہے چنانچہ اس نے آٹھ حصے کر دیے ہیں اور جو ان میں موجود ہوتا ہے ہم اسے دے دیتے ہیں۔
- بہت مرتبہ آپ ایسے شخص کو فرماتے جو صدقہ لینا چاہتا کہ: تم خود جانتے ہی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جن آٹھ صدقات لینے والوں کا ذکر کیا' اگر تم ان میں شامل ہو تو میں تمہیں دے دیتا ہوں۔

اگر ان آٹھوں قسم کے لوگ نہ مل سکتے تو ان میں سے جو بھی ملتا' اسے دے دیتے اور کبھی ایک ہی شخص کو دینے کا حکم فرماتے چنانچہ حضرت سلمہ بن صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' صدقے کا سوال تھا' آپ نے فرمایا: بنو زریق کے زکوٰۃ دینے والے کے پاس جاؤ' اسے کہہ دو کہ صدقہ تمہیں دیدے۔

فرع:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی ذمی بوڑھے شخص کو دیکھتے کہ دربدر سوال کرتا پھر رہا ہے تو اسکی ضرورت کے مطابق بیت المال سے اسے دے دیتے اور فرماتے کہ ہم نے جوانی میں اس سے جزیہ وصول کیا ہے اور بڑھاپے میں ضائع کر دیا ہے۔

فرع:

رسول اکرم ﷺ نے اجازت دے رکھی تھی کہ صدقہ شوہر اور قریبی رشتہ داروں پر خرچ کر لو چنانچہ ایک دن ایک عورت حاضر ہوئی' عرض کی: یا رسول اللہ! میرے پاس مال موجود ہے اور میرا شوہر فقیر ہے' یتیم بچے میری پرورش میں ہیں تو کیا میں اس پر اور ان بچوں پر زکوٰۃ خرچ کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کر لو اور تمہیں اس کا دوہرا اجر ملے گا: ایک رشتہ داری کا اور دوسرا صدقہ کا۔ ایک روایت میں ہے کہ کیا میں اپنے شوہر اور ان یتیم بچوں پر خرچ کر سکتی ہوں۔

پھر آپ فرمایا کرتے تھے کہ مسکین پر صدقہ خرچ کرنا صرف صدقہ ہوتا ہے جبکہ رشتہ دار پر خرچ کرنا دوہرے اجر کا باعث ہوتا ہے' صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ قریبی شخص پر صدقہ کرنے پر دو مرتبہ اجر بڑھایا جاتا ہے۔ ایک اور روایت میں یہ ہے کہ سب سے زیادہ افضل صدقہ وہ ہے جو قریبی دشمن کو دیا جائے جو دشمنی چھپائے پھرتا ہو اور ظاہر نہ کرتا ہو۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: اگر کوئی ایسا رشتہ دار ہو جس کی پرورش تمہارے ذمے نہیں تو تم اسے اپنے مال کی زکوٰۃ دے سکتے ہو لیکن خود خرچہ اٹھایا ہے تو پھر نہ دو۔ واللہ اعلم۔

فصل:

بنو ہاشم اور ان کے غلاموں کو صدقہ دینا حرام ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قریبی رشتہ داروں کا حصہ بنو ہاشم اور بنو مطلب پر خرچ کر دیتے، بنو نوفل اور عبد شمس پر خرچ نہ کرتے اور فرماتے تھے کہ بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب ایک ہی ہیں۔

حضرت ابن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ عبد شمس، ہاشم اور مطلب، ماں کی طرف سے سگے بھائی تھے، ان کی ماں کا نام عاتکہ بنت مرہ تھا اور نوفل، باپ کی طرف سے ان کا بھائی تھا۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ اکثر صدقہ کے بارے میں فرمایا کرتے کہ یہ لوگوں کی میل ہوتا ہے محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کیلئے حلال نہیں۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ اسلام کی ابتداء میں حضور ﷺ معاشی تنگی میں گھرے ہوئے تھے تاہم اس کے باوجود آپ اپنے آپ کی بجائے دوسروں کا خیال رکھتے البتہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کی ضرورتیں پورا کیا کرتے چنانچہ ایک آدمی آپ کے لئے کھجوروں کا انتظام کرتا اور پھر قریظہ و نضیر بھی شروع ہو گئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے نیاز کر دیا۔
- حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ کبھی کسی نبی نے صدقہ نہیں مانگا۔ ان سے سوال ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا تھا: وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا (ہمیں صدقہ دو) آپ نے جواب دیا: یہ ان کی بات تھی لیکن ہمارے بھائیوں نے تو اسے رد کر دیا ہے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک دن حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھجوروں میں سے ایک کھجور لے کر منہ میں ڈالی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کخ کخ کرکے اسے نکال دو، کیا تم نہیں جانتے کہ صدقہ کا مال ہم نہیں کھایا کرتے۔
- آپ بنو ہاشم اور بنو مطلب سے فرمایا کرتے کہ خمس میں سے تمہارا اتنا حصہ ہے جو تمہیں کافی ہے یا تمہیں امیر کر دے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کے زکوٰۃ پر نگران شخص نے مجھے بلا کر کہا ہے کہ میں اس سے تعاون کروں اس کے بدلے میں وہ مجھے کچھ نہ کچھ دے گا، آپ نے فرمایا کہ صدقہ ہمارے لئے حلال نہیں اور پھر ایک قوم کا غلام (یعنی مال میں) انہی کے اندر شمار ہوتا ہے۔ ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ انہی کا ہوتا ہے۔

- حضور ﷺ فقراء کو ملنے والے صدقات میں سے کھالیا کرتے تھے اور فرمایا دیا تھا: کہ کھانا اپنے اصل ٹھکانے پر پہنچ گیا ہے اور پھر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم صدقات میں آپ کی طرف سے دیئے گئے کھانے میں سے کچھ حصہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے تو آپ کھالیا کرتے تھے اور اسے ہدیہ شمار کرتے تھے۔
- حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور گوشت پیش کیا تو آپ نے پوچھا: کہاں سے آیا ہے؟ میں نے عرض کی: یہ مجھے میری ایک لونڈی نے صدقہ کا حصہ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: سیدھی سی بات ہے کہ صدقہ اپنے مقام پر پہنچ گیا۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو ایک مرتبہ گوشت پیش کیا گیا تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ عرض کی گئی: حضرت بریرہ کو بطور صدقہ دیا گیا ہے۔ فرمایا: یہ اس کے لئے تو صدقہ ہے لیکن ہمارے لئے ہدیہ ہے۔ واللہ اعلم۔

باب

پاکدامن رہنا اور سوال کرنے سے گریز کرنا

رسول اللہ ﷺ قناعت، پاک دامنی اور سوال سے گریز کا سبق دیتے اور کام کرنے والے کو یہ شوق دلاتے کہ اپنے ہاتھوں کی کمائی کھایا کرو اور فرمایا کرتے: بندہ غنی ہو کر بھی سوال کئے جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کا چہرہ پرانا سا ہو جاتا ہے تو اللہ کو کیا چہرہ دکھائے گا؟

- آپ فرماتے ہیں: میرے پاس جبریل آئے اور کہنے لگے کہ اے محمد! آپ کا پروردگار آپ کو سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ میرے کچھ بندے ایسے ہیں کہ ان کا ایمان غنی ہونے کے بغیر درست نہیں ہوسکتا اور اگر میں انہیں فقیر کر دوں تو کافر ہو جائیں اور پھر کچھ ایسے بھی ہیں کہ جن کا ایمان فقیری کے بغیر درست نہیں رہ سکتا اور اگر میں انہیں صحیح کر دوں تو کافر ہو جائیں اور ایسے بھی ہیں کہ جن کا ایمان بیماری کے بغیر صحیح نہیں ہوتا اور میں انہیں بیمار کر دوں تو کافر ہو جائیں۔
- آپ نے فرمایا: جو شخص بغیر فاقہ نازل ہوئے سوال کرتا ہے یا بغیر ایسی عیال کے سوال کرتا جس کے پالنے کی طاقت نہ ہو تو قیامت کے دن اس کا چہرہ گوشت بغیر دکھائی دے گا اور اس سے پہلے باب میں گذر چکا ہے کہ وہ غنی شمار ہوتا ہے جس کے پاس صبح و شام کا کھانا موجود ہے، ایسے شخص کے لئے سوال کرتے رہنا حلال نہیں ہوتا۔
- آپ فرماتے تھے: جو کسی فاقہ نازل ہوئے بغیر سوال کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے فاقے کا ایسا دروازہ کھول دیتا ہے جو اس کے خواب و خیال میں نہیں ہوتا۔

- آپ نے یہ بھی فرمایا: اگر سوال پر عذاب کا تمہیں پتہ چل جائے تو کوئی کسی کی طرف سوال لے کر نہ جائے۔
- آپ فرماتے تھے: غنی ہو کر سوال کرے تو یہ آگ کی مانند ہے' اگر اسے تھوڑا ملے تو تھوڑی ہے اور زیادہ ملے تو زیادہ ہے۔
- نیز فرمایا: جو محتاجی کے بغیر مانگنے لگتا ہے تو یوں سمجھو کہ انگارے لے کر کھا رہا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو اس لئے مانگا کرتا ہے تا کہ مالدار ہو کر دکھائے تو قیامت کے دن اس کا چہرہ نوچا دکھائی دے گا اور وہ گرم پتھر کھائے گا تو اب جس کا جی چاہے تھوڑا کھائے اور جس کا دل چاہے زیادہ کھا لے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ انہیں صدقہ کا نگران بنا دیں تو آپ نے انہیں فرمایا: میں نہیں چاہتا کہ تمہیں لوگوں کے گناہوں کے دھوون کا نگران بنا دوں۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت مانگنا' مانگنے والے کے چہرے پر خراش کی طرح ہوتا ہے' اب یہ اس کی مرضی ہے کہ یہ خراش رہنے دے یا اسے ترک کر دے ہاں ضرورت مند ہو یا کسی حکمران سے مانگے تو جائز ہے' حضرت زید بن عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے حجاج بن یوسف سے یہ بات کی تو اس نے کہا: مجھ سے مانگو کیونکہ میں حکمران ہوں۔
- حضرت ابن الفراسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کی کہ کیا میں مانگ سکتا ہوں؟ فرمایا: نہیں' پھر فرمایا: اگر مانگنا ہی ہے تو کسی نیک بندے سے مانگا کرو۔
- آپ مزید فرماتے ہیں کہ یہ مال بہت سرسبز ہوتا ہے اور میٹھا لگتا ہے چنانچہ جو اسے دل کی سخاوت سے (کھلے دل سے) مانگتا ہے تو اس کے لئے اس میں برکت رکھ دی جاتی ہے اور جو اسے اکڑ کر مانگتا ہے تو اس کے لئے اس میں برکت نہیں رکھی جاتی اور وہ اس شخص کی طرح ہوتا ہے جو کھاتا تو ہے لیکن سیر نہیں ہوتا' داہنا ہاتھ بہر حال بائیں ہاتھ سے اعلیٰ ہوتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ہاتھ تین ہوتے ہیں' اللہ کا دست قدرت سب سے اعلیٰ ہوتا ہے' دینے والے کا ہاتھ اس کے ساتھ ہی ہوتا ہے اور مانگنے والے کا ہاتھ نیچے ہوتا ہے تو فضیلت دو اور اپنے آپ سے عاجز نہ ہوا کرو۔
- آپ نے صدقہ تقسیم کرتے وقت فرمایا: تم میں سے کوئی میرے ہاں سے سوال پر کچھ چھپا کر نکلتا ہے تو اس کی بغل میں گویا آگ ہوتی ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ایسا مال انہیں دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تو پھر میں کیا کروں؟ وہ سوال تو کر کے ہی رہتے ہیں اور اللہ نہیں چاہتا کہ میں بخل سے کام لوں۔
- آپ نے فرمایا: لوگوں سے بے نیاز ہو جاؤ خواہ کسی کی مسواک سے منہ صاف کرنا ہی کیوں نہ ہو۔
- آپ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ غنی' بردبار اور پاک دامن کو پسند فرماتا ہے لیکن بکواس کرنے والے' فاجر و فاسق اور لٹیرے کو ناپسند کرتا ہے۔

- آپ اپنی دُعاء میں یوں عرض کیا کرتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ نَّفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَّا یُسْمَعُ۔

''الٰہی میں ایسے دل کے بارے میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں جو میسر نہ ہو سکے ایسے دل کے بارے میں جو ڈرتا نہیں اور ایسی دُعاء کے بارے میں جو قبول نہ ہو۔''

پھر اس باب سے پہلے حضور علیہ السلام کا قول گذر چکا ہے کہ: مسکین وہ نہیں ہوتا ہے جسے لقمہ یا دو لقمے یا ایک دو کھجوریں مل جائیں بلکہ ایسا شخص ہوتا ہے جو غنی ہونے کی بناء پر اپنے آپ کو غنی نہیں جانتا' اپنے آپ کو ایسا نہیں گراتا کہ اسے صدقہ دیا جائے اور نہ وہ لوگوں سے مانگنے کھڑا ہوتا ہے۔

- آپ یہ بھی فرماتے ہیں: مبارک ہے اس شخص کو جو راہ اسلام کی راہنمائی پالے پھر اس کی پوری زندگی میں وہ پاک دامنی اور قناعت دکھائی دے۔
- آپ فرماتے ہیں: طمع سے بچو کیونکہ اصل محتاجی یہی ہوتی ہے۔
- آپ نے فرمایا: جو شخص صبح کو اُٹھے اور اس کا بدن صحیح سلامت ہو اور اس کے پاس ایک دن کی خوراک ہو تو یوں جانے کہ اس کے پاس دنیا بھر نعمتیں موجود ہیں۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ علیہ السلام سے کچھ مانگنے آیا تو آپ نے اس سے فرمایا: کیا تمہارے گھر میں کچھ ہے؟ اس نے عرض کی: ہاں' کچھ کپڑے جن میں سے ہم کچھ تو پہنتے ہیں اور کچھ بچھاتے ہیں اور پیالہ ہے جس میں پانی پیتے ہیں' آپ نے فرمایا: وہ دونوں میرے پاس لے آؤ' وہ لے آیا تو آپ نے دونوں پکڑ لئے اور فرمایا: انہیں کون خریدے گا؟ ایک نے عرض کی: میں ایک درہم میں لیتا ہوں۔ اس پر آپ نے دو تین مرتبہ فرمایا: ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟ ایک اور آدمی نے دو درہم کہے تو آپ نے دونوں چیزیں ہی اسے دے دیں اور درہم پکڑ لئے' ایک انصاری کو دے کر فرمایا: ان میں سے ایک کا کھانا لے کر جاؤ اور اپنے گھر جا پھینکو اور دوسرے سے کلہاڑا خرید لاؤ چنانچہ وہ لے آیا' آپ نے اس میں اپنے ہاتھ سے ایک لکڑی ڈالی اور فرمایا کہ لکڑیاں اکٹھی کر کے بیچو' میں پندرہ دن تک تمہیں نہ دیکھ پاؤں۔

اس نے یونہی کیا اور واپس آیا تو اس کے پاس دس درہم تھے جن میں کچھ کا کپڑا خریدا اور کچھ کا کھانا۔ اس پر آپ نے فرمایا: یہ تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن یہ سوال تمہارے چہرے پر داغ بن کر دکھائی دے۔

- آپ اکثر فرمایا کرتے: اگر کوئی شخص کسی سے کچھ مانگے تو دو صورتیں ہیں' وہ دے بھی سکتا ہے لیکن انکار بھی تو کر سکتا ہے' اس لئے بہتر یہی ہے کہ پیٹھ پر لکڑی کا گٹھہ باندھ لیا کرے۔
- رسولِ انور علیہ السلام نے فرمایا: بہتر روزی وہی ہے جو انسان اپنے ہاتھوں سے کما کر کھائے' اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنی محنت سے کما کر کھایا کرتے تھے۔

- آپ ہی فرماتے تھے: فاقہ آ جائے اور انسان اسے اللہ کی طرف سے جانے تو اُمید رکھے وہ اسے جلد یا بہ دیر رزق دے گا۔

ایک اور روایت میں ہے: جسے بھوک گھیر لے اور وہ محتاج ہو جائے لیکن وہ اسے لوگوں سے چھپائے اور اللہ کی طرف سے جانے تو یہ اللہ کے ذمۂ کرم پر ہے کہ وہ اسے سال بھر کی حلال روزی عطا فرما دے۔

فصل:

اگر کوئی رضامندی سے سائل کو نہیں دیتا تو انسان کو اس سے لینے پر ڈانٹا گیا ہے

رسولِ اطہر ﷺ فرماتے ہیں: خزانے میرے پاس ہیں لہٰذا اگر میں کسی کو رضامندی سے کچھ دوں تو اس میں اس کے لئے برکت ہوگی لیکن اگر میں ایسا نہ کروں تو اس کے لئے اس میں برکت نہیں ہوگی' وہ پھر ایسے شخص کی طرح ہوگا جو کھا لینے کے باوجود بھوکا ہوتا ہے۔

- آپ نے فرمایا تھا: اگر کوئی شخص بن بلائے تم سے کچھ کھانے آ جائے تو اسے نہ کھلاؤ۔
- آپ ہی نے فرمایا: کسی سے اصرار کر کے نہ مانگا کرو کہ اس میں برکت نہیں ہوتی۔
- آپ نے مزید فرمایا: ایک شخص مجھ سے مانگتا ہے اور میں اسے کچھ بھی دیتا ہوں مگر وہ اپنی جھولی میں آگ لے جا رہا ہوتا ہے۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے جب بھی کوئی کچھ مانگتا تو آپ انکار نہیں فرمایا کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

عورت کو یہ ہدایت ہے کہ اپنے شوہر کا مال اس کی اجازت سے صدقہ کرے

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ عورت اگر اپنے شوہر کے مال میں سے فساد برپا کئے بغیر صدقہ کرتی ہے تو ایسی صورت میں اسے اور اس کے شوہر کو یکساں اجر ملے گا کسی کے اجر میں کمی نہ ہوگی۔

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: عورت کے لئے یہ جائز نہیں ہوتا کہ اپنے شوہر کے مال میں سے اس کی ہمت سے بڑھ کر خرچ کرے' اس صورت میں دونوں کو اجر یکساں ملے گا اور یہ بھی لازم ہے کہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے' اگر شوہر اجازت دے دیتا ہے تو اجر دونوں کو ملے گا اور اگر اجازت نہیں دیتا تو عورت کو گناہ ہوگا۔
- حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے پاس تو صرف وہی مال ہے جو حضرت زبیر کا ہے تو کیا میں اس سے صدقہ کرسکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: صدقہ کرنا' جمع نہ کرنا' اس کا تمہیں حساب دینا ہوگا۔
- حضور ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت اپنے شوہر کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے۔ عرض کی گئی کہ کھانا بھی نہ دے؟ فرمایا: یہی تو ہمارا بہتر مال ہوتا ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے پاس گوہ لائی گئی تو میں نے اس بارے میں رسول اکرم ﷺ سے پوچھا' آپ نے کھانے سے منع فرما دیا' اتنے میں ایک سائل آ گیا تو میں نے اسے دینے کے بارے میں پوچھا لیکن آپ نے اسے دینے سے بھی منع فرما دیا اور ارشاد فرمایا کیا وہ کچھ دوسروں کو کھلاتی ہو جو خود نہیں کھانا ہے؟ واللہ اعلم۔

فصل:

بن مانگے ملے مال کو قبول کرنے کا شوق دلایا گیا ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تمہیں بن مانگے حکمران کی طرف سے اللہ تعالیٰ دے اور اس میں احسان بھی نہ جتلایا جائے تو اسے کھاؤ پیو اور اپنے پاس بھی رکھ سکتے ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ اگر تمہارے پاس ایسا مال خواہش کئے اور مانگے بغیر آ جائے تو لے لیا کرو اور اپنے پاس جمع رکھو کیونکہ وہ ایسا رزق ہے جو اللہ نے خود تمہارے پاس بھیجا ہے' چاہو تو اسے کھاؤ اور چاہو تو صدقہ کرسکتے ہو لیکن اگر ایسا نہیں تو تمہارے دل میں اس کا خیال ہی نہیں آنا چاہئے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ تو کسی سے کچھ مانگا کرتے اور نہ ہی کسی کے دینے پر لینے سے انکار فرماتے۔

- آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جسے سوال کئے اور اُمید لگائے بغیر کچھ مل جائے تو اللہ کی طرف سے یہ اس کی روزی میں اضافہ ہوگا' اب یہ چاہئے کہ اپنے سے بھی محتاج کو اس میں سے کچھ دے۔

فرع:

جو شخص از خود کسی کو کچھ دے لیکن وہ اس کا شکریہ ادا نہ کرے' اب یہ ان کے خلاف دُعاء کریگا تو یہ دُعاء قبول ہوگی۔

- حضورِ انور ﷺ فرماتے تھے کہ اگر کوئی انسان خود محتاج ہوتے ہوئے کسی کو کھلے دل سے دیتا ہے تو لینے والے سے وہ افضل نہیں ہوتا۔
- حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ وہ سائل کتنا اچھا ہے جو میرے دروازے پر آ کر مانگتے ہوئے میرا توشہ آخرت کے لئے لے جاتا ہے' گویا وہ آ کر کہتا ہے: کچھ ہے تو مجھے دو تاکہ میں لے جا کر اللہ کی بارگاہ میں پیش کروں؟
- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی دروازے پر آ کر کسی سے کچھ مانگتا ہے تو اللہ کی طرف سے یہ اس شخص پر انعام ہوتا ہے۔
- آئندہ باب میں انشاء اللہ وہ احادیث آ رہی ہیں جن کے اندر کارِ خیر میں خرچ کرنے پر اُبھارا گیا ہے۔

فصل:

یہ ممنوع ہے کہ انسان کھلے طور پر اللہ سے مالِ دنیا مانگے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ثعلبہ بن حاطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ سے دُعاء کیجئے کہ میرے مال میں اضافہ فرما دے۔ آپ نے اس بات توجہ نہ دی۔ وہ پھر حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! دُعاء فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ میرے مال میں اضافہ فرمائے۔ آپ نے فرمایا: ثعلبہ تم پر افسوس ہے' تھوڑے ملے پر اللہ کا شکر ادا کر سکو تو یہ اس زیادہ سے بہتر ہے جس کا شکر ادا نہ کر سکو۔ پھر وہ تیسری مرتبہ آئے تو فرمایا: اے ثعلبہ! یہ نہیں چاہو گے کہ اللہ کے نبی جیسے ہو جاؤ؟ حضرتِ ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو دینِ حق دے کر بھیجا ہے: اگر آپ یہ دُعاء فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے رزق دے تو میں ہر حق دار کو اس کا حق دوں گا۔ اس پر آپ نے فرمایا: الٰہی! ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مال عطا فرما چنانچہ انہیں بکریاں ملیں اور کیڑوں کی طرح ان میں اضافہ ہو گیا' مدینہ میں ہر طرف انہی کی بکریاں دکھائی دینے لگیں وہ وہاں سے مدینہ کی ایک وادی میں چلے گئے' حالت یہ تھی کہ ظہر و عصر جماعت کے ساتھ پڑھنے اور دوسری چھوڑنے لگے' پھر وہ بکریاں اور بڑھ گئیں تو جمعہ کے علاوہ سب نمازیں چھوڑ دیں' بکریاں کیڑوں کی طرح بڑھتی چلی گئیں حتیٰ کہ انہوں نے جمعہ بھی چھوڑ دیا۔

ایک دن رسولِ اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے اس کی حالت بتائی' فرمایا: ثعلبہ! تم پر افسوس ہے' اتنے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا ۝ (سورۂ توبہ: ۱۰۳)

"ان کے مالوں سے صدقہ لیجئے جو انہیں پاک صاف کر دے اور ستھرا کر دے۔"

اسی دوران حضورﷺ نے مختلف قبیلوں کی طرف صدقات وصول کرنے کے لئے آدمی بھیجے' یہ دو آدمی تھے جن میں سے ایک بنوسلیم میں سے تھا۔ جس کے پاس حکمنامہ تھا' اسے فرمایا: جب تم ثعلبہ کے پاس جاؤ تو اس کے سامنے میرا یہ رقعہ پڑھ دینا چنانچہ جب وہ اس کے پاس گئے تو انہوں نے انکار میں سر ہلا دیا اور کہا: یہ تو ایک جزیہ (ٹیکس) ہے اور ٹیکس جیسا ہے' نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے؟ پہلے بنوسلیم کے پاس جاؤ اور پھر میرے پاس آنا۔

وہ بنوسلیم کی طرف گئے تو انہوں نے دونوں کی آؤ بھگت کی اور کہنے لگے کہ ہم رسول اللہﷺ کے ایلچیوں کو جی آیاں نوں' کہتے ہیں۔ پھر انہوں نے بہتر اونٹوں میں سے کچھ اونٹ ان کے ہمراہ کر دیئے۔ اس پر ان دونوں نے کہا: رسول اللہﷺ نے ہمیں بہترین جانور لانے کو نہیں فرمایا۔ انہوں نے کہا: ہم اپنی خوشی سے دے رہے ہیں چنانچہ وہ لے کر رسول اللہﷺ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے روانہ ہوئے واپسی پر ثعلبہ کے پاس آئے تو اس نے کہا: مجھے وہ رقعہ دکھاؤ تاکہ دوبارہ پڑھ لوں چنانچہ اس نے گہری نظر سے دیکھا تو کہا: یہ تو ٹیکس ہی ہے' جاؤ! میں سوچتا ہوں۔ وہ حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپ نے انہیں دیکھتے ہی ان کے بولنے سے پہلے فرمایا: او ثعلبہ! افسوس تم پر اور بنوسلیم کے لئے دُعاء فرمائی' اسی سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی:

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ (تا) بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ○ (سورۃ بقرہ: ۱۰۰)

''اور ان میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے' تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا' اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن تک کہ اس سے ملیں گے' بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے۔''

اس موقع پر آپ کے پاس ثعلبہ کا کوئی سچا یار بیٹھا تھا' وہ فوراً اُن کے پاس گیا اور انہیں بتایا کہ تم پر افسوس ہے' اللہ تعالیٰ نے تمہارے بارے میں یوں آیت نازل فرمائی ہے چنانچہ ثعلبہ سر پر مٹی ڈالے حضورﷺ کی خدمت میں آئے اور اپنی طرف سے صدقہ قبول کرنے کی درخواست کی' آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارا صدقہ لینے سے روک دیا ہے۔ اس پر وہ رونے لگے' حضورﷺ نے فرمایا: یہ تمہارا عمل ہی تو ہے' میں نے تمہیں کہا تھا لیکن تم نے میری بات نہیں مانی۔ ثعلبہ واپس آ گئے لیکن رسول اللہﷺ نے آخری دم تک اُن سے صدقہ وصول نہیں کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آیا تو وہ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے: میں رسول اللہﷺ کے ہاں آپ کا مرتبہ جانتا ہوں اور میرے بارے میں بھی آپ کو علم ہے کہ انصار میں میری حیثیت کیا ہے (لہٰذا صدقہ لے لیں) لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس چیز کو آپ نے قبول نہیں فرمایا' میں کیسے قبول کر لوں پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بھی آ کر پیش کیا' انہوں نے بھی قبول نہیں کیا' پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے بھی قبول نہیں چنانچہ وہ انہی کے دور میں فوت ہو

گئے۔

○ رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو چاہتا ہے تو دنیا کے امور اس پر بند کر دیتا ہے اور آخرت کے معاملات کی راہیں کھول دیتا ہے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

نعمتوں کو یاد رکھنے اور ان کا اعتراف کرنے پر اُبھارا گیا ہے' ان کی ناشکری نہیں چاہئے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں برص والا' گنجا اور اندھا تین آدمی تھے جنہیں اللہ نے آزمانا چاہا چنانچہ آدمی کی شکل میں ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا' پہلے وہ برص والے کے پاس آیا اور پوچھا کہ تمہیں کیا چاہئے؟ اس نے کہا کہ رنگ اچھا ہو جائے' جلد درست ہو جائے اور یہ تکلیف جاتی رہے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے گھن کھاتے ہیں' فرشتے نے ہاتھ پھیرا تو وہ تکلیف دور ہوگئی' پھر پوچھا: اور کیا چاہئے؟ اس نے جواب دیا کہ اونٹ مل جائیں تو اچھا ہے۔ اس نے دس ماہ کے حمل والی اونٹنی دیدی اور کہا کہ اللہ تمہارے لئے اس میں برکت دے۔

پھر گنجے کے پاس آیا اور پوچھا: تمہیں کیا چاہئے؟ اس نے کہا: اچھے بال ہونے چاہئیں' فرشتے نے دُعاء کی تو اس کی تکلیف دور ہوگئی' پھر پوچھا: اور کیا لو گے؟ اس نے کہا: گائے لینا چاہوں گا چنانچہ اس نے حمل والی گائے دے کر کہا کہ اللہ تمہیں اس میں برکت دے۔

پھر اندھے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: کیا چاہئے؟ اس نے کہا: آنکھیں مل جائیں تو لوگوں کو دیکھا کروں' فرشتے نے ہاتھ پھیرا تو اسے آنکھیں مل گئیں اور پھر پوچھا: کسی اور شے کی ضرورت ہے تو بتاؤ' اس نے کہا: بکری لوں گا چنانچہ اس نے بچے جننے والی بکری دیدی اور کہا: اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔

سب کے جانوروں نے بچے دیدیے چنانچہ ایک کو اونٹوں کی وادی مل گئی' دوسرے کو گائے اور تیسرے بکریوں کی' اس کے بعد وہی فرشتہ ایک اور شکل میں برص والے کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں ایک مسکین اور مسافر شخص ہوں' سفر میں پلے کچھ بھی نہیں رہا' آج تو مجھے صرف اللہ اور پھر تمہارا سہارا چاہئے' اللہ نے تمہیں اچھا رنگ دیا' اچھا چمڑہ دیدیا ہے اور پھر مال بھی دیا ہے مجھے بھی کوئی اونٹ دیدو کہ گھر پہنچ جاؤں۔ اس نے کہا: بہت سے کام کرنے کو ہیں' (کیا کیا کروں) فرشتے نے کہا: لگتا ہے میں نے تمہیں دیکھا ہے' کیا تم وہی نہیں جسے برص کی بیماری تھی' لوگ تم سے گھن کرتے تھے اور پھر اللہ نے تمہیں

مال دیدیا؟ وہ کہنے لگا کہ یہ مال تو مجھے بڑوں سے ملتا آ رہا ہے۔ فرشتے نے کہا: اگر تم نے جھوٹ بولا ہے تو اللہ تمہیں پہلے جیسا کر دے۔

پھر وہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے بھی وہی کچھ کہا اور گنجے نے بھی وہی جواب دیا جو برص والے نے دیا تھا۔ اس کے بعد وہ اندھے کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں ایک مسکین آدمی اور مسافر ہوں' کوئی ذریعہ نہیں ہے' آج اگر کوئی سہارا ہے تو اللہ کے بعد صرف تم ہو' اگر مجھے کوئی بکری دیدو تو میں گھر لے جاؤں۔ اس نے کہا: بھائی! میں تو اندھا ہوا کرتا تھا: اللہ نے مجھے آنکھیں دیدیں اب جو چاہو' لے لو اور جو چاہو چھوڑ جاؤ' آج میں اللہ کی راہ میں مانگنے کا انکار کیسے کر سکتا ہوں؟

اس پر فرشتے نے کہا: اپنا مال پاس رکھو' یہ تو تمہاری آزمائش تھی جن میں سے اللہ تم پر خوش ہے لیکن دوسروں پر ناراض ہے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

اللہ تعالیٰ کے نام پر جنت کے علاوہ کچھ مانگنے سے منع فرمایا گیا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں اکثر بتایا کرتے کہ حضرت خضر علیہ السلام ایک دن بنی اسرائیل کے بازار میں چلے جا رہے تھے کہ اسی دوران ایک شخص پر نظر پڑی' اس نے کہا: اللہ تم پر کرم فرمائے' مجھے کچھ صدقہ دیجئے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: مجھے اللہ پر یقین ہے کہ جو اللہ چاہتا ہے' وہی ہوتا ہے' میرے پاس تو کچھ بھی نہیں جو تمہیں دیدوں۔ اس پر مسکین نے کہا: میں آپ سے اللہ کے نام پر مانگوں گا کیونکہ مجھے آپ کے چہرہ سے نظر آ رہا ہے کہ آپ ایک سخی ہیں اور مجھے آپ سے مہربانی کی اُمید ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے پھر کہا: یقین جانئے میرے پاس کچھ ہے ہی نہیں جو آپ کو دیدوں۔ اس نے پھر سوال کیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے کہا: میرے پاس دینے کو کچھ نہیں البتہ یہ بات ہے کہ تم مجھے پکڑو اور اپنا مرید کر لو۔ اس پر مسکین نے کہا: تو کیا یہ درست ہو گا۔ انہوں نے کہا: ہاں' میں کہتا ہوں کہ تم نے بہت بڑا سوال کیا ہے لیکن میں اللہ سے بے اُمید نہیں۔

کہتے ہیں کہ وہ شخص حضرت خضر علیہ السلام کو بازار میں لے گیا اور چار سو درہم میں فروخت کر دیا۔ آپ خریدار کے پاس بہت مدت تک رہے لیکن اس نے آپ سے کوئی کام نہ لیا۔ ایک دن آپ نے خریدار سے کہا کہ تم نے مجھے کسی غرض سے خریدا ہے تو مجھے کوئی کام بتائیے۔ خریدار نے کہا: مجھے اچھا نہیں لگتا کہ آپ پر کوئی بوجھ ڈالوں کیونکہ آپ بوڑھے آدمی اور کمزور ہیں۔ آپ نے کہا: مجھے کوئی کام بوجھ نہیں لگتا' آخر وہ کہنے لگا کہ یہ پتھر اُٹھا کر دوسری جگہ رکھ دو۔ پتھر ایسا تھا کہ

دن بھر میں اسے چھ آدمیوں سے کم اُٹھا نہیں سکتے تھے۔

یہ کہہ کر وہ آدمی تو کسی ضروری کام سے کہیں نکل گیا تاہم لمحے بھر میں وہ پتھر دوسری جگہ رکھا جا چکا تھا۔ یہ دیکھ کر اس نے کہا: آپ نے بہت اچھا کیا' مجھے اُمید ہی نہ تھی کہ یہ کام آپ کرلیں گے۔

کہتے ہیں کہ اس شخص کو سفر پر جانا ہوا تو اس نے کہا: آپ مجھے امانت دار معلوم ہوتے ہیں لہٰذا میرے بعد گھر میں آپ کا رہنا اچھا رہے گا۔ آپ نے کہا کہ کوئی کام میرے ذمے لگایئے۔ اس نے کہا: میں آپ پر بوجھ ڈالنا پسند نہیں کرتا۔ آپ نے کہا کہ مجھ پر کوئی بوجھ نہ ہوگا۔ آخر اس نے کہا کہ میرے آنے تک کچی اینٹیں تیار کرو۔

کہتے ہیں کہ وہ آدمی سفر پر روانہ ہوا اور جب وہ واپس آیا تو دیکھا کہ انہوں نے بنیادیں بھر دی تھیں۔ یہ دیکھ کر وہ کہنے لگا کہ آپ نے یہ سب کچھ کیسے کر دیا اور آپ کرتے کیا ہیں؟ آپ نے کہا: تم نے مجھ سے اللہ کے نام پر پوچھا اور یہی وہ نام ہے جس کی وجہ سے میں اس مشکل عبادت میں پڑا ہوں۔

حضرت خضر علیہ السلام نے کہا: میں بتاتا ہوں کہ میں کون ہوں' میں وہی خضر علیہ السلام ہوں جس کے بارے میں تم نے سن رکھا ہے۔ مجھ سے ایک مسکین نے صدقہ مانگا تھا' میرے پاس دینے کو کچھ تھا ہی نہیں' اس نے اللہ کا واسطہ دیا تو میں نے اپنا آپ پیش کر دیا اور اس نے مجھے بیچ دیا۔ اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جس سے اللہ کے نام پر کچھ مانگا جائے اور وہ سائل کو انکار کر دے حالانکہ وہ کچھ دے سکتا ہو تو قیامت کے دن اس کے چہرے پر گوشت نہ ہوگا اور وہ کانپ رہا ہوگا۔ وہ آدمی کہنے لگا: اللہ مجھے معاف کرے' اے اللہ کے نبی! میں نے آپ پر بوجھ ڈالا ہے' میرا سب کچھ آپ کا ہے' آپ جو چاہیں' وہی ہوگا یا آپ چاہیں تو میں آپ کو آزاد کر دیتا ہوں۔ آپ نے کہا: میرا خیال تو یہی ہے کہ تم مجھے جانے دو تا کہ میں اپنے پروردگار کی عبادت کر سکوں چنانچہ اس نے آپ کو آزاد کر دیا۔ اب حضرت خضر علیہ السلام نے کہا: اس ذات کا شکر ہے جس نے مجھے عبودیت میں قید کیا اور پھر نجات دیدی۔

- حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو شخص اللہ کے نام پر سوال کرے' وہ لعنتی ہے اور جس سے سوال ہو' وہ بھی لعنتی ہے اور پھر سائل لعنتی ہے بشرطیکہ قطع تعلقی کا سوال نہ کرے۔
- آپ نے فرمایا تھا: اللہ کی رضا کا نام لے کر جنت کے سوا کچھ نہ مانگے۔
- آپ ہی نے فرمایا: جو اللہ کے نام پر سوال کرے تو اسے کچھ دیدو اور جو تم سے بھلائی کرے تو اس کا بدلہ دو' اگر بدلہ نہ دے سکو تو اس کے لئے اس قدر دُعا کرو جس سے تمہیں معلوم ہو جائے کہ تم نے اسکا بدلہ دے دیا ہے۔
- آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں لوگوں میں سے بدترین شخص نہ بتاؤں؟ وہ ایسا شخص ہوتا ہے کہ اللہ کی رضا پر سوال کرتا ہے اور اسے کچھ ملتا نہیں۔
- آپ نے فرمایا: جب کوئی سائل کسی دروازے پر کھڑا ہو جاتا ہے تو رحمت بھی ساتھ ہوتی ہے' اب یہ اس کی مرضی ہے اسے قبول کرلے یا رد کرے۔

فرع:

رسولِ انورﷺ فرماتے تھے کہ جب تم تین مرتبہ سائل کو ہٹاؤ اور وہ نہ ہٹے تو اسے جھڑکنے پر حرج نہیں ہوگا۔

آپ نے یہ بھی فرمایا: اگر کوئی شخص کسی کو کچھ دینے کی ہمت نہیں رکھتا تو اس سے نرم کلام کرے اور اس نے کسی اور موقع پر کچھ دینے کا وعدہ کرلے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

درویش کا دھیان کرنا اور بخیل کی مذمّت کا بیان

رسول اکرمﷺ فرماتے ہیں: مسکین کو کچھ دیا کرو خواہ جلے ہوئے کھر جیسی چیز ہی کیوں نہ ہو۔

رسولِ اکرمﷺ فرماتے ہیں کہ تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ عنقریب یوں کلام فرمائے گا کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمانی کرنے والا نہ ہوگا' وہ دیکھے گا کہ یہ کونسے لوگوں میں ہے اور پھر وہی عمل دیکھے گا جو اس نے آگے بھیج رکھے ہیں' وہ اس کی بدبختی دیکھے گا جو اس کے اعمال کی وجہ سے ہوگی جس کی وجہ سے وہ دیکھے گا تو اس کے سامنے اسے آگ دکھائی دے گی لہٰذا جہنم سے ڈرتے رہو خواہ آدھی کھجور دے کر ہی بچنا پڑے کیونکہ کھجور بھوکے سے بھوک کو روکتی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے: صدقہ دیتے رہا کرو کیونکہ یہ ٹیڑھے کو سیدھا کرتا ہے' برائی کا تخم ختم کرتا ہے اور خطاؤں کو یوں مٹا دیتا ہے جیسے آگ کو پانی بجھایا کرتا ہے۔

ایک روایت میں ہے صدقہ دیتے رہا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ صدقہ کے ذریعہ بلاؤں کے ستر ایسے دروازے بند کر دیتا ہے جن میں سے کم سے کم کوڑھ اور برص شمار ہوتے ہیں۔

حضورﷺ فرماتے ہیں کہ ایک بخیل اور صدقہ دینے والا یوں سمجھو کہ دو ایسے آدمی ہیں جنہوں نے لوہے کے لباس پہن رکھے ہوں گے اور ان کے ہاتھ سینے اور گردن تک ہیں' صدقہ دینے والا جب بھی کوئی صدقہ دیتا ہے تو اس کے ہاتھ وہاں سے ہٹ جاتے اور انگلیاں کھل جاتی ہیں نیز وہاں سے ان کا اثر زائل ہو جاتا ہے جبکہ بخیل جب بھی صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا ہاتھ سمٹ جاتا ہے اور انگلی کا ہر کنڈل اور پیچ اپنی جگہ پر رہتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں میں نے دیکھا' حضورﷺ نے اپنے گریبان میں انگلی ڈال کر دکھائی تو کھولنے پر کھل نہیں رہی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صرف وہی صدقہ دیا کرتیں جو وہ خود کھایا کرتیں اور فرماتیں' میں نے رسولِ انورﷺ سے سن رکھا ہے' فرماتے تھے: جو کچھ تم خود نہیں کھاتے' اسے مسکینوں کو بھی نہ کھلایا کرو اور خود وہی صدقہ

دیتیں جو ان کے اپنے پاس ہوتا' کم ہوتا یا زیادہ حتیٰ کہ دیکھنے میں یہ بھی آیا کہ آپ رڈی انگور اور کھجور تک دے رہی ہوتیں (کیونکہ وہی پاس ہوتے تھے)۔

- حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کبھی مسجد میں داخل ہوتے اور کسی سائل کو دیکھ لیتے تو اسے کچھ نہ کچھ دیتے چنانچہ روٹی کا ٹکڑا بھی ہوتا تو اپنے چھوٹے بچے سے لے کر اسے دیدیتے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انگور کھا رہی تھیں کہ مسکین نے مانگ لیا چنانچہ خادم سے فرمایا کہ یہ انگور کا دانہ لو اور اسے دیدو' وہ دیکھ کر حیران رہ گیا' اس پر انہوں نے فرمایا: کیا تم تعجب کر رہے ہو؟ دیکھتے نہیں ہو کہ اس میں کتنے ذرّے موجود ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ تو فرما رہا ہے:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ (سورۂ زلزلہ: ۷)

''تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے' اسے دیکھے گا۔''

- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پیاز تک ہر شے کا صدقہ دے دیا کرتے تھے۔
- حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدقہ دیتے وقت کسی کے ذمے نہ لگاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جب صدقہ دینے والا فقیر کے ہاتھ میں صدقہ دے رہا ہوتا ہے تو جاتے وقت اس کے ہر قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے اور جب وہ صدقہ فقیر کے ہاتھ میں پہنچ جاتا ہے تو ہر قدم کے بدلے میں دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔
- رسولِ انور ﷺ فرماتے تھے کہ جب بھی کوئی شخص کچھ نہ کچھ صدقہ دیتا ہے تو اس سے ستّر شیطانوں کا قابو ٹوٹ جاتا ہے جو اس کو روک رہے ہوتے ہیں۔
- آپ فرمایا کرتے تھے کہ صدقہ جلد از جلد دیا کرو کیونکہ بلا اسے آگے نہیں جانے دیتی۔
- رسولِ اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ صدقہ انسان کی عمر بڑھاتا ہے چنانچہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ بڑھاپا اور فخر و تکبر دور فرما دیتا ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص عبادت گذار تھا جس نے اپنے گرجے میں ستر سال تک عبادت کی' اس دوران بارش ہوئی اور سبزہ اُگ آیا' راہب نے گرجے میں سے جھانکا تو کہنے لگا! اگر میں نیچے اُتر کر اللہ کا ذکر کروں تو اور بھلا ہو جاؤں چنانچہ نیچے اُترا تو اس کے پاس ایک دو روٹیاں تھیں' اسی دوران ایک عورت اس کے پاس آئی اور دیر تک اس سے باتیں کرتا رہا' وہ بھی اس سے باتیں کرتی رہی' پھر اس سے ہم بستر ہوا تو اس پر غشی طاری ہوئی چنانچہ نہانے کے لئے کنوئیں میں اُترا' اسی دوران ایک سائل آ گیا تو اس نے اسے اشارہ کیا کہ یہ دونوں روٹیاں لے لو اور اسی دوران مرگیا چنانچہ اس کی ساٹھ سالہ عبادت کی نیکیاں اس زنا کار عورت کی نیکیوں کے پلڑے میں ڈال کر تولی گئیں' تو اس زنا کار عورت کی نیکیاں بڑھ گئیں' پھر ایک یا دو وہی روٹیاں راہب کے

پلڑے میں ڈال کر تولی گئیں تو زانی عورت سے اس کی نیکیاں بڑھ گئیں چنانچہ اسے بخش دیا گیا۔

- رسولِ انور علیہ نے فرمایا کہ ایک درہم' ایک لاکھ درہم سے بڑھ جاتا ہے۔ اس پر ایک شخص نے عرض کی' یا رسول اللہ! یہ کیونکر ممکن ہے؟ فرمایا: ایک آدمی کے پاس بہت سا مال ہوتا ہے تو وہ اس سے ایک درہم لے کر خرچ کرتا ہے لیکن اس کے مقابلے میں ایک شخص کے پاس صرف ایک ہی درہم ہوتا ہے اور وہی وہ صدقہ کر دیتا ہے (تو یہ اس سے بڑھ جائے گا)۔
- رسولِ اطہر علیہ نے فرمایا: جب کوئی شخص حلال کمائی سے کھجور بھر صدقہ کرتا ہے (جبکہ اللہ تعالیٰ پاک چیز ہی قبول فرماتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے دستِ قدرت سے لیتا ہے پھر اسے صدقہ دینے والے کے لئے ایسے پرورش فرماتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنے بچھیرے کو پالتا ہے چنانچہ اس کا صدقہ پہاڑ جتنا ہو جاتا ہے پھر ایک اور شخص لقمہ بھر صدقہ کرتا ہے تو وہ اللہ کے دستِ قدرت میں (یا فرمایا اللہ کی ہتھیلی میں) یوں بڑھ جاتا ہے جتنا پہاڑ ہوتا ہے لہٰذا صدقہ دیا کرو پھر یہ آیت پڑھی:

  يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ○ (سورۂ بقرہ: ۲۷۶)

  "اللہ ہلاک کرتا ہے سُود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو۔"
- جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

  مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا○ (ایضاً: ۲۴۵)

  "ہے کوئی جو اللہ کو قرضِ حسن دے؟"

تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بتایا کہ حضرت ابو الدحداح انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسولِ مکرم علیہ کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ بھی ہم سے قرض مانگتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں مانگتا ہے۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! تو پھر آپ اپنا ہاتھ مبارک میری طرف بڑھائیے' آپ نے آگے بڑھایا تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اپنا باغ اللہ کی بارگاہ میں بطور قرض پیش کرتا ہوں۔ باغ میں کھجور کے ساٹھ درخت تھے اور اس میں ام الدحداح بال بچوں سمیت رہتی تھیں۔ حضرت ابو الدحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور آواز دی: اے ام الدحداح! وہ بولیں: میں یہیں ہوں' کیا بات ہے؟ کہنے لگے: باغ سے نکل آؤ کیونکہ یہ میں نے اپنے پروردگار کو بطور قرض دے دیا ہے چنانچہ یہ سنتے ہی حضرت ام الدحداح نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو نکالنا شروع کر دیا جنہوں نے اپنے مونہوں اور آستینوں میں موجود ہر شے وہاں پھینک دی (اور خالی ہاتھ ہو گئے) حضرت ام الدحداح کہہ رہی تھیں: یہ بیع بہت نفع مند ہے۔ اس پر حضور علیہ نے فرمایا: ابو الدحداح کے لئے جنت میں کھجور کے بہت سے گچھے موجود ہیں۔

- آپ ہی کا فرمان ہے: صدقہ دینے کی صورت میں مال گھٹتا نہیں' اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمان کی عزت

بڑھاتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی دکھاتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے بلند درجہ عطا فرماتا ہے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: ایک مرتبہ ہم نے بکری کا گوشت صدقہ میں دیا تو اسکے صرف کندھے اپنے پاس رکھے تھے' اس پر رسول انور ﷺ نے پوچھا کہ کیا کچھ بچا ہے؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کندھوں کے علاوہ سب کچھ صدقہ کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ان کندھوں کے علاوہ سب کچھ بچ گیا ہے۔
- آپ نے فرمایا: بندہ یہ کہتا پھرتا ہے: میرا مال' میرا مال' حالانکہ اس کے مال میں اس کا مال صرف تین طرح کا ہوتا ہے: ایک وہ جو اس نے کھا کر فنا کر دیا' ایک وہ جو اس نے پہن کر پرانا کر دیا یا پھر وہ مال ہوتا ہے جو وہ صدقہ کرتا ہے' اس کے بدلے میں اسے کئی گنا ملتا ہے چنانچہ ایسا مال چلا تو جاتا ہے لیکن لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔
- حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے تحاشا صدقہ کیا کرتے بلکہ اس قدر کہ سارے گھر کا سامان تک فقیروں اور مسکینوں کو تقسیم کر دیتے چنانچہ ایک دن ان کے وکیل نے ان سے کہا کہ مال تو ختم ہو گیا ہے' وہ کہنے لگے: مال ختم ہو گیا ہے تو کیا ہوا' زندگی بھی تو فنا ہونے والی ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ صدقہ' اللہ کے غضب کو دور کرتا ہے اور برائی کی جڑ کاٹتا ہے۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ صدقہ دینے والوں کا صدقہ ان سے عذاب قبر کو دور کرتا ہے اور قیامت کے دن وہ اپنے صدقہ کے سایہ تلے ہوگا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

صدقہ کس شمار میں آتا ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرماتے ہیں: وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ (اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو' وہ اس کے بدلے اور دے گا) کہ اللہ انہیں جو بدلہ دے گا وہ ان پر اللہ کا احسان ہوگا کیونکہ کئی مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان اپنا سب کچھ خرچ کر دیتا ہے اور پھر مرنے تک تنگدست ہی رہتا ہے اور اسے کچھ نہیں ملتا۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں کئی مسکینوں کا ذکر کیا (یا فرماتی ہیں کہ کئی صدقات کا ذکر کیا) اس پر آپ نے مجھ سے فرمایا: اے عائشہ رضی! صدقہ دیئے جاؤ لیکن اس کا شمار نہ کرو کیونکہ پھر تمہارا بھی حساب ہوگا۔

آپ ہی فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ایک سائل آیا' میں نے اسے کچھ دینے کا کہا' پھر میں نے اسے بلایا اور اس پر نظر ڈالی' اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہ ارادہ رکھتی ہو کہ تمہاری بے علمی

میں نہ تو تمہارے گھر میں کوئی شے داخل ہو اور نہ ہی نکل سکے؟ میں نے عرض کی' ہاں' فرمایا: اے عائشہ! ٹھہرو اور سنو: خلوصِ دل سے خرچ کرو لیکن اس کا شمار نہ کرو ورنہ اللہ بھی تمہارا حساب لے گا۔ ایک روایت میں فرمایا: اس کی نگرانی نہ کرو ورنہ اللہ بھی (تمہارے صدقات کی) دیکھ بھال کرے گا۔ ایک اور روایت میں فرمایا ہے: بخل سے کام نہ لو کیونکہ اللہ بھی تمہارے ساتھ ویسا ہی سلوک کرے گا' جو کچھ اپنے پاس موجود ہے' اسے روکنے کی کوشش نہ کرو ورنہ روزی کا تمہارا بہانہ رُک جائے گا۔

فصل:

بن بتائے صدقہ کرنا

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنا صدقہ کا مال چھپا کر لائے اور عرض کی: یا رسول اللہ! یہ صدقہ ہے اور اللہ کے ہاں میرے لئے بہت کچھ ہے (یعنی گھر میں کچھ نہیں) پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور اپنا آدھا مال بطور صدقہ پیش کر کے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ صدقہ ہے اور اللہ کے لئے میرے پاس اور بھی بہت کچھ ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بات ہی سے دونوں کے صدقوں کا فرق معلوم ہو گیا۔

- حضور ﷺ نے فرمایا: سات ایسے شخص ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن اپنے کرم والے سائے میں رکھے گا جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا اور پھر ان میں ایسے شخص کے صدقے کا ذکر فرمایا جو چھپ چھپا کر یوں کرتا ہے کہ بائیں ہاتھ کو پتہ نہیں چل سکتا کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا ہے۔
- آپ فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو وہ ہلتی اور گھومتی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس پر پہاڑ گاڑ دیئے وہ ٹھہر گئی جس سے فرشتوں کو پہاڑوں کی شدت کا پتہ چل گیا' اس پر انہوں نے عرض کی' الٰہی! کیا پہاڑوں سے بھی سخت کوئی شے تو نے پیدا کر رکھی ہے؟ اللہ نے فرمایا: ہاں' اس سے لوہا زیادہ سخت ہے۔ انہوں نے پھر پوچھا: کیا اس سے بھی کوئی سخت چیز تو نے بنائی ہے؟ فرمایا: ہاں آگ اس سے بھی زیادہ ہے۔ وہ پھر پوچھنے لگے: کیا اس سے بھی کوئی سخت چیز ہے؟ فرمایا: اس سے سخت پانی ہے۔ پھر عرض کی: کیا کوئی چیز اس سے بھی سخت پیدا کی ہے؟ فرمایا: ہاں اس سے بھی سخت چیز ہوا ہے۔ انہوں نے پھر پوچھا: کیا اس سے بھی سخت چیز ہے؟ فرمایا: اس سے سخت وہ آدمی ہوتا ہے جو دائیں ہاتھ سے صدقہ دیتا ہے تو بائیں کو بھی پتہ نہیں چلتا۔

پھر اس سے پہلے حضور ﷺ کا یہ فرمان بھی تو گذر چکا ہے کہ خفیہ طور پر صدقہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا عذاب بھی رُک جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ انسان آقا یا قریبی سے کچھ مانگ کر بخیل بن جائے یا اپنے قریبی محتاج رشتہ داروں کے ہوتے ہوئے دوسروں میں بانٹ دے

رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ مجھے حق مذہب دے کر بھیجنے والے کی قسم ہے: جو یتیم پر رحم کرے، اس سے نرم گفتگو کرے اور جو کچھ اللہ نے ہمسائے کو دے رکھا ہے، اسے نہ جھانکے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے عذاب نہ دے گا۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: سب سے فضیلت والا صدقہ وہ ہے جو اس غلام پر کیا جائے جو برے مالک کے غلام ہو۔

آپ فرماتے ہیں: مجھے حق دے کر بھیجنے والے پروردگار کی قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص کا صدقہ قبول نہیں فرماتا جس کے اپنے رشتہ دار محتاج ہوں اور وہ دوسروں کو صدقہ دیتا پھرے اور مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر بھر کر بھی نہیں دیکھے گا۔

آپ ہی فرماتے تھے: اگر اپنے غلام کے مانگنے پر ایک آقا اسے کچھ نہیں دیتا تو قیامت کے دن اس کا وہ مال گنجا سانپ بنا کر لایا جائے گا جو نہایت زہریلا ہوتا ہے۔

آپ فرماتے تھے: اگر کسی کا چچازاد اس سے صدقہ مانگتا ہے اور وہ نہیں دیتا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بھی اس پر فضل نہیں فرمائے گا۔

فصل:

کافر کا کافر کو صدقہ دینا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان ہو یا کافر اللہ تعالیٰ اسے بدلہ دیا کرتا ہے۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! کافر کے بدلے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: کافر جب صلہ رحمی کرتا، صدقہ کرتا یا کوئی اچھا کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا میں اس کا بدلہ مال، بچے اور صحت جیسی چیزوں سے دے دیتا ہے۔ پھر پوچھا: یا رسول اللہ! آخرت میں بدلے کا مطلب کیا ہے؟ تو فرمایا: وہاں

اسے قدرے کم عذاب ہو گا اور پھر یہ آیت پڑھی:

اُدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ○ (سورۂ غافر:۴۶)

''آلِ فرعون کو شدید عذاب میں داخل کر دو۔''

- آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا: اپنے دین والوں کے علاوہ کسی اور کو صدقہ نہ دو۔ اس کے بعد آپ نے مشرکین کو صدقہ دینے کا حکم فرما دیا تھا اور فرمایا کہ بت پرستوں پر صدقہ کر لیا کرو، چنانچہ خود بھی انہیں بہت مرتبہ صدقہ دیا۔ واللہ اعلم۔

کِتَابُ الصِّیَام
روزے کے مسائل

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب لوگ مدینہ کریمہ میں آئے تو ان پر روزے فرض نہ تھے صرف رسول اللہ ﷺ ہر ماہ کے تین روزے رکھا کرتے تھے اور اپنے صحابہ کو بھی رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے' اور پھر اسی دوران رمضان المبارک کا حکم نازل ہوا جو اکثر لوگوں کو عجیب لگا اور اس وجہ سے بھاری معلوم ہوا کہ وہ ماہ بھر کے روزوں کے عادی نہ تھے چنانچہ جو روزے نہ رکھتا' وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دیا کرتا' اسی دوران یہ حکم نازل ہو گیا:

فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ○ (سورۂ بقرہ:۱۸۵)

''جو ماہ رمضان کو پالے' وہ اس کے روزے رکھے۔''

چنانچہ آپ نے طاقت رکھنے والوں کو روزے رکھنے کا حکم دیا۔

- رسول انور ﷺ رمضان المبارک آنے پر قیدیوں کو چھوڑ دیتے' ہر مانگنے والے کو دیا کرتے اور جب تک رمضان گزر نہ جاتا' بستر پر نہ فرماتے۔ رمضان کے آنے پر آپ کا رنگ تبدیل ہو جاتا' آپ نوافل اور دعائیں شدت سے کرتے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان آ جانے پر فرمایا کرتے: تمہارے ہاں برکت والا مہینہ آ گیا ہے جس میں خطائیں معاف کی جاتی ہیں' دعائیں قبول ہوتی ہیں' اللہ تعالیٰ تم میں رمضان کا شوق دیکھتا ہے اور فرشتوں پر تمہاری عظمت کی خاطر فخر کرتا ہے لہٰذا اللہ کو اپنا آپ بھلائی کرتے دکھاؤ کیونکہ اس میں بدبخت وہی شمار ہوتا ہے جو اللہ کی رحمت لینے سے رہ جائے۔
- آپ ارشاد فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: روزہ میری خاطر رکھا جاتا ہے جس کا بدلہ میں خود دیا کرتا ہوں۔

علماء کرام فرماتے ہیں اس حدیث میں دلیل یہ ہے کہ کسی انکار کرنے والے کو قیامت کے دن کوئی حصہ نہ ملے گا نیک اور برے اعمال کا بدلہ ملتا ہے۔

- رمضان المبارک پر آپ لوگوں کو یہ دعا سکھایا کرتے: اے اللہ! مجھے رمضان کے لئے سلامتی دے اور اسے میرے واسطے امن والا بنا دے اور میری طرف سے اسے قبول فرما لے۔

- پھر فرمایا: وہ آدمی ذلیل ہوتا ہے جسے رمضان کا موقع ملے اور اس کی بخشش نہ ہو سکے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: رمضان کا یہ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں گناہ جلا دئے جاتے ہیں اور شوال کو یہ نام دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں گناہ یوں اٹھا لئے جاتے ہیں جیسے اونٹنی اپنی دم اُٹھاتی ہے۔
- رسولِ اکرم ﷺ جب پہلی رات کا چاند دیکھتے تو تیزی سے اس سے چہرہ پھیر کر یوں دُعاء فرماتے.

  اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَ الْاِيْمَانِ وَ السَّلَامَةِ وَ الْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَ رَبُّكَ اللّٰهُ هِلَالُ رُشْدٍ وَّ خَيْرٍ اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ خَلَقَكَ○
- آپ ایک بھی مسلمان کے بتانے پر روزہ رکھنے کا اس وقت حکم فرماتے جب وہ کہتا کہ اس نے چاند دیکھا ہے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شوال کا چاند نظر آنے پر ایک شخص کی گواہی قبول کرتے ہوئے حکم فرماتے کہ روزہ نہ رکھو چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے مبارک دور میں چاند دیکھا تو آپ کی اطلاع دی جس پر آپ نے خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی رکھنے کا حکم دیا۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک اعرابی شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے' آپ نے فرمایا: کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں؟ اس نے عرض کی: ہاں' آپ نے فرمایا: تم یہ گواہی دیتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ اس نے عرض کی: ہاں' فرمایا: اے بلال! لوگوں سے کہہ دو کہ تیاری کر کے صبح کو روزہ رکھیں۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے دور میں رمضان کے آخری دن اختلاف پیدا ہوا چنانچہ دو اعرابی آگے آئے اور رسول اللہ ﷺ کے ہاں گواہی دی کہ کل چاند ہو گیا ہے جس پر آپ نے حکم فرمایا کہ روزہ توڑ کر عید گاہ کو چلے جائیں۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ کچھ چاند کسی دوسرے سے بڑے ہوتے ہیں لہذا جب تم رمضان کے آخری دن کو زوال کے بعد چاند دیکھو تو اس وقت تک روزہ نہ توڑو جب تک دو انصاف پسند مرد یہ گواہی نہ دیں کہ انہوں نے گذشتہ روز چاند دیکھا تھا اور جب تم زوال سے پہلے تیس دن پورے ہونے پر چاند دیکھو تو توڑ دو۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے: کچھ لوگ جب دن کو چاند دیکھ لیتے ہیں تو روزہ توڑ دیتے ہیں اور یہ بات تمہارے لئے اچھی نہیں کہ رات کو اس کے ٹھکانے پر دیکھے بغیر اسے دیکھنے لگو۔
- آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اسی کو دیکھ کر رہنے دیا کرو اور اسی کو دیکھ کر جانور ذبح کرو تاہم اگر بادل ہوں تو تیس پورے کرو خواہ دو مسلمان گواہ بھی موجود کیوں نہ ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ انصاف

والے ہوں تو روزہ رکھا اور چھوڑا کرو۔

- آپ نے فرمایا: دونوں عیدوں کے دونوں ماہ رمضان اور ذوالحجہ ناقص شمار نہیں ہوتے بلکہ کامل ہوتے ہیں، خواہ انتیس کے ہوں۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور میں لوگوں نے روزے رکھے تو ان کے حساب سے چاند اٹھائیس تاریخ کو نکل آیا چنانچہ انہوں نے ایک دن کا روزہ قضاء کرنے کا حکم دیا۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس اکیلے شخص نے چاند دیکھا اور آپ کے فرمان پر عمل نہیں کیا تو وہ اپنے دیکھنے پر روزہ رکھے گا۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: بہتر یہ ہے کہ وہ چپ چاپ روزہ رکھ لے کیونکہ آگے حضور ﷺ کا یہ فرمان آرہا ہے: روزہ اس دن میں شمار ہوتا ہے جس میں سب روزہ رکھیں۔

- رسولِ انور ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل آئے اور کہنے لگے کہ مہینہ انتیس راتوں کا بھی ہوتا ہے تو چاند دیکھے بغیر روزہ نہ رکھو لیکن اگر بادل چھائے ہوں تو شعبان کی گنتی تیس پوری کرو اور اس سے آگے نہ بڑھو۔

اس کی زیادہ وضاحت صوم التطوع کے آخر میں آرہی ہے۔

- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعبان کے انتیس دن گذرنے پر چاند دیکھنے کے لئے کسی کو بھیجا کرتے، اگر وہ دیکھ لیتا تو ٹھیک اور اگر نہ دیکھتا اور اس کے سامنے بادل اور گردوغبار بھی نہ ہوتا تو صبح کو روزہ نہ رکھتے لیکن اگر بادل یا گرد ہوتی تو صبح کو روزہ رکھتے۔
- آپ نے فرمایا: ماہ رمضان کو ایک یا دو دن آگے نہ کرو ہاں تم میں سے کسی وجہ سے کوئی روزہ رکھ لے تو اور بات ہے اور دیکھے بغیر روزہ نہ رکھو اور اگر اس کے سامنے بادل آجائے تو تیس کی گنتی پوری کرو اور پھر نہ رکھو۔
- حضور ﷺ بہت خیال شعبان کے چاند کا کیا کرتے تھے، کسی اور ماہ کا نہ کرتے اور فرماتے تھے کہ رمضان کے لئے شعبان سے دن گنتے رہو۔ واللہ اعلم۔

فرع:

شک والے دن کا روزہ اور چاند چڑھنے کی جگہوں کے مختلف ہونے پر کیا عمل جائز ہے؟

دال الرحم ﷺ فرماتے ہیں: روزہ اس دن کا ہے جس دن لوگ روزہ رکھیں اور افطار بھی اسی دن کا ہوتا ہے جب

سب افطار کریں اور یونہی عید الاضحیٰ بھی اسی دن ہوتی ہے جب لوگ کریں۔

سب علماءِ کرام لکھتے ہیں: اس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ روزہ رکھنا اور چھوڑنا پوری جماعت کے ساتھ ہوتا ہے اور ایک بڑی تعداد کا اعتبار کیا جاتا ہے' ایک آدمی علیحدہ ہو کر اپنی عقل اور رائے سے کوئی کام نہیں کر سکتا اگر چہ موقع کے لحاظ سے وہ آدمی ثبوت والا کیوں نہ ہو۔

- رسولِ انور ﷺ چاند میں شک پڑنے کی وجہ سے روزہ منع فرما دیتے تھے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسے دن میں روزہ رکھنے والا حضور ﷺ کا بے فرمان شمار ہوتا ہے۔
- حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر کہا کرتے تھے: میں نے اہلِ علم کو سنا' وہ اس دن روزہ رکھنے سے منع فرماتے تھے جس میں یہ شک پڑا ہو کہ یہ چاند رمضان کے فرض روزوں کا ہے یا شعبان کا' ان کے خیال میں چاند کے بن دیکھے روزہ رکھنے والے پر قضاء لازم ہو جاتی ہے بشرطیکہ بعد میں پتہ چل جائے کہ یہ رمضان ہی کا تھا البتہ نفلی روزے میں قضاء لازم نہیں کرتے تھے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کسی آدمی کو دیکھا کہ اس نے شک والے دن روزہ رکھ لیا ہے تو اسے فرمایا: تم نے کس بناء پر روزہ رکھا ہے؟ اس نے کہا: میں نے روزہ تو رکھ لیا ہے' اب اگر یہ شعبان کا ہو گیا تو نفلی ہو جائے گا اور اگر رمضان کا ہو گیا تو مجھ سے آگے نہیں جائے گا۔ آپ نے اسے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ رمضان سے ایک دن پہلے کا روزہ نہ رکھو۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ شک والے دن تم کو یہ نہیں کہنا چاہئے کہ اگر فلاں شخص روزہ رکھے گا تو میں بھی رکھوں گا اور اگر فلاں شخص نے قیامِ رمضان کیا تو میں بھی کروں گا اور اگر کوئی روزہ رکھے یا قیام کرے تو اسے اللہ کے لئے نفلی عبادت قرار دے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرما رکھا ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور دیکھ کر ہی اسے چھوڑو۔
- حضرت ابن مسعود اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما شک والے دن روزہ افطار کرنے کا حکم دیتے تھے بلکہ آپ فرمایا کرتے تھے: اگر میں رمضان کا ایک روزہ چھوڑ کر اس کی قضاء کروں تو یہ مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں اس میں ایک ایسے دن کا اضافہ کروں جو رمضان میں شامل نہیں۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ یہ تھا کہ شک والے دن صبح کو روزے کا ارادہ نہیں کرتے تھے اور پھر جب انہیں ثابت ہو جاتا کہ یہ رمضان ہی تھا تو باقی دن کھانے پینے سے رُک جاتے تھے' اس کی تائید حضور ﷺ کے اس قول سے ہوتی ہے جو آپ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا تھا جس نے اعلان سے پہلے یوم عاشوراء کو کھانا کھا لیا تھا کہ: جس نے تم میں سے کھانا کھا لیا تو باقی دن کا روزہ پورا کرے جبکہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ پورا نہ کرے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو رات کو شامل کئے بغیر روزہ رکھے تو اس کا

روزہ نہیں بنتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دور کے شہروں میں رہنے والوں کو دوسرے شہروں میں دیکھنے والوں کی وجہ سے روزہ کا حکم نہ دیتے تھے جیسے مدینہ، شام، مصر اور مغرب وغیرہ اور مختلف جگہوں پر چاند نظر آنے کی صورت میں ایک شہر کے رہنے والے دوسرے شہر میں رہنے والوں سے ایک دن پہلے روزہ رکھ لیتے تو اس میں حرج نہ جانتے چنانچہ حضرت کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ مجھے حضرتِ ام الفضل حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی والدہ نے شام میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا تو میں نے ان کا کام پورا کر دیا اور ابھی میں شام ہی میں تھا کہ چاند ہو گیا، ہم نے چاند جمعہ کی رات کو دیکھا پھر مہینہ کے آخر میں میں مدینہ میں آ گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھ سے پوچھا کہ چاند تم نے کب دیکھا تھا؟ میں نے بتایا کہ جمعہ کی رات کو دیکھا تھا۔ انہوں نے کہا: تم نے خود دیکھا تھا؟ میں نے کہا: ہاں، اور لوگوں نے بھی دیکھا تھا چنانچہ انہوں نے روزہ رکھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی رکھ لیا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بتایا: لیکن ہم نے تو اسے ہفتہ کی رات دیکھا تھا چنانچہ ہم نے روزے شروع کر دئے اور چاند دیکھنے تک ہم تیس ان پورے کریں گے۔ اس پر میں نے کہا: کیا آپ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چاند دیکھنے اور ان کے روزہ رکھنے پر اعتماد نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا: نہیں کیونکہ رسولِ اکرم ﷺ نے ہمیں یہی حکم فرمایا ہے۔

فصل:

روزہ میں نیت کا حکم اور یہ کہ روزہ کس پر فرض ہوتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ہم پر رات کا روزہ فرض نہیں کیا تو جو روزہ رکھ لے تو اس کا اعتبار ہوگا لیکن اجر نہیں ملے گا۔

آپ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ رمضان میں جو فجر سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا تو اس کا روزہ نہ ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ جو فجر سے پہلے روزہ جمع نہیں کر لیتا تو اس کا روزہ نہیں ہوگا۔

حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایسے لوگ کم ہی ہیں جو عشاء کے وقت نیت کر لینے کو واجب سمجھتے ہیں یعنی تمام قسم کی عبادتوں میں نیت کا موقع عمل شروع کرنے کے وقت ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نفلی روزے میں فجر سے لے کر سورج کے زوال تک نیت میں دیر کر لینے کی اجازت دیتے تھے اور اگر آپ گھر میں داخل ہو کر اہل خانہ سے پوچھتے: کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ اگر وہ ہاں کہہ دیتے تو کھا لیتے لیکن اگر نہ دیتے تو کہتے تب میں روزے سے ہوں۔

- حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر زوال کے بعد نفلی روزے کی نیت کر لیتے تو روزہ رکھتے اور یونہی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے: تم میں جب تک کوئی کھا پی نہیں لیتا تو اختیار ہوتا ہے۔

عنقریب باب صوم التطوع میں آرہا ہے کہ کھا کر یا جماع وغیرہ کے ذریعے روزے سے نکلا جا سکتا ہے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رمضان کے ابتدائی دنوں میں لوگ جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو اپنے اُوپر کھانا' پینا اور عورتیں حرام قرار دے لیتے اور اگلی رات تک روزہ رکھتے۔ اسی دوران ایک شخص کے دل میں برا خیال پیدا ہوا تو اس نے عشاء کے بعد اپنی عورت سے ہم بستری کر لی اور روزہ نہ توڑا' کسی نے حضور ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو یہ آیت اُتری:

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ تا مِنَ الْفَجْرِ ۝ (سورۂ بقرہ: ۱۸۷)

''روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لئے حلال ہوا' وہ تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس' اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے' تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا تو اب ان سے صحبت کرو اور طلب کرو جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھ ہو اور کھاؤ اور پیؤ یہاں تک کہ تمہارے لئے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے۔''

- رسول اللہ ﷺ فرضی یا نفلی روزہ ہونے کی صورت میں روزہ کی طاقت رکھنے پر بچوں کو رکھنے کا حکم فرماتے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب بچہ مسلسل تین روزے رکھنے کی قوت رکھتا ہو تو اس کے حق میں روزہ لازم ہو جاتا ہے۔
- رسولِ انور ﷺ عاشوراء کی صبح کو مدینہ کے گرد رہنے والے باشندوں کو پیغام بھیجتے چنانچہ اعلان کرنے والا کہا کرتا: آج صبح جس کا روزہ ہے وہ نبھائے اور جس نے نہیں رکھا' وہ باقی دن روزہ سے رہے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ اس اعلان کے بعد ہم بھی روزہ رکھتے اور ہمارے چھوٹے بچے بھی روزہ رکھتے' ہم انہیں کھجور کی ٹہنیوں سے بنے کھلونے دیتے اور جب ان میں سے کوئی رونے لگتا تو افطاری تک ہم انہیں ان کھلونوں سے بہلایا کرتے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزے کے وقت میں کچھ کھانے پینے والے بچے کو دُرّہ سے مارتے اور اس کی والدہ سے کہتے: تم پر افسوس ہے' ہمارے بچوں کو روزہ رکھنا چاہئے (یا ہمارے بچے تو روزے سے ہیں)۔
- جب کوئی بچہ روزوں کے دوران بالغ ہو جاتا یا کوئی مسلمان ہو جاتا تو اسے پچھلے روزے رکھنے کا حکم نہ فرماتے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب رمضان میں بنو ثقیف کا وفد رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مسجد میں ان کے لئے خیمہ لگا دیا اور جب وہ مسلمان ہو گئے تو اس مہینہ کے صرف وہی روزے انہوں نے رکھے جو باقی رہ گئے تھے۔

- یہ بھی حضور ﷺ کا طریقہ تھا کہ جب کسی دن کوئی مسلمان ہو جاتا تو باقی روزے رکھنے کا حکم فرماتے اور مہینہ گذر جانے پر رہ گئے روزوں کی قضاء کا حکم دیتے۔ واللہ اعلم۔

باب

روزہ کس وجہ سے ٹوٹتا ہے اور اس میں مستحب و مکروہ کام

حضرت ابومعشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ام الحکم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھ بھیجا کہ مجھے ماہواری ہو جایا کرتی ہے تو رمضان میں ایسے موقع پر کیا کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: جیسے بھی ممکن ہو روزہ رکھا کرو اور گنتی کے رہ جانے والوں کی قضاء کر لیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے آسانی پیدا کر رکھی ہے تنگی پیدا نہیں فرمائی۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول انور ﷺ فرماتے تھے: جب جمعہ سلامتی سے گذر گیا تو دوسرے دن بھی گذر گئے اور رمضان گذرے پر سنت سلامت ہوگئی۔

نیز فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کمزوری کے اندیشے کی بناء پر روزہ دار کو سینگی لگانے سے روکا کرتے ہاں طاقت ہونے کی صورت میں اجازت دیا کرتے اور فرماتے تھے کہ تین ایسی چیزیں ہیں کہ روزہ دار کو انہیں ترک نہیں کرنا چاہئے: سینگی لگانا، قے کرنا اور احتلام ہو جانا چنانچہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا تھا کہ روزہ کی حالت میں پچھنے لگوا لیتے تھے حالانکہ اس سے پہلے آپ فرما چکے تھے کہ پچھنے لگانے اور لگوانے والا روزہ چھوڑ دیا کریں نیز یہ بھی فرماتے تھے کہ پچھنے لگانے اور لگوانے والا والا روزہ نہ رکھے تاہم مسلسل روزے رکھنے سے منع فرمایا تا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حالت سنبھلی رہے یہ ان پر شفقت کے لئے فرمایا اور ان دونوں کے لئے حرام قرار نہیں دیا۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: آپ نے سینگی لگانے والے اور لگوانے والے کو صرف اس لئے روکا تھا کیونکہ آپ دونوں کے ہاں سے گذرے تو وہ رمضان میں ایک شخص کی چغلی کھا رہے تھے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روزہ کی حالت میں سینگی لگوا لیتے تاہم بعد میں اسے چھوڑ دیا چنانچہ جب روزہ رکھتے تو افطاری تک سینگی نہ لگواتے۔

کتاب الطب میں انشاء اللہ سینگی لگوانے پر تفصیلی گفتگو آگے آ رہی ہے۔

- رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: جسے خود بخود قے آ جائے تو اس پر قضاء لازم نہیں تاہم جو جان بوجھ کر قے کرے وہ قضاء کرے چنانچہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے قے کی تو روزہ چھوڑ دیا پھر پانی لایا گیا تو آپ نے وضو فرمایا۔

- آپ سوتے وقت اثمد کا سرمہ لگایا کرتے اور فرماتے کہ روزہ دار کو اس سے بچنا چاہئے۔
- اکثر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزے کی حالت میں سرمہ لگا لیا کرتے اور بتاتے تھے کہ رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص آیا اور پوچھا: یا رسول اللہ! آنکھ میں تکلیف ہے تو کیا میں سرمہ لگا سکتا ہوں؟ فرمایا ہاں لگا لو۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ روزے میں بارہا سرمہ لگا لیا کرتے تھے۔
- حضرت ہودہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب میں حضور ﷺ کی خدمت حاضر ہوا اور آپ نے میرے سر پر دست شفقت پھیرا تو فرمایا: روزے کی حالت میں دن کو سرمہ نہ لگایا کرو۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: روزہ دار کھانا چکھ لے حرج نہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ روزہ دار کوئی شے چکھ لے (شوربا وغیرہ) تو حرج نہیں۔
- حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روزہ دار کو روٹی کا ذرہ چبانے سے منع فرماتیں۔
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزہ کی حالت میں زمزم کے موہنوں سے پانی چکھ لیتے۔
- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: روزہ دار کی اچھی عادت یہ ہے کہ مسواک کیا کرے اور فرمایا تھا کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ مرتبہ رکھتی ہے۔
- آپ فرماتے تھے: روزہ رکھ کر صبح اُٹھو تو مسواک کرو لیکن رات کو نہ کرو کیونکہ جس بھی روزہ دار کے ہونٹ رات کو خشک ہوں گے تو قیامت کے دن دونوں ہی اس کے سامنے نورانی بنے ہوں گے۔
- حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور ﷺ کو لاتعداد مرتبہ دیکھا کہ آپ روزہ کی حالت میں مسواک کر رہے ہوتے۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: تم عصر تک مسواک کر سکتے ہو اور جب تم نے عصر پڑھ لی تو مسواک کرنا چھوڑ دو کیونکہ ایسے میں روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری سے بھی زیادہ حیثیت رکھتی ہے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ روزہ دار دن کے شروع اور آخری حصے میں مسواک کیا کرے۔

فرع:

رسول اکرم ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو روزہ کی حالت میں بھول کر کھا پی لے تو باقی روزہ پورا کرے کیونکہ اسے اللہ نے کھلایا پلایا ہوتا ہے وہ قضاء نہ کرے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص بھول کر رمضان میں روزہ افطار کر لے تو اسے نہ تو قضاء کی ضرورت ہے اور نہ ہی کفارہ دینا ہوگا۔

- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں میرا بوسہ بھی لیتے اور زبان بھی چوس لیا کرتے۔
- آپ روزہ کی حالت میں روزہ دار کو کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کی اجازت دیتے اور فرماتے کہ زیادہ دیر تک یوں نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔
- حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو حقنہ کرائے یا نسوار لے تو روزہ توڑ دے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر فرماتے تھے کہ روزہ اس وقت ٹوٹتا ہے جب کوئی چیز اندر داخل ہو اس سے نہیں جو باہر نکلے۔
- رسول اکرم ﷺ روزہ کی حالت میں اکثر گرمی کی وجہ سے سر پر پانی ڈالتے اور کانوں میں بھی پانی ڈال لیا کرتے' انگلی وغیرہ سے نہ روکتے۔
- آپ بوڑھے کو بوسہ لینے کی اجازت دیتے لیکن جوان کو منع فرماتے تاہم ایک روزہ دار جوان شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بوسہ لینے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: بوسہ نہ لو پھر قریب بیٹھے ایک بوڑھے نے آپ سے کہا: بخدا آپ لوگوں کو تنگی میں کیوں لئے جا رہے ہو اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ سن کر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: تم بوسہ لے سکتے ہو کیونکہ تم میں وہ قوت نہیں۔
- حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں چومنے میں بھلائی نہیں دیکھتا۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ اس وقت ہے جب کوئی انسان اپنے نفس پر قابو نہ رکھے ورنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں بوسہ بھی لیا کرتے اور گلے بھی ملتے لیکن آپ کو اپنے نفس پر پورا قابو ہوتا تھا۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے رمضان میں اپنی بیوی کا بوسہ لیا تھا تو آپ نے فرمایا: کوئی بات نہیں' ناز بو کا پھول ہے جسے اس نے سونگھ لیا ہے۔

ایک روایت میں آپ نے فرمایا: روزہ دار کے لئے عورت کے پاؤں کی درمیانی چیز کو چھوڑ کر اس کی ہر شے حلال ہوتی ہے۔

- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا. تجھے اپنی بیوی کے پاس جا کر بوسہ لینے اور کھیلنے سے کیا چیز روکتی ہے؟ تو انہوں نے کہا: میں حالت روزہ میں اس کا بوسہ لے لیتا ہوں' انہوں نے کہا بس ٹھیک ہے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک جوان نے بوسہ لینے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اسے روک

دیا' پھر ایک بوڑھے نے پوچھا تو اسے اجازت دے دی' اس پر جوان نے کہا: آپ نے مجھے کیوں روکا ہے حالانکہ ہمارا دین ایک ہی ہے؟ تو انہوں نے کہا: تمہاری رگ تو ناک سے لٹکی ہوئی ہے تو جب بھی ناک سونگھے گا' عضو کو حرکت ہوگی اور جب اسے حرکت ہوگی تو بات اس سے آگے بھی بڑھ سکتی ہے جبکہ بوڑھا شخص اپنے آپ پر قابو رکھتا ہے۔

یہ واقعہ اس وقت کے بعد ہوا تھا جب حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بینائی چلی گئی تھی تو آپ سے کہا گیا: آپ کے پیچھے ایک عورت تھی جو آپ کی بات سن رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: بہت افسوس ہے' تم بیٹھے ہوئے تھے' مجھے بتایا کیوں نہیں؟

- رسول اللہ ﷺ سے کئی مرتبہ یہ معاملہ ہوا کہ آپ صبح کو جماع کی وجہ سے جنبی ہوتے' تاہم پانی نہ نکلا ہوتا پھر چونکہ اللہ نے آپ کو اس چیز سے محفوظ کیا تھا تو آپ اس دن کا روزہ رکھتے اور قضاء نہ کرتے اور جو اس سے محفوظ ہوتا' اس سے فرماتے مجھے یقین ہے کہ میں تم سب میں اللہ سے زیادہ خوف رکھتا اور پرہیزگاری کرتا ہوں۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے: جو صبح کو جنبی اُٹھے تو اس دن کا روزہ نہ رکھے اور جب یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک پہنچی تو انہوں نے انہیں بتایا کہ حضور ﷺ کبھی صبح کو اُٹھتے تو جنبی ہوتے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اس قول سے رُک گئے اور بتایا کہ میں نے یہ بات حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنی تھی' رسول اکرم ﷺ سے نہیں سنی تھی۔

فروع:

رسول اکرم ﷺ روزہ دار کو چغلی' بدگوئی اور جھوٹ بولنے سے روکا کرتے تھے اور فرماتے تھے: جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بدگوئی سے کام لے اور نہ ہی شور شرابا کرے' اگر اسے کوئی گالی دے یا لڑے تو اس سے کہہ دے: میرا روزہ ہے' میں روزے سے ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ جب کسی کو روزہ بھولا ہوا ہو تو وہ کہہ دے: میں تیرے بارے میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کیونکہ میں روزے سے ہوں۔

- آپ فرماتے ہیں: جو جھوٹ بولنے اور جہالت کی باتیں کرنے اور ان پر عمل سے نہیں رُکتا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے سے غرض نہیں۔
- آپ فرماتے تھے: روزے میں دکھلاوے والی کوئی بات نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ میری خاطر رکھا جاتا ہے تو اس کی جزاء بھی میں ہی دوں گا۔

- رسولِ اکرم ﷺ فرماتے ہیں: جب تک انسان روزہ برباد نہیں کرتا' اللہ کی حفاظت میں ہوتا ہے۔ عرض کی گئی: یہ برباد کس طرح ہوتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جھوٹ اور غیبت کر کے۔
- آپ فرماتے تھے: کھانے پینے سے رکنے کا نام روزہ نہیں' روزہ تو لغو اور بیہودہ باتیں کرنے سے رکنے کا نام ہے۔
- آپ روزہ دار سے فرماتے تھے: اگر تمہیں کوئی گالی دے تو کہا کرو کہ میں روزہ دار ہوں اور اگر کھڑے ہوئے ہو تو بیٹھ جایا کرو۔
- آپ فرماتے تھے: بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ روزہ سے انہیں صرف بھوکا رہنا نصیب ہوتا ہے اور یونہی راتوں کو جاگنے والوں کو بھی صرف جاگنے کی مصیبت ہی اُٹھانا پڑتی ہے۔
- آپ فرماتے تھے: مسلسل روزے نہ رکھو' اگر ایسا ارادہ کرنا ہی ہو تو سحری تک لے جایا کرو (پھر کھا لیا کرو) صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم دیکھتے ہیں کہ آپ تو روزے رکھا کرتے ہیں؟ فرمایا: میری صورتِ حال تمہارے جیسی نہیں' مجھے تو اللہ تعالیٰ کھلاتا پلاتا ہے لہٰذا تم اتنا ہی کام کرو جتنے کی ہمت ہے لیکن جب صحابہ نے اصرار کیا تو آپ نے انہیں ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھنے کا حکم دیا اور پھر انہوں نے چاند دیکھا تو چونکہ انہوں نے اصرار کیا تھا لہٰذا فرمایا: اگر یہ چاند لیٹ ہو جاتا تو میں اور بڑھا دیتا جو تمہارے لئے ایک مصیبت بن جاتی۔

ایک روایت میں ہے: مسلسل روزے رکھنے والوں کا کیا حال ہوگا' تم میری طرح تو ہو نہیں' بخدا اگر مہینہ اور بھی زیادہ لمبا ہو جاتا تو میں اس قدر مسلسل روزے رکھتا کہ سوچنے والے حیران رہ جاتے۔

فصل:

افطاری اور سحری کا صحیح وقت کیا ہوتا ہے؟

افطاری کرانے پر شوق دلایا گیا

گذشتہ باب میں حضور ﷺ کا یہ فرمان گذر چکا ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے ہم پر رات کا روزہ فرض نہیں کیا تو جو روزہ رکھے گا تکالیف اُٹھائے گا اور اس پر اجر بھی نہیں ملے گا۔

- آپ فرماتے تھے: جب رات آ جائے' دن چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار افطاری کر لے۔
- حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود اور آپ کے ساتھیوں نے بھی ایک دن روزہ چھوڑا اور پھر بادل ہٹنے پر سورج دکھائی دیا تو فرمایا: یہ اللہ کی طرف سے ہمیں کھلایا گیا ہے' اب رات تک اپنا روزہ پورا کرو اور اس کی جگہ پر روزہ قضا کرنا۔

باب کے آخر میں اس کی تفصیل آ رہی ہے۔

- حضورِ انور ﷺ نمازِ مغرب سے پہلے جلد افطاری کا حکم فرماتے تھے اور اس سلسلے میں فرمایا تھا: جلد افطاری کر لیا کرو ستارے نکلنے کی انتظار نہ کرو۔
- آپ یہ بھی فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے سب سے پیارا بندہ وہ لگتا ہے جو جلد افطاری کر لیا کرے۔
- آپ فرماتے تھے: دینِ اسلام اس وقت تک غالب ہی رہے گا جب تک لوگ جلد افطاری کر لیا کریں گے کیونکہ یہودی اور نصاریٰ لیٹ کیا کرتے ہیں۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو دیکھا کہ روزہ سے ہوتے تو کھجور لئے افطاری کے لئے سورج ڈوبنے کی انتظار فرماتے اور جب سورج چھپ جاتا تو اسے منہ میں ڈال لیتے۔ آپ نماز سے پہلے چند کھجوریں کھا لیا کرتے اور بسا اوقات نماز کے بعد ایسی افطاری فرماتے اور اگر یہ نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی سے افطاری فرماتے اور فرماتے تھے کہ یہ پاک کرتا ہے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ تین چھوہاروں یا ایسی شے سے افطاری فرماتے جسے آگ نہ پہنچی ہوتی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ دودھ سے افطاری کرنے کو اچھا جانتے تھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب تک پختہ تازہ کھجور مل سکتی' آپ اسی سے افطاری فرماتے' اگر یہ نہ ملتی تو چھوہارے سے افطاری فرماتے اور طاق عدد کی کھجوریں لیتے یعنی تین' پانچ یا سات۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: جس پانی سے تم نے افطاری کر کے کلی کی ہے' اس کے علاوہ کوئی اور پانی نہ پیو' وہی پہلے والا پیو کیونکہ وہی بہتر ہے۔
- حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز کے بعد افطاری کیا کرتے تھے۔ یہ ماہِ رمضان کے دنوں کی بات ہے۔
- رسولِ اکرم ﷺ افطاری کرتے وقت یہ پڑھا کرتے:

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ ذَھَبَ الظَّمَاُ وَ ابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَ ثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ۝

افطاری کرانے کا اجر:

رسولِ اکرم ﷺ افطاری کا شوق دلایا کرتے تھے چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ جو کسی کو افطاری کرائے تو اسے روزہ دار جتنا اجر ملے گا' کسی لحاظ سے بھی کم نہ ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ جس نے حلال شے کھلا پلا کر روزہ افطار کرایا تو ماہِ رمضان میں فرشتے اس کے لئے

دعائیں کریں گے اور لیلۃ القدر میں جبریل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرے گا اور جس سے وہ مصافحہ کر لیتا ہے اس کا دل نرم ہو جاتا اور آنسو کثرت سے آتے ہیں۔

اس پر آپ سے عرض کی گئی کہ اگر کسی کے پاس یہ سامان نہ ہو؟ فرمایا: مٹھی بھر کھانا کھلا دے۔ عرض کی گئی: اگر یہ بھی نہ ہو؟ فرمایا: پانی کے گھونٹ سے افطاری کرا دے۔

- آپ فرماتے تھے کہ رمضان میں کھلے طور پر خرچ کیا کرو کیونکہ اس میں خرچ یونہی ہے جیسے راہِ خدا میں خرچ کرنا۔
- آپ نے کئی مرتبہ فرمایا کہ جو رمضان میں کسی کی افطاری کرائے تو یہ اس کے گناہوں کی بخشش ہو گی اور یوں ہو گا جیسے اس نے جہنم سے کسی کو آزاد کر دیا ہے۔
- آپ فرماتے تھے: جب کوئی کھانا کھا رہا ہوتا ہے تو فرشتے اس کے فارغ ہونے تک اس کے لئے دعائیں کیا کرتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے سیر ہونے تک دعائیں کرتے ہیں۔
- آپ کے پاس کوئی افطاری کرتا تو آپ اس کے لئے دعاء فرماتے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ افطاری کی تو لوگوں نے آپ کے سامنے کشمش رکھ دی چنانچہ آپ کے ہمراہ ہم نے بھی کھائی اور آپ نے یہ دعاء فرمائی کہ: نیک لوگ تمہارا کھانا کھایا کریں' فرشتے تمہارے لئے دعائیں کریں اور روزے دار افطاری کرتے رہیں۔

فروع:

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: سحری کھایا کرو کیوں کہ اس میں برکت ہوتی ہے۔

- آپ فرماتے تھے کہ ہمارے اور اہلِ کتاب کے روزوں میں سحری کھانے ہی کا فرق ہوتا ہے۔
- آپ فرماتے ہیں: تین چیزوں میں برکت ہوتی ہے: جماعت میں طنے' ثرید کھانے اور سحری کھانے میں۔ ایک حدیث میں فرمان یہ ہے: سحری کھانے والوں کے لئے اللہ اور فرشتے دعائیں کرتے ہیں۔
- حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے رمضان میں سحری کھانے کے لئے بلایا اور فرمایا: برکت والی غذا کھا لو!
- آپ نے فرمایا تھا: سحری کھاؤ اور دن کے روزے کے لئے تعاون لو اور قیلولہ کر کے رات کے نفلوں کی خاطر قوت حاصل کرو۔

ایک روایت میں ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت حاصل کرنا چاہتا ہے تو سحری کھائے' خوشبو سونگھے اور پینے سے بچ جائے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ تین کام جو بھی شخص کرے گا' اس میں روزہ رکھنے کی طاقت پیدا ہو گی: سب سے پہلے

پانی کا گھونٹ لے کر افطاری کرے' سحری کھانا نہ چھوڑے' دوپہر کا سونا نہ چھوڑے اور خوشبو سونگھا کرے۔

- فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن کو حساب نہ دینا ہو گا خواہ جتنا چاہیں کھا لیں: روزے دار' سحری کھانے والے اور جہاد کی تیاری کرنے والے کا حلال کھانا۔
- فرمایا کہ سحری کا کھانا پورے کا پورا برکت والا ہوتا ہے لہٰذا اسے چھوڑا نہ کرو خواہ ایک گھونٹ پانی ہی پیئے۔
- آپ نے فرمایا: سحری میں کھانے کی بہترین چیز کھجور ہوتی ہے۔
- آپ اس بات کا شوق دلاتے تھے کہ پہلی فجر کے قریب تک سحری کو لیٹ کریں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے لئے یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ پچاس آیتیں پڑھنے پر فجر ہو سکے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ ہم سحری سے فارغ ہو کر صبح کی نماز کو چلے جاتے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب تک فجر طلوع نہ ہوتی' مؤذن اذانیں نہ کہا کرتے۔
- حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اندھیرے میں سحری کھاتے' سورج ابھی طلوع نہ ہوتا۔

ایک اور روایت میں کہتے ہیں: ہم سحری کھا کر مسجد کو جاتے اور دو رکعت سنت پڑھ لیتے اور پھر نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔

خصائص میں آ رہا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تکبیر کہتے تو سورج چڑھنے سے روزہ رکھتے نہ کہ فجر طلوع ہونے سے نیز آپ فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی اذان سنے اور برتن ہاتھ میں ہو تو اسے اس وقت تک نہ رکھے جب تک سیر ہو کر نہ پی لے۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اذان کے دو موقعے ہوتے ہیں' پہلی اذان کھانا پینا حرام نہیں کرتی اور نہ ہی اس میں نماز جائز ہوتی ہے' رہی دوسری اذان تو یہ کھانا پینا حرام کرتی ہے اور نماز جائز ہو جاتی ہے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب اذان ہو اور ادھر شوہر اپنی بیوی سے ہم بستر ہو تو اسے روزہ رکھنے میں روکاوٹ نہیں' وہ نہائے اور روزہ پورا کرے۔
- حضرت عدی بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا:

وَكُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ۝

''اور کھاؤ اور پیؤ یہاں تک کہ تمہارے لئے سیاہ دھاگے سے سفید دھاگا دکھائی دے۔''

تو آپ نے فرمایا کہ اس دھاگے سے مراد دن کی سفیدی اور رات کی سیاہی ہے جبکہ پہلے میں اس سے مراد دھاگا ہی لیا کرتا تھا۔

- آپ نے فرمایا تھا کہ جب تک سرخ فجر دکھائی دے' کھاتے پیتے رہو یعنی آسمان پر پھیلی ہوئی سرخ فجر۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ سحری کھا رہے تھے کہ دو آدمی آئے جن میں سے ایک نے کہا کہ فجر طلوع ہو گئی ہے اور دوسرے نے کہا کہ ابھی تک نہیں ہوئی' اس پر حضرت ابوبکر نے جی میں کہا کہ دونوں صحیح نہیں کہہ رہے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

رمضان میں دن کو ہم بستری کرنے کا کفّارہ

رسولِ اکرم ﷺ رمضان میں دن کو ہم بستری کر کے روزہ توڑنے والے سے فرماتے تھے کہ کفارہ دو اور غلام آزاد کرو' اگر اس نے عرض کی ہوتی کہ میرے پاس اتنی طاقت نہیں تو فرماتے: مسلسل دو ماہ کے روزے رکھو' وہ اگر کہتا کہ ہمت نہیں تو آپ فرماتے: ساٹھ مسکینوں کو کھلا دو اور کبھی یہ فرماتے کہ کھانے کے ساتھ ایک اور روزہ رکھو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق ایک مرتبہ ایک شخص رسولِ اطہر ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے رمضان میں روزہ توڑ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: غلام آزاد کرو' مسلسل دو ماہ کے روزے رکھو یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں ہم بستری کا ذکر نہیں ہوا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص رمضان میں گھر پر ایک روزہ توڑ دے تو اس پر کیا حکم ہے؟ فرمایا: وہ ایک گائے یا اونٹ راہِ خدا میں ذبح کرے۔

ایک اور شخص حاضر ہوا جس نے اپنی عورت سے ہم بستری کی تھی' چنانچہ عرض کی: یا رسول اللہ! میں رمضان میں اپنی عورت کے ساتھ ہم بستر ہوا ہوں چنانچہ آپ نے اسے کفارۂ ظہار (غلام آزاد کرے یا دو ماہ مسلسل روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے) کا حکم دیا اور جب دیکھا کہ تینوں صورتوں میں سے اس کے پاس ایک کی بھی ہمت نہیں تو فرمایا: بیٹھ جاؤ چنانچہ آپ ایک ٹوکری میں کھجوریں لائے اور فرمایا کہ مسکینوں میں تقسیم کر دو۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! اپنے سے زیادہ کس محتاج پر خرچ کروں؟ بخدا ادھر مجھ سے زیادہ تو کوئی بھی فقیر نہیں ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ ہنس پڑے اور ڈاڑھیں نظر آنے لگیں' پھر فرمایا: جاؤ اور اپنے گھر والوں میں تقسیم کر دو اور اللہ سے بخشش کی دعا کرو۔

ایک اور روایت میں کھانا کھلانے کا ذکر نہیں تاہم فرمایا: اس کی جگہ ایک دن کے روزے کی قضاء کرو اور اللہ سے بخشش کی دعا کرو۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں اس ٹوکری میں پندرہ سے بیس صاع تک کھجوریں تھیں۔

حضرت امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ صرف اس خاص شخص کے لئے اجازت تھی تاہم اگر کوئی اور شخص اس دن یوں کرتا تو اسے کافر کہنے کے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن نفلی روزہ رکھا ہوا تھا کہ اپنی ایک لونڈی سے ہم بستر ہوئے چنانچہ اپنے قریبی صحابہ سے اس بارے میں مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا: آپ کا کام حلال ہے لیکن اس کی جگہ ایک روزہ قضاء کرو۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اللہ کا شکر ہے۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: جو شخص ہم بستر ہوئے بغیر رمضان کا ایک روزہ جان بوجھ کر توڑ دے تو اس کی جگہ ایک روزہ قضاء کرے اور اللہ سے بخشش کی دعاء کرے۔ آپ سے پوچھا گیا: کیا اس میں کفارہ نہیں؟ انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ نہیں سنا۔
- حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کہتے ہیں کہ جو شخص رمضان میں بھول کر ہم بستری کر لے تو اس پر قضاء لازم ہے نہ کفارہ۔
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس صورت میں کفارہ میاں بیوی پر ہوگا۔

مؤلف کتاب کہتا ہے کہ اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے: ایک آدمی نے حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! میں خود بھی برباد ہوا اور دوسری کو بھی برباد کیا۔ واللہ اعلم۔

باب

روزہ چھوڑنا کس صورت میں جائز ہے اور قضاء کرنے کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بغیر عذر کے رمضان کا روزہ چھوڑنے پر سختی فرماتے' فرمان یہ تھا: جو بغیر اجازتِ شرعیہ اور بیماری کے رمضان کا کوئی روزہ توڑ دے تو عمر بھر روزے رکھنے سے اس کی قضاء نہیں ہو سکتی۔

- آپ فرماتے تھے: جو گھر میں موجود ہوتے ہوئے رمضان کا ایک روزہ توڑ دے تو ایک گائے یا اونٹ ذبح کر کے تقسیم کرے۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ دین کی حیاء اور بنیادیں تین چیزیں ہیں: جن پر دین کا دارومدار ہے' جو ان میں سے ایک بھی چھوڑ دے گا' کافر ہو جائے گا: خون بہانا حلال سمجھنا' کسی کا مال حلال جاننا' لا الٰہ الا اللہ کی گواہی کے ساتھ فرض نمازیں پڑھنا اور روزے رکھنا۔

ایک روایت میں ہے: جو ایک بھی چھوڑ دے تو اس کا خرچ کیا کرایا قبول نہ ہوگا بلکہ اسکا خون اور مال بھی حلال ہو گا۔

- رسول اللہ ﷺ مسافر کو روزہ چھوڑنے کی اجازت دیتے اور اکثر فرماتے: چاہو تو رکھ لو اور نہیں تو نہ رکھو۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور ﷺ کے ساتھ سفر کو جاتے' کوئی روزے سے ہوتا اور کسی نے نہ رکھا ہوتا' آپ ان دونوں میں سے کسی کو برا نہ جانتے۔
- آپ گرم ترین ستانے والے دن میں روزہ ترک کرنے کی اجازت دیتے ہوئے فرماتے کہ: سفر میں روزہ کوئی بڑی نیکی نہیں۔
- آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کسی کام کی اجازت بھی یونہی دیتا ہے جیسے کوئی چیز فرض کرتا ہے۔
- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک غزوہ سے واپس ہوئے' راستے میں سخت دھوپ تھی' راستے میں ٹھہر گئے' ایک ہم میں سے درخت کے نیچے چلا گیا' اس کے ساتھی اسے سنبھال رہے تھے' وہ بیماروں کی طرح لیٹا تھا' وہ اس پر پانی چھڑک رہے تھے۔ حضور ﷺ نے دیکھا تو فرمایا: تمہارے ساتھی کا کیا حال ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ روزے سے ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو رخصت دے رکھی ہے اس پر عمل کرو۔
- حضور ﷺ روزہ نہیں چھوڑتے تھے خواہ روزہ آپ کے لئے دشوار ہوتا' ہاں کبھی کبھار آپ اپنے صحابہ کی دلجوئی کے لئے نہ رکھا کرتے چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رمضان میں شدید گرمی کے دن رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ نکلے' کئی ایسے بھی تھے کہ گرمی سے بچاؤ کے لئے سر پر ہاتھ رکھتے' ہم میں سے صرف رسول اکرم ﷺ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روزہ رکھا ہوا تھا۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر کرتے تو کوئی روزے سے ہوتا اور کوئی روزے کے بغیر ہوتا چنانچہ ایک دن ہم سخت گرمی میں اُترے اور ایک چادر والے کی چادر کے سائے میں تھے' کوئی ہم میں سے ہاتھ کے ذریعے گرمی سے بچاؤ کر رہا تھا' روزے دار گر رہے تھے جبکہ چھوڑنے والے کھڑے تھے چنانچہ لوگوں نے بیٹھنے کی جگہیں بنائیں اور چوپائیوں کو پانی پلایا۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا: آج روزہ چھوڑنے والے اجر لے گئے۔
- بہت دفعہ آپ فرماتے تھے کہ سفر میں روزہ رکھنا یونہی ہے جیسے گھر پر رہتے ہوئے افطار کرنا' یہ فرمان افطار کرنے کا شوق دلاتا تھا اور امت پر شفقت تھا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بدر اور فتح مکہ کے دو غزووں میں شرکت کی تھی' دونوں میں ہم نے روزے چھوڑے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ رمضان میں سفر کے دوران کھانا کھانے بیٹھتے تو ساتھیوں سے فرمایا کرتے کہ آؤ کھانا کھالو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ اور آدھی نماز کا بوجھ اُتار دیا ہے اور اسے روزہ افطار کرنے کی اجازت دی جیسے دودھ پلانے والی اور حمل والی کو ایسی صورت میں چھٹی دی ہے جب انہیں اپنے اپنے بچوں کے بارے میں اندیشہ ہو۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سفر میں کبھی روزہ نہ رکھتے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت ہے تو اس سلسلے میں مجھے گناہ تو نہیں ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اس میں اللہ کی طرف سے چھٹی ہے تو جو اس پر عمل کرنا چاہے اچھی بات ہے اور جو روزہ رکھنا پسند کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔
- آپ سفر کے دوران اپنے صحابہ سے فرمایا کرتے کہ تم صبح کو دشمن کے مقابلے میں ہو گے، روزہ ترک کرنے میں تمہارے اندر طاقت ہوگی لہٰذا ترک کر دو، یہ لازم ہے چنانچہ وہ سب افطار کر دیتے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: حضور ﷺ کا دو میں سے آخری کام سفر میں روزہ چھوڑنا تھا اور آپ کے حکم سے کئی اور چیزیں سمجھ میں آتیں، لوگ اسے پکا ناسخ سمجھتے تھے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ رمضان کے اندر فتح مکہ کے لئے نکلے، دس ہزار صحابہ کے ساتھ تھے جنہوں نے روزہ رکھا ہوا تھا، خود آپ نے بھی رکھا ہوا تھا۔ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پیدل تھے جبکہ خود آپ سوار تھے۔ ایک نہر پر سے گزرتے وقت لوگوں کو پیاس لگی تو لوگوں نے دور سے پانی دیکھنے کی خاطر گردنیں بلند کیں اور پیاس ظاہر کی، یہ بات رسولِ اکرم ﷺ کو بتائی گئی کہ لوگوں کو روزہ کی وجہ سے مشکل پیدا ہو رہی ہے، وہ آپ کے حکم کا انتظار کر رہے ہیں چنانچہ حضور ﷺ نے عصر کے بعد پانی کا ایک پیالہ منگوایا اور لوگوں کے سامنے ہی پی لیا حالانکہ آپ پینا نہیں چاہتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ان لوگوں سے فرمایا تھا کہ پی لو لیکن انہوں نے انکار کر دیا تھا، آپ نے فرمایا تھا کہ میں تمہاری طرح نہیں، میں سوار ہوں، انہوں نے انکار کیا، آپ نے نیچے اُتر کر پیا تو لوگوں نے بھی آپ کے ہمراہ پی لیا۔ اس کے بعد آپ سے عرض کی گئی کہ کچھ لوگوں کا روزہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ گنہگار ہیں۔

- جو سواری پر جا رہا ہو اور راستے میں رمضان آ جائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جہاں رمضان آئے، روزہ رکھ لے۔

علماءِ کرام نے اس کو مستحب سمجھا ہے، واجب نہیں جانتے۔ واللہ اعلم۔

فروع:

مسافر کو افطار کی اجازت کب ہوتی ہے؟

رسولِ اکرم ﷺ سفر پر ہوتے تو روزہ کی حالت میں دن کے وقت سواری پر بیٹھتے ہوئے لوگوں کے سامنے پانی پی لیتے چنانچہ روزہ چھوڑنے والے روزہ داروں سے کہہ دیتے کہ چھوڑ دو۔

رسولِ اکرم ﷺ کے دور میں روزہ چھوڑنے کے لئے سفر کی مقدار تین میل یا اس سے زیادہ شمار ہوتی۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جسے گھر پر رمضان شروع ہو جائے اور پھر سفر پر نکلے تو اسے لازمی طور پر روزہ رکھنا ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

  فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۝ (سورۃ بقرہ: ۱۸۵)

  ''تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے۔''

  حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی یہی فرماتی تھیں۔

- حضرت ام درہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں آئی تو انہوں نے پوچھا: کدھر سے آئی ہو؟ میں نے کہا کہ بھائی کے ہاں سے' وہ سفر پر جا رہا تھا تو میں نے اسے الوداع کہا تھا: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میری طرف سے اسے سلام کہنا اور کہہ دینا کہ روزہ رکھے اور اگر راستے میں مجھے کہیں رمضان آ گیا تو میں مقیم ہو جاؤں گی۔

- حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رمضان میں تین میل کے سفر پر روانہ ہوتے تو روزہ چھوڑ دیتے پھر روزہ داروں اور چھوڑنے کو ناپسند کرنے والوں سے کہتے: میرا نہیں خیال کہ میں اس وقت تک زندہ رہ سکوں گا جس میں رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کی راہنمائی سے روگردانی کروں لہٰذا اے میرے اللہ! مجھے اپنے پاس بلا لے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی سواری تیار کرتے' سفر والے کپڑے پہنتے اور پھر کھانا منگوا کر کھاتے' اس دوران آپ سے پوچھا گیا کہ کیا یہ سنت ہے؟ فرمایا: ہاں سنت ہے اور پھر سوار ہو جاتے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان کے اندر جب سفر میں ہوتے اور انہیں معلوم ہو جاتا کہ دن کے ابتدائی حصے میں وہ مدینہ پہنچ جائیں گے تو روزہ رکھے ہوئے داخل ہوتے۔

- حضرت ابو بصرہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان میں سفر کا پختہ ارادہ کر کے سمندر میں کھانا کھاتے' ایک دن اس وقت کھانا کھایا کہ جب کشتی نکل رہی تھی اور ابھی کنارے پر گھروں کے درمیان تھی' وہاں سے آگے نہ بڑھی تھی چنانچہ آپ سے اس سلسلے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ سنت ہے۔

- رسول اکرم ﷺ جب سفر کے دوران کسی شہر میں جاتے تو مقیم ہونے تک روزے چھوڑے رکھتے اور جب آپ نے فتح مکہ کے موقع پر رمضان میں جنگ کی تو روزہ رکھا اور جب ''کدید'' میں پہنچے تو افطار کر دیا اور پورا مہینہ گذرنے تک روزے نہ رکھے۔ رمضان کے دس باقی تھے کہ مکہ فتح ہوا۔

فروع:

کسی عذر کی وجہ سے روزہ چھوڑنا

رسول اکرم ﷺ نے مریض، بوڑھے، بڑھیا، حمل والی اور دودھ پلانے والی عورت کو روزہ چھوڑنے کی اجازت دے رکھی تھی، پہلے بھی آپ کا یہ فرمان گذر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حمل والی اور دودھ پلانے والی سے روزہ اُٹھا دیا ہوا ہے۔

- جب یہ فرمانِ الٰہی نازل ہوا:

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ (سورۂ بقرہ: ۱۸۳)

''اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں، ایک مسکین کا کھانا۔۔۔۔۔۔''

تو آپ نے فرمایا: جس کا خیال ہو کہ روزہ چھوڑے اور فدیہ دے تو یوں کرسکتا ہے اور جب اللہ کا یہ فرمان ہوا: فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ تو اللہ تعالیٰ نے حمل اور دودھ پلانے والی کے علاوہ اس کے روزے صحیح مقیم کے لئے پکے کر دئے البتہ بیمار اور مسافر کو چھٹی دی جبکہ حمل والی، دودھ پلانے والی کے لئے اور روزے کی طاقت نہ رکھنے والے مرد و عورت کے لئے کھلانے کا حکم باقی رکھا کہ ان میں سے ہر کوئی ہر دن کے مقابلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلائے جبکہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب وہ بڑی عمر کا ہو جائے اور روزہ نہ رکھ سکے تو فدیہ دے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں: جب میرے والد کو فوت ہونے والے سال میں معلوم ہوا کہ وہ روزہ قضاء نہیں کرسکیں گے تو ہم سے روٹی اور گوشت تیار کر کے تیس آدمیوں کو ہر دن ایک آدمی کے حساب سے کھانا کھلایا۔
- حضرت ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں رمضان میں حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا تو وہ کھانا کھا رہے تھے، میں نے ترچھی نگاہ سے انہیں دیکھا تو انہوں نے کہا کہ روزہ مسافر، بیمار اور میرے جیسے بوڑھے کو چھوڑ کر ہر ایک پر فرض ہے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے کہ جب حمل والی عورت کو اپنے بچے کی فکر لاحق ہو اور روزہ اسے مشکل لگے تو وہ چھوڑ کر ہر دن کے بدلے میں ایک مسکین کو نبی کریم ﷺ کے مُدّ سے ماپ کر گندم کا ایک مُدّ روزانہ دے۔

- حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جس پر رمضان کا روزہ قضاء کرنا باقی ہو اور وہ روزہ کی طاقت رکھتے ہوئے قضاء نہ کرے اور اسی دوران دوسرا رمضان آ جائے تو وہ ہر دن کے بدلے میں ایک مد گندم کسی مسکین کو کھلائے' اس کے باوجود اسے روزہ قضاء کرنا ہوگا۔

فرع:

روزہ کیونکر قضاء کیا جاتا ہے؟

رسول اکرم ﷺ رمضان کے قضاء روزوں کو بکھیر کر رکھنے کی چھٹی دیتے ہوئے فرماتے کہ رمضان کے روزوں کی قضاء خواہ انہیں بکھیر کر کر لے اور چاہے تو مسلسل کرے۔

- آپ فرماتے تھے کہ جس نے رمضان پایا اور اس کے کچھ روزے نہیں رکھے جن کی قضاء نہ کی تو اس کے یہ روزے اس وقت تک قبول نہ ہوں گے جب تک اپنے اوپر لازم روزوں کی قضاء نہ کرے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے تھے کہ رمضان کی قضاء روزے الگ الگ رکھ کر نہ کرے کیونکہ ارشادِ الٰہی ہے:

فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ○ (سورۂ بقرہ: ۱۸۴)

''تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آیت کے آخر میں مُتَتَابِعَات کا لفظ بھی تھا جو منسوخ ہونے کی وجہ سے نہ رہا۔

- حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب رمضان کی قضاء کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ چھوڑنے کی تمہیں چھٹی نہیں دی کیونکہ وہ اس کی قضاء کی مشقت تم پر ڈالنا چاہتا ہے لہٰذا گنتی کرو اور جو چاہو کرو۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جو بیماری یا سفر کی بناء پر روزے چھوڑ دے' وہ اس کے روزے مسلسل قضاء کرے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ روزے کے دوران جس پر غشی طاری ہو تو اس پر قضاء لازم نہیں اور جو تمام دن بیہوش رہا وہ قضاء کرے خواہ اس نے کچھ بھی نہ کھایا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ دار میری محبت سے اپنی خواہش اور کھانا پینا چھوڑتا ہے۔

- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سفر میں چھوڑے گئے روزوں کی قضاء نہیں کرتے تھے وہ کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ

ہمیں سفر میں قضاء کا حکم دیتا تو سفر کی ابتداء میں روزے کا حکم دیتا اور روزہ چھوڑنے کی چھٹی نہ دیتا۔

- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے رمضان کے روزے رہ جایا کرتے تو شعبان کے علاوہ میں قضاء نہ کر سکتی کیونکہ رسول اکرم ﷺ شعبان ہی میں بہت سے روزے رکھا کرتے تھے اور جب آپ کا وصال ہو گیا تو میں انہیں رمضان سے پہلے ہی قضاء کر لیا کرتی۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان کی قضاء ذی الحجہ میں کرنا ناپسند فرماتے کیونکہ عید کا روزہ رکھنا ہوتا' آپ قضاء کرتے وقت یہ جانتے تھے کہ قضاء میں مسلسل روزے رکھے جانا واجب ہے۔
- حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: جس کے ذمہ رمضان کے کچھ روزے رہ گئے ہوں وہ عید الفطر کے اگلے دن سے قضاء کرے اور جو اس دن میں قضاء کرے گا' ایسا ہو گا جیسے اس نے رمضان ہی کے روزے رکھے۔ واللہ اعلم۔

فرع:

کھانا کھلانا اور میت کیطرف سے روزہ رکھنے کی صحت کا بیان

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو رمضان کے روزے ذمے ہونے کی صورت میں فوت ہو جائے تو اس کی طرف سے ہر دن کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جو شخص رمضان میں بیمار ہوا اور فوت ہو گیا حالانکہ اس نے روزے نہ رکھے تھے تو اس کی طرف سے کھانا کھلایا جائے' اس پر قضاء لازم نہ ہو گی خواہ اس کا والی اس کی نذر مانے اور اس کی طرف سے قضاء کرے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور نہ ہی کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھے۔

انہی سے اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی ایک روایت میں اس کے خلاف حکم ملتا ہے اور یہ بھی ہے کہ قریبی رشتہ دار اپنے قریبی کی طرف سے اس وقت نماز پڑھے جب اس نے نماز کی نذر مانی ہو اور پوری کرنے سے پہلے فوت ہو گیا ہو چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک عورت آئی اور بتایا کہ میری ماں فوت ہو گئی ہے' اس کے ذمے نماز تھی جسے اس نے مسجد قباء میں پڑھنے کی نذر مانی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی طرف سے پڑھ لو۔

- رسول اکرم ﷺ نے ایسے شخص سے فرمایا تھا جو رمضان میں بیمار ہوا تو روزہ چھوڑ دیا' پھر تندرست ہوا تو اگلا رمضان آنے پر روزہ نہ رکھا' جو تو نے پا لیا ہے اس کا روزہ رکھو' پھر اس مہینہ کا رکھو جس میں روزہ چھوڑا ہے اور ہر

دن ایک مسکین کو کھانا کھلاؤ۔

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے: جس نے بیماری کی وجہ سے رمضان کا روزہ چھوڑا اور تندرست ہونے سے پہلے فوت ہو گیا تو اس پر کوئی شے لازم نہ ہو گی۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کی تائید حضور ﷺ کے اس قول سے ہوتی ہے: جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو اس میں سے جتنا ممکن ہو اس پر عمل کرو۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو فوت ہو گیا اور اس پر ہر دو رمضان کے روزے رکھنا لازم تھے جبکہ وہ صحت مند نہ ہو سکا تھا' آپ نے فرمایا کہ اس پر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا لازم ہے اور اس کے ذمے قضاء نہیں ہو گی۔

- رسولِ اکرم ﷺ میت کی طرف سے مانی گئی نذر کا روزہ رکھنے کی اجازت دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو روزے چھوڑ کر فوت ہو تو اس کی طرف سے اس کا ولی (ذمہ دار) روزے رکھے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک عورت رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: یا رسول اللہ! میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور اس کے ذمے نذر کا روزہ تھا تو کیا میں اس کی طرف سے یہ روزہ رکھ سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: دیکھو اگر اس کے ذمے قرض ہوتا اور تم اس کی طرف سے اُتار دیتیں تو ادا ہو جاتا یا نہ ہوتا؟ اس نے عرض کی: ہاں ہو جاتا۔ اس پر فرمایا کہ پھر تم اس کی طرف سے روزہ بھی رکھ لو۔

ایک اور عورت خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے اپنی والدہ کو صدقہ میں ایک لونڈی دی تھی اور والدہ مر گئی ہے۔ فرمایا: اجر تمہیں مل گیا اور وراثت میں لونڈی لے لو۔ پھر عرض کی کہ اس کے ذمے ایک روزہ اور حج بھی تھا تو کیا میں یہ بھی اس کی طرف سے ادا کر دوں؟ فرمایا: اس کی طرف سے روزہ بھی رکھو اور حج بھی ادا کر دو۔

خاتمہ

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں بادل والے دن روزہ چھوڑ دیا تو اتنے میں سورج چڑھ آیا چنانچہ حضرت ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ ہمیں قضاء کا حکم دیتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: قضاء لازم ہے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادل والے دن رمضان کا روزہ افطار کیا کیونکہ ہمارے خیال میں شام ہو چکی تھی اور سورج غروب ہو گیا تھا' اتنے میں ایک آدمی نے آ کر کہا کہ سورج نکل آیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: آسمان پر سرخی کم ہے اور ہم نے بہت ڈھونڈا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم اسے قضا نہیں کریں گے اور نہ ہی ہمیں گناہ ہو گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مؤذن سے کہا: اُٹھو اور لوگوں میں اعلان کر دو کہ سن لو! جس نے ہمارے ساتھ روزہ چھوڑا تھا وہ اس دن کی جگہ ایک اور روزہ رکھے۔

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک یہ روایت نہیں پہنچی چنانچہ انہوں نے کہا: حضرت عمر ''الخطب یسیر'' کہہ کر مراد یہ لے رہے ہیں کہ جو دیکھا' اس کی قضاء کرو۔ واللہ اعلم۔

باب

نفلی روزہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' فرمایا: ہر شے کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

- رسول انور ﷺ نے فرمایا: جس نے رمضان کے روزے رکھ لئے اور پھر عید کے بعد شوال کے چھ روزے اور ملا لئے تو ایسے ہوگا جیسے اس نے سال بھر کے روزے رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ ایک نیکی کا اجر دس گنا دیتا ہے چنانچہ ایک ماہ تو دس ماہ کے برابر ہوا اور چھ دن دو مہینوں کے برابر ہو گئے اور یوں سال کے پورے ہو گئے۔

ایک اور روایت میں ہے جس نے عید الفطر کے بعد چھ مسلسل روزے رکھے تو یوں ہوگا جیسے اس نے سال بھر روزے رکھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ وہ گناہوں سے ایسے نکل جائے گا جیسے اس کی ماں نے آج ہی اسے جنا ہے۔

فرع:

ذوالحجہ کے دس روزے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ذی الحجہ کے دس روزے رکھا کرتے جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے دس دنوں میں آپ کو روزہ رکھتے کبھی نہیں دیکھا۔

فرع:

یومِ عاشوراء کا روزہ

رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ عاشوراء کے دن کا روزہ پچھلے پورے سال کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ ایک اور روایت

میں ہے کہ آئندہ سال کے گناہ مٹا دیتا ہے۔

- آپ خود بھی یہ روزہ رکھتے اور اس کے رکھنے کا حکم بھی دیتے۔
- آپ رمضان کو چھوڑ کر عاشوراء کے روزے کے علاوہ کسی اور دن کو فضیلت نہ دیتے تھے۔
- حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام محرم کی دس تاریخ کو کشتی سے اُترے تھے چنانچہ اپنے ساتھیوں سے کہا: جس کا روزہ ہے وہ اسے پورا کرے اور جس کا روزہ نہیں' وہ رکھ لے۔
- رسولِ اطہر ﷺ فرماتے ہیں کہ جو عاشوراء کے دن اپنے اہل و عیال پر کھلے دل سے خرچ کرے تو اللہ تعالیٰ پورے سال میں اسے کھلی روزی دے گا۔
- رسولِ انور ﷺ دورِ جاہلیت میں قریش کے ہمراہ دس محرم کا روزہ رکھتے' جب مدینہ میں تشریف لے آئے تو خود بھی رکھتے اور صحابہ کو بھی رکھواتے تھے اور آواز دینے والے کو اعلان کا حکم دیتے کہ یوں کہے: سن لو! جس نے کھانا کھالیا ہے' وہ باقی دن کا روزہ رکھے اور جس نے نہیں کھایا' وہ روزہ رکھے کیونکہ یہ دن عاشوراء کا ہے اور جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو فرمایا: جس کا دل چاہے' رکھ لے اور جس کا دل نہیں چاہتا' نہ رکھے چنانچہ کچھ صحابہ تو رکھ لیتے لیکن کچھ کھانا کھا لیتے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ محرم کے پورے روزے رکھتے ہوں۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عاشوراء کا روزہ اس صورت میں رکھتے جب ان کے روزوں کے موافق ہوتا' آپ فرماتے تھے کہ تم اس روزہ کے یہودیوں سے زیادہ حقدار ہو لہٰذا اسے رکھا کرو اور اگر میں اگلے سال تک سلامت رہا تو ضرور رکھوں گا۔

ایک روایت میں فرمایا تھا: یہودیوں کی مخالفت کرو چنانچہ ایک دن اس سے پہلے اور ایک دن بعد بھی رکھا کرو۔

- ایک روایت میں یوں ہے کہ نویں اور دسویں محرم کا روزہ رکھو۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ عاشورا' نویں محرم کو ہوتا ہے نہ کہ دسویں کو۔ اس پر آپ سے پوچھا گیا: کیا رسول اکرم ﷺ یونہی رکھتے تھے؟ فرمایا: ہاں۔

آپ ہی سے روایت ہے' فرمایا میں محرم کا چاند دیکھتا ہوں تو دن شمار کیا کرتا ہوں اور نویں کو روزے سے ہوتا ہوں۔ آپ نے حضور ﷺ کے اس فرمان سے یہی مطلب نکالا تھا: "اگر میں اگلے سال زندہ رہا تو نویں محرم کا روزہ رکھوں گا۔" یعنی عاشورہ کا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

- رسول اکرم ﷺ اللہ نے ماہ محرم کے روزوں کا شوق دلاتے ہوئے فرماتے: ماہ رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں' اس میں اللہ نے ایک قوم کی توبہ قبول کی اور دوسری کی کرے گا۔

- آپ نے فرمایا: جو شخص محرم کے کسی دن کا روزہ رکھے تو اسے ہر دن کے بدلے میں تیس دن کے روزوں کا اجر ملے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ تیس نیکیاں ملیں گی۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن صرف رمضان اور یوم زینت یعنی عاشوراء کے روزے کے بارے میں پوچھے گا۔

فرع:

عرفہ کا روزہ

رسول اکرم ﷺ یوم عرفہ کے روزے کا شوق دلاتے اور فرماتے: عرفہ کا روزہ گذرے اور آئندہ دو سال کے گناہ مٹا دیتا ہے۔

- آپ عرفات میں یوم عرفہ کا روزہ رکھنے' پھر دونوں عیدوں اور تشریق کے دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرماتے اور فرماتے تھے کہ ہم اہل اسلام کی دو عیدیں ہیں' یہ کھانے پینے اور ذکر الٰہی کرنے کے دن ہوتے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ عیدین کے دن روزہ رکھنے سے روکتے اور فرماتے: رہا یوم الفطر تو یہ روزوں سے علیحدگی کا دن ہے اور مسلمانوں کی عید ہے اور رہا یوم الاضحیٰ تو اس میں اپنی قربانیوں کا گوشت کھایا کرو۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو عرفہ میں حضور ﷺ کے روزے کا شک گذرا چنانچہ حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی طرف دودھ کا برتن بھیجا تو آپ نے عرفہ میں خطبے کے دوران اسے پی لیا۔
- حضرت ابن ابی نجیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ' حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ حج کئے تھے جن میں سے ایک کو بھی میں نے روزہ رکھتے نہیں دیکھا چنانچہ میں بھی یہ روزہ نہیں رکھتا' نہ کسی سے کہتا ہوں اور نہ ہی کسی کو روکتا ہوں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی یہی کہتے تھے۔
- حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرفہ کے دن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: مجھے پانی پلاؤ۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غلام سے فرمایا کہ اسے شہد پلاؤ اور پھر پوچھا: مسروق! تم نے روزہ نہیں رکھا؟ انہوں نے عرض کی: اس لئے نہیں رکھا کہ مجھے عید الاضحیٰ ہونے کا اندیشہ تھا۔ آپ نے فرمایا: یوں نہیں بلکہ عرفہ وہ دن ہوتا ہے جس میں امام عرفات میں ہوتا ہے اور یوم النحر وہ دن ہوتا ہے جس میں امام قربانی کرتا ہے' اے مسروق! تم نے سن نہیں رکھا کہ رسول اللہ ﷺ اسے ایک ہزار دن کے برابر شمار

فرماتے تھے۔

فرع:

رجب کے روزے

رسول اکرم ﷺ پورے رجب میں روزہ رکھنے سے منع فرماتے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رجب کے روزے رکھتے اور اسے عزت دیتے تھے اور حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر فرماتے تھے کہ جنت میں ایک محل ہے جو رجب میں روزے رکھنے والوں کے لئے بنا ہے۔

فرع:

شعبان کے روزے

رسول اکرم ﷺ اس ماہ میں اکثر روزے رکھا کرتے اور فرماتے تھے کہ یہ رجب اور رمضان کے درمیان وہ مہینہ ہے جس سے اکثر لوگ غفلت میں پڑے ہیں' اس میں لوگوں کے اعمال رب العالمین کی طرف لے جائے جاتے ہیں چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ جب میرے عمل اس میں اٹھائے جائیں تو میرا روزہ ہونا چاہئے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو شعبان میں روزے رکھنا بہت پسند تھے۔
- آپ فرماتے تھے کہ اس سال میں مرنے والوں کے نام اللہ تعالیٰ اپنے قریبی لوگوں میں لکھ لیتا ہے تو میں بھی چاہتا ہوں' جب میری موت آئے تو روزے کی حالت میں آئے۔
- رسول انور ﷺ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ آدھے شعبان کی رات میں پوری مخلوق پر توجہ فرماتا ہے اور سب کو بخش دیتا ہے' صرف وہ لوگ رہ جاتے ہیں جو شرک کرتے' دشمنی کرتے' قطع رحمی کرتے' چوری کرتے' والدین کی بے فرمانی کرتے' ہمیشہ شراب پیتے یا کسی کو قتل کرتے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آدھے شعبان کی رات میں اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں پر توجہ فرماتا ہے چنانچہ بخشش اور رحمت مانگنے والوں کی بخشش فرماتا اور ان پر رحمت فرماتا ہے اور کینہ رکھنے والوں کو ان کے حال پر رہنے دیتا ہے۔

- آپ فرماتے تھے کہ جب شعبان کی آدھی رات ہو تو اس میں قیام کیا کرو اور اس کے دن کا روزہ رکھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات میں شام ہی سے پہلے آسمان دنیا پر جلوہ افروز ہوتا ہے اور فرماتا ہے: ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ اسے بخش دوں؟ ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ اسے رزق دوں؟ ہے کوئی بیماری میں گرفتار کہ اسے شفاء دوں؟ فلاں کام والا' فلاں کام والا کوئی ہے؟ اور اسی دوران فجر طلوع ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

فرع:

ذوالقعدہ' ذوالحجہ' محرم اور رجب میں روزے

رسولِ اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ حرم والے مہینوں کے روزے رکھو اور ان میں جتنا ممکن ہو' کام کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ جزاء دینے میں اس وقت تک نہیں تھکتا جب تک تم عمل کرتے نہیں تھکو گے۔

- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ بڑے کمزور جسم والا ایک آدمی دیکھا تو اسے فرمایا: کیا بات ہے' تمہارا جسم اتنا کمزور کیوں ہے؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے سال بھر سے کچھ نہیں کھایا۔ آپ نے فرمایا: تجھے کس نے کہا کہ اپنے آپ کو اتنی سزا دو؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھ میں اتنی ہمت موجود ہے۔ فرمایا: صبر کے مہینے کے روزے رکھو یعنی رمضان اور اس کے ایک دن بعد کے۔ اس نے عرض کی' میں اس کی بھی طاقت رکھتا ہوں' فرمایا: تو پھر صبر کے مہینے اور دو دن بعد تک روزے رکھو۔ اس نے عرض کی: میں اس کی بھی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا: ماہِ صبر اور تین دن بعد کے رکھو اور عزت والے مہینوں کے بھی رکھا کرو۔ واللہ اعلم۔

فرع:

ہر ماہ میں سے تین دن کے روزے رکھنا اور ان کا طریقہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل رسولِ اکرم ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ ہر ماہ میں سے تین روزے رکھوں' ضحیٰ کی دو رکعتیں پڑھوں' سونے سے پہلے وتر پڑھوں اور زندگی بھر انہیں نہ چھوڑوں۔

- رسولِ اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ ہر ماہ میں سے تین روزے رکھنا یوں ہے جیسے کوئی سال بھر روزے رکھتا رہا۔
- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن چھوڑ کر پورے سال کے روزے رکھا کئے' حضرت داؤد علیہ السلام آدھے سال کے رکھتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر ماہ میں سے تین دن کے روزے رکھتے چنانچہ گویا سال بھر کے رکھتے اور سال ہی کے چھوڑتے۔
- حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مرتبہ کسی آدمی نے پوچھا: کیا تم نے روزہ رکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں اور پھر دونوں ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے چنانچہ پیالے لائے گئے تو حضرت ابوذر نے کھانا شروع کیا' وہ آدمی کہتا ہے کہ میں نے انہیں ہلا کر روزہ یاد کرایا تو انہوں نے کہا: میں نے جو کچھ تمہیں کہا تھا اسے بھولا نہیں' میں نے کہا تھا کہ میں روزے سے ہوں کیونکہ میں ہر ماہ میں سے تین روزے رکھا کرتا ہوں لہٰذا میں ہر

وقت روزے سے ہوتا ہوں۔

- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہر ماہ میں سے تین روزے رکھنا اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک یہ پورے سال کے روزے ہیں۔

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ ماہِ رمضان اور ہر ماہ کے تین روزے رکھنا دل کے کھوٹ کو دور کرتا ہے' کینے کو دور کرتا ہے اور وسواس کو دور کرتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ہر ماہ کے تین روزے رکھنے سے ہر دن کی دس برائیاں دور ہوتی ہیں اور دس گناہ ایسے ڈھل جاتے ہیں جیسے پانی کپڑے کو صاف کر دیتا ہے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ سفر و حضر میں ایام البیض (تیرھویں' چودھویں اور پندرھویں راتوں کے دن) کے روزے کبھی نہ رکھتے اور اس سلسلے میں فرمایا کرتے: جو راہِ خدا میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ سے ستر خریف (گرمی و سردی کا درمیانی زمانہ) دور رکھتا ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ اگر تم میں سے کوئی ماہ بھر میں تین روزے رکھنا چاہتا ہے تو تیرھویں' چودھویں اور پندرھویں دن کے رکھا کرے کیونکہ جو نیکی کرتا ہے تو اسے دس گناہ اجر ملتا ہے کیونکہ ایک دن دس دن کے برابر شمار ہوتا ہے۔
- حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ ایامِ بیض کے روزے رکھنے کا حکم فرماتے: یہ دن تیرھویں' چودھویں اور پندرھویں ہوتے اور فرمایا کہ یہ روزے سال بھر کے برابر ہو گئے۔
- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب پوچھا گیا کہ حضور ﷺ ہر ماہ کے تین روزے کیسے رکھتے تھے؟ تو آپ نے بتایا کہ اس سلسلے میں آپ یہ لحاظ نہ کرتے کہ مہینے میں سے کون سے دنوں کے رکھ رہے ہیں۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مہینے میں سے روزے رکھنا چاہتے تو ہفتہ' اتوار اور پیر کا رکھتے اور دوسرے مہینے میں سے منگل' بدھ اور جمعرات کے رکھتے' کبھی یوں ہوتا کہ مہینے کی پہلی جمعرات کا رکھتے' پھر پیر اور جمعرات کے رکھتے اور کبھی مہینے کے پہلے پیر کا رکھتے پھر اس سے اگلی جمعرات کا رکھتے اور پھر اس سے اگلی جمعرات کا رکھتے' کبھی ایسے بھی ہوتا کہ آپ جمعہ بھر میں سے پیر اور جمعرات کا رکھتے اور اگلے جمعہ میں سے پیر کا رکھتے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ جمعرات کا رکھتے' پھر پیر کا اور پھر اگلے جمعہ میں سے پیر کا رکھتے۔ واللہ اعلم۔

فرع:

پیر اور جمعرات کا روزہ رکھنا

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بندے کے عمل بارگاہِ الٰہی میں پیر اور جمعرات کو پیش کیے جاتے ہیں چنانچہ میں چاہتا کہ جب میرے عمل پیش ہوں تو میرا روزہ ہو۔ آپ اس دن کا بڑا خیال رکھتے اور فرماتے: پیر کا دن وہ ہے کہ جس میں میں پیدا ہوا اور جس میں مجھ پر قرآن اُترا۔

آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو پیر اور جمعرات کے دن بخشتا ہے صرف انہیں نہیں بخشتا جو قطع رحمی کرتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ ٹھیک ہونے تک انہیں رہنے دو۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں، پھر ہر پیر اور جمعرات کو اہلِ آسمان کے اہلِ زمین کے دفتر اہل آسمان کے دفتروں میں لکھ دیئے جاتے ہیں اور آواز آتی ہے کہ: کوئی بخشش مانگنے والا ہے تو میں اسے بخشتا ہوں، توبہ کرنے والا ہے تو میں اس کی توبہ قبول کرتا ہوں اور کینہ رکھنے والوں کے کینے توبہ کرنے تک ان کے منہ پر مارے جاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

فرع:

بدھ اور جمعرات کا روزہ رکھنا

رسولِ اکرم ﷺ فرماتے ہیں: جو بدھ اور جمعرات کے دن روزہ رکھتا ہے تو اسے جہنم سے نجات دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے گھر بنا دیتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جو بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھتا اور پھر جمعہ کے دن تھوڑا بہت صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا ہر کیا ہوا گناہ بخش دیتا ہے اور وہ ایسے ہو جاتا ہے کہ جیسے اس کی ماں نے آج ہی اسے جنا ہے۔

فرع:

جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا

رسولِ اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ راتوں میں سے جمعہ کی رات والی عبادت کو خصوصیت نہ دو اور نہ ہی دنوں میں سے جمعہ کے دن کا خصوصی روزہ رکھو ہاں اتفاقی طور پر یہ روزہ آ جائے تو اور بات ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا: اکیلے جمعہ کا روزہ نہ رکھا کرو' ہاں ایک دن پہلے اور ایک دن بعد کا بھی ضرور رکھو۔

ایک اور روایت میں فرمایا: جمعہ کا دن عید کا ہوتا ہے لہٰذا اس عید کے دن میں روزہ نہ رکھو۔

- جب آپ دیکھتے کہ کسی نے جمعہ کو روزہ رکھا ہوتا تو اس سے پوچھا کرتے کہ گذشتہ دن کا روزہ رکھا ہے؟ اگر وہ کہتا کہ نہیں رکھا تو پوچھتے کہ آئندہ دن رکھو گے؟ اگر وہ کہتا کہ نہیں رکھوں گا تو آپ اسے اس روزے سے روک دیتے اور خود اس کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے اور بسا اوقات پانی کا برتن منگواتے اور اس کے سامنے پی لیتے' یوں آپ اسے دکھاتے کہ آپ صرف جمعہ کا روزہ نہیں رکھتے۔
- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: ایسا بہت کم ہوتا کہ آپ جمعہ کا روزہ چھوڑتے۔ واللہ اعلم۔

فروع:

ہفتے اور اتوار کا روزہ رکھنا

رسولِ اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ فرض روزے کے علاوہ ہفتے کا روزہ نہ رکھو اور اگر تمہیں انگور کے چھلکے اور درخت کی ٹہنی کے علاوہ اور کچھ نہ ملے تو اسے ہی چبالو۔

علماء کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روکاوٹ صرف اس صورت میں ہے کہ جب اس سے پہلے جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے کیونکہ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے: صرف اکیلے جمعہ کا روزہ اس وقت تک نہ رکھو جب تک اس سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد کا نہ رکھو۔

- حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے اکثر دیکھا تھا کہ رسولِ اکرم ﷺ دنوں میں سے ہفتے اور اتوار کا روزہ رکھا کرتے تھے چنانچہ دونوں کا روزہ رکھ کر فرماتے: یہ مشرکین کے عید والے دن ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ان کی مخالفت کی جائے۔
- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ہفتہ کے دن روزہ رکھنے والے ایک شخص سے فرما رہے تھے کہ اس کا نہ تو تمہیں فائدہ ہے اور نہ ہی نقصان۔ واللہ اعلم۔

فرع:

ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھنا

رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ روزوں میں سے بہتر وہ ہیں جو میرے بھائی داؤد علیہ السلام رکھا کرتے تھے۔ وہ ایک دن رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔

- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ تم روزے رکھے جاتے ہو' چھوڑتے نہیں ہو اور پھر رات کو نفل بھی پڑھتے ہو؟ اس نے عرض کی: ہاں یونہی ہے' فرمایا: جب تم ایسا کرو گے تو اس سے آنکھوں پر بوجھ پڑتا ہے اور جسم کمزور ہو جاتا ہے لہٰذا ہمیشہ روزے رکھنے والے کے روزے کی کوئی حیثیت نہیں' ہر ماہ کے تین روزے رکھنے سے سال بھر کے روزے لکھے جاتے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ مجھ میں اس سے بھی زیادہ رکھنے کی ہمت ہے۔ اس پر فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام جیسے روزے رکھا کرو کیونکہ وہ ایک دن کا رکھتے اور ایک دن کا چھوڑا کرتے تھے' یہی وجہ ہے کہ دشمن سے مقابلے میں میدان سے بھاگا نہیں کرتے تھے لہٰذا اس سے زیادہ نہ رکھا کرو۔

پھر مجھ سے یہ بھی فرمایا: تمہارے جسم کا تم پر حق ہے' آنکھ کا بھی حق ہے' اہل و عیال کا بھی حق ہے اور ملنے والوں کا بھی تم پر حق ہے لہٰذا ہر ایک کا حق پورا کرو۔ واللہ اعلم۔

فرع:

سردیوں کے روزے رکھنا

رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ سردیوں میں روزے رکھنا ٹھنڈی غنیمت ہوتی ہے۔

ایک روایت میں ہے: سردی کا موسم مسلمان کے لئے بہاروں بھرا ہوتا ہے' اس کی راتیں لمبی ہوتی ہیں لہٰذا ان میں جی بھر کر نفل پڑھو' دن چھوٹا ہوتا ہے لہٰذا اس میں روزے رکھا کرو۔

فرع:

ہمیشہ روزے رکھنا

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: جو ہمیشہ روزے رکھتا ہے اس کے روزوں کی کوئی حیثیت نہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جو ہمیشہ روزے رکھے' دوزخ اس کے لئے یوں سمٹ جائے گی اور پھر ہاتھ سے دیے

کر کے دکھایا۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک شخص کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ ہمیشہ روزے سے ہوتا ہے چنانچہ اسے بلایا اور دُرّے مارتے ہوئے کہتے جاتے: اے زمانے اور مار کھاؤ!
- حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے دور میں مشغول کی وجہ سے روزے نہ رکھا کرتے اور جب آپ کا وصال ہو گیا تو عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے علاوہ کسی نے روزے چھوڑتے نہ دیکھا۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سفر و حضر میں روزے نہ چھوڑتیں چنانچہ ایک مرتبہ عصر کے بعد سفر کرتے وقت سواری کا ارادہ کیا تو روزوں کی شدت کی وجہ سے سوار ہونے کی طاقت نہ تھی۔

فرع:

عورت کا نفلی روزے رکھنا

رسول انور ﷺ فرماتے ہیں: عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ شوہر کے ہوتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر روزے رکھے اور نہ ہی اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے کی اجازت دے۔

ایک اور روایت میں ہے. شوہر کے ہوتے ہوئے کوئی عورت رمضان کے علاوہ کسی دن کا روزہ نہ رکھے۔

ایک اور روایت میں ہے: آدمی کا عورت پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر کوئی نفلی روزہ نہ رکھے لیکن اگر ایسا کرے گی تو بھوکی پیاسی رہے گی لیکن روزہ قبول نہیں ہوگا۔

۔ کتاب النکاح میں آ رہا ہے کہ رسول اکرم ﷺ ایسے جوان کو روزے رکھنے کا حکم فرماتے جو نکاح کرنے پر وقت نہ رکھتا تھا۔ واللہ اعلم۔

فرع:

نفلی روزے چھوڑ دینا جائز ہیں

رسول اکرم ﷺ نفلی روزہ کبھی تو چھوڑ دیتے اور کبھی نہ چھوڑا کرتے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ام حران کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے کھجور اور گھی پیش کیا آپ نے فرمایا اسے لحافے کے برتن میں رکھ دو اور اسے یانی والے میں ڈال دو کیونکہ میں روزے سے ہوں۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے روزے رکھو تندرست ہو جاؤ

گے۔

- حضورﷺ روزے چھوڑنے والوں کو حکم نہیں فرماتے تھے کہ نفلی روزہ رکھے بلکہ فرماتے تھے کہ نفلی روزے رکھنے وال اپنی مرضی کا مالک ہوتا' چاہے تو رکھے اور چاہے تو نہ رکھے۔

ایک اور روایت میں ہے: نفلی روزے رکھنے والے شخص کی مثال اس شخص سے دی جا سکتی ہے جو صدقہ نکالنا چاہتا ہے' وہ چاہے تو کسی کو دیدے اور چاہے تو روک رکھے۔

کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ آپ نے نیت کر کے بھی نفلی روزہ چھوڑ دیا تھا۔

- حضرت ابوہریرہ' حضرت ابن عباس' حضرت حذیفہ' حضرت ابوالدرداء اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کئی مرتبہ گھروں کو جاتے اور اہلِ خانہ سے پوچھتے: کچھ کھانے کو ہے؟ اگر وہ کہتے کہ نہیں تو کہتے کہ ہم نے بھی اس کا روزہ رکھا ہوا ہے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی کو کھانے کے لئے کہا جائے تو یوں کہے کہ میں روزے سے ہوں' یہ نہ کہے کہ میں نہیں کھاتا۔
- آپ فرماتے تھے: جب کسی کے پاس جائے تو ان لوگوں کی اجازت کے بغیر نہ کھائے اور جب بلا لیا جائے تو کھالیا کرے لیکن روزہ نہ ہو تو کھالے اور اگر روزہ سے ہو تو اس کے لئے دعا کرے۔
- آپ فرماتے تھے: ملنے کے لئے آنے والے روزہ دار کے لئے تحفہ یہ ہے کہ اس کی ڈاڑھی میں خوشبو لگائی جائے اور کپڑوں پر دھونی دی جائے اور اس پر خوشبو چھڑکی جائے یونہی مہمان عورت کے بالوں و کنگھی کی جائے' اس کے کپڑے دھونی سے خوشبودار کئے جائیں اور اس پر خوشبو چھڑکی جائے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہﷺ ایک مرتبہ حضرت ام ھانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو پانی پی کر انہیں دیدیا تو انہوں نے بھی پیا اور پھر بتایا کہ میں روزے سے تھی لیکن یہ اچھا نہ لگا کہ آپ کا جھوٹا چھوڑ دوں' اس پر فرمایا: اگر یہ روزہ رمضان کے ایک روزے کی قضاء تھا تو اس کی جگہ ایک روزے کی قضاء کر لینا اور اگر نفلی تھا تو قضاء کرنا یا نہ کرنا ایک جیسا ہے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہمارے پاس بطور ہدیہ کھانا بھیجا' ہم روزے سے تھے لیکن ہم نے روزے چھوڑ دئے' اتنے میں رسول اللہﷺ تشریف لائے تو ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! حضرت حفصہ نے ہمارے ہاں کھانا بھیجا' ہمیں خواہش ہوئی تو ہم نے کھا لیا۔ اس پر آپ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں اس کی جگہ کسی اور دن روزہ رکھ لینا۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آخری وقت آیا تو حضرت اسماء بنت

عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وصیت فرمائی کہ آپ کو غسل دیں' وہ روزے سے تھیں' آپ نے روزہ کھولنے پر زور دیا اور فرمایا کہ اس سے تم میں طاقت ہوگی۔

- جب نفلی روزہ رکھنے والے کے ہاں مہمان آتا تو اسے آپ روزہ چھوڑنے کا حکم فرماتے اور پھر اس کے ہمراہ مل کر کھانے کا حکم دیتے اور فرماتے: تمہیں ملنے والے کا تم پر حق ہے۔

فرع:

عیدین اور ایام تشریق کے روزوں سے روکا گیا ہے

پہلے آچکا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: اہلِ اسلام کی عیدیں' کھانے پینے اور ذکر الٰہی کے دن ہوتی ہیں۔

ایک اور روایت یہ تھی کہ: یوم الفطر تو روزے چھوڑنے اور مسلمانوں کی عید کا دن ہوتا ہے' رہا یوم اضحیٰ تو اس میں اپنی قربانی کا گوشت کھایا کرو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایام تشریق میں اسے روزے کی چھٹی دی جس کے پاس قربانی کا جانور نہ تھا۔

انہی کی ایک اور روایت میں ہے: روزہ اس کے لئے ہوتا ہے جو حج تک عمرہ کا فائدہ لے اور پھر یوم عرفہ تک لیکن اگر قربانی کا جانور نہیں ہے اور اس نے روزے بھی نہ رکھے تو منیٰ میں قیام کے دنوں میں روزے رکھے۔

فرع:

رمضان سے ایک دو دن پہلے روزے رکھنے سے ممانعت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جب نصف شعبان ہو جائے تو عادت والے کے سوا کوئی بھی روزہ نہ رکھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ تم میں سے کوئی بھی رمضان سے ایک دو دن پہلے روزے نہ رکھے' ہاں اگر پہلے سے عادت ہو تو رکھ لے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ رمضان اور شعبان کے درمیان ایک دن کا فاصلہ دے۔
- آپ رمضان سے پہلے خطبہ میں فرمایا کرتے تھے: روزے تو فلاں دن سے شروع ہو رہے ہیں تاہم ہم پہلے سے رکھ رہے ہیں لہٰذا جس کا دل چاہے یہ نفلی روزے پہلے رکھ لے ورنہ بعد میں رکھ لے۔

علماءِ کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ روزے ہیں جو رمضان سے دو دن پہلے روزہ رکھے تھے کیونکہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان ہے: حضور ﷺ سال میں پورے مہینے کے روزے نہ رکھا کرتے تھے صرف شعبان کو روزے کے ذریعے رمضان سے ملاتے۔

- آپ اکثر مردوں سے فرماتے تھے: کیا اس مہینے کے اگلے یا پچھلے دنوں میں تم نے کوئی روزہ رکھا ہے؟ اگر کہتا کہ نہیں تو آپ فرمادیتے کہ عید الفطر کے بعد رکھ لینا۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے ایک یا دو دن سے مراد وہ دن لئے ہیں جن میں یوم شک سے پہلے سورج چھپا ہوتا ہے۔

خاتمہ

شکر گذار کھانا کھانے والا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھانے والا شکر گذار ایسے ہوتا ہے جیسے روزہ دار صابر۔

ایک اور روایت میں ہے کہ شکر گذار کھانیوالے کو اتنا اجر ملا کرتا ہے جتنا روزہ دار صبر کرنے والے کو۔ واللہ اعلم۔

کِتَابُ الِاعْتِکَاف

حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو رمضان میں دس دن کا اعتکاف کرے تو اسے دو حج اور دو عمروں کا اجر ملے گا۔

- آپ ہی کا یہ بھی ارشاد ہے: جو شخص مغرب وعشاء کے درمیان جماعت والی مسجد میں نماز اور قرآن کے علاوہ نہ بولے تو اللہ کے کرم کا یہ حق ہو جاتا ہے کہ اس کے لئے جنت میں محل بنائے۔
- آپ ہی نے فرمایا: جو اللہ کی رضا کے لئے ایک دن اعتکاف میں بیٹھے تو اس کے اور جہنم کے درمیان پورب وپچھم کے درمیانی فاصلے سے تین گنا لمبی تین خندقوں جتنا فاصلہ ہو جاتا ہے۔
- رسول انور ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف بیٹھتے تاہم ایک سال سفر میں ہونے کی وجہ سے نہیں بیٹھے اور جب اگلا رمضان آیا تو بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔
- جب آپ اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو نماز فجر پڑھ کر جائے اعتکاف میں تشریف لے جاتے اور خیمہ لگوا لیتے' ایک مرتبہ جائے اعتکاف میں گئے اور خیمہ لگوایا پھر حضرت زینب کا خیمہ لگوایا اور پھر اپنی بیویوں کے خیمے بھی لگوائے اور جب آپ نے نماز فجر پڑھ لی تو دیکھ کر فرمایا: سب نے نیکی کا ارادہ کیا ہے۔ اس کے بعد خیمے اتارنے کا حکم دیا اور یوں رمضان میں اعتکاف ختم کر دیا گیا اور پھر شوال کے پہلے دس دنوں میں اعتکاف کیا۔
- آپ جوان عورتوں کو مسجد میں اعتکاف سے منع فرماتے تاہم بوڑھی عورتوں کو اجازت دیا کرتے۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ طلاق والی اور بیوہ عدت پوری ہونے تک اعتکاف نہ کریں۔
- جب آپ نے اعتکاف کرنا ہوتا تو آپ کے لئے چٹائی بچھا دی جاتی اور ستون کے پیچھے رکھ دی جاتی۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں: سرور عالم ﷺ اپنی جائے اعتکاف میں ہوتے' میں اپنے حجرے میں ہوتی' آپ سر انور میرے آگے کر دیتے اور میں حیض کے باوجود سر پر کنگھی کر دیا کرتی۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب حضرت عبد الرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہو گئے تو ان کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کے لئے اعتکاف بیٹھیں۔
- حضور ﷺ اعتکاف کے دوران بلاضرورت گھر میں تشریف نہ لے جاتے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ گھر میں مریض کے ہوتے ہوئے میں جب اعتکاف سے اُٹھ کر

ضروری کام کے لئے گھر جاتی تو صرف چلتے چلتے مریض کی بیمار پرسی کرتی کیونکہ مجھے اپنے اعتکاف ٹوٹ جانے کی فکر ہوتی اور پھر آپ بتاتی تھیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے یونہی بتایا تھا۔

- رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی بیوی ملنے آتیں تو اعتکاف ہی میں اُٹھ کر گھر تک انہیں چھوڑنے چلے جاتے اور پھر واپس جائے اعتکاف میں آ جاتے اور گھر دور ہونے کی بناء پر جب حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے پاس آئیں تو اُٹھ کر آپ انہیں چھوڑنے گئے۔ آپ کے قریب دو انصاری شخص آ رہے تھے' آپ نے فرمایا: پیچھے ہٹ جاؤ کیونکہ یہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آ رہی ہیں' وہ کہنے لگے: سبحان اللہ! فرمایا: شیطان انسان کے خون میں گردش کرتا ہے' مجھے اندیشہ ہے کہ تمہارے دل میں کوئی بات آ گئی تو برباد ہو جاؤ گے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: سنت طریقہ یہ ہے کہ اعتکاف والا مریض کی بیمار پرسی نہ کرے' نہ جنازہ کے لئے جائے' نہ عورت کو ہاتھ لگائے' نہ ہی اس سے ہم بستر ہو اور ضروری کام کے علاوہ کہیں نہ جائے۔
- حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد میں اعتکاف بیٹھے لوگ ہم بستری بھی کر لیتے تھے چنانچہ یہ آیت اُتری:

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ۝

''عورتوں سے ہم بستری نہ کرو' اس حالت میں کہ تم مسجدوں میں اعتکاف میں بیٹھے ہو۔''

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگ اعتکاف بیٹھتے تو کوئی پاخانہ جانے کے بہانے بیوی سے ہم بستری کر لیتا اور پھر غسل کر کے جائے اعتکاف میں آ جایا کرتا تھا لہٰذا انہیں روک دیا گیا۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ روزہ رکھے بغیر اعتکاف کی کوئی حیثیت نہیں اور نہ ہی جامع مسجد کے علاوہ اعتکاف بنتا ہے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ گھروں میں موجود مسجدوں کے اندر اعتکاف بدعت ہوتا ہے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہر ایسی مسجد جس میں امام اور مؤذن مقرر ہوتا ہے' اعتکاف وہیں درست ہو گا۔
- حضور ﷺ سے اگر کوئی جاہلیت کے دور میں نذر ماننے والا پوچھتا تو آپ فرماتے کہ اپنی نذر پوری کرو۔
- آپ فرماتے تھے کہ اعتکاف والے پر روزے لازم نہیں' ہاں خود کر لے تو اور بات ہے (عام اعتکاف کی بات لگتی ہے)۔
- ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن آپ کے ہمراہ حیض کی حالت میں اعتکاف کرتیں' وہ اس کا سرخ و زرد رنگ دیکھتیں اور آپ ہی کے ساتھ نماز میں شامل ہوتیں اور کبھی اس کے نیچے طشت رکھ دیتیں۔ واللہ اعلم (دعائیں

وغیرہ کرتیں)۔

فصل:

رمضان کے آخری دس دنوں میں نیک عمل کرنے کا شوق دلانا

رسول اکرم ﷺ جتنا رمضان کی دس آخری دنوں میں عبادت کرتے' ان کے علاوہ کسی اور موقع پر نہ کرتے چنانچہ رات بھر عبادت کرتے' بیویوں کو جگاتے' کمر کس لیتے اور پورا مہینہ بیویوں کے قریب نہ جاتے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب رمضان شروع ہو جاتا تو آپ کا رنگ تبدیل ہو جاتا اور مہینہ بھر آپ بستر لپیٹ دیتے۔

- آپ بیس راتوں میں نمازِ نفل کے دوران سویا کرتے لیکن نہایت تھوڑا اور جب آخری دس دن شروع ہو جاتے تو اکیسویں روزے کی صبح سے بھرپور عبادت فرماتے۔
- شب قدر میں نوافل کا شوق دلاتے ہوئے فرماتے: جو ایمان اور ثواب کی نیت سے شب قدر کو رات میں قیام کرے گا تو اس کے گذشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔
- حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے عرض کی' یا رسول اللہ! شب قدر کونسی رات ہوتی ہے؟ فرمایا: اگر اس رات میں لوگوں کے نمازِ نفل چھوڑنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ضرور بتاتا تاہم اسے مہینہ کی تئیس راتوں میں تلاش کرو۔
- حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شب قدر چوبیسویں رات ہوتی ہے۔
- آپ نے حکم دیا کہ جو شب قدر معلوم کرلے تو یہ دُعاء پڑھے:

  اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ○
- آپ سے اس رات کی پہچان پوچھی گئی تو فرمایا: یہ صاف رات ہوتی ہے نہ گرم ہوتی ہے' نہ ٹھنڈی' نہ اس میں بادل اور نہ ہی بارش ہوتی ہے' نہ ہوا چلتی ہے اور نہ ہی اس میں ستارہ ٹوٹتا ہے' اس سے اگلی صبح سورج طلوع ہوتا ہے تو مدہم سرخی مائل ہوتا ہے اور اس کی شعاعیں نہیں ہوتیں۔

ایک روایت میں فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ہر سال اپنے صحابہ کو وہ رات اور اس کی نشانیاں بتا دیا کرتے تھے چنانچہ کبھی

فرماتے کہ اس میں بارش نہ ہوگی اور کبھی فرماتے کہ ہوگی' کبھی فرماتے کہ طاق رات میں ہوگی اور کبھی جفت رات میں بتاتے' غرض یونہی بتلاتے رہے اور ہر سال آپ کی اطلاع سچی ہوتی۔

ہمیں اب تک ایسی کوئی روایت نہیں ملی کہ آپ نے اپنے صحابہ کو ایک ہی ماہ میں دو وقت بتلائے ہوں البتہ اس بارے میں تمام حدیثیں صحیح ہیں' آپس میں ٹکراتی نہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ یہ رات پورے سال میں گھومتی رہتی ہے اور حقیقۃً اس کا پتہ صرف انہی کو ہوتا ہے جن کے دل کی آنکھیں کھلی ہوں۔ واللہ اعلم۔

كِتَابُ الْحَجِّ وَ الْعُمْرَةِ

حج وعمرہ اور ان کے احکام

حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ سے روانہ ہو کر صرف ایک حج کیا تھا اور یہ حجۃ الوداع تھا جبکہ ہجرت سے پہلے دو حج کئے تھے' کل تین حج کئے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ آپ نے حجۃ الوداع والے عمرے کے علاوہ چار عمرے کئے تھے۔

انہی کی روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حج کا حکم اُتارا تو آپ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کر دیا ہے لہٰذا حج کرو۔ ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا ہر سال فرض ہے؟ نبی کریم ﷺ چپ ہو رہے' اس نے تین بار پوچھا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا اور فرض ہونے پر تم اسے چھوڑتے اور کافر بنتے اور سنو! تم سے پہلے لوگوں کو منع کرنے والے حکمرانوں نے برباد کر دیا تھا' بخدا اگر میں زمین بھر کی بھی چیزیں تمہارے لئے حلال کر کے صرف اُونٹ کے ناخن جتنی چیز حرام کر دوں تو تم اسے ضرور کرو گے۔

رسول اللہ ﷺ حج کے راستے میں اپنے آپ کو مزدور بنا لینے کی اجازت دیتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم مکہ تک کرایہ پر لوگوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں لیکن کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ہمارا کوئی حج نہیں ہے' آپ خاموش ہو گئے تو یہ آیت اُتری: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ۝ (تم پر اس بات کا گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو) آپ نے اس آدمی کو بلا کر فرمایا کہ تم حاجی ہو۔

ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ میں لوگوں کا بوجھ اُٹھا کر کے پہنچانے کا کرایہ لیتا ہوں لیکن لوگوں کا خیال ہے کہ میرا حج نہیں بنتا' انہوں نے فرمایا: تم تو ان لوگوں میں شامل ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے:

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا۝

(یہ وہ لوگ ہیں جن کا اپنی کمائی میں حصہ ہے)

ایک اور روایت میں فرمایا تھا کہ جب تم نے حج کے کام پورے کر لئے تو تم حاجی بن گئے۔

آپ نیابت حج میں نائب بننے کی اجازت دیتے تھے چنانچہ ایک آدمی نے آپ سے پوچھا: یا رسول اللہ! میرا باپ

بوڑھا ہے حج ان پر لازم ہے' وہ نہ تو حج کر سکتے ہیں' نہ ہی عمرہ اور نہ ہی اونٹ پر سوار ہو سکتے ہیں' فرمایا: اپنے باپ کی طرف سے حج وعمرہ کرو۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا عورتوں پر بھی جہاد فرض ہے؟ فرمایا: ان پر ایسا جہاد فرض ہے جس میں قتل و غارت نہ ہو یعنی حج اور عمرہ۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا عمرہ واجب ہوتا ہے؟ فرمایا: نہیں لیکن کرلو تو افضل ہوتا ہے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے عمرے کے بارے میں کچھ سن نہ لیا ہوتا تو کہہ دیتا کہ واجب ہے۔
- حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ یہ بات صحابہ کے ہاں پکی ہو چکی ہے کہ عمرہ بھی حج ہی کی طرح فرض ہوتا ہے۔

فرع:

رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ حج اور عمرہ کرتے رہو کیونکہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو ایسے دور کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے' سونے اور چاندی کی میل دور کر دیتی ہے۔

- آپ فرماتے تھے کہ ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ درمیانی وقت کی کوتاہیاں مٹا دیتا ہے اور مقبول حج کی جزاء صرف جنت ہوتی ہے۔ اس پر ایک شخص نے پوچھا کہ یہ کونسا حج ہے؟ فرمایا: کھانا کھلانا' اچھی گفتگو اور سلام کہتے پھرنا۔
- آپ فرماتے تھے کہ حج اپنے سے پہلے کئے گئے گناہوں کو جھاڑ دیتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حج' گناہوں کو ایسے دھوڈالتا ہے جیسے پانی' میل کو دھوڈالتا ہے۔

- رسول انور ﷺ نے بتایا کہ حضرت آدم علیہ السلام ایک ہزار مرتبہ پیدل بیت اللہ میں پہنچے اور سواری نہیں کی۔
- آپ ہی نے فرمایا کہ حج وعمرہ کرنے والے اللہ کا گروہ ہوتے ہیں' وہ دُعاء کریں تو اللہ قبول کرتا ہے اور بخشش مانگیں تو انہیں بخش دیتا ہے۔
- آپ کا فرمان ہے: بیت اللہ میں بیٹھنے والوں پر روزانہ ایک سوبیس رحمتیں اُترتی ہیں جن میں سے ساٹھ تو طواف والوں کے لئے ہوتی ہیں' چالیس' نمازیوں کے لئے اور بیس زیارت کرنے والوں کے لئے۔
- آپ ہی فرماتے تھے کہ بیت اللہ سے فائدہ اُٹھایا کرو' یہ دو مرتبہ گرایا گیا اور تیسری مرتبہ میں اُوپر اُٹھایا جائے گا یعنی تیسری بار کے بعد۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اُتار دیا تو فرمایا:

میں تمہارے ساتھ ایک گھر (یا فرمایا منزل) اُتار رہا ہوں جس کے گرد لوگ یوں گھومیں گے جیسے میرے عرش کے گرد طواف ہوتا ہے اور اس کے قریب نمازیں یوں پڑھی جائیں گی جیسے میرے عرش کے گرد پڑھی جاتی ہیں اور حضرت نوح علیہ السلام کا طوفان آ چکا تو اس کی بنیادیں اُٹھائی گئیں' انبیاء علیہم السلام اس کا حج کیا کرتے لیکن یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ کہاں ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جگہ دکھائی چنانچہ انہوں نے پانچ پہاڑوں کے پتھر لے کر اسے تعمیر کیا جو یہ تھے: حراء' ثبیر' لبنان' طیر اور خیر۔

- رسولِ اکرم ﷺ بتاتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے آدم! موت' کے حادثہ سے پہلے اس کا حج کرو۔ انہوں نے عرض کی: یا اللہ! یہ حادثہ کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم اسے نہیں جانتے' یہ موت ہوگی۔ عرض کی: موت کیا ہوتی ہے؟ فرمایا: جلد تمہیں پتہ چل جائے گا۔ عرض کی: میری اہل کے پاس میرا خلیفہ کون ہوگا؟ فرمایا: میں یہ بات آسمانوں' زمین اور پہاڑوں سے کروں گا چنانچہ اللہ نے آسمانوں سے کہا تو انہوں نے نائب بننے سے انکار کر دیا' پھر زمین سے فرمایا تو اس نے بھی انکار کر دیا' یونہی پہاڑوں سے کہا تو انہوں نے بھی انکار کیا لیکن بھائی کے قاتل آپ کے بیٹے نے خلیفہ ہونا قبول کر لیا چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام سرزمین ہند سے حج کا ارادہ لے کر نکل پڑے' آپ جہاں بھی جاتے' کھاتے پیتے اور پھر دیر تک زندہ رہ کر گھومتے پھرتے مکہ پہنچے جہاں بطحاء کے مقام پر فرشتے انہیں ملے اور کہنے لگے اے آدم! السلام علیک' تمہاری حج قبول ہوگی' ہم تو دو ہزار سال تم سے پہلے اس کا حج کر رہے ہیں۔

- رسول اللہ ﷺ نے بتایا بیت اللہ ان دنوں سرخ یاقوت سے بنا تھا' اندر سے خالی تھا' اس کے دو دروازے تھے طواف کرنے والا اندر میں موجود شخص کو دیکھتا جاتا اور اندر والے طواف کرنے والوں کو دیکھتے ہوتے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے حج کے کام پورے کیے تو اللہ نے وحی فرمائی کہ اے آدم! تم نے حج کے کام پورے کر لئے؟ عرض کی: ہاں پروردگار! فرمایا: کچھ مانگو' مل جائے گا۔ انہوں نے عرض کی: الٰہی! میری ضرورت تو یہ ہے کہ میری کوتاہی معاف فرما دے اور میری اولاد کی بھی' فرمایا: رہی تمہاری کوتاہی' تو یہ اسی وقت معاف کر دی تھی جب تم سے یہ کوتاہی ہوئی لیکن تمہارے لڑکے کی کوتاہی' تو جو مجھے پہچانے گا' مجھ پر ایمان لائے گا اور میری کتابوں اور رسولوں کو سچا جانے گا تو اس کی کوتاہیاں بخش دیں گے۔

- آپ ہی نے فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی: الٰہی! جب تیرے بندے تیرے گھر کی زیارت کو آئیں تو انہیں معاف کرنے میں تجھ پر کیا بوجھ ہے؟ کیونکہ ہر زیارت کرنے والے کا زیارت کرانے والے پر حق ہوتا ہے؟ فرمایا: اے داؤد! ان کا حق یہ ہے کہ میں دنیا میں انہیں معاف کر سکتا ہوں اور اس وقت میں انہیں بخش دوں گا' جب میں ان سے ملونگا۔

- آپ ﷺ یہ دعاء فرماتے کہ الٰہی! حج کرنے والوں کو بخش دے اور انہیں بھی جن کے لئے حاجی دُعاء کریں۔

واللہ اعلم۔

فرع:

مکہ جاتے ہوئے فوت ہو جانے والے کا اجر

کتاب الجنائز میں اس سے قبل اس احرام والے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان گزر چکا ہے جسے اس کی اونٹنی نے گرا دیا تو وہ مر گیا تھا کہ: اسے بیری کے پانی سے غسل دو اسی کے کپڑوں میں کفن دو اسے خوشبو نہ لگاؤ اور اس کے سر کو نہ ڈھانپو کیونکہ قیامت کو یہ تَلْبِیَہ پڑھتا ہوا اُٹھایا جائے گا۔

- رسولِ انور ﷺ فرماتے تھے: جو شخص حج کے لئے نکلے اور فوت ہو جائے تو قیامت تک ایسے کو حج کا ثواب ہوا کریگا یونہی جو عمرہ کے لئے نکلے گا تو قیامت تک عمرہ کرنے والوں کی طرح اسے عمرہ کا اجر ملے گا اور جو غازی بن کر فوت ہوگا تو قیامت تک غازی بننے والوں کی طرح اسے بھی غازی کا اجر ملے گا۔
- آپ نے فرمایا: جو شخص مکہ کی طرف جاتے یا آتے وقت راستے میں فوت ہوگا تو اس کی پیشی نہ ہوگی اور نہ اس کا حساب ہوگا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

فرع:

حج کے خرچہ کی حیثیت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میرے عمرہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تمہیں تمہاری تھکاوٹ اور خرچہ کے مطابق اجر ملے گا۔

- آپ نے فرمایا: کہ راہِ خدا میں خرچ ہونے والے مال سے وہ خرچہ سات سو گنا زیادہ اجر رکھتا ہے جو حج میں خرچ ہو۔
- آپ کا ارشاد ہے کہ حج کرنے والا شخص کبھی بھی فقیر نہیں ہوا کرتا۔
- آپ ہی نے فرمایا کہ جب کوئی انسان حج کے لئے نکلتا ہے، پاکیزہ مال خرچ کرتا ہے اور رکاب (یا جہاز وغیرہ) میں قدم رکھتا ہے پھر آواز دیتا ہے: لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ تو آسمان سے فرشتہ آواز دیتا ہے کہ لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ زَادُكَ حَلَالٌ وَّرَاحِلَتُكَ حَلَالٌ وَّحَجُّكَ مَبْرُوْرٌ غَیْرُ مَاْزُوْرٍ اور جب وہ برا مال خرچ کرتا ہے اور رکاب میں پاؤں رکھ کر لبّیك کہتا ہے تو آسمان سے کوئی آواز دیتا ہے لَا لَبَّیْكَ وَلَا سَعْدَیْكَ زَادُكَ حَرَامٌ

وَنَفَقَتُكَ حَرَامٌ وَحَجُّكَ مَأْزُورٌ غَيْرُ مَأْجُورٍ۔

- آپ اپنے صحابہ سے اس وقت فرماتے جب وہ سفر پر اکٹھے جاتے کہ اپنا خرچ کسی ایک کے پاس جمع کرلو نیز فرماتے کہ یہ ان کے لئے اچھا رہے گا۔ واللہ اعلم۔

فرع:

حج میں عاجزی دکھاتے ہوئے انبیاء علیہم السلام کی پیروی میں غریبانہ کپڑے پہننا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حج کیا تو گھٹیا کجاوے پر تھے جس پر ایک چادر تھی جس کی قیمت چار درہم کے برابر بھی نہ تھی اور پھر فرمایا تھا کہ: یا اللہ! اسے ایسا بنا کہ جس میں دکھلاوے اور سنانے والی کوئی بات نہ ہو۔

- حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کجاوے پر سفر حج کیا حالانکہ آپ بخیل نہ تھے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم مکہ اور مدینہ کے درمیان رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے کہ وادیٔ ازرق میں پہنچے' وہاں آپ نے فرمایا: میں یوں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نیچے اُترتے ہوئے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈالے اس وادی میں سے گذرتے ہوئے تلبیہ پڑھتے اللہ سے پناہ مانگ رہے ہیں۔
پھر ہم ہرشی کی پہاڑی کے قریب پہنچے' جو جحفہ کے قریب تھی تو آپ نے پھر فرمایا: یہ دکھائی دے رہا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام سرخ رنگ کی اونٹنی پر سوار ہیں' اونی جبہ پہنے ہیں' اونٹنی کی مہار کھجور سے بنی ہے اور وہ اس وادی سے تلبیہ پڑھتے ہوئے گذر رہے ہیں۔
- آپ نے فرمایا کہ مسجد خیف میں ستر نبیوں نے نماز پڑھی تھی جن میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تھے' وہ گویا ایسے دکھائی دے رہیں جیسے ان پر دو عبائیں ہیں' احرام باندھے اونٹنی پر سوار ہیں اور مہار کھجور کی شاخ سے بنی ہے جس کے دو کنارے ہیں۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ عسفان کی وادی سے گذرے اور فرمایا: یہاں سے گویا حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام سرخ رنگ کی اونٹنی پر سوار گزر رہے ہیں۔ جس کی مہار کھجور سے بنی ہے تہبند اونی ہے اور چادریں مٹیالے رنگ کی ہیں' وہ کعبہ کا حج کرنے چلے ہیں۔
- آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہل عرفات کو دیکھ کر آسمانی فرشتوں پر فخر جتلاتا ہے اور فرماتا ہے: میرے بندوں کو

دیکھو! یہ میری طرف گرد آلود چہرے اور بکھرے بال لے کر آئے ہیں۔

فصل:

حج میں استطاعت کا مطلب

رسولِ اکرم ﷺ ہمت ہونے کی صورت میں جلد حج کرنے پر اُبھارتے تھے اور فرماتے تھے: جلد از جلد فرض حج کرلو کیونکہ تمہیں کیا معلوم کہ کیا ہونے والا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جو حج کا ارادہ رکھتا ہے تو جلدی کرے کیونکہ وہ بیمار ہوسکتا ہے' سواری گم ہوسکتی ہے اور کوئی ضروری کام پڑ سکتا ہے۔

- آپ نے فرمایا: حج نہیں کر سکے ہو تو جلدی کرو کیونکہ ایسے لگتا ہے جیسے چھوٹے کانوں والا' ہاتھوں اور پاؤں سے معذور حبشی ہے' جس کے ہاتھ میں کدال ہے اور وہ کعبہ کو ایک ایک پتھر کر کے گرا رہا ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ حج شام سے پہلے کرلینی چاہئے (جلدی سے)۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اس بیت کی حج اور اس کا عمرہ یاجوج و ماجوج کے نکلنے کے بعد ضرور ہوں گے۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ارادہ ہے کہ میں ان شہروں کی طرف آدمی بھیجوں' وہ ایسے لوگوں کو دیکھیں جن کے پاس گنجائش ہے لیکن انہوں نے حج نہیں کیا لہٰذا ان پر جزیہ لاگو کر دیں' یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں۔
- حضرت ابن ابی داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے حج نہ کرنے والوں کے بارے میں اس فرمانِ الٰہی کے متعلق پوچھا گیا:

وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۝ (سورۂ آل عمران: ۹۷)

''اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہاں سے بے پرواہ ہے۔''

تو آپ نے فرمایا: جو شخص ثواب کی اُمید کے بغیر حج کرے اور اللہ کے عذاب سے خوف کئے بغیر بیٹھا رہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

- حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب اللہ کا یہ فرمان نازل ہوا:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا۝ (ایضاً۔ ۸۵)

''اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا۔''

تو سب ملتوں والے کہنے لگے کہ ہم مسلمان ہیں' اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتار دی:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ○

''اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے۔''

تو مسلمانوں نے حج کی اور کافر بیٹھے رہ گئے۔

- آپ ہی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ایک ایسا بندہ جس کا جسم میں نے صحیح رکھا اور اسے وسیع رزق دیا اور وہ ہر پانچ سال بعد ایک مرتبہ میرے لئے فدا نہیں ہوتا تو وہ محروم ہے۔
- آپ نے قریبی اور اجنبی لوگوں کو اجازت دے دی تھی کہ فوت ہونے والوں کی طرف سے حج کریں جس کے ذمہ اسلام کا حج یا نذر والا حج ہو' آپ نے فرمایا تھا کہ ان کی طرف سے حج کرو اور آپ اکثر انہیں من استطاع الیہ سبیلا کی تفسیر کرتے ہوئے بتاتے کہ اس سے مراد راستے کا خرچہ اور سواری ہے۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو لاعلمی میں زادِ راہ اور سواری کے بغیر حج کا سفر کرتے ہیں تو ان کا یہ عمل سنت کے خلاف ہے کیونکہ صحیح بخاری میں ہے: تم میں سے کوئی اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک وہ میرے لائے احکام کو نہیں چاہتا اور جو آپ لائے ہیں' انہی میں سے زادِ راہ اور سواری کا حکم بھی ہے۔

- آپ اپنے صحابہ سے فرماتے تھے: جو شخص پیدل حج کرنے چلے' وہ جسم کے درمیانی حصے کو چادر یا تہبند سے باندھ لے اور یہ لازم ہے کہ درمیانی چال چلے کیونکہ اس سے تھکاوٹ نہیں ہوتی۔
- آپ سمندری موجوں کے موقع پر اس پر سواری سے منع فرماتے ہوئے کہا کرتے: جو موجوں کے موقع پر سمندر میں سواری کرے اور مر جائے تو اس کی ذمہ داری کسی پر نہ ہوگی۔
- آپ اکثر فرمایا کرتے کہ تم میں سے کوئی بھی حج اور عمرہ یا جہاد کے بغیر سمندر میں سوار نہ ہو کیونکہ سمندر کے نیچے آگ ہوتی ہے اور آگ کے نیچے پھر سمندر ہے۔
- آپ دو یا تین دن کی مسافت پر عورت کو حج کرنے سے اس صورت میں منع کرتے جب ساتھ محرم نہ ہو اور فرماتے تھے کہ عورت اپنے محرم' خاوند' باپ' بیٹے یا بھائی کے بغیر سفر نہ کرے۔

ایک روایت میں ہے کہ عورت بارہ میل تک کا سفر نہ کرے۔ ایک روایت میں دن اور رات کے سفر سے روکا گیا اور ایک روایت ایک رات کے سفر سے روکا گیا۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شاید یہ رکاوٹ خوف اور امن کے لحاظ سے ہے۔

- آپ نے فرمایا کہ عورت کا اپنے غلام کے ساتھ سفر بے فائدہ ہے۔
- جب اسلام میں حج فرض ہوا تو رسول اللہ ﷺ عورتوں کو شوق دلاتے تھے کہ گھروں کی گہرائی میں رہیں۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی بیویوں سے فرمایا: حج اس سال کا ہے پھر رہائش ہوگی۔

- حضور ﷺ کی سب بیویوں نے حج کیا تھا البتہ حضرت زینب بنت جحش اور حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نہ کرسکی تھیں، وہ کہتی تھیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سے ہم نے سن لیا کہ "یہی حج کرنا ہوگا اور اس کے بعد گھروں میں بیٹھنا ہوگا۔" تو سواری ہمیں کہیں لے جا نہ سکے گی۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی بیویوں کو حج پر جانے کی درخواست کی اور ان کے ہمراہ حضرت عثمان اور ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھیجا چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان کر دیا کہ ان کے نہ تو کوئی قریب جائے اور نہ ہی نظر کی پہنچ تک کے فاصلے کے بغیر ان کی طرف نظر اٹھائے، وہ اونٹوں پر رکھے ہودجوں پر تھیں اور گھاٹی کے اگلے حصے میں اترتی تھیں، حضرت عبد الرحمٰن اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما موجود تھے چنانچہ ان کی طرف کوئی نہ چڑھ سکا۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ جب تک کوئی اپنا حج نہ کرے، کسی اور کی طرف سے حج نہ کرے چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے کسی کو دیکھا کہ اس نے کسی اور کی طرف سے احرام باندھا تھا تو فرمایا: پہلے اپنی طرف سے حج کرو اور پھر کسی اور کی طرف کر لینا۔
- حضور ﷺ نے فرمایا: جس بچے کو اہل خانہ حج پر لے جائیں اور وہ فوت ہو جائے تو اس کی طرف سے حج ہوگا لیکن اگر اس نے وقت پالیا تو حج اس پر لازم ہوگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور ﷺ کے دور میں اکثر اپنے بچوں اور غلاموں کو حج پر ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔

باب

حج کے زمانی اور مکانی میقات

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بتایا: سنت طریقہ یہ ہے کہ احرام باندھنے والے حج کے مہینوں کے علاوہ احرام نہ باندھا کریں اور وہ یہ ہیں: شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے دس دن۔

- رسولِ اطہر ﷺ نے حج اکبر کے موقع پر عید قربان کے دن سعی کی تھی اور یونہی حضرتِ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تھا تاہم عمرہ میں آپ نے یہ اجازت دی تھی کہ پورے سال میں جب چاہیں احرام باندھ لیں۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ رسولِ اللہ ﷺ نے رجب میں عمرہ فرمایا، ذوالقعدہ میں کیا اور شوال میں۔
- جس سے حج رہ جاتا، آپ اسے فرما دیتے کہ رمضان میں عمرہ کر لو کیونکہ رمضان میں عمرہ کرنا، میرے ہمراہ حج

کرنے کا مرتبہ رکھتا ہے۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ہر ماہ میں عمرہ ہو سکتا ہے۔
- اکثر آپ لوگوں کو میقاتوں کے بارے میں بتایا کرتے اور فرماتے کہ اہلِ مدینہ ذوالحلیفہ سے تلبیہ شروع کریں' اہلِ شام جحفہ سے' اہلِ نجد قرن المنازل سے' اہلِ یمن یلملم سے اور اہلِ عراق ذاتِ عرق سے' پھر فرمایا کہ یہ میقات تو ان کے لئے بیان کر دیئے گئے اور جو ان کے علاوہ اور مقام سے حج وعمرہ کے لئے آئے تو ان کے لئے تلبیہ کا مقام وہ ہوگا جو ان کے قریب والی جگہ میں ہوگا چنانچہ اہلِ مکہ' مکہ ہی سے تلبیہ شروع کریں۔
- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خراسان اور کرمان وغیرہ سے احرام باندھنا ناپسند کرتے تھے۔
- آپ کا حکم تھا کہ جو عمرہ کرنے کی غرض رکھتا ہو وہ مقامِ حِل میں پہنچے اور پھر تلبیہ پڑھتے ہوئے حرم میں داخل ہو۔
- رسولِ انور ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جو شخص مسجد اقصیٰ سے عمرہ یا حج کا احرام باندھے تو اس کے گذشتہ تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب

احرام کی کیفیت اور اس کے آداب

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ جب احرام کا ارادہ فرماتے تو غسل فرماتے اور ممکن حد تک بہترین خوشبو لگاتے۔

- آپ حیض اور نفاس والی عورتوں کو اس بات کی اجازت دیتے تھے کہ وہ احرام باندھیں اور حج کے کام پورے کریں اور صرف بیت اللہ کا طواف رہنے دیں۔
- آپ کا فرمان یہ تھا کہ احرام والا تہبند اوپر والی چادر اور جوتے میں احرام باندھے اور اگر جوتے نہ مل سکیں تو موزے لے لے لیکن انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ دے۔
- جب آپ احرام باندھنے نکلتے تو وہ تیل لگاتے جو زیادہ خوشبودار نہ ہوتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ نبی کریم ﷺ کہاں سے احرام باندھتے تھے چنانچہ چند صحابہ فرماتے ہیں کہ آپ نے اس وقت تلبیہ پڑھا تھا جب آپ نے دو نفل پڑھے تھے' ایک گروہ یہ کہتا تھا کہ سواری پر بیٹھتے وقت پڑھا تھا' ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ اس وقت پڑھا تھا جب بیداء پر آئے تھے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اس میں اختلاف کی کوئی صورت نہیں کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے مدینہ سے صرف ایک ہی حج کیا تھا اور وہ حجۃ الوداع تھا چنانچہ جب آپ نے دو نفل پڑھ کر تلبیہ شروع کیا تو

آپ کو قوم نے دیکھا تھا' جب آپ سواری پر بیٹھے تو اس وقت بھی آپ کو بہت سارے لوگوں نے دیکھا اور پھر جب آپ بیداء پر پہنچے تو بھی بہت لوگوں نے دیکھا۔ چنانچہ ان میں سے جس نے جو دیکھا بیان کر دیا اور جس نے جس روایت کو لیا' وہی بتا دی' یہ سب کے سب حق پر تھے۔ واللہ اعلم۔

- حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے: مکمل حج وعمرہ یہ ہوتا ہے کہ تم اپنے اہل وعیال میں سے نکلو تو میقات سے حج وعمرہ کے علاوہ کوئی ارادہ نہ ہو' یوں نہیں کہ تجارت یا کسی اور غرض سے چلو اور جب مکہ کے قریب پہنچ جاؤ تو کہنے لگو: اگر میں حج یا عمرہ کر لیتا تو بہتر ہی ہوتا بلکہ مکمل حج یہ ہے کہ صرف ان دو کاموں ہی کے لئے نکلو' کسی اور کے لئے نہیں۔

جب حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر احرام باندھنے کا ارادہ فرمایا تو کہا: جو حج یا عمرہ کا تلبیہ کہنا چاہتا ہے' وہ کہہ لے اور جو صرف عمرہ تلبیہ چاہتا ہے وہ یونہی کرے چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں کے تین گروہ بن گئے' کچھ تو وہ تھے جنہوں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا مگر ساتھ ہی حج کا ارادہ رکھا' کچھ وہ تھے جنہوں نے حج وعمرہ کا احرام باندھا اور باقی نے صرف حج کا تلبیہ شروع کیا اور عنقریب **باب دخول مکة** میں آ رہا ہے کہ حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں کے لئے آسانی کی خاطر تمتع کیا تھا کیونکہ کچھ اس سے رُک گئے تھے چنانچہ حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور بہت سے لوگوں نے آپ کی پیروی کی تھی۔

- حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ سے فارغ ہونے کیلئے صرف بال منڈائے تھے اور پھر حج کا احرام باندھے رہے تھے' بال منڈوانے کا مقصد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تسلی دینا تھا۔
- رسولِ انور ﷺ نے حج وعمرہ کے احرام والوں سے فرمایا تھا کہ یوں کہو:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ عُمْرَةً فِي حَجَّةٍ

''الٰہی میں حج کے ساتھ عمرہ کے لئے حاضر ہوں۔''

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں قران سے روک دیا تھا اور پھر بعد میں جبریل علیہ السلام کے کہنے پر انہیں دونوں ملانے کی اجازت دیدی تھی اور فرما دیا تھا کہ قیامت تک عمرہ' حج میں شامل رہے گا۔
- رسولِ اکرم ﷺ نے عمرہ کا احرام باندھا اور وادیٔ عقیق میں تھے کہ فرمایا: میرے پاس اللہ کی طرف سے کوئی آنے والا آیا اور کہا: اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور فرما دو کہ عمرہ' حج میں شامل ہو گیا چنانچہ اس وقت عمرہ' حج میں ملا دیا گیا اور یہی بات تھی جس کی بناء پر لوگ مختلف باتیں کرنے لگے چنانچہ کچھ نے کہا کہ آپ نے اکیلے حج کا احرام باندھا تھا کیونکہ انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ آپ قربانی کا جانور لئے جا رہے ہیں لیکن دوسروں نے کہا کہ آپ نے تمتع (عمرہ کے بعد حج کرنا) کیا تھا کیونکہ آپ نے عمرہ کے بعد بال منڈوا لئے تھے اور باقی لوگوں نے سمجھا کہ

آپ نے قران کیا تھا (ایک احرام میں حج وعمرہ کرنا) تاہم یہ سب کے سب صحیح تھے چنانچہ جب سب لوگ مکہ میں داخل ہو گئے تو جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا' انہوں نے طواف کیا' سعی کی اور بال منڈوا لئے جس پر ان کے لئے خوشبو لگانا اور سلے ہوئے کپڑے پہننا حلال ہو گئے' جنہوں نے صرف حج کا احرام باندھا تھا' انہوں نے طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور جب عرفہ کا دن آیا تو عرفات میں ٹھہرے پھر بال مونڈھے اور پھر جمرہ پر کنکریاں مار کر احرام سے نکلے اور یونہی قران والوں نے کیا تھا جیسے **باب دخول مکة** میں انشاء اللہ عنقریب آ رہا ہے۔

- حضرت ابن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: مجھے معلوم ہوا کہ ایک شخص نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گواہی دی کہ انہوں نے مرضِ وصال میں حضور ﷺ کی زبانی سنا تھا کہ آپ نے حج سے پہلے عمرہ کرنے کو روک دیا تھا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

تلبیہ کہنا

رسولِ انور ﷺ جب احرام باندھ لیتے تو کثرت سے تلبیہ پڑھا کرتے اور فرمایا: **بِرّ الْحَجُّ الْعَجُّ وَ الثَّجُّ** (یعنی حج جیسا نیک کام بلند آواز سے تلبیہ کہنا اور جانور ذبح کرنا ہوتا ہے) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اَلعَجّ کا مطلب ہے بلند آواز سے تلبیہ پڑھنا جبکہ اَلثَّجّ قربانی کا جانور ذبح کرنے کو کہتے ہیں۔

- آپ یوں تلبیہ پڑھا کرتے تھے:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ○

''حاضر ہوں میں اے اللہ! حاضر ہوں' حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں' میں تو حاضر ہوں' بلاشبہ ہر تعریف' نعمت اور حکومت یقیناً تیری ہے' تیرا کوئی شریک نہیں۔''

بعض صحابہ کرام اس تلبیہ میں یہ اور اضافہ بھی کر لیتے تھے: **لبّیك وسعدیك والخیر بیدیك والرغباء الیك و العمل** اور اس جیسے الفاظ ملا لیتے تھے' حضور ﷺ یہ سب کچھ سنتے لیکن کچھ نہ فرماتے۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حج کیا تو عورتوں اور بچوں کی طرف سے تلبیہ پڑھا تھا تاہم حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ اہل علم کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ عورت کے لئے کوئی اور شخص تلبیہ نہ پڑھے۔

- رسولِ انور ﷺ جب تلبیہ سے فارغ ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ سے رضا اور جنت کا سوال کرتے اور اس کے ذریعے دوزخ سے پناہ مانگتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ بات مستحب سمجھتے تھے کہ تلبیہ پڑھنے والا تلبیہ سے فارغ ہو کر حضور ﷺ پر درود پڑھے۔

- آپ نے فرما دیا تھا کہ عمرہ کرنے والا حجر اسود چومنے تک تلبیہ پڑھے اور حج کرنے والا جمرۂ عقبہ کو کنکر مارنے تک تلبیہ پڑھتا رہے۔ واللہ اعلم۔

باب

احرام کے اندر حرام کیا ہے؟

رسولِ اطہر ﷺ فرماتے تھے کہ احرام والا نہ قمیص پہنے' نہ پگڑی' نہ لمبی ٹوپی' نہ شلوار اور نہ ہی ایسا کپڑا پہنے جسے ورس یا زعفران لگے ہوں' نہ ہی موزے پہنے ہاں جوتوں کے علاوہ اور کچھ نہ ملے تو انہیں کاٹ لے کہ وہ ٹخنوں کے نیچے تک ہو جائیں۔

- آپ نے فرمایا: احرام والی عورت نہ تو نقاب اوڑھے' نہ ہی زیور اور دستانے پہنے اور نہ ایسے کپڑے پہنے جن پر ورس اور زعفران لگا ہو ہاں اس کے بعد حلال چیزیں مثلاً زرد رنگ کیے ہوئے کپڑے پہنے' ریشم یا زیور یا شلوار یا قمیص یا موزے پہنے۔
- آپ نے فرمایا تھا: جس کے پاس دھوتی نہ ہو' وہ شلوار پہن لے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سوار ہمارے قریب سے گذرتے' اس وقت ہم احرام پہنے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتیں تو جب وہ ہمارے برابر آتے تو ہم میں سے ہر ایک سر سے چادر اتار کر چہرے پر اوڑھ لیتی اور جب وہ آگے چلے جاتے تو ہم چہرہ کھلا کر لیتیں۔
- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما احرام والی عورت کے لئے حکم دیتے کہ وہ موزے کاٹ کر پہنے اور جب انہیں معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے عورتوں کے لئے ان کی اجازت دیدی تھی تو انہیں اجازت دیدی۔
- جب حضور ﷺ کسی احرام والے کو دیکھتے کہ لاعلمی میں اس نے قمیص پہن رکھی ہے تو آپ اُتارنے کا حکم دیتے لیکن اس پر فدیہ کا حکم نہ فرماتے اور کسی کو خوشبو لگائے دیکھتے تو اسے تین مرتبہ دھونے کا حکم فرماتے۔
- آپ اس کپڑے کو میلا ہونے پر تبدیل کر لیتے جس میں احرام باندھا ہوتا۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ احرام کی حالت میں قمیص پہنے بغیر صرف اُوپر ڈال لینا ناپسند کرتے تھے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما احرام باندھتے تو اپنے اُوپر چادر نہ باندھتے' چادر کے دونوں پلو تہبند میں اگلی طرف سے مخالف سمتوں میں پچھلی طرف لے جا کر باندھ لیتے تھے۔ آپ اکثر احرام والوں سے فرمایا کرتے کہ اپنے اُوپر کچھ نہ باندھو۔
- آپ محرم کو گرمی سے بچاؤ کے لئے سایہ میں جانا جائز قرار دیتے تاہم سر کو ڈھانکنے سے روکتے۔
- حضرتِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ احرام کی حالت میں چہرہ ڈھانپ لیتے تھے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ ٹھوڑی سے اُوپر والا سر کا حصہ محرم کو نہیں ڈھانپنا چاہئے۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کی شہادت عنقریب آنے والے اس قول سے ملتی ہے جو حضور ﷺ نے فوت ہونے والے محرم کے بارے میں کیا تھا کہ: ''اس کا چہرہ نہ ڈھانپو۔''

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حج کیا اور دھوپ میں جمرۂ عقبہ کو کنکر مارے تو حضرت بلال اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کو دھوپ سے بچانے کے لئے سر انور کے قریب کھڑے آپ پر کپڑے کا سایہ کئے ہوئے تھے۔
- اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں فوت ہو جاتا تو آپ فرماتے کہ اسے بیری کے پانی سے غسل دو' اسے اس کے کپڑوں میں کفن دو لیکن اس کا چہرہ اور سر نہ ڈھانپو کیونکہ قیامت کے دن یہ اسی حالت میں تلبیہ پڑھتا ہوا اُٹھے گا۔
- آپ احرام کی حالت میں سینگی لگوا لیتے' بیری والے پانی سے سر دھوتے اور اسے ملتے وقت ہاتھ آگے پیچھے لے جاتے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما احرام کی حالت میں احتلام کے علاوہ سر نہ دھوتے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ احرام والا حمام میں نہ جائے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ احرام والا کھجور اور گھی کا حلوا کھائے یا خشکنانج نامی چیز کھائے تو حرج نہیں۔
- رسول انور ﷺ جب احرام پہننے کا ارادہ فرماتے تو بالوں کو اکٹھا فرماتے۔
- آپ احرام والے کو ہتھیار پہننے سے روکتے تاہم خوف وغیرہ والی حالت میں پہننے کی اجازت دیتے چنانچہ خود آپ نے اس وقت پہنے تھے جب قریش نے آپ کو بیت اللہ سے روکا تھا۔ واللہ اعلم۔

فرع:

احرام میں خوشبو استعمال کرنے کا حکم

رسولِ اکرم ﷺ اس لگی خوشبو کو رہنے کی اجازت دیتے جس کے ہوتے ہوئے احرام پہنا گیا ہوتا چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں گویا حضور ﷺ کی مانگ میں حالت احرام کے اندر لگی خوشبو چمکتی دیکھ رہی ہوں' وہ دیرپا نہ تھی۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما احرام والے کے لئے ریحان کی خوشبو لینا پسند نہ فرماتے تھے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے: بھلا احرام والا ریحان سونگھ سکتا ہے' شیشے میں دیکھ سکتا ہے اور زیتون و گھی استعمال کر سکتا ہے؟ پھر فرمایا: حضور ﷺ احرام کے اندر زیتون کا بے خوشبو تیل لگا لیا کرتے تھے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم رسولِ اکرم ﷺ کے ہمراہ مکہ کو چلے تو احرام کی حالت میں ہم نے کستوری کی خوشبو ماتھوں پر لگا رکھی تھی چنانچہ جب وہ کسی کے چہرے پر بہتی دیکھتے تو روکتے نہ تھے۔

فرع:

بال اُتارنا

رسولِ اطہر ﷺ احرام والوں کو اس بات سے روکتے تھے کہ بغیر کسی مجبوری کے بال اُتاریں تاہم اسے فدیہ دینے کا حکم فرماتے۔

- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے سر میں جوئیں تھیں' میں اسی طرح حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' جوئیں چہرے پر گر رہی تھیں' فرمایا: مجھے نہیں معلوم تھا کہ تمہارا معاملہ یہاں تک پہنچ گیا' کیا تمہارے بکری ہے؟ میں نے عرض کی' نہیں' اتنے میں یہ آیت نازل ہوگئی:

فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ۝ (سورۂ بقرہ:۱۹۶)

"تو بدلہ دے روزے یا خیرات یا قربانی ...."

تو فرمایا کہ فدیہ تین دن روزے رکھنا یا چھ مسکینوں میں سے ہر ایک کے لئے آدھا صاع بھر کھانا کھلانا ہوتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: اے کعب! اپنا سر منڈالو' تین دن کے روزے رکھو اور کشمش میں سے "فرق" بھر چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ' یا پھر بکری ذبح کرو چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سر منڈایا اور پھر میں نے بکری ذبح کی۔

- حضرتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ کیا احرام والا جسم کو رگڑ سکتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں جتنا

سخت چاہے رگڑ لے پھر کہا: اگر میرے ہاتھ بندھے ہوں اور رگڑنے کو کچھ نہ ملے تو پاؤں ہی سے رگڑ لوں گی۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر کے غلام نے ان کا اُونٹ گم کر دیا تو آپ اسے مارتے مارتے حضورﷺ کی خدمت میں لے آئے' فرمارہے تھے کہ ایک ہی تو اُونٹ تھا جسے تم نے گم کر دیا' رسول اکرمﷺ تبسم کرتے ہوئے فرمارہے تھے' اس محرم کو دیکھو کہ کیا کرتا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں فرمایا۔
- حضرت اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اُونٹ کو مارنا حج میں کوئی اچھا نہیں لگتا۔

فرع:

احرام والے کا نکاح کرنا یا کرانا

رسولِ انورﷺ فرماتے تھے کہ احرام والا نہ تو نکاح کرے' نہ کرائے اور نہ ہی کسی کو نکاح کا پیغام دے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دیکھتے کہ کوئی احرام والا شادی کر رہا ہے تو انہیں روک دیتے۔
- حضرت عمر' حضرت علی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہتے تھے: جب کوئی حج کا احرام باندھے' بیوی سے ہم بستر ہو تو انہیں حج کرنے دیا جائے پھر اگلے سال ان دونوں پر حج بھی لازم ہے اور قربانی بھی اور جب اگلے سال وہ حج کا احرام باندھیں تو انہیں حج کرنے پر الگ الگ کر دیا جائے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب کوئی منٰی میں واپسی سے پہلے بیوی سے ہم بستر ہو تو بدنہ (اُونٹ یا گائے) ذبح کرے۔

ایک روایت میں ہے کہ عمرہ کرے اور قربانی دے۔ واللہ اعلم۔

فرع:

احرام والے کیلئے خشکی کا شکار شدہ جانور کھانا حرام ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرمﷺ ہر ایسے جانور کو قتل کرنے سے منع فرماتے جو نقصان دینے والا نہ ہوتا۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب کوئی جانور کسی اور کو تکلیف دے تو تم اسے قتل نہ کیا کرو۔
- رسولِ اکرمﷺ شکار کو قتل سے روکتے ہوئے ارشاد فرماتے تھے کہ یہ بھی اپنے جیسے جانوروں میں شمار ہوتا ہے۔
- آپ نے کوے' سانپ' گدھ' بچھو' چوہے اور کاٹ کھانے والے کتے کو مارنے کی اجازت دی تھی اور فرمایا کہ یہ حل اور حرم والی جگہوں پر قتل کئے جا سکتے ہیں' گناہ نہ ہوگا۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اُتری:

فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ ○ (سورۂ مائدہ: ۹۵)

''تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ ویسا ہی جانور مویشی سے دے۔''

تو حضور ﷺ گوہ کے بارے میں فرماتے کہ اس کی جگہ مینڈھا ذبح کرے' ہرن مارے تو بکری ذبح کرے' خرگوش پر بکری کا چھوٹا بچہ اور یہ بوع مارے تو اس کے بدلے جفرہ نامی جانور ذبح کرے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ کبوتر مارنے پر بکری دے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب شکار کو قتل کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ یہی کچھ فرماتے پھر ایک اور آدمی کو بلا کر پوچھتے' اگر وہ آپ والی بات کرتا تو اسے فرماتے: جاؤ اور کعبہ کی طرف قربانی کا جانور لے جاؤ۔ اس پر کسی نے کہا کہ آپ اکیلے کیوں حکم نہیں فرماتے؟ تو آپ فرماتے: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھا؟

يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ ○ (ایضاً: ۹۵)

''تو ان میں سے دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں۔''

- رسولِ اکرم ﷺ احرام والوں کو اس وقت شکار کا گوشت کھانے سے روکتے جب خود اس کے لئے شکار نہ کیا ہوتا اور نہ ہی اس نے اسے پکڑنے میں تعاون کیا ہوتا۔
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ احرام باندھے نکلے تو ایک آدمی ٹڈی لئے ملا' ہم نے اسے چھڑیاں مارنا شروع کیں' اس پر آپ نے فرمایا: اسے کھالو کیونکہ یہ دریائی جانور ہے۔
- حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ٹڈی سمندری مچھلی کے ناک سے نکلا جانور ہے جسے وہ ہر سال دو مرتبہ نکال پھینکتی ہے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے: میں احرام والے کے لئے یہ ناپسند کرتا ہوں کہ اپنے اُونٹ میں پڑا کیڑا یا چیچڑی اُتار پھینکے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چیچڑی مارنے والے کو ایک کھجور صدقہ کرنے کا حکم دیتے جبکہ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں ایک درہم دینے کو کہتے تھے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس شکار کا گوشت آیا تو آپ نے کسی اور کو دیدیا اور جب اس کے چہرے کے آثار دیکھے تو فرمایا: ہم نے احرام کی وجہ سے آگے دیدیا ہے' اسے لے جا کر حل میں رہنے والے اہل و عیال کو دے دو۔ اسی طرح کسی اور موقع پر شتر مرغ کے انڈے پیش کئے گئے تو آپ نے واپس کرتے ہوئے فرمایا: ہمارا احرام ہے۔

- حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حالتِ احرام میں رسولِ اکرم ﷺ کے ہمراہ چلے' ہم احرام سے تھے' ایک پرندہ ہمیں ہدیہ میں دیا گیا تو ہم نے آپ کے ہمراہ اسے کھایا۔
- حضرت عمیر بن سلمہ ضمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ ہم مکہ کا ارادہ لئے حضور ﷺ کے ہمراہ نکلے' جب وادیٔ روحاء میں پہنچے تو لوگوں نے جنگلی گدھا دیکھا جو زخمی تھا' زخمی کرنے والے نے کہا: یا رسول اللہ! اس سے جو چاہو کرلو۔ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے ساتھیوں میں تقسیم کردیا' سب کا احرام تھا' پھر آپ نے فرمایا: کچھ بچا ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں' ہم نے انہیں بازو پیش کیا تو آپ نے حالتِ احرام ہی میں اسے کھایا۔
- اکثر آپ شکار کا حکم پوچھنے پر فرماتے: کیا تم نے شکار کرنے والے کو اس کا اشارہ دیا تھا یا شکار کرنے کو کہا تھا؟ اگر وہ انکار کرتے تو فرماتے: اسے کھالو کیونکہ خشکی کا شکار تمہارے لئے حالتِ احرام میں کھانا حلال ہے: تم نے اسے شکار نہیں کیا اور نہ ہی یہ تمہارے لئے شکار کیا گیا۔

اللہ بہتر جانتا ہے' ان تمام حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ احرام والے کا شکار کرنا حرام ہے اور اگر اس کا گوشت کھالے تو حلال ہے اور یہ بھی اس صورت میں جب احرام والوں کے بغیر کسی نے شکار کیا' صرف اس پر حرام ہے جس نے شکار کیا۔ واللہ اعلم۔

فرع:

حرم مکہ و مدینہ کے درخت کاٹنا حرام ہیں' درختوں کی عظمت

رسولِ اکرم ﷺ فرماتے تھے: یہ شہر (مکہ) حرمت و عزت والا ہے' اس کا کانٹے دار درخت بھی نہ کاٹا جائے' نہ ہی بیت الخلاء بنایا جائے' نہ اس کے شکار کو بھگایا جائے اور نہ ہی گری چیز اُٹھائی جائے' ہاں اعلان کرنے والا اُٹھا سکتا ہے' اس پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! اذخر کی اجازت دے دیجئے کیونکہ یہ لوہاروں ترکھانوں اور گھروں وغیرہ کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کی اجازت ہے۔

- آپ مکہ کو تمام شہروں پر فضیلت دیتے ہوئے اسے فرماتے تھے: بخدا تو اللہ کی ساری زمین سے مجھے پیاری لگتی ہے اور اللہ کو بھی پیاری ہے' اگر جبراً مجھے یہاں سے نہ نکالا جاتا تو کبھی نہ نکلتا۔
- آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنا کر اس کے لئے دعاء فرمائی تو میں مدینہ کو ویسے ہی حرم بنا رہا ہوں' اسے بیت الخلاء نہ بنایا جائے' نہ اس کا شکار بھگایا جائے اور نہ ہی اس کی گری چیز اُٹھائی جائے' ہاں اعلان کرنے والا اُٹھا سکتا ہے' یہاں یہ اچھا نہیں کہ لڑائی کے لئے ہتھیار اُٹھائے جائیں' نہ اس میں

خون بہایا جائے اور نہ ہی اس کا کوئی درخت جھاڑا جائے' ہاں کوئی اپنے اُونٹ کے لئے جھاڑے تو اجازت ہے۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے: اگر مدینہ میں میں ہرن چرتے دیکھوں تو اسے ڈراؤں گا نہیں۔
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جس علاقے کو حضور ﷺ نے حرم بنا کر چراگاہ قرار دیا' وہ مدینہ کے گرد ہر طرف بارہ بارہ میل کا علاقہ تھا اور یہ عیر اور ثور کا درمیانی علاقہ ہے کیونکہ خود میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا' فرماتے تھے کہ مدینہ' عیر سے ثور تک حرم ہے' الٰہی! ان کے مدّ اور صاع میں برکت دے۔
- آپ فرماتے تھے کہ مدینہ کی سرحدوں پر فرشتے کھڑے ہیں' اس میں طاعون اور دجال داخل نہ ہو سکیں گے۔
- آپ یہ بھی فرماتے تھے: خرابی پیدا ہونے والا سب سے آخری شہر مدینہ ہوگا۔
- آپ ہی نے فرمایا کہ مدینہ کے گرد و غبار میں کوڑھ سے شفاء ہے۔
- آپ نے فرمایا: جو مدینہ کا نام یثرب لے' وہ اللہ سے اپنی بخشش مانگے' یہ تو طابہ ہے' یہ طابہ ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ قیامت سے چالیس سال قبل مدینہ میں بربادی ہوگی۔
- آپ نے فرمایا: جس نے مدینہ میں کوئی نیا رواج (ناجائز) ڈالا' اس پر اللہ' اس کے فرشتوں اور سب مخلوق کی طرف سے لعنت ہے' اس کی گھاس نہ کاٹی جائے اور نہ ہی اس کا جانور شکار کیا جائے۔
- حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ عقیق وادی میں رہائش رکھتے تھے' جب آپ کسی کو درخت کاٹتا دیکھتے یا اس مقام میں پتے جھاڑتا دیکھتے جسے رسول اللہ ﷺ حرم قرار دیا ہے تو اس کے کپڑے چھین لیتے چنانچہ ایک دن کسی کے کپڑے چھینے تو اس کے گھر والے وہ کپڑے لینے آئے لیکن آپ نے دینے سے انکار کر دیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' فرماتے تھے: جب اسے حرم بنایا گیا ہے تو جسے تم اس میں کچھ شکار کرتا دیکھو تو اس کا سامان تمہارا ہوگا اور یوں کہا کرو کہ میں وہ چیز واپس نہیں دونگا جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے عطا فرمائی ہے ہاں اس کی قیمت چاہو تو لے سکتے ہو۔
- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مقامِ صیدوج اور اس کی گھاس پھوس حرم میں داخل ہے جو اللہ کی طرف سے حرام قرار دیا گیا ہے۔ یہ مدینہ میں ایک وادی تھی۔ واللہ اعلم۔

باب

احرام والے کے مکہ میں داخلے اور وقوف کیلئے عرفات جانے سے متعلق امور

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حرم میں داخل ہونے والوں کے لئے یہ پسند نہ فرماتے تھے کہ بغیر عبادت کے داخل ہوں کیونکہ اس میں اللہ کی تعظیم پائی جاتی ہے۔

- رسول اکرم ﷺ عذر والے کو اس بات کی اجازت دیتے تھے کہ احرام کے بغیر مکہ میں داخل ہو جائے چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر خود آپ بغیر احرام کے یہاں داخل ہوئے تھے' آپ بطحاء میں ثنیۂ علیا کی طرف سے داخل ہوئے اور ثنیۂ سفلیٰ کی طرف سے نکلتے تھے۔ جب آپ بیت اللہ شریف کو دیکھتے تو ہاتھ بلند فرما دیتے حالانکہ ہاتھ نماز میں اُٹھائے جاتے ہیں اور پھر اس وقت جب کوئی بیت اللہ شریف کو دیکھے' صفا و مروہ پر' عرفات کی رات' مجمع میں' جمروں کے پاس اور میت پر۔

- جب آپ بیت اللہ شریف کو دیکھتے تو فرماتے: اے اللہ! اس گھر کو شرف دے' عظمت' عزت اور دبدبہ عطا فرما اور اسے بھی شرف' عظمت' عزت' دبدبہ اور نیکی عطا فرما جو اس کو بزرگ سمجھے' اسے عزت دے اور اس کا حج وعمرہ کرے' اے اللہ! تو سلام ہے' تیری طرف سے سلامتی اُترتی ہے لہٰذا اے پروردگار! ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ۔ اس کے بعد مسجد میں جاتے اور طواف قدوم کرتے۔

- جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پہلا طواف شروع کرتے تو آپ فرماتے پہلے تین میں گھوڑے کی چال چلو اور باقی پیدل والی چال چلو۔

- جب آپ صفا اور مروہ کے درمیان آتے جاتے تو بطنِ مسیل (اس کے لئے وہاں دیواروں پر نشان لگے ہیں) والی جگہ پر دوڑا کرتے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ عمرہ کے لئے مکہ میں داخل ہوئے اور طواف شروع کیا تو اپنی سبز چادر سے اضطباع کیا کہ چادر کو دائیں بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالا چنانچہ سب صحابہ نے بھی یونہی کیا۔ اسی موقع پر آپ کو پتہ چلا کہ مشرکوں نے کسی سے کہا تھا: تمہارے پاس ایسے لوگ آنے والے ہیں جنہیں یثرب کے بخار نے کمزور کر رکھا ہے چنانچہ یہ سن کر آپ نے حکم دیا کہ تین چکروں میں اکڑ کر چلو اور دو رکنوں (حجر اسود اور اس سے پہلا رکن یمانی) کے درمیان سیدھی چال چلو کہ قریش کو تمہاری

طاقت کا پتہ چل سکے چنانچہ جب وہ رکن یمانی پر پہنچتے وقت قریش سے اوجھل ہو جاتے تو سیدھے چلنے لگتے اور جب ان کے سامنے آتے تو اکڑ کر چلتے جسے دیکھ کر قریش بول اُٹھے کہ یہ تو ہرن معلوم ہوتے ہیں۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ تمام چکروں میں اکڑ کر چلنے سے روکنے میں آپ کے سامنے صرف یہ چیز تھی انہیں کچھ باقی رکھا جائے۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا: اب جبکہ اسلام کا ڈنکا بج رہا ہے اور پھر کفر اور اہلِ کفر یہاں سے نکل چکے تو اب اکڑ کر چلنے اور کندھے کھولنے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کے باوجود ہم کوئی ایسا کام نہیں چھوڑیں گے جسے رسول اللہ ﷺ کے دور میں کیا کرتے تھے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ آپ طوافِ افاضہ کے موقع پر اکڑ کر نہ چلتے تھے' یونہی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نہ چلتے تھے۔
- آپ طواف سے پہلے حجر اسود کو ہاتھ لگا کر چوما کرتے اور پھر ہر طواف میں ہاتھ چوم لیا کرتے' کبھی اسے بھی چوم لیتے اور کبھی اس کی طرف ہاتھ میں پکڑی چھڑی کے اشارہ کر کے چھڑی کو چوم لیتے' اکثر ایسا کرتے' آپ سواری پر ہوتے اور اللہ اکبر کہتے۔
- آپ مہار پکڑ کر طواف کرنے سے روکتے چنانچہ ایک مرتبہ کسی کو مہار پکڑے طواف کرتے دیکھا تو اسے کاٹ دیا اور مہار پکڑنے والے سے فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے کاٹ دو۔
- آپ کوڑھی کو روکتے تھے کہ حالت کوڑھ میں لوگوں کے اندر گھس جائے' اسے فرما دیتے کہ لوگوں کے پیچھے طواف کرو۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے سنا: تم تو ایک طاقتور انسان ہو' حجر اسود کو چومتے وقت کمزور لوگوں کو تکلیف نہ دینا' جگہ مل جائے تو چوم لو ورنہ چہرہ اس کی طرف کر کے تکبیر و تہلیل کرو۔
- حضور ﷺ کے دور میں عورتیں' مردوں کے ساتھ مل کر طواف کرتیں لیکن آپ منع نہ فرماتے۔
- آپ نے بتایا تھا کہ حجر اسود قیامت کے دن یوں آئے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے دیکھتا ہوگا' زبان ہوگی جس سے بول کر سچی گواہی دے گا کہ فلاں شخص نے مجھے چوما تھا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجر اسود چومتے اور فرماتے: میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے' نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی فائدہ' اگر میں نے یہ نہ دیکھا ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں چوم رہے ہیں تو میں بالکل نہ چومتا۔
- حضور ﷺ حجر اسود کے علاوہ صرف رکن یمانی کو چومتے تھے' آپ ہر بار اسے چومتے اور اس سے رخسار لگاتے۔
- آپ ہی نے بتایا تھا کہ حجر اسود اور مقامِ ابراہیم جنت کے یاقوت ہیں' جو بھی آفت زدہ اور بیمار انہیں ہاتھ لگائے

گا' اسے شفاء ملے گی۔

- مزید فرمایا: رکن یمانی اور حجر اسود کو ہاتھ لگانا گناہوں کو خوب جھاڑ دیتا ہے۔
- حضرت معاویہ اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کعبہ کے سارے کونوں کو چومتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اس کا کوئی حصہ چومنے سے چھوڑا نہیں جا سکتا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے تھے مقامِ مُلْتَزَم' حجر اسود اور کعبہ کے دروازہ کا درمیانی حصہ ہے۔
- رسولِ اکرم ﷺ طواف شروع فرماتے تو بیت اللہ شریف کو اپنی بائیں طرف رکھتے اور حجر (حطیم) سے گزرتے اور فرماتے کہ یہ بھی بیت اللہ شریف کا حصہ تھا لیکن بنانے والوں کے پاس خرچہ نہ تھا تو انہوں نے اسے باہر نکال دیا۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میری بڑی خواہش تھی کہ بیت اللہ شریف میں داخل ہو کر نماز پڑھوں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر حطیم میں داخل کر دیا اور فرمایا: جب بیت میں داخل ہونے کا شوق ہو تو اس حطیم میں نماز پڑھ لیا کرو کیونکہ یہ بیت اللہ شریف ہی کا ایک حصہ ہے لیکن تمہاری قوم کے پاس خرچہ کم پڑ گیا تھا۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: بیت اللہ شریف کا دروازہ اُونچا رکھنے کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ تمہاری قوم نے کیا تھا کہ جسے چاہیں جانے دیں' اگر سلام کا ابتدائی دور نہ ہوتا جب جاہلیت موجود تھی اور یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ وہ دلوں میں اسے برا جانیں گے تو میں اس حطیم کو بیت اللہ شریف میں داخل کر کے' اس کا دروازہ زمین پر لگاتا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

طواف کی شرطیں' ذکر اور سنتیں

رسولِ اکرم ﷺ طواف کرنے والوں کو پیشاب پاخانے وغیرہ سے فارغ ہو کر وضو کرنے اور نماز کی طرح باپردہ ہونے کا حکم فرماتے چنانچہ ماہواری والی عورت سے فرماتے کہ طواف چھوڑ کر حج کے سارے کام کر لو اور جب پاک ہو کر غسل کر لو تو طواف کر لینا۔

- جب آپ طواف کا ارادہ فرماتے تو وضو کر کے طواف کرتے اور فرماتے تھے کہ بیت اللہ شریف کے گرد طواف کرنا نماز کی طرح ہے البتہ اس میں تم بات کر سکتے ہو اور اگر بات کرنا ہی ہو تو اچھی بات کرو۔
- آپ فرماتے تھے: بے پردہ لوگ طواف نہ کریں۔
- حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عرب لوگ ''خمس'' قبیلۂ قریش کے علاوہ سب ننگے طواف کیا کرتے

تھے' وہ لوگ کپڑے پہن کر طواف کرتے اور دوسروں کو بھی دیتے' بندے' بندوں کو کپڑے دیتے اور عورتیں' عورتوں کو' یوں وہ سب کپڑے پہنے ہوتے' اگر وہ دوسروں کو کپڑے نہ دیتے تو وہ ننگے ہی طواف کرتے۔

- آپ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیانی حصہ میں یوں پڑھا کرتے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ o

پھر بتایا کہ رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں تو جو یوں پڑھتا ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ o تو اس پر وہ آمین کہتے ہیں۔

- آپ مزید فرماتے تھے کہ جو شخص بیت اللہ شریف کے سات چکر لگائے اور صرف یہ پڑھے: سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ تو اس کے دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں' دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس درجے بلند کئے جاتے ہیں۔
- آپ نے کئی مرتبہ فرمایا کہ بیت اللہ شریف کا طواف' صفاء مروہ کے درمیان سعی (دوڑنا) اور شیطانوں کو کنکر مارنا صرف اللہ کا ذکر قائم کرنے کے لئے جاری کئے گئے ہیں۔
- رسول اکرم ﷺ مریض کو سواری کی اجازت دیتے اور اسے حکم دیتے کہ لوگوں کے اُوپر سے طواف کرے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر جب آپ بیمار تھے اور لوگ ترچھی نظر سے دیکھتے وقت آپ کے بارے میں پوچھ رہے تھے تو آپ اونٹنی پر سوار ہوئے کہ لوگ آپ کو دیکھ کر خیریت معلوم کرلیں' ان کے ہاتھ آپ تک نہیں پہنچتے تھے' اتنے میں لوگ گھروں سے نکلے اور کہنے لگے: یہ ہیں مُحَمَّد!

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ اسی لئے سوار ہوئے تھے ورنہ یہ تو معلوم ہی ہے کہ طواف میں سیدھا چلنا اور سعی کرنا آپ کے تندرست اُمتی کے لئے زیادہ مرتبہ رکھتا ہے۔

بـاب الـنـكـاح میں عنقریب آرہا ہے کہ آپ جب گھوڑے پر سوار ہوتے تو جب تک آپ سوار رہتے' نہ تو وہ پیشاب کرتا اور نہ ہی لید کیا کرتا اور جب آپ طواف سے فارغ ہوتے تو اسے بٹھا کر دو رکعت نفل پڑھتے' پھر ہفتہ بھر طواف کرتے تو ہر بار مقامِ ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے دو نفل پڑھتے' پہلی رکعت میں سورۂ الکافرون پڑھتے اور دوسری میں سورۂ اخلاص پھر کھڑے ہو کر حجر اسود کو چومتے اور سعی کا ارادہ ہوتا تو صفا کی طرف چلے جاتے۔

- حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ فرض نماز پڑھ لینے سے طواف کے دو نفل پڑھنے کی ضرورت نہیں رہتی لیکن حضرت امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ سنت پر عمل بہرحال بہتر ہوتا ہے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور میں مقامِ ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ شریف کے بالکل ساتھ ہوتا تھا تاہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے الگ کر دیا

تھا لیکن حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ جس مقام پر ہے اسلام سے پہلے بھی یہیں پر رکھا ہوتا تھا۔

- رسول اکرم ﷺ اکثر دن کے وقت طواف کرتے تاہم قربانی کے دن طواف زیارت رات تک لیٹ ہو گیا تو اسے رات میں کیا تھا۔

فرع:

سَعْی (دوڑنا) اور اس سے متعلق باتیں

رسول اللہ ﷺ جب صفا مروہ کے درمیان سعی کے لئے تیار ہوتے تو باب الصفاء سے نکلتے اور سعی صفاء کی طرف سے شروع کرتے ہوئے پڑھتے:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۝ (سورۂ بقرہ: ۱۵۸)

''بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں۔''

اور فرمایا کہ اسی مقام سے شروع کرو جس سے اللہ نے ابتداء کی ہے اور پھر صفاء پر چڑھتے کہ بیت اللہ شریف کو دیکھ سکیں اور قبلہ رو ہو کر ہاتھ اُٹھاتے' حمد الٰہی کرتے اور اللہ کی مرضی کے مطابق دُعائیں کرتے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے تین بار یہ پڑھتے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ' پھر سعی کے لئے اُترتے' لوگ آپ کے آگے اور آپ ان کے پیچھے سعی کر رہے ہوتے اور دوڑ میں شدت کی وجہ سے آپ کے گھٹنے دکھائی دیتے' تہبند گرد تھا اور دونوں قدم وادی کے درمیان گڑے تھے' اُوپر کی طرف آرام سے چل کر مروہ پر جاتے اور اس پر وہی کچھ کرتے جو صفاء پر کرتے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا سنت نہیں' اسے جاہلیت والے کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ: وادی کو سخت لوگ ہی عبور کر سکتے ہیں' چنانچہ نبی کریم ﷺ نے بھی ان کی تسلی کی خاطر یوں کیا تھا۔
- رسول اللہ ﷺ سعی کرنے کے بعد فارغ بیٹھ جانے سے منع فرماتے' ہاں تمتع کرنے والوں کو حلال ہونے کی اس لئے اجازت ہوتی کہ وہ قربانی لے کر نہ آتے۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے اس وقت نبی کریم ﷺ کے ہمراہ حج کی جب آپ اُونٹ لے کر تشریف لائے اور لوگوں نے اکیلے حج کا تلبیہ کہا تھا۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا تھا: بیت اللہ شریف کا طواف کرو اور صفا مروہ کے درمیان سعی کر کے اپنا بوجھ ہلکا کر لو' بال کٹواؤ اور پھر حلال بن جاؤ کہ ہر شے

تمہارے لئے حلال ہو جائے گی اور جب یوم الترویہ (ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ) آ جائے تو حج کے لئے تلبیہ پڑھنا اور جو پہلے کر چکے ہو اسے متعہ قرار دینا۔ انہوں نے عرض کی کہ اسے متعہ کیسے قرار دیں ہم نے تو حج کا نام لیا تھا؟ آپ نے فرمایا: جو کچھ میں نے کہہ دیا ہے وہی کرو لیکن جب تک قربانی اپنے مقام تک نہ پہنچ جائے تو کوئی شے حلال نہ ہوگی۔

ایک روایت میں ہے کہ اگر میرے پاس قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں حلال (عمرہ سے آزاد) ہو جاتا' چنانچہ جب انہوں نے یہ کام کر لیا تو ایک آدمی نے کھڑے ہو کر پوچھا: یارسول اللہ! تمتع کا یہ طریقہ اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے؟ فرمایا: یہ ہمیشہ کے لئے ہے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ لوگ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو یوں جانتے جیسے کسی نے زمین پر بہت بڑا گناہ کر لیا ہے اور محرم وصفر میں یونہی کرتے اور کہا کرتے تھے: جب لوگ واپس جا چکے ہوں' حج کا نام ونشان باقی نہ ہو اور صفر گذر جائے تو جو چاہے اس کے لئے عمرہ کرنا حلال ہو جائے گا چنانچہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ چار ذوالحجہ کی صبح کو حج کا تلبیہ پڑھتے ہوئے چلے اور صحابہ کو حکم دیا کہ اسے عمرہ بنا لو۔ یہ انہیں بھاری لگا اور وہ دل تنگ ہو گئے۔ جب آپ کو اس بات کا پتہ چلا تو غضبناک ہو کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے' انہوں نے چہرۂ انور پر غضب کے آثار دیکھے تو عرض کی: کس نے آپ کو ناراض کیا ہے؟ اللہ اس سے ناراض ہو۔ آپ نے فرمایا: کیوں ناراض نہ ہوں' میں ایک بات کا حکم دیتا ہوں تو اس کی پیروی نہیں کی جاتی۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جب یوم الترویہ آیا تو جو قربانی لے کر آئے تھے' انہیں حکم دیا کہ ترویہ کی رات حج کا تلبیہ شروع کر دیں اور جب حج کے کاموں سے فارغ ہو جائیں تو بیت اللہ شریف کا طواف کرنے اور صفاء مروہ کے درمیان دوڑنے کے لئے چلے جائیں' ان کا حج پورا ہو جائے گا اور انہیں قربانی دینا ہوگی جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

> فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ۝ (سورۂ بقرہ: ۱۹۶)
>
> ''اگر تم روکے جاؤ تو قربانی بھیجو جو میسر آئے اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے پھر جو تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف تو بدلہ دے روزے یا خیرات یا قربانی' پھر جب تم اطمینان سے ہو تو جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اُٹھائے اس پر قربانی جیسی بھی میسر آئے' پھر جسے

مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات' جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ۔" واللہ اعلم۔

فرع:

رسولِ اکرم ﷺ کا بلند آواز سے تلبیہ پڑھنا اور میدانِ عرفات میں ٹھہرنا

حضرت وہب منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ہمیں پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف سے وعدہ فرمایا کہ چھ لاکھ انسان سالانہ اس کا حج کریں گے اور اگر اس سے کم ہوں گے تو وہ فرشتوں کے ذریعے پورا کر دے گا۔

- حضور ﷺ عمرہ کر کے فارغ ہو جانے والے کو حکم فرماتے کہ وادیٔ ابطح سے حج کے لئے تلبیہ پڑھے اور پھر منیٰ کو چلا جائے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب رسولِ اکرم ﷺ نے بلند آواز سے حج کا تلبیہ پڑھا تو سوار ہو کر منیٰ کو چلے اور وہاں پہنچ کر ظہر' عصر' مغرب' عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھیں۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے لئے دھوپ سے بچاؤ کی خاطر گھر نہ بنا دیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ منیٰ گذرے ہوئے لوگوں کے لئے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ چلی آتی ہے۔

پھر آپ نماز فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک ٹھہرے رہے اور حکم فرمایا کہ آپ کے لئے نمرہ میں بالوں سے قبہ بنا دیا جائے۔ اس کے بعد چل پڑے اور مشعرِ حرام کے نزدیک جا ٹھہرے اور پھر وہاں سے چل کر عرفات پہنچے' دیکھا تو نمرہ میں قبہ تیار ہو چکا تھا لہٰذا آپ اس میں اُترے اور جب سورج ڈھل گیا تو اونٹنی تیار کرنے کا حکم فرمایا اور پھر اس پر سوار ہو کر بطن وادی میں آئے' وہاں لوگوں کو جمع کر کے اکٹھی ظہر و عصر کی نمازیں پڑھائیں اور پھر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ: تمہارے خون اور مال تم پر ایسے حرام ہیں جیسے تمہارے اس مہینے کی حرمت و عزت ہے' اس مہینہ کی اور اس شہر کی ہے' سن لو' میں نے پیغامِ الٰہی پہنچا دیا۔ تین مرتبہ فرمایا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث کا ذکر کرتے اور پھر نماز کے بارے میں فرماتے: یوں کرو جیسے تمہارے امام کرتے ہیں۔ پھر آپ نے بتایا کہ جب ہم منیٰ سے آپ کے ہمراہ چلے تھے تو کوئی تلبیہ پڑھ رہا تھا اور کوئی تکبیر کہتا تھا' حضور ﷺ کسی کو برا نہ جانتے تھے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب

آپ مزدلفہ میں صبح کی نماز سے فارغ ہو چکے تھے' عرض کی: یارسول اللہ! میں جبل طے سے آ رہا ہوں' میں نے اپنی سواری کو تھکا دیا ہے اور خود بھی تھک چکا ہوں' بخدا ایسا کوئی پہاڑ نہیں جہاں میں ٹھہرا نہیں تو کیا میرا بھی حج ہوگا یا نہیں؟ فرمایا: جو ہماری اس نماز میں شامل ہوا اور واپسی تک ہمارے ساتھ ٹھہرا اور اس سے پہلے وہ رات یا دن کو عرفہ میں ٹھہر چکا ہو تو اس کا حج پورا ہو گیا اور کام مکمل ہو گئے۔

- رسول اللہ ﷺ نے عرفہ میں فرمایا کہ: حج عرفہ (ہی میں ٹھہرنے کا نام) ہے' جو اس میں اجتماع کی رات طلوعِ فجر سے پہلے آئے گا تو وہ حج کو پالے گا' منیٰ کے دن تین ہوتے ہیں تو جو دو دنوں میں فارغ ہو اس پر گناہ نہیں اور جو لیٹ ہو تو اس پر بھی گناہ نہیں۔
- آپ نے فرمایا تھا: میں نے یہاں قربانی کی ہے اور منیٰ پورے کا پورا قربان گاہ ہے' میں نے یہاں قیام کیا ہے اور عرفات پورے کا پورا ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

ایک اور روایت میں فرمایا کہ: عرفات پورا ٹھہرنے کی جگہ ہے' عرفہ سے اُوپر آؤ اور مزدلفہ پورا موقف (ٹھہرنے کی جگہ) ہے اور وادیٔ محسر سے اُوپر آ جاؤ کیونکہ یہ جہنم کی وادی ہے۔

خمس قبیلہ والے مزدلفہ سے پلٹتے وقت کہتے کہ ہم اللہ کے پڑوسی ہیں لہٰذا ہم مزدلفہ کے بغیر نہیں ٹھہریں گے جو حرم ہے اور اس سے نکلیں گے نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری:

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ ○ (سورۂ بقرہ:۱۹۹)

''پھر بات یہ ہے کہ اے قریشیو! تم بھی وہیں سے پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں۔''

یعنی عرفات ہی سے۔

ایک روایت میں ہے کہ مکہ کا ہر کھلا راستہ' راستہ اور قربان گاہ ہے۔

- رسولِ اکرم ﷺ عرفات میں بہت زیادہ دُعائیں کرتے اور ہاتھ اُٹھائے رکھتے اور جب آپ کی اونٹنی کی مہار گر گئی تو آپ نے ایک ہاتھ سے اسے پکڑا تاہم دوسرا ہاتھ اُٹھائے ہی رکھا' اکثر آپ یہ دُعاء کرتے رہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

اور فرمایا کہ یہ افضل دُعاء ہے جسے میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے پڑھا ہے۔

جب سورج ڈھل گیا تو آپ عرفات کے موقف میں آئے اور لوگوں کو پہلا خطبہ دیا' پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کہی اور نبی کریم ﷺ نے دوسرا خطبہ شروع کر دیا چنانچہ آپ خطبہ سے فارغ ہوئے اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان سے' پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اقامت (تکبیر) کہی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی' پھر اقامت کہی تو آپ نے عصر کی نماز پڑھائی۔ واللہ اعلم۔

باب

مزدلفہ کو واپسی (یعنی عرفات سے' پھر یہاں سے منی کو نیز رَمی کرنا' سر منڈانا اور فارغ ہو جانا)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جب حضور ﷺ عرفات سے واپس ہوئے تو لوگوں سے فرمایا: آرام کرلو اس وقت آپ اپنی اونٹنی کو روکے ہوئے تھے اور پھر جب وادیٔ مُحَسَّر میں آئے (جو منی کا حصہ ہے) تو فرمایا: یہاں سے جمروں کو مارنے کے لئے کنکریاں لے لو۔

جب آپ مزدلفہ میں تشریف لے آئے تو وہاں ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ مغرب وعشاء پڑھیں اور ان کے درمیان تسبیح نہ پڑھی' پھر صبح طلوع ہونے تک لیٹ گئے اور صبح ہونے پر ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ نمازِ فجر پڑھی' پھر سوار ہو کر مشعر الحرام تک آئے اور قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر اللہ سے دُعائیں کیں نیز تکبیر' تہلیل اور تحمید کی۔ وہاں خوب روشنی ہونے تک کھڑے رہے اور پھر سورج چڑھنے سے پہلے واپس ہوئے اور وادیٔ محسر میں آئے' سواری کو تھوڑی سی حرکت دی اور پھر اس درمیانی راستے پر چلے جو جمرۂ کبریٰ کی طرف جاتا تھا اور اس جمرۂ تک پہنچے جو درخت کے قریب تھا چنانچہ سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری پر تکبیر کہتے گئے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بطن وادی میں ٹھہر کر آپ نے کنکریاں ماریں اور فارغ ہو کر قربان گاہ کو تشریف لے گئے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کمزوروں کو مزدلفہ کی طرف بڑھنے کی اجازت دی' حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھاری تھیں اور ہلنا دشوار تھا تو انہوں نے آپ سے اجازت مانگی کہ رات ہی میں کچھ لوگوں کے ساتھ واپس آ جائیں تو آپ نے اجازت دیدی۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں بھی ان کمزوروں میں شامل تھا جنہیں مزدلفہ کی رات حضور ﷺ سے اہل کے ساتھ اجازت ملی تھی۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن دوپہر کے وقت جمرۃ العقبہ کو کنکر مارے حالانکہ قربانی والے دن کے بعد آپ زوال کے بعد ہی کنکر مارتے تھے۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ اونٹنی پر سوار ہو کر قربانی والے دن جمرہ کو کنکر مارتے تھے اور فرما رہے تھے مجھ سے حج کے کام سیکھ لو کیا معلوم کہ اس حج کے بعد میں کوئی اور حج نہ کر سکوں۔

- آپ جمرہ کو سات کنکر مارتے تھے اور ہر کنکر مارتے وقت تکبیر کہتے اور یہ دُعاء فرماتے.
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا○
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے اہل کے کمزور لوگوں کے پاس آئے تو فرمایا: سورج چڑھنے تک جمرہ (شیطان) کو کنکر نہ مارو' کچھ لوگ فجر سے پہلے مار چکے تھے اور کافی وہ تھے جنہوں نے فجر کے ساتھ ماری تھیں تاہم حضور ﷺ نے انہیں صحیح قرار دیا۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! جمروں کو کنکر مارنے سے ہمیں کیا ملے گا؟ فرمایا: اس کے بدلے میں اللہ کے ہاں تمہیں وہ کچھ ملے گا جس کی سب سے زیادہ ضرورت پڑے گی۔
ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے سائل سے فرمایا: اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے:
فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ○ (سورۃ سجدہ: ۱۷)
(تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا رکھی ہے' صلہ ان کے کاموں کا)
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ ہمیں ان کنکروں کے بارے میں بتایا کرتے تھے چنانچہ فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام حج کے امور انجام دینے یہاں پہنچے تو شیطان جمرۃ العقبہ کے پاس آپ کے سامنے آیا' آپ نے اسے سات کنکر مارے' وہ زمین میں دھنس گیا' پھر جمرۂ ثانیہ کے پاس آڑے آیا تو آپ نے پھر اسے سات کنکر مارے' وہ پھر زمین میں دھنس گیا' اس کے بعد وہ جمرۂ ثالثہ کے قریب آپ کے سامنے آیا' آپ نے پھر اسے سات کنکر ماردئے تو وہ پھر زمین میں دھنس گیا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ شیطانوں کو یونہی کنکر مارے جاتے رہیں گے اور ملت ابراہیم علیہ السلام فرمانبرداری کرتی رہے گی۔
- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ کنکر جو ہر سال ہم مارتے چلے جارہے ہیں' تو ان کے بارے میں ہم یہ سمجھیں کہ یہ گھٹ جاتے ہیں؟ فرمایا: جو ان میں سے قبول ہو جاتے ہیں' وہ اُٹھا لئے جاتے ہیں اور اگر ایسا نہ ہو تو یہ تمہیں پہاڑ کی مانند دکھائی دیں اور یہی وجہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا تھا کہ اگر قبول ہو جانے والے کنکر اُٹھا نہ لئے جائیں تو یہ مل کر ''ثبیر'' پہاڑ جتنے بن جائیں۔
- رسولِ انور ﷺ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کنکر مارنے کا طریقہ بتاتے تو انگوٹھا اور ساتھ والی انگلی میں کنکر پکڑ کر فرماتے کہ کنکریوں مارا جاتا ہے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ جمرہ کے پاس پہنچے تو اسے کنکر مارے اور پھر منیٰ

میں اپنے ٹھکانے پر تشریف لائے اور پھر قربانی کی' پھر حجامت بنانے والے سے فرمایا کہ حجامت بناؤ اور پھر سر کی دائیں اور بائیں جانب اشارہ فرمایا اور بال مبارک لوگوں میں تقسیم فرما دیئے' پھر واپس مکہ تشریف لائے' طواف کیا اور پھر واپس منیٰ میں جا کر ظہر کی نماز پڑھائی۔ آپ نے منیٰ میں ارشاد فرمایا تھا: الٰہی حجامت بنانے والے لوگوں کو بخش دے' صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! بال کٹوانے والوں کے لئے بھی دُعاء فرمایئے لیکن آپ۔۔ پھر فرمایا: الٰہی! حجامت بنوانے والوں کو بخش دے۔ صحابہ نے پھر عرض کی: یا رسول اللہ! بال کٹوانے والوں کے لئے بھی دُعاء فرمایئے تو آپ نے فرمایا: انہیں بھی بخش دے۔

جب حضور علیہ السلام نے اپنی بیویوں سے فرمایا کہ احرام سے نکل آؤ تو انہوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ حلال حالت میں کیوں نہیں ہو رہے؟ آپ نے فرمایا: میں قربانی لے کر آیا ہوں اور بالوں کو ہاتھ نہیں لگایا تو جب تک میں حج سے [illegible] کر سر نہیں مونڈھ لیتا' حلال نہیں ہوں گا۔

اسی روایت میں یہ دلیل موجود ہے کہ حجامت کرانا واجب ہے (شافعیہ کے نزدیک)۔

- رسولِ انور علیہ السلام نے فرمایا کہ عورتوں کے لئے سر منڈانا لازم نہیں' عورتوں پر کچھ بال کترنا لازم ہیں۔
- آپ نے فرمایا: جب تم جمرۃ العقبہ کو کنکر مار لو تو عورتوں کے علاوہ ہر شے تمہارے لئے حلال ہو جاتی ہے۔ اس پر ایک آدمی نے پوچھا: کیا خوشبو بھی؟ فرمایا: ہاں خوشبو بھی حلال ہو گی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب تم جمرۃ العقبہ کو کنکر مار لو اور سر منڈا لو تو پھر تمہارے لئے خوشبو' کپڑے پہننا اور عورتوں کے علاوہ ہر شے حلال ہو جاتی ہے۔

ایک روایت میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے یہ اجازت فرما دی ہے کہ جب تم جمرہ کو کنکر مار لو تو عورتوں کے علاوہ ہر حرام شدہ چیز تمہارے لئے حلال ہو جاتی ہے اور جب اس بیت اللہ شریف کے طواف سے پہلے تمہیں شام ہو جائے تو تم طواف کرنے تک جمرہ کو کنکر مارنے سے پہلے والی حالت میں حرام ہی رہو گے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ چونکہ حضور علیہ السلام جمرۂ عقبہ کو کنکر مار کر طواف سے پہلے حلال ہو چکے ہوتے تھے لہٰذا میں آپ کو خوشبو لگاتی تھی۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اطہر علیہ السلام کو دیکھا کہ قربانی کے دن طواف سے پہلے سرِ انور میں کستوری کی خوشبو لگا رہے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب قربانی والے دن حضور علیہ السلام نے خطبہ دیا تو لوگ دھڑا دھڑ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے' وہ حج کے احکام پوچھ رہے تھے' قربانی' حجامت' کنکر مارنے اور افاضہ کے بارے میں پوچھ رہے تھے کہ ان میں سے پہلے کیا کرنا ہے اور بعد میں کیا' آپ نے انہیں فرمایا کہ آگے پیچھے کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اتنے میں ایک اور آدمی حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! کیا قربانی سے پہلے حجامت کرا سکتا ہوں؟ فرمایا: قربانی کرلو' کوئی حرج نہیں۔ پھر ایک اور شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں حجامت سے پہلے واپس لوٹ جاؤں تو کیا کروں؟ فرمایا: حجامت بنوالو یا بال کترو الو' کوئی حرج نہیں۔ ایک اور حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے کنکر مارنے سے پہلے جانور ذبح کرنا ہے تو کیا کروں؟ فرمایا: کنکر مارلو' کوئی حرج نہیں۔ ایک اور حاضر ہوا' عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے شام کے بعد کنکر مارنے ہوں تو کیا کروں؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ پھر ایک اور حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! رمی سے پہلے اگر طوافِ زیارت کرلیں تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں اور یوں اس دن کسی کام کے آگے پیچھے ہونے کے بارے میں جو بھی پوچھا جاتا رہا' آپ یہی فرماتے کہ کوئی حرج نہیں۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اطہر ﷺ نے جب منیٰ کے دن زوال کے بعد کنکر مارلئے تو جمرۂ اُولیٰ اور ثانیہ کے پاس کھڑے ہوئے اور کھڑے کھڑے دیر تک روتے رہے لیکن جب جمرۂ عقبہ کو کنکر مارے تو وہاں کھڑے نہیں ہوئے۔
- رسولِ انور ﷺ نے چرواہوں اور پانی پلانے والوں کو اجازت دیدی تھی کہ ایک دن کنکر ماریں اور ایک دن چھوڑ دیں جبکہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت دی تھی کہ منیٰ میں رات کے قیام کی بجائے مکہ میں راتیں گذار لیں کیونکہ انہیں پانی کا انتظام کرنا تھا۔
- حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب ہم رسولِ انور ﷺ کے ہمراہ حج سے واپس ہوئے تو ہم میں سے کوئی تو یہ کہہ رہا تھا کہ میں نے سات کنکر مارے ہیں اور کوئی کہہ رہا تھا کہ میں نے چھ کنکر مارے ہیں لیکن آپ کسی کو برا نہیں فرمارہے تھے۔
- جب آپ نے تینوں جمروں کو کنکر مارے تو پیدا چل کر گئے' سوار نہیں ہوئے' صرف جمرۂ عقبہ کو کسی مجبوری کی بناء پر سوار ہو کر مارے تھے۔
- حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سب دن ایک جیسے ہونے کے باوجود یوم النحر کو یوم الحج الاکبر کہنے کی وجہ صرف یہ تھی کہ یہ ایک سنت تھی کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں حج کیا تھا اور اس میں کئے گئے عہد پورے کئے تھے۔ واللہ اعلم۔

باب

حج وعمرہ اکٹھا کرنیوالے اور حیض والی عورت کا حکم

اس باب میں زمزم پینے اور حج پورا ہونے کے بعد رسولِ اکرم ﷺ کی قبرِ انور کی زیارت کے بارے میں بتایا

گیا ہے۔

- رسولِ انور ﷺ نے حج و عمرہ اکٹھا کرنے والے کے لئے یہ اجازت دی تھی کہ ایک طواف اور ایک ہی سعی سے کام لے لیں چنانچہ فرمایا تھا کہ جو حج و عمرہ ملا کر کرے' اس کے لئے اجازت ہے کہ ایک طواف کرے اور ایک ہی سعی کر کے دونوں سے فارغ ہو جائے اور حلال ہو۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں نے عمرہ کا احرام باندھا تو مکہ پہنچی اور چونکہ حالت حیض میں تھی لہٰذا نہ تو بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور نہ ہی صفا و مروہ کی سعی کی اور اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے بات کی تو فرمایا: بالوں کو کھول کر کنگھی کر لو اور حج کا تلبیہ پڑھو لیکن عمرہ چھوڑ دو چنانچہ میں نے یونہی کیا اور جب ہم نے حج پورا کر لیا تو آپ نے مجھے میرے بھائی عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہمراہ ''تنعیم'' کی طرف بھیجا تو میں نے عمرہ کیا' یہاں آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارے عمرے کا مقام ہے۔
آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نرم طبیعت کے مالک تھے تو جب بھی میں کسی طرف نیچے جاتی' آپ پیچھے چلے آتے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جب ایامِ تشریق میں خطبہ دیا تو فرمایا: اے لوگو! سن لو کہ تمہارا پروردگار ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے لہٰذا کسی عربی کو عجمی پر برتری حاصل نہیں اور نہ ہی عجمی کو کسی عربی پر برتری حاصل ہے' نہ کسی سرخ کو سیاہ رنگ والے پر اور نہ ہی سیاہ رنگ والے کو کسی سرخ پر برتری حاصل ہے' یہ صرف پرہیزگاری کی صورت میں ممکن ہے۔ بتاؤ! کیا میں نے پیغامِ الٰہی پہنچا دیا؟ صحابہ نے کہا کہ آپ نے یہ پیغام پہنچا دیا ہے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب منیٰ سے چلے تو وادیٔ محصب میں اُترے جہاں ظہر' عصر' مغرب' عشاء کی نمازیں پڑھیں اور پھر تھوڑی دیر لیٹنے کے بعد مکہ میں داخل ہوئے۔
- آپ نے فرمایا تھا: مہاجر حج کے معاملات پورا کرنے کے بعد تین دن تک مکہ میں ٹھہرے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ محصب کی کوئی حیثیت نہیں' صرف اتنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہاں نکلنے کی تیاری کے موقع پر کچھ دیر ٹھہرے تھے۔
- حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی حضور ﷺ کی تابعداری میں یہاں اترتے تھے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آنکھیں ٹھنڈی اور دل مطمئن تھا۔ آپ کعبہ میں داخل ہوئے لیکن نکلے تو غمگین تھے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: کاش میں داخل نہ ہوتا ہوتا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اپنے بعد میں اپنی اُمت کو مشکل میں ڈال رہا ہوں۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے اور اس میں دو نفل پڑھے تو بیٹھ کر اللہ کی حمد و ثناء کی' تکبیر و تہلیل کی' پھر بیت اللہ شریف کے سامنے کھڑے ہوئے' سینہ رخسار اور ہاتھ اس کے ساتھ لگائے' تہلیل و تکبیر اور دعائیں کیں اور پھر ہر رکن ادا کرتے وقت یونہی کیا' پھر نکلے اور قبلہ کے دروازے پر آ گئے اور تین مرتبہ فرمایا کہ یہ قبلہ ہے' پھر نیچے آئے تو دیکھا کہ آپ کے صحابہ دروازے سے حطیم تک چومتے ہوئے پہنچے' انہوں نے چہرے بیت اللہ شریف کی طرف کئے ہوئے تھے اور آہ و بکاء کئے جا رہے تھے۔ پھر پانی پر تشریف لا کر پانی مانگا' اسی دوران حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے فضل! اپنی والدہ کے پاس جا کر آپ کے لئے پانی لے آؤ۔ آپ نے فرمایا: مجھے پانی پلا دو' حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! لوگوں نے اس میں ہاتھ ڈالے ہیں' فرمایا: یہی پانی پلاؤ! چنانچہ پی کر زمزم کی طرف آئے' لوگ پی کر اس میں کچھ کر رہے تھے' فرمایا کرتے جاؤ کیونکہ تم اچھا کام کر رہے ہو' پھر فرمایا: کاش تم اس پانی کے بارے میں مجھ پر بوجھ ڈالتے تو میں اس میں اُتر کر رسّی ڈال دیتا یعنی کندھوں پر اُٹھاتا اور پھر کندھوں کی طرف اشارہ بھی کیا' پھر آپ نے ڈول پکڑا جس سے آپ نے پیا اور فرمایا: زمزم کا پانی جس ارادے سے پیا جائے' پورا ہوتا ہے' پیاس کی خاطر پیو گے تو پیاس بجھائے گا اور غذا کی خاطر پینے پر غذا دے گا اور تمہیں سیر کر دے گا' اگر پیاس بجھانے کے لئے پیو گے تو اللہ اسے بجھا دے گا' یہ جبریل علیہ السلام کا کھودا ہوا ہے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف جاری ہوا ہے۔
- آپ نے بتایا کہ زمزم کا پانی سب سے پہلے ایک مسافر نے پیا تھا۔
- فرمایا: مسلمانوں اور منافقوں کی پہچان اسی سے ہو جاتی ہے کہ منافق اسے خوب سیر ہو کر نہیں پیتے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما زمزم کا پانی پیتے وقت یوں کہتے تھے:
  اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ
- حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے پیتے وقت یہ پڑھتے تھے: **اَللّٰهُمَّ اِنَّ نَبِيَّكَ مُحَمَّدًا قَالَ مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ وَهَا اَنَا قَدْ شَرِبْتُهٗ لِعَطْشِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ**' اس کے بعد پی لیتے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زمزم کا پانی اُٹھا لے جاتیں اور بتاتی تھیں کہ حضور ﷺ بھی اسے اُٹھا لے جاتے تھے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ جب حج سے فارغ ہو چکے تو اپنے اپنے گھروں کو جانا شروع ہوئے اس موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا: جاتے وقت یہ عہد کر لو کہ آخر بیت اللہ شریف کو چھوڑیں گے نہیں' پھر حکم دیا کہ طواف وداع کر لو تاہم اس حیض والی عورت کو چھوڑنے کی اجازت دی جس نے طواف افاضہ کر لیا تھا۔
- رسول اللہ ﷺ لوگوں کو اس بات پر اُبھارتے تھے کہ آپ کے وصال کے بعد آپ کی قبرِ انور کی زیارت کیا کریں

اور اس سلسلے میں فرمایا: جو میرے وصال کے بعد میری زیارت کو آئے گا تو یوں ہو گا جیسے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

- پھر فرمایا: جو کسی اور مقصد کو ذہن میں رکھے بغیر میری زیارت کا ارادہ لے کر آئے گا تو مجھ پر یہ حق ہو گا کہ قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔
- پھر فرمایا: جس نے حج کے بعد میری زیارت نہ کی تو اس کی طرف سے یہ مجھ پر ظلم ہو گا۔
- یہ بھی فرمایا: جو بھی آزاد شخص، غلام یا لونڈی مجھ پر سلام پڑھے گا، میں اس کا جواب دونگا اور مجھ پر جو بھی درود پڑھے گا، تو اللہ اور اس کے سارے فرشتے اس کے لئے دعائیں کریں گے۔

سلف صالحین حضرات آپ کی قبرِ انور کی زیارت کو عظیم عبادت شمار کرتے تھے اور یقین رکھتے تھے کہ ایک حاجی کے اخلاق اسی وقت سنور سکتے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ کی زیارت کو جائے۔

باب

کسی رکاوٹ پر حج فوت ہونے کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ انور ﷺ نے فرمایا: حج کے دوران جس کی کوئی ہڈی ٹوٹ جائے یا لنگڑا ہو جائے یا بیمار ہو جائے تو وہ اس سے فارغ ہو جائے گا اور پھر اسے دوسرا حج کرنا ہو گا۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ کسی وجہ سے تمہارا حج سے روک دیا جانا، سنت رسول اللہ ﷺ ہے، اگر کوئی حج سے روک دیا جائے تو بیت اللہ شریف کا طواف کر کے حلال بن جائے گا اور پھر اگلے سال حج کرے گا تو قربانی کرے گا یا قربانی نہ ملنے کی وجہ سے روزے رکھے گا۔

جب حضرت ابو ایوب انصاری اور ھبار بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو غلطی لگی اور انہوں نے خیال کیا یہ دن عرفات میں ٹھہرنے کا ہے، انہیں دن شمار کرنے میں غلطی لگی تو لوگوں نے کہا کہ ان کا حج رہ گیا ہے چنانچہ جب وہ قربانی کے دن آئے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع دی تو انہوں نے حکم دیا کہ تم عمرہ کر کے حلال ہو جاؤ، اگلے سال حج کرنا اور خواہ بکری ہی ملے، دونوں ہی قربانی کرنا اور جسے نہ مل سکے تو اسے حج کے دوران تین روزے رکھنا ہیں اور سات اس وقت جب وہ اپنے گھر جائے گا۔

- حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانِ الٰہی:

وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ۝ (سورہ بقرہ: ۱۹۶)

"اور سات اس وقت جب تم واپس جاؤ۔"

کے متعلق فرماتے تھے کہ اگر وہ چاہے تو راستے ہی میں رکھ لے کیونکہ اس میں چھٹی ہے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ حج سے اصل روکاوٹ دشمن کی وجہ سے شمار ہوتی ہے۔
- حضور ﷺ کا حکم تھا کہ کسی کو روکاوٹ ہو تو عمرہ کر کے فارغ ہونے پر قربانی کرے اور پھر وہاں سر منڈائے جہاں اسے روکا گیا تھا' خواہ وہ جگہ حِل کی ہو یا حرم کی اور اس پر قضاء کرنا لازم نہ ہوگا۔

حضور ﷺ جب صلح حدیبیہ میں تحریری معاہدہ سے فارغ ہوئے تو اپنے صحابہ سے فرمایا: کھڑے ہو جاؤ اور قربانی کر کے سر منڈالو۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اکثر فرماتے تھے کہ حج کی قضاء صرف اس پر لازم ہے جس نے کسی لذت کی بناء پر حج توڑا ہو' دشمن کی روکاوٹ وغیرہ بھی اسی میں شمار ہوتی ہے کیونکہ وہ وہیں حلال گنا جائے گا لہٰذا مکہ نہ آئے۔
- حضور انور ﷺ جب بھی حج' جنگ یا عمرے سے واپس آتے تو ہر اُونچی جگہ چڑھتے وقت تین مرتبہ تکبیر کہتے اور پھر یوں پڑھتے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اٰئِبُوْنَ تَـائِبُوْنَ عَـابِدُوْنَ سَـاجِدُوْنَ لِرَبِّـنَـا حَـامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ○ واللہ اعلم۔

بَابُ الْهَدْی

قربانی کا جانور

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رسول انور ﷺ مدینہ منورہ سے حج کا ارادہ لے کر ذوالحلیفہ پہنچے تو ظہر کی نماز پڑھی، اونٹنی منگوائی، اس کے دائیں نتھنے میں چھید کر نکیل ڈالی تو اس سے خون بہنے لگا پھر پاؤں میں جھانجریں ڈالیں اور پھر سواری پر بیٹھ کر حج کے لئے بلند آواز سے تلبیہ پڑھا۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب بیت اللہ کے لئے بکری کی قربانی لے جاتے تو اس کے گلے میں ہار پہناتے۔
- رسول اللہ ﷺ مقرر کی ہوئی قربانی کو بلاضرورت تبدیل نہیں فرماتے تھے اور فرماتے تھے: اسی کو قربان کرو۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے خوبصورت قربانی لی ہے، مجھے تین سو دینار نفع ملتا ہے تو کیا میں بیچ کر اس کی قیمت سے اونٹ نہ لے لوں، فرمایا: نہیں، اسی کو قربان کرو۔
- رسول انور ﷺ اونٹ اور گائے کے بدلے میں عید قربان کی طرح سات بکریاں ذبح کر لینے کی اجازت دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ جسے اونٹ نہ مل سکے، وہ سات بکریاں قربان کر لے۔
- آپ فرماتے تھے: اونٹ اور گائے میں قربانی کے لئے تم میں سے سات شخص شامل ہو سکتے ہیں۔
- آپ نے فرمایا تھا: جس پر اونٹ ذبح کرنا لازم ہو جائے اور وہ نہ مل سکے تو اسی رقم سے اس کے بدلے میں سات بکریاں خریدے اور انہیں ذبح کر لے۔
- حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر گائے میں سات مسلمانوں کے ساتھ شرکت کی تھی۔
- آپ ضرورت کے وقت قربانی پر بہتر طریقے سے سواری کی اجازت دیتے جب تک اسے کوئی اور سواری نہ ملتی اور پھر فرماتے کہ اس پر سوار ہو جاؤ۔
- حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قباطی اور قبیلہ انماطی کی قربانی پر لباس ڈالتے اور انہیں کعبہ کی طرف بھیجتے اور جب وہ لباس کعبہ پر چڑھا دیا جاتا تو اس اونٹ کو راہ خدا میں صدقہ دیتے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے کہ اونٹنی بچہ جنے تو وہ بچہ بھی ساتھ لے جایا جائے اور اسی کے ساتھ ذبح کیا جائے اور اگر اسے اُٹھانے کے لئے کوئی اور جانور نہ مل سکے تو اس کی ماں ہی پر لاد دے۔

- رسولِ اکرم ﷺ قربانی کی اونٹنی لے جانے والے سے فرماتے کہ اگر ذبح کی جگہ پہنچنے سے پہلے اس کا ہونے والا بچہ کہیں مر جائے اور تمہیں جانور کی موت کا اندیشہ ہو تو اسے ذبح کر دو پھر اس کے ہار اور ناخن اس کے زخم سے رنگ کر اس کے پہلو پر مارو اور پھر خود اور ساتھیوں میں سے کوئی اسے نہ کھائے بلکہ لوگوں کو کھلا دو۔
  ایک روایت میں ہے کہ لوگوں کو کھلی چھٹی دیدو وہ خود کھالیں۔
- حضرت ابن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو نفلی طور پر قربانی بھیجے اور اسے بچہ مرنے پر ذبح کر دیا جائے پھر اس میں سے خود کھالے یا کسی اور کو کھانے کے لئے کہے تو اسے جانور ذبح کرنا پڑے گا اور اگر وہ نذر کا جانور تھا تو اس کی جگہ اور ذبح کرنا ہوگا۔
- حضور ﷺ تمتع' قران اور نفلی حج میں ذبح کئے گئے جرمانے کے جانور میں سے کھالیا کرتے تھے۔
- حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانِ الٰہی فَكُلُوْا مِنْهَا (تو اس میں سے کھاؤ) کے بارے میں کہتے تھے کہ یہ چھٹی دی گئی ہے' چاہے تو کھالے اور نہ چاہے تو نہ کھائے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

  فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ ○

  ''پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ۔''

اور جیسے یہ فرمان ہے:

وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ○

''اور جب احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو۔''

(یعنی دونوں آیتوں میں چھٹی موجود ہے' کرنا ضروری نہیں ۱۲ چشتی)۔

- رسول اللہ ﷺ کھڑے اونٹ کا ایک پاؤں باندھ کر ذبح فرمایا کرتے تھے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی یونہی ذبح کرتے تاہم جب بوڑھے اور کمزور ہو گئے تو بیٹھے بٹھائے کو ذبح کرتے۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب رسولِ انور ﷺ نے حج فرمایا تو اپنے ساتھ سو اونٹ لے گئے اور جب قربانی کا دن آیا تو قربان گاہ کو تشریف لے گئے اور تریسٹھ ان میں سے ذبح کئے' پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھری دی تو انہوں نے آپ کے ہمراہ باقی اونٹ ذبح کئے' آپ نے انہیں بھی قربانی میں شریک شمار کیا' پھر حکم فرمایا کہ ہر اونٹ میں سے تھوڑا تھوڑا گوشت لے کر ہنڈیا میں ڈال کر پکایا جائے چنانچہ دونوں نے وہ گوشت کھایا اور شوربا پی لیا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضور ﷺ قربان گاہ میں تشریف لائے تو آپ نے اُوپر والی جانب جبکہ حضرت علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گردن کی نچلی طرف سے ذبح کیا تھا۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے حج قران کے ''دم'' سے گوشت کھایا تھا جسے رسولِ اکرم ﷺ نے ان کی طرف سے ذبح کیا تھا کیونکہ وہ حج و عمرہ ملا کر رہی تھیں۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جو قربانی کا جانور بھیجے تو اس پر ہر وہ چیز حرام ہو جاتی ہے جو ایک حاجی پر ہوتی ہے' یہ بھی ویسے ہی قربانی کرے گا' جب یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: بات یوں نہیں جیسے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کی ہے کیونکہ میں نے حضور ﷺ کی قربانی کے ہار خود پروئے تھے' پھر انہوں نے خود پہنایا اور پھر اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ بھیجا تھا چنانچہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ پر حلال کر رکھا تھا' ان میں سے کوئی شے آپ پر حرام نہ ہوئی حتیٰ کہ وہ قربانی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذبح کی تھی۔ واللہ اعلم۔

باب

قربانی اور اس کی فضیلت

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قربانی والے دن ابن آدم علیہ السلام کا کوئی کام اللہ کو اتنا اچھا نہیں لگتا جتنا اس دن بہایا جانے والا خون ہوتا ہے' ہاں کوئی بچھڑے ہوئے رشتہ داروں کو ملا دے تو اور بات ہے' قربانی کا یہ جانور سینگوں' کھروں اور بالوں سمیت میرے سامنے لایا جائے گا' اس کا بہنے والا خون زمین پر بہنے سے پہلے اللہ کے ہاں قبول کر لیا جاتا ہے' لہٰذا قربانی کر کے خوشی مناؤ کیونکہ یہ تمہارے بابا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

- حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ایک دیہاتی حاضر ہوا اور یوں کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ الذَّبِيْحَيْنِ۔ آپ خوش ہوئے اور اسے برا نہ جانا۔ اس پر حضرت معاویہ سے پوچھا گیا کہ یہ دونوں ذبیح شخص کون ہیں؟ انہوں نے بتلایا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیونکہ جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمزم کھودنے کا ارادہ فرمایا تو بارگاہِ الٰہی میں نذر مانی کہ اگر یہ کام آسان رہا تو وہ اپنا کوئی بیٹا ذبح کریں گے' انہوں نے آپس میں قرعہ ڈالا تو حضرت عبداللہ کا نام نکلا' آپ نے انہیں ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو ان کے ننھیال نے روک کر کہا (یہ بنو مخزوم سے تھے) کہ اپنے پروردگار کو راضی کرنے کے لئے فدیہ دے دو چنانچہ انہوں نے سو اُونٹ کا فدیہ (ہرجانہ) دیا چنانچہ یوں وہ ذبیح ہے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام تو ایک طرح سے ذبیح ہیں ہی۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے تھے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کا مقام بیت المقدس سے

دو میل کے فاصلے پر تھا اور جب حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس معاملے کا پتہ چلا تو وہ دو دن بیمار رہنے کے بعد تیسرے دن وصال فرما گئیں۔ آپ ہی بتاتے ہیں کہ ذبح کے موقع پر آپ کی عمر سات سال اور حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر نوے سال تھی۔

- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ! قربانی دینے سے کیا کچھ ملتا ہے؟ فرمایا: ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی' میں نے پھر پوچھا: کہ اس اون کا کیا ملے گا؟ فرمایا: اُون کے ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی۔
- حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ جب میں نے قربانی کا ارادہ کیا تو رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنی قربانی جا کر دیکھو کیونکہ اس کے سبب سے زمین پر پہلے گرنے والے قطرے کے بدلے' پہلے والی سب کی سب کوتاہیاں معاف ہو جائیں گی۔ اس پر میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا یہ خصوصیت صرف ہمارے لئے ہو گی یا ہمارے اور سب مسلمانوں کو حاصل ہو گی؟ فرمایا: یہ تمہارے اور سب مسلمانوں کے لئے ہے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تمہاری قربانیاں یہودی اور نصرانی ذبح نہ کیا کریں۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس قربانی نے ہر ذبح کو منسوخ قرار دے دیا ہے جیسے رمضان نے ہر روزے کو قرار دیا۔
- حضور ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے پاس گنجائش ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو ہمارے مصلّٰی کے قریب نہ آئے۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا: عید کے دن جانور ذبح کرنے سے افضل وہ سونا بھی نہیں جو کسی کام میں میں خرچ کروں۔
- رسولِ اکرم ﷺ جب عید الاضحیٰ سے واپس تشریف لاتے تو آپ کے سامنے مصلّٰی کے قریب دو موٹے' سینگوں والے' اور خوبصورت مینڈھے لائے جاتے جن میں سے ایک کو خود ذبح کر کے فرماتے کہ: اے اللہ! یہ میری اُمت کے ان سب لوگوں کے لئے ہے تو تیری توحید کا اقرار کرے گا اور میری رسالت مانے گا۔ پھر دوسرا لایا جاتا تو اسے بھی خود ہی ذبح کرتے اور فرماتے: یہ محمد ﷺ اور آلِ محمد (رضی اللہ عنہم) کی طرف سے ہے چنانچہ وہ سارا گوشت مسکینوں میں تقسیم فرماتے نیز خود بھی کھاتے اور اپنے اہلِ خانہ کو بھی کھلاتے۔
- حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم نے کئی سال تک دیکھا کہ بنو ہاشم میں کوئی صرف اس لئے قربانی نہیں کرتا تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف سے کر دی تھی اور اللہ نے ان سے یہ بوجھ اُتار دیا تھا۔

لغت کے امام کہتے ہیں کہ حدیث میں موجود لفظ املح (خوبصورت) سے مراد وہ جانور ہوتا ہے جس میں سفیدی اس کی سیاہی سے زیادہ ہوتی ہے۔

- آپ فرماتے تھے: جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو اور کسی کا قربانی کا ارادہ ہو تو بال اور ناخن نہ کاٹے۔
- آپ کا یہ بھی ارشاد تھا کہ سب سے اچھی قربانی مینڈھے کی ہوتی ہے۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نر جانور کے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت بنتا ہے کیونکہ دارومدار اسی پر ہوتا ہے اور یونہی فدیہ کے طور پر دیا جانے والا جانور مینڈھا تھا۔

- آپ فرماتے تھے کہ سال بھر سے کم کا جانور ذبح نہ کرو وہاں نہ مل سکے تو بھیڑ کا کم عمر بھی کر سکتے ہو (جو دیکھنے میں سال بھر کا لگے)۔
- آپ عطیہ میں ملنے والا' وہ جانور ذبح کرنے سے روکتے اور فرماتے: اپنے بال اور ناخن کٹوا لو یہی اللہ کے ہاں تمہاری قربانی ہوگی۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے بھی قربانی کر لیتے تھے لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا نہ کرتے کہ لوگ اسے رواج نہ بنا لیں۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بچے کی طرف سے قربانی نہ دیتے جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہوتا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسولِ انور ﷺ کے دور میں ایک آدمی اپنی اور اپنے اہلِ خانہ کی طرف سے ایک ہی بکری ذبح کر دیا کرتا چنانچہ وہ سب مل کر اسی کو کھاتے پھر بعد میں لوگوں کے حالات سدھر گئے۔
- حضور انور ﷺ کے دور میں لوگ گائے میں سات اور ایک ہی گھر میں رہنے والے اونٹ میں دس لوگ شریک ہوتے لیکن اگر اجنبی ہوتے تو گائے' اونٹ اور بکری میں سے ہر ایک' ایک شخص ہی کرتا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسولِ انور ﷺ کے ہمراہ تھے تو قربانی لائی گئی چنانچہ گائے تو ہم نے سات آدمیوں کی طرف سے لیکن اُونٹ دس کی طرف سے ذبح کیے۔

فروع:

رسول اکرم ﷺ پالتو بکری ذبح کرنے پر ذبح کرنے والے سے فرماتے کہ تمہاری بکری اچھے گوشت والی ہے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قربانیوں میں اونٹ کے بارے میں فرماتے کہ دو سال یا اس سے زیادہ عمر کا ہونا چاہیے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب قربانی کا جانور بچہ جنے تو اسے اس کے ساتھ ہی ذبح کر دو۔ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا ٹوٹے سینگ والا ہو سکتا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں' ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ آنکھوں اور کانوں کو دیکھ لیا کریں' کان کٹا جانور نہ کریں' نہ ہی وہ جس کا کان تھوڑا سا کٹا ہو' پھٹے کان والا اور نہ ہی کان میں سوراخ والا' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے پاس بھیڑ کا پالتو بچہ ہے تو کیا اسے ذبح کر لوں؟ فرمایا: تم کر سکتے ہو' کسی اور کو اجازت نہیں (کیونکہ

وہ تو تازہ تھا)۔

ایک عالم کہتے ہیں' حدیث میں یہ دلیل موجود ہے کہ عیب والے جانور کی قربانی کوئی صحیح جانور نہ ملنے کی صورت میں کی جاسکتی ہے ورنہ نہیں اور جتنی احادیث قربانیوں اور کفاروں کے بارے میں ملتی ہیں' سب سے یہی مراد ہوگا۔

- رسولِ انور ﷺ نے فرمایا کہ اچھی قربانی سال سے کم عمر چھترے کی ہے کیونکہ یہ اس چھترے کے مقابلے میں ہوتا ہے جو دوسرے سال میں داخل ہو۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے پاس تقریباً سال بھر کا مینڈھا ہے تو کیا اس کی قربانی ہوسکتی ہے؟ فرمایا: ہاں۔
- رسولِ اطہر ﷺ نے فرمایا: چار جانور ایسے ہیں کہ ان کی قربانی نہیں ہوسکتی: کانا' جو کھلم کھلا دکھائی دے' ایسا بیمار کہ بیماری واضح دکھائی دے' وہ لنگڑا کہ جس کا لنگڑا پن واضح ہو اور ٹوٹے ہوئے سینگ والا۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس بات سے روکا تھا کہ آدھے کان یا سینگ والا جانور قربانی کروں۔
- رسول اللہ ﷺ ایسا جانور ذبح کرنے سے منع فرماتے جس کا پورا کان کٹا ہو اور صرف سوراخ نظر آئے' جس کی آنکھ کا نور خشک ہو چکا ہو' جسکا سینگ جڑ سے کٹا ہو' جو اتنا دبلا اور کمزور ہو کہ بکری کے پیچھے نہ چل سکے اور ٹوٹے سینگ والا۔
- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے قربانی کے لئے ایک دنبہ خریدا' بھیڑیے نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کی چکی لے گیا' میں نے حضور ﷺ سے پوچھا تو فرمایا کہ اس کی قربانی دے دو۔

اس میں یہ دلیل ہے کہ نیا نیا نقص جانور مقرر ہو جانے کی صورت میں عیب نہیں بنتا۔

- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور ﷺ کے دور میں اپنی قربانیوں کو خوب بہت پال کر موٹا کیا کرتے۔
- حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ کم سفیدی والے جانور کی قربانی اللہ کو سیاہ کے مقابلے میں زیادہ پسند ہے۔
- حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں حضور ﷺ نے سینگوں والا ایسا مینڈھا ذبح کیا جو لگتا تھا کہ بہت سارے جانوروں میں کھاتا' بہت ساروں میں چلتا اور بہت ساروں میں دیکھتا تھا اور اکثر آپ خصی اور موٹا تازہ مینڈھا ذبح کرتے۔

فرع:

رسول اکرم ﷺ عید گاہ میں قربانی کیا کرتے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ اچھے طریقے سے ذبح کرنے پر زور دیتے تھے اور فرماتے

تھے کہ چھری کو پتھر سے خوب تیز کرو' پھر پاؤں جانور کے پہلو پر رکھتے اور پھر یہ کہتے ہوئے اونٹ یا کوئی اور جانور ذبح کرتے: بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ اور تکبیر کہتے ہوئے ذبح کرتے' جب جانور لٹاتے تو یوں کہتے:

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ○ (سورۃ انعام: ۷۹) اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○ (سورۃ انعام: ۱۶۲) لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ○ (سورۃ انعام: ۱۶۳) اَللّٰهُمَّ هٰذَا مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُّحَمَّدٍ وَّاُمَّتِهٖ○

- رسول اللہ ﷺ اونٹ کو کھڑے کھڑے بائیں ٹانگ باندھ کر ذبح کرتے اور فرماتے کہ اللہ نے فرمایا ہے:

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ○ (سورۃ الحج: ۳۶)

''اس کھڑے ہوئے پر اللہ کا نام لو۔''

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ صواف کا مطلب ہے کھڑے ہوئے کو۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے دور میں ہم عورتوں اور بچوں کے ذبح کیے ہوئے جانور کھا لیتے تھے اور ہم اسے پسند نہ کرتے تھے کہ جو اپنی قربانی نصرانی یا یہودی کو ذبح کرنے کے لئے دیتا۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نصرانی کے ہاتھ کا وہ ذبح شدہ جانور تو کھا لیتے جو بازار میں ہوتا لیکن قربانی وہ نہ کھاتے جو اس نے ذبح کی ہوتی۔

تشریق:

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب ایام تشریق میں قربانی کی جا سکتی ہے۔

- آپ نماز عید کے بعد قربانی کرتے اور فرماتے: جو نماز سے پہلے ذبح کرے گا' وہ اپنے ہی لئے کرے گا اور جو بعد میں کرے گا تو اس کی قربانی مکمل ہوئی اور وہ مسلمانوں کے طریقے پر چلا۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نماز سے واپس مڑے تو بازار میں گوشت دیکھا' آپ ﷺ نے دریافت فرمایا یہ نماز سے پہلے ذبح کیا گیا ہے چنانچہ فرمایا: جو ہمارے ذبح کرنے اور نماز سے پہلے ذبح کرے تو اس نے اپنے واسطے کے لئے ذبح کیا' اس کی جگہ اور قربانی دے اور جو اس وقت ذبح کرنا چاہے جب ہم نماز پڑھ رہے ہیں تو اس پر اللہ کا نام لے۔

- حضرت علی اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہتے تھے کہ قربانی کا وقت عید سے دو دن بعد تک ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ عید سے تین دن بعد تک ہے۔

- حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' فرمایا: قربانی ممکن ہو تو اس کا وقت محرم شروع ہونے تک ہے۔
- حضرت سہل بن حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ذوالحجہ کے آخر تک قربانی ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم۔

فرع:

قربانی کا گوشت کھانا' اسے ذخیرہ کرنا اور لوٹ مار کرنا

رسول اللہ ﷺ قربانی کے گوشت میں سے خود کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع فرماتے اور فرماتے تھے: اے اہلِ مدینہ! قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ تک نہ لے جاؤ' لوگوں نے اس پر شکایت کرتے ہوئے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم بال بچوں والے ہیں' دبدبہ والے اور خادموں والے ہیں لہذا آپ نے ان کے لئے گنجائش دی اور فرمایا: کھاؤ' زادِ راہ بناؤ' روک لو اور ذخیرہ کر لیا کرو' پچھلے سال میں نے تین دن سے زیادہ تک کھانے سے روکا تھا' قحط تھا تو میں نے چاہا تھا کہ ہمت والے' کم ہمت لوگوں کو زیادہ سے زیادہ دے سکیں۔ چنانچہ آپ کا ارادہ یہ ہوا کہ اس سال لوگ ایک دوسرے کا تعاون کریں۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ قربانی کا گوشت کھاؤ لیکن اس میں سے کچھ بھی فروخت نہ کرو' صدقہ کر دو' اس کے چمڑے کو استعمال کرو' بیچا نہ کرو اور اگر کوئی تمہیں اس کا گوشت کھلائے تو جہاں سے ملے کھا لیا کرو۔
- آپ ہی نے فرمایا: جو قربانی کی کھال بیچ ڈالے' اس کی قربانی نہ ہو گی۔
- آپ گوشت کے نگران سے فرماتے: اس کا گوشت صدقہ کر دو' چمڑہ اور کاٹھی بھی صدقہ کر دو لیکن اس میں سے ذبح کرنے والے کو (اجرت کے طور پر) کچھ نہ دو کیونکہ انہیں ہم اپنے پاس سے دے دیتے ہیں۔
- آپ فقیروں مسکینوں کو زورِ بازو کی بناء پر گوشت لینے کی اجازت دیتے اور ذبح کرتے ہوئے فرماتے: جو چاہے حصہ لے لے اور لُوٹ لے۔
- حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ذبح کے لئے اونٹنی منگوائی' اسے ذبح کر دیا گیا تو لوگوں نے اس کا گوشت لوٹتے ہوئے ایک دوسرے کو تکلیف پہنچائی چنانچہ حضور ﷺ نے اعلان کرنے والے سے کہا کہ یہ اعلان کر دے: اللہ اور اس کا رسول لوٹ مار سے منع فرماتے ہیں۔

باب الولیمہ میں کچھ اور مسائل بھی آ رہے ہیں۔

خاتمہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنوں میں اللہ کے ہاں سب سے عظیم دن قربانی والا ہے اور پھر دوسرا دن۔ واللہ اعلم۔

باب

تکلیفوں سے بچنے کیلئے بچے کی طرف سے جانور ذبح کرنا مستحب ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے بچے کی طرف سے ذبح کیے جانور کا نام عقیقہ رکھا تھا لیکن پھر آپ نے اسے بدل کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عقوق (کہنا نہ ماننا) کو پسند نہیں فرماتا۔

- آپ نے فرمایا کہ جب کسی کے گھر میں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے فرشتے بھیجتا ہے جو ڈھیروں برکتیں لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ضعیف اور کمزور ہے اور ضعیف ہی سے پیدا ہوئی ہے قیامت تک اس پر مشکلیں پڑیں گی اور جب کسی کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان سے اس کی طرف فرشتہ بھیجتا ہے جو اس کی آنکھوں کے درمیان چومتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں سلام کہتا ہے۔
- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو کیونکہ یہ محبت بھری اور باپ کے سر سے جوئیں نکالنے والی ہوتی ہیں۔
- حضرت عبدالعزیز بن رواد ایک جلیل القدر تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میری ماں نے مجھے بتایا کہ مقام مرو کی ایک عورت بچیاں ہی جنتی تھی چنانچہ اس کے ہاں یکے بعد دیگرے سات بچیاں ہوئیں اور وہ پھر حاملہ ہو گئی اس دوران عورتیں اس کے پاس جمع ہوئیں اور کہنے لگیں: اے فلاں عورت! اگر تم آٹھویں بچی جنو تو اللہ کا شکر ادا کرنا اس نے کہا اللہ کی قسم اگر آٹھویں کو جنم دوں گی تو اللہ کا شکر ادا کروں گی چنانچہ اس نے بندریا جنی۔
- میری والدہ کہتی تھیں کہ میں اس کے پاس پہنچی تو دیکھا کہ بندریا اس کے سامنے رکھی تھی چنانچہ وہ تین دن تک زندہ رہنے کے بعد فوت ہو گئی۔
- آپ نے فرمایا پیدائش کے وقت بچہ شیطان کے انگلی مارنے پر روتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ کوئی بچہ ایسا نہیں ہوتا جسے شیطان ایک یا دو بار دباتا نہ ہو اور ایسا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ تک ہوتا رہا ہے وہ پردہ میں انگلی چبھوتا ہے۔

- حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ہمیں پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے اعلانِ نبوت کے بعد عقیقہ کیا تھا' اس کی بوٹیاں بنائیں اور پھر پانی اور نمک سے پکایا۔ اسے ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ هٰذِهٖ عَقِيقَتِي (یہ میرا عقیقہ ہے) کہہ دیا تھا۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا جس پر اس کی قبر کی مٹی دھوڑ نہ دی جاتی ہو۔

ایک اور روایت میں فرمایا کہ ایسا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا جس کی ناف میں اس کی قبر کی مٹی نہیں ہوتی جس سے اسے پیدا کیا گیا ہوتا ہے اور جب وہ ناقص عمر میں پہنچتا ہے تو اسے اس کی اسی قبر میں لوٹا دیا جاتا ہے جس سے پیدا کیا گیا ہوتا ہے' اور پھر اسے دفن کر دیا جاتا ہے جبکہ میں اور ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک ہی مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں اور اسی میں دفن ہوں گے۔

- آپ ہی نے فرمایا کہ لڑکے کے پیدا ہونے پر ساتھ ہی عقیقہ ہوتا ہے لہٰذا اس پر خون لگاؤ اور اس کی حجامت کرو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ہر بچے کے لئے عقیقہ ضروری ہوتا ہے جو پیدائش کے ساتویں دن ذبح کیا جاتا ہے' اسی دن اس کا نام رکھا جاتا ہے اور سر منڈا دیا جاتا ہے۔

- آپ نے فرمایا: لڑکے کی طرف سے ایک ہی قسم کے دو بکرے ذبح کئے جائیں اور لڑکی کی طرف سے ایک' بچے اور بچی پیدا ہونے میں تمہارے لئے کوئی حرج نہیں۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ عقیقہ کا گوشت جو بھی مانگے' اسے دے دو۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بچے اور بچی کی طرف سے ایک ایک بکرا ذبح کرتے تھے اور یونہی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور عروہ بن زبیر وغیرہ کرتے تھے۔
- آپ نے فرمایا: جس کے پاس بچہ پیدا ہو اور وہ چاہتا ہو کہ اس کی طرف سے جانور ذبح کرے تو اسے کرنا چاہئے' اس سلسلے میں آپ ان پر زور نہیں دیتے تھے۔

دورِ جاہلیت میں جب کسی کے پاس لڑکا پیدا ہوتا تو وہ بکری ذبح کر کے اس کا خون اس کے سر پر لگا دیتے تھے لیکن جب اسلام کا دور آیا تو انہوں نے بکرا ذبح کرنا شروع کیا' سر منڈایا اور سر پر زعفران ملنے لگے۔

- آپ حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کھیلتے اور فرماتے کہ جسکے پاس بچہ پیدا ہو اسے اپنا جھوٹا پینے کو دے۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ اسلام میں فرع اور عتیرہ کا تصور نہیں ہے۔ فرع وہ پہلا بچہ ہوتا تھا جسے کافر لوگ اپنے شیطانوں کے لئے ذبح کرتے تھے اور عتیرہ وہ بکری ہوتی تھی جسے وہ رجب میں ذبح کر دیتے تھے' پھر آپ نے تو اس میں چھٹی دیدی اور فرمایا: اللہ کے لئے ذبح کرو' اللہ کے لئے نیکی کرو اور جونسے مہینے میں چاہو' کھلاؤ چنانچہ

آج تک یہی ہو رہا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ہر گھر والے کا حق ہے کہ وہ رجب میں بکرا ذبح کرے۔

- رسولِ اکرم ﷺ نے جن کی خاطر جانور ذبح کرنے سے منع فرمایا تھا: حضرت امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے بتایا: دورِ جاہلیت میں کوئی اپنا گھر یا کنواں یا کوئی ایسی چیز خریدتا تو وہ پرندوں کے لئے جانور ذبح کرتے تاکہ جن وہاں رہنے والوں کو پریشان نہ کریں۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب رسولِ اکرم ﷺ کے لختِ جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو آپ بہت ہی خوش ہوئے' دائی حضرت ابو رافع کی بیوی سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں چنانچہ حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ نے انہیں ایک غلام دیا۔ ساتویں دن ان کے بال اتارے اور وہ بال چاندی سے تول کر' چاندی صدقہ کر دی اور اسی دن نام رکھا اور پھر انہیں مدینہ میں حضرت اُم سیف رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد کیا کہ انہیں دودھ پلائیں کیونکہ حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرنے میں مصروف تھیں' آپ حضرت ام سیف کے پاس تشریف لے جاتے اور حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گود میں لے کر انہیں سونگھتے' چومتے اور انہیں پکڑا دیتے۔
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتے ہیں کہ رسولِ انور ﷺ نے حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف سے ایک ایک مینڈھا ذبح فرمایا۔ ایک روایت میں صرف ایک مینڈھے کا ذکر ہے۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ دونوں کے بال اُتاریں اور اتنے وزن کی چاندی صدقہ کر دیں۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ دونوں میں سے ہر ایک کے بالوں کا وزن درہم یا کچھ کم تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر ان کے کان میں نماز والی اذان پڑھی اور پھر کان ہی میں سورۂ اخلاص بھی پڑھی۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت نصف رمضان ۳ھ کو ہوئی اور پھر ان کے بعد شعبان ۴ھ کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی۔ واللہ اعلم۔

فصل:

نام اور کنیت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ انصارِ مدینہ بچوں کے پیدا ہوتے ہی کسی کے ہاتھ کھجوریں دے کر رسول اللہ ﷺ کے ہاں بھیجا کرتے تھے' آپ چبا کر تالو سے لگا دیتے اور لعاب دہن شریف ان کے منہ ڈال کر نام رکھ دیا کرتے۔

- آپ کا حکم تھا کہ نئے پیدا ہونے والے بچے کا نام رکھ دیا کرو اس سے اللہ تعالیٰ تمہارے ترازو کا پلڑا بھاری کردے گا کیونکہ وہ بچہ قیامت میں آکر کہے گا: اے پروردگار! انہوں نے مجھے بیکار سمجھا چنانچہ نام نہیں رکھا تھا۔
- اہلِ یمامہ کی طرف سے ایک آدمی پیدائش ہی کے دن اپنے بچے لپیٹ کر رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت لایا تو آپ نے پوچھا: اے لڑکے! میں کون ہوں؟ وہ کہنے لگا کہ آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں' فرمایا: سچ کہتے ہو' اللہ تمہیں برکت دے گا۔ پھر اس کے بعد وہ بچہ بڑھاپے تک نہیں بول سکا۔

پنگھوڑے میں کون بولے؟

علماءِ کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ پنگھوڑے میں کل گیارہ بچوں نے کلام کیا تھا: حضرت محمد ﷺ' حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام' حضرت موسےٰ بن عمران علیہ السلام' حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام' حضرت جریج کو بری کرانے والا' حضرت یوسف علیہ السلام کی گواہی دینے والا بچہ' صاحب الاخدود والا بچہ' وہ بچہ جس پر وہ لونڈی گذاری گئی جس کے بارے میں کہا گیا کہ وہ زنا کار ہے' فرعون کو کنگھی کرنے والی کا بچہ اور یمامہ کا مبارک بچہ۔

- حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں تمہارے اور تمہارے باپ کے ناموں سے بلایا جائے گا لہٰذا نام اچھے رکھا کرو تاہم باب الخصائص میں آگے آرہا ہے کہ قیامت کے دن اس اُمت کو ماؤں کے نام لے کر بلایا جائے گا' یہ ان کی پردہ داری ہوگی اور جنکا یہاں ذکر ہے' ان سے مراد وہ لوگ ہیں جنکے باپ کی وجہ سے انہیں عظمت حاصل ہوگی۔
- آپ نے فرمایا کہ پہلے لوگ اپنے انبیاء علیہم السلام اور صالحین کے ناموں پر بچوں کے نام رکھا کرتے۔
- آپ نے فرمایا: بچوں کے نام انبیاء علیہم السلام کے ناموں جیسے رکھو' فرشتوں کے نام پر نہ رکھو۔
- حضور ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ کسی کا نام زبانِ اقدس پر نہ آنے کی صورت میں اسے ''یا عبد اللہ'' کہہ کر آواز دیتے۔
- آپ فرماتے تھے کہ اللہ کو سب سے پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبد الرحمٰن لگتے تھے سچے نام حارث اور ہمام تھے جبکہ سب سے برے نام حرب اور مرۃ تھے۔
- آپ نے ارادہ فرمایا کہ یہ نام رکھنے سے منع فرمائیں: یعلیٰ' برکۃ' افلح' میمون' یسار اور نافع وغیرہ لیکن پھر خاموش ہوگئے اور وصال مبارک تک منع نہ فرمایا اور جب حضرت ابن عمر بڑے ہوئے تو ارادہ کیا کہ ان سے روکتے ہیں لیکن پھر رہنے دیا پھر ایک کو دیکھا کہ اس نے اپنی کنیت ابو عیسیٰ رکھی تھی' آپ نے اس سے منع کر دیا' اس نے کہا کہ میری یہ کنیت رسول اللہ ﷺ نے رکھی تھی جس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اللہ نے رسول کی تو اگلی پچھلی کم درجہ باتیں بخش دی ہوئی ہیں چنانچہ آپ نے اس کی کنیت ابو عبد اللہ رکھ دی اور اس کے فوت ہونے تک اسے اسی کنیت سے بلایا جاتا رہا۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ مدینہ کے ان بچوں کو ایک گھر میں جمع کیا جن کے نام نبیوں کے نام پر تھے چنانچہ ان کے باپ آ گئے اور وہ گواہ پیش کئے جنھوں نے کہا کہ ان کے یہ نام نبی کریم ﷺ نے رکھے تھے چنانچہ آپ نے انہیں جانے دیا۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ''ابوتراب'' اس وقت رکھی جب آپ نے انہیں مسجد میں سوئے دیکھا' انہیں مٹی لگی تھی چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سے زیادہ کوئی اور نام پیارا نہیں لگتا تھا۔
- حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو ان کے والد نے انہیں رسولِ اکرم ﷺ کی بارگاہ میں بھیجا' آپ نے ان کا نام عبداللہ رکھا' منہ میں لعاب مبارک ڈالا اور ان کے لئے دُعا فرمائی۔
- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو وہ لے کر رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے' آپ نے ابراہیم نام رکھا اور کھجور چبا کر تالو سے لگائی اور پھر ان کے لئے برکت کی دُعا فرمائی' انہوں نے چاٹنا شروع کر دیا تو آپ نے تبسم فرمایا۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہر بیوی کی کوئی کنیت ہے۔ اس پر فرمایا: تم اپنے بیٹے (بھانجے) عبداللہ بن زبیر کے نام پر کنیت رکھ لو چنانچہ آپ کی کنیت اُم عبداللہ پڑ گئی کیونکہ خالہ بھی ماں ہی ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

وہ نام جنہیں اچھے ناموں سے بدل دیا گیا

ابھی وہ مضمون گذرا ہے جس کا اس سے تعلق ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ برے ناموں کو اکثر تبدیل فرما دیتے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہ نام بدل کر رکھا تھا' پہلے ان کا نام برہ تھا' یونہی زینب بنت ابی سلمہ رکھا' پہلے ان کا نام بھی برہ تھا' فرمایا تھا کہ یہ اپنے آپ کو اچھا گنتی ہیں لہٰذا نام زینب رکھ دیا۔
- ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: حازم' آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم تو **مطعم** ہو چنانچہ یہی نام رکھ دیا۔
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ ایک آدمی یا ابا الحکم کہہ کر آواز دے

رہا ہے' آپ نے اسے بلا کر فرمایا: حکم تو اللہ ہے اور حکومت اسی کی ہے لہٰذا یہ کنیت نہ رکھو۔ اس نے کہا کہ میری قوم کے لوگ جب کسی معاملہ میں اختلاف کرتے ہیں تو میرے پاس آتے ہیں' میں ان کا فیصلہ کر دیتا ہوں چنانچہ انہوں نے مجھے اپنا حکم بنالیا جس پر دونوں فریق خوش ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ کتنی اچھی بات ہے۔ پوچھا تمہارے لڑکے کا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کی: کئی ہیں' ایک نام شریح بتایا' آپ نے فرمایا تو تم ابوشریح ہوئے۔

- ایک آدمی کو دیکھا جس کا نام اصرم تھا' آپ نے فرمایا: تم تو ''زرعہ'' ہو' پھر آپ نے ''عبد شر'' کو بدل کر ''عبد خیر'' رکھ دیا اور ''حزن'' کو بدل کر ''سہل'' رکھ دیا چنانچہ حضرت ابن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میرے دادا کا نام ''حزن'' تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ''سہل'' رکھ دیا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ میں وہ نام نہیں بدلوں گا جو نام میرے والد نے رکھ دیا تھا چنانچہ ابن المسیب کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہمارے ہاں ہمیشہ غمگینی رہی۔
- آپ نے عاص' عزیز' عبلہ' شیطان' غراب' حباب' شہاب اور حرب نام بدل دیئے' اس کا نام سلمہ اور اجدع رکھا' آپ نے فرمایا کہ ''اجدع'' شیطان ہوتا ہے' پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجدع نام بدل کر مسروق بن عبدالرحمٰن رکھ دیا چنانچہ اسی نام سے بلائے جاتے رہے۔ پھر حضور ﷺ نے مُنبَطِح کا نام مُنبَعِث رکھا۔
- حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ پہلے لوگ اپنے غلام کا نام عبداللہ رکھنا ناپسند کرتے تھے کیونکہ اس سے اندیشہ یہ ہوتا تھا کہ شاید اللہ اسے آزاد کرنے والا آتا ہے۔

فرع:

ابوالقاسم کنیت رکھنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک آدمی نے کسی شخص کو آواز یوں دی: یا ابا القاسم! تو رسول انور ﷺ نے اس طرف توجہ فرمائی' اس پر اس شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے آپ کو آواز نہیں دی' میں نے تو فلاں شخص کو بلایا ہے۔ آپ نے فرمایا: تو پھر اسی کا نام لینا تھا' میرا نام لے کر بلایا کرو' کنیت سے نہ بلاؤ!

ایک روایت ہے کہ فرمایا: جو میرے والا نام رکھے' اسے میری کنیت نہیں اپنانی چاہئے اور جو میری کنیت اپنائے' اسے میرا نام نہیں رکھنا چاہئے۔

رسول انور ﷺ کو پتہ چلا کہ کسی نے اپنے بیٹے کا نام ابوالقاسم رکھا ہے تو فرمایا: اس کا نام عبدالرحمٰن ہوگا۔ قاسم (تقسیم کرنے والا) تو صرف مجھے بنایا گیا ہے اور میں ہی تم سب میں تقسیم کر رہا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے سب کو اجازت دیتے ہوئے فرما دیا۔ ایسا کون ہے جو میرا نام رکھنا تو جائز سمجھے لیکن میری کنیت رکھنا حرام جانے؟ اور پھر ایسا کون ہے جو میرے والی کنیت اپنانا تو جائز سمجھے لیکن میرے والا نام رکھنا حرام قرار دے؟

فرع:

محمدؐ نام رکھنے کی فضیلت' دورِ جاہلیت میں یہ نام کس کس نے رکھا؟

محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے بتایا کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر آپ کے بعد میرے ہاں کوئی لڑکا ہو تو میں اس کا نام محمد رکھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں رکھ سکو گے۔

- رسولِ اطہر ﷺ نے فرمایا: ایسا شخص دوزخ میں نہیں جا سکے گا جو اپنا نام احمد اور محمد رکھ لے۔
- آپ نے فرمایا: جب تم کسی کا نام محمد رکھ لو تو نہ اسے مارو' نہ برا بھلا کہو بلکہ اس کی عزت کرو اور محفلوں میں اسے جگہ دو۔

ایک روایت میں ہے کہ محمد نام میں برکت رکھی گئی ہے' اس گھر میں برکت ہوگی اور اس محفل میں بھی جہاں محمد نام والا شخص ہو گا۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے لڑکے کو لعنت کر رہا ہے حالانکہ اس نے اس کا نام محمد رکھا ہوا تھا' آپ نے فرمایا: تم لوگ میرے والا نام رکھ کر اسے لعنت کرتے ہو؟
- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جس شخص کی بیوی حمل سے ہو اور وہ نیت کر لے کہ اس کا نام محمد رکھے گا' وہ لڑکی بھی ہو رہی ہو گی تو لڑکا پیدا ہو گا۔
- حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ہمیں کئی جگہ سے پتہ چلا ہے کہ حمل میں جس بچے کا نام محمد رکھا گیا' وہ لڑکا ہی بن کر پیدا ہوا۔
- حضرت ابن وھب کہتے ہیں کہ میں نے ماں کے پیٹ میں سات بچوں کا نام یہی رکھنے کی نیت کی تو سب کے سب لڑکے پیدا ہوئے۔
- حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے پہلے محمد اور احمد نام کی اس سے حفاظت فرمائی کہ کوئی اور یہ نام رکھ لے' رہا احمد تو یہ پہلی کتابوں میں مذکور ہے' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کی بشارت دی تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ نام کسی اور کا رکھنے کو منع کیے رکھا تاکہ کوئی کمزور یقین والا اس نام کی وجہ سے آپ کے بارے میں شک میں نہ پڑ سکے اور رہا محمد تو یہ نام آپ سے پہلے کسی عرب وغیرہ نے اس وقت تک نہیں رکھا تھا جب تک آپ کی ولادت سے ذرا پہلے یہ مشہور نہ ہو گیا تھا کہ ہمارا نبی محمد نامی پیدا ہو گا چنانچہ اس کے بعد

عرب کے بہت سے لوگوں نے اس اُمید پر اپنے لڑکوں کے نام محمد رکھ لئے کہ شاید یہ وہی بن جائیں (جن کی بشارت دی گئی) چنانچہ ان میں سے ایک محمد بن عدی بن ربیعہ تمیمی سعدی تھے' ایک محمد بن احلحہ بن جلاح تھے' ایک محمد بن اسامہ بن مالک بن حبیب عنبری' ایک محمد بن براء بکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک محمد بن حارث بن خدیج بن خویص' ایک محمد بن حرماز بن مالک یعمری' ایک محمد بن حمران جعفی' ایک محمد بن خزاعی سلمی' ایک محمد بن خولی ہمدانی' ایک محمد بن سفیان بن مجاشع' ایک محمد بن یحمدی ازدی' ایک محمد بن یزید' ایک محمد اسیدی اور ایک محمد فقیمی تھا' ان سب میں سے صرف ایک اسلام لایا جو چوتھے نمبر پر ہے کیونکہ یہ صحابی ہوئے۔

خاتمہ

ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: ''جمرہ'' آپ نے پوچھا: کس کے لڑکے ہو؟ اس نے کہا: ''شہاب'' کا' پوچھا: کونسے قبیلے سے ہو؟ کہا: ''حرقہ'' سے' پھر پوچھا: کہاں رہتے ہو؟ اس نے کہا ''حرۃ النار'' میں' پھر پوچھا: دروازے کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا ''ذات لظی''۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جاؤ دیکھو وہ پوری طرح جل چکے ہیں چنانچہ اس نے جا کر دیکھا تو واقعی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کے مطابق وہ سب جل چکے تھے۔

کِتَابُ الصَّیْدِ وَالذَّبَائِحِ

شکار کرنا اور ذبح کرنا

کون سا کتا گھر میں رکھا جا سکتا ہے اور یہ بیان کہ سیاہ کتا قتل کرنا چاہئے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اطہر ﷺ نے فرما دیا تھا کہ شکار کے پیچھے بھاگنے والا دراصل ایک غافل شخص ہوتا ہے' جنگل میں رہنے والا اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے اور جو بادشاہ کے در پر چکر لگاتا ہے' وہ ایک نہ ایک ان کسی آزمائش میں پڑ جاتا ہے۔

- رسول انور ﷺ نے فرمایا: جو شخص شکاری کتے' کھیتی باڑی کی حفاظت کرنے والے کتے اور عام گھروں میں چلنے پھرنے والے کتے کے علاوہ کوئی اور کتا گھر وغیرہ میں رکھتا ہے تو روزانہ اس کا قیراط بھر اجر گھٹا دیا جاتا ہے۔
- آپ' شکاری اور گھروں میں چلنے والے کتے کے علاوہ کتے کو مار دینے کا حکم فرماتے تھے۔

ایک روایت میں فرمایا: اگر یہ کتے ایک مستقل مخلوق نہ ہوتی تو میں انہیں مار دینے کا حکم دیتا' بہرحال مکمل سیاہ رنگ سے کتے کو تو مار ہی دیا کرو۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب رسولِ اکرم ﷺ نے کتوں کو مارنے کا حکم فرمایا تو اس دوران اگر کوئی دیہاتی عورت اپنا کتا ساتھ لے آتی تو ہم اسے مار دیا کرتے' اس کے بعد حضور ﷺ نے عام طور پر کتوں کو مارنے سے روک دیا اور فرمایا: سیاہ رنگ کا وہ کتا جس کے ماتھے پر دو نشان ہوں' اسے مار دیا کرو کیونکہ وہ شیطان ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

سکھائے ہوئے کتّے اور باز وغیرہ کا حکم

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم شکاری علاقے میں چلے جایا کرتے ہیں' پھر کبھی تو میں قوس سے شکار کر لیتا ہوں' کبھی اپنے سکھائے کتے کے ذریعے اور کبھی اس کتے کے ذریعے شکار کرتا ہوں جو سکھایا نہیں ہوتا تو فرمایئے: کونسا شکار کھانے کے قابل ہوگا؟ فرمایا: جسے تم شکار کرتے وقت اللہ کا نام لے کر اس سے شکار کرو' اسے کھا لیا کرو اور جسے سیکھے کتے کے بغیر شکار کر کے ذبح کر دو تو اسے بھی کھا سکتے ہو۔

- حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ جب سیکھا ہوا کتا جانور کو مار دے تو اسے کھا سکتے ہو خواہ وہ ایک بوٹی ہی رہنے دے۔
- حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں جرف میں تھا کہ اس دوران دو پرندوں کو پتھر مار کر پکڑ لیا' ان میں سے ایک تو مر گیا' اسے عبداللہ نے چھوڑ دیا' رہا دوسرا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قدموں کی آہٹ سن کر ذبح کرنے سے پہلے ہی مر گیا چنانچہ اسے بھی انہوں نے رہنے دیا۔
- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: جب تم اپنا سیکھا ہوا کتا یا سیکھا ہوا باز شکار کے پیچھے چھوڑو تو اللہ کا نام لے کر چھوڑو' اب اگر وہ گر پڑے اور تم اسے زندہ پکڑ لو تو ذبح کر دو اور اگر وہ قتل ہو گیا لیکن ان جانوروں نے اس سے کچھ کھایا نہیں تو اسے کھا لو کیونکہ کتے کا پکڑ لینا ہی ذبح بن جاتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے: اگر تمہارے قبضے میں آ جائے تو اسے کھا سکتے ہیں۔

یہ روایت اس بات پر دلیل ہے کہ اسے کھا لینا جائز و مباح ہے خواہ کتے وغیرہ نے زخم کر کے اسے مارا ہو یا گلا گھونٹ کر۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سکھائے ہوئے کتے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ جو کچھ تمہارے لئے چھوڑ دے' اسے کھاؤ خواہ اس نے اسے قتل کر دیا ہو یا نہ کیا ہو۔ ایک روایت میں ہے. خواہ اسے کھائے یا نہ کھائے۔
- حضرت ابراہیم تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب تم نے کتے کو شکار کے پیچھے چھوڑ دیا ہے اور اس نے جانور قتل کر دیا ہے' تو شکار کو کھاؤ لیکن اگر خود اس نے اس میں سے کچھ کھا لیا ہے تو نہ کھاؤ تاہم اگر تم نے اپنے باز کو

چھوڑا ہے اور اس نے اس میں سے کچھ کھالیا ہے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اس کے نہ کھانے کے بارے میں یقین نہیں کیا جا سکتا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

شکار کردہ جانور میں سے کتا کچھ کھالے تو اس کا حکم، بسم اللہ کے واجب ہونے کا حکم

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: جب تم لوگ اپنے سکھائے ہوئے کتے شکار کے پیچھے لگاؤ اور ان پر اللہ کا نام لے لیا کرو تو اسے کھالیا کرو جو تمہارے لئے چھوڑیں، ہاں اگر اس شکار میں سے کتا کچھ کھالے تو پھر اجازت نہیں کیونکہ اس صورت میں اندیشہ یہ ہوگا کہ کتے نے شاید یہ شکار اپنے لئے پکڑا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اگر اس نے اس میں سے کچھ کھالیا ہے تو اس حصے میں سے کھاؤ جہاں تمہاری قوس کا نشانہ لگا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اس میں سے کھا سکتے ہو جو تمہارے لئے پڑا ہے۔

حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ اس پر میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا ذبح ہونے یا نہ ہونے دونوں صورتوں میں کھا سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں ایسے ہی ہے۔ میں نے عرض کی: اگر کتے نے اس میں سے کھالیا ہو تو؟ فرمایا: اگرچہ کھالیا ہو۔ میں نے پھر پوچھا: یا رسول اللہ! اگر قوس سے شکار کروں تو پھر؟ فرمایا: اس میں سے کھا سکتے جو شکار تمہارے لئے قوس کی وجہ سے ہوا ہو، میں نے عرض کی، اسے ذبح کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو، کوئی حرج تو نہیں؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ میں نے پھر عرض کی: یا رسول اللہ! اگر شکار میری آنکھوں کے سامنے نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: اگرچہ تمہاری نظروں سے اوجھل ہو جب تک نہ ملا ہو یعنی اس میں تبدیلی آگئی ہو اور اس میں سے بُو آنے لگے یا اس میں تمہارے تیر کے علاوہ کسی اور چیز کا اثر دکھائی دے۔ میں نے عرض کی: میں تو بے پر کے تیر کے ذریعے شکار کرتا ہوں تو ایسا کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: جب تم ایسے تیر سے شکار کرو اور وہ شکار کے پار نکل جائے تو اسے کھالو لیکن اگر چوڑائی میں لگا ہے تو نہ کھاؤ۔

ایک روایت میں ہے کہ اگر تیر کی دھار سے شکار ہوا ہے تو کھا سکتے ہو لیکن چوڑائی میں لگنے سے شکار ہوا تو نہ کھاؤ۔

- حضور اکرم ﷺ شکار کرتے وقت بسم اللہ پر زور دیا کرتے اور اس سلسلے میں فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرتا ہے جو اللہ کا نام لئے بغیر ذبح کرے۔

- آپ کا یہ بھی ارشاد تھا کہ جو اس وقت بسم اللہ کہنا بھول جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن جان بوجھ کر نہ پڑھے تو ایسا جانور نہ کھاؤ۔ اس پر حضرت ابن ابی ملیکہ سے پوچھا گیا کہ پھر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مطلب کیا ہوگا؟

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ○ (سورۂ انعام: ۱۱۹)

''اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام ذکر نہیں گیا۔''

انہوں نے اس سوال کا جواب یہ دیا کہ تم نے تو اپنے صحیح دین پر ہوتے ہوئے ذبح کیا ہوتا ہے' بتوں کا نام لے کر تو ذبح نہیں کیا؟

- کچھ لوگ حضورﷺ کے پاس حاضر ہوئے' عرض کی: یارسول اللہ! ہمارے پاس کچھ لوگ گوشت بھیج دیتے ہیں' کیا معلوم کہ انہوں نے اس پر اللہ کا نام لیا ہوتا ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: اس پر اللہ کا نام لے کر کھا سکتے ہو۔

یہ لوگ وہ تھے جو کفر سے ابھی ابھی نکلے تھے چنانچہ اس روایت میں یہ دلیل موجود ہے کہ جب تک ایسی چیز پر کوئی خرابی کی دلیل نہیں ملتی' کسی عمل دخل یا کام کو صحیح سلامت ہی قرار دیا جائے گا۔

- حضرت زھری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کسی نصرانی کے بارے سن لو کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام لیتا ہے تو وہ گوشت نہ کھاؤ لیکن اگر ایسی کوئی بات نہیں سنی تو کھا سکتے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس جانور کو حلال ہی بنایا ہے جبکہ ان کے کفر کو تو اللہ جانتا ہی ہے۔
- رسول اکرمﷺ مجوسی کا شکار کھانے سے منع فرماتے تھے۔
- آپ نے فرمایا: جب تم اپنا کتا چھوڑو تو اس پر بسم اللہ پڑھو تاہم اگر دیکھو کہ اس کتے کے ساتھ کوئی اور کتا شامل ہو گیا ہے اور اس نے جانور مارا ہے تو نہ کھاؤ کیونکہ تم نے تو اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی تھی' دوسرے پر نہیں پڑھی تھی۔

ایک روایت میں ہے: تمہیں کیا پتہ کہ دونوں میں کس کتے نے شکار کیا ہے؟.. اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ جب دونوں میں سے ایک ناکام ہو گیا اور اسے اس کا علم بھی ہے تو حکم اسی کے بارے میں جاری ہوگا کیونکہ اسے معلوم ہے کہ وہی اسے مارنے والا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اگر تمہارا کتا اور کتوں میں گھل مل جائے جن پر تم نے بسم اللہ نہیں پڑھی' وہ ٹھہر گئے اور اور جانور کو مار دیا تو نہ کھاؤ کیونکہ تمہیں کیا معلوم کہ کس نے مارا ہے۔

- آپ فرماتے تھے: جب تم قوس سے تیر پھینکو اور اس پر بسم اللہ پڑھ لو اور اسے زخمی کر دو تو اس میں سے کھا سکتے ہو۔

اس میں یہ دلیل ہے کہ جس جانور کو تیر اپنے بوجھ سے مار ڈالے' وہ حلال نہیں ہوتا (زخمی ہونا ضروری ہے)۔

- آپ نے فرمایا۔ جب تم بسم اللہ پڑھ کر تیر چلاؤ لیکن جانور تین دن تک نظر نہ آئے تو نظر آنے پر اسے کھا لو

بشرطیکہ بدبودار نہ ہو چکا ہو اور جب تم بسم اللہ کہہ کر تیر چلاؤ اور دیکھو کہ جانور مارا جا چکا ہے تو اسے کھا سکتے ہو بشرطیکہ وہ پانی میں نہ گرا رہا ہو کیونکہ اس صورت میں یہ پتہ نہیں چلے گا کہ ڈوبنے کی وجہ سے مرا ہے یا تمہارے تیر کی وجہ سے۔

اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ جب تیر نے اسے زخمی کیا تو جانور مباح ہے کیونکہ یہ معلوم ہو گیا کہ تمہارے ہی تیر نے اسے مار ڈالا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب تم شکار کو تیر مارو اور ایک دو دن کے بعد معلوم ہو کہ تمہارے تیر کی وجہ سے مرا ہے تو اسے کھا سکتے ہو لیکن اگر پانی میں غرق ہو چکا ہے تو نہ کھاؤ۔

ایک اور روایت میں صحابہ نے عرض کی: ہم شکار کو تیر مارتے ہیں اور دو تین دن تک تلاش کر کے ڈھونڈھ لیتے ہیں اور وہ مر چکا ہوتا ہے وہ تیر اس کے جسم ہی میں ہوتا ہے فرمایا اس صورت میں چاہو تو کھا سکتے ہو۔

ایک اور روایت میں صحابہ نے پوچھا: ہم میں سے کوئی شکار کو تیر مارتا ہے چنانچہ ایک یا دو راتوں تک نہیں ملتا' پھر اس اپنا تیر دیکھتا ہے تو کیا کرے؟ فرمایا: جب تمہیں تیر نظر آ جائے اور یہ معلوم ہو کہ کسی اور کے تیر کا اثر نہیں بلکہ تمہارے ہی تیر نے اسے مارا ہے تو کھا سکتے ہو۔

ایک اور روایت میں ہے: جب تمہیں یہ پتہ چل جائے کہ تمہارے ہی تیر نے اسے مارا ہے اور تمہیں کسی درندے کے کاٹنے کا اثر معلوم نہ ہو تو اسے کھا سکتے ہو۔ واللہ اعلم۔

فروع:

بندوق اور اسی طرح کی چیز سے شکار کرنا منع کیا گیا ہے

رسول اللہ ﷺ جانور کو پتھر (یا غلیلہ) مارنے سے منع فرماتے: فرمایا: یہ شکار نہیں کرتا اور نہ ہی دشمن کو ہٹاتا ہے البتہ دانت توڑ سکتا ہے اور آنکھ پھوڑ سکتا ہے۔

- آپ کا ارشاد ہے: جو ناحق طور پر چڑیا کو مار ڈالے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اس بارے میں پوچھے گا' عرض کی گئی: یا رسول اللہ! اس کا حق کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: اسے ذبح کرے لیکن گردن الگ نہ کر دے۔
- آپ نے فرمایا: جب تم بسم اللہ پڑھ کر تیر چلاؤ جو اس کے جسم سے نکل جائے تو جانور کھا سکتے ہو لیکن ایسا نہ ہو تو نہ کھاؤ' یونہی تیر کے بوجھ سے مرا جانور اس وقت نہ کھاؤ جب تک اسے ذبح نہ کر لو نہ ہی بندوق سے مرا کھاؤ' ہاں اسے بھی ذبح کرنا ہوگا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

ذبح کیسے کرنا ہوگا' اس میں واجب اور مستحب کیا ہوتا ہے؟

اس سے قبل حضورﷺ کا یہ فرمان گذر چکا: جو اللہ کا نام لئے بغیر ذبح کرے اللہ اس پر لعنت کرتا ہے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ○

کہ ایسا جانور مردار ہوتا ہے ذبح کیا ہوا نہیں کہلاتا کیونکہ اس پر اللہ کا نام نہیں لیا ہوتا۔

- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہماری بکریاں سلع پہاڑ پر چرتی تھیں' ہماری ایک لونڈی نے ان میں سے ایک مرتی ہوئی بکری دیکھی تو ہمیں بتایا' میں نے ٹوٹے پتھر سے اسے ذبح کر دیا اور اپنی بیوی سے کہا اسے اس وقت نہ کھانا جب تک نبی کریمﷺ سے پوچھ نہ لوں' چنانچہ پوچھا تو آپ نے کھانے کی اجازت دی۔
- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک بھیڑیا بکری پر جھپٹا تو بکری والوں نے اسے ایک قسم کے پتھر سے ذبح کیا' رسول اللہﷺ نے پوچھنے پر انہیں اسے کھا لینے کی اجازت دی۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس بکری کے بارے میں پوچھا گیا جس پر بھیڑیئے نے حملہ کر کے اس کا پیٹ پھاڑ دیا اور اس کی آنتیں زمین پر گر گئیں' چرواہے نے اس بکری کو' ایک قسم کے پتھر سے ذبح کر دیا' رگیں کاٹ دیں اور خون بہا دیا' آپ نے فرمایا: آنتیں الگ کر دو اور اسے پھینک دو کہ وہ مر گیا ہے اور باقی کو کھا لو۔
- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم شکار کر لیتے ہیں لیکن چھری نہیں ملتی' صرف دھار دار پتھر یا چھڑی کا چیرا ہوا ٹکڑا ملتا ہے تو کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: اس پر اللہ کا نام لے کر جیسے بھی ہو خون بہا دو۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بکری کے بارے میں پوچھا گیا جسے ذبح تو کر دیا گیا لیکن اس کا کچھ حصہ ہل رہا تھا تو آپ نے پوچھنے والے سے کہا کہ اسے کھا سکتے ہو چنانچہ وہ چلا گیا اور جا کر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا جس پر انہوں نے اسے کھانے سے روک دیا اور کہا کہ مردہ چیز ہی حرکت کرتی رہتی ہے۔
- آپ اس چارپائے کو کھانے سے روکتے تھے جسے نیزہ مارنے کے لئے روکا گیا اور اس بکری کے کھانے سے جسے بھیڑیئے نے پکڑا اور بے اُمیدی کے بعد اس سے بچ گئی۔

- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمیں کل دشمن سے لڑنا ہے اور چھریاں پاس نہیں' فرمایا: جو چیز خون بہا دے اور اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو' ایسا جانور کھا لو جب تک خون بہانے والی چیز ہڈی یا حبشہ کی چھریاں نہ ہوں۔
- آپ ہی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر شے سے اچھا برتاؤ لازم کیا ہے چنانچہ جب جانور کو مارو تو اچھے طریقے سے مارو اور جب اسے ذبح کرو تو اچھے طریقے سے کرو' جس کے پاس چھری ہو وہ اسے خوب تیز کرے اور چوپائیوں سے (ذبح کے وقت) چھپائے رکھے اور تیزی سے اسے ذبح کر دے تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات سے روکتے تھے کہ جانور کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے ذبح کرنے کی جگہ سے اس کی گردن اس لئے الگ کر دے کہ روح جلد نکل جائے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ایک آدمی کے قریب سے گذرے جو اپنا پاؤں بکری کے پہلو پر رکھے چھری تیز کر رہا تھا اور وہ بکری اسے دیکھ رہی تھی' آپ نے فرمایا: کیا اسے دوہری موت مارنا چاہتے ہو؟ تم نے اسے لٹانے سے پہلے چھری کیوں نہ تیز کی؟
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بدیل بن ورقاء کو بھیجا تاکہ منیٰ کے مجمع میں زور سے اعلان کر دے کہ ذبح' حلق اور ہار ڈالنے والی جگہ پر ہوتا ہے اور جانوروں کی جان نکالنے میں تیزی نہ دکھاؤ' منیٰ کے دن کھانے پینے اور شوہروں کی ضرورت پوری کرنے کے ہوتے ہیں۔
- رسول انور ﷺ اس جانور کو کھانے سے منع فرماتے جس کی جلد کاٹ دی جاتی' رگیں رہنے دی جاتیں پھر اسے تڑپنے دیا جاتا اور وہ یونہی مر جاتا۔
- حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کے دور میں سینے سے گھوڑا ذبح کر کے کھایا...... اس روایت میں یہ دلیل موجود ہے کہ ہر لمبی گردن والے جانور کو نحر کرنا (سینے سے ذبح کرنا) اچھا کام ہے۔
- ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! کیا جانور کو حلق اور سینے سے ذبح نہیں کیا جا سکتا؟ فرمایا: تم اگر اس کی ران پر بھی زخم لگا دو تو یہی کافی ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت ہے جب ذبح کرنے والا حلق اور سینے سے ذبح نہ کر سکتا ہو جیسے اونٹ' بدکنے والا بیل اور وحشی جانور۔

- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک قوم کا اونٹ بھاگا' جن کے پاس گھوڑا نہ تھا' اسے ایک آدمی نے تیر مارا اور روک لیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان اونٹوں کی بھی کچھ مشکلات ہوتی ہیں جیسے وحشیوں کی تو جو کچھ ان سے لیا جائے' ان کے ساتھ بھی ویسے ہی کرو۔
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بے دھار چیز سے ذبح کئے ہوئے' گلا گھونٹ کر مارے

گئے، گر کر مرے، سینگ لگنے سے مرے یا درندے کے کاٹنے سے مرے جانور کی آنکھیں پھر جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

- حضرت علی کرم اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم بے دھار چیز سے ذبح کئے، گر کر مرے یا سینگ لگنے سے مرے جانور کو دیکھو کہ وہ ہاتھ یا پاؤں ہلا رہا ہے تو اسے کھا سکتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

فرع:

یہ بیان کہ ماں کو ذبح کرنے سے پیٹ کا بچہ ذبح شدہ شمار ہوتا ہے اور یہ بیان کہ جو حصہ زندہ جانور سے کاٹ لیں، اسے مردہ کہا جائے گا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں رسول انور ﷺ فرماتے ہیں کہ جانور کی ماں کو ذبح کرنے سے پیٹ کا بچہ ذبح شدہ شمار ہوتا ہے چنانچہ ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم اونٹ کا نحر کرتے ہیں، گائے کو یا بکری کو ذبح کرتے ہیں جس کے پیٹ میں بچہ ہوتا ہے تو اسے پھینک دیں یا کھالیں؟ آپ نے فرمایا: چاہو تو کھا سکتے ہو کیونکہ ماں کو ذبح کرنے سے وہ بچہ بھی ذبح شدہ شمار ہوتا ہے اور جب وہ پورا تیار ہو چکا ہو اور اس کے جسم پر بال اُگ آئے ہوں تو ماں کے پیٹ سے نکالنے پر اسے بھی ذبح کر دیا جائے کہ اس کے پیٹ سے خون نکل جائے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ چار پائے کا بچہ جب ذبح کر دیا جائے تو وہ اس کی دم اور جگر کے حکم میں ہوتا ہے چنانچہ جب وہ مردہ نکلے تو اسے کھانا جائز ہوتا ہے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ گائے کے پیٹ کا بچہ بھی ان چوپایہ اونٹوں میں شمار ہوتا ہے جو ہمارے لئے حلال قرار دیے گئے ہیں۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو لوگوں کو دیکھا کہ بھیڑوں کی چکی اور اونٹنی کی کوہان کاٹ کر کھاتے تھے جس پر فرمایا: جو زندہ چوپائے جانور سے کاٹ لیا جاتا ہے، وہ مردہ شمار ہوتا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

مچھلی، ٹڈی اور سمندری جانور کا حکم

کتاب الطہارۃ میں حضور ﷺ کا سمندر کے بارے میں یہ فرمان گزر چکا ہے کہ اس کا پانی پاک ہوتا ہے اور اس میں مرا جانور حلال شمار ہوتا ہے چنانچہ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کے سات غزوں میں حصہ لیا تو اس دوران ہم آپ کے ہمراہ ٹڈیاں کھاتے رہے۔

● حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم تین سو آدمیوں کو رسولِ کریم ﷺ نے قریش کے اونٹوں کی گھات لگانے کے لئے بھیجا تو آدھے مہینہ تک ہم ساحلِ سمندر پر ٹھہرے رہے، ہمیں سخت بھوک لگی تو ہم درختوں سے پتے جھاڑ کر کھانے لگے، اسی دوران سمندر نے ہمارے سامنے ایک جانور نکال پھینکا جسے ''عنبر'' کہتے تھے جسے ہم آدھے مہینہ تک کھاتے رہے اور اس کی چربی استعمال کرتے رہے جس سے ہم موٹے تازے ہو گئے۔ اس غزوہ میں ہمارے امیر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، انہوں نے اس مچھلی کی پسلی پکڑی اور اسے گاڑ دیا، پھر لشکر میں لمبے قد والا آدمی ڈھونڈا اور اُونچا اُونٹ دیکھ کر اسے اس پر لاد دیا چنانچہ وہ اس پر سوار ہو کر اسے لے چلا۔ اس مچھلی کی آنکھ والی جگہ میں تیرہ آدمی بیٹھ سکتے تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مدینہ میں پہنچنے پر رسول اکرم ﷺ کو یہ واقعہ سنایا تو فرمانے لگے: یہ وہ روزی ہے جو اللہ نے تمہارے لئے نکالی، اسے کھا لیا کرو اور اگر اس میں سے کچھ بچا ہوا ہے تو مجھے بھی دو، انہوں نے کچھ حصہ پیش کیا تو آپ نے اسے کھایا۔

آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دو مردار اور دو خون حلال قرار دیئے ہیں، مردار تو مچھلی اور ٹڈی (مکڑی) ہیں رہے دو خون تو وہ جگر اور تلی ہیں۔

● آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سمندر کے ہر جانور کو انسانوں کے لئے ذبح شدہ قرار دیا ہے چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ سمندر میں مری ہوئی چیز کھانا حلال ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیت پڑھتے:

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ۝ (سورۃ مائدہ: ۹۶)

''تمہارے لئے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال قرار دیا گیا ہے۔''

آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ اس میں صَید سے مراد وہ جانور ہے جسے شکار کیا جائے اور طعام سے مراد وہ ہے جسے سمندر باہر پھینک دے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ اس میں صید سے مراد وہ جانور ہے جو تازہ شکار کیا

جائے اور اس کا طَعَام مردار ہوتا ہے ہاں اسے شکار کرلو تو اور بات ہے تاہم حضرت ابن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس طعام سے مراد وہ ہے جسے تم سفر میں اپنے ساتھ رکھ لیا کرو۔

- حضرت ابومجلز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ جو شکار خشکی اور سمندر میں زندگی گذارتا ہے تو اس کا ارادہ نہ کرے اور جو سمندر میں زندگی گذارتا ہے' اس کا ارادہ کرے اور جس کا اکثر وقت سمندر میں گذرتا یا خشکی میں تو اس میں اکثر وقت کا اعتبار کرے کیونکہ اس میں مستقل رہا ہوتا تھا۔

حضرت ابومجلز یہ بھی کہتے تھے کہ سمندر میں سے اگر نصرانی' یہودی یا مجوسی شکار کرے تو اسے کھا لیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ذبح شدہ کا حکم دے رکھا ہے۔

- حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمندری کتوں کے چمڑے سے بنی زینوں کو سواری پر رکھ کر' ان پر سواری کر لیا کرتے تھے۔
- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس جانور کے کھانے کے بارے میں پوچھا گیا جسے سمندر پھینک دیتا ہے تو آپ نے اس سائل کو اس کے کھانے سے منع فرما دیا تھا' اس حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت پڑھ دی: اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قول سے باز آ گئے اور فرما دیا کہ اسے کھانے میں حرج نہیں نیز آپ سے ان دو مچھلیوں کے بارے میں پوچھا گیا جو ایک دوسرے کو مار ڈالیں یا کسی کے نشانہ لگنے پر مر جائیں تو اس بارے میں فرمایا کہ اسے کھانے میں حرج نہیں۔
- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جسے سمندر باہر پھینک دے یا اس میں سے ذبح شدہ نکلے تو اسے کھا لو اور جو اس میں سے چھپنے پر مر جائے' اسے نہ کھاؤ۔
- حضرت ابوہریرہ' حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سمندر سے پھینکے جانور کو کھانے میں حرج نہیں سمجھتے تھے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ خشکی اور تری میں چلنے والا کوئی جانور جس میں جم جانے والا خون نہ ہو' اسے ذبح کی ضرورت نہیں۔

خاتمہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹڈیاں اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا لشکر ہیں تاہم نہ میں انہیں کھاتا ہوں اور نہ ہی انہیں حرام قرار دیتا ہوں اور پھر ان کے لئے تباہی کی دُعا کی کہ اے اللہ! اس ٹڈی کو تباہ کر دے' ان میں سے بڑی قتل کر دے اور چھوٹیاں تباہ کر دے' اس کی نسل ختم کر دے اور اس کا منہ کھانے سے ہمیں

رہنے دے' بلاشبہ تو دُعائیں قبول کرنے والا ہے۔ اس پر ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ ان کے لئے ایسی دُعا کیوں فرما رہے ہیں کہ ان کی نسل ختم کر دے حالانکہ یہ تو اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہیں؟ فرمایا کہ یہ سمندری مچھلی کے ناک سے نکل کر پھیلی ہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ سال میں دو مرتبہ یہ اس کے چھینکنے سے نکلتی ہیں۔

- حضرت عبد اللہ بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں اور حضرت ابو عبد اللہ مغافری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم ﷺ کی لختِ جگر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں گئے' انہوں نے گھی میں تلی ٹڈی ہمارے کھانے کو رکھی اور فرمایا اے مصر سے آنے والو! اسے کھالو' شاید تم صبر کرنا بہتر سمجھو گے۔ میں نے کہا: ہم صبر ہی کریں گے۔ اس پر انہوں نے کہا: اے مصری! ایک نبی نے اللہ سے دُعا کی تھی کہ ایسے پرندے کا گوشت دے جسے ذبح نہ کرنا پڑے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کھانے کے لئے مچھلیاں اور ٹڈیاں عطا فرمائیں۔
- حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت مریم بنت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے ربّ سے دُعا کی کہ انہیں گوشت دے تو اللہ نے انہیں ٹڈیاں کھانے کو دیں' اس پر انہوں نے دُعا کی کہ اے اللہ! انہیں دودھ کے بغیر زندہ رکھ اور ان کی آواز نہ نکلا کرے۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔

کِتَابُ الْاَطْعِمَۃ

اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب تک کوئی رکاوٹ ثابت نہ ہو' اُصولی طور پر ہر ہر شے کا کھانا حلال ہوتا ہے۔

حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ شخص ہوتا ہے کہ جس سے ایسی شے کے بارے میں پوچھا جائے جو حرام نہ ہو لیکن اس کے سوال کرنے کی وجہ سے وہ حرام قرار دیدی جائے۔

- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگ' زیادہ سوال کرنے اور نبیوں سے اختلاف کی بنا پر تباہ و برباد ہوئے چنانچہ میں جب تمہیں کسی شے سے منع کر دوں تو اس سے رُک جایا کرو اور جس کے بارے میں کرنے کو کہوں' ممکن ہو تو اسے ویسے ہی کر لیا کرو۔
- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ رسولِ اکرم ﷺ سے گھی' پنیر اور کھالوں سے بنی آستینوں کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: حلال وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیدیا ہے اور وہ حرام ہے' جسے حرام کہہ دیا اور جسے بیان نہیں کیا' اسے کھانے پر معافی ہے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو تبوک کے دن پنیر کا ٹکڑا پیش کیا گیا' جسے نصرانیوں نے تیار کیا تھا' آپ نے چھری منگوائی' اس پر بسم اللہ پڑھی اور کاٹ کر کھالیا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' سامریوں کے بارے میں سوال کیا گیا وہ تورات کا کچھ حصہ پڑھتے تھے' یا اس نے کہا کہ انجیل پڑھتے تھے اور قبروں سے اُٹھائے جانے پر ایمان نہیں رکھتے تھے کہ ان کا ذبح کیا ہوا کھایا جا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ لوگ اس معاملے میں اہل کتاب جیسے ہیں ہمارے لئے ان کا ذبح کیا ہوا کھانا جائز ہے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ مجوسیوں کا کھانا کھانے میں حرج نہیں' روکا تو ان کے ذبح شدہ جانوروں سے گیا ہے؟
- حضور علیہ السلام نے فرمایا: کھانے کے لئے سب سے ستھرا گوشت پیٹھ کا ہوتا ہے۔
- آپ' مٹی کھانے سے منع فرماتے' فرمایا جو مٹی کھائے تو گویا اس نے اپنے آپ کو تباہ کرنے کی ٹھانی اور پھر اس کی وجہ سے رنگ اور جسم گھٹنے کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا' نیز یہ بھی فرمایا: یہ حلوہ کھایا کرو' جسے اہلِ ایران بناتے ہیں۔
- آپ نے فرمایا: شوربا' گوشت کا دوسرا حصہ شمار ہوتا تو گوشت نہ ملنے پر اسے کھا سکتے ہو۔ واللہ اعلم۔

فرع:

تھوم کھانے سے روکاوٹ اور اس کے مباح ہونے کا بیان

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تھوم اور پیاز کھانے سے منع فرماتے' فرمایا: جو اسے کھانا چاہے' پکا کر اس کی بدبو دور کرے اور جب تک اس کی بو نہ جائے' مسجد میں نہ آئے۔ ایک روایت میں ہے کہ کوئی عذر ہو تو حرج نہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جو پیاز' تھوم' مولی اور گندنا جیسی سبزی کھائے تو ان کی بو دور ہونے تک ہماری مسجد میں نہ آئے' چنانچہ حضور ﷺ کو ایک ایسا شخص ملا جس نے ان سبزیوں میں سے کوئی کھا رکھی تھی' آپ نے حکم فرمایا تو اسے بقیع کی طرف نکال دیا گیا' اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ سبزیاں حرام کر دی گئیں' آپ کو اطلاع ہوئی تو فرمایا: لوگو! جو اللہ نے میرے واسطے حلال کیا ہے' وہ حرام نہیں لیکن یہ ایسے پودے ہیں جن سے مجھے بو آتی ہے جس سے مجھے اندیشہ رہتا ہے کہ کسی فرشتہ کو مجھ سے تکلیف نہ ہو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول انور ﷺ نے مجھے فرمایا: اے علی! کچا تھوم کھا لیا کرو اور میرے پاس اگر فرشتہ نہ آتا ہوتا تو میں بھی کھا لیتا۔

ایک روایت میں ہے: کچا تھوم کھا لیا کرو کیونکہ اسے کھانے سے ستر بیماریاں ہٹ جاتی ہیں۔ واللہ اعلم۔

فصل:

انسانوں کے اندر رہنے والے کون سے جانور کھانا جائز اور حرام ہیں

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر گھریلو گدھوں کو کھانے سے منع کیا تھا جبکہ گھوڑوں اور جنگلی گدھوں کو کھانے کی اجازت دی تھی اور ان کے دودھ پینے کی بھی چھٹی دی تھی چنانچہ ہم ان کو کھاتے اور دودھ پیتے رہے۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی تھیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں گھوڑا ذبح کیا' اس وقت ہم مدینہ میں تھے چنانچہ ہم نے بھی اس میں سے کھایا اور ہمارے گھر والوں نے بھی۔

- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا۔
- حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سرخاب کا گوشت کھایا۔
- حضرت ملقام بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ کئی مرتبہ رسول اکرم ﷺ کے پاس صبح کے وقت حاضر ہوا لیکن زمین پر چلنے والے کسی جانور کو انہیں حرام قرار دیتے نہیں سنا۔
- آپ گھریلو گدھوں کے کچا پکا گوشت کھانے سے روکا کرتے تھے اور یونہی خچروں کے گوشت سے بھی روکا' ایک روایت میں گھوڑوں کے گوشت سے بھی روکنا بیان گیا ہے۔
- حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے خیبر کے موقع پر ہمیں گدھے کے گوشت کھانے سے روک دیا تھا' واقعہ یہ ہوا کہ لوگوں کو اس دن بھوک نے ستایا تو وہ گدھوں کی طرف جھپٹے اور ذبح کر دیا' جب ہنڈیاں ابلنے پر آئیں تو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اعلان کرنے والے نے آواز دیدی کہ ہنڈیاں اُلٹ دو اور ان میں سے ذرہ بھر بھی گوشت نہ کھاؤ' چنانچہ ہم نے فوراً اُلٹ دیں۔

علماءِ کرام کے گوشت نہ کھانے کے بارے میں دو گروہ بن گئے' ایک نے بتایا: چونکہ ''خمس'' نہیں نکالا گیا تھا اور دوسروں نے کہا مکمل طور پر اس سے روک دیا تھا۔ اکثر علماء یہی کہتے ہیں جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: مجھے اب تک یہ پتہ نہیں چل سکا کہ شائد حضور ﷺ نے اس لئے روکا تھا کہ یوں سواری کے جانور گھٹ جائیں گے جسے ناپسند فرمایا یا شاید اس وجہ سے کہ اس مال کا ابھی پانچواں حصہ نہیں نکالا گیا تھا۔

- حضرت غالب بن ابجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ آپ نے مجھے گھر والوں کو گھریلوں جانوروں کا گوشت اس وقت کھانے سے روکا تھا جب انہیں بھوک نے ستایا تھا چنانچہ فرمایا تھا کہ موٹے تازے گدھے کا گوشت انہیں کھلادو' انہیں روکا تو اس لئے گیا ہے کہ یہ پلیدی وغیرہ کھاتے پھرتے ہیں۔ یہ واقعہ خیبر کے بعد کا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ ہمیں اب تک ان کا گوشت کھانے اور روکنے کی اطلاع نہیں ملی البتہ ان کے پیشاب' تو ہم نے دیکھا ہے کہ مسلمان اسے دواء کے طور پر استعمال کرتے اور اس میں حرج نہیں سمجھتے۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے خیبر کے دن ہمیں گھوڑے کا گوشت کھلایا تھا۔ واللہ اعلم۔

فرع:

پنجوں اور پہنچوں سے نوچ کر کھانے والے

درندوں اور پرندوں کا حرام ہونا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ رسول اکرم ﷺ نے پنجوں سے کھانے والے درندوں اور پہنچوں میں پکڑ کر کھانے والے پرندوں کا گوشت حرام قرار دیا تھا' فرماتے تھے کہ یہ سب حرام ہیں۔

- حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن اس جانور کا گوشت کھانا حرام قرار دیدیا جسے بھیڑیا یا درندہ پکڑے' اسے چیر دے اور اس سے چھڑانے والے آدمی کے ہاتھ میں جانے سے پہلے اسی کے قبضے میں مر جائے اور پھر اس جانور کا بھی حرام کیا جسے جانور اُٹھا کر پھینکے اور ہلاک کر دے۔

فصل:

بلّی' چوہا' گوہ' بچھو اور خرگوش کا گوشت کھانے کا حکم

رسول اکرم ﷺ نے بلّی اور اس کی قیمت کھانے سے منع فرمایا۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول انور ﷺ کے ہاں چوہے (یا سیہی جانور) کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: یہ خبیث اور گندے جانوروں میں شمار ہوتا ہے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لائے تو ایک گوہ بھونی ہوئی رکھی تھی' آپ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہاں بیٹھی ایک عورت نے عورتوں سے کہا کہ جو کچھ تم سامنے رکھی چیز دیکھ رہی ہو' اس کے بارے میں آپ کو بتا دو' چنانچہ وہ کہنے لگیں یا رسول اللہ! یہ گوہ ہے' آپ نے ہاتھ روک لیا۔ اس پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! اسے حرام قرار دے دیا گیا ہے؟ فرمایا: نہیں' یہ ہمارے ہاں کی نہیں' اس لئے رہنے دیا ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے اسے اپنی طرف کھینچ کر کھانا شروع کر دیا' آپ دیکھ رہے تھے لیکن مجھے نہیں روکا۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: تم کھاؤ' مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے کھانے سے انکار کیا تھا اور فرمایا تھا کہ میں اسے نہیں کھاؤں گا اور نہ ہی اس

سے روکوں گا کیونکہ اللہ نے بنو اسرائیل پر لعنت (یا فرمایا ناراضگی) کی تھی اور ان کے چہرے یوں کر دیئے تھے جیسے زمین پر چلنے والے جانور ہوتے ہیں اور نہیں معلوم کہ وہ کونسے تھے۔

ایک روایت میں ہے: شائد یہ گوہ اس دور کی ہے جب ان کے چہرے مسخ کر دیئے گئے۔

- حضرت عبداللہ بن شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو گوہ کا گوشت کھاتے روکتے سنا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے گوہ کو حرام قرار نہیں دیا تھا' اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے بہت سے لوگوں کو فائدہ پہنچا اور چرواہوں کا عموماً کھانا یہی ہوتا ہے' اگر مجھے مل جائے تو میں بھی کھالوں۔

علماءِ کرام نے لکھا ہے کہ صحیح حدیث میں آتا ہے: جس چیز کی شکل بدل گئی' اس کی نسل آگے نہ چل سکی اور ظاہر ہے کہ آپ نے یہ بات وحی کے بغیر نہیں فرمائی۔ رہا حضور ﷺ کا اسے کھانے سے ہٹ جانا تو وحی سے پہلے تھا۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ انور ﷺ کے ہاں بندروں اور خنزیروں کا ذکر ہوا کہ یہ مسخ ہونے والے جانوروں میں ہیں تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مسخ ہونے والوں کی نسل اور اولاد نہیں چھوڑی تھی' یہ بندر اور خنزیر ان سے پہلے موجود تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو بھی ہلاک کیا یا انہیں عذاب دیا' ان کی نسل باقی نہیں رہنے دی تھی' آگے حقیقت حال تو اللہ ہی جانتا ہے۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گوہ کے بارے میں پوچھا گیا کہ آیا شکار میں شامل ہے؟ فرمایا: ہاں۔ پھر پوچھا گیا کہ اسے کھا سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں کھالو' پھر پوچھا گیا کہ کیا یہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے؟ فرمایا: ہاں اور اس میں مُحْرِم کے شکار کیئے ہوئے مینڈھے کو بھی شامل کیا۔
- حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خرگوش ذبح کیا' اسے پکایا اور پچھلے حصے کے ساتھ ساتھ اس کے ران آپ کی خدمت میں بھیجے جسے آپ نے قبول فرما کر لوگوں کو کھانے کا حکم فرمایا تاہم خود نہیں کھایا اور فرمایا کہ اسے ماہواری آئی ہے۔
- حضرت خزیمہ بن جزء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے گوہ کھانے کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: کیا گوہ بھی کوئی کھایا کرتا ہے؟ اسی دوران ایک اور نے بھیڑیئے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: کیا کوئی بھلائی چاہنے والا بھیڑیا بھی کھایا کرتا ہے؟ واللہ اعلم۔

فصل:

گندگی کھانے والی گائے کا گوشت کھانے کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے گندگی کھانے والی گائے کا گوشت کھانے' اس کا دودھ پینے اور اس پر سوار ہونے سے منع فرمایا۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک گائے شراب پر جھپٹی اور اسے پی لیا' انہیں اس کی جان کا خطرہ ہوا تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا تو فرمایا کہ اسے کھالو یا فرمایا کہ اسے کھانے میں حرج نہیں۔ واللہ اعلم۔

فصل:

وہ جانور جن کے قتل کرنے کے حکم سے ان کا حرام ہونا ثابت ہوتا ہے یا انہیں قتل کرنے سے روکا گیا ہے

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ بدترین جانور ہیں جنہیں حرم اور دوسرے علاقے میں قتل کر دینا چاہیے: سانپ' غراب ابقع (ایک جنگلی کوا) چوہا' کاٹنے والا کتا اور گدھ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ بنواسرائیل کے کچھ لوگ گم ہو گئے لیکن یہ پتہ نہ چل سکا کہ ایسا کیوں ہوا' میرا خیال تو یہ ہے کہ یہ چوہے کی وجہ سے ہوا کیونکہ جب اس کے سامنے اونٹنی کا دودھ رکھا جاتا تو وہ نہ پیتا لیکن جب بکری کا رکھا جاتا تو پی لیتا۔

- آپ نے فرمایا: میں تو اس پلید جانور کے بارے میں یہی سمجھتا ہوں کہ یہ مسخ ہونے والوں میں شامل ہے۔
- آپ کرلا جانور کو مارنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتے تھے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے جلائی گئی آگ پھونکیں مارتا تھا۔ آپ نے اسے بھی گندے جانوروں میں شمار کیا۔
- آپ نے مزید فرمایا کہ جو ایک ہی ضرب میں کرلے کو مار ڈالے' اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں' دوسری ضرب میں اس سے کم اور تیسری ضرب میں اس سے کم نیکی لکھی جاتی ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ ملڑی کو مار ڈالو کیونکہ یہ شیطان ہے' اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ صورت بنا دی تھی۔
- آپ نے چیونٹی' شہد کی مکھی' ہدہد' لٹور اور مینڈک کو مارنے سے منع فرماتے نیز آپ علاج کرنے والوں کو مینڈک کے

دواؤں میں استعمال کرنے سے روکتے تھے۔

- آپ گدھ کھانے سے منع فرماتے نیز دُم کٹے اور ماتھے پر نشانوں والے سانپ کے علاوہ دوسرے گھریلو سانپ مارنے سے منع فرماتے کیونکہ یہ دونوں' آنکھوں کو اُچک لیتے ہیں اور عورتوں کے پیٹ والے بچوں کا نقصان کرتے ہیں۔
- آپ نے فرمایا: تمہارے گھروں میں کچھ چیزیں رہتی ہیں' تین دن تک ان کا گھیراؤ رکھو اور پھر بھی کچھ نظر آئے تو اسے قتل کر دو۔ واللہ اعلم۔

فصل:

مجبوراً مردار کھانے کا حکم

حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ! اگر ہم ایسی سر زمین میں چلے جائیں جہاں بھوک ستاتی ہو تو کیا وہاں مردار کھانا ہمارے لئے جائز ہوگا؟ فرمایا: اگر صبح و شام تمہیں تک بھوک مٹانے کے لئے کچھ نہ ملے تو جیسے ممکن ہو کرو۔

- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پتھریلی زمین میں ایک گھر والے محتاج ہو گئے' ان کی یا کسی اور کی اونٹنی مر گئی' حضور ﷺ نے انہیں کھا لینے کی اجازت دیدی' حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں' یہ انہیں ایک ماہ یا (کہا) ایک سال تک کام دے گئی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک شخص پتھریلی زمین میں ٹھہرا تھا' اس کی بیوی بچے وہیں تھے۔ اسی دوران ایک آدمی نے کہا کہ میری اونٹنی گم ہوئی ہے' اگر مل جائے تو اسے اپنے ہاں روک رکھنا' اسی کو مل گئی لیکن وہ مالک نہ مل سکا' وہ بیمار ہو گئی تو اس کی بیوی نے کہا کہ اسے ذبح کر دو لیکن اس نے انکار کر دیا' وہ پھول گئی' اس نے کہا کہ اس کا چمڑہ اُتار دو تاکہ ہم اس کی چربی اور گوشت الگ کر کے گوشت کھا لیں۔ اس نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لینے دو' چنانچہ حاضر ہو کر پوچھا تو آپ نے فرمایا: کیا تمہارے نزدیک کوئی غنی شخص ہے جو تمہارا گذارا چلا سکے؟ اس نے عرض کی: نہیں' وہ کہتے ہیں کہ اونٹنی والا آیا تو انہوں نے اسے یہ سب کچھ بتا دیا۔ اس نے کہا: تم نے اسے ذبح کیوں نہ کیا تھا؟ اس نے کہا مجھے تجھ سے حیاء آئی۔

اس میں یہ دلیل ہے کہ مجبور شخص کے لئے مردار کو روک رکھنا جائز ہے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! مردار میں سے ہم کیا کچھ کھا سکتے ہیں؟ فرمایا: کتنا کھا سکتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: ایک بڑا پیالہ صبح

اور ایک پیالہ شام' آپ نے فرمایا: یہ بھی کوئی بھوک ہے؟۔ چنانچہ آپ نے اس حالت میں ان کے لئے مردار حلال قرار دے دیا اور انہیں مجبور قرار دیا۔

- حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ایسے لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا جو زندہ اونٹوں کی کوہانیں پسند کرتے اور زندہ بکریوں کے دم کھانا پسند کرتے تھے' اس پر آپ نے فرمایا: زندہ چوپائے کا جو حصہ بھی لے لیا جائے' حرام ہو جاتا ہے۔

اس سے پہلے بھی باب النجاسۃ میں تیل کو پلید قرار دینے اور اس کے کھانے کے حرام کئے جانے کا بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

گوشت کھانے کے بارے دل میں کوئی بات پکی کر لینا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے تھے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے جسم میں کوئی تکلیف ہو گئی تو انہوں نے اللہ سے اس بارے میں عہد کر لیا کہ اگر اس سے شفاء مل جاتی ہے تو وہ رگیں نہیں کھائیں گے۔ یہی وجہ تھی جس کی بناء پر یہودی گوشت سے رگیں نکال دیتے تھے چنانچہ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہ ہوتا اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا (سورۃ انعام: ۱۴۵) ''یا بہنے والا خون'' تو مسلمان بھی گوشت کی رگیں تلاش کرتے اور انہیں یوں ہی اُتار پھینکتے جیسے یہودی کرتے تھے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اپنے آپ کو گوشت سے بچائے رکھو کیونکہ اس میں بھی شراب جیسا ذوق ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اہل بیت کے لئے دو گوشت پسند نہیں کرتا (گوشت اور رگ)۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں بازار سے کچھ گوشت اُٹھائے آ رہا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مل گئے' پوچھا: یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: گوشت والے سے ایک درہم کا گوشت لایا ہوں' اس پر انہوں نے کہا: کیا تم میں سے کوئی یہ خیال نہیں کرتا کہ اپنے پیٹ کے مقابلے میں پڑوسی اور چچا زاد کی خیر خواہی کرے؟ کیا تمہیں بھول گئی ہے؟

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ○ (سورۃ احقاف: ۲۰)

''تم اپنے حصے کی پاکیزہ چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے۔''

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ اطلاع ملی کہ لوگوں کو گھی وغیرہ نہیں مل رہا تو انہوں نے اس وقت تک کھانا شروع نہ کیا جب تک لوگ خوشحال نہیں ہوئے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ مجھے چونکہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں جانا تھا لہٰذا میری والدہ نے خیال کیا کہ میری پرورش کریں لیکن میں ان کی ایسی بات پر توجہ نہ دے سکی' انہوں نے مجھے موٹا تازہ ہونے کے لئے ککڑیاں کھلانا شروع کیں جن سے میں خوب موٹی تازی ہو گئی۔

پھر اس سے پہلے بھی حضور ﷺ کا فرمان گذر چکا ہے کہ شوربا گوشت ہی کا ایک حصہ ہے لہٰذا اسے زیادہ سے زیادہ استعمال کرو' جسے گوشت نہ مل سکے وہ اسے ضرور استعمال کرے۔

- آپ ہی نے فرمایا: ثرید (شوربا' روٹی ملا ہوا) تیار کر کے کھاؤ خواہ پانی ہی ملانا پڑے۔
- آپ فرماتے تھے: انبیاء علیہم السلام گوشت کو گندم سے کھاتے تھے' یہ ان کا شوربا گنا جاتا تھا۔
- آپ کا یہ فرمان بھی ہے: ایک نبی نے بارگاہِ الٰہی میں اپنی کمزوری کی شکایت کی تو اس نے انہیں انڈے کھانے کا حکم دیا۔
- حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں مغز (ہڈی سے نکلنے والا) لے کر حاضر ہوا' فرمایا: یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا بنا کر بھیجا ہے' میں نے کوئی چالیس جانور ذبح کئے ہیں چنانچہ دل چاہا کہ آپ کو مغز خوب کھلاؤں' آپ نے کھا کر میرے لئے دُعاءِ خیر فرمائی۔ واللہ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں اس بات سے روکا گیا ہے کہ انسان کسی کی اجازت کے بغیر اس کا کھانا کھائے ہاں دوست ہو تو الگ بات ہے اور دوست وہ ہوتا ہے جس کا تم کھانا کھا لو تو اسے خوشی ہو اور اس کا مال لے لو' تب بھی خوش ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے تھے: رسولِ اکرم ﷺ کا حکم تھا کہ کوئی شخص کسی کے جانور کا دودھ اس کی اجازت کے بغیر نہ دوہے۔ بھلا بتاؤ کیا تم میں سے کوئی بات پسند کرتا ہے اس کا پانی کسی اور کو دیدیا جائے اور اس کا کھانا برباد ہو جائے؟ ان کے مویشیوں نے تو یہ دودھ ان کے پینے کے لئے جمع کیا ہوتا ہے لہٰذا کسی اور کو اجازت کے بغیر اس کا دودھ نہیں دوہنا چاہئے۔

- رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: کسی شخص کے لئے اس کے بھائی کے مال سے صرف اتنا ہی لینا بہتر ہوتا ہے جتنی اسے ضرورت ہو۔ یہ سن کر ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر کسی جگہ میرے چچا زاد کی بکریاں کھڑی مل جائیں اور میں ان میں سے ایک بکری لے کر ذبح کر لوں تو اس میں میری کوئی غلطی شمار ہو گی؟ فرمایا: اس میں سے اگر تو ایک بال یا ٹکڑے برابر بھی کوئی چیز دیکھتا ہے تو ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں۔
- حضرت ابو اللحم کے غلام حضرت ابو عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ میں ہجرت کے موقع پر اپنے بڑوں کے

ہمراہ چلا' جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو وہ مدینہ میں داخل ہو گئے اور مجھے اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا مجھے بھوک نے ستایا تو مدینہ سے نکلنے والے ایک شخص سے ملاقات ہوئی' انہوں نے کہا: جب تم مدینہ میں پہنچو گے تو باغ سے کھجوریں لے کر کھالینا' چنانچہ میں باغ میں گیا اور اس میں سے دو خوشے توڑ لئے' اسی دوران باغ کا مالک آیا اور مجھے پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گیا اور سارا واقعہ سنایا۔ میرے پاس دو کپڑے تھے' فرمایا: ان میں سے کونسا بہتر ہے؟ میں نے اشارے سے بتایا کہ یہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ باغ والے کو دے دو اور دوسرا اپنے پاس رکھو اور میرے ہاں سے چلے جاؤ۔

- حضرت عباد بن شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ مجھے سخت بھوک لگی تو میں انصار کے ایک باغ میں داخل ہو گیا' اس سے ایک خوشہ اُتارا اور کپڑے میں باندھ لیا' اتنے میں باغ والے آ پہنچے' انہوں نے پکڑ کر مجھے مارا' وہ کپڑا لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں گئے اور آپ کو واقعہ سنایا' اس پر آپ نے فرمایا: تجھے معلوم نہیں کہ اسے تو اس باغ کا پتہ ہی نہ تھا؟ اور جب یہ بھوکا ہے تو تم اسے کھانے کیوں نہیں دیتے؟ چنانچہ اسے حکم دیا تو اس نے میرا کپڑا واپس کر دیا اور ڈیڑھ وسق کھانا دیا۔

- حضور ﷺ کسی کا ھدیہ اس وقت تک نہ کھاتے جب تک ھدیہ والا نہ کہتا' ایسا اس بکری کی وجہ سے کرتے جو آپ کو خیبر میں دی گئی تھی اور اس میں زہر ملا تھا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ مسافر کو کسی کا کچھ لینے کی اجازت ہے جب کہ وہ باغ یا باڑہ نہ ہو اور پھر وہ ساتھ اٹھا کر نہ لے جائے۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی باغ میں ہو تو وہاں سے کچھ کھا تو لیا کرے لیکن ساتھ اُٹھا کر نہ لے جائے چنانچہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مویشی والے کے پاس آئے تو اس کے مالک سے اجازت لے کر دودھ دوہے اور پی لے' اگر وہ وہاں نہیں ہے تو تین مرتبہ آواز دے' اگر وہ آواز دے تو اس سے اجازت مانگے اور اگر وہ نہیں ہے تو دودھ دوہ کر پی لے لیکن ساتھ اٹھا کر نہ جائے۔

- آپ ہی فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی کسی باغ میں جائے اور کچھ کھانا چاہے تو باغ والے کو تین مرتبہ آواز دے' اگر وہ جواب دیدے تو ٹھیک ورنہ اس میں سے کھالے۔ راوی کہتے ہیں: مقصد یہ ہے کہ جو پھل گرا پڑا ہے' وہ کھالے اور جب تم میں سے کوئی اونٹنی کے قریب سے گذرے اور دودھ پینے کا ارادہ ہو تو اونٹنی والے کو آواز دے' اگر اونٹنی والے' جواب دے تو ٹھیک ورنہ دودھ پی لے۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں بکریاں چرا رہا کہ حضور ﷺ وہاں سے گذرے، پوچھا: دودھ ملے گا؟ میں نے عرض کی: ہاں دودھ تو ہے لیکن امانت ہے۔ یہ سن کر آپ ایک طرف کو چل دیے۔
- حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں انصار کی کھجوروں میں پتھر مار کر کھجوریں توڑ رہا تھا کہ انہوں نے مجھے پکڑ لیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے، فرمایا اے رافع! تم ان کھجوروں کو پتھر کیوں مار رہے تھے؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! بھوک کیوجہ سے، آپ نے فرمایا: ایسا نہ کرو، ہاں وہ کھا لو جو نیچے گر چکی ہیں اور پھر میرے سر پر ہاتھ مبارک پھیرا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بہت کچھ دے اور بھرپور فرما دے۔

فصل:

مہمان نوازی

رسولِ اکرم ﷺ نے بتایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کسی مہمان کی مہمان نوازی کی۔

- حضور ﷺ نے فرمایا: یہ بھی انسان کی کم عقلی ہوتی ہے کہ اپنے مہمان سے کوئی خدمت لے۔
- آپ فرماتے تھے کہ اپنے مہمان کے ساتھ مل کر کھانا کھاؤ کیونکہ وہ اکیلا شرم محسوس کر رہا ہوتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: اچھے اخلاق جنت کے کام ہیں اور جو مہمان نوازی نہیں کرتا، اسے بھلائی نہیں ملتی۔
- آپ ہی نے فرمایا: جو نماز قائم رکھے، زکوٰۃ دے، رمضان کے روزے رکھے اور مہمان نوازی کرے، وہ جنت میں داخل ہوگا۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا: فرشتے اس وقت تک ایسے شخص کیلئے دعا کرتے ہیں جب تک اس کا دسترخوان بچھا رہے۔
- آپ نے فرمایا: مہمان نوازی کی ایک رات ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اور اگر وہ صبح کو محروم اُٹھ کر صحن میں گیا تو یہ اس پر قرض ہوگا، چاہے تو اسے پورا کرے اور چاہے تو چھوڑ دے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جو کسی کے پاس گیا، ان پر لازم ہے کہ اس کی مہمان نوازی کریں لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو مہمان کو حق پہنچتا ہے کہ مہمانی کے مطابق انہیں ڈانٹے۔

ایک اور روایت یہ ہے کہ: جو شخص مہمان بن کر کسی کے پاس جائے اور اسے کھانے پینے سے محروم رکھا جائے تو اسے یہ حق پہنچتا ہے کہ کسی بھی طریقے پر ان کے ہاں سے کچھ لے لے، اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔

- رسولِ انور ﷺ فرماتے تھے کہ وہ لوگ بہت برے شمار ہوتے ہیں جو کسی کو اپنے ہاں مہمان بنا کر انہیں خوش نہیں کرتے چنانچہ عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسولِ اکرم ﷺ کو بتایا کہ آپ ہمیں کسی کے پاس مہمان بنا کر بھیجتے ہیں تو وہ ہماری مہمان نوازی نہیں کرتے کہ کھانا ہی نہیں کھلاتے، ایسے میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ فرمایا اگر تم

کسی کے پاس مہمان بنو اور وہ تمہارے ساتھ وہ برتاؤ کریں جو مہمان کے لائق ہے تو درست ہے اور اگر وہ کچھ بھی نہیں دیتے تو ان کے ہاں سے اپنے لئے وہ کچھ لے سکتے ہو جتنا مہمانی کا حق ہے اور یاد رکھو کہ مہمانی ایک دن اور رات تک کی ہوتی ہے اور ان کی طرف سے مہمان نوازی تین دن تک کی ہو سکتی ہے' اس سے زیادہ کر دیں تو یہ ان کی طرف سے مہربانی شمار ہوتی ہے' مہمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ان کے پاس ٹھکانہ یوں کر بیٹھے کہ ان کا حرج ہو' مہمان نواز کی طرف سے ایک دن رات خیال رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کی عزت کرے' اسے کوئی تحفہ پیش کرے اور ایک دن رات تک اس کی حفاظت رکھے' ان کے حرج کا مطلب یہ ہے کہ یہ ان کے پاس ایسے حالات میں ٹھہر جائے کہ ان کے پاس دینے کو کچھ نہ ہو اور یہ انہیں تنگ دل کر دے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اصل مہمانی بے گھر لوگوں کی طرف سے ہوتی ہے' مکانوں والوں کی طرف سے نہیں۔

- حضور ﷺ کے ہاں اگر کوئی مہمان بن جاتا تو آپ اس کا انتظام کرتے' پاؤں پھیلائے ہوتے تو انہیں سمیٹ لیتے اور آپ کے ہاں عبدالقیس کا وفد پہنچا تو آپ بہت خوش ہوئے' انہیں جی آیاں نوں فرمایا اور ان کے لئے دعائیں فرمائیں اور پھر اس کے بعد ان سے پوچھا کہ تمہارا سردار کون ہے اور نگرانی کون کر رہا ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ منذر بن عائذ اور پھر اس کی طرف اشارہ کیا کیونکہ وہ ابھی پیچھے تھا' ان کی سواریاں باندھ رہا تھا اور سامان سنبھال رہا تھا' جب وہ سنبھال چکا تو اپنے بہتر کپڑے نکال کر پہنے اور پہنے ہوئے میلے اُتار دئے' پھر رسولِ انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس وقت آپ پاؤں پھیلائے اور تکیہ لگائے ہوئے لیٹے تھے' منذر آپ کے قریب پہنچا تو لوگوں نے اسے جگہ بنا کر دی' ہر ایک کہہ رہا تھا کہ یہاں بیٹھے' آپ اُٹھ بیٹھے اور پاؤں سمیٹ لئے اور فرمایا منذر یہاں آیئے! چنانچہ وہ آپ کی داہنی طرف بیٹھ گیا' آپ نے اسے مرحبا کہا' مہربانی سے پیش آئے اور علاقے کا حال پوچھا اور پھر انصار کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے انصار! ان مہمانوں کی عزت کرو کیونکہ وہ اسلامی لحاظ سے تمہاری طرح ہیں۔ صبح ہوئی تو آپ نے ان سے پوچھا: بھائیوں کی طرف سے تمہاری مہمان نوازی تمہیں کیسی لگی؟ تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ تو ہمارے بہت اچھے بھائی بن کر پیش آئے ہیں' ہمیں نرم بستر بچھائے اور اچھا کھانا کھلایا' رات ہمارے پاس رہے اور صبح ہوتے ہی ہمیں کتاب اللہ اور سنت سکھائی ہے' اس پر آپ بہت خوش ہوئے اور کھل کھلا گئے۔

- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم الشکروں کے لئے نکلتے رہتے تھے کسی قوم کے پاس جاتے تو قیمت دے کر بھی کھانا نہ ملتے' اس پر حضور ﷺ انہیں سمجھا دیتے کہ ان کی طرف سے انکار کی صورت میں تم ان سے جبراً کھانا

وغیرہ لے سکتے ہو چنانچہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ! ایک آدمی مجھے مہمان بناتا ہے اور پھر میری مہمان نوازی کرتا نہیں' پھر وہ میرے پاس آتا ہے تو میں بھی اس سے وہی سلوک کروں؟ فرمایا: نہیں بلکہ تم مہمان نوازی کرو۔

- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب نجاشی کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا: میرے علاوہ کوئی اور مہمان نوازی نہیں کرے گا چنانچہ خود آپ نے ان کی مہمان نوازی کی' اس پر صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! خدمت کے لئے ہم حاضر ہیں' آپ نے فرمایا: انہوں نے میرے صحابہ کی عزت کی تھی لہٰذا میں بھی یہی چاہتا ہوں ان کا اپنے صحابہ کی طرف سے بدلہ چکاؤں۔
- آپ نے فرمایا: جو اپنے مہمان کے لئے کوئی جانور ذبح کرے تو وہ اسے آگ سے بچائے گا۔
- آپ فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کے پاس جائے اور وہ کھانا پیش کرے تو اس میں سے کچھ کھائے لیکن خود نہ مانگے۔
- آپ کی عادتِ کریمہ یہ تھی کہ جب لوگوں سے مل کر کھانا کھانا ہوتا تو آخر میں کھاتے۔
- پہلے لوگ مہمان کے سامنے وہ کچھ رکھ دیا کرتے جو پاس ہوتا خواہ تھوڑی ہی چیز ہوتی اور یہ سمجھتے کہ نہ ہونے سے یہی بہتر ہے چنانچہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک مہمان آیا تو آپ نے ان کی خدمت میں آدھی روٹی اور آدھا ہی کھیرا پیش کیا اور کہا: کھائیے کیونکہ اس وقت حلال شے یہی کچھ موجود ہے ضائع کرنے کو کچھ نہیں۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ مہمان کی خاطر حلال کھانا پیش کرنا لازم ہے مگر اس صورت میں کہ مہمان بھی اسی قسم کا حلال کھانا پیش کرنے پر مجبور ہو۔ یہی حال سواری کے جانور کا ہے۔ واللہ اعلم۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مہمان کے لئے روٹی یا نمک پیش کیا اور کہا: اگر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حیثیت سے زیادہ خدمت کرنے کا فرمایا ہوتا تو میں ویسے ہی کرتا۔
- حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ انہیں یہ خیال ہمیشہ رہتا تھا کہ ملاقات کرنے والوں اور سائل لوگوں کے لئے ان کے پاس کھجوریں ہونی چاہئیں۔
- حضرت عمرہ بنت حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مہمان بن کر تشریف

لانے کی درخواست کی تو آپ نے قبول فرمالی چنانچہ میں نے کھجور کے درخت کے نیچے اسی سے بنے ایک گھر کی صفائی کی، پانی کا چھڑکاؤ کیا، خوشبودار دھونی دی اور پھر آپ کے لئے ایک بکری ذبح کر کے پکائی، آپ نے اس میں سے کچھ کھایا اور (دوبارہ) وضو کئے بغیر عصر کی نماز پڑھی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ جب بھی سفر سے واپس تشریف لاتے تو اُونٹ، گائے یا بکری ذبح کر کے لوگوں کو کھلاتے پھر پہلے بتایا جا چکا ہے کہ ایک بستر تو خود آدمی کے لئے ہوتا ہے، ایک اس کی بیوی کے لئے اور ایک مہمان کے لئے ہونا چاہئے اور چوتھا ہو تو وہ پھر شیطان ہی کے لئے ہوگا۔

خاتمہ

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ دجال کے زمانے میں مؤمنین کا کھانا فرشتوں جیسا ہوگا یعنی اللہ کی تسبیح و تقدیس کریں گے اور جو انہیں نہ کر سکے گا تو بھوکا رہے گا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: سنت طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے مہمان کو گھر کے دروازے تک الوداع کہنے کے لئے جائے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کِتَابُ الْاَشْرِبَہ
پینے کی چیزوں کا بیان

اس باب میں شراب کے حرام ہو جانے کا بیان ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ پہلے جائز تھی' بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ کبھی دورِ جاہلیت میں شراب پی اور نہ ہی اسلام آنے پر۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اس دنیا میں موجود شراب پی لیکن زندگی میں اس سے توبہ نہ کر سکا تو آخرت میں جنتی شراب سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔
- رسولِ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ شراب پینے کا عادی' بتوں کی پوجا کرنے والا ہوتا ہے۔
- حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شراب کو پسند نہیں فرماتا اور اُمید ہے کہ اس کے علاوہ اس بارے میں کوئی حکم نازل فرمائے گا چنانچہ جس کے پاس کچھ پڑی ہے' وہ بیچ کر فائدہ میں رہ سکتا ہے۔

ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شراب حرام کر دی ہے لہٰذا جسے یہ آیت اُترنے کا پتہ چل گیا ہے اور شراب اس کے پاس پڑی ہے تو اب نہ تو اسے پئے اور نہ ہی بیچے چنانچہ جس کے پاس جتنی پڑی تھی' اسے لے کر مدینہ کے راستے میں لائے اور بہا دی۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم کا بنوثقیف یا بنودوس میں سے ایک دوست تھا' آپ سے فتح مکہ کے دن ملا' شراب کا برتن ہمراہ تھا' آپ کو پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: اے شخص! تمہیں پتہ نہیں چلا کہ اللہ نے شراب حرام کر دی ہے۔ یہ سن کر وہ اپنے غلام کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اسے بیچ آؤ۔ آپ نے سن کر فرمایا کہ جس نے اسے حرام قرار دیا ہے' اس نے اسے بیچنے سے بھی منع فرما دیا ہے چنانچہ اس شخص نے اسے بطحاء میں بہا دینے کو کہا۔

اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ شراب برائی کی جڑ ہے اور پکانے سے صحیح نہیں ہو سکتی۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت کی بات ہے' جب شراب کو حرام کیا گیا تا کہ اس کا دروازہ ہی بند ہو جائے رہا اب تو اسے روک لینے میں حرج نہیں' اس سے سرکہ وغیرہ بنایا جا سکتا ہے اور دارو مدار تو نیت ہی پر ہوتا

ہے۔ والسلام۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اس آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا میں اس سے یہودیوں کی عزت افزائی نہ کروں؟ اس پر آپ نے فرمایا: کہ جس نے اسے حرام قرار دیا ہے اس نے یہ بھی حرام کر دیا ہے کہ اس سے یہودیوں کی عزت افزائی کرو۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمارے لئے کھانا پکوایا' ہمیں بلایا اور شراب پلا دی' برتن اُٹھا لئے گئے تو نماز کا وقت ہو گیا' لوگوں نے مجھے آگے کر دیا تو میں نے پڑھا:

قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ○ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ○

اس پر یہ آیت اُتری:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ○ (سورۂ نساء: ۴۳)

''اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو۔''

- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ برتن بھی جلا دئے تھے جن میں سے شراب بیچی جاتی تھی چنانچہ وہ کوئلہ بن گئے۔ آپ اپنے گھوڑے کی پیٹھ کے لئے بطور دواء اسے استعمال کرنا بھی ناپسند کرتے تھے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

شراب کس چیز سے بنائی جاتی ہے اور یہ کہ ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہوتی ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: شراب ان دو درختوں سے تیار ہوتی ہے کھجور اور انگور سے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم پر شراب حرام قرار دے دی گئی تو ہمارے پاس انگور کی بنی تھوڑی سی شراب تھی تاہم بسر اور تمر سے بنی شراب عام تھی (تازہ اور چھوہارے بنی ہوتی)۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابوعبیدہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھجور سے بنی شراب [illegible] میں ایک شخص نے آکر بتایا کہ شراب حرام کر دی گئی ہے اس پر ابوعبیدہ نے کہا: اے انس! اُٹھو

اور اسے بہادو۔ میں نے اسے بہادیا۔

- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ شراب گندم سے بنتی ہے، جَو سے بنتی ہے، کشمش اور شہد سے بھی بنتی ہے اور میں تمہیں ہر نشہ دینے والی چیز سے منع کر رہا ہوں۔
- آپ نے فرمایا کہ ہر نشہ دینے والی چیز شراب ہوتی ہے اور ہر شراب حرام ہے اور خصوصاً چینا پودے سے بنی شراب سے بچو۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شراب، جُوا، کربہ اور چینا کی بنی شراب سے منع فرمادیا ہے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر کھڑے ہو کر اعلان فرماتے تھے کہ شراب وہ ہوتی ہے جو عقل پر پردہ ڈال دے۔
- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمیں دوقسم کی شراب کے بارے میں بتایئے جنہیں ہم یمن میں بناتے رہے ہیں، ایک بتع، یہ شہد کو پختہ کر کے بنائی جاتی تھی اور دوسری مذر جو جو کے دانے پکا کر بنائی جاتی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہوتی ہے۔ حضرت ابوموسے رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکمل طور پر جوامع الکلم بنایا تھا (یعنی ایسے لفظ عطا فرمائے کہ ان کا معنی بہت وسیع ہوتا تھا)۔
- آپ اکثر فرمایا کرتے کہ ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے اور جو دماغ کو نشہ دے، اس میں سے ہتھیلی بھر پینا حرام ہے۔ ایک روایت یہ ہے جس کا بہت حصہ نشہ دے سکتا ہے، اس کا تھوڑا حصہ پینا بھی حرام ہے۔ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم اس میں پانی ملا دیں تو؟ فرمایا: وہ بھی حرام ہی ہوگی۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جب شراب لائی جاتی تو آپ اسے سونگھتے، اگر اس میں ناپسند قسم کی بو ہوتی تو اس میں پانی ملانے کو کہتے، پھر بھی بو ہوتی تو دوبارہ سہ بارہ پانی ڈالنے کو کہتے کہ آخر کار بدبو زائل ہو جاتی اور پھر فرماتے کہ اگر کچھ شراب دماغ کو چکرائے تو اس کے ساتھ ایسے ہی کیا کرو۔
- رسولِ اطہر ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے شراب پینے والوں سے کہہ رکھا ہے کہ انہیں ''طینة الخبال'' پلائے گا۔ لوگوں نے پوچھا: یہ کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ دوزخیوں کے لئے ایک قسم کا نچوڑ ہے۔
- شراب حرام ہونے کے بعد حضور ﷺ اکثر فرمایا کرتے: جلد وہ وقت آ رہا ہے کہ میرے امتی شراب کا نام بدل کر اسے پیا کریں گے اور دن رات پیتے رہیں گے۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث نبوت کی علامت ہے کیونکہ لوگوں نے شراب کے نام واقعی کئی رکھ لئے ہیں جو پہلے لوگوں میں مشہور نہ تھے۔ ان میں سے یہ ہیں: شمول، ساھریہ، کاس، زنجبیل، حبابیہ، تبر، خطمہ، مُنَوِّمَہ، مدام، مطیبہ، سلسل، امِ ذیق، امِ لیلیٰ، ساریہ، قہوہ، عقار، اسیقط، دریاق، عاتق، خفیہ، خرطوم، صہباء، مروق، معتقہ، طلاء، قرقف، عروس

حمیا، کمیت اور بکر وغیرہ۔ واللہ اعلم۔

فصل:

ان برتنوں کا بیان جن میں شراب کا نچوڑ بنانے سے روکا گیا اور پھر اس کے منسوخ ہونے کا حکم

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ عبد القیس کا وفد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے نبیذ (نچوڑ) کے بارے میں پوچھا چنانچہ آپ نے انہیں کدو، لکڑی کی جڑ، مزفت، سبز ٹھلیا اور توشہ دان میں شراب بنانے سے منع فرمایا اور فرمایا کوئی پینا چاہے تو اپنے برتن اور نرسنگھا میں پیے۔

علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ ان برتنوں میں پینا اس لئے حرام قرار دیا گیا ہے کیونکہ ان میں تیار ہونے والی شراب بڑی تیز ہوتی تھی اور جلد نشہ دینے والی بن جاتی تھی اور ان برتنوں میں تیز ہوتی ہی جاتی تھی۔

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ان برتنوں میں شراب کی تیاری کو حرام قرار دینے کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرمایا: میں تمہیں چمڑے کے برتنوں کے علاوہ ہر برتن میں شراب پینے سے روکتا تھا لیکن اب ہر برتن میں پی سکتے ہو بشرطیکہ شراب نشہ دینے والی نہ ہو کیونکہ یہ برتن نہ تو کسی چیز کو حلال کرنے کا سبب بنتے ہیں اور نہ ہی حرام کرنے کا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ہمیں بتایا کہ حضور ﷺ نے اسے برتنوں میں پینے سے منع فرمایا۔ حضور ﷺ سے عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ! ہر ایک کے پاس برتن تو ہیں نہیں جس پر آپ نے انہیں جرار نامی برتن میں پینے کی اجازت دی جس میں تار کول نہ لگا ہوتا اور یہ بھی فرما دیا کہ جس برتن میں چاہو پیو بشرطیکہ نشہ دینے والی نہ ہو۔ واللہ اعلم۔

فصل:

خَلِیطَیْن (کھجور اور کشمش) کا حکم اور شراب کو سرکہ بنانا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا، پھر تر اور خشک کھجور کو ملانے سے منع فرمایا، پھر کشمش اور گدر کھجور کو ملانے سے روکا اور تر کھجور اور کشمش ملا کر نبیذ بنانے سے روکا اور فرمایا جو ان میں سے پینا چاہے وہ اکیلی کشمش پی ہے اور اکیلی تازہ کھجور کا نبیذ پیے۔ آپ نے بلح اور زھو کچی کھجوریں

ملانے سے منع فرمایا اور کوئی دو چیزیں ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے انگور کے شیرہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے منع فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم کھجوروں میں مذنب نامی کھجور کو اس لئے ناپسند کرتے کہ کہیں یہ دو چیزیں شمار نہ ہوں چنانچہ ہم اسے الگ رکھتے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک برتن میں نبیذ بناتے جس کا اُوپر کا حصہ مڑا ہوتا چنانچہ ہم مٹھی بھر کھجور اور اتنی ہی کشمش لے کر اس میں ڈال دیتے اور اس میں پانی ڈال کر نبیذ بناتے' صبح بناتے تو یہ آپ رات کو پی لیتے اور رات کو بناتے تو آپ شام کو پیتے۔
- آپ سے جب شراب سے سرکہ بنانے کا پوچھا جاتا تو آپ انکار کرتے۔
- حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک یتیم کی میں پرورش کر رہا تھا' اس کے لئے شراب خریدی اور جب شراب حرام کر دی گئی تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم اس سے سرکہ بنالیں؟ فرمایا: نہیں۔

عنقریب بـاب البیـع میں ان یتیموں کے بارے میں وہ حدیث آ رہی ہے جنہیں شراب ملی تو انہوں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا' آپ نے فرمایا تھا کہ اسے بہا دو' انہوں نے عرض کی تھی کہ ہم اس کا سرکہ نہ بنالیں؟ تو آپ نے فرمایا: نہیں۔ واللہ اعلم۔

فصل:

اس میں اس وقت کے پھل کے نچوڑ کا حکم بتایا گیا ہے جب تک وہ اُبال نہ کھائے یا اسے تین دن نہ گذر جائیں اور اس نچوڑ کا حکم بتایا گیا جسے اُبال آنے سے پہلے آگ پر پکا دیا جاتا تھا۔

اس سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وہ حدیث آ چکی ہے جس میں کھجور اور کشمش سے حضور ﷺ کے لئے نبیذ بنانے کا ذکر ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے لئے رات کے ابتدائی حصے میں نبیذ بنایا جاتا اور آپ اسی صبح کو اسے پی لیتے' اگلی رات پیتے' اس سے اگلے دن اور اگلی رات پیتے اور اگلے دن عصر تک پیتے' جو بچ جاتا تو غلام کو دیتے یا اسے فرماتے کہ اسے بہا دو۔

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: مجھے پتہ چلا کہ حضور ﷺ روزے سے ہیں تو میں افطاری کے وقت کدو میں نبیذ بنا کر لے گیا' دیکھا تو وہ نشہ دینے والا ہو چکا تھا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا: اسے دیوار پر دے مارو کیونکہ یہ اس شخص کے پینے کے لئے ہے جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: نچوڑ بناؤ اور پیو جب تک اس میں نشہ پیدا نہ ہو' پوچھا گیا کہ کتنے دن میں نشہ پیدا ہوتا ہے؟ فرمایا: تین دن میں۔

- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ‘ حضرت عمر اور ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما طلاء شراب پیتے تھے جس کا دو تہائی ختم ہو کر ایک تہائی رہ جاتا تھا۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ یہ بات اس شخص کے مذہب کی صورت میں مانی جاسکتی ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ آگ پاک کرسکتی ہے ورنہ اس کا استعمال حرام ہوگا کیونکہ یہ پلید شمار ہوگی خواہ نشہ نہ ہی دے۔

- حضرت ابوعبیدہ و معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں ہی وہ طلاء (انگور کا رس) پیتے تھے جو آگ پر پکنے کی وجہ سے تیسرا حصہ رہ جاتی تھی جبکہ حضرت براء بن عازب اور حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما آدھا سوکھ جانے پر پیتے تھے۔
- حضرت امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: لوگ کہتے ہیں: اگر کسی نے طلاء شراب دو تہائی خشک ہونے پر پی جبکہ تیسرا حصہ تو نشہ دے گا (تو ایسی صورت میں کیا کرے) اس پر انہوں نے کہا: اگر یہ نشہ دینے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسے حلال قرار نہ دیتے۔

عنقریب کتاب الحدود میں انشاء اللہ شراب پینے والے کو حدّ (سزا) لگانے کا بیان آئے گا۔ واللہ اعلم۔

باب

کھانے کے آداب‘ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا ذکر اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دینا اور دنیا سے بے توجہی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم تھا کہ کھانا کھاتے وقت جوتے اتار لیا کرو کیونکہ یہ ایک اچھا طریقہ ہوگا۔

ایک روایت میں فرمایا: جب تم کھانا کھانے لگو تو جوتے اتار دو کیونکہ اس سے پاؤں کو آرام مل جاتا ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ اصحابِ صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کوئی کھانے کے لئے بلاتا تو کہتا: الصّلوۃ الصلوۃ۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اس میں دلیل یہ ہے کہ جو بھی کام اللہ کی رضا کے لئے کیا جائے‘ وہ نماز میں شامل ہوتا ہے‘ چنانچہ اس بات کی دلیل الباب الجامع فی اماطة الاذی عن الطریق میں مذکور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث میں آرہی ہے‘ فرمایا: کسی کو بھلائی کا کہنا نماز ہے‘ برائی سے روکنا نماز ہے‘ کمزور کا بوجھ اُٹھانا نماز ہے‘ راستے سے پلیدی دور کرنا نماز ہے اور نماز کے لئے اُٹھایا جانے والا ہر قدم نماز ہے۔ واللہ اعلم۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی دستر خوان پر کھانا نہیں کھایا‘ نہ ہی چھوٹی

پیالی میں اور نہ ہی چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھائی بلکہ ٹاٹ پر یا زمین پر بیٹھ کر کھاتے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نے بتایا کہ آپ نے وصال مبارک تک پتلی روٹی نہ کھائی۔

- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے مبارک دور میں چھلنیاں موجود تھیں؟ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مبعوث ہونے سے دمِ وصال تک چھلنی نہیں دیکھی تھی' پھر پوچھا گیا کہ اگر چھلنی نہیں تھی تو تم جو کا اَن چھنا آٹا کیسے کھاتے تھے؟ کہا کہ ہم اسے پیستے اور پھونک مارتے' جو اُڑنا ہوتا' اُڑ جاتا اور جو باقی رہتا اسے گوندھ کر پکا لیا کرتے۔
- آپ فرماتے تھے: تم میں سے کوئی کھانا شروع کرے تو بسم اللّٰہ پڑھے' ابتداء میں اگر بھول جائے تو بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی اَوَّلِهٖ وَ اٰخِرِهٖ جب وہ شخص کہہ لے گا تو شیطان سب کھایا پیا قے کر دے گا۔
- حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: ہم جب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کھانے میں ہوتے تو جب تک آپ کھانے کو ہاتھ نہ لگاتے' ہم بھی نہ لگاتے چنانچہ ایک مرتبہ ہم کھانے پر موجود تھے کہ ایک بچی آ گھسی' اس نے کھانے میں ہاتھ ڈالنا چاہا تو آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اگر کوئی بسم اللّٰہ نہ پڑھے تو شیطان اس کھانے میں شامل ہو جاتا ہے چنانچہ وہ اس لڑکی کو صرف اس لئے لایا ہے کہ اس میں شامل ہو سکے لہٰذا میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا ہے' بخدا اس وقت شیطان اور اس بچی کا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہیں۔
- ایک مرتبہ فرمایا: میں سہارا لے کر کھانا نہیں کھایا کرتا۔ یہ بات آپ نے اس وقت فرمائی تھی جب اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا تھا کہ چاہو تو بندے کی صورت میں نبی بن جاؤ اور چاہو فرشتہ صورت نبی بن جاؤ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وصال مبارک ہونے تک آپ نے کسی شے سے سہارا لگا کر کھانا نہیں کھایا۔
- حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے خیبر کے موقع پر حضور ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا تو آپ نے سہارا لگا کر کھانا کھایا تھا۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ اپنے چھ صحابہ سے مل کر کھانا کھایا اتنے میں ایک دیہاتی آیا اور اس نے دو لقمے لے لئے' جس پر آپ نے فرمایا: اگر یہ بسم اللّٰہ پڑھ لیتا تو یہ کھانا تم سب کے لئے کافی ہو جاتا۔
- اگر کوئی شخص حضور ﷺ سے یہ شکایت کرتا کہ وہ کھانا کھا کر سیر نہیں ہوا کرتا تو فرماتے: لگتا ہے کہ تم اکیلے اکیلے ہو کر کھانا کھاتے ہو' پھر فرماتے: اکٹھے مل کر کھایا کرو اور بسم اللہ پڑھ لیا کرو' اس میں تمہارے لئے برکت ہوگی۔
- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے: ہر وہ کھانا جس پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے' وہ بیماری کا سبب بنتا ہے' نہ ہی اس میں برکت ہوتی اور نہ اس سے کوئی سیر ہوتا ہے' یہ اس وقت کی بات ہے کہ دستر خوان بچھا ہوا ہو'

اس وقت تمہیں بسم اللہ پڑھ کر شروع کرنا چاہئے اور جب اُٹھالیا جائے تو بسم اللہ پڑھ کر انگلیاں چاٹ لو۔

- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کھانا کھاتے وقت بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ کیونکہ شیطان اسی ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔
- آپ ہی کا فرمان ہے کہ برکت' کھانے کے درمیان اور اُبھرے حصے میں اُترتی ہے لہٰذا اس کے کنارے اور نچلی جگہ سے کھایا کرو' درمیان اور ابھرے حصے سے نہ کھایا کرو۔
- حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ہاں اس وقت ابھی چھوٹا تھا جب آپ کی پرورش میں تھا' میں پیالے میں بے ڈھنگا ہاتھ مارتا تھا' اس پر آپ نے فرمایا: اے بچے! بسم اللہ پڑھو' دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھایا کرو چنانچہ اس کے بعد میرا یہی طریقہ رہا۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس شخص کو اجازت دیتے' جس کے آگے کھانا رکھا ہوتا' کہ ساتھ والے کے آگے کر سکتے ہو۔

کتاب کے آخر میں آ رہا ہے: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ کدو کھانے کی خواہش رکھتے ہیں تو میں جمع کر کے اسے آپ کے سامنے کر دیا کرتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ ''دُبّاء'' (کدو) کا لفظ ہر اس سبزی پر بولا جاتا ہے جسے تم پکڑو تو اس کی جڑ نکل آئے جیسے ککڑی اور خربوزہ جبکہ یَقْطِین کا لفظ اس سے عام ہے (حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) میں لقمہ پکڑتا اور لقمہ لیتے وقت ہر بار خیال کرتا کہ اسے نگلتے وقت موت سے بچنے کے لئے مجھے اچھو لگے گا۔ (یعنی مشکل سے کھا رہا تھا) حضور ﷺ نے فرمایا تھا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے' جس چیز کا اللہ کی طرف سے تمہیں وعدہ دیا گیا ہے' وہ آنے والی ہے اور تم کسی کو عاجز نہیں کر سکو گے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھے کو پکڑ کر فرمایا: دنیا میں یوں رہو جیسے تم ایک پردیسی ہو یا فرمایا: جیسے مسافر ہو۔
- حضرت ابن عمر اکثر فرماتے تھے کہ مجھے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ! رات ہو جائے تو صبح کی انتظار نہ رکھا کرو اور صبح ہونے پر رات کی انتظار نہ کرو' تندرستی میں بیماری کو بھی ذہن میں رکھو اور زندگی ہے تو موت بھی ذہن میں رکھو کیونکہ تمہیں کیا معلوم کہ کل تمہارا کیا نام ہوگا (اچھا یا بُرا)۔

آپ ہی بتاتے ہیں کہ میں اور میری ماں اپنی دیوار کو مٹی لگا رہے تھے کہ اتنے میں رسول اکرم ﷺ کا وہاں سے گذر ہوا۔ آپ نے فرمایا: کیا کر رہے ہو؟ میں نے عرض کی کہ دیوار میں کمزوری آ گئی تھی' اسے درست کر رہے ہیں۔ فرمایا موت تو مجھے اس سے بھی جلد آتی دکھائی دے رہی ہے۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے چار گوشے ایک جیسی پیمائش لے کر لکیر کھینچی اس کے درمیان میں ایک لکیر باہر نکالتے ہوئے کھینچی' پھر درمیانی لکیر کے درمیان کی طرف سے چھوٹی

چھوٹی لکیریں کھینچیں اور فرمایا کہ یہ چار گوشہ گویا انسان ہے اور یہ موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے یا فرمایا کہ انہوں نے اسے گھیر رکھا ہے اور یہ حصہ جو باہر نکلا ہوا ہے' اس کی اُمید ہے' یہ چھوٹی چھوٹی وہ لکیریں ہیں جو اس کے لئے دُنیاوی غرضیں ہیں جن کے چکروں میں پھنسا ہوا ہے' اگر یہ غرض ہٹتی ہے تو دوسری پکڑ لیتی ہے اور وہ ہٹتی ہے تو اور پکڑ لیتی ہے: آپ کے نقشے کی صورت کچھ یوں تھی:
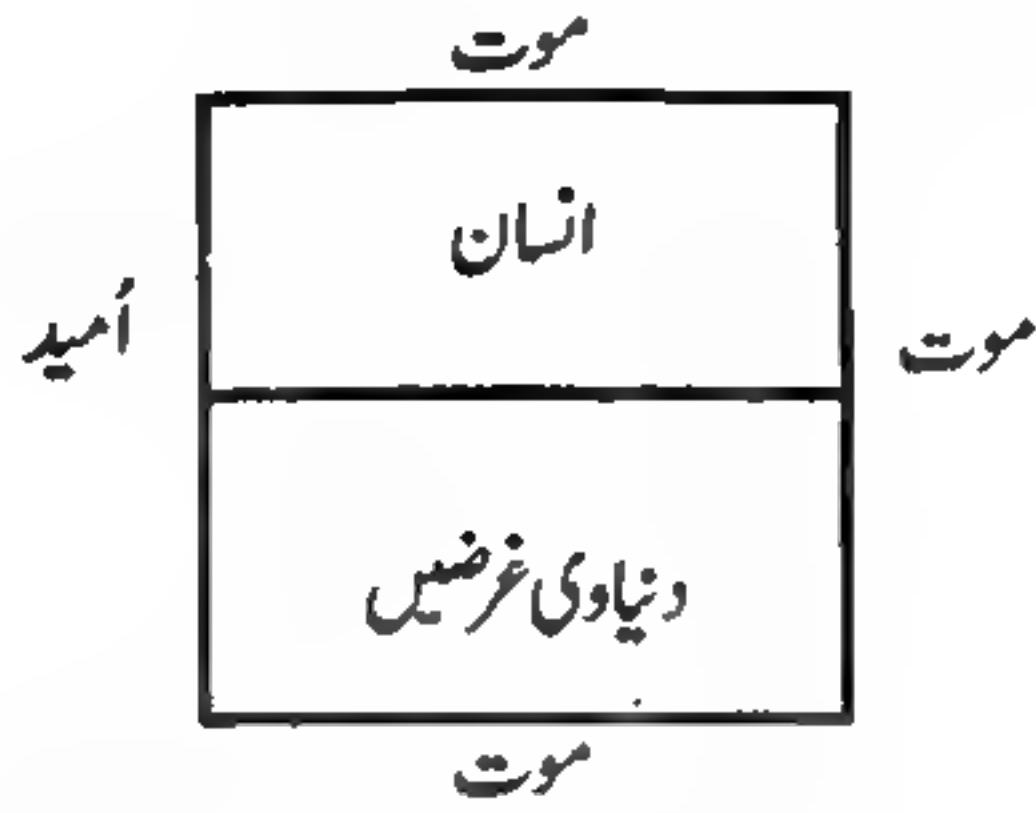
- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت تو بالکل قریب ہے لیکن اے انسان! تو نے ابھی حرصوں کو اپنے ساتھ رکھا ہوا ہے یا فرمایا کہ لوگ دنیا میں حرصوں کو ساتھ لئے پھرتے ہیں۔
- آپ فرماتے تھے: مرنے سے پہلے پہلے اللہ کی طرف کھنچ آؤ اور اس سے پہلے نیک عمل کر لو کہ تم مصروف ہو جاؤ' پھر اپنے اور اپنے ربّ کے ساتھ تعلق کے لئے ذکر کی کثرت کرو نیز چھپ کر اور دکھا کر صدقہ و خیرات کرتے رہا کرو کیونکہ ایسا کرنے سے تمہیں روزی ملے گی' تمہاری مدد ہوگی اور تمہارے گھاٹے پورے کر دیئے جائیں گے۔
- ایک روایت میں فرمایا کہ آزمائشوں سے بچنے کے لئے پہلے پہلے نیک عمل کر لو کیونکہ وہ ایسی ہونگی جیسے اندھیری رات کے ٹکڑے ہوتے ہیں' ایسے حالات میں صبح کو تو انسان مسلمان ہوگا لیکن شام کو کافر ہو چکا ہوگا' یونہی رات کو مسلمان ہوگا اور صبح کو کافر ہو چکا ہوگا' وہ دنیا کے فائدے کے لئے اپنا دین بھی بیچ ڈالے گا۔
- ایک روایت میں فرمایا: اس وقت سے پہلے نیک اعمال کر لو جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا' یا فرمایا جب دھواں اُٹھے گا' یا فرمایا دجال آئے گا' یا فرمایا دابۃ الارض کے ظاہر ہونے سے پہلے کر لو یا تمہارے ساتھ کوئی خاص یا عام کام ہوگا۔
- آپ ہی نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کا بھلا کرنا چاہتا ہے تو اسے عمل کی توفیق دیتا ہے۔ عرض کی گئی کہ کیسے توفیق دیتا ہے؟ تو فرمایا کہ اسے موت سے پہلے نیک عمل کرنے کا موقع دے دیتا ہے۔
- آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کسی کی عمر لمبی کرتا ہے اور وہ ساٹھ سال تک پہنچ جاتا ہے تو اللہ اسے معذور جانتا ہے۔

ایک روایت میں فرمایا: جس شخص کی عمر چالیس سال تک پہنچ جاتی ہے اور اس کی نیکیاں' بدیوں سے بڑھ نہیں جاتیں تو اسے جہنم کی تیاری رکھنی چاہئے۔

- آپ نے فرمایا: لوگوں میں بہتر آدمی وہی ہوتا ہے جس کی عمر لمبی ہو لیکن وہ بھلائی کے کام کرتا چلا جائے جبکہ شر پسند وہ ہوتا ہے جسے عمر تو لمبی ملے لیکن برے عمل کرتا چلا جائے۔
- یہ بھی فرمایا: کیا تمہیں یہ نہ بتا دوں کہ تم میں سے سب سے بھلا کون ہے؟ صحابہ نے عرض کی: ہاں یا رسول اللہ! بتائیے: فرمایا: سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو لمبی عمر تک نیک عمل کرتے رہتے ہیں۔
- آپ نے فرمایا: اللہ کے کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں جنہیں وہ قتل و غارت سے بچاتا ہے' لمبی عمر میں انہیں نیک عمل کی توفیق دیتا ہے' انہیں اچھی روزی دیتا ہے' زندگی میں انہیں امن و امان سے رکھتا ہے' بستروں پر آرام سے ان کی جان نکالتا ہے اور پھر انہیں شہیدوں کا مرتبہ دیتا ہے۔
- فرمایا: موت کی خواہش نہ کرو کیونکہ وہ ہولناک صورت میں آتی ہے۔

ایک اور روایت میں فرمایا: موت آنے سے پہلے اس کی آرزو نہ کیا کرو کیونکہ انسان کے فوت ہونے پر عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے' مومن کو تو جتنی بھی عمر ملے گی' وہ مزید بھلے کام کر سکے گا۔

- حضور ﷺ اس بات پر زور دیتے تھے کہ انسان اس وقت اپنے آپ کا جائزہ لیا کرے جب زمانے میں فساد پھیل جائے نیز فرماتے تھے کہ بھلے کام کیا کرو اور برے کاموں سے رُک جاؤ حتیٰ کہ جب تم میں سے کوئی کسی کو حرص میں پڑا دیکھے' خواہشات کے پیچھے چلتا دیکھے' اس پر دنیا کا اثر غالب ہو' ہر رائے والا اپنی رائے کے وقت تکبر دکھائے تو خاص طور پر وہ اپنا جائزہ لیا کرے اور اپنے آپ کو عام لوگوں میں شمار نہ کرے۔
- آپ اپنے خطاب کے دوران کئی مرتبہ یوں فرماتے: تم یہ سمجھتے ہو کہ شاید موت دوسرے لوگوں کو آئے گی' شاید حق پر دوسروں کو چلنا ہے' گویا دنیا سے چلے جانے پر ہم واپس آ جائیں گے' ہم ان کی قبریں دیکھا کریں گے اور ان کی وراثت کا مال کھاتے رہیں گے اور یہ سمجھتے ہو کہ ان کے بعد ہم ہمیشہ یہاں رہیں گے' اسی لئے ہم ہر وعظ و نصیحت بھول چکے ہیں اور مصیبتوں سے امن میں ہیں (ایسا نہیں ہے)۔ خوش قسمت ہے وہ شخص جو لوگوں کے عیب نکالنے کی بجائے اپنے نقص دیکھتا ہے اور وہ شخص جس نے اپنا نفس مار رکھا ہے اور عادتیں اچھی ہیں اور اوڑھنا بچھونا اچھا ہے' جو لوگوں سے شر کو دور کرتا ہے' سنت کو سامنے رکھتا ہے اور بدعت اس کے قریب نہیں آتی۔
- یہ بھی فرمایا: ہر عزت کے ساتھ ذلت بھی ہوتی ہے' زندگی کے ساتھ موت بھی ہوتی ہے' دنیا ہے تو آخرت بھی ہے' ہر شے کا حساب ہوگا اور ہر شے کی نگرانی ہو رہی ہے۔ اے ابن آدم! تمہیں ایسا ساتھی چاہئے جو زندہ ہو کر بھی دفن ہو اور مر کر تم اس کے ساتھ دفن ہو پھر اگر وہ ساتھی کریم ہو گا تو تیری عزت کرے اور اگر وہ خود برا ہو تو بھی تیری ملاقات چاہے اس کا حشر تمہارے ساتھ ہو اور تیرے ہی ساتھ رہے' تیرے بارے میں اسی سے پوچھا جائے لہٰذا تو اسے نیک و صالح بنا' کیونکہ اگر وہ صالح ہو تو تیرا اسی سے انس ہو اور اگر برا ہو تو تو اسی سے گھبرائے۔ سن لو وہ تیرا عمل ہے۔

- آپ ہی نے فرمایا: عقل مندی کی نشانی یہ ہے کہ اس دھوکا دینے والی دنیا سے الگ رہو' ہمیشہ کے گھر کی طرف توجہ رکھو' قبروں والوں کے لئے کچھ لے کر جاؤ اور قیامت کی تیاری رکھو۔
- یہ بھی فرمایا: دنیا کو گالی مت دو' یہ مومن کے لئے اچھی سواری کی طرح ہے کہ اسی میں وہ بھلائی کے کام کر سکتا ہے اور اسی میں شر سے بچ سکتا ہے۔ بندہ جب یہ کہتا ہے کہ ''اللہ دنیا پر لعنت کرے'' تو دنیا یہ کہتی ہے کہ اللہ اپنے بے فرمان پر لعنت کرے۔
- آپ نے فرمایا تھا: جب بندے کی روح نکل رہی ہوتی ہے تو پہلے لوگوں کو بلا بدلہ دیکھتا ہے اور دنیا والوں کو قلیل مال والا دیکھتا ہے' شاید اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس نے باطل جمع کیا ہوتا ہے یا حق پر چلا نہیں ہوتا۔
- آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے بندے! تجھے روزانہ روزی مل جاتی ہے' تم پھر بھی غمگین ہو' روزانہ تمہاری عمر گھٹ رہی اور تم خوش ہوتے ہو' جو کچھ تمہیں ملا ہے' وہ کافی ہے لیکن تم وہ کچھ تلاش کر رہے ہو جو تمہیں سرکش کر دے' نہ تو تم تھوڑا ملنے پر صبر کرتے ہو اور نہ ہی زیادہ ملنے سے سیر ہوتے ہو۔
- آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ اللہ کے دوست وہ لوگ ہوتے ہیں جنہیں نہ تو خوف ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی غم' یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا کو اندر سے دیکھتے ہیں جبکہ عام لوگ اُوپر ہی سے دیکھتے ہیں' وہ دنیا کیلئے کچھ کرتے ہیں جبکہ لوگ اپنے لئے کرتے ہیں' کوئی رکاوٹ آ جائے تو اسے دور کر دیتے ہیں' کوئی دھوکا دے تو انہیں دھوکا دے لیتے ہیں۔
اتنے میں آپ کے سامنے کھانا لا رکھا گیا' صحابہ نے عرض کی: کیا ہم آپ کے لئے وضو کا پانی نہ لائیں؟ فرمایا: مجھے اس وقت وضو کا حکم ہے جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کھانا رکھا گیا' آپ بیت الخلاء سے آئے تھے' آپ سے کہا گیا' آپ وضو نہیں کریں گے؟ آپ نے کہا اگر ضروری نہ ہوتا تو میں غسل نہ کرتا۔
- حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ جارود نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کھانا کھایا' جب فارغ ہوا تو رومال مانگا تاکہ ہاتھ پونچھ سکے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اپنا ہاتھ سرین پر پھیر کر پونچھ لو۔
- حضور ﷺ نے فرمایا: رات کو جس کے ہاتھ میں چکنائی لگی ہو اور اسے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو پھر وہ اپنے آپ ہی کو برا بھلا کہے۔
- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ اس کھانے میں برکت ہوتی جسے کھا کر وضو کیا جائے (ہاتھ دھوئے جائیں) پھر میں نے حضور ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا جو تورات میں پڑھا تھا تو آپ نے فرمایا کہ کھانے میں برکت اس صورت میں ہوتی ہے کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کیا جائے (ہاتھ دھوئے جائیں)۔

- آپ کھجور وغیرہ کھا کر ہاتھ نہیں دھوتے تھے۔
- آپ نے فرمایا: جب تمہارے کھانے یا پینے کی چیز میں مکھی گر پڑے تو اسے پوری طرح ڈبودو کیونکہ اس کے ایک پَر میں زہر اور دوسرے میں شفاء ہوتی ہے' یہ زہر والا پَر پہلے ڈبوتی ہے اور دوسرا رہنے دیتی ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ دودھ کے علاوہ اور کوئی شے کھانے پینے والی چیز کی جگہ کافی نہیں ہوتی۔
- آپ نے فرمایا: مومن کے علاوہ کسی کے ساتھی نہ بنو اور تمہارا کھانا صرف پرہیزگار ہی کھایا کرے۔
- آپ نے فرمایا: روٹی کی عزت کرو کیونکہ اللہ نے اسے عزت دی ہے اور یہ آسمان وزمین والی برکت کی چیزوں میں سے ہے۔

عنقریب باب عشرۃ النساء میں آئے گا کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر روٹی کا ایک ٹکڑا پڑا تھا جس پر گردوغبار تھا' آپ نے اسے اُٹھالیا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: اللہ کی نعمتوں کی قدر کیا کرو کیونکہ ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ یہ نعمت جا کر واپس آئے۔

- آپ فرماتے ہیں کہ تین ایسی چیزیں ہیں کہ جن سے انکار نہیں ہونا چاہئے: دودھ' تیل اور تکیہ۔ ایک اور روایت میں فرمایا: ریحان' کنگھی' گوشت' خوشبو' کھجور اور مسواک سے۔ ایک اور روایت میں کھجور کی بجائے میٹھی چیز کا ذکر ہے۔
- آپ نے فرمایا: رات کا کھانا کھاؤ' خواہ ہتھیلی بھر کھجوریں ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ رات کا کھانا چھوڑنا حرام ہے۔
- آپ کسی کھانے میں نقص نہیں نکالتے تھے بلکہ دل چاہتا تو کھالیتے ورنہ رہنے دیتے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کے سامنے کھانا رکھا تھا جس میں سے آپ کھا رہے تھے' لوگوں کو دعوت دی تو انہوں نے بھی کھایا۔

فروع:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اھل کئی کئی دن مسلسل خالی پیٹ گذار دیتے تھے' رات کا کھانا نہ ملتا' اکثر جو کی روٹی کھاتے۔

- آپ فرماتے تھے. اس گھر میں سالن کی محتاجی نہیں ہوتی جس میں سرکہ موجود ہو۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آل محمد ﷺ آپ کے وصال تک مسلسل تین تین دن سیر ہو کر روٹی نہ کھاتی تھی۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال مبارک تک ایک بھی دن میں دومرتبہ روٹی اور زیتون نہیں کھائے اور جب بھی مجھے وہ دن یاد آتے ہیں جن میں آپ وصال فرما گئے تو میں

رو پڑتی ہوں۔

ایک اور روایت میں ہے: بخدا کسی ایک دن میں دو مرتبہ ہم نے روٹی اور گوشت نہیں کھایا حالانکہ چاہتے تو کھا سکتے تھے لیکن آپ اپنے آپ کھانے کی بجائے دوسروں کو کھلانا پسند فرماتے تھے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسولِ اکرم ﷺ کو جَو کی روٹی کا ایک ٹکڑا دیا آپ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ عرض کی ایک روٹی ہے جو میں نے پکائی' میرا دل نہیں چاہا تو ایک ٹکڑا میں آپ کے پاس لائی ہوں' آپ نے فرمایا: تین دن میں یہ پہلی کھانے والی چیز ہے جسے تمہارے باپ کھائیں گے۔
- حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے' میں ان دنوں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بیوی تھی' میں نے آپ کے لئے آٹے سے بنا کھانا تیار کیا جس میں سے آپ نے کھا لیا تو بچا ہوا ہم نے کھایا۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں گرم کھانا لایا گیا' آپ نے کھا کر فرمایا: الحمد للہ! میرے پیٹ میں اتنے دنوں سے گرم کھانا داخل نہیں ہو سکا تھا۔
- رسولِ اکرم ﷺ کھانے کے لئے شوربا زیادہ بنواتے اور پڑوسیوں کو بھی کھلاتے اور اس سلسلے میں فرماتے کہ اگر ہمسائے مل بیٹھیں اور ایک دوسرے پر مہربان ہوں تو اللہ تعالیٰ انہیں روزی دیتا ہے اور وہ اللہ کی حفاظت میں ہوتے ہیں۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ انصار کے کسی باغ میں گیا تو آپ نے کھجوریں اُتار کر کھانا شروع کیں اور مجھ سے فرمایا: اے ابن عمر! تمہیں کیا ہے' کھاتے کیوں نہیں ہو؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! دل نہیں چاہتا' آپ نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کیونکہ آج مجھے چار دن ہو گئے ہیں کہ ابھی تک کھانا چکھا تک نہیں حالانکہ چاہوں تو دُعا کروں جس کی بناء پر وہ مجھے کسریٰ و قیصر کی حکومت عطا فرما دے۔ پھر فرمایا: اے ابن عمر! اس وقت تم کیا محسوس کرو گے جب تم ایسی قوم میں ہو گے جو سال بھر کی روزی چاہیں گے اور یقین کے کچے ہوں گے چنانچہ کچھ ہی عرصہ گذرا تھا کہ یہ آیت نازل ہوگئی:

وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۝

(سورۃ العنکبوت: ۶۰)

''اور زمین پر کتنے ہی چلنے والے ہیں کہ اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے' اللہ روزی دیتا ہے' انہیں اور تمہیں اور وہی سنتا جانتا ہے۔''

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے نہ تو مال اکٹھے کرنے کا حکم دیا ہے اور نہ خواہشات کے پیچھے چلنے کا چنانچہ

کے لئے تیل ہوتا تو ہم رات ہی کو اسے کھا لیتے۔ آپ یہ بھی فرماتی ہیں: جو ہمارے بارے میں تمہیں یہ بتائے کہ ہم پیٹ بھر کھجور ہی کھا لیا کرتے ہیں تو یوں سمجھو کہ اس نے تمہیں جھوٹ بولا ہے' ہاں جب رسول اللہ ﷺ نے بنوقریظہ کو فتح کر لیا تو ہمیں کچھ کھجور اور چربی ہاتھ آ گئی۔

- حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو بھوک کی شکایت کی اور کپڑے اٹھا کر پیٹ پر بندھے پتھر دکھائے لیکن آپ نے کپڑا اُٹھایا تو دو پتھر بندھے تھے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا آپ پیٹ پر کپڑا باندھے بیٹھے تھے' میں نے ایک صحابی سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ بھوک کی وجہ سے چنانچہ میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضرت اِم سلیم کے شوہر) کے پاس پہنچا اور کہا: اے والد گرامی! میں نے ابھی ابھی رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ پیٹ پر کپڑا باندھے بیٹھے تھے' میں نے ان کے ایک صحابی سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ بھوک کی وجہ سے باندھا ہوا ہے۔ حضرت ابوطلحہ میری ماں کے پاس گئے اور پوچھا: گھر میں کچھ ہے؟ انہوں نے بتایا: ہاں میرے پاس روٹی کا ایک ٹکڑا اور کچھ پھل ہے' آپ اکیلے تشریف لے آئیں تو ہم انہیں سیر کر سکتے ہیں لیکن کوئی اور ساتھ آ گیا تو یہ کم پڑ جائینگے۔

- حضرت ابو رافع کی بیوی حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ میں حضرت حسن بن علی' حضرت عبد اللہ بن جعفر اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس گئی تو وہ کہنے لگے کہ ہمیں وہ کھانا پکا کر کھلائیں جو حضور ﷺ کو بہت پسند تھا۔ میں نے کہا: بیٹو! آج کل تم اسے کھا نہیں سکو گے' بہرحال میں اُٹھی' جو پکڑ کر پیسے' انہیں چھانا اور روٹی پکا دی' سالن کے طور پر تیل تھا جس پر مرچ سیاہ دھوڑ کر ان کے سامنے رکھ دیا اور کہا کہ حضور ﷺ یہ کھانا پسند فرماتے تھے۔

- رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے: اللہ سے جتنا خوف میں کرتا ہوں' کوئی نہیں کرتا اور اللہ کے وجہ سے جو تکلیفیں میں اٹھا سکتا ہوں' کوئی نہیں اٹھائے گا' مجھے تیس تیس شب و روز گذر جاتے لیکن میرے اور بلال کے لئے کھانے کو کچھ نہ ہوتا' ہاں بلال کے گذارے کے لئے کچھ مل جاتا۔

- حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اے بھانجے! بخدا دو ماہ میں ہم چاند پر چاند دیکھتے چلے جاتے' تین چاند دیکھ لیتے لیکن حضور ﷺ کے کسی گھر میں آگ نہ جلتی۔ میں نے پوچھا اے خالہ! آپ کا گذارہ کس طرح ہوتا تھا؟ انہوں نے فرمایا: بس کھجور اور پانی پر البتہ رسول اللہ ﷺ کے چند انصاری ہمسایوں کے پاس اونٹنیاں تھیں تو وہ ان کا دودھ ہمارے پاس بھیج دیتے تھے ہم پی لیا کرتے۔

انشاء اللہ الباب الجامع میں آگے اس بارے میں کچھ اور احادیث بھی آئیں گی۔ واللہ اعلم۔

خاتمہ

رسولِ اکرم ﷺ کوڑھ اور برص بیماری والے کے ساتھ بھی مل کر کھانا کھا لیتے' ان مریضوں کے ساتھ ہی پیالے میں ہاتھ ڈالتے اور فرماتے: اللہ پر یقین اور بھروسہ رکھتے ہوئے کھاؤ اور پھر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی یونہی کیا کرتے بلکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو کوڑھ والے کو پانی کا برتن پکڑا دیتے اور جب وہ پی لیتا تو اس کے منہ رکھنے کی جگہ پر منہ رکھ کر پی لیتے۔

کچھ علماءِ کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ یوں کرنا مضبوط دل مسلمانوں سے ممکن ہے چنانچہ بنوثقیف کے حاضر ہونے والے وفد میں ایک کوڑھی شخص بھی تھا جس سے لوگوں نے نفرت کی جس پر آپ نے اسے بلا بھیجا کہ ہم نے تمہاری بیعت لی ہے تو تم میرے پاس کیوں نہیں آ جاتے۔

- رسولِ اکرم ﷺ تازہ پھل آنے پر کچھ کھا لیا کرتے' جب بھی کوئی تازہ پھل لے کر آتا تو آپ مدینہ کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھتے اور یوں دُعا کرتے: الٰہی! ہمارے شہر مدینہ میں برکت فرما' ہمارے پھلوں' مُدّ اور صاع میں برکتیں ہی برکتیں فرما اور پھر قریب ہی کسی چھوٹے بچے کو کھلایا کرتے۔

ایک اور روایت میں فرماتے ہیں کہ جب ہم تازہ پھل لے کر رسولِ انور ﷺ کی خدمت میں آتے تو آپ اسے آنکھوں سے لگا کر ہونٹوں سے لگاتے اور فرماتے: الٰہی! جیسے تو نے ہمیں اولین پھل دکھایا ہے ویسے ہی آخر تک دیکھنا نصیب کرنا۔

باب الصدقات میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ فرمان پہلے گذر چکا ہے کہ ہم نے ایک بکری ذبح کی اور اسے تقسیم کر دیا تو رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا کچھ بچ بھی گیا ہے؟ میں نے عرض کی: صرف ایک بازو بچا ہے تو اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ صرف بازو رہ گیا اور باقی سب بچ گیا۔

- حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ عراق سے ایک آدمی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف سینہ کا کچھ گوشت لے کر آیا تو آپ نے پوچھا کہ ہم اسے کیا کریں گے؟ اس نے کہا: جب تمہارے پاس کھانے کو کچھ نہ ہو تو اسے کھا لیا کرنا۔ آپ فرماتے ہیں بخدا: میں تو اتنے عرصے سے پیٹ بھر کر کھایا نہیں کرتا' مجھے اس کی ضرورت نہیں۔
- آپ نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس کوئی شخص میٹھی چیز لے کر آیا کرے تو اس میں سے کچھ کھایا کرو' یونہی کوئی خوشبو لائے تو اس میں سے بھی کچھ نہ کچھ استعمال کرو اور جب کوئی تحفہ لایا کرے تو وہاں بیٹھے سب کو اس میں شریک سمجھا کرو۔

- آپ فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی پانی پینا چاہے تو برتن میں ڈال کر اسے چوسے اور کتے کی طرح نہ پئے کیونکہ اس سے وَجَعِ الکبد (جگر کی درد) کی مرض ہو جاتی ہے اور جب دودھ پئے تو اسے زبان سے خوب چوسے۔
- آپ برتن کے ٹوٹے حصے سے نہ پیتے' فرماتے تھے کہ ایسی جگہ سے شیطان پیتا ہے۔
- آپ کھڑے ہو کر نہ کھاتے اور نہ پیتے بلکہ یہاں تک فرماتے کہ جو بھول کر کھا پی لے تو اسے قے کر کے نکال دے' پھر اس کے بعد اجازت دے دی اور اس کے بعد زمزم وغیرہ کھڑے ہو کر پی لیا کرتے چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کے دور میں ہم چلتے پھرتے کھانا کھا لیتے اور کھڑے ہو کر پانی پی لیتے اور جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ میں آ گئے تو اپنے صحن میں ٹھہرے اور کہنے لگے: مجھے پتہ چلا ہے کہ کچھ لوگ کھڑا ہو کر پینا ناپسند کرتے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ پی لیا کرتے تھے۔
- آپ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ برتن کو پھیر پھیر کر پیا جائے۔
- اکثر آپ مشکیزہ کو منہ لگا کر پینے سے روک دیتے' ایک آدمی نے غفلت کی' اس نے پانی پیا تو سانپ نکل آیا۔
- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ مشکیزہ کو منہ لگا کر پانی پینے سے گندہ دہنی (منہ سے بدبو آنا) کی مرض پیدا ہوتی ہے۔
- حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ میرے گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا' آپ نے اُٹھ کر پیا' میں اُٹھی اور مشکیزے کا وہ حصہ کاٹ لیا اور اس سے پینے کے لئے پیالہ بنا لیا کہ برکت حاصل ہو سکے۔
- جب دودھ پینا ہوتا تو پی کر کلی کر لیتے اور بتاتے کہ اس میں چکنائی ہوتی ہے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس پانی ملا دودھ آیا' آپ کی دائیں طرف ایک دیہاتی اور بائیں طرف حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے' آپ نے پی کر اس دیہاتی کو دے دیا اور فرمایا: کسی کو چیز دیتے وقت داہنے ہاتھ سے شروع کرنا چاہئے۔
- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس شراب لائی گئی' آپ کی دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور بائیں طرف بڑے بوڑھے بیٹھے تھے۔ آپ نے لڑکے سے فرمایا: اجازت ہو تو میں ان بزرگوں کو پلا دوں؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں آپ سے ملنے والا حصہ کسی اور کو نہیں دے سکتا چنانچہ آپ نے اسے ہی دیا تو اس نے پی لیا۔
- آپ نے فرمایا: لوگوں کو پلانے والا آخر میں پیا کرتا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کِتَابُ الطِّبِّ
علاج معالجہ

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک دیہاتی حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! کیا ہم علاج معالجہ کر سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری اُتاری ہے' اس کا علاج بھی اُتارا ہے' جسے پتہ چل گیا سو چل گیا اور جو بے علم رہا تو بے علم ہی رہا۔

- آپ فرماتے تھے کہ کھانے پر بیٹھے مریضوں سے کراہت نہ کرو کیونکہ انہیں تو اللہ نے کھلانا پلانا ہوتا ہے۔
- آپ فرماتے تھے: جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے پیار رکھنا چاہتا ہے تو اسے کسی آزمائش میں ڈال کر اس کی گریہ زاری سنتا ہے۔
- آپ اپنے صحابہ کو حد سے زیادہ کھا کر بدہضمی میں مبتلا ہونے سے بچاتے تھے۔
- آپ فرماتے تھے کہ آدمی جب پیٹ بھر کر کھاتا ہے تو مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے لہٰذا اسے چند لقمے کھانا چاہئیں جو اس کی پیٹھ سیدھی رکھیں' اگر ضروری ہو تو پیٹ کے ایک حصے میں کھانا' ایک میں پانی اور تیسرا اپنی خاطر خالی رکھنا چاہئے۔
- آپ کسی مریض کا علاج فرماتے تو اسے اس کے کھانے والی نرم غذا کھلاتے اور اکثر فرما دیتے کہ اس کے لئے تلبینہ بنا کر اِسے کھلاؤ اور فرماتے کہ یہ مریض کے دل کو طاقت دیتا ہے۔ ''تلبینہ'' جو کا آٹا ہوتا ہے جو جَو کو آگ پر پکا کر آٹا بنا کے مریض کو پانی ملا کر پلایا جاتا ہے' اسے بغیض بھی کہتے ہیں۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے تھے کہ جب انتہائی بیمار کسی چیز کی خواہش کرے تو اسے کھلا دو' ہو سکتا ہے کہ اللہ نے اس میں یہ خواہش اس لئے پیدا کی ہو کہ اسے شفاء دے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: تم میں سے کون چاہتا ہے کہ بیمار نہ ہو اور ہمیشہ تندرست رہے؟ ایک بولا: یا رسول اللہ! یہ تو ہر ایک چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا: تو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ گم ہونے والے گدھوں جیسے ہو جاؤ؟ تمہیں یہ اچھا نہیں لگتا کہ آزمائش میں پڑو اور یہ آزمائشیں تمہارے گناہوں کا کفارہ بن جائیں؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے' جنت میں

فصل:

رسولِ اکرم ﷺ نے بتایا کہ ہر بیماری کی اصل وجہ سردی ہوتی ہے یعنی وہ ٹھنڈی ہوا ہوتی ہے جو جسم سے لگتی ہے' طبیبوں کی وضاحت کے مطابق ان کے اس قول سے یہی پتہ چلتا ہے: بیماری کھانے پر کھانا ڈالنے سے شروع ہوتی ہے جبکہ ابھی پہلا کھانا ہضم نہیں ہوا ہوتا کیونکہ دیر سے ہضم ہونے کی اصل وہ سردی ہوتی ہے جس سے معدہ سرد ہو جاتا ہے اور وہ کھانے کو پکاتا نہیں اور اس سے پہلے باب میں حضور ﷺ کا یہ فرمان گذر چکا ہے کہ: جو آدمی بھی پیٹ میں کچھ بھرتا ہے وہ چیز پیٹ کو نقصان دیتی ہے' آدمی کو چند لقمے کھانا چاہئیں جو اس کی پیٹھ سیدھی رکھ سکیں' اگر اسے کھانا ہی ہو تو پیٹ میں تیسرا حصہ کھانا' ایک میں پانی اور ایک حصہ اپنے فائدے کے لئے خالی رکھنا چاہیے۔

اہلِ لغت لکھتے ہیں کہ (حدیث میں آنے والے لفظ لـقـيـمـات) یعنی چند لقموں سے مراد تین سے دس تک ہوتے ہیں۔

- آپ ہی نے فرمایا کہ بخار' دوزخ کا جوش ہوتا ہے لہٰذا اسے ٹھنڈے پانی سے ٹھنڈا کرو۔ ایک روایت میں فرمایا جب تم میں سے کسی کو بخار ہو تو اس پر ٹھنڈا پانی چھڑکو' اسے جاری نہر کی طرف جانا چاہیے' سورج طلوع ہونے سے پہلے اور فجر کے بعد جاری پانی کی طرف چلا جائے اور یوں کہے: بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ وَصَدِّقْ رَسُوْلَكَ اور تین دن تک پانی میں غوطے لے' تندرست ہو جائے تو ٹھیک ورنہ پانچ دن تک یونہی کرے' ٹھیک ہو جائے تو بہتر ورنہ سات دن تک یونہی کرے' انشاءاللہ سات دن سے آگے نہیں جا سکے گا۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا سخت گرمی کے موسم میں کرنا چاہیے ورنہ ٹھنڈے موسم میں ایسا کرنا بدن کو نقصان دے سکتا ہے۔

- آپ فرماتے تھے کہ بخار' گناہوں کو ایسے صاف کر دیتا ہے جیسے لوہے کی میل کو آگ۔
- آپ کے پاس اگر کوئی اسہال کی شکایت کرتا تو فرماتے کہ دو تین مرتبہ شہد پیو۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک دیہاتی کو بھی یہی نسخہ بتایا تو اسے اور زیادہ دست آنا شروع ہو گئے چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف اپنے بھائی کو بھیجا اور عرض کی کہ دست تو اور زیادہ آنا شروع ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی بات سچ ہے لیکن تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے چنانچہ چوتھی مرتبہ پینے سے وہ تندرست ہو گیا۔
- اگر رسول اکرم ﷺ کے پاس کوئی طبیعت میں خشکی کی شکایت کرتا تو آپ اس کے لئے گائے کا گھی اور سناء کی کھانا تجویز کرتے اور کچھ کہتے ہیں کہ پانی ملا ہوا شہد تجویز کرتے اور کچھ کہتے ہیں کہ کمون (زیرہ سیاہ) تجویز کیا جاتا۔
- آپ فرماتے تھے کہ خردل (رائی) میں ہر بیماری کے لئے شفاء ہوتی ہے' کچھ حب الرشاد کا نام لیتے ہیں۔

- جسے ذات الجنب (نمونیہ) کا مرض ہوتا' اس کے لئے زیتون اور ورس تجویز کیا کرتے جبکہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ذات الجنب کے لئے ہمیں قسط بحری اور زیتون کھانے کا حکم فرمایا نیز آپ م سنّا اور رائی میں بھی شفاء کا ذکر فرماتے۔
- آپ نے فرمایا: اس مبارک درخت کو ضرور استعمال میں لایا کرو یعنی زیت الزیتون کو' اس سے علاج کیا کرو کیونکہ یہ بواسیر کو ٹھیک کرتا ہے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوڑھ والے کے لئے کوڑتمہ تجویز کرتے کہ اسے جسم اور گوشت پر ملے۔
- آپ نے فرمایا کہ ہر انسان کے سر میں پورے دھڑ کی رگیں ہوتی ہیں' جب ان میں سے ایک رگ حرکت کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ بندے پر زکام مسلّط کر دیتا ہے جس سے جسم کو سکون ملتا ہے۔
- جسے مرض استسقاء ہوتی' اسے آپ حکم فرماتے کہ اونٹنی کا دودھ اور پیشاب پیئے۔
- زخم کے علاج کے لئے آپ بوریا جلا کر اس کی راکھ سے علاج فرماتے۔
- مرگی والے کے لئے دُعا فرمایا کرتے کہ اللہ اسے صحت عطا فرمائے۔
- عِرقُ النَّسَاَ کے لئے آپ عربی بھیڑ کی چکی سے علاج کرتے اور فرماتے کہ عرق النسأ کے لئے عربی بھیڑ کی چکی دواء ہے' اسے پگھلا کر تین حصے کر دے اور روزانہ نہار منہ ایک حصہ پی لیا کرے۔
- خارش اور دھدری کے لئے ریشمی لباس پہنانے سے علاج کرتے۔
- مرگی اور درد شقیقہ کے لئے سر کو مہندی لگانے کا حکم فرماتے اور فرماتے کہ انشاء اللہ اس کے ذریعے مرگی سے شفاء ہوگی۔
- آپ وجع الفؤاد (اس سے مراد پیٹ کی درد لیتے) ہیں کے لئے مدینہ کی کھجور عجوہ تجویز کرتے اور مریض کو حکم دیتے کہ روزانہ سات کھجور کھا لیا کرے' کوئی اور کھجور نہ کھائے۔
- تیز بخار کی صورت میں فجر کے بعد اور سورج طلوع ہونے سے پہلے مریض پر سرد پانی ڈالنے کو فرماتے۔
- ورم کے علاج کے لئے سخت دبانے کو فرماتے تاکہ اس سے سب کچھ نکل جائے۔
- کسی کے زہر کھا لینے کی صورت میں کندھوں کی پچھلی طرف درمیان میں سینگی لگانے کا حکم دیتے چنانچہ جب آپ کو یہودی عورت نے زہر دیا تھا تو آپ نے کندھوں پر تین مرتبہ سینگی لگوائی تھی۔
- بچھو کے ڈنگ مارنے کی صورت میں ڈنگ والی جگہ کو نمک والے پانی میں ڈال کر سورۂ قل ھو اللہ اور آخری دو سورتیں پڑھ کر دم کرنا تجویز فرماتے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حقنہ کرانے سے منع فرماتے' آپ نے ایک شخص کو روکا لیکن اس نے ایسا نہ کیا اور صحت مند ہو گیا' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا تو فرمایا کہ اگر دوبارہ درد ہونے لگے تو حقنہ کرانا۔

- حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ رسول اکرم ﷺ نے "شوکہ" مرض ہونے پر مجھے داغ لگایا (ایک روایت میں "ذبحہ" کا ذکر ہے)۔ شوکۃ تو چہرہ میں سرخی کو کہتے ہیں جبکہ ذبحہ گلے میں درد کو کہا جاتا ہے۔
- آپ اکثر فرماتے تھے کہ جو شخص داغ لگوائے یا منتر کروائے تو اس میں توکل نہیں رہ جاتا۔
- آپ فرماتے تھے کہ شفاء تین چیزوں میں ہوتی ہے: عمدہ پچھنے لگوانے میں' شہد پینے میں اور آگ سے داغ دینے میں لیکن میں اپنی امت کو داغ لگوانے سے منع کرتا ہوں۔
- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے ہمیں داغ لگوانے سے روک دیا تو پھر بھی ہم نے داغ لگوالئے تھے لیکن ہم تندرست نہ ہوئے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

پچھنے لگوانا اور اس کے اوقات

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سخت گرمی ہو تو پچھنے لگوا لیا کرو کیونکہ اس وقت اتنا خون نہیں بہتا جس سے جان کا خطرہ ہو۔

- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تمہاری ان دواؤں میں کوئی بہتری ہے تو بہترین پچھنے لگوانے' شہد پینے یا آگ سے سینک دینے میں ہے اور یہ اس صورت میں جب یہ بیماری کے موافق ہو لیکن میں داغ لگوانا پسند نہیں کرتا۔
- رسول اللہ ﷺ گردن کے دونوں پہلوؤں میں پوشیدہ رگوں اور پچھلی طرف دونوں کندھوں کے درمیان پچھنے لگواتے۔
- آپ چاند کی سترہ' انیس یا اکیس تاریخ کو پچھنے لگواتے اور فرمایا کرتے کہ ان دنوں میں پچھنے لگوانے پر ہر بیماری سے شفاء ہو جاتی ہے۔
- آپ کی خدمت میں جب بھی کوئی سر میں درد کی شکایت کرتا تو آپ اسے حکم فرماتے کہ پچھنے لگواؤ اور پاؤں میں درد کی شکایت پر بھی فرماتے کہ انہیں رنگ دو (یعنی پچھنے لگواؤ)۔
- آپ نے بتایا کہ شب معراج میں ملائکہ کے جس گروہ کے ہاں سے گذرتا تو وہ مجھے یہی مشورہ دیتے جاتے کہ اے محمد ﷺ! اپنی اُمت سے فرما دیجئے کہ پچھنے لگوانے کی عادت ڈالیں۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا کہ سر میں پچھنے لگوانا چھ بیماریوں سے شفاء کا سبب بنتا ہے: دیوانگی' سر درد' کوڑھ' برص' داڑھ درد اور نظر کی کمزوری۔

- آپ نے فرمایا کہ سر میں پچھنے لگوانا صحت کے لئے مددگار ہوتا ہے' مجھے جبریل علیہ السلام نے اس کے بارے میں اس وقت مشورہ دیا تھا جب میں نے یہودی عورت کا زہریلا کھانا کھایا تھا لیکن گردن کے پچھلے حصے میں گڑھے کے اندر پچھنے لگوانے سے گریز کرو کیونکہ اس سے بھول جانے کی مرض پیدا ہوتی ہے۔
- آپ نے فرمایا: پچھنے لگوانا ایک اچھا علاج ہے کیونکہ یہ ریڑھ کی ہڈی کو ہلکا کر دیتا ہے۔
- حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اہل کو منگل کے دن پچھنے لگوانے سے منع کرتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ منگل کا دن' خون کا دن ہوتا ہے اور اس میں ایک گھڑی ایسی آتی ہے جس میں یہ خون خشک نہیں ہوتا۔

علماء کرام رحمہم اللہ کہتے ہیں' اس سے مراد یہ ہے کہ منگل کا دن جب سترہ' انیس یا اکیس تاریخ کو نہ ہو' اس کی دلیل سلف صالحین کی طرف سے آگے بیان ہو رہی ہے۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ خون اس وقت نہ کھولو (فصد) جب یہ پورے جوش پر ہو کیونکہ اس دن اس میں لوہا اثر کر جاتا ہے اور جوش کے دن لوہا استعمال نہ کرو۔

- آپ فرماتے تھے کہ سترہ تاریخ منگل کے دن پچھنے لگوانا' سال بھر کی بیماریوں سے علاج کا سبب بنتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: جو شخص ہفتہ یا بدھ کو پچھنے لگوا بیٹھے اور اسے برص ہو جائے تو پھر اپنے آپ ہی کو برا بھلا کہے۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ پچھنے لگوانے سے حافظ کے حافظے میں اضافہ ہوتا ہے اور عقل والے کی عقل بڑھتی ہے لہٰذا اللہ کا نام لے کر پچھنے لگوایا کرو لیکن بدھ' جمعرات' جمعہ' ہفتہ اور اتوار کو نہ لگواؤ بلکہ پیر اور منگل کو لگواؤ کیونکہ یہ وہ دن ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو صحت عطا فرمائی تھی جبکہ بدھ کے دن انہیں بیماری میں مبتلا کیا تھا' یاد رکھو کہ کوڑھ اور برص بدھ کے دن اور رات ہی کو پیدا ہوا کرتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ کوڑھ بدھ ہی کے دن اُترا تھا چنانچہ اس کوڑھ کو حقیر جانتے ہوئے ایک شخص نے بدھ کے دن پچھنے لگوا لئے تھے تو اللہ کی پناہ' اسے برص ہو گیا تھا۔

سلف صالحین کا طریقہ یہ تھا کہ جمعہ' بدھ اور منگل کو پچھنے لگوانا ناپسند کرتے تھے البتہ منگل کا دن جب سترہ' انیس یا اکیس تاریخ کو ہوتا تو لگوا لیا کرتے چنانچہ حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے سر میں پچھنے لگوا لئے تو میری عقل جاتی رہی اور نماز میں سورۂ فاتحہ تک پڑھتے وقت مجھے لقمہ لینے کی ضرورت ہوتی۔

خاتمہ

حضرت ابو ھند حجام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو پچھنے لگا کر نکلا ہوا خون پی لیا تو آپ نے دو مرتبہ فرمایا: تمہیں علم نہیں کہ خون سارا ہی حرام ہوتا ہے لہٰذا دوبارہ ایسا نہ کرنا۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابو طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضورﷺ کو پچھنے لگائے تو میرے دیکھتے دیکھتے انہوں نے آپ کا نکلا ہوا خون پی لیا' اس پر آپ نے فرمایا کہ: اب تم کبھی بھی جہنم میں نہ جا سکو گے۔ واللہ اعلم۔

باب

منتر اور تعویذ کا حکم

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ منتر کرنا' تعویذ گنڈا اور جادو ٹونہ شرک کا کام ہے' اس پر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ ''تولہ'' کیا ہوتا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ اس سے مرد کو عورت کا محبوب بنایا جاتا ہے۔

- رسول اللہﷺ نے فرمایا اگر کوئی تعویذ گنڈے کا کام کرے تو اللہ اس کا یہ کام پورا نہ کرے اور جو جدائی کرائے' اللہ اسے جدا کر دے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ محبت کے بعد اگر گنڈا کر دے تو یہ برا نہیں البتہ اس سے پہلے کرے تو برا ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ مثلاً میں نے اگر تریاق پی ہی لیا تو اب گلا کیسا کہ میں کیا چھوڑوں اور کیا لوں' منتر کراؤں یا پھر اپنی طرف سے شعر پڑھوں۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ جواز اس وقت بنتا ہے جب اسے حضورﷺ کے ساتھ خصوصیت حاصل ہو حالانکہ ایک جنتی نے تریاق استعمال کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔

- حضورﷺ نے نظر بد لگنے کی صورت میں نیز بچھو کاٹنے کی صورت میں اور پہلو میں پھنسیاں نکلنے کی صورت میں دم کرنے کی اجازت دی تھی۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورﷺ ایک قوم کے پاس تشریف لے گئے' ان کے ہاں ایک بچہ رو رہا تھا' فرمایا تمہارے اس بچے کو کیا تکلیف ہے؟ تم نے نظرِ بد کے لئے اسے دم کیوں نہیں کرایا؟
- حضرت شفا بنت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ میں جب حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تھی تو رسول اللہﷺ میرے پاس تشریف لائے میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی' آپ نے مجھ سے فرمایا: تم اسے چیونٹی کا دم ویسے ہی کیوں نہیں سکھاتیں جیسے اسے لکھائی سکھاتی ہو؟

اس روایت میں عورتوں کو لکھائی سکھانے کا جواز ملتا ہے۔

- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم جاہلیت کے زمانے میں دم وغیرہ کیا کرتے تھے پھر حضور ﷺ سے پوچھا کہ اس بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: وہ دم مجھے بتاؤ تو سہی' ویسے اس میں حرج نہیں جب تک شرک کی بات نہ کر بیٹھو۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت میرے پاس آئے جب ایک یہودی عورت مجھے دم کر رہی تھی' آپ نے اسے فرمایا کہ اسے قرآنی دم کرو۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب رسول انور دم کرنے سے منع فرمایا تھا تو ایک آدمی نے حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارے پاس بچھو کاٹنے کا تجربہ شدہ ایک منتر تھا لیکن آپ نے تو اسے منع فرما دیا ہے؟

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پھر اس نے وہ دم پیش کیا تو آپ نے فرمایا: اس میں تو کوئی اعتراض والی بات نہیں لہٰذا جس سے بن پڑے کہ اپنے کسی بھائی کا فائدہ کر سکے تو اسے ایسا کرنا چاہئے۔

اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ دم کے ذریعے گانٹھیں وغیرہ کھول دینا جائز ہیں اور یہی کچھ حضرت سعید بن میتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرماتے ہیں' ان کا کہنا ہے کہ اس سے دم کرنے والوں کا ارادہ کسی کا فائدہ کرنا ہوتا ہے کیونکہ جس چیز سے کسی چیز کا فائدہ ہو اسے کسی صورت میں روکا نہیں جا سکتا۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کو آخری دو سورتیں پڑھ کر دم کیا کرتے اور پھونک مار دیتے اور جب آپ کا وقت وصال ہوا تو میں نے بھی دم کیا تھا اور پھر میں آپ ہی کا ہاتھ مبارک آپ کے جسم پر پھیرتی تھی کیونکہ میرے ہاتھ کے مقابلے میں آپ کے ہاتھ میں زیدہ برکت تھی۔ واللہ اعلم۔

باب

نظرِ بد ہونے پر غسل کرنا' نظرِ بد حق ہوتی ہے' جنوں سے بچاؤ کے تعویذ وغیرہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اکرم مجھے حکم دے رکھا تھا کہ نظر بد میں دم کرایا کروں۔

- حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! بنو جعفر کو نظر بد ہو جایا کرتی ہے تو کیا میں انہیں دم کرانے کا کہہ دیا کروں؟ فرمایا: ہاں کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر کو ہٹا سکتی تو نظرِ بد ہی ہوتی اور جب اس سلسلے میں تمہیں کوئی غسل کرنے کا کہے تو ضرور غسل کر لیا کرو کیونکہ نظر بد ایک یقینی چیز ہے۔

- آپ نے فرمایا کہ میری اُمت کی گویا آدھی قبریں نظر بد کے لگنے (کی وجہ سے فوت ہونے) پر بنتی ہیں۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نظر بد لگانے والے کو کہا جاتا تھا کہ وضو کرے اور جسے نظر بد لگی ہوتی تھی' اسے کہتے تھے کہ اس بچے پانی سے غسل کرے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ کے ہمراہ حضرت سہل بن حنیف بھی تھے' وہ سفید رنگ اور جسم و جلد کے لحاظ سے خوبصورت تھے' وہ جحفہ کے مقام پر جرار کی گھاٹی میں غسل کرنے کے لئے اُترے تو انہیں عامر بن ربیعہ نے نہاتے ہوئے دیکھا (یہ بنوعدی میں سے تھے) اور کہا: آج تک میں نے ایسی جلد والا کوئی نہیں دیکھا جو پردہ دار دلہن کی طرح دکھائی دیتا ہو' یہ سنتے ہی حضرت سہل کو بخار ہو گیا چنانچہ رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں یہ عرض کی گئی کہ سہل کا کوئی علاج فرمایئے کیونکہ وہ تو سر ہی نہیں اُٹھاتے۔ آپ نے فرمایا: کس کی وجہ سے ایسا ہوا ہے' ذرا نام تو لو! انہوں نے عرض کی کہ انہیں عامر بن ربیعہ نے دیکھا ہے۔ آپ نے اسے بلا بھیجا اور ناراض ہوئے اور فرمایا: تم کس بناء پر اپنے بھائی کا نقصان کرتے ہو؟ جب تم نے اس کو دیکھ کر تعجب کیا تھا تو کاش تَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ کہہ دیا ہوتا' پھر عامر سے فرمایا کہ اسے نہلاؤ چنانچہ اس نے ان کا چہرہ' دونوں ہاتھ' کہنیاں' گھٹنے' پاؤں کے پہلو دھوئے اور پیالے سے دھوتی کے اندر پانی گرایا اور ان کے پورے جسم پر پانی ڈالا اور پیچھے سے ایک آدمی ان کے سر اور پیٹھ پر پانی ڈالے جا رہا تھا۔ جب اُن کو نہلا دیا تو ایسے لگ رہا تھا جیسے انہیں کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔
- آپ سے جب ''نشرہ'' (جن کا دم) کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ یہ شیطان کا کام ہوتا ہے۔

علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ ''نشرہ'' وہ دم اور تعویذ ہے جو ایسے شخص کے لئے کیا جاتا ہے جس پر جن کا اثر ہو یا جس کی بیماری لمبی ہو جائے۔ نشرہ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اسے مریض پر جھاڑا جاتا ہے اور اسے اس بندش سے چھڑایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

فروع:

یہاں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کونسا دم فرماتے اور کیا کرنے کا حکم فرماتے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو بخار اور ہر قسم کی دردوں کے لئے یہ دم سکھایا کرتے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الْکَبِیْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مِنْ کُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَّمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ اور جب آپ کے پاس کوئی شخص کسی تکلیف کی شکایت لے کر آتا یا اسے زخم ہوتا یا پیپ پڑی ہوتی تو یہ پڑھ کر اس پر لعاب مبارک لگاتے اور پھر مٹی پر پڑھتے وقت تُرْبَۃُ اَرْضِنَا بھی فرماتے۔
- ایک روایت میں ہے کہ پھر یہی پڑھ پڑھ کر انگلی پر دم کرتے اور اسے زمین پر لگاتے اور پھر اُٹھا لیتے اور یہ پڑھتے

بِسْمِ اللّٰہِ تُرْبَۃُ اَرْضِنَا بِرِیْقَۃِ بَعْضِنَا یُشْفٰی بِہٖ سَقِیْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا○

- جب آپ کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا اسے آپ کے پاس لایا جاتا تو فرماتے:
اَذْھِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا○
ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ فرمانا: لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ' دواء استعمال کرانے کے بعد ہوا کرتا تھا کیونکہ آپ کے لائق یہی طریقہ بہتر تھا۔

- ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں:
اِمْسَحِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ بِیَدِکَ الشِّفَاءُ لَا کَاشِفَ لَہٗ اِلَّا اَنْتَ○

- آپ اکثر اللہ سے پناہ مانگتے ہوئے یوں فرماتے تھے:
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْجَانِّ وَمِنْ عَیْنِ الْاِنْسَانِ○

اور جب آخری دو سورتیں نازل ہوئیں تو ان کے علاوہ آپ نے باقی سب کچھ چھوڑ دیا۔

- ایک مرتبہ حضور ﷺ بیمار ہوئے تو حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور پوچھا: اے محمد! آپ بیمار ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ اس پر جبریل علیہ السلام نے یوں دم کیا:
بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ دَاءٍ یُّؤْذِیْکَ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْعَیْنٍ حَاسِدٍ بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ وَاللّٰہُ یَشْفِیْکَ○

- حضرت عثمان بن ابو وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے جسم درد کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ درد والی جگہ پر ہاتھ رکھو اور تین مرتبہ بِسْمِ اللّٰہِ پڑھو اور پھر اس کے بعد سات مرتبہ یہ پڑھو: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ ۔ پھر انہوں نے بتایا کہ میں نے یوں کیا تو درد جاتی رہی چنانچہ میں نے گھر والوں اور دوسرے لوگوں کو یہی کرنے کو کہا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

باب

بدفالی لینا' فال نکالنا' شامت پڑنا' دشمنی سے بچنا اور طاعون سے بچاؤ کرنا

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی شے سے بدفالی نہ لیا کرتے چنانچہ جب کسی کو کسی جگہ کا حکمران بنا کر بھیجنا چاہتے تو ان کا نام پوچھتے' نام اچھا ہوتا تو بہت خوش ہوتے اور خوشی آپ کے چہرۂ انور سے

دکھائی دیتی لیکن اگر نام اچھا نہ ہوتا تو چہرۂ انور سے ناراضگی صاف دکھائی دیتی۔

- جب آپ کسی شہر و بستی میں تشریف لے جاتے تو پہلے اس کا نام پوچھتے' اچھا ہوتا تو خوش ہوتے اور خوشی چہرۂ انور سے ظاہر ہو جاتی لیکن اچھا نام نہ ہوتا تو چہرۂ انور سے ناپسند ہونے کا اظہار ہوتا۔
- جب آپ کوئی ایسی چیز دیکھتے جو دل کو بھلی معلوم ہوتی تو پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ اور وہ چیز دیکھتے جو اچھی نہ لگتی تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ نے کسی سے کوئی اچھی بات سنی تو فرمایا: تمہارے منہ سے نکلی بات سے پتہ چل رہا ہے کہ اس میں تمہاری بھلائی ہے۔
- جب آپ کسی مقصد کے لئے کہیں تشریف لے جاتے اور یَا رَاشِدُ' یَا نَجِیْحُ (اے راہِ راست پر چلنے والے اور اے نجات پانے والے) جیسے الفاظ سن لیتے تو آپ کو اچھے لگتے چنانچہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں فال کی بات کی تو فرمایا: اچھی چیز فال ہوتی ہے اور یہ مسلمان کو تکلیف نہیں دیتی چنانچہ جب تم ناپسند چیز کو دیکھو تو کہو:

اَللّٰهُمَّ لَا یَاْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا یَدْفَعُ السَّیِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۝

- آپ فرماتے تھے کہ بدشگونی لینا شرک ہے' ہم میں سے ہر ایک اصل میں صحیح ہی ہوتا ہے' اللہ توکل کی وجہ سے بدشگونی دور فرما دیتا ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ کوڑھ والوں کی طرف بری نظر سے نہ دیکھو۔
- آپ نے فرمایا: کسی کی کوئی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی اور نہ ہی بدشگونی کوئی چیز ہے' مجھے تو اچھی فال لینا پسند ہے۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ فال کیا چیز ہوتی ہے؟ فرمایا: منہ سے کوئی اچھی بات نکال دینا۔
- فرمایا: تین چیزوں میں بدشگونی لی جاتی ہے: گھوڑے' عورت اور گھر میں۔ ایک اور روایت میں چوتھے دن لازمی بخار ہو جانا' خادم اور گھوڑے کا ذکر ملتا ہے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے' عورت اور گھر کے بارے میں بدشگونی کا ذکر نہیں کیا' آپ نے صرف یہ فرمایا کہ دورِ جاہلیت کے لوگ اس سے بدشگونی لیتے تھے۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شگون کے بارے میں تاویل کی ضرورت نہیں بلکہ اللہ کے ادب کی خاطر ہم ایسی بری نسبت شے ہی کی طرف منسوب کر دیا کرتے ہیں (اللہ کی طرف نہیں کرتے) جیسے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بتاتا ہے کہ حضرت خلیل علیہ السلام نے فرمایا تھا: وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ (میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفاء دیتا ہے) چنانچہ آپ نے بیماری کو تو اپنی طرف منسوب کیا لیکن شفاء اللہ کی طرف منسوب کی کیونکہ مرض کو تو دل اچھا نہیں جانتے (تو اسے اللہ کی طرف منسوب کیوں کریں؟) واللہ اعلم۔

- آپ نے فرمایا تھا کہ جب تم طاعون کے بارے میں سنو کہ کسی علاقے میں داخل ہو چکی ہے تو وہاں نہ جاؤ اور پہلے ہی وہاں موجود ہونے کی صورت میں آ گئی ہے تو وہاں سے بھاگنے کی کوشش نہ کرو۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک تندرست شخص کے پاس بیمار کو نہ لایا جائے جبکہ صحیح شخص جہاں چاہے جا سکتا ہے۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا. فرمایا. یہ وباء ایک عذاب ہوتا ہے' اس نے تم سے پہلے لوگوں کے گروہ کے گروہ تباہ کر دیے تھے' ابھی بھی یہ موجود ہے' کبھی آ جاتی ہے اور کبھی چلی جاتی ہے۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن شہید لائے جائیں گے اور طاعون کی وجہ سے فوت ہو جانے والے بھی' تو طاعون سے مرنے والے کہیں گے کہ شہید ہم ہیں' اللہ فرمائے گا: دیکھو' اگر ان کے زخم شہیدوں کی طرح ہیں اور ان سے خون نکلا ہوا ہے جس سے کستوری کی خوشبو آتی ہے تو یہ شہید ہوں گے چنانچہ فرشتے دیکھیں گے تو واقعی ان سے خوشبو آ رہی ہوگی۔
- فرمایا: طاعون والا ہر مسلمان شہید گنا جاتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے' فرمایا: طاعون میری اُمت کے لئے شہادت کا سبب بنتی ہے اور رحمت ہوتی ہے جبکہ کافروں پر عذاب بن کر آتی ہے۔
- آپ نے فرمایا: اے اللہ! میری اُمت کا میدان' تیروں اور طاعون کے ذریعے مرنے والوں سے بھر دے۔ صحابہ نے عرض کی' یا رسول اللہ! یہ تیروں اور تلواروں سے مرنا تو ہم جانتے ہیں لیکن طاعون کیا ہوتی ہے؟ فرمایا: تمہارے دشمن جنوں کی طرف سے چبھونا ہوتا ہے اور ہر ایک میں شہادت ملتی ہے۔ ایک اور روایت میں پوچھا گیا کہ طاعون کیا ہے؟ تو فرمایا: یہ ایک گلٹی ہوتی ہے جیسے اُونٹ میں ہوتی ہے' بغلوں اور مراق (گلے) میں نکلتی ہے' جو بھی اس سے مر جاتا ہے وہ شہید ہوتا ہے۔
- آپ نے فرمایا تھا: طاعون والے علاقے میں ٹھہرا ہوا شخص یوں ہوتا ہے جیسے شہید اور اس کے ڈر سے بھاگنے والا یوں ہوتا ہے جیسے جنگ کے میدان سے بھاگنے والا۔

ایک اور روایت میں ہے: جو بھی شخص طاعون والے شہر میں ہوتا ہے اور ثواب کی نیت سے وہاں ٹھہرا رہتا ہے تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ تکلیف وہی پہنچتی ہے جسے اللہ لکھ چکا ہوتا ہے اور اس پر اسے شہید جتنا اجر ملتا ہے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کو اس وقت چلے جب وہاں طاعون پھیل چکی تھی تو راستے میں آپ کو حضرت ابوعبیدہ اور ان کے ساتھی ملے جنہوں نے بتایا کہ شام میں طاعون کی وباء آ چکی ہے تو آپ نے فرمایا: میرے پاس سب سے پہلے ہجرت کرنے والوں کو لاؤ' میں بلا لایا تو آپ نے ان سے مشورہ کیا' کچھ نے کہا: واپس چلے جایئے' رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو آگے نہ لے جایئے' کیونکہ ہلاک ہو جائیں گے لیکن کچھ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! آگے چلئے اور اللہ پر بھروسہ رکھئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اولین مہاجرین کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے لوگوں میں اعلان کرا دیا کہ قافلے بنا کر مدینہ کی طرف چلے جاؤ۔ اس پر ایک شخص نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ اس سے بھاگ جانا چاہتے ہیں؟ تو کہا: ہاں میں اللہ کی تقدیر سے اللہ ہی کی تقدیر کی طرف جا رہا ہوں۔

• حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ طاعون ایک قسم کا عذاب ہے لہٰذا جہاں دیکھو بھاگ جاؤ۔ واللہ اعلم۔

باب

کاہنوں' نجومیوں اور جادوگروں کے پاس جانے سے رُکنے کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہلاک کرنے والی سات چیزوں سے بچو' عرض کی گئی: یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون کون سی ہیں؟ فرمایا: اللہ کا شریک بنانا' جادو کرنا' لائق قتل کے علاوہ ناحق قتل کرنا' سود خوری' یتیم کا مال کھانا' میدان جنگ سے بھاگنا اور پاک دامن مومن عورتوں کو ان کی لاعلمی میں تہمت لگانا۔

• رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص گانٹھ لگا کر پھونک مارے' وہ جادوگر ہے اور جو جادو کرے' مشرک ہو جاتا ہے اور جو گلے میں تعویذ وغیرہ لٹکاتا ہے تو پھر اسے (اللہ کے علاوہ) اسی تعویذ پر بھروسہ ہوگا۔

• آپ نے بتایا کہ داؤد نبی علیہ السلام پر ایک وہ گھڑی آتی تھی جس میں وہ اپنے گھر والوں کو اُٹھا کر فرماتے: اُٹھو اور نماز پڑھو کیونکہ یہ وہ گھڑی ہے جس میں اللہ تعالیٰ جادوگر اور دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی بات کرنے والے کے علاوہ ہر ایک کی دُعاء قبول فرمالیتا ہے۔

• آپ ہی نے فرمایا: ایسا شخص ہم میں شمار نہیں ہوگا جو بدشگونی لے یا دلوائے' کاہنوں والا کام کرے یا کرائے اور جادو کرے یا کرائے اور جو کسی کاہن کے پاس جا کر اسے سچا جانے تو یوں سمجھو کہ اس نے محمد (ﷺ) پر اُتری ہر چیز کا انکار کر دیا اور جا کر یقین نہ کرے تو پھر بھی اس کے چالیس راتوں کے نفل قبول نہ ہوں گے۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ کاہن وہ شخص ہوتا ہے جو غیب کی خبریں دیتا ہے' تاہم اس کی چند یا زیادہ خبریں صحیح ثابت ہوتی ہیں اور اس کا خیال یہ ہوتا ہے کہ یہ باتیں اسے جن بتاتا ہے۔

• ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص کسی کاہن کے ہاں جا کر کچھ پوچھے تو چالیس راتوں تک اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی اور اگر اسے سچا جانتا ہے تو کافر ہو جاتا ہے۔

• آپ نے فرمایا جو کاہنوں والا کام کرے یا تیر پھینکنے کا کام کرے یا سفر سے واپسی پر بدشگونی لے تو وہ ہرگز بلند مرتبہ حاصل نہیں کر سکتا۔

- آپ اکثر فرمایا کرتے کہ جو شخص کسی کاہن کے پاس جا کر کچھ پوچھے اور اس کی تصدیق کرے تو اس کی چالیس دن کی عبادت قبول نہ ہو سکے گی۔ کاہن وہ شخص ہوتا ہے جو ابتدائی کچھ اسباب کی وجہ سے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ غیبی باتوں سے واقف ہے اور یوں غیب کی خبریں دیتا پھرتا ہے جیسے وہ بتاتا ہے کہ یہ سامان فلاں شخص سے چوری کیا گیا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ یہ سامان فلاں جگہ سے چوری ہوا ہے وغیرہ وغیرہ۔
- آپ فرماتے تھے کہ جو شخص جتنا علم نجوم حاصل کرتا ہے' اتنا ہی گویا جادو کا علم حاصل کرتا ہے' تھوڑا ہو تو تھوڑا اور زیادہ ہو تو زیادہ۔

علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ جس علم نجوم سے روکا گیا ہے وہ اہل نجوم کا ایسا علم ہوتا ہے جس میں وہ آئندہ ہونے والے واقعات بتاتا ہے جیسے بارش آئے گی' برف پڑے گی' ہوا چلے گی اور گرمی وغیرہ پڑے گی اور ان کا خیال ہوتا ہے کہ وہ یہ باتیں ستاروں کی گردش' ان کے ملنے' جدا ہونے پھر کبھی دکھائی دینے اور کبھی نہ دینے سے معلوم کرتے ہیں حالانکہ یہ وہ علم ہے جسے اللہ نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے' اللہ کے علم دئے بغیر اسے کوئی نہیں جانتا اور رہی وہ چیزیں جو نجوم کے ذریعے انسان کے دیکھنے میں آتی ہیں جن سے سورج ڈھلنے اور قبلہ کی جانب کا پتہ چلتا ہے اور کسی کام کا کتنا وقت گذر چکا اور کتنا باقی ہے تو اسے روکا ہی نہیں گیا۔

علم نجوم کا آغاز

- حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ علم نجوم کی اصل یہ ہے: ایک نبی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام سے ان کی قوم نے کہا تھا: ہم آپ پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ ہمیں یہ نہ بتائیں گے کہ مخلوق کب سے پیدا ہونا شروع ہوئی پھر ان کے مرنے کی اطلاع نہیں دیں گے جس پر اللہ تعالیٰ نے ایک بادل کو حکم دیا کہ پہاڑ پر برسے چنانچہ وہاں صاف ستھرا پانی جمع ہو گیا' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اپنی قوم کو لے کر اس جگہ چلے جائیں' وہ وہاں چلے گئے تو سورج اور چاند ستاروں نیز شب و روز کے گھنٹوں سے انہیں پتہ چل گیا کہ مخلوق کب سے پیدا ہوئی اور ان کی عمریں کتنی کتنی ہیں' وہ یہ جان لیتے تھے کہ ان میں سے کوئی کب مرے گا' کب اس کے ہاں اولاد ہو گی اور کس کے پاس اولاد ہو گی چنانچہ کچھ عرصہ تک انہیں معلوم ہوتا رہا اور اسی دوران حضرت داؤد علیہ السلام بھیج دئے گئے۔ آپ نے ان کافروں سے لڑائی شروع کی تو ان میں سے جنگ میں وہ لوگ شریک ہوتے جن کی موت نہ آئی ہوتی اور وہ پیچھے گھروں میں رہ جاتے جنہیں مر جانا ہوتا چنانچہ وہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھیوں کو تو قتل کرتے چلے جاتے لیکن ان کا کوئی بھی ساتھی انہیں قتل نہ کر سکتا۔ اس پر حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی: یا اللہ! میں تو تیری فرمانبرداری میں لڑ رہا ہوں پھر بھی میرے ہی ساتھی قتل ہو رہے ہیں جبکہ یہ تیرے نافرمان ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی مرتا

نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے داؤد! میں نے انہیں یہ علم دے رکھا ہے کہ کب پیدا ہوں گے اور کب مریں گے چنانچہ لڑنے کے لئے تمہارے سامنے وہی آ رہا ہے جس نے مرنا نہیں ہوتا اور یہی وجہ ہے کہ وہ تمہارے ساتھیوں کو قتل کئے جا رہے ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی نہیں مرتا۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی: اے پروردگار! تو نے انہیں کیا کچھ سکھایا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہیں سورج اور چاند ستاروں کی گردش کا علم دیا ہے اور بتایا ہے کہ شب و روز کیسے ہوتے ہیں۔ اس پر حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی اللہ سے دعا کی تو سورج رُک گیا جس کی وجہ سے ان کا دن لمبا ہو گیا' رات دن بڑھنے لگے مگر کچھ پتہ نہیں چل سکتا تھا کہ یہ کتنے لمبے ہوں گے چنانچہ ان کا حساب گڑبڑ ہو گیا اور اس کے بعد ستاروں میں نظر کرنا ناپسند ہو گیا۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اہلِ کتاب کی طرف سے ایسا کوئی خط آیا تو حضور علیہ السلام ان پر ناراض ہوئے اور فرمایا: اے عمر! کیا ایسی باتوں سے تم پریشان ہو رہے ہو؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے: میں تو تمہارے پاس چمکتا دمکتا دین لے کر آیا ہوں چنانچہ اگر اس وقت حضرت موسےٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری فرمانبرداری کے علاوہ انہیں کچھ نہ سوجھتا۔

آپ نے فرمایا: تم اہلِ کتاب سے کچھ بھی پوچھا نہ کرو' کبھی وہ تمہیں حق بات بتائیں گے تو تم انہیں جھٹلاؤ گے اور کبھی غلط بات بتائیں گے تو تم ان کی تصدیق کرو گے اور یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت دانیال علیہ السلام کے صحیفوں کو دیکھنے سے منع فرما دیا تھا اور جو دیکھتا' اسے کوڑے لگاتے' آپ انہیں جلا دینے کا حکم دیتے۔

- آپ فرماتے تھے کہ جو شخص میاں بیوی کے درمیان جدائی کا کوئی عمل کرے تو وہ اللہ کی ناراضگی مول لے گا اور دنیا و آخرت میں اس پر لعنت ہو گی اور یہ اللہ کا حق ہو گا کہ اسے جہنم کے پتھر مارے' ہاں توبہ کر چکا ہو تو بچ جائے گا۔
- رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا تھا کہ پرندہ اُڑا کر شگون لینا بدفالی اور کنکر مار کر شگون لینا (یہ بھی کاہنوں کا کام تھا) بت پرستی میں داخل ہے۔
- آپ نے بتایا کہ جنوں کے جادوگر ''غیلان'' کہلاتے ہیں۔

جادوگری کی سزا کا بیان کتاب الحرام کے آخر میں انشاء اللہ آئے گا۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

باب

اس باب میں مقرر وقت پر پڑھے جانے والے اور کھلے پڑھے جانے وظیفوں کا ذکر ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ... کی فضیلت بتائی گئی ہے۔ یہاں عبادات کا چوتھا حصہ ختم ہو رہا ہے اور اس میں کئی فصلیں ہیں۔

فصل:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص خلوصِ دل سے لا الٰہ الا اللّٰہ پڑھتا رہے تو قیامت کے دن وہ میری شفاعت کی وجہ سے بہت نیک بخت بن جائے گا۔

- آپ نے فرمایا کہ نیک کاموں میں سب سے بڑھ کر نیکی لا اللہ الا اللّٰہ پڑھا کرنا ہے۔
- آپ نے فرمایا: جو شخص یہ گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی لائق عبادت نہیں اور محمد ﷺ' اللہ ہی کے بھیجے ہوئے ہیں تو اللہ دوزخ پر اسے جلانا حرام کر دے گا۔ یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا میں یہ بات دوسرے لوگوں کو بھی نہ بتا دوں' وہ خوش ہو جائیں گے؟ فرمایا: اس طرح تو وہ اسی بات کا سہارا لے لیں گے۔
- آپ فرماتے تھے: جو بندہ بھی بڑے گناہوں سے بچتے ہوئے خلوصِ دل سے لا اللہ الا اللّٰہ کہتا رہے گا تو اس کے لئے آسمانوں کے سارے دروازے کھول دئے جائیں گے اور وہ سیدھا عرش پر جا پہنچے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ! اخلاص کیا ہوتا ہے؟ فرمایا جس جس چیز کو اللہ نے حرام قرار دے دیا ہے' اس سے بچے رہنا۔

- آپ نے فرمایا: جو شخص خوب کھینچ کر لا اللہ الا اللّٰہ پڑھا کرے تو اس کے چار ہزار گناہ جھاڑ دئے جائیں گے۔
- آپ نے بتایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے پروردگار! مجھے کوئی ایسی چیز بتا دے جس کے ذریعے میں تیرا ذکر کروں اور تجھ سے دُعا کروں۔ فرمایا: لا الـٰہ الا اللّٰـہ کہا کرو' عرض کی: یا اللہ! یہ تو تیرے سب بندے ہی کہا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا: لا الـٰہ الا اللّٰـہ کہا کرو۔ انہوں نے عرض کی: اے پروردگار! میں تو اپنے لئے کوئی خاص چیز مانگ رہا ہوں۔ اللہ نے فرمایا: اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں ہوں اور لا اللہ الا اللّٰہ دوسرے پلڑے میں تو پھر بھی یہ پلڑا بھاری ہو گا۔
- آپ فرمایا کرتے کہ سب سے افضل ذکر لا اللہ الا اللّٰہ اور سب سے افضل دُعا الحمد للّٰہ ہے (یعنی جو حمد الٰہی کے بعد کی جائے)۔
- حضرت عبادہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ فرمایا تم میں کوئی دوسرا یعنی اہلِ کتاب بھی ہے؟ ہم نے عرض کی: نہیں' یا رسول اللہ! آپ نے ہمیں حکم فرمایا کہ دروازے بند کر دو اور پھر فرمایا کہ ہاتھ اُٹھا کر لا الـٰہ الا اللّٰـہ کہو چنانچہ ہم نے کچھ دیر تک یوں کیا تو پھر فرمایا' اللہ تیرا شکر

ہے' اے اللہ! تو نے مجھے یہ کلمہ دے کر بھیجا ہے' مجھے اسے پڑھنے کا حکم دیا ہے اور اس کی وجہ سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے' تو وعدہ خلافی نہیں کرے گا اس کے بعد فرمایا: اب خوشیاں مناؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا ہے۔

- آپ فرماتے تھے کہ اپنا ایمان تازہ کیا کرو۔ اس پر ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم ایمان کیسے تازہ کیا کریں؟ فرمایا: **لا الہ الا اللّٰہ** کثرت سے پڑھتے رہا کرو۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ موت سے پہلے پہلے **لا الہ الا اللّٰہ** کثرت سے پڑھتے رہو۔
- آپ نے فرمایا: جو شخص بھی رات اور دن میں گھڑی بھر کے لئے **لا الٰـہ الا اللّٰـہ** پڑھا کرے گا تو اس کے عملوں کے دفتر سے برائیاں ختم کر کے وہاں نیکیاں لکھ دی جایا کریں گی۔
- یہ بھی فرمایا: کیا میں تمہیں حضرت نوح علیہ السلام کی وصیت نہ بتا دوں؟ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ضرور بتائیے۔ آپ نے بتایا کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو دو وصیتیں فرمائیں چنانچہ اس سے فرمایا: اے بیٹے! میں تمہیں وصیت کر رہا ہوں کہ **لا الٰـہ الا اللّٰـہ** پڑھتے رہا کرو کیونکہ اگر آسمان و زمین ایک پلڑے میں ڈال کر دوسرے پلڑے میں **لا الہ الا اللّٰہ** لکھا رکھ دیا جائے تو یہ پلڑا بھاری ہو جائے گا اور پھر اگر آسمان و زمین ایک گول شے سمجھ کر اس پر اسے رکھ دو تو وہ ٹوٹ جائے گا۔ دوسری وصیت یہ ہے کہ **سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ** پڑھتے رہا کرو کیونکہ یہ ہر شے کی نماز ہے اور اسی کے ذریعے ہر شے کو روزی دی جاتی ہے۔
- آپ نے فرمایا کہ جنت کی پوری قیمت **لا الہ الا اللّٰہ** پڑھنا ہے۔
- آپ ارشاد فرماتے تھے کہ آدھے ترازو کو تو **سُبْحٰنَ اللّٰہ** بھر دے گا اور **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** پورے ترازو کو بھر دے گا اور **لا الہ الا اللّٰہ** اللہ کے سامنے اللہ کو ملنے میں کوئی رکاوٹ نہ آئے گی۔
- آپ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میرے ایک امتی کو پوری مخلوق کے سامنے لائے گا اور اس پر حد نگاہ تک لمبے زنجیر پڑے ہوں گے اور جب وہ یہ خیال کر رہا ہوگا کہ وہ ہلاک ہوا چاہتا ہے تو کاغذ کا ایک پُرزہ لایا جائے گا جس میں **لا الہ الا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ** لکھا ہوگا چنانچہ اسے ایک پلڑے میں ڈال کر دوسرے میں وہ زنجیریں رکھی جائیں گی تو زنجیریں ہلکی پڑ جائینگی اور وہ ٹکڑا بھاری ہو جائے گا کیونکہ اللہ کے نام کے مقابلے میں کوئی شے بھاری نہیں ہو سکتی۔
- آپ فرماتے تھے کہ **لا الہ الا اللّٰہ** کا مقابلہ کوئی عمل بھی نہیں کر سکتا اور نہ ہی یہ کوئی گناہ رہنے دیتا ہے۔
- حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ جب ایک کافر لمبی عمر والا ہوتا ہے جس میں وہ **لا الٰـہ الا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰـہ** کہہ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ مٹا دیتا ہے چنانچہ اسی سے مسلمان کے حال کا اندازہ لگاؤ جو پوری زندگی اسے پڑھا کرتا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

خاموشی اور بلند آواز کے ساتھ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا

رسول انور ﷺ بتاتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بندہ جب میرے خیال میں مگن ہوتا ہے تو میں اس کے بالکل قریب ہی ہوتا ہوں‘ وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں ساتھ ہی ہوتا ہوں‘ وہ دل میں میرا ذکر کرے تو میں بھی اپنے آپ میں اسے یاد کر رہا ہوتا ہوں لیکن اگر وہ مجمع میں یاد کرے تو میں اس سے بھی بہتر مجمع میں اسے یاد رکھتا ہوں‘ وہ میری طرف انگشت بھر بڑھتا ہے تو میں ہاتھ بھر بڑھتا ہوں اور اگر وہ ہاتھ بھر بڑھتا ہے تو میں پورا بازو بھر بڑھتا ہوں‘ وہ میری طرف پیدل چلا آئے تو میں تیزی سے اسے لیتا ہوں‘ میں اس وقت تک اس کے ساتھ ہی ہوتا ہوں جب تک وہ مجھے یاد کرنے کے لئے ہونٹ ہلاتا رہتا ہے (یعنی فوت ہونے تک)۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے بلند آواز سے ذکر شروع کیا تو ایک آدمی نے کہا کہ اسے آواز کچھ ہلکی کرنی چاہئے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رہنے دو کیونکہ وہ چیخ و پکار کر رہا ہے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگ سورج ڈوبتے وقت ذکر الٰہی کرتے میں آوازیں بلند کیا کرتے اور جب وہ آواز آہستہ کرتے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں پیغام بھیجتے کہ آوازیں بلند کرو کیونکہ سورج غروب ہونے کو ہے۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! اسلام کے مسائل تو مجھے بوجھ محسوس ہوتے ہیں لہٰذا کوئی ایسی شے بتا دیجئے جسے ہمیشہ نبھاتا رہوں۔ فرمایا: تمہاری زبان کو اللہ کے ذکر میں لگا رہنا چاہئے۔
- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ آخری ملاقات کے بعد جب میں رسول اکرم ﷺ کے ہاں سے واپس آ رہا تھا تو میں نے عرض کی کہ اللہ کو سب سے پسندیدہ کلام کونسا لگتا ہے؟ فرمایا: مرتے وقت جو ذکر تم کر رہے ہوتے ہو۔
- فرمایا: ہر چیز کو صاف کرنے کا کوئی ذریعہ ہوتا ہے اور دلوں کی صفائی کے لئے اللہ کے ذکر سے بڑھ کر اور کوئی شے نہیں اور اللہ کے عذاب سے بچانے والا صرف ذکرِ الٰہی ہی تو ہوتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! جہاد نہیں بچاتا؟ فرمایا: یہ جہاد بھی اتنا نہیں بچاتا‘ ہاں اس صورت میں بچاتا ہے جب وہ قتل ہونے تک تلوار سے لڑتا رہا ہوتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ: اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے ہونے تک تلوار سے لڑتا رہے۔

ایک روایت میں ہے: کیا میں تمہیں تمہارا بہترین ایسا عمل نہ بتا دوں جو اللہ کے ہاں پسندیدہ اور درجے بلند کرنے

والا، سونا چاندی خرچ کرنے سے بڑھ کر مرتبے والا اور جو تمہارے لئے اس سے بھی بہتر ہو کہ تم دشمن سے لڑو، وہ تمہاری گردنیں اُڑائیں اور تم ان کی؟ صحابہ نے عرض کی: ہاں یا رسول اللہ! ضرور بتایئے۔ فرمایا: اللہ کی یاد کئے جانا۔

- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص رات کے نوافل پڑھنے کی مشقت برداشت کرنے سے عاجز ہو، اتنا مال نہ ہو کہ راہِ خدا میں خرچ کر سکے اور دشمن کے ساتھ جہاد سے دل ہار بیٹھے تو اسے کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا چاہئے کیونکہ شیطان سے جان چھڑانا ذکرِ الٰہی کے بغیر ممکن نہیں۔
- آپ نے فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں، اللہ تعالیٰ جن کی دُعا ردّ نہیں فرماتا: کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والا، جس پر ظلم ہوا ہو اور انصاف سے کام لینے والا حکمران۔
- آپ نے فرمایا: چار ایسی چیزیں ہیں کہ جسے دیدی جائیں، اسے گویا دنیا و آخرت کی بھلائیاں مل گئیں: اللہ کا شکر کرنے والا دل، ذکر کرنے والی زبان، صبر کرنے والا بدن، ایسی بیوی جو خیانت کر کے بدکاری میں نہ پڑے اور اس کا مال۔
- آپ نے فرمایا کہ دنیا میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو زمین پر پڑی چٹائیوں پر اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں بلند مرتبے عطا فرما دیتا ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ اللہ کا ذکر کرنے والا اور نہ کرنے والا یوں ہوتے ہیں جیسے زندہ اور مردہ شخص۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ ذکرِ الٰہی اس حد تک کثرت سے کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہنے لگیں۔
- آپ نے فرمایا: اللہ کا ذکر یوں کرو کہ منافق یہی سمجھیں کہ تم دکھلاوا کر رہے ہو۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ذکرِ الٰہی شروع کر دیتے اور جب وہ تھک جاتے تو انہیں لوٹی اور وقت دیدیتے۔
- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ہمارے دل اگر صاف ہو جائیں تو اللہ کے ذکر سے نہ تھکیں۔
- رسولِ اکرم ﷺ اکثر فرمایا کرتے کہ "مُفَرِّدُون" لوگ آگے نکل چکے، کسی نے پوچھا: یہ کون لوگ ہوتے ہیں؟ تو فرمایا: وہ جو کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں ایک اور روایت میں ہے کہ ان سے مراد راتوں کو ذکرِ الٰہی کے لئے جاگنے والے لوگ ہیں کہ ذکر ان کے کندھوں سے گناہوں کا بوجھ اُتار دیتا ہے چنانچہ قیامت کے دن وہ سبک چلتے آئیں گے۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ راتوں کو ذکرِ الٰہی کے لئے جاگنے والے لوگ وہ ہوتے ہیں جو ہمیشہ بھرپور ذکرِ الٰہی کرتے ہیں اور انہیں یہ پرواہ نہیں ہوتی کہ انہیں کیا کچھ کہا جا رہا ہے اور ان پر کیا بیت رہی ہے۔

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ مفردون کون لوگ ہوتے ہیں؟ فرمایا: ذکرِ الٰہی کے

لئے جاگنے والے' یہ ذکر ان کے بوجھ ہلکے کرتا اور گناہ دور کر دیتا ہے تو قیامت کے دن یہ ہشاش بشاش آئیں گے۔

- آپ نے فرمایا کہ شیطان آدمی کے دل پر اپنی سونڈھ لگا دیتا ہے چنانچہ وہ ذکر شروع کرتا ہے تو ہٹا لیتا ہے اور جب بھول جاتا ہے تو اسے قبضے میں لئے رکھتا ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ اللہ کی محبت کا پتہ اس کے ذکر الٰہی کی محبت سے چلتا ہے اور اللہ سے دشمنی کا پتہ' ذکر الٰہی سے دشمنی کی بنا پر چلتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: روزانہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے مہربانی فرماتا ہے اور اس سے بڑی مہربانی کیا ہوگی کہ اس کے دل میں اپنا ذکر رکھ دے۔
- آپ نے فرمایا: سب سے زیادہ اجر لینے والا مجاہد وہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ اللہ کا ذکر کیا کرے اور جب آپ سے نماز' زکوٰۃ' حج اور صدقہ کے بارے میں پوچھا جاتا تو بھی یہی جواب دیتے۔ اس پر ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: اے ابوحفص! ذکر کرنے والے تو ہر اچھائی لے گئے' اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں ابوبکر! یونہی ہے۔
- آپ ہی نے بتایا کہ ایک دن کسی شخص کے پاس فرشتہ آیا اور اس کا ایک ایک جوڑا الگ کر دیا لیکن کوئی بہتر عمل نظر نہ آیا پھر اس کا دل چیرا تو اس میں بھی کوئی نیکی نہ تھی اور جب اس کے جبڑے چیرے تو دیکھا کہ اس کی زبان تالو سے لگی ہوئی تھی کیونکہ وہ مرنے کے وقت لا الٰہ الا اللّٰہ کا ذکر کر رہا تھا چنانچہ اسے بخش دیا گیا۔
- آپ فرماتے تھے کہ کسی ایک کی جھولی میں درہم ہوں جنہیں وہ تقسیم کرتا پھرے اور دوسری طرف وہ شخص ہو جو ذکر الٰہی کرے تو ان دونوں میں سے ذکرِ الٰہی والا افضل شمار ہوگا۔
- حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسولِ اطہر ﷺ نے مجھے فرمایا کہ کثرت سے اللہ کا ذکر کیا کرو کیونکہ جو چیز بھی تم اللہ کے ہاں لے کر جاؤ گی' سب سے افضل اس میں ذکرِ الٰہی ہوگا۔
- آپ نے بتایا: جنت میں اہل جنت کو کسی چیز پر سب سے زیادہ حسرت ان لمحات کے بارے میں ہوگی جن میں اس نے ذکر الٰہی نہ کیا ہوگا۔
- آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ جو شخص کثرت سے اللہ کا ذکر نہیں کرتا' ایمان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔
- حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ صبح سے شام تک ذکر الٰہی کرنا' راہ خدا میں دھواں دھار تلوار چلانے سے زیادہ مرتبہ رکھتا ہے۔
- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ کثرت سے اللہ کا ذکر کیا کرو اور صرف اسی کے پاس بیٹھا کرو جو ذکر الٰہی میں تمہاری مدد کرے۔
- آپ ہی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے بندے: جب تم میرا ذکر کر رہے ہوتے ہو تو میرا شکر کر رہے

ہوتے ہو اور جب بھول جاتے ہو تو مجھے بھلا دیتے ہو۔

- یہ بھی فرماتے تھے کہ انسان جب کسی گھڑی میں اچھا ذکر الٰہی نہیں کرتا تو قیامت کے دن اسے اس گھڑی پر افسوس ہوگا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

ذکر کی محفلوں میں شامل ہونا اور محفلیں لگانا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ انور ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں وہ جنتی نہ بتادوں جو مسکراتے ہوئے جائیں گے؟ عرض کی: یارسول اللہ! ضرور بتایئے۔ فرمایا: یہ وہ ہوں گے جو ہر وقت ذکر کیا کرتے ہیں۔

- آپ ہی نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو ذکر الٰہی کرنے والوں کو تلاش کرنے کے لئے راستوں میں ڈھونڈتے پھرتے ہیں اور جب کچھ لوگوں کو ذکر کرتے بیٹھا دیکھتے ہیں تو آواز دیتے ہیں کہ اپنی ضرورتیں بتاؤ اور پھر قطار در قطار آسمان تک انہیں اپنے جھرمٹ میں لے لیتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرما دیتا ہے کہ دیکھو! میں نے انہیں بخش دیا ہے۔ اس پر ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اے پروردگار! ان میں تو فلاں گنہگار بھی ہے' وہ چلتا ہوا ان میں بیٹھ گیا تھا۔ اس پر اللہ فرماتا ہے کہ ان لوگوں میں بیٹھ جانے والا بدبخت کیسے رہ سکتا ہے؟

- حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نکل کر صحابہ کے حلقے میں پہنچے تو فرمایا: کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کی: ہم پر اللہ کا یہ احسان ہے کہ اس نے ہمیں سیدھی راہ پر ڈالا چنانچہ ہم اس کا ذکر کر رہے ہیں' اس پر آپ نے فرمایا: اسی لئے تو اللہ نے تمہیں بٹھا رکھا ہے' انہوں نے عرض کی: اللہ نے اسی وجہ سے ہمیں بٹھا رکھا ہے۔ فرمایا: میں تم سے اس بارے میں قسم نہیں لونگا بلکہ میرے پاس تو جبریل علیہ السلام نے آکر بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں ان پر فخر کر رہا ہے۔

- آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: ساری مخلوق کو ابھی پتہ چل جائے گا کہ اہلِ کرم کون ہیں؟ آپ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! اہلِ کرم کون ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: جو ذکر کی محفلوں میں بیٹھتے ہیں۔

- آپ فرماتے تھے: جو لوگ بھی رضائے الٰہی کے لئے ذکرِ الٰہی کرنے جمع ہوتے ہیں تو انہیں آسمان سے آواز آتی ہے کہ لہذا اب جاؤ' تمہیں بخش دیا گیا ہے کیونکہ میں نے تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا ہے۔

- آپ نے فرمایا: اللہ کے کچھ فرشتے چل پھر کر ذکر کی محفلیں دیکھا کرتے ہیں اور لوگ جب ان میں شامل ہوتے ہیں تو وہ انہیں اپنی حفاظت میں لے لیتے ہیں۔

- آپ فرماتے تھے کہ ذکر کی محفلیں سجانے کا صلہ جنت ہوتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: اللہ کے کچھ فرشتے زمین میں ہونے والی محفلوں میں بیٹھتے اور ان کے پاس ٹھہر جاتے ہیں لہٰذا تم بھی جنت کے ان باغیچوں میں حصہ لیا کرو' صحابہ نے عرض کی: یہ باغیچے کہاں ہوتے ہیں؟ تو فرمایا: یہی ذکر کی محفلیں لہٰذا صبح و شام اللہ کا ذکر کرتے رہو اور یہ سوچ لو کہ جو اللہ کے ہاں کوئی مرتبہ لینا چاہتا ہے' وہ دیکھ لے کہ اللہ کا اس کے ہاں کیا مرتبہ ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ بندے کو اسی جگہ رکھتا ہے جہاں وہ رہنا چاہتا ہے۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ کی داہنی طرف اور اس کے سامنے اللہ کے کچھ ایسے بندے ہوں گے جو نہ تو شہید ہوں گے اور نہ ہی انبیاء لیکن ان کے چہروں کی چمک' دیکھنے والوں کو چندھیا دے گی' جب انہیں اللہ کے قریب بیٹھ دیکھیں گے تو نبی اور شہید ان پر رشک کریں گے۔ پوچھا گیا: یا رسول اللہ! وہ کون ہوں گے؟ فرمایا: وہ مختلف غریب قبیلوں کے جمع ہونے والے لوگ ہوتے ہیں جو اللہ کے ذکر کے لئے جمع ہو کر یوں چنا ہوا کلام کرتے ہیں جیسے کھجوریں کھانے والا اچھی اچھی کھجوریں چن لیا کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ کسی رشتہ داری' نسبی تعلق اور جان پہچان کی بناء پر اکٹھے نہیں ہوتے' وہ تو صرف ذکر کے لئے جمع ہوتے ہیں کوئی اور مقصد ہوتا ہی نہیں۔
- آپ فرماتے تھے کہ ذکر کے حلقے جنت کے باغیچے ہوتے ہیں تو جب تم ان کے قریب سے گذرو تو اس سے کچھ چر لو یعنی ان کے ساتھ مل بیٹھو۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا: جو لوگ ذکر کئے بغیر کسی مجلس سے اُٹھ آتے ہیں' وہ یوں ہوتے ہیں جیسے کسی مردے کے ہاں سے اُٹھے ہوں' انہیں اس کا افسوس قیامت کے دن ہوگا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب کچھ لوگ ایسی مجلس میں بیٹھیں جن میں ذکر نہ ہو اور نہ ہی رسول اکرم ﷺ پر درود پڑھا جائے تو انہیں فکر ہی رہے کہ اللہ چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جو ایسی محفل میں بیٹھا جس میں ذکر الٰہی نہ ہوا تو اللہ کو اس پر افسوس ہوگا جو ایسے بستر میں لیٹا جس میں ذکر نہ ہوا تو اللہ کو اس پر بھی افسوس ہوگا اور جو کسی طرف جاتے وقت ذکر الٰہی نہ کر سکا تو وہ اللہ کی طرف سے گھاٹے میں ہوگا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ پڑھنا

رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ جو دس مرتبہ یہ پڑھا کرے: لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تو یوں ہوگا کہ جیسے اس نے اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے چار غلاموں کو آزاد

کر دیا اور جب بھی کوئی اسے روحانی طور پر خلوص سے پڑھتا' دل سے اس کی تصدیق کرتا اور زبان سے بولتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمانوں میں شگاف پیدا کرتا ہے اور زمین پر بیٹھے اس پڑھنے والے کو دیکھتا ہے' اب اس بندے کا حق ہو جاتا ہے جسے اللہ دیکھ رہا ہے کہ اللہ اسے منہ مانگا عطا فرما دے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جو ان الفاظ کو پڑھے گا' اس کا کوئی عمل ان سے بڑھ کر نہ ہوگا اور نہ ہی اس کا کوئی گناہ باقی رہ جائے گا۔

- آپ نے فرمایا: جو شخص یوں پڑھے: لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ تو اللہ تعالیٰ اسے دو لاکھ نیکیاں عطا فرمائے گا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے کا حکم بتایا گیا ہے' درود پاک کی محفلوں میں شرکت کا شوق دلایا گیا ہے اور جو نہ پڑھے' اسے خوفزدہ کیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ مجھ پر درود پڑھتے رہا کرو کیونکہ اس سے اللہ تم پر رحمتیں فرمائے گا۔

ایک روایت میں ہے: فرمایا: مجھ پر درود پڑھا کرو' اس سے تم پاک ہو جاؤ گے بلکہ دوہرے دوہرے پاک ہو گے۔

- آپ نے فرمایا: مجھ پر ڈھیروں درود پڑھا کرو کیونکہ قبروں میں سب سے پہلے تمہیں میرے بارے میں سوال ہوگا۔
- آپ فرماتے تھے: جو مجھ پر درود پڑھا کرتا ہے' اللہ اسے نظر میں رکھتا ہے اور جسے وہ نظر میں رکھ لیتا ہے تو کبھی اسے عذاب نہیں دے گا۔
- آپ ہی نے فرمایا: جب مجھ پر درود پڑھنا چاہو تو یوں پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ ۨالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ ۨالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ وَتَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ

وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ○

اس کے بعد فرمایا کہ یونہی حضرت جبریل علیہ السلام کے سامنے یہ درود گنے گئے انہوں نے بتایا کہ یونہی حضرت میکائیل علیہ السلام کے سامنے شمار ہوئے انہوں نے کہا کہ یونہی حضرت اسرافیل علیہ السلام کے سامنے شمار ہوئے اور وہ کہتے ہیں کہ یونہی اللہ کے ہاں شمار ہوئے چنانچہ جو بھی مجھ پر یہ درود پڑھے گا تو میں قیامت کو اس کی گواہی دونگا اور اس کی شفاعت کروں گا۔

- ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ تو فرمایا یوں پڑھو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمُقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور جو یہ درود پڑھے گا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا۔
- آپ نے فرمایا: اپنی محفلوں کو نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد سے خوبصورت بنایا کرو۔
- آپ ہی نے فرمایا جو شخص یہ پڑھے: جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا (صلى الله عليه وسلم) بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ تو ایک ہزار شب تک فرشتے اس کا اجر لکھ لکھ کر تھک جائیں گے۔
- آپ نے فرمایا: جو شخص یہ درود پڑھے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَرْوَاحِ وَعَلٰی جَسَدِهٖ فِي الْاَجْسَادِ وَعَلٰی قَبْرِهٖ فِي الْقُبُوْرِ تو میری زیارت کرے گا اور جو خواب میں مجھے دیکھے گا وہ قیامت میں مجھے دیکھے گا اور جو قیامت میں مجھے دیکھے گا میں اس کی شفاعت کروں گا اور جس کی میں شفاعت کروں گا وہ میرے حوض سے پیئے گا اور اللہ تعالیٰ اس کا جسم جہنم کے لئے حرام کر دے گا۔
- آپ نے فرمایا: جو شخص ہم اہل بیت پر درود پڑھ کر بے حساب اجر لینا چاہتا ہے اسے یہ درود پڑھنا چاہئے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ○

- آپ فرماتے تھے کہ مجھ پر درود کی وجہ سے پلصراط پر ہونے والی تاریکی کے لئے قیامت کو نور پیدا ہوگا لہٰذا مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔
- آپ فرماتے تھے کہ مجھ پر بتراء (نامکمل) درود نہ پڑھا کرو؟ صحابہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ! یہ کیسا درود ہوتا ہے؟ فرمایا: تم اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھ کر رک جاؤ بلکہ یوں پڑھا کرو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی مُحَمَّدٍ۔ اس پر آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کی آل کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: حضرت علی حضرت فاطمہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
- ایک آدمی نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اس دوران آپ مسجد میں بیٹھے تھے اس نے کہا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْعِزِّ الشَّامِخِ وَالْكَرَمِ الْبَاذِخِ تو آپ نے اسے اپنے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان بٹھا لیا' لوگ اسے اتنا قریب کرنے پر حیران ہوئے۔ اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے جبریل علیہ السلام بتا رہے ہیں کہ انہوں نے مجھ پر جو درود پڑھا ہے' اس سے پہلے کسی اور پر نہیں پڑھا۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ پر اس نے کیسے پڑھا ہے؟ فرمایا وہ کہتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَفِي الْمَلَاِ الْاَعْلٰى اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

- آپ ہی فرماتے ہیں کہ جو یوں پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضَاءً وَّلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ۔

- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھو تو اچھی طرح سے پڑھو' تمہیں کیا پتہ یہ رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش ہو جائے چنانچہ یوں کہو:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ' اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ يَغْبِطُهٗ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ۔

- آپ فرماتے تھے کہ جب تم رسولوں پر درود پڑھو تو ساتھ ہی مجھ پر بھی پڑھو کیوں کہ میں رسولوں میں سے ایک رسول ہوں۔

ایک روایت میں فرمایا کہ جب تم مجھ پر درود پڑھو تو اللہ کے دوسرے نبیوں اور رسولوں پر بھی پڑھو کیونکہ انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی بھیجا تھا جیسے مجھے بھیجا ہے۔

- آپ نے فرمایا: جو مجھ پر دس مرتبہ درود پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں فرمائے گا اور ایک دوسری روایت میں ہے: جو سو مرتبہ پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس پر ہزار مرتبہ رحمت بھیجے گا..... ایک اور روایت میں ہے' جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا' تو اللہ اور اس کے فرشتے اس کے لئے ستر ستر بار دُعا کریں گے..... ایک اور روایت میں فرمایا: جو مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھے گا تو اللہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دے گا کہ یہ منافق نہیں ہے اور نہ یہ دوزخی ہے اور یہ قیامت کے دن اسے شہیدوں کے ساتھ ٹھہرائے گا لہٰذا جب میں یاد آؤں تو کثرت سے مجھ پر درود پڑھو کیونکہ یہ تمہارے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔

- آپ ہی نے فرمایا: جو بھی مسلمان مجھے یاد کرنے پر درود بھیجتا ہے تو مجھ تک اس کا درود پہنچتا ہے اور میں بھی اس

کے لئے دُعا کرتا ہوں اور پھر اس درود کے علاوہ اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں اس سے پہلے صلٰوۃ الجمعہ کے بیان میں رسولِ انور ﷺ کا یہ فرمان بھی گذر چکا ہے کہ: مجھ پر جمعہ کے دن اور رات کو کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ جو مجھ درود پڑھتا ہے' اللہ اس پر دس بار رحمت فرماتا ہے۔

- آپ بتاتے ہیں: مجھے جبریل علیہ السلام ملے اور کہنے لگے: اے محمد ﷺ! یہ آپ کے لئے خوشی کا مقام ہے کہ اللہ آپ سے فرماتا ہے: جو آپ پر درود پڑھے گا' اس پر میں رحمت کروں گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا' اس پر میں سلام بھیجوں گا' اب یہ آدمی کا کام ہے کہ کم پڑھے یا زیادہ۔
- آپ کا یہ فرمان بھی ہے: جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے تو یہ دس گردنیں آزاد کرنے جتنا مقام رکھتا ہے۔
- رسولِ انور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ کا ایک فرشتہ ایسا ہے کہ اسے ساری مخلوق جتنے کان ملے ہوئے ہیں' وہ میری قبر پر وصال کے موقع سے کھڑا تو جب بھی کوئی سچے دل سے مجھ پر درود پڑھتا ہے' وہ کہتا ہے: اے محمد ﷺ! آپ پر فلاں بن فلاں نے درود پڑھا ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر درود کے بدلے میں اس پر دس مرتبہ رحمت فرماتا ہے یا فرمایا کہ وہ جب تک آپ پر درود پڑھتا رہے گا' فرشتے اس کے لئے دُعائیں کرتے رہیں گے۔
- آپ فرماتے ہیں: جو میرے عظیم حق کی خاطر مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ایک ایسا فرشتہ پیدا کرتا ہے جس کا ایک پَر مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہوتا ہے' اس کے دونوں پاؤں زمینوں کی تہ میں ہوتے ہیں اور اس کی گردن عرش کے نیچے لگی ہوتی ہے' اللہ تعالیٰ اسے فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کے لئے دُعائیں کرو جیسے اس نے میرے نبی پر درود پڑھا ہے' چنانچہ وہ قیامت تک اس کے لئے دُعائیں کرتا رہے گا۔

ایک روایت میں یہ ہے جب بھی کوئی میری محبت کی خاطر مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ پانی میں غوطہ لگا کر جسم جھاڑتا ہے جس کے ایک ایک قطرے سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو اس شخص کے لئے قیامت تک دُعائیں کرتا رہے گا۔

- آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کے لئے مجھ پر درود پڑھنے کی وجہ سے عظیم درجے تیار کر رکھے ہیں۔
- آپ ہی ارشاد فرماتے تھے کہ جب محفل والے مجھ پر درود پڑھنا شروع کرتے ہیں تو فرشتے ان کے قدموں سے لے کر آسمان کے کناروں تک انہیں اپنی حفاظت میں لے لیتے ہیں' ان کے ہاتھوں میں چاندی کے کاغذ اور سونے کی قلمیں ہوتی ہیں' وہ نبی پر پڑھی گئی صلوٰۃ (درود) کا حساب لکھتے جاتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ اور پڑھو' اللہ تم پر زیادہ رحمت فرمائے گا اور کافی درود جمع ہو جاتا ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں' اللہ ان کی دُعائیں قبول فرماتا ہے اور جب تک وہ کسی اور بات میں مصروف ہو کر بکھر نہیں جاتے' اللہ تعالیٰ ان کی طرف توجہ فرمائے رہتا ہے اور جب وہ بکھر جاتے ہیں تو لکھنے والے فرشتے وہاں سے ہٹ کر ذکر کرنے والوں کی محفلیں تلاش کرنے لگتے ہیں۔

- آپ ہی نے فرمایا: جو شخص دن اور رات کے وقت تین تین مرتبہ درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ لازمی طور پر اس کے شب و روز کے گناہ بخش دیتا ہے۔
- آپ فرماتے ہیں: جو شخص بات کرتے کرتے بھول جائے تو مجھ پر درود پڑھے کیونکہ یہ درود اس کی جگہ لے لے گا اور وہ بات جلد ہی اسے یاد آجائے گی۔
- آپ کا فرمان ہے: اللہ کے کچھ فرشتے جب ذکر کی مخلوق کے قریب سے گذرتے ہیں تو ان میں سے کچھ دوسروں سے کہتے ہیں کہ بیٹھ جاؤ اور یہ لوگ جب دُعا کریں تو آمین کہو اور جب یہ لوگ آپ پر درود پڑھتے ہیں تو فرشتے ساتھ ہی پڑھتے ہیں اور ان کے فارغ ہونے تک پڑھتے ہیں پھر ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ یہ لوگ کتنے خوش قسمت ہیں کہ یہاں سے جائیں گے تو بخشے جا چکے ہوں گے۔
- آپ فرماتے تھے کہ جو مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے قیراط بھر اجر رکھ دیتا ہے جو اُحد پہاڑ جتنا ہوتا ہے۔
- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ویسے تو میں آپ پر بہت درود پڑھا کرتا ہوں لیکن یہ بتایئے کہ کس قدر پڑھا کروں؟ فرمایا: جتنا چاہو' میں نے عرض کی کل وقت کا چوتھا حصہ پڑھا کروں؟ فرمایا: جتنا ممکن ہو' لیکن زیادہ کرلو تو تمہارے لئے بہتر ہوگا' میں نے عرض آدھا وقت پڑھ لیا کروں؟ فرمایا: جتنا تمہاری مرضی لیکن زیادہ پڑھو گے تو تمہارے لئے بہتر ہوگا' عرض کی: دو تہائی وقت تک پڑھ لیا کروں؟ فرمایا: جتنا تمہاری مرضی لیکن چاہو تو اس سے زیادہ کر سکتے ہو کیونکہ یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض پورا وقت پڑھ لیا کروں؟ فرمایا: پھر غم کیسا' تمہارے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے .... ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تمہارے دنیا اور آخرت کے کام پورے کر دے گا۔
- آپ نے فرمایا: مجھ پر درود پڑھ لینا پانی کے آگ بجھانے سے بھی بڑھ کر گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور مجھ پر درود پڑھنا غلام آزاد کرنے سے بھی زیادہ درجہ رکھتا ہے اور مجھ سے محبت لوگوں سے زیادہ خالص ہوتی ہے یا فرمایا تھا کہ راہ خدا میں تلوار چلانے سے افضل ہوتی ہے اور (فرمایا) جو پوری محبت اور شوق سے مجھ پر درود بھیجتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرنے والے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ تین دن تک اس کی کوئی کوتاہی نہ لکھو۔
- آپ نے فرمایا: قیامت کے دن اس کی ہولناکیوں سے زیادہ بچانے والا کام یہ ہے کہ دنیا میں تم کثرت سے مجھ پر درود پڑھو کیونکہ اللہ اور فرشتوں کے معاملے میں کافی رہے گا' مومنین کو اس کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ انہیں اس کی بہتر جزا دی جا سکے۔

چند علماء کرام نے بتایا کہ کثرت سے پڑھنے کی کم از کم تعداد رات اور دن میں سات سات سو مرتبہ پڑھنا ہوتا

ہے جبکہ دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ اس کثرت کی کم سے کم تعداد ساڑھے تین تین مرتبہ روز و شب میں پڑھنا ہوتا ہے۔

- آپ نے فرمایا تھا جو یہ پسند کرتا ہے کہ اللہ سے ملاقات کے موقع پر وہ اس سے راضی ہو تو مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرے۔
- آپ نے فرمایا: حوض پر مجھ سے ایسے لوگوں کی ملاقات ہوگی' جن کی پہچان یہ ہوگی کہ مجھ پر کثرت سے درود پڑھنے والے ہوں گے۔
- آپ نے فرمایا: آج میں نے عجیب خواب دیکھا ہے کہ میری اُمت کا ایک آدمی گھسٹ گھسٹ کر ایک مرتبہ پلصراط پر چڑھنے لگتا ہے اور پھر گر پڑتا ہے' پھر گرتا ہے اور کبھی لٹک جاتا ہے' اتنے میں اس کے پاس مجھ پر پڑھا ہوا درود آجاتا ہے اور وہ اسے پکڑ کر پلصراط پر کھڑا کر کے پار لنگھا دیتا ہے۔
- آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ جو شخص ایک ہزار مرتبہ روزانہ درود پاک پڑھتا ہے تو جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھے بغیر فوت نہ ہوگا۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جنت میں سب سے زیادہ بیویاں اسے ملیں گی جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوگا۔
- آپ فرماتے تھے کہ جس مسلمان کے پاس راہِ خدا میں دینے کے لئے مال نہ ہو' اسے یوں دُعا کرنی چاہئے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۝

اس سے وہ پاک ہو جائے گا اور جب تک وہ جنت میں نہ جا سکے گا' خوش نہ ہوگا۔

- یہ بھی ارشاد ہے: جو شخص مجھ پر روزانہ سو مرتبہ درود پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی سو ضرورتیں پوری کرے گا جن میں سے کم تر یہ ہوگی کہ اسے دوزخ سے بچا لیا جائے گا۔
- آپ فرمایا کرتے: مجھ پر درود پڑھ کر اپنی محفلیں سجایا کرو کیونکہ مجھ پر درود پڑھنے سے قیامت میں تمہیں نور ملے گا۔
- آپ کا ارشاد ہے: انسان' میرے ہاں سب سے قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ میرا ذکر کرتا اور مجھ پر درود بھیجتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: جو مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس کا دل منافقت سے یوں پاک کر دیا جاتا ہے جیسے پانی سے کپڑا دھویا جاتا ہے۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا: جو شخص صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ پڑھتا ہے تو گویا اس نے اپنے لئے رحمت کے ستر دروازے کھول لئے اور اس کی محبت لوگوں کے دلوں میں بھر دی جاتی ہے چنانچہ کوئی منافق ہی اس سے دشمنی رکھ سکتا ہے۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ اور اس سے پہلی حدیث ہم نے ایک عارف کامل سے انہوں نے حضرت خضر علیہ السلام سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے اور ہمارے نزدیک یہ دونوں حدیثیں صحیح ہونے کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ کی ہیں اگرچہ محدثین اپنی شرطوں کے لحاظ سے اسے ثابت نہیں کر سکتے۔ واللہ اعلم۔

فرع:

یہاں ایسے شخص خوفزدہ کیا جا رہا ہے جو رسولِ اکرم ﷺ کے ذکر کے موقع پر درود پڑھنا ترک کر دیتا ہے۔

- رسولِ انور ﷺ فرماتے ہیں: وہ شخص اللہ کی رحمت سے دور ہوا جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ شخص ذلیل ہوتا ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو تو وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

ایک روایت میں ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے تو بدبخت ہو گا۔

- آپ فرماتے ہیں کہ جس کے پاس میرا ذکر ہو لیکن وہ درود پڑھنے سے رہ جائے تو جنت کے راستے ہی سے رہ جائے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے دوزخ میں داخل ہو گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر مکمل درود نہ پڑھے تو نہ اس کا میرے ساتھ تعلق ہو گا اور نہ ہی میرا تعلق ہو گا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَنْ وَّصَلَنِیْ وَاقْطَعْ مَنْ لَّمْ یَصِلْنِیْ۝

- آپ یہ بھی فرماتے تھے: یہ بھی ایک ظلم ہے کہ کسی کے پاس میرا ذکر ہو تو وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔
- ایک روایت میں فرمایا: بخیل ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ میرا اس کے پاس ذکر ہو تو وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔
- ایک روایت میں ہے کہ بخیل وہ ہوتا ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو تو وہ درود نہ پڑھے۔
- ایک اور روایت میں فرمایا: کیا میں سب سے بڑے بخیل کے بارے میں تمہیں نہ بتا دوں، تمہیں سب سے عاجز سے متعلق نہ بتا دوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی، ہاں یا رسول اللہ! بتایئے: فرمایا: جس کے پاس میرا ذکر ہو تو وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔
- آپ فرماتے ہیں، اس کے لئے عذاب ہو گا جو قیامت کو مجھے دیکھ نہ پائے گا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ! ایسا کون ہے جو آپ کو دیکھ نہ سکے گا؟ آپ نے فرمایا: وہ بخیل ہو گا۔ پھر پوچھا کہ بخیل کون ہو گا؟ فرمایا: جس کے پاس میرا نام لیا جائے تو وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔
- یہ بھی فرمایا: ایسی محفل جس میں لوگ اللہ کا ذکر کریں لیکن اپنے نبی محمد ﷺ پر درود نہ پڑھیں تو قیامت کو انہیں

اس پر حسرت ہوگی۔

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ ان پر اللہ کی طرف سے یہ پریشانی سوار ہوگی کہ چاہے تو اللہ انہیں بخش دے اور چاہے تو نہ بخشے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایسے ہوگا جیسے وہ لوگ مردار سے اُٹھ کر آئے ہیں۔

- آپ نے فرمایا: جو مجھ پر درود نہ پڑھے تو اس کا کوئی دین نہ ہوگا۔
- آپ ہی نے یہ بھی فرمایا: جو مجھ پر درود نہ پڑھے' اس کا وضو ہی نہ ہوگا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس میں مختلف طریقوں سے تسبیح، تہلیل اور تحمید کا بیان ہو رہا ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: دو کلمے ایسے ہیں جو زبان سے نرمی کے ساتھ ادا ہو جاتے ہیں لیکن ترازو میں بھاری ثابت ہوں گے' اللہ رحمٰن کو بڑے پیارے لگتے ہیں:

سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحٰنَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۝

- حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے وہ کلام بتا دیجئے جو اللہ کو سب سے پیاری لگتی ہے' آپ نے فرمایا کہ وہ یہ ہے: سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ۔
- آپ نے فرمایا: جو شخص سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھے گا' اس کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھے گا' اس کے لئے قیامت کے دن اللہ کے ہاں ایک پکا وعدہ لکھا ہوگا۔ یہ سن کر ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! تو پھر اس کے بعد ہم کیونکر ہلاک ہو سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: سنو! ایک شخص قیامت کے دن اتنا بوجھل عمل لے کر آئے گا کہ اگر انہیں پہاڑ پر بھی لاد دیا جائے تو وہ دب جائے لیکن اتنے میں اللہ کی ایک نعمت اُٹھ کھڑی ہوگی جس سے ایسا لگے گا کہ ابھی ان سب کو ختم کر دیگی' ہاں دیر اللہ کی طرف سے ہو سکتی ہوگی۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا: جو شخص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا کرے گا تو جنت میں داخل ہوگا یا فرمایا کہ اس کے لئے جنت لازم ہوگی' اور جو سو مرتبہ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھے گا تو اس کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس طرح تو ہم میں سے کسی کے ہلاک ہو جانے کا کوئی اندیشہ ہی نہ ہوگا؟ فرمایا: ہاں' تم میں سے ایک اتنی نیکیاں لے کر آئے گا کہ اگر انہیں پہاڑ پر بھی رکھ دیا جائے تو وہ دب جائے اور پھر اللہ کی ایسی نعمتیں آجائیں گی جو انہیں ختم کر دیں گی اور بعد میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کو غالب کر دکھائے گا۔
- آپ فرماتے تھے کہ جو سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھے گا' اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگا دیا جائے گا جو

اللہ کو سونے کے اس پہاڑ سے بھی پیارا لگے گا جسے راہِ خدا میں خرچ کر دیا جائے اور جو انہیں پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ جھاڑ دیگا خواہ وہ سمندر کی جھاگ جتنے بھی کیوں نہ ہوں گے۔

- حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ اے بیٹا! میں تمہیں سبحٰن اللّٰہ وبحمدہ پڑھنے کی وصیت کر رہا ہوں' یہ ہر قسم کی مخلوق کے لئے نماز کا درجہ رکھتی ہے اور اسی کے سبب سے ساری مخلوق کو روزی ملتی ہے' ہر شے اللہ ہی کی تو حمد و ثناء کر رہی ہے۔

- آپ نے فرمایا: جو شخص یہ پڑھا کرے: سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحٰنَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ تو اس کے لئے اتنی نیکیاں لکھی جائیں گی جتنی اس نے کہہ دی ہیں اور پھر انہیں عرش کے ساتھ یوں لٹکا دیا جائے گا کہ انہیں اس کا کوئی بھی کیا ہوا گناہ اس وقت تک بھی مٹا نہ سکے گا جب تک وہ قیامت کے دن اللہ سے جا ملاقات کرے گا' انہیں اس کے کہنے کے مطابق بند کر کے مہر لگا دی گئی ہوگی۔

- آپ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی روزانہ ایک ہزار نیکی کرنے کی طاقت رکھتا ہے؟ ایک دن انہیں ایک شخص نے عرض کی کہ کوئی ایک ہزار نیکی بھلا کیسے کر سکتا ہے؟ فرمایا: لو سنو: اگر کوئی سو مرتبہ سُبْحٰنَ اللّٰہِ پڑھ لے گا تو اس کے لئے ایک ہزار نیکی لکھ دی جائے گی اور ہزار گناہ مٹا دئے جائیں گے۔

- آپ نے فرمایا: اگر میں سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ لوں تو یہ مجھے ہر اس چیز سے پیارا لگے گا جس پر سورج طلوع کر رہا ہے (یعنی ساری کائنات سے)۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں سے گذرے تو میں ایک درخت لگا رہا تھا' پوچھا اے ابو ہریرہ! کیا لگا رہے ہو؟ میں نے عرض کی: ایک پودا' فرمایا: کیا میں تجھے اس سے بہتر کام نہ بتا دوں؟ سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھو گے تو اس کے ہر کلمہ کے بدلے میں اللہ تعالیٰ تمہارے لئے جنت میں پودا لگا دے گا۔

- آپ نے بتایا کہ میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی تھی جب میں معراج کو گیا تھا تو انہوں نے مجھے کہا تھا: اے محمد ﷺ! میری طرف سے اپنی اُمت کو سلام کہنا اور بتا دینا کہ جنت کی مٹی بڑی پاکیزہ ہے' پانی میٹھا ہے اور بڑا سرسبز ہے' اس کے پودے سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ہیں تو اب ایسے درخت جتنا چاہو اس میں گاڑ لو۔

- آپ نے فرمایا کہ جو شخص سو مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ' سو مرتبہ سُبْحٰنَ اللّٰہِ اور سو ہی مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھتا رہے تو یہ اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے اور سات اونٹ ذبح کرنے سے زیادہ بہتر ہوگا۔

- حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں بوڑھی ہو چکی ہوں اور ہڈیاں کمزور ہو چلی ہیں تو مجھے کوئی ایسا کام بتائیں جو کر کے جنت میں جا سکوں۔ فرمایا: گھبراؤ نہیں' تسلی رکھو کیونکہ میں

نے اللہ سے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ جیسا عظیم کلام سو مرتبہ پڑھتا پوچھ لیا ہے تو یہ زمین و آسمان کے درمیان ہر شے سے زیادہ درجہ رکھتا ہے اور قیامت کے دن تمہارے اعمال کے مقابلے میں کسی اور کا کوئی عمل اس سے زیادہ عظیم نہ ہو گا اور میرا لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ کہنا کوئی گناہ نہیں رہنے دیتا اور نہ ہی اس جیسا کوئی اور عمل ہو سکتا ہے۔

- آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چار کلام چن رکھے ہیں سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ' چنانچہ جو سُبْحٰنَ اللّٰهِ کہے گا تو اس کے لئے بیس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور بیس گناہ مٹا دیے جائیں گے' جو اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے گا' اس کے لئے بھی یہی کچھ ہو گا' جو لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کہے گا' اس کے لئے بھی یوں ہو گا اور جو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کے ساتھ اپنی طرف سے رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ملا دے گا تو اس کے لئے تیس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور تیس گناہ مٹا دیے جائیں گے۔
- آپ ہی نے فرمایا: وضو آدھا ایمان ہے' الحمد للّٰہ ترازو کو بھر دے گا' سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ آسمان و زمین کے درمیانی حصے جتنی نیکیوں سے بھر دیں گے' لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ تو اس کے سامنے اللہ کو ملنے میں کوئی پردہ اور روکاوٹ نہ ہو گی۔
- آپ فرماتے تھے کہ ہر انسان کے تین سو ساٹھ جوڑ ہوتے ہیں تو جو شخص اللّٰہ اکبر' الحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ' سبحٰن اللّٰہ' استغفر اللّٰہ پڑھا کرے' پھر مسلمانوں کے راستے سے کوئی پتھر' کانٹا یا پڑی ہوئی ہڈی بھی اٹھا دیا کرے' نیکی کرنے کو کہے' برائیوں سے روکے تو ان کاموں کی گنتی بھی تین سو ساٹھ ہوتی ہے لہٰذا جو شخص دنیا میں انہیں پڑھتا رہا تو جب قیامت کے دن چل کر آئے گا' جہنم سے بچایا جا چکا ہو گا۔
- ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا کلام سکھا دیجئے جسے میں پڑھا کروں۔ فرمایا: یوں کہا کرو: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۔ اس نے عرض کی کہ یہ تو اللہ کے لئے ہے' میرے لئے کیا کچھ ہے؟ فرمایا: تو پھر یہ پڑھ لیا کرنا: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ' اس سے تمہارے لئے دنیا اور آخرت کی ہر شے تیار ہو جائے گی اور ان میں سے جو کلمہ بھی تم بولتے جاؤ گے' اللہ تعالیٰ فرماتا جائے گا کہ ''یہ میں نے کر دیا۔''
- آپ فرماتے تھے کہ ''باقیات صالحات'' کو کثرت سے پڑھا کرو' پوچھا گیا: یا رسول اللہ! یہ کیا ہیں؟ تو فرمایا: تکبیر' تہلیل' تسبیح' الحمد للّٰہ اور لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ہیں۔
- آپ فرماتے تھے کہ آگ سے بچاؤ کا انتظام کر لو۔ اس پر ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا دشمن آ رہا ہے؟ فرمایا: نہیں بلکہ یوں کہا کرو: سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کیونکہ یہ سب کچھ قیامت کے دن ہر دکھ درد اور عذاب کو مٹانے کا سبب بن کر آئیں گے اور یہی ''باقیات صالحات'' ہیں اور

یہ گناہوں کو ایسے جھاڑ دیں گے جیسے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں اور یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہیں۔

- آپ نے فرمایا: یہ جو تم اللہ کی عظمت کے بارے میں سنتے ہو کہ تسبیح، تہلیل اور تحمید بھی کوئی چیز ہوتی ہے تو یہ چیزیں اللہ کے عرش کے گرداگرد گھومتی ہیں، ان کی بھنبھناہٹ ایسے ہوتی ہے جیسے شہد کی مکھیوں کی اور وہاں یہ اپنے پڑھنے والے کو یاد رکھتی ہیں تو کیا تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ کا ہو جائے اور ہمیشہ اسی کا رہے؟
- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں جب بھی تم سے کوئی بات کرتا ہوں تو اللہ کی کتاب سے اس کا ثبوت دیتا ہوں لہٰذا سنو! بندہ جب یوں کہتا ہے: سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تو ایک فرشتہ ان پر مقرر ہوتا ہے جو انہیں اپنے پَر کے نیچے لگا کر اُوپر لے جاتا ہے، انہیں لے کر فرشتوں کے جس جھرمٹ سے بھی گذرتا ہے تو وہ اس کے پڑھنے والے کے لئے اللہ سے بخشش مانگتے ہیں اور پھر وہ بارگاہِ الٰہی میں لے جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ آیت تلاوت کی:

اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ○

''اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے، وہ اسے بلند کرتا ہے۔''

- آپ ہی نے فرمایا: اس سرزمین پر جو بھی یہ کلام پڑھے گا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ تو اس کے سارے گناہ مٹا دیئے جائیں گے، خواہ وہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ٹہنی پکڑ کر جھاڑی، وہ نہ جھڑ سکی، دوبارہ جھاڑا تو بھی نہ جھڑ سکی اور تیسری مرتبہ جھاڑا تو جھڑ گئی، اس پر فرمایا: سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ایسے کلمے ہیں جو گناہوں کو یوں جھاڑ دیتے ہیں جیسے درخت اپنے پتے جھاڑ دیتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: جو شخص لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھے گا، اللہ اسے جہنم سے بچا لے گا اور جو دو مرتبہ اسے پڑھے گا، اللہ اس کا ایک حصہ دوزخ سے بچا لے گا اور چار مرتبہ پڑھنے پر اللہ اسے مکمل طور پر دوزخ سے بچا لے گا۔
- آپ نے فرمایا: کیا کسی میں یہ ہمت ہے کہ روزانہ اُحد پہاڑ کے وزن برابر نیکیاں کرے، صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! کون ہے جو اتنی نیکیاں روزانہ کر سکے؟ آپ نے فرمایا: ہر ایک ہی کر سکتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! بتایئے تو سہی! فرمایا: سُبْحٰنَ اللّٰهِ پڑھنا اُحد پہاڑ سے زیادہ مرتبہ رکھتا ہے اور اَللّٰہ اکبر بھی اُحد سے زیادہ مرتبہ رکھتا ہے۔
- فرمایا: جو سُبْحٰنَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھتا ہے تو اللہ فرماتا ہے: اے میرے بندے! اُن سے رہو اور پھر اس کے لئے ہر حرف کے بدلے میں

دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

- آپ فرماتے تھے. جب تم جنت کے باغیچوں کے ہاں سے گذرو تو وہاں سے کچھ چر لیا کرو' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ! باغیچوں سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: مسجدیں' انہوں نے عرض کی کہ چرنے سے مراد کیا ہے؟ تو فرمایا: **سُبْحٰنَ اللّٰہِ' اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** اور **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** پڑھتے رہنا ہے۔
- آپ نے فرمایا سب سے پہلے جنہیں جنت میں جانے کے لئے بلایا جائے گا' وہ ایسے لوگ ہوں گے جو تنہائی اور تکلیف میں ہوتے ہوئے اللہ کی حمد وثناء کیا کریں گے اور ان سے بڑھ کر اللہ سے پناہ مانگنے والا اور کوئی بھی دکھائی نہ دے گا۔
- آپ نے فرمایا: جب تک اللہ تعالیٰ کسی بندے پر انعام کرتا رہے اور وہ **الحمد للّٰہ** کہتا رہے تو یوں ہوگا جیسے اللہ کے انعامات کا شکریہ ادا کر دیا اور جب دوسری مرتبہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ نئے سرے سے اسے ثواب دے گا اور پھر اگر وہ تین مرتبہ کہے گا تو وہ اس کے تمام گناہ بخش دے گا۔

ایک اور روایت میں یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کسی پر انعام فرماتا رہے اور وہ اس کی حمد وثناء کرتا رہے تو اس کا یہ پڑھنا اس نعمت سے بھی بڑھ جائے گا اگرچہ وہ کتنی ہی بڑی ہو۔ واللہ اعلم۔

فصل:

تسبیح، تہلیل، تحمید اور تکبیر اکٹھے پڑھنا

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ایک دن میرے ہاں سے تشریف لے گئے اور دوپہر کے وقت اس وقت تشریف لائے جب میں بیٹھ کر **سُبْحٰنَ اللّٰہ** پڑھ رہی تھی' فرمایا: میں جیسے تمہیں چھوڑ گیا تھا' ویسے کی ویسی ہی بیٹھ رہی ہو؟ میں نے عرض کی' ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ یہاں سے جانے کے بعد میں نے تو چار کلمے تین بار ایسے پڑھے ہیں جو تمہارے آج تک کے پڑھے جانے والے کلمات کے مقابلے میں تولے جائیں تو اس سے بڑھ کر ہوں گے' وہ یہ ہیں:

سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَاءَ نَفْسِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ○

- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول انور ﷺ ایک خاتون کے پاس تشریف لے گئے جن کے سامنے کھجور کی گٹھلیاں یا کنکر پڑے تھے اور وہ ان پر کچھ پڑھ رہی تھیں' گنتی میں وہ چار ہزار تھیں۔ دیکھ کر آپ نے فرمایا: میں تمہیں وہ کچھ نہ بتاؤں جو اس سے آسان اور زیادہ درجے والا ہو؟ اور پھر پڑھا: **سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَدَدَ الْخَلْقِ فِی السَّمَاءِ' سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَدَدَ مَاخَلَقَ فِی الْاَرْضِ' سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَدَدَ مَاخَلَقَ بَیْنَ ذٰلِکَ'**

سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَدَدَ مَاھُوَ خَالِقٌ پڑھو پھراتنی ہی بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ اتنی ہی بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اتنی ہی بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اوراتنی ہی بار لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ بتایا۔

رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ کے ایک بندے نے کہا: یَارَبِّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا یَنْبَغِیْ لِجَلَالِ وَجْھِکَ وَعَظِیْمِ سُلْطَانِکَ ' اس پر کراماً کاتبین سخت مشکل میں پھنس گئے کہ اسے کیسے لکھیں؟ چنانچہ دونوں آسمان کی طرف چڑھے اور عرض کی: اے پروردگار! تیرے ایک بندے نے وہ کلام پڑھا ہے' سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اسے کیونکر لکھیں' اللہ تعالیٰ نے (باوجودیکہ وہ جانتا تھا کہ اس کے بندے نے کیا پڑھا) پوچھا: میرا بندہ کیا پڑھ رہا تھا؟ دونوں نے عرض کی: اے پروردگار! وہ یہ پڑھ رہا تھا: یَارَبِّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا یَنْبَغِیْ لِجَلَالِ وَجْھِکَ وَعَظِیْمِ سُلْطَانِکَ ۔ اللہ نے فرمایا: اسے یونہی لکھ لو جیسے میرے بندے نے پڑھا ہے' وہ جب مجھ سے ملے گا تو اس کا اجر میں خود اسے دے لوں گا۔ فرشتے ان الفاظ کا معنیٰ ہی نہ سمجھ سکے تھے۔

آپ نے فرمایا: جو شخص تین بار یہ پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ حَمْدًا یُّوَافِیْ نِعَمَہٗ وَیُکَافِئُ مَزِیْدَہٗ تو اس کی حفاظت پر مقرر فرشتے کہتے ہیں کہ اے پروردگار! تیرے اس بندے کے شکر کی تہ تک ہم نہیں پہنچ پائے (یا حمد کے بارے میں کہا) اور ہمیں پتہ نہیں چل رہا کہ اسے کیونکر لکھیں' اس پر اللہ تعالیٰ ان کے دل میں یہ بات ڈالے گا کہ اسے ویسے ہی لکھ لو جیسے میرے اس بندے نے پڑھا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! وہ کونسی دُعا ہے جسے میں اپنی نماز میں پڑھ لیا کروں؟ اس پر جبریل علیہ السلام اُترے اور عرض کی: نماز میں اس کے پڑھنے کے لئے یہ دُعا بہترین ہے:

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّہٗ وَلَکَ الْمُلْکُ کُلُّہٗ وَلَکَ الْخَلْقُ کُلُّہٗ وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ' اَسْأَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّہٖ۔

آپ فرماتے تھے: جو شخص یہ پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ تَوَاضَعَ کُلُّ شَیْءٍ لِعَظَمَتِہٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اسْتَسْلَمَ کُلُّ شَیْءٍ لِقُدْرَتِہٖ اور یہ پڑھتے ہوئے اللہ کے ہاں سے جو چاہے مانگے تو اللہ اس کے بدلے میں اس کے لئے ایک ہزار نیکیاں لکھتا ہے' ہزار درجے بلند فرماتا ہے اور اس کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دیتا ہے جو قیامت تک اس کے لئے بخشش مانگتے رہیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ ایک آدمی نے پڑھا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا تو فرشتے کے لئے اسے لکھنا بھاری ہو لیا' وہ بارگاہ الٰہی میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اسے یونہی لکھو جیسے میرے بندے نے پڑھا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے: جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کے لئے بہت سی رحمتیں لکھ دو۔ واللہ اعلم۔

فصل:

وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھنا

حضرت ابو موسےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھا کرو کیونکہ یہ اللہ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے چنانچہ حضرت مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ پڑھا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی ستر قسم کی تکلیفیں دور کر دیتا ہے جن میں کم سے کم فقیری اور محتاجی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص یہ کہا کرے: تو اس کی ننانوے مصیبتوں کا علاج ہو جاتا ہے جن میں سے ہلکی سی مصیبت غم ہوتا ہے۔

- آپ فرماتے تھے کہ جنت کے اس پودے کا کثرت سے ذکر کیا کرو: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔
- آپ نے فرمایا: جس شخص پر اللہ کا انعام ہو اور وہ چاہے کہ وہ ہمیشہ رہے تو کثرت سے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھا کرے اور جسے کوئی شخص قید کرلے اور کوئی شخص ایسا نہ مل سکے جو اس کی جان چھڑائے تو یہ پڑھے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ چنانچہ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ مجھے جب دشمن نے قید کرلیا تھا تو میں نے کثرت سے اسے پڑھنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے وہ بیڑی ٹوٹ گئی جس سے انہوں نے مجھے باندھ رکھا تھا' وہ بیڑی نیچے گر گئی اور میں ان کے شہر سے ان کے اونٹ لے کر اپنے شہر میں چلا آیا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

صبح وشام پڑھنے کے ذکر

رسولِ انور ﷺ نے فرمایا: جسے ریاء کے عذاب کا خوف رہتا ہو تو صبح وشام تین تین مرتبہ یہ پڑھا کرے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح وشام اسے پڑھا کرتے۔

- آپ نے فرمایا: سردار قسم کا استغفار یہ ہوتا ہے: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا

عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَااسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ چنانچہ رات کے وقت جو اسے پورے یقین کے ساتھ پڑھا کرے اور اسی رات فوت ہو جائے تو سیدھا جنت میں جائے گا اور انہی یقین رکھتے ہوئے اسے صبح کو پڑھے اور پھر اسی دن فوت ہو جائے تو بھی جنت میں داخل ہو گا۔

- آپ نے فرمایا: جو شام ہونے پر تین مرتبہ یوں پڑھے: اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تو اسے اس رات کوئی زہریلی چیز نقصان نہ دے سکے گی چنانچہ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم یہ دُعا اپنے گھر والوں کو سکھایا کرتے اور وہ رات کو پڑھ لیا کرتے' اسی دوران ان کی ایک لڑکی کو ڈنگ لگا لیکن اسے درد محسوس تک نہ ہو سکی۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص کو فالج ہو گیا' وہ اس حدیث کو روایت کیا کرتا تھا چنانچہ ایک آدمی اسے دیکھنے لگا تو مریض نے کہا: یہ حدیث سچی ہے' میں نے تمہیں کتنی ہی بار بتائی ہے لیکن میں خود نہ پڑھ سکا' اب اللہ جو چاہے گا' کرے گا۔

- آپ نے فرمایا: جو شخص صبح و شام سو سو مرتبہ یہ پڑھا کرے: سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ تو قیامت کے دن سو سو یا زیادہ مرتبہ اسے پڑھنے والے کے علاوہ ایسا کوئی شخص نہ ہو گا جو اس سے زیادہ فضیلت حاصل کر سکے۔
ایک اور روایت میں ہے کہ جو اسے صبح و شام سو سو مرتبہ پڑھے: سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ تو اس کے گناہ خواہ سمندر کی جھاگ جتنے ہی کیوں نہ ہوں' سب بخش دیئے جائیں گے۔

- آپ فرماتے تھے: جو شخص لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علٰی کلّ شیءٍ قدیر ایک دن میں سو مرتبہ پڑھا کرے تو ایسے ہو گا جیسے اس نے دس غلام آزاد کر دیئے' اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور سو گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور یہ اسے اس دن شام تک شیطان سے بچاؤ کا کام دے گی اور اسے زیادہ پڑھنے والے کے علاوہ قیامت کو کوئی شخص اس سے افضل نہ ہو گا۔

- آپ فرماتے تھے: جو صبح و شام یہ پڑھا کرے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ اُشْھِدُکَ وَاُشْھِدُ حَمَلَۃَ عَرْشِکَ وَمَلٰئِکَتَکَ وَجَمِیْعَ خَلْقِکَ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ تو اللہ تعالیٰ اس کا چوتھائی جہنم سے بچا لے گا' جو دو مرتبہ پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس کا آدھا حصہ جہنم سے بچائے گا' جو تین مرتبہ پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس کا تین چوتھائی حصہ آگ سے بچا لے گا لیکن اگر اس نے چار مرتبہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے پورے طور پر آزاد کر دے گا۔

- حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جو شخص صبح و شام اس دُعا کو سات سات مرتبہ پڑھا کرے گا حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ تو اللہ تعالیٰ اس کی چھوٹی بڑی (سچی

جھوٹی) ہر مشکل دور فرما دے گا۔

- آپ فرماتے تھے کہ جو شخص صبح و شام یہ دُعا پڑھا کرے گا: رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا وَّرَسُولًا تو یہ اللہ کے کرم کا ذمہ ہوگا کہ اسے ہر قیمت پر خوش کر دے گا۔

ایک اور روایت میں فرمایا: جو اسے تین مرتبہ پڑھے تو میں اس کا ذمہ دار ہوں گا' میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں لے جاؤنگا۔

- آپ نے فرمایا: جو شخص صبح ہونے پر یہ دُعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِّعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ تو گویا اس نے اس دن کا شکر ادا کر دیا اور جو رات ہونے پر بھی اسے پڑھے گا تو گویا اس نے اس رات کا شکر ادا کر دیا۔
- آپ فرماتے تھے: جو صبح اُٹھتے ہی بھلائی کا کوئی کام کرے اور یونہی شام کو کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندے کے درمیانی وقت والے گناہ نہ لکھنا۔
- آپ ہی نے فرمایا: جو صبح کے وقت ایک ہزار مرتبہ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھے تو یوں ہوگا کہ اس نے اپنا آپ اللہ سے خرید لیا (عذاب الٰہی سے بچ گیا) اور پھر شام ہونے تک وہ اللہ کی طرف سے آزاد ہو چکا ہوگا۔
- آپ فرماتے تھے: جو شام ہوتے ہی آیۃ الکرسی پڑھ لے تو صبح ہونے تک وہ جنّ کے شر سے بچا رہے گا اور صبح کو پڑھے گا تو شام تک اس کے شر سے محفوظ ہوگا۔
- آپ نے فرمایا: جو صبح و شام اسے پڑھے گا: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنْتَ تَهْدِيْنِیْ وَاَنْتَ تُطْعِمُنِیْ وَاَنْتَ تَسْقِيْنِیْ وَاَنْتَ تُمِيْتُنِیْ ثُمَّ تُحْيِيْنِیْ تو جو کچھ اللہ سے مانگے' وہ اسے دے گا۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا: جو مجھ پر دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام کو درود پڑھے گا' اسے قیامت کے دن میری شفاعت سنبھال لے گی۔
- آپ اپنے صحابہ کو سکھایا کرتے کہ صبح و شام یوں کہا کریں:

  يَاحَیُّ يَاقَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ لَاتَكِلْنَا اِلٰى اَنْفُسِنَا طَرْفَةَ عَيْنٍ وَاَصْلِحْ لَنَاشَاْنَنَا كُلَّهٗ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۝

- آپ نے فرمایا: جو شام کو پوری سورہ حٰم الدخان پڑھے اور سورہ حم غافر کی ابتداء سے اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ تک پڑھے' ساتھ ہی آیۃ الکرسی بھی پڑھے تو اللہ تعالیٰ صبح ہونے تک اس کی حفاظت کرائے گا اور جو صبح کے وقت پڑھ لے تو شام ہونے تک اس کی حفاظت کرائے گا۔
- آپ فرماتے تھے' جو بھی مسلمان صبح و شام یوں پڑھے: رَبِّیَ اللّٰهُ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو اللہ اس کے صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک کے گناہ بخش دے گا۔

- آپ بتاتے تھے کہ حفاظت پر مقرر فرشتے جب بھی کسی کے صبح و شام کے اعمال لے کر پیش ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی ابتداء اور آخر میں بھلائی کا کوئی کام دیکھتا ہے تو اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے: گواہ رہنا کہ میں نے اس کے دونوں وقتوں کے درمیانی وقت میں ہونے والے گناہ بخش دیے ہیں۔
- حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا روزانہ صبح و شام تین تین مرتبہ یوں پڑھا کرتے: اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَكَفَرْتُ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَاسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ چنانچہ رات کے وقت ایک شخص جبانہ کی طرف نکلا تو اسے بہت سا شور سنائی دیا' پھر چارپائی لائی گئی اور کوئی چیز آ کر اس پر بیٹھ گئی اور اس کا لشکر بھی جمع ہو گیا اور بلند آواز سے کہنے لگا کہ عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پکڑ کر کون لائے گا لیکن کسی نے کوئی جواب نہ دیا' اس نے لشکریوں سے پوچھا کہ رکاوٹ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ صبح و شام یہ دعا پڑھتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

فصل:

صبح و شام کے وہ ذکر جن کا کوئی وقت مقرر نہیں

رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ جو سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھتا رہے' ہر کام میں اسے وہی کافی ہونگی یعنی نوافل کی جگہ کام دیں گی شیطان اور آفتوں سے بچائے رکھیں گی۔

- آپ نے فرمایا: جو شخص رضاءِ الٰہی کے لئے رات کو سورۂ یٰسین پڑھا کرے تو اسے بخش دیا جائے گا اور جو رات کو قرآن کریم کی دس آیتیں پڑھ لے گا' وہ اللہ کے ذکر سے غافل لوگوں میں نہ لکھا جائے گا اور جو سو آیتیں پڑھے گا تو یوں ہو گا جیسے اس نے رات بھر اللہ کی فرمانبرداری کی' جو دو سو آیت پڑھے گا' وہ فرمانبرداروں ہی میں لکھ دیا جائے گا' چار سو آیتیں پڑھے گا تو عبادت گذاروں میں لکھا جائے گا' پانچ سو پڑھنے والا حافظوں میں لکھا جائے گا' چھ سو پڑھنے والا خشوع کرنے والوں میں لکھا جائے گا۔ آٹھ سو پڑھنے والا عاجزی کرنے والوں میں لکھا جائے گا اور جو ہزار آیتیں پڑھے گا تو اس کے لئے قنطار بھر اجر لکھا جائے گا' یہ بارہ سو اوقیہ کا ہوتا ہے اور اوقیہ بھر اجر اس ہر چیز سے بہتر ہوتا ہے جو آسمان و زمین کے درمیان ہے' یا فرمایا: ہر اس چیز سے بہتر ہوتا ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے اور جو قرآن کی دو ہزار آیتیں روزانہ پڑھتا ہے تو اسے ان لوگوں میں لکھا جائے گا جنہیں جنت میں ضرور داخل کیا جائے گا۔
- آپ فرماتے تھے کہ جو شخص روزانہ ایک مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پوری پڑھے تو قرض کو چھوڑ کر اس کے پچاس سال کے گناہ بھی بخش دیے جائیں گے۔

- آپ فرماتے تھے کہ جو سورۂ ملک روزانہ رات کو پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے عذابِ قبر نہیں دے گا۔
- آپ نے فرمایا: جو رات کے وقت فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا پڑھ لے تو عدن سے لے کر مکہ تک فرشتے بھرے دیکھے گا اور ہر طرف نور ہی نور ہو گا۔
- آپ نے فرمایا کہ جو رات کے وقت سورۂ واقعہ پڑھتا رہے گا' فاقہ میں نہ رہے گا اور مُسَبِّحات سورتوں (سَبَّحَ یا یُسَبِّحُ سے شروع ہونے والی) میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیت کا درجہ رکھتی ہے۔
- آپ نے فرمایا: جو رات کے وقت سورۂ الدّخان پڑھتا ہو گا تو صبح ہونے پر ستر ہزار فرشتے اس کے لئے بخشش کی دُعائیں مانگتے ہوں گے۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا: جو روزانہ سو مرتبہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھا کرے گا وہ کبھی بھی فاقہ میں نہ رہے گا۔
- آپ نے فرمایا: جو یہ پڑھتا رہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے چالیس ہزار نیکیاں لکھ دے گا۔
- آپ نے فرمایا: جو بھی شخص سو مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھتا رہے گا' جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے لائے گا تو اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہو گا اور پھر جس نے اتنا یا اس سے زیادہ مرتبہ اسے پڑھا' اس کے علاوہ کسی اور کا کوئی عمل اس سے افضل نہ ہو گا۔

اس سے پہلے باب صفۃ الصلوٰۃ میں ان وردوں کا ذکر ہو چکا ہے جو نمازوں کے بعد پڑھے جاتے ہیں لہٰذا انہیں ہم یہاں دہرائیں گے نہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

کچھ سورتوں کے فضائل کا ذکر

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ فاتحہ جیسی سورت نہ تو تورات میں اُتاری اور نہ ہی انجیل و زبور میں' اور نہ ہی قرآن میں یہ سات بار بار پڑھی جانے والی آیتیں ہیں جو مجھ پر اُتاری گئی ہیں۔

- آپ نے فرمایا کہ مجھے توراۃ کی جگہ قرآن کی ابتدائی سات لمبی سورتیں عطا کی گئی ہیں اور زبور کی جگہ تو سینکڑوں آیتیں ملی ہیں جبکہ انجیل کی جگہ سورۂ فاتحہ دی ہے اور مفصل کا اضافہ ہے۔

ایک روایت میں ہے فرمایا: ابتدائی ذکر کی صورت میں مجھے سورۂ بقرہ دی گئی جبکہ سورۂ طٰہٰ' طواسین' حوامیم (حٰمٓ والی) حضرت موسےٰ علیہ السلام کے صحیفوں سے لے کر دی گئیں جن میں مفصل اور زیادہ دی گئی۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ کو چار وہ آیات ملیں جن میں سے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو کوئی نہ ملی تھی جبکہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو صرف ایک آیت ایسی ملی جیسی حضرت محمد ﷺ کو نہ ملی چنانچہ جو چار آیات حضرت محمد ﷺ کو ملیں ان میں آیۃ الکرسی اور لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے سورۂ بقرہ کے آخر تک ہیں جبکہ موسےٰ علیہ السلام پر اُترنے والی آیت یہ تھی:

اَللّٰھُمَّ لَا تُوْلِجِ الشَّیْطَانَ فِیْ قُلُوْبِنَا وَخَلِّصْنَا مِنْہُ وَمِنْ کُلِّ شَرٍّ مِّنْ اَجَلِ اَنَّ لَکَ الْمَلَکُوْتِ وَالْاَبَدَ وَالسُّلْطَانَ وَالْمُلْکَ وَالْحَمْدَ وَالسَّمَاءَ الدَّھْرَ الدَّاھِرَ اَبَدًا اَبَدًا اَبَدًا ○

آپ نے فرمایا: شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جائے کیونکہ اس کی ہر آیت کے ہمراہ اَسّی اَسّی فرشتے اترتے ہیں اور پھر اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (آیۃ الکرسی) عرش کے نیچے سے نکال کر اس میں شامل کر دی گئی ہے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ عین اس وقت جب حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے' رسولِ اکرم ﷺ نے اوپر ایک آواز سنی' سر انور اُٹھا کر دیکھا تو فرمایا کہ آج آسمان کا وہ دروازہ کھلا ہے کہ آج تک نہیں کھلا' پھر اس میں سے ایک فرشتہ اُترا تو فرمایا کہ یہ وہ فرشتہ ہے جو آج تک زمین پر نہیں اُترا' اس نے سلام عرض کیا اور بتایا کہ آپ کو دو ایسے نوروں کی مبارک ہو جو اس سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے' ایک تو سورۂ فاتحہ اور دوسرے سوۂ بقرہ' اس میں سے جو حرف بھی آپ پڑھیں گے وہ آپ کو دیدیا جائے گا (یا اس کا اجر ملے گا) اور جو انہیں کسی گھر میں پڑھے گا تو تین راتوں تک شیطان اس کے قریب نہ جاسکے گا' پھر سورۂ بقرہ اور آلِ عمران اپنے پڑھنے والے کی بخشش کے لئے بھرپور درخواست پیش کریں گی' آیۃ الکرسی کی زبان اور دو ہونٹ ہوں گے' وہ عرش کے نزدیک اللہ کی حمد وثناء کرتی ہوگی' یہ اکیلی قرآن کے چوتھے حصے کے برابر ہے۔

آپ نے فرمایا: جو سورۂ کہف کی کوئی سی بھی دس آیتیں حفظ کر لے گا' وہ دجال سے بچا رہے گا۔

یہ بھی فرمایا کہ سورۂ یٰسین شریف قرآن کا دل ہے چنانچہ جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے' بخش دیا جاتا ہے' اسے فوت ہونے والوں کے پاس پڑھا کرو۔

آپ نے فرمایا کہ سورۂ ملک "مَانِعَۃٌ" اور "مُنْجِیَۃٌ" ہے جو اپنے پڑھنے والوں کو عذابِ قبر سے بچاتی ہے چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ یہ ہر مسلمان کے دل میں ہو۔

آپ فرماتے تھے: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ قیامت کے دن خوبصورت دکھائی دے تو اسے اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ' اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ اور اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ پڑھتے رہنا چاہئے۔

آپ فرماتے تھے کہ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ آدھے قرآن کا مرتبہ رکھتی ہے' قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ قرآن کے تہائی کا مرتبہ رکھتی ہے' قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ چوتھائی کا مرتبہ رکھتی اور یونہی اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ بھی چوتھائی کا مرتبہ

رکھتی ہے۔

- آپ نے فرمایا: کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو ہزار آیت روزانہ پڑھ سکے؟ صحابہ نے عرض کی: بھلا اس کی ہمت کس میں ہوگی؟ آپ نے فرمایا: کیا ممکن ہے کہ تم روزانہ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھ لیا کرو؟
- یہ بھی فرمایا: جو شخص قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ دس مرتبہ پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے محل بنا دیتا ہے' اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! یوں تو بہت سے محل بن جائیں گے' فرمایا: بہت سے ہی ہونے چاہئیں۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں ہم رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے کہ اس دوران سورج سفید رنگ میں چڑھا جس کی بہت سی نورانی شعائیں تھیں۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! سورج کو آج کیا ہے' بہت سی شعاعیں نکل رہی ہیں' اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام اُترے تو آپ نے ان سے پوچھا' جبریل نے بتایا کہ آج حضرت معاویہ بن معاویہ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مدینہ میں انتقال ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی خاطر دُعاؤں کے لئے ستر ہزار قسم کے فرشتے بھیجے ہیں' پوچھا: کس وجہ سے؟ انہوں نے عرض کی: اس لئے کہ یہ رات' دن' چلتے' کھڑے' بیٹھتے سورۂ قل ھو اللہ احد کثرت سے پڑھا کرتے تھے' یا رسول اللہ! آپ چاہیں تو میں زمین کو لپیٹ دیتا ہوں' آپ اس کا جنازہ پڑھ لیں' فرمایا: لپیٹ دو' چنانچہ ان کی چارپائی اُٹھائی گئی اور آپ نے انہیں دیکھ کر ان کی نماز جنازہ پڑھی۔
- آپ نے فرمایا: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کے ذریعے اللہ سے پناہ مانگا کرو' کیونکہ اس کے لئے ایسی کوئی اور سورت نہیں ملتی اور اگر ممکن ہو کہ نماز میں قل اعوذ برب الفلق نہ رہنے پائے' ایسا ضرور کیا کرو۔

خاتمہ

استغفار کا بیان

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ بنو اسرائیل میں سے اگر کوئی گناہ کرتا تو اس کے دروازے پر اس کا گناہ اور کفارہ لکھا ہوتا جس کی وجہ سے وہ شخص ذلیل ہو جاتا لیکن اس کے برعکس ہمیں ایک بہتر صورت دی گئی' یہ استغفار اور ذکر الٰہی ہے' پھر یہ آیت پڑھی:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ۝ (سورۂ آل عمران: ۱۳۵) الآیۃ

''اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں' اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں

اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے اور اپنے کیے پر جان بوجھ کر اَڑ نہ جائیں۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' ان کے سوا جنہیں میں نے بچا رکھا ہے' تم میں سے ہر ایک گناہ کیا کرتا ہے چنانچہ مجھ سے بخشش مانگا کرو' میں بخش دیا کروں گا' اے بندے! خواہ تمہارے گناہ آسمان تک جا لگیں' تم بخشش مانگو گے تو میں پھر بھی تمہیں بخش دوں گا' اے بندے! اگر تم زمین جتنے بھی گناہ کر کے' شرک سے بچ کر میرے پاس آ جاؤ گے تو میں تمہیں اتنی ہی بخشش دوں گا۔

- آپ نے بتایا کہ ابلیس نے کہا تھا: تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم! جب تک تیرے بندوں کے جسموں میں روح باقی ہے میں انہیں سیدھے راستے سے بہکاتا رہوں گا' اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے اپنی عزت و عظمت کی قسم! وہ جب تک مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے' میں بخشتا جاؤں گا۔
- آپ نے فرمایا تھا: کیا میں تمہیں گناہوں کا علاج نہ بتا دوں؟ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! بتا دیجئے' آپ نے فرمایا کہ تمہارا علاج استغفار ہے۔
- یہ بھی فرمایا: جو لازمی طور پر استغفار کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ہر غم اور تنگی سے اسے بچنے کا راستہ دیتا ہے اور وہاں سے رزق دیتا ہے جو اس کے خواب و خیال میں نہ تھا۔
- فرمایا: کتنا خوش نصیب ہے وہ جسے کے اعمالنامے میں بہت سا استغفار موجود ہو تو جو یہ چاہتا ہے کہ اپنا اعمال نامہ دیکھ کر خوش ہو اسے کثرت سے استغفار کرنا چاہئے۔
- آپ نے فرمایا: جو مومن مردوں اور عورتوں کے لئے استغفار کرتا ہے تو ہر مومن مرد و عورت کی گنتی کے مطابق اسے نیکی ملے گی۔

ایک اور روایت میں ہے: جو مومن مردوں اور عورتوں کے لئے روزانہ ستائیس مرتبہ یا فرمایا پانچ سو بیس مرتبہ استغفار کرتا ہے تو وہ ان لوگوں میں گنا جاتا ہے جن کی دعائیں قبول ہو جاتی ہیں اور ان میں شمار ہوتا ہے جن کی وجہ سے اہلِ زمین کو روزی ملتی ہے اور جو سورج غروب ہوتے وقت روزانہ ستر مرتبہ استغفار کرتا ہے' اسے جھوٹے لوگوں میں شمار نہیں کیا جائے گا اور جو رات کو ستر مرتبہ استغفار کرتا ہے' اسے غافلوں میں نہیں گنتے۔

- آپ فرماتے ہیں: جو مسلمان بھی گناہ کر لیتا ہے تو فرشتہ تین گھڑی وہیں رُکا رہتا ہے' اگر اس دوران وہ استغفار کر لیتا ہے تو وہ اسے بتاتا نہیں اور قیامت کے دن اسے عذاب نہیں دیا جائے گا۔
- آپ نے فرمایا: بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے' اب اگر وہ استغفار کر کے اسے مٹانا چاہے تو صاف کر دیا جاتا ہے لیکن اگر اور گناہ کرتا ہے تو وہ نکتہ اور زیادہ ہو جاتا ہے اور آہستہ آہستہ سارے دل پر چھا جاتا ہے چنانچہ یہی "رَان" ہے جس کا اللہ نے ذکر کیا ہے:

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ○ (سورۂ مطففین: ۱۴)

''کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے۔''

- آپ فرماتے تھے کہ لوہے کے زنگ کی طرح دلوں پر بھی زنگ چڑھ جاتا کرتا ہے جسے استغفار کے ذریعے اُتارا جا سکتا ہے۔
- آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یوں پڑھا کرے: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ تو اسے جنگ سے بھاگ جانے کی صورت میں بھی بخش دیا جاتا ہے' جو ہر نماز کے بعد پڑھتا رہتا ہے' اس کے سارے گناہ بخش دیے جاتے ہیں' جو ہر نماز کے بعد ستر مرتبہ اسے پڑھتا ہے تو جو جو گناہ وہ کر چکا' بخش دیے جاتے ہیں اور وہ اس وقت تک دنیا سے نہ جائے گا جب تک اپنی بیوی کو اور گھروں کو جنت میں نہ دیکھ لے گا۔
- آپ نے فرمایا: جو غلام اور لونڈی بھی دن بھر میں ستر مرتبہ اللہ سے استغفار کرتا ہے تو اس کے سات سو گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور پھر ایسا غلام اور لونڈی تو بڑے ہی گھاٹے میں ہیں جو سات سو سے بھی زیادہ گناہ کر بیٹھتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دو تین مرتبہ اپنے گناہوں کی دوہائی دیتے ہوئے وَ اذُنُوْبَاهُ کہنے لگا' اس پر رسولِ انور ﷺ نے اسے فرمایا: یوں پڑھو: اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِيْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ' اس نے یونہی پڑھا تو آپ نے فرمایا: جاؤ! تمہارے گناہ بخش دیے گئے۔

- حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کے اس فرمان:

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (سورۂ بقرہ: ۱۹۵)

''اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔''

کے متعلق فرمایا تھا کہ یہ وہ آدمی ہوتا ہے جو گناہ کر کے کہتا ہے کہ اللہ میرے گناہ نہیں بخشے گا۔

استغفار کی فضیلت میں بہت سی احادیث ملتی ہیں لیکن یہاں اتنی ہی کافی ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

واللہ اعلم۔

الحمد للہ آج ۹ جنوری ۲۰۰۸ء بروز بدھ پونے سات بجے شب جلد اوّل کے ترجمہ سے فارغ ہوا۔

سگ پیر سیال
شاہ محمد چشتی انصاری سیالوی قصور
بانی صدر بزم خوشنویساں ضلع قصور
049277204